

تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلو پیڈیا



الْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ فِي
الْفُتَاوَى الرَّضَوِيَّةِ

فتاویٰ رضویہ



جلد 24

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

تصنیف: اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

فہرست مضامین مفصل

لَهُو وَلَعِب

- | | | | | | |
|----|----|----|----|----|----|
| ۸۰ | ۸۰ | ۸۰ | ۸۰ | ۸۰ | ۸۰ |
| ۸۱ | ۸۱ | ۸۱ | ۸۱ | ۸۱ | ۸۱ |
| ۸۲ | ۸۲ | ۸۲ | ۸۲ | ۸۲ | ۸۲ |
| ۸۳ | ۸۳ | ۸۳ | ۸۳ | ۸۳ | ۸۳ |
| ۸۴ | ۸۴ | ۸۴ | ۸۴ | ۸۴ | ۸۴ |
| ۸۵ | ۸۵ | ۸۵ | ۸۵ | ۸۵ | ۸۵ |
| ۸۶ | ۸۶ | ۸۶ | ۸۶ | ۸۶ | ۸۶ |
| ۸۷ | ۸۷ | ۸۷ | ۸۷ | ۸۷ | ۸۷ |
| ۸۸ | ۸۸ | ۸۸ | ۸۸ | ۸۸ | ۸۸ |
| ۸۹ | ۸۹ | ۸۹ | ۸۹ | ۸۹ | ۸۹ |
| ۹۰ | ۹۰ | ۹۰ | ۹۰ | ۹۰ | ۹۰ |

- ۹۲ مسجد اقدس میں منبر کا بچایا جانا اور نعت کا سننا
انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے انکار نہ فرمایا۔
- ۹۲ حوالہ جات از کتب فقہاء۔
- ۸۵ آیت کریمہ ”ومن اعرض عن ذکری“ میں
اعراض عن الذکر سے کیا مراد ہے۔
- ۸۵ چلا کر ذکر کرنے والوں کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ
نے مسجد سے نکلوا دیا۔
- ۱۰۱ رقص و تمایل اور تالیوں کے ساتھ ذکر کی محفل
سے چلے جانے والوں پر آیت کریمہ ”ومن اعرض
عن ذکری“ کو منطبق کرنے والے نے کئی وجوہ
سے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا۔
- ۸۶ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم پر اقرار پابند ہونے والے کے لئے
وعید شدید۔
- ۸۶ شرع مطہر کی تحقیر کرنے والا اجماعاً قطعاً
کافر ہے۔
- ۸۸ تفسیر جلالین شریف یا کسی بھی دینی کتاب کی
توہین و تحقیر کا حکم۔
- ۸۸ قصص اپنے ظاہری معنی پر محمول ہوا کہتے ہیں۔
مسلمان پر بدگمانی حرام ہے۔
- ۹۰ بالتعین کسی شخص کی نسبت حکم تصنع و ریا۔
لگا دینے سے متعلق علامہ امام عبد الغنی نابلسی
علیہ الرحمہ کے طویل و جلیل کلام کا خلاصہ۔
- ۹۱ سب صوفیہ یکساں نہیں ہوتے۔
- ۹۱ آم کھا کر گٹھلیاں ایک دوسرے کو مارنا
منوع ہے۔
- ۸۵ مسجداقدس میں منبر کا بچایا جانا اور نعت کا سننا
انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے انکار نہ فرمایا۔
- ۸۵ لوگوں کو وعظ وغیرہ کا بخیر کی خبر کرنے کے لئے
نقارہ یا دھن بجانا جائز ہے۔
- ۸۵ رقص و تمایل کے حلقہ میں تالیاں بجاتے ہوئے
”الا اللہ“ کا ذکر کرنا کیسا ہے، اس انداز ذکر
کو ناپسند جاننے والوں کو اعراض ذکر کا طعنہ
دینے اور تفسیر جلالین کو ظاہری تفسیر کہہ کر حقارت
سے اس کا ذکر کرنے والے کا کیا حکم ہے۔
- ۸۶ حلقہ ذکر اگر بروجر دیا و سمعہ نہ ہو بلکہ خلص
لوجہ اللہ ہو تو امر محبوب ہے۔
- ۸۶ ذکر کے حلقے جنت کی کیاریاں ہیں۔
- ۸۶ رقص بروجر تصنع و ریا و حرام قطعی و
جرمہ فاحشہ ہے۔
- ۸۸ قرآنی میں رقص جائز نہیں۔
- ۸۸ براکھیل تماشہ کرنے والا مرد و الشہادۃ ہے
صوفیہ وغیرہ کے رقص و وجد سے متعلق طرغیہ محمدیہ
اور شامی کی عبارات۔
- ۹۰ تالیاں بجانا بھی وجہ مذکورہ پر ناجائز و ممنوع ہے
تالیاں بجانا عادات کفار میں سے ہے۔
- ۹۱ جو فعل حرام ہو اس میں شریک ہونا اور اس کا
تماشا دیکھنا بھی حرام ہے۔
- ۹۱ مغلوبین صادقین کا وجد و دولت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ
ہے۔

- ۱۱۱ مزاج کے طور پر چھلکے مارنا مباح ہے۔
 ۱۲۰ شرع میں فتنہ کی طرح داعی فتنہ بھی حرام ہے۔
 ۱۲۱ بزدلوں کے عرس پر شب کو آتش بازی کرنا اور
 ایصالِ ثواب کے لئے پکائے ہوئے کھانے کو
 لٹانا جس سے وہ پاؤں کے نیچے بھی آتا ہے
 شرعاً کیسا ہے۔
 ۱۱۲ تماشے اور شطرنج وغیرہ کھیلنے کے بارے میں
 کیا حکم ہے۔
 ۱۱۲ ڈھول اور سازنگی کے ساتھ قوالی حرام اور
 سننے والے گنہگار ہیں۔
 ۱۱۳ عرس میں ڈھول وغیرہ کے ساتھ قوالی کرانوالوں
 پر قوالوں اور حاضرین کا بھی گناہ ہے۔
 ۱۱۳ مزامیر کی حرمت پر احادیث کثیرہ بالغ بحد تواتر
 وارد ہیں۔
 ۱۱۵ احادیث صحاح مرفوعہ حکم کے مقابل بعض ضعیف
 قصے یا محتمل واقعے یا تشابہ پیش نہیں ہو سکتے۔
 ۱۱۵ اکابر سلسلہ عالیہ چشت کے اکابرین کو ام کے
 ارشادات در بارہ مزامیر۔
 ۱۱۶ شادی میں بغرض اعلانِ بندوقی چھوڑنا
 ممنوع نہیں۔
 ۱۱۹ رسالہ الکشف شافیا کی ایک عبارت
 کے حوالے سے استفتار۔
 ۱۱۹ حضرت امام غزالی اور شاہ محمد کاپوری علیہ الرحمہ
 میں سے کسی سے بھی منہ پر کپڑا ڈال کر ڈونمیں کا
 گانا ثابت نہیں، نہ ہرگز شہدائے مطہر میں
 اس کا پتا، نہ اصول شرع اس کے مساعد۔ ۱۲۰
 ۱۲۱ ضروری نہیں۔
 ۱۲۱ حرمتِ دواعی وقتِ افطار پر مقصود نہیں۔
 ۱۲۱ شرعاً مطہر منظر پر حکم دار فرماتی ہے اس کے بعد
 وجودِ منشاء حکم پر نظر نہیں رکھتی۔
 ۱۲۱ احکام فقہیہ میں غالب کا لحاظ ہوتا ہے، نادر
 کے لئے کوئی حکم جہاں نہیں کیا جاتا۔
 ۱۲۱ جبکہ منشاء تحریم داعی ہونا ہے اور اس میں ہر
 داعی مستقل توایک کی تحریم دوسرے کے وجود
 پر موقوف نہیں ہو سکتی۔
 ۱۲۲ ان الانسان حر لعلی ما منع۔
 ۱۲۳ نفس شے مبذول کی طرف اتنا نہیں کھینچا جتنا
 ممنوع کی طرف۔
 ۱۲۳ بندگانِ نفس کو نظرِ اجنبیہ میں نظرِ علیہ سے زیادہ
 لذت آتی ہے۔
 ۱۲۳ منعِ اجلب للشوق ہے۔
 ۱۲۴ تین وقتوں میں نماز حرام ہونے کی حکمت۔
 ۱۲۴ کچھ عرصہ وحی کے رکنے میں حکمت۔
 ۱۲۴ اصواتِ فتنہ کی حرمت کی وجہ۔
 ۱۲۴ سماع کن شرائط کے ساتھ جائز ہے ایک جامع فتویٰ ۱۲۴
 علم موسیقی کے تعلم میں وقت ضائع کرنا
 صامعین کا کام نہیں۔
 ۱۲۴ ہر شے کا علم مطلقاً کیسی ہی ہو عین کمال
 ہے۔

- ۱۲۷ ممنوع رعایت موسیقی ہے۔
- ۱۲۷ رعایت فعل اختیاری ہے۔
- ۱۲۷ فعل اختیاری کو قصد لازم ہے۔
- ۱۲۷ قصد بے علم ناممکن ہے۔
- ۱۲۷ سماع کے بارے میں شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے ایک شعر کے حوالے سے سوال۔
- ۱۲۷ اقل و نا اہل کا تفرقہ سماع مجرد میں ہے نہ کہ مزامیر میں۔
- ۱۲۸ کیا قوال غذائے روح ہے یا غذائے نفس اور دونوں میں فرق۔
- ۱۳۰ غذائے روح کی پہچان
- ۱۳۰ صوفی بے علم شیطان کا مسخرہ ہے۔
- ۱۳۲ اللہ تعالیٰ نے کسی جاہل کو اپنا ولی نہیں کیا۔
- ۱۳۲ بغیر علم کے خدا کو نہیں پہچانا جاسکتا۔
- ۱۳۲ کسی خلاف شرع مجلس میں شریک ہو کر کھانا کھانا جائز نہیں۔
- ۱۳۳ کون سا سماع قادریہ و چشتیہ سب کے نزدیک جائز ہے۔
- ۱۳۳ ہارمونیم، ستار اور گراموفون کے بارے میں فتویٰ۔
- ۱۳۴ گانا مع مزامیر مطلقاً ناجائز ہے۔
- ۱۴۰ جس کی بارات میں کثرت سے باجے، روشنی اور گھوڑے ہوں اس کا نکاح شرعاً ہوتا ہے یا نہیں اور ایسی بارات میں شرکت سے گناہ ہوگا یا نہیں۔
- ۱۲۷ اوقات سرور میں دف جائز ہے بشرطیکہ اس میں جھانج نہ ہوں اور نہ ہی موسیقی کے تال کسر پر بجایا جائے ورنہ ممنوع ہوگا۔
- ۱۳۷ علماء و سرداران پر ہدایت و نصیحت فرض ہے
- ۱۳۷ اہل معاصی کے ساتھ قطع تعلق میں سلف صالحین کے مسلک مختلف رہے ہیں اور مصالح دینیہ کی رعایت سے دونوں صورتیں جائز ہیں۔
- ۱۳۷ تقریب شادی میں خلاف شرع مراسم کا عام رواج ہو تو اس میں نہ جانے کا التزام شرعاً محمود ہے۔
- ۱۳۸ مزامیر کی حرمت پر دلائل
- ۱۳۸ حرام ہر حال میں حرام رہے گا۔
- ۱۳۹ تھینڈر اور نانک وغیرہ کا تماشا دیکھنا حرام ہے۔
- ۱۳۹ فاسق معین کو پیر بنانا حرام ہے۔
- ۱۳۹ جو مزامیر کو بالاعلان حلال کہتا ہے اس کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے۔
- ۱۴۰ مزامیر کو حلال کہنے والے کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔
- ۱۴۰ معازف کا لفظ جو حدیث میں مذکور ہے سب باجوں کو شامل ہے۔
- ۱۴۰ معازف مزامیر سے عام ہے (کیونکہ مزامیر ان باجوں کو کہتے ہیں جو مزے سے بچائے جاتے ہیں)
- ۱۴۰ نے (بالفسری) مزامیر میں سے ہے۔
- ۱۴۱ شادی میں دف کی اجازت کی تین شرطیں۔
- ۱۴۱ شادی میں ڈھول ممنوع ہے۔

- ۱۴۷ محرم میں تعزیر داری اور سینہ کو بی حرام ہے۔
 ۱۴۸ گنجھ، تاش، بھگور منوع ہیں۔
 ۱۴۹ شطرنج جائز نہیں مگر چھ شرطوں سے۔
 ۱۵۰ ہنود کے میلے میں جانا حرام ہے مگر نکاح نہیں
 ٹوٹا جب اسے اچھا نہ جانے۔
 ۱۴۱ فاسق ملعن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی
 واجب الاعداء ہے۔
 ۱۴۲ چہلم میں باجے کا اہتمام کرنے کے لئے چندہ لینا
 کیسا ہے۔
 ۱۴۳ تخت تعزیر خود ناجائز ہے، اس میں باجے
 حرام و حرام ہیں۔
 ۱۴۴ رسالہ مسائل سماع
 (متصفو زمانہ کی مجلس سماع و سرود کا شرعی حکم
 جس میں راگ و رقص و مزامیر اور معازف ہر قسم
 کے ہوتے ہیں)
 ۱۴۵ پانچ سوالات متعلقہ سماع پر مشتمل استفتاء
 ۱۴۶ جواب سوال اول
 ۱۴۷ جہاز فانوس اور شامیانہ فروق وغیرہ فی انفسہا منظور نہیں
 جب تک کسی منکر شرعی کے ساتھ منضم نہ ہوں۔
 ۱۴۸ ایک عجیب حکایت
 ۱۴۹ زینت بباح بنیت بباح مطلقاً اسراف نہیں۔
 ۱۵۰ اسراف حرام ہے۔
 ۱۵۱ زینت بر وجہ قبیح یا بنیت قبیح نہ ہو تو حلال ہے
 ۱۵۲ حلال و حرام ایک نہیں ہو سکتے۔
 ۱۵۳ ہمیں شوق قلوب، تطلع غیوب اور اسارت ظنون
 ۱۴۱ حکم نہیں۔
 ۱۴۲ کوئی مجلس اگر فی نفسہ منکرات شرعیہ پر مشتمل نہ ہو تو
 ۱۴۳ عموم اذن اور شمول دعوت میں حرج نہیں۔
 ۱۴۴ بعض باتیں اختلاف مقاصد یا تنوع احوال سے
 ۱۴۵ حسن و قبح میں مختلف ہو جاتی ہیں۔
 ۱۴۶ سماع مجرد اہل کو مفید اور نا اہل کو مضر ہے۔
 ۱۴۷ بعض باتیں بوجہ وقت و غرض افہام قاصرہ پر
 ۱۴۸ موجب فتنہ ہوتی ہیں۔
 ۱۴۹ مجلس و عظ و پسند بلحاظ پابندی حدود شرعیہ جس قدر
 ۱۵۰ عام ہوگی نفع تام ہوگا۔
 ۱۵۱ مزامیر محررہ منکر و حرام ہیں۔
 ۱۵۲ سماع مجرد کو اولیاء کا ملین نے صرف اہل پر
 ۱۵۳ محدود فرمایا ہے۔
 ۱۵۴ کون سا سماع حلال ہے۔
 ۱۵۵ سماع با مزامیر کے بارے میں حضرت خواجہ
 ۱۵۶ محبوب الہی علیہ الرحمہ کے فرمودات۔
 ۱۵۷ حرمت مزامیر کے بارے میں احادیث
 ۱۵۸ حد تو اتنی پر ہیں۔
 ۱۵۹ سماع مزامیر کی نسبت اکابر چشت کی طرف کرنا
 ۱۶۰ دروغ بیفروغ ہے۔
 ۱۶۱ متصفو کے تمسکات باطلہ کا اجمالی جواب۔
 ۱۶۲ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے سامنے متحمل
 ۱۶۳ اور محکم کے مقابل متشابہ واجب ترک ہے۔
 ۱۶۴ قول و حکایت فعل میں برابری نہیں۔
 ۱۶۵ محرم و بیح مساوی نہیں۔

- ۱۵۸ موسیقی کا ہلکا درجہ لغو و فضول ہے۔
- ۱۵۰ ہوس پرستی کا علاج کسی کے پاس نہیں۔
- ۱۵۸ وحدۃ الوجود اور حقائق و دقائق تصوف جس طرح
- ۱۵۸ صوفیہ صادق مانتے ہیں ضرور حق ہیں۔
- ۱۵۰ بہت سے حقائق تصوف کو آج کل کے مولوی
- ۱۵۸ اور پر بھی نہیں سمجھ سکے تہ جائیکہ عوام۔
- ۱۵۱ اقل درجہ رقص کا مکروہ ہے۔
- ۱۵۱ رقص معنی متعارف ناچ مطلقاً ناجائز ہے۔
- ۱۵۱ وجد کون سا جائز اور کون سا ناجائز ہے۔
- ۱۵۱ وجد کے حکم شرعی کے بارے میں ائمہ کرام و فقہاء
- ۱۵۹ عظام کے ارشادات۔
- ۱۶۰ تنہائی و خلوت میں بنیت محمودہ و جدائد کرام میں
- ۱۵۲ مختلف فیہ ہے۔
- ۱۵۳ بالجملہ وجد صوفیاء کرام طالبین صادق اصلاً
- ۱۵۶ محل طعن نہیں۔
- ۱۶۰ جواب سوال دوم
- ۱۶۲ تحریمات اباطیل کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ
- ۱۶۲ والسلام کی طرف سوادب ہے۔
- ۱۶۲ مغلوبین حال کے احوال، اقوال، افعال اور
- ۱۶۲ اعمال نہ قابل استناد ہیں نہ لائق تقلید۔
- ۱۵۸ مثنوی معنوی کے چند اشعار
- ۱۶۲ جواب سوال سوم
- ۱۵۸ بدیہیات دینیہ سے ہے کہ اولاً عقائد اسلام و
- ۱۶۲ سنت پھر احکام طہارت و نماز و غیرہ یا ضروریات
- ۱۶۲ شرعیہ سیکھنا سکھانا فرض ہے، انھیں چھوڑ کر
- ۱۶۲ کسی مستحب و پسندیدہ علم میں وقت ضائع کرنا
- ۱۶۲ حرام ہے۔
- ۱۵۸ ضمیمہ لہو و لعب
- ۱۶۲ ناجائز کام کو بطور تماشا دیکھنا بھی حرام ہے۔
- ۱۶۲ ہندوؤں کے باجا وغیرہ بجانے سے متعلق
- ۱۶۲ مسلمانوں کو ان سے مصالحت کی ایک
- ۱۶۲ صورت۔

- ۱۷۰ خطبہ نکاح سنت ہے۔
- ۱۷۰ خطبہ ختم قرآن مستحب ہے۔
- ۱۷۰ انواع کلام ممنوع۔
- ۵۵۷ بے ضرورت شرعیہ دوسرے کی بات کاٹنا
- ۱۷۰ ممنوع ہے جبکہ وہ علم شرعی کے ذکر میں ہو۔
- ۱۷۱ مسند وعظ اصل مسند حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔
- ۱۷۱ معنی وعظ
- ۱۷۱ علماء انبیاء کے وارث ہیں
- نائب جب مسند نیابت پر ہو تو اس دربار کی
- ۱۷۲ توہین اصل سلطان کی توہین ہے۔
- ۱۷۲ تحت علم تعزیر وغیرہ سب ناجائز ہیں۔
- ۱۷۲ ناجائز کام کو بطور تماشا دیکھنا بھی حرام ہے
- ۱۷۲ جس کام کا کرنا حرام اس پر خوشی منانا بھی حرام ہے۔
- ۱۷۲ بچوں اور عورتوں کو ناجائز کام کرنے یا اس کا تماشا دیکھنے کی اجازت دینا گناہ ہے۔
- ۱۷۲ سلسلہ اولیاء کرام میں کسی عالم سنی العقیدہ متصل السند شیخ کے ہاتھ پر داخل ہونا برکت عظیمہ ہے۔
- ۱۷۳ نیکی سے رزق بڑھتا ہے اور عمر میں برکت ہوتی ہے۔
- ۱۷۳ بھیک مانگنے کے لئے فقیر بنانا حرام ہے۔
- ۱۷۳ سود خوری، شراب نوشی اور بیع لحم خنزیر وغیرہ منہیات شرعیہ کی حرمت بیان کرنے والے
- ہندوؤں کی بارات میں جانا، ان کو اپنی بارات میں بلا کر ڈھول وغیرہ بجانا اور ناچنا کیسا ہے۔
- ۲۲۵ قوالی مع مزامیر سننا کسی شخص کو جائز نہیں۔
- ۵۱۰ گانا اور مزامیر سننا ہے۔
- ۵۵۷
- ### امر بالمعروف ونہی عن المنکر
- قدرت کے باوجود ناقوس بجانے سے منع نہ کرنے والا گنہگار ہے۔
- ۱۷۷ ازالہ منکر بقدر قدرت فرض ہے۔
- ۱۷۷ شرعی مجرم کو پناہ دینے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔
- زید حتی الامکان اوامر الہی بجا لاتا ہے مگر نواہی کا مرتکب بھی ہوتا ہے تو کیا حکم ہے۔
- ۱۷۸ معصیت کے جواب میں آیت کریمہ ان الحسنات یذہبن السیئات کو دستاویز بنانا جاہل مغرور کا کام ہے۔
- ۱۷۸ عالم دین کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا بندگان خدا کو دینی نصیحتیں دینا جسے وعظ کہتے ہیں ضرور اعلیٰ فرائض دین سے ہے۔
- ۱۷۸ حاضرین کا ادب و خاموشی و رجوع قلب کے ساتھ وعظ کو سننا دینی فرض ہے۔
- ۱۷۹ وعظ میں دست اندازی کرنا، غل مچانا، گایان بکنا مذہبی توہین اور عادت کفار ہے۔
- ۱۷۹ ہر خطبہ کو سننا فرض اور اس میں غل کرنا حرام ہے۔

- عالم دین سے قطع تعلق کرنے اور مخالفت کرنیوالے
ظالم ہیں۔ ۱۷۳
- ہندوؤں کے باجا وغیرہ بجانے سے متعلق مسلمانوں
کو ان سے مصالحت کی ایک صورت۔ ۱۷۴
- عورتوں کا کرتی پہننا کیسا ہے۔ ۱۷۵
- ماں کو کرتی پہننے سے روکنے کے لئے سختی کرنا
کیسا ہے۔ ۱۷۵
- ضمیمہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر**
- علماء و سرذاران پر ہدایت و نصیحت فرض ہے۔ ۱۳۷
- امر بالمعروف ونہی عن المنکر ضرور بنصوص قاطعہ
قرآنیہ اہم فرائض دینیہ سے ہے اور بحال وجوب
اس کا تارک آثم و عاصی ہے۔ ۱۴۰
- امر بالمعروف ونہی عن المنکر واجب، کب
غیر واجب اور کب اس کے ترک کی ترغیب ہے
جس شخص کے گھر کی عورتیں گودنا گودتی ہوں اور وہ
منع نہ کرتا ہو وہ قابل طاعت و لائق ترک ہے۔ ۳۴۳
- بیماری اور علاج معالجہ**
- (بیمار پر سی، تیمارداری، دوا، علاج، بھار پھونک،
طبابت، اسقاط حمل، مصنوعی و انت وغیرہ)
مرض نے دوا نہ کی اور مر گیا تو کیا حکم ہے،
گنہگار ہو گیا یا نہیں۔ ۱۷۷
- کھانا کھانے کی قدرت کے باوجود نہ کھائے
اور بھوک سے مرجائے تو گنہگار ہوگا۔ ۱۷۷
- طوائف مرضیہ اگر مطب آئے تو اس کا علاج کرنا کس
صورت میں معصیت و اعانت معصیت ہوگا
اور کس صورت میں نہ ہوگا۔ ۱۷۸
- ہر جاندار کی نفع رسانی میں اجر ہے۔ ۱۷۸
- مزدور گر بچے کی تعمیر کے لئے کام کرے تو اس
میں کوئی حرج نہیں۔ ۱۷۹
- اہلبیت سے متعلق ایک شعر کو دافع و با سمجھ کر
پڑھنے کے بارے میں سوال۔ ۱۸۰
- محبوبان خدا سے توسل ٹھوڑا ہے۔ ۱۸۰
- عدد و نافی زیادت نہیں۔ ۱۸۰
- علم و نشان مہمل اور ان سے توسل یا ظل ہے
اشبہ توسل دعا ہے اور دعا کا طریقہ
اختصاف ہے۔ ۱۸۰
- دفع مرض ہیضہ کے لئے میدان میں اذان دینا
کیسا ہے۔ ۱۸۱
- بکری کے کان میں سورۃ یوسف اور سورۃ تبارک اللہ
پڑھ کر دم کرنا، اس کو مکان کے چاروں طرف
چکر لگوانا پھر ذبح کر کے سب کو کھلانا کیسا ہے
ذکر الہی کے فضائل ۱۸۱
- سات کے عدد کو دفع ضرر و آفت میں ایک
تاثیر خاص ہے۔ ۱۸۳
- جماعت میں برکت ہے۔ ۱۸۴
- دعائے مجمع مسلمین اقرب بقبول ہے۔ ۱۸۴
- جہاں چالیس مسلمان صالح ہوں ان میں ایک
ولی اللہ ہوتا ہے۔ ۱۸۴

- ۱۸۵ نفل جماعت کثیرہ کے ساتھ مکروہ ہے۔
 شیرینی یا کھانا فقرار کو کھلانا صدقہ، اقارب کو
 کھلانا صلہ رحم اور اجاب کو کھلانا ضیافت ہے
 اور تینوں جائز، موجب نزول رحمت و دفع بلاہ
 و مصیبت ہیں۔
- ۱۸۵ فضائل صدقہ و ضیافت و صلہ رحمی۔
 و بار کی صورت میں جانور کے کان میں سورۃ یس
 و سورۃ ملک پڑھ کر چھونکنا اور اس کو گادوں کے
 گرد گھمانا نیز شرعی خمسۃ اطفی بہا الہ
 لکھ کر آویزاں کرنا کیسا ہے۔
- ۱۸۸ مرض چھپک میں ٹیکہ لگوانا باذن اللہ نفع بخش ہے۔
 بیماری میں اصحاب توکل کیا کرتے ہیں۔
- ۱۸۸ طاعون والی جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے سے
 متعلق سوال۔
- ۱۸۹ حدیث فرار عن الطاعون کو مخدوش و مجروح اور
 اس کے راویوں کو مجبول و غیر ثقہ کہنے والا جاہل
 یا گمراہ ہے۔
- ۱۹۰ حدیث طاعون کی ایک غلط تاویل کا زور و ارزو۔
 رسالہ سکن الشجون کا مصنف مجبول ہے۔
- ۱۹۱ آیت کریمہ وَلَا تَلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ
 کا مصداق و مطلب۔
- ۱۹۱ طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہی ہے جیسا
 جہاد سے بھاگنے والا۔
- ۱۹۱ ایک شخص کا مصمم ارادہ تھا کہ اہل و عیال کو
 کسی دوسری جگہ منتقل کرے اتنے میں طاعون
- ۱۸۵ شروع ہو گیا اب انتقال کی اجازت ہوگی
 یا نہیں۔
- ۱۹۲ ڈاکٹری دوا سیال جس میں شراب کا جز ہو
 حکیم مریض کو استعمال کرائے، جائز ہے یا
 نہیں، حکیم پر گناہ ہے یا نہیں۔
- ۱۸۵ برانڈی کا استعمال مریض کو جائز ہے یا نہیں۔
 شراب مطلقاً حرام اور پیشاب کی طرح
 نجس ہے۔
- ۱۹۳ اقیون اور بھنگ وغیرہ کا شرعی حکم۔
 کوئین وغیرہ کی طرح خشک دوا مضائقہ نہیں
 رکھتی جبکہ اس میں کسی حرام کا غلط نہ ہو۔
- ۱۹۳ مصنوعی دانت لگانے میں حرج نہیں۔
 کسی چیز کی حقیقت جانے بغیر اس کی نجاست
 کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔
- ۱۹۴ سونے کا تالو عورتوں کو مطلقاً جائز ہے اور
 مردوں کو بضرورت چاندی اور ایلومینیم کی تالو
 کا حکم۔
- ۱۹۵ سونے کی مصنوعی ناک لگائی جاسکتی ہے۔
 شفاخانہ کی دوا استعمال کرنے کا کیا
 حکم ہے۔
- ۱۹۵ اہل ہندو سے بیماری کی دوا کرنا کیسا ہے
 عملیات یعنی تعویذات وغیرہ کتابوں سے کرنا
 حق ہے یا باطل۔
- ۱۹۶ تعویذات میں غیر معلوم المعنی الفاظ استعمال
 کرنے کی اجازت نہیں۔

- ۱۹۶ محبت و تسخیر کے لئے تعویذات کا حکم۔
نفس عمل یا تعویذ میں کوئی امر خلاف شرع ہو
یا مقصود میں تو ناجائز و رنہ جائز ہے۔
- ۱۹۷ مرد اپنی زوجہ کا جنازہ اٹھا سکتا ہے۔
چار مہینے سے قبل مجبوری کی حالت میں استعاظِ محل
جائز، اس کے بعد ناجائز۔
- ۱۹۸ کافر کو مضمحل تعویذ دینا جائز ہے مگر نہ دیا جائے
شراب حرام بھی ہے اور نجس بھی، اس کا خارج
بدن پر لگانا بھی ناجائز ہے۔
- ۱۹۹ آئینِ حرام ہے نجس نہیں، خارج بدن پر
اس کا استعمال جائز ہے۔
- ۲۰۰ بچے کو سنانے یا رونے سے باز رکھنے کے لئے
آئین دینا حرام ہے۔
- ۲۰۱ بستی میں طاعون کی بعض علامات شروع
ہو گئی ہیں، اور ابھی کسی کی موت واقع نہیں
ہوئی ہے۔ ایسی صورت میں وہاں سے نکل
جانے کی اجازت ہے یا نہیں۔
- ۲۰۲ یہ کہنا کہ نقل مکانی اور تبدیل آب و ہوا ایک
گو نہ علاج ہے، کیسا ہے۔
- ۲۰۳ کتنے میت کا جنازہ اکٹھا ہو سکتا ہے۔
نابالغ لڑکی اور لڑکے کا جنازہ بالغ کے ساتھ
ہو سکتا ہے یا نہیں، اگر ہو سکتا ہے تو
دعائیں کیسے پڑھی جائیں۔
- ۲۰۴ لڑکا اور لڑکی نابالغ تھے ان کی شادی ہو گئی،
پھر لڑکی بیوہ ہو گئی، تو کیا عقدِ ثانی کے بارہ
میں مدت لیا جائے گا یا نہیں، اگر مدت
لیا جائے گا تو کب تک۔
- ۲۰۵ طاعون سے بھاگنے والے کیلئے وعید آکا ذکر
- ۱۹۷ دم کرنا جائز ہے۔
ایسی دوائی پینا جس میں اسپرٹ کی ملاوٹ ہو
جائز ہے یا نہیں۔
- ۱۹۸ اسپرٹ شراب کی ایک قسم ہے جو انتہائی
تیز ہونے کی وجہ سے تنہا پینے کے قابل
نہیں۔
- ۱۹۹ برطانیہ سے منگوائی جانے والی شرابوں میں
اسپرٹ کے قطرات ملائے جاتے ہیں۔
- ۲۰۰ اسپرٹ حرام ہونے کے علاوہ ناپاک
بھی ہے۔
- ۲۰۱ احیاء سنت پر شہیدوں کا ثواب۔
زید کے پاس نسخہ مردانگی (قوت باہ) کا
ہے، عمرو کو اس کی سخت ضرورت ہے، مگر
زید نہ تو اس کو نسخہ بتاتا ہے اور نہ ہی بنا کر
دیتا ہے، وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس سے
لوگ اگر حرام کرینگے تو مجھے گناہ ہوگا، اس کا
یہ خیال کیسا ہے۔
- ۲۰۲ جس محلہ یا جس شہر میں طاعون ہو وہاں کے
باشندے کسی دوسرے مقام پر نقر من قضا اللہ
الی قضا اللہ کے خیال سے جا سکتے ہیں
یا نہیں۔
- ۲۰۳
- ۲۰۴

- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طاعون کے سبب شام نہ جانے کا واقعہ۔ ۲۰۴
- کون طبیب اہل ہے اور کون نا اہل۔ ۲۰۵
- اہل طبیب کب پیشہ طبابت ترک کر سکتا ہے۔ ۲۰۵
- نا اہل کو طبابت میں ہاتھ ڈالنا حرام ہے۔ ۲۰۶
- بعض اوقات تشخیص یا علاج میں غلطی واقع ہونا منافی اہلیت نہیں۔ ۲۰۶
- انسبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام غلطی سے معصوم ہیں۔ ۲۰۶
- ہاتھ کے علاج کے بارے میں سوال جو اقویٰ کی مدافعت کرے وہ اضعف کی بدرجہ اولیٰ کرے گا۔ ۲۰۶
- رجعت عمل کیا چیز ہے۔ ۲۰۶
- تعویذات احادیث اور ائمہ قدیم و حدیث سے ثابت ہیں۔ ۲۰۷
- اثر تعویذ کے منکر کو حضرت شاہ ابوسعید الخیر کا جواب۔ ۲۰۷
- جاہل کو طبیب بننا حرام ہے۔ ۲۰۷
- استقاط حمل کیسا ہے اور ایسا کرنے والا قاتل ہوگا یا نہیں۔ ۲۰۷
- عورت کو ہاتھ کرنا کیسا گناہ ہے، اور اس گناہ کی معافی ہے یا نہیں۔ ۲۰۷
- سرطان کھانا حرام ہے۔ ۲۰۸
- شراب کو بدن پر ملنا بھی حرام ہے۔ ۲۰۸
- جان حلال دواؤں سے بھی بچ سکتی ہے اگر ۲۰۸
- اللہ تعالیٰ کو بچانا منظور ہے، ورنہ حرام دوائیں سوائے گناہ کے کچھ اضافہ نہ کریں گی۔ ۲۰۸
- پوشیدہ طور پر مسلمان کو حرام کھلانے والا سخت گنہگار ہے۔ ۲۰۸
- احادیث کو یہ متواترہ سے ثابت ہے کہ طاعون مسلمان کے لئے شہادت و رحمت ہے۔ ۲۰۸
- بیس حدیثوں سے تائید۔ ۲۰۹
- رسالہ الحق المجتلی فی حکم البستلی (جذامی کے پاس اٹھنے بیٹھنے اور اسکی خدمتگزاری و تیمارداری کے باعث ثواب ہونے کا بیان) ۲۱۵
- قرید کا خون جو پیش کھا رہا ہے بلکہ ایک دو اعضا بگڑ گئے، ایسے شخص کے بارے میں اطباء حکم دیتے ہیں کہ اس کے ساتھ کھانا پینا اور اٹھنا بیٹھنا منع ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ شرع شریف کا ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے۔ ۲۱۵
- جذام کے مریض سے متعلق متعدد احادیث۔ ۲۱۶
- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معیقب نامی صحابی کو جو جذامی تھے اپنے ساتھ کھانا کھلایا۔ ۲۲۱
- حضرت معیقب کا جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مہینے اطباء سے علاج کرایا۔ ۲۲۲
- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جذامی کو اپنے پاس بٹھایا اور اس کے ساتھ آپ نے ۲۰۸

- ۲۲۳ کھانا کھایا۔
نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک حدیث امی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالے میں رکھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ پر تکیہ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے۔
- ۲۲۳ مفضل بن فضالہ بصری ضعیف ہے اور مفضل بن فضالہ مصری اس سے اوٹ و اشہر ہے۔
- ۲۲۴ لیس بالقوی اور لیس بقوی میں بڑا فرق ہے۔
- ۲۲۵ پندرہویں حدیث کے رواۃ کی جرح و تعدیل
- ۲۲۵ حدیث لا عدوی کے مختلف طسوق پر محدثانہ گفتگو۔
- ۲۲۹ اکتیسویں حدیث پر گفتگو اور یہ حدیث دونوں مضمونوں کی جامع ہے۔
- ۲۳۳ بتیسویں حدیث پر محدثانہ گفتگو
- ۲۳۴ حکم مسئلہ کے بارے میں مصنف علیہ الرحمۃ کی تحقیقی مختلف احادیث میں تطبیق
- ۲۳۴ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی مجذوموں کے ساتھ عملی کارروائی سے ثابت ہوتا ہے کہ بیماری متعدی نہیں۔
- ۲۳۴ بیماری متعدی (عدوی) ہونے کا خیال باطل ہے۔
- ۲۳۴ اثبات عدوی کی احادیث اس درجہ عالیہ صحت پر نہیں جس پر احادیث نفی ہیں۔
- ۲۳۹ ہشیم اور شریک مدلس ہیں۔
- ۲۳۹ تخمین مثل تبیین نہیں۔
- ۲۲۹ کوئی حدیث ثبوت عدوی میں نص نہیں۔
- ۲۲۹ جذا میوں کو تیز نگاہ سے نہ دیکھو، حدیث چہام کا مغل بھی ہے۔
- ۲۲۹ حدیث ششم میں کہ ان ثقتی سے فرمایا پلٹ جاؤ تمھاری بیعت ہوگئی، متعدد وجوہ رکھتی ہے۔
- ۲۴۰ حدیث ہفتم کی توجیہ
- ۲۴۱ حدیث ہشتم کا مطلب
- ۲۴۱ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال
- ۲۴۲ حدیث نہم میں چار وجوہ
- ۲۴۲ حدیث یازدہم و دوازدہم کی توجیہ۔
- ۲۴۲ تیرھویں حدیث سے عدوی کی یخ کنی اور اس کا بے اصل ہونا ظاہر ہے۔
- ۲۴۲ اکتیسویں حدیث کی توجیہ۔
- ۲۴۳ حدیث دوم، سوم، پنجم اور دہم قابل استدلال نہیں ہیں۔
- ۲۴۳ حدیث اول پر کسی طریقوں سے بحث اور گفتگو: طریق اول، حدیث اول کے ثبوت میں کلام، یہ طریقہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے۔
- ۲۴۳ متعدد احادیث کا حوالہ
- ۲۴۳ دوم، مجذوم وغیرہ سے بھاگنے کی حدیث منسوخ ہیں احادیث نفی عدوی نے انھیں منسوخ کر دیا۔
- ۲۴۸ سوم، بھاگنے کا حکم اس لئے کہ وہاں ٹھہریں تو ان پر نظر پڑے گی جس سے مفاسد عجب و تحقیر

- ایذا پیدا ہوں گے۔ ۲۵۰
- چہارم، امر فرار اس لئے ہے کہ اس کی بدبو ۲۵۰
- وغیرہ سے ایذا نہ پائیں۔ ۲۵۰
- پنجم، مذہب جمہور کہ دوری و فرار کا حکم وسوسہ ابلیس ۲۵۰
- اور اعتقاد باطل سے بچانے کے لئے ہے۔ ۲۵۰
- امام ابو جعفر طحاوی کے مناقب ۲۵۱
- تفضل علی الطحاوی۔ ۲۵۱
- التوفیق بین الحدیثین ۲۵۳
- بزرگم اطباء رسات بیماریاں متعدی ہیں۔ ۲۵۵
- اقوال خمسہ مذکورہ کے مطابق عدوی باطل محض ہے ۲۵۶
- اور جلیل اللہ صحابہ و ائمہ کا یہی مذہب ہے۔ ۲۵۶
- طریق سادس و سابع ۲۵۷
- ثامن۔ ۲۵۹
- دو صحیح حدیثوں میں تطبیق ۲۶۴
- مقتبہ عدوی پر ہماری طرف سے حجت اول، ثانیاً ۲۶۶
- بالجملہ مذہب معتد و صحیح و ترجیح و ترجیح یہ ہے کہ جذام ۲۶۶
- کھجلی، چھچک اور طاعون وغیرہما اصلاً کوئی متعدی ۲۶۶
- امراض نہیں ہیں۔ ضعیف الیقین لوگوں کو ان سے ۲۶۶
- دور رہنے کا حکم استجابی ہے۔ ۲۸۱
- عورت اپنے جذامی شوگر، مہتری سے منع نہیں ۲۸۱
- کر سکتی۔ ۲۸۲
- جذامی شوہر سے عورت کو قسح نکاح کی درخواست ۲۸۲
- کاحی نہیں۔ ۲۸۲
- علماء کا اتفاق ہے کہ مجذوم کے پاس اٹھنا بیٹھنا ۲۸۲
- مباح اور اس کی خدمتگزاری موجب ثواب ہے ۲۸۲
- رسالہ تیسیر الماعون للمسکن فی الطاعون ۲۸۵
- (جہاں طاعون کی مرض پیدا ہو جائے وہاں کے ۲۸۵
- باآشندوں سے متعلق حکم شرعی) ۲۸۵
- طاعون کے خوف سے مقام طاعون سے فرار کرنا ۲۸۵
- کیسا ہے۔ ۲۸۵
- جواز فرار مانا جائے تو حدیث فرار عن الطاعون ۲۸۵
- جو بخاری میں عبد الرحمن بن عوف سے مروی ہے ۲۸۵
- کے کیا معنی ہوں۔ ۲۸۵
- در صورت عدم جواز فرار عن الطاعون کس درجہ ۲۸۵
- کی معصیت ہے، کبیرہ یا صغیرہ۔ ۲۸۵
- گناہ صغیرہ یا کبیرہ پر اصرار کرنے والا شرعاً ۲۸۵
- کیسا ہے۔ ۲۸۵
- جان کے خوف کے سبب طاعون سے بھاگنے ۲۸۵
- والے کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔ ۲۸۵
- طاعون سے بھاگنے والا اور اس کی ترغیب ۲۸۵
- دینے والا کیا ایک درجہ کے گنہگار ہیں یا کم ۲۸۵
- یا زیادہ۔ ۲۸۵
- جو طاعون سے فرار کو بمقابلہ حدیث حرمت فرار ۲۸۵
- صرف جائز ہی نہیں بلکہ احسن سمجھتا ہو وہ شرعاً ۲۸۵
- کیسا ہے۔ ۲۸۶
- کیا حدیث صحیح کے مقابلہ میں کسی صحابی کا قول یا ۲۸۶
- فعل قابل تفسید ہے۔ ۲۸۶
- کیا قولی حدیث پر فعل صحابی کو ترجیح دی جاسکتی ہے؟ ۲۸۶
- بخوف طاعون حفظ صحت کا خیال کرتے ہوئے ۲۸۶
- طاعونی آبادی سے فرار کر کے اسی آبادی کے ۲۸۶

- مضافات و فنار میں سکونت اختیار کرنے والا
 فرار عن الطاعون کی حرمت والی حدیث کی وعید
 میں آتا ہے یا نہیں۔
- ۲۸۶ طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے۔
 طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہی ہے جیسے جہاد
 میں کافروں کے مقابلے سے بھاگنے والا۔
- ۲۸۷ طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے۔
 جہاد میں کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنے والے کیلئے
 وعید شدید۔
- ۲۸۸ طاعون والی جگہ باہر والوں کو جانا نہیں چاہئے
 اور طاعونی آبادی والوں کو وہاں سے بھاگنا
 نہیں چاہئے۔
- ۲۸۹ طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے اور کبیرہ پر
 اصرار اسے سخت ترکبیرہ کر دیتا ہے۔
- ۲۹۰ طاعون سے فرار کی ترغیب دینے والا قرار کرنا
 سے اشد وبال میں ہے۔
- ۲۹۱ طاعون سے فرار گناہ میں احکام الہیہ سے معارضہ کی وہ شاک
 نہیں جو برعکس حکم شرع نہی عن المعروف و امر بالمعکر
 میں ہے۔
- ۲۹۲ طاعون سے فرار کبیرہ ہے اور اس کی ترغیب
 دینا سخت ترکبیرہ، اور دونوں فاسق ہیں۔
- ۲۹۳ طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے اور اس کے پیچھے نماز
 پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔
- ۲۹۴ طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے اور اس کے پیچھے نماز
 پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔
- ۲۹۵ طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے اور اس کے پیچھے نماز
 پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔
- ۲۹۶ طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے اور اس کے پیچھے نماز
 پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔
- ۲۹۷ طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے اور اس کے پیچھے نماز
 پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔
- ۲۹۸ طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے اور اس کے پیچھے نماز
 پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔
- ۲۹۹ طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے اور اس کے پیچھے نماز
 پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔
- ۳۰۰ طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے اور اس کے پیچھے نماز
 پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

- تمام الفاظ احادیث میں صرف طاعون سے بھاگنے پر وعید شدید ہے اور صبر کر کے ٹھہرے رہنے کی ترغیب و تاکید ہے شہر، محلے یا حوالی شہر کی کوئی قید نہیں۔
- ۲۹۹ طاعون واقع ہونے کی صورت میں اپنے شہر میں تین وصفوں کے ساتھ ٹھہرے۔
- ۳۰۲ خامسا،
- ۲۹۹ حدیث میں فرار عن الطاعون کو میدان جہاد کے مماثل قرار دینے سے استدلال۔
- ۳۰۲ سادسا،
- ۲۹۹ فرار عن الطاعون کو حرام قرار دینے کی ایک حکمت صرف طاعون ہی نہیں ہر وبائی مرض سے بھاگنا منع ہے۔
- ۳۰۰ فائدہ
- ۳۰۰ فرمان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ میرے پاس جبرائیل بخارا اور طاعون لائے ہیں نے بخارا مدینہ میں رہنے دیا اور طاعون ملک شام کو بھیج دیا، طاعون میری امت کیلئے شہادت رحمت ہے۔
- ۳۰۵ حدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی لشکر شام کی طرف بھیجتے تو دو باتوں پر یکساں بیعت لیتے، ایک یہ کہ دشمنوں کے نیزوں سے نہ بھاگنا اور دوسرا یہ کہ طاعون سے نہ بھاگنا۔
- ۳۰۱ فرار عن الطاعون کی ترغیب دینے والا ان کا بدخواہ ہے خیر خواہ نہیں۔
- ۳۰۱ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ماں باپ سے بڑھ کر امت پر مہربان ہیں۔
- تمام الفاظ احادیث میں صرف طاعون سے بھاگنے پر وعید شدید ہے اور صبر کر کے ٹھہرے رہنے کی ترغیب و تاکید ہے شہر، محلے یا حوالی شہر کی کوئی قید نہیں۔
- جو فصل و حرکت طاعون سے بھاگنے کے لئے ہوگی اگرچہ اسی شہر کے محلوں میں ہو تو وہ ضرور اس وعید و تہدید میں داخل ہوگی۔
- ثانیاً،
- حدیث ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے استدلال۔
- طاعون کو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے رحمت بنا دیا۔
- طاعون میں صابر ہو کر اپنے گھر میں ٹھہرنے والے کو شہید کے برابر ثواب ملتا ہے۔
- ثالثاً،
- حدیث مسند احمد اور حدیث بخاری میں اصلاً اختلاف نہیں۔
- حدیث بخاری میں فی بلدہ اور حدیث احمد میں فی بیتہ بر سبیل تنازع یکمشت اور یقع دونوں سے متعلق ہیں۔
- جس کے شہر میں طاعون واقع ہوا وہ اس شہر سے اور جس کے خود گھر میں واقع ہوا وہ اپنے گھر سے نہ بھاگے۔
- شہر یا گھر سے بھاگنا لازم ممنوع نہیں بلکہ طاعون کی وجہ سے بھاگنا منع ہے۔

- ۳۱۱ پندرہ دلائل۔
- ۳۱۲ کافر حد درجہ کا ظالم ہے۔
- ۳۱۲ وہ اسی مشرک کی مانند ہے۔
- ۳۱۳ اچھے اور بُرے ہم نشین کی مثال۔
- ۳۱۴ اثر ار کے پاس بیٹھنے سے آدمی نقصان اٹھاتا ہے۔
- ۳۱۴ آدمی کو اس کے ہم نشین پر قیاس کرو۔
- ۳۱۴ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب و اہلبیت کو بُرا کہنے والوں سے قطع تعلق کا حکم ہے۔
- ۳۱۴ حجیرت اہل ہے کہ ساتھ کھانا موثرِ محبت و وداد ہوتا ہے۔
- ۳۱۵ کفار کی موالات سب قاتل ہے۔
- ۳۱۵ صحبت قطعاً موثر ہے اور طبیعتیں سراقہ اور قلوب متقلب ہیں۔
- ۳۱۸ تاثیر صحبت سے متعلق مولانا رومی کے اشعار
- ۳۲۰ شیعہ کے ساتھ برتاؤ کرنا جائز ہے یا نہیں بد مذہب کی محبت آگ ہے اور صحبت ناگ ہے۔
- ۳۲۰ رافضی کو امام بنانا، اس کے ساتھ کھانا پینا اور بچوں کو اس سے تعلیم دلوانا جائز ہے یا نہیں۔
- ۳۲۱ سادات اہل تشیع کے یہاں کی نیاز وغیرہ اہل سنت و جماعت کو لینا کیسا ہے۔
- ۳۰۶ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امت کے سب سے بڑے خیر خواہ ہیں۔
- ۳۰۶ طاعون کو آگ اور زلزلے پر قیاس کرنا باطل ہے۔
- ۳۰۶ طاعون کو آیت کریمہ "ولا تلقوا ابایدیکم الی التہدکۃ" کے تحت داخل سمجھنا وسوسہ محض ہے
- ۳۰۶ علی بن زید بن جعدان مستند علماء میں سے نہ تھا بعض نے اس کو شیعہ و رافضی کہا ہے۔
- ۳۰۸ تنبیہ نبیہ
- ۳۰۸ جس طرح طاعون سے بھاگنا حرام ہے اس کے لئے وہاں جانا بھی ناجائز و گناہ ہے۔
- ۳۰۸ تقدیر الہی سے بھاگنا اور بلا الہی کا مقابلہ کرنا دونوں ممنوع ہیں۔
- ۳۰۸ توکل معارضۃ اسباب کا نام نہیں۔
- ۳۰۸ اگر فردو مقابلہ کی نیت نہ ہو تو طاعونی شہر میں آنا جانا کیسا ہے۔
- ۳۰۸ ان حدیثوں کا مطلب جو طاعونی شہر میں جانے یا وہاں سے بھاگنے کی ممانعت پر مشتمل ہیں۔
- ۳۰۹ صحبت موالات محبت و عدوت
- ۳۱۱ کفار کے ساتھ بے تکلفانہ کھانے پینے والے مسلمانوں کا شرعاً کیا حکم ہے۔
- ۳۱۱ کافروں سے مخالفت اور ان کے ساتھ ہم پیالہ ہم نوالہ ہونے سے احتراز چاہئے۔
- ۳۱۱ مخالفت کفار کی ممانعت پر قرآن و حدیث سے

- اہل تشیع کی نیاز کو حرام بتا کر منع کرنے والا ٹھیک کرتا ہے۔ ۳۲۳
- ان مسلمانوں پر افسوس ہے جو مسلمانوں کی مخالفت میں ہندوؤں کا ساتھ دیں۔ ۳۲۳
- غیر مسلموں کی نفی بڑھانے اور ان کا ساتھ دینے والوں کی مذمت احادیثِ کریمہ سے۔ ۳۲۳
- ہندوؤں کی بارات میں جانا، ان کو اپنی بارات میں بلا کر دھول وغیرہ بجانا اور ناچنا کیسا ہے۔ ۳۲۵
- ہندو کو مزدوری پر لینا اور مزدوری کی خوراک لینا جائز ہے۔ ۳۲۵
- دلی انس کسی کافر سے حرام ہے، ظاہری میل جول سے بھی اجتناب کیا جائے۔ ۳۲۵
- کافر مرتد مبتدع اور بد مذہب کو بے ضرورت ابتداءً بسلام حرام اور ان سے مخالفت بھی حرام۔ ۳۲۶
- ضرورت میں ممنوع کاموں کو مباح کر دیتی ہیں۔ ۳۲۷
- ایک شخص گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے اور نیک کام بھی کرتا ہے اس کے ساتھ میل جول کا کیا حکم ہے؟ ۳۲۷
- دو مختلف وجہوں سے محبت و بغض جمع ہو سکتے ہیں۔ ۳۲۷
- فاسق سے بغض حقیقتاً اس کے فعل کی طرف راجع ہے نہ کہ اس کی ذات کی طرف۔ ۳۲۷
- چند ذیل قوم سے متعلق سوال جو ہندوؤں جیسے افعال کرتے ہیں۔ ۳۲۸
- قادیانی سے مسجد کے لئے پیسے نہ لئے جائیں۔ ۳۲۸
- قادیانیوں کے گھر جا کر کھانا کھانا حرام ہے۔ ۳۲۸
- وہابی اور شیعہ سے دلی نفرت رکھتے ہوئے ضروری بات چیت میں حرج نہیں۔ ۳۲۹
- غیر مقلدوں، شراب خوروں اور چند و بازوں کی طرف داری کرنا بد مذہبی اور گناہ ہے۔ ۳۲۹
- وہابی غیر مقلد کے گھر شادی کرنا، اس کے ساتھ نماز پڑھنا اور اس کے گھر کھانا کیسا ہے؟ ۳۲۹
- کفار سے مولات و تولی کیسی، مولانا حاکم علی صاحب کی طرف سے استفتا۔ ۳۳۰
- مولات و مجرد معاملہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ۳۳۱
- دنیوی معاملات سوامتہ کے کسی سے ممنوع نہیں اس کی چند مثالیں۔ ۳۳۱
- حوالہ جات از کتب اسلاف ۳۳۱
- ظلم و اندامِ مسلم و ہجرانِ وقط**
- گائے ذبح کرنے پر عمرو نے زید سے جھگڑا کیا اور اس کے خلاف نالش کر دی، عسکر و کا یہ فعل شرعاً کیسا ہے۔ ۳۳۷
- تحت محرم کے لئے چندہ نہ دینے والے کے خلاف برادری کا مقاطعہ غلط اور گناہ ہے۔ ۳۳۸
- مالِ یتیم زبردستی اپنے صرف و خرچ میں لانیوالا ظالم، فاجر، مرتکب کبیرہ اور مستحق عذاب نار ہے۔ ۳۳۹
- قبولِ عمل و عبادت ہر شخص کا حق سبحانہ و تعالیٰ کا اختیار ہے۔ ۳۳۹
- یتیم کا مال غصب کر کے مالی عبادت کرنا مقبول نہیں ۳۳۹

- ۳۴۵ مال حرام سے حج کرنا۔
 ۳۴۶ مال یتیم پر قبضہ جانے والا فاسق ہے جس سے
 ۳۴۷ ابتداء بسلام ناجائز ہے، مسلمانوں کو اس
 ۳۴۸ کے ساتھ میل جول نہیں رکھنا چاہئے۔
 ۳۴۹ کسی شخص کو توہین کے ساتھ کہنا کہ یہ شخص قوم کا
 ۳۵۰ جولاہہ ہے، کیسا ہے۔
 ۳۵۱ طینۃ الجنّال کیا ہے۔
 ۳۵۲ شنی سید کی بے توقیری سخت حرام ہے۔
 ۳۵۳ تعظیم سادات سے متعلق احادیث
 ۳۵۴ سید کی تحقیر بوجہ سیادت کرنے والا کافر ہے،
 ۳۵۵ اس کے پیچھے نماز باطل ہے۔
 ۳۵۶ بلا دلیل شرعی کسی کو کہنا کہ یہ صحیح النسب نہیں
 ۳۵۷ اس کی سزا اشی کوڑے ہے۔
 ۳۵۸ محمد و فی القذف کی شہادت ہمیشہ کو مردود ہے
 ۳۵۹ ایذائے مسلم حرام ہے۔
 ۳۶۰ جس شخص کے گھر کی عورتیں گودنا گودتی ہوں اور
 ۳۶۱ وہ منع نہ کرتا ہو وہ قابل ملامت و لائق ترک ہے
 ۳۶۲ ولد الزنا کے ساتھ کھانا اور بشرط علم اس کے
 ۳۶۳ پیچھے نماز دونوں درست ہیں۔
 ۳۶۴ اس طور پر ولد زنا کو حرامی کہنا جس میں
 ۳۶۵ اس کو ایذا ہو جائے نہیں۔
 ۳۶۶ بہن اور چچ دونوں ذی رحم محرم ہیں کسی سے
 ۳۶۷ قطع تعلق جائز نہیں۔
 ۳۶۸ لوگوں پر ظلم کرنے والا اور ناحق ان کا مال
 ۳۶۹ کھا جانے والا مستحق عذاب نار و لعنت
- ۳۴۵ پروردگار ہے۔
 ۳۴۶ ظلم کا مددگار نظام ہے۔
 ۳۴۷ ظالم کے مددگاروں پر فرض ہے کہ توبہ کریں۔
 ۳۴۸ مظلوم کی دادرسی پر قادر ہونے کے باوجود
 ۳۴۹ نہ کرے تو اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے
 ۳۵۰ حکم شرع سن کر گناہ پر ڈٹ جانا استحقاق
 ۳۵۱ عذاب نار ہے۔
 ۳۵۲ اپنی اولاد سے قطع رحمی کرنے والے شخص کے
 ۳۵۳ واسطے کیا حکم ہے۔
 ۳۵۴ تا فرمان اور بد مذہب اولاد کو چھوڑ دینا
 ۳۵۵ قطع رحم نہیں۔
 ۳۵۶ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے
 ۳۵۷ ایک بیٹے سے طر بجز کلام نہ فرمایا۔
 ۳۵۸ حضرت مولوی معنوی قدس سرہ نے اپنے ایک
 ۳۵۹ بیٹے کے جنازہ میں شرکت نہ کی۔
 ۳۶۰ ایک شخص نے اپنی بیٹی کو شوہر کے پاس جانے
 ۳۶۱ سے روک رکھا ہے اور خدا و رسول کا واسطہ
 ۳۶۲ دینے پر بھی روانہ نہیں کرتا، تو اس کے بارے
 ۳۶۳ میں کیا حکم ہے۔
 ۳۶۴ ایذا رسانی کے جواب میں ایذا رسانی کا
 ۳۶۵ شریعت کہاں تک حکم دیتی ہے۔
 ۳۶۶ جھوٹ و غیبت و بد عہدی وغیرہ
 ۳۶۷ بد عہدی کی ایک صورت سے متعلق سوال۔
 ۳۶۸ اپنا حق مردہ زندہ کرنے کے لئے پہلو داریا

- ۳۵۲ کرنا جائز ہے، اس کی چند مثالیں۔
 ۳۵۳ جہاں پہلو دار بات سے کام نہ چلے وہاں دفع ظلم و
 ۳۵۳ احیاء حق کے لئے صریح کذب کیسا ہے۔
 ۳۵۳ جو شخص دو بلاؤں میں گرفتار ہو وہ آسان کو اختیار
 کرے۔
 ۳۵۳ حوالہ جات
 ۳۵۳ اگر کسی امر کا وعدہ مستحکم حلف شرع محمدیہ سے
 کرے تو اس کے خلاف کرنا کیسا ہے۔
 ۳۵۵ خود جھوٹ بولنا اور دوسرے کو مجبور کر کے جھوٹ
 بولانا کیسا گناہ ہے۔
 ۳۵۶ امام کو گزند پہنچانے کے لئے جو شخص پچھم حقارت
 عوام میں اس کی توہین و بھوکرے اس پر
 کیا کفارہ ہے۔
 ۳۵۸ غیبت زنا سے سخت تر ہے۔
 ۳۵۸ غیبت حرام ہے مگر مواضع استثناء میں۔

ضمیمہ دعویٰ و قضا و شہادت

- ۳۵۶ راکھیل تماشہ کرنے والا مرد و الشہادۃ ہے ۸۸
 ۳۵۶ محد و فی القذف کی شہادت ہمیشہ کو مرد و ۳۴۲
 ۳۵۸ زنا کی تمت لگانے والا مرد و الشہادۃ ہے ۳۸۷
 ۳۵۸ تصویر اکر پکڑا بنا کر فروخت کرنے والے کی گواہی مرد و ۵۵۹

حسن سلوک و حقوق العباد

- ۳۶۵ (ہدایا و تحائف وغیرہ کا لین دین)
 ۳۶۵ طوائف کے تحائف قبول کرنے کے بار میں استفتا
 ۳۶۵ رتہ دیوں کے مال پانچ قسم پر ہیں، پانچوں کی
 ۳۶۵ تفصیل اور احکام۔
 ۳۶۱ حقیقی اور سوتیلی ماں کے حقوق میں زمین و
 ۳۶۸ آسمان کا فرق ہے۔
 ۳۶۱ حقیقی ماں کو ایذا دینی معاذ اللہ و رسول کو
 ۳۶۱ ایذا دینی ہے۔

دعویٰ و قضا و شہادت

- ۳۵۹ پکھریوں کو عدالت و منصفی اور حاکم کو عادل و
 منصف کہنے اور کاغذ دعویٰ و جواب دعویٰ کی
 تصدیق وغیرہ سے متعلق چھ سوالات پر مشتمل استفتا
 ۳۶۱ سکوت علی المنکر کب حرام ہے اور کب نہیں۔
 ۳۶۱ وارثی منڈانا شرعاً حرام ہے۔
 ۳۶۱ کاغذ دعویٰ و جواب دعویٰ کی تصدیق سے مراد
 کیا ہوتی ہے۔
 ۳۶۱ نقل بالمعنی میں وسعت عظیم ہے۔

- ۳۶۸ پر کے مرید پر اور مرید کے پر پر کیا کیا حقوق ہیں۔
تفصیل حقوق اللہ و حقوق العباد سے متعلق سوال کا جواب۔
- ۳۶۹ والدین کے اولاد پر حقوق
اولاد کے والدین پر حقوق
اگر والد سے بیٹے کا حق ادا کرنے میں کوتاہی ہوگئی تو پھر بھی والد کے حقوق بیٹے پر سے ساقط نہ ہوں گے۔
- ۳۷۰ بیوی کے شوہر پر حقوق۔
شوہر کے بیوی پر حقوق۔
کسی کی بیوی سے زنا کیا، شوہر کو بتائے بغیر کس طرح معاف کرا سکتا ہے۔
- ۳۷۱ حقوق العباد کو جب تک صاحب حق معاف نہ کرے معافی نہ ہوگی۔
غیر کی عورت سے زنا کرنے والا اس عورت سے معافی لینا چاہتا ہے اس کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟
حقوق اللہ معاف ہونے کی دو صورتیں ہیں، اول توبہ، دوم عفو الہی۔
حقوق العباد معاف ہونے کی دو صورتیں ہیں، پہلی صورت، جو قابل ادا ہے ادا کرنا ورنہ ان سے معافی چاہنا۔
دوسری صورت، صاحب حق معاوضہ لئے بغیر معاف کر دے۔
اولیائے مزنیہ سے معافی مانگنا کب ضروری ہے اور کب نہیں۔
- ۳۷۲ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک سائل کو ٹکڑا عطا فرمایا اور ایک کو باعساز کھانا کھلایا۔
عالم دین و پیشوا کو برادری سے میل جول اور جائز تقریبات میں شرکت ممنوع نہیں۔
صاحب نصاب وقادری علی الاکتساب کو صدقہ واجب لینا جائز نہیں۔
نظر مستتب جل و علا پر رکھ کر جائز اسباب رزق کا اختیار کرنا ہرگز منافی توکل نہیں۔
توکل ترک اسباب کا نام نہیں بلکہ اعتداد علی الاسباب کا ترک ہے۔
ذمہ زید حقوق العباد ہوں تو کفارہ یا سبکدوشی کی کیا صورت ہے۔
عورت پر مرد کے اور مرد پر عورت کے کیا حقوق ہیں۔
شوہر کا حق عورت پر ماں باپ سے بھی زیادہ ہے۔
قیامت میں مطلق حقوق العباد کے مواخذہ و

- تصفیہ سے متعلق احوال و آثار وارد ہیں۔ ۳۸۱
- جائوروں کی خصوصیت ذمی کی خصوصیت سے اور ۳۸۲
- ذمی کی خصوصیت مسلمان کی خصوصیت سے زیادہ سخت ہے۔ ۳۸۱
- رسالہ شرح الحقوق لطرح العقوق۔
- (والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق کی تفصیل اور ان کی ادائیگی کے طریقے) ۳۸۳
- چار مسائل پر مشتمل ایک استفتاء مسئلہ اولیٰ ۳۸۳
- نافرمان بیٹے باپ کی کل جائداد پر قبضہ کر لیا اور باپ کی تذلیل و توہین کا مرتکب ہوا وہ کہاں تک گنہگار ہے۔ ۳۸۳
- باپ کی توہین کرنے والا فاسق، فاجر، مرتکب کبائر اور عاق ہے۔ ۳۸۳
- باپ کے نافرمان کے لئے وعید ات شدیدہ۔ ۳۸۴
- والد کے گستاخ کے لئے سخت وعید پر مشتمل اکیس حدیثیں۔ ۳۸۴
- مسئلہ ثانیہ ۳۸۴
- سوتیلی ماں کا کیا حق ہے اور اس پر تہمت لگانے والے سوتیلے بیٹے کا کیا حکم ہے۔ ۳۸۶
- کسی مسلمان پر تہمت لگانا حرام قطعی ہے خصوصاً تہمت زنا۔ ۳۸۶
- تہمت زنا لگانے والے کو انشئ کوڑے لگتے ہیں۔ ۳۸۷
- زنا کی تہمت لگانے والا مرد و الشہادت ہوتا ہے۔ ۳۸۷
- سوتیلی ماں کی تعظیم و حرمت لازمی ہے۔ ۳۸۷
- حقیقی ماں کی طرح سوتیلی ماں بھی حرام ابدی ہے۔ ۳۸۷
- باپ کے تعلقداروں کے ساتھ بھلائی کی تاکید مسئلہ ثالثہ ۳۸۷
- اولاد پر حق پدر زیادہ ہے یا حق مادر۔ ۳۸۷
- ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کی تاکید۔ ۳۸۸
- احادیث کریمہ سے ثبوت کہ ماں کا حق باپ کے حق سے زائد ہے۔ ۳۸۸
- خدمت میں ماں اور تعظیم میں باپ زائد ہے ۳۸۹
- مسئلہ رابعہ ۳۹۱
- مابین زن و شوہر حق زیادہ کس کا ہے اور کہاں تک۔ ۳۹۱
- زوج پر سب سے بڑا حق شوہر کا ہے یعنی ماں باپ سے بھی زیادہ۔ ۳۹۱
- والدین کے فوت ہو جانے کے بعد اولاد پر لاگو ہونے والے بارہ حقوق کی تفصیل۔ ۳۹۱
- فوت شدہ والدین کے حقوق سے متعلق اکیس احادیث۔ ۳۹۳
- ماں کے حق کے بارے میں صحابی کا سوال اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جواب۔ ۴۰۲
- عاق الوالدین کی امامت، اس کے ساتھ معاملات اور اس کے لئے تعزیر شرعی سے متعلق استفتاء۔ ۴۰۲

- اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کو ستانا اکبر الکبائر ہے۔
- والدین کو ستانے والے کے لئے احادیث میں سخت وعیدیں۔
- تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے۔
- تین شخصوں کے فرض و نفل اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔
- والدین کو ستانے والا اور ان کو گالی دینے والا ملعون ہے۔
- مآں کو ناراض کرنے والے کی زبان پر وقت نزع کلمہ جاری نہ ہوا۔
- عوام بن حوشب ائمہ تبع تابعین میں سے ہیں ان کا انتقال ۱۲۸ھ میں ہوا۔
- مآں کے گستاخ کا سبق آموز واقعہ۔
- کاذب و سارق کی امامت مکروہ تحریمی ہے
- مآں کے گستاخ کے پیچھے نماز سخت مکروہ، مکروہ تحریمی قریب مجرام واجب الاعداء ہے۔
- عاق الوالد الدین کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا منع ہے بلکہ اس سے بغض و نفرت رکھنا چاہئے۔
- مآں باپ کو ستانے والا سخت سے سخت لعنہ کا مستحق ہے۔
- سرقہ اگر شہادت شرعیہ سے ثابت ہو جائے تو حاکم اس سارق کا ہاتھ کلانی سے کاٹ دے گا۔
- ہندہ نے مرض الموت میں اپنے شوہر زید کو بلا کر اپنے تمام حقوق اس کو معاف کر دئے اور زید نے بھی جملہ حقوق ہندہ کو معاف کر دئے، تو اس صورت میں زید کے تمام حقوق اور ہندہ کے حقوق غیر مالیہ معاف ہو گئے مگر ہندہ کے حقوق مالیہ کی معافی اس کے ورثہ کی اجازت پر موقوف ہوگی۔
- کیا مقروض کے لئے یہ کافی ہے کہ قرض خواہ کے لئے مجھ پر تمہارا جو قرض ہے مجھے معاف کر دو یا ضروری ہے کہ قرض کی مقدار معین کرے۔
- غیبت کب حق العبد ہوتی ہے اور اس کی معافی کی کیا صورت ہے۔
- تلاذہ پر اساتذہ کے حقوق کا بیان۔
- ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال جو فلسفہ کی کچھ کتب پڑھ کر اپنے دینی علوم کے استاذ کا مقابلہ کرنے لگا اور انہیں امامت سے معزول کروا کر خود ان کی جگہ امام بننے کی کوشش کرنے لگا حالانکہ اس کے استاذ معمر، فقیہ، متقی ہونے کے ساتھ ساتھ سید بھی ہیں۔
- شخص مذکور نے نالائقی کا حق ادا کر دیا اور بے شمار وجوہ سے شریعت کے دائرے سے باہر قدم رکھ چکا ہے۔
- اول (پہلی وجہ)
- استاذ کی ناشکری خوفناک بلا، تباہ کن بیماری اور علم کی برکات کو ختم کرنے والی ہے۔

- دوم (دوسری وجہ) ۴۱۷
حقوق استاذ کا انکار مسلمانوں بلکہ تمام عقل والوں کے اتفاق کے خلاف ہے۔
- سوم (تیسری وجہ) ۴۱۸
نیکی کو حقیر جاننے کی مذمت
- چہارم (چوتھی وجہ) ۴۱۹
تعلیم دین کے استاذ کی ابتدائی تعلیم کو حقیر جاننے کا وبال۔
- ایک نیک شخص کا واقعہ جس نے اپنے بیٹے کو سورۃ فاتحہ پڑھانے والے معلم کو چار ہزار دینار شکریے کے طور پر پیش کئے۔
- پنجم (پانچویں وجہ) ۴۲۰
استاذ کا مقابلہ کرنا اس کی ناشکری سے زائد ہے۔
- استاذ کے حق کو والدین کے حق پر مقدم رکھنا چاہئے۔
- ہشتم (چھٹی وجہ) ۴۲۲
استاذ کے فضائل اور اس کا مقام و مرتبہ ہفتم (ساتویں وجہ) ۴۲۳
- اپنے آپ کو استاذ سے افضل قرار دینا خلاف مامور ہے۔
- استاذ کے ادب و احترام کی تاکید۔
- ہشتم (آٹھویں وجہ) ۴۲۴
شاگرد کو استاذ کے بستر پر نہیں بیٹھنا چاہئے اگرچہ استاذ موجود نہ ہو۔
- نہم (نویں وجہ) ۴۲۵
شاگرد کو استاذ سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے
- دہم (دسویں وجہ) ۴۲۵
بلا وجہ شرعی کسی مسلمان کو تکلیف دینا قطعی حرام ہے۔
- مسلمانوں کو اذیت دینے والے کے لئے سخت وعید۔
- یازدہم (گیارہویں وجہ) ۴۲۶
مسلمان کی بے عزتی کرنے والے کی مذمت
- دوازدہم (بارہویں وجہ) ۴۲۷
حسد کی مذمت اور حسد کے لئے احادیث سے وعید شدید۔
- تیرہم (تیرہویں وجہ) ۴۲۸
ایک مسلمان نے کسی عورت کو پیغام نکاح دے رکھا ہو تو دوسرا مت دے۔
- کسی کے سودے پر سودا کرنا ممنوع ہے۔
- چہار دہم (چودھویں وجہ) ۴۳۰
اشس شخص کی مذمت جو چھوٹوں پر مہربانی اور بڑوں کا احترام نہ کرے۔
- پانزدہم (پندرہویں وجہ) ۴۳۱
علماء کے ساتھ برا سلوک کرنے والے کی برائی بیان سے باہر ہے۔
- تین شخصوں کے حق کو صرف منافق ہی کم سمجھتا ہے۔
- سولہم (سولہویں وجہ) ۴۳۲
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل و اولاد کو

- ۴۳۲ اذیت پہنچانے کی شدید مذمت۔
 ۴۳۴ ہمدھم (سترھویں وجہ)
 ۴۳۴ امامت کا زیادہ حقدار کون ہے۔
 ۴۳۴ ہمدھم (اتھارھویں وجہ)
 ۴۳۴ علم کو حصول دنیا کا ذریعہ بنانے والے شخص کی مذمت میں احادیث۔
 ۴۳۵ فوز دہم (انیسویں وجہ)
 ۴۳۵ علوم فلسفہ اور منطق پڑھنے کی قبا حقیں۔
 ۴۳۶ کونسا علم پڑھنا فرض، کونسا واجب اور کونسا حرام ہے۔
 ۴۳۶ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارگاہ رسالت میں توراۃ پڑھنے اور اس پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناراض ہونے کا تذکرہ۔
 ۴۳۸ یہ مردود فلسفہ کفر و ضلالت سے بھرا ہوا اور جہالتوں کا مجموعہ ہے۔
 ۴۳۹ جس شخص نے شرعی قبیح کے مرکب کو کسا تو نے اچھا کیا ہے، تو وہ کافر ہو گیا۔
 ۴۴۲ بستم (بیسویں وجہ)
 ۴۴۲ فلسفے کی فضیلت کو فقہ کی فضیلت پر ترجیح دینا ضماً علم دین کی توہین ہے۔
 ۴۴۲ علم دین کی صراحتاً توہین کفر ہے۔
 ۴۴۳ فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔
 ۴۴۳ فاسق کو امام بنانے والے گناہ عظیم میں مبتلا ہیں متکلمین کی امامت کا بیان۔
 ۴۴۸ خلاصہ جواب۔
 ۴۴۸ رسالہ مشعلۃ الامم شاد
 ۴۴۸ الحق حقوق الاولاد۔
 ۴۵۱ (والدین پر اولاد کے حقوق کا بیان)
 ۴۵۱ باپ پر بیٹے کا حق کس قدر ہے، اور اگر وہ ادا نہ کرے تو اس کے لئے حکم شرعی کیا ہے
 ۴۵۱ اللہ تعالیٰ نے والد کا حق ولد پر نہایت اعظم بنایا اور اپنے حق کے برابر اس کا ذکر فرمایا۔
 ۴۵۱ ولد کا حق والد پر اللہ تعالیٰ نے عظیم رکھا۔
 ۴۵۱ ولد مطلق اسلام پھر خصوص جوار پھر خصوص قربت پھر خصوص عیال کا جامع ہو کر سب سے زیادہ خصوصیت خاصہ رکھتا ہے۔
 ۴۵۱ بعض قدر خصوص زیادہ ہوتا جاتا ہے حق اشد و آگہ ہوتا جاتا ہے۔
 ۴۵۱ اسی حقوق اولاد کی فہرست جو احادیث مرفوعہ سے مصنف علیہ الرحمہ نے تیار فرمائی جن میں سے اکثر مستحبات ہیں جن کے ترک پر اصلاً مواخذہ نہیں اور بعض پر آخرت میں مطالبہ ہوگا۔
 ۴۵۲ آدمی اپنا نکاح رذیل قوم میں نہ کرے بلکہ دیندار لوگوں میں کرے اور حبشیوں میں قربت نہ کرے۔
 ۴۵۲ بسم اللہ سے جماع کی ابتداء کرے، شرمگاہ زن پر نگاہ نہ کرے، زیادہ باتیں نہ کرے، اور مرد و زن مکمل برہنہ نہ ہوں۔
 ۴۵۲ بچہ کے پیدا ہوتے ہی دائیں کان میں اذان

- ۴۵۴ اور بائیں میں اقامت کہی جائے اور میٹھی چیز کی گھٹی دی جائے۔
- ۴۵۲ سائتوں، چودھویں یا اکیسویں دن عقیقتہ کیا جائے۔
- ۴۵۲ سر کے بال اتروا کر ان کے برابر چاندی خیرات کی جائے اور بچے کے سر پر زعفران لگایا جائے
- ۴۵۲ بچے کا اچھا نام رکھا جائے اگرچہ بچہ کچا ہو۔
- ۴۵۲ بچے کا نام محمد رکھا جائے تو اس کا احترام کیا جائے۔
- ۴۵۳ بچہ کو نمازی صالحہ شریف القوم عورت سے دودھ پلویا جائے۔
- ۴۵۳ اپنے حوائج سے جو بچے اس میں محتاج اقرار کو شامل کرے، پہلا حق عیال و اطفال کا ہے
- ۴۵۳ حلال روزی بچے کو دے اور اولاد کے ساتھ تنہا خوری نہ برتے۔
- ۴۵۳ بچوں سے پیار کرے اور ان کی دلجوئی کو ملحوظ رکھے۔
- ۴۵۳ نیا پھل پہلے بچوں کو دے اور کبھی کبھار حسبِ مقدور انہیں شیرینی وغیرہ کھلائے۔
- ۴۵۳ بہلانے کے لئے بچوں سے جھوٹا وعدہ نہ کرے جو کچھ دے سب بچوں کو برابر دے۔
- ۴۵۴ بیمار ہونے پر بچوں کا مناسب علاج کرائے۔
- ۴۵۴ بچے کو زبان گھٹکتے ہی اللہ اللہ پھر کلمہ طیبہ اور تمیز آنے پر مکمل آداب سکھائے۔
- ۴۵۴ دختر کو شوھر کی اطاعت کی تلقین کرے، قرآن پڑھائے اور تلاوت کی تاکید کرے۔
- ۴۵۲ اولاد کو عقائد اسلام و سنت رسول اللہ ﷺ قائل علیہ وسلم اور آپ کے آل و اصحاب کی محبت و تعظیم سکھائے۔
- ۴۵۴ بچہ سات برس کا ہو تو اس کو نماز کی تلقین کرے علم دین پڑھائے، کھیلنے کا وقت دے مگر بری صحبت سے بچائے اور دس سال کا ہو تو مار کر نماز پڑھائے۔
- ۴۵۴ دس برس کے بچوں کے کچھو نے الگ کر دے، جوان ہونے پر نیک سیرت عورت سے شادی کرائے۔
- ۴۵۵ جوان اولاد سے نرمی کے ذریعے کام لے، ان کے لئے ترکہ چھوڑے، میراث سے اولاد کو محروم نہ کرے۔
- ۴۵۵ خاص لپھر کے پانچ حقوق۔
- ۴۵۵ خاص دختر کے پندرہ حقوق۔
- ۴۵۳ دنیا میں بیٹے کے لئے باپ پر گرفت نہیں، نہ بیٹے کے لئے جائز کہ باپ سے جدال و نزاع کرے سوائے چند حقوق کے جو کہ یہ ہیں، نفقہ، رضاعت، حضانت، بعد از حضانت بچے کو اپنی حفظ و حیانت میں لینا، بچوں کیلئے ترکہ باقی رکھنا، ختنہ اور شادی و نکاح۔
- رسالہ العجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد۔
- ۴۵۹ (حقوق العباد کی تعریف اور ان کی اہمیت کا

۴۵۹	دنیا میں اہل حقوق سے حقوق معاف کر لینا آسان قیامت کے دن اس کی امید مشکل ہے۔	۴۵۹	بیان اور ان سے چٹکارا حاصل کرنے کے طریقے (
۴۵۹	قیامت کے روز ماں باپ بھی اپنی اولاد کو حقوق معاف نہیں کریں گے۔	۴۵۹	حق العبد کی تعریف۔
۴۶۳	اللہ تعالیٰ کا کوشمہ کرم اور بندہ نوازی کہ ظالم ناجی اور مظلوم رازی۔	۴۵۹	حقوق العباد کی دو قسمیں دیون اور مظالم، اور کبھی دونوں کو تبعات کہا جاتا ہے۔
۴۵۹	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دو امتیوں پر کرم خداوندی دیکھ کر ضحک فرمایا۔	۴۵۹	دین و مملکت میں نسبت عموم و خصوص من وجہ کی ہے۔
۴۶۰	رب تعالیٰ کی طرف سے حقوق کی معافی کا وعدہ پانچ فرقوں سے ہے۔	۴۵۹	ردونوں میں اجتماعی اور افتراقی مادوں کا بیان
۴۶۰	پہلا فرقہ، حاجی	۴۶۰	حقوق العباد کی گنتی دشوار ہے۔
۴۶۰	حاجی کے فضائل اور حقوق کی معافی۔	۴۶۰	حقوق العباد کا ضابطہ کلیہ
۴۶۰	کس حاجی کے کون سے حقوق اور کس صورت میں معاف ہوتے ہیں۔	۴۶۰	صاحب حق جب تک معاف نہ کرے اس وقت تک کسی قسم کا حق معاف نہیں ہوتا۔
۴۶۰	میدان عرفات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاضرین کے تمام گناہوں اور حقوق کی معافی کا اعلان؟	۴۶۰	حقوق اللہ کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معاف نہیں کر سکتا۔
۴۶۸	دوسرا فرقہ، شہید بکر	۴۶۰	اللہ تعالیٰ ہمارا اور ہمارے مال و جان اور حقوق سب کا مالک ہے۔
۴۶۰	شہید بکر کی تعریف، وہ مومن جو خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر سمندر میں جہاد کرتے ہوئے ڈوب کر شہید ہو جائے۔	۴۶۰	دفعہ تین میں ایک میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ بچھے گا ایک کی پڑا نہیں کرے گا اور ایک سے کچھ نہ چھوڑے گا۔
۴۶۸	شہید بکر کے فضائل و مناقب	۴۶۱	روز قیامت ہر کسی کو اہل حقوق کے حق ان کو دینا پڑیں گے۔
۴۶۹	تیسرا فرقہ، شہید صبر	۴۶۱	قیامت کے دن اہل حقوق کے حقوق کی ادائیگی کا طریقہ۔
۴۶۹	شہید صبر کی تعریف	۴۶۲	مفلس کون ہے۔
۴۶۹	شہید صبر کے فضائل	۴۶۲	غیبت زنا سے بدتر ہے۔

۴۷۰. التائب من الذنب کمن لا ذنب له
بہ مذہب کی کوئی نیکی قبول نہیں، نہ اس پر
اجر و ثواب مرتب ہوتا ہے۔
چوتھا فرقہ : دیون
کون سے دیون کا حق اللہ تعالیٰ قیامت کو
معاف کرائے گا۔
پانچواں فرقہ : اولیاء کرام
فضائل اولیاء
فضائل صحابہ کرام
فضائل اہل بدر
مناب عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
محبوبان خدا اول تو گناہ کرتے ہی نہیں اور اچانک
کوئی تقصیر واقع ہو تو واعظ و زاجر الہی انھیں
متنبہ کرتا اور توفیق انابت دیتا ہے۔
بے حصول معرفت الہی اطاعت ہوائے نفس
سے باہر آنا بہت دشوار ہے۔
لا الہ الا اللہ کا معنی۔
۴۷۰. ماں کو کڑی پہننے سے روکنے کے لئے سختی کرنا
کیسا ہے۔
۴۷۱. ترک موالات ہر کافر سے مطلقاً فرض ہے۔
۴۷۱. سوگ و نوحہ و جزع و فزع
۴۷۱. اپنے بچوں کے فوت ہونے پر صبر کرنے کی جزا
کیا ہے۔
۴۷۱. میت پر چلا کر رونے سے میت کو کچھ تکلیف
ہوتی ہے یا نہیں۔
۴۷۲. چلا کر رونا جائز ہے یا نہیں۔
۴۷۲. حدیث لما شغل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
جواز نوحہ پر استدلال کیا ہے۔
۴۷۲. تحریم نوحہ میں احادیث متواتر موجود ہیں۔
۴۷۲. اہل سنت و جماعت کو عشرہ محرم الحرام
میں رنج و غم کرنا جائز ہے یا نہیں۔
۴۷۲. مدار ایمان محبت رسول ہے صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم۔
۴۷۲. محب کو محبوب کی ہر شئی عزیز ہوتی ہے۔
۴۷۲. حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر عیب و
نقص سے منزہ و بے مثال ہیں۔
۴۷۲. نوحہ و ماتم حرام ہے۔
۴۷۲. بیان شہادت کو مجلس میلاد کے ساتھ ملانا
حماقت ہے۔
۴۷۲. محرم میں سوگ منانا حرام ہے۔
۴۷۲. سوائے حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے
۴۷۱. ضمیمہ حسن سلوک و حقوق العباد
اہل معاصی کے ساتھ قطع تعلق میں صالحین کے
مساک مختلف رہے ہیں اور مصالح دنیویہ
کی رعایت سے دونوں صورتیں جائز ہیں۔
۴۷۱. تقریب شادی میں خلاف شرع مراسم کا
عام رواج ہو تو اس میں نہ جانے کا التزام
شرعاً محمود ہے۔

محرم میں کسی کی نیاز نہ دلانا جہالت ہے۔

تعزیر اور اس سے متعلق بدعات

تعزیر بنانا، دیکھنا اور دل سے اس کا معتقد ہونا کیسا ہے اور ایسا کرنے والے کا کیا حکم ہے؟
محمدی جھنڈا، تعزیر بنانا اور اس پر چڑھاوا،
خدا کی رات میں ڈھول، رنڈی کے ہاں مولود ڈھونڈنا،
ایصالِ ثواب میں شیرینی اور گیارہویں شریف
سے متعلق استفتاء کا جواب۔

ہر فی کا قصہ
غازی میاں کا بیاہ محض جاہلانہ رسم ہے۔
علمِ تعزیر، ڈھول تاشہ، امام حسن و امام حسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اسم مقدس کی تشبیہ
کنا، سینہ پٹینا، محرم میں میلہ لگانا وغیرہ رسومات
کا شرعی حکم کیا ہے۔
گچھرا پکا کر برادری میں تقسیم کرنا کہاں سے ثابت ہوا؟
نیاز کی چیز معظّم ہوتی ہے اس کی بے توقیری
ناجائز ہے۔

وہابیوں کو محبوبانِ خدا کے نام سے عداوت ہے؟
فقیر بن کر بلا ضرورت بھیک مانگنا حرام ہے۔
محرم میں سبز اور سیاہ کپڑے پہننا۔
ملفوظاتِ سید عبدالرزاق بانسوی کی طرف
منسوب غلط حکایات کے بارے میں استفسار۔
مصنّف علیہ الرحمہ کے بارے میں تعزیر میں
شرکت سے متعلق ایک غلط حکایت۔

علم، تعزیر، مہندی، ان کی منت، گشت،
چڑھاوے، ڈھول تاشہ، مجرے، مرثیے،
ماتم، مصنوعی کر بلا کو جانا اور عورتوں کا تعزیر

دیکھنے جانا یہ سب باتیں حرام ہیں۔
حضرات شہدائے کر بلا کی نیاز تبرک ہے۔
عشرہ محرم کے روزے بہت ثواب اور نہایت
افضل ہیں۔
تعزیر بنانا، اس پر شیرینی وغیرہ کا چڑھاوا اور
اس کی تعظیم کا عند الشرح کیا حکم ہے۔
تعزیر کی ناجوازی کے قائل کا فریا مرتد کہنا
کیسا ہے۔
تعزیر داری میں غلو کرنے والے کے پیچھے نماز
پڑھنا کیسا ہے۔
امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رُوح کو
ایصالِ ثواب ہر روز مستحب و مستحسن ہے۔
تعزیر، مہندی، روشنی بدعت و ناجائز ہے۔
مجلسِ ذکر شہادت اور اس میں بیانِ فضائل
مناقب جائز ہے۔
عشمِ پروری اور مرثیہ خوانی ناجائز ہے۔
میدانِ کر بلا میں حضرت قاسم کی شادی و مہندی
ثابت نہیں۔
عاشورہ کا میلہ لغو، تعزیوں کا دفن اور ان پر
فاتحہ جمل و حق ہے۔
تعزیر پر جاکر منت ماننا باطل ہے۔
تعزیر داری ناجائز ہے۔

- ۵۰۸ تیرہ سوالات پر مشتمل استفتاء۔
- ۵۰۲ امامت پر اجرت لینا حلال ہے۔
- ۵۰۸ میدان کربلا میں حضرت قاسم کا نکاح ہوا جس کے یہاں حرام و حلال دونوں طرح کی آمدنی ہو اس کا کھانا حرام نہیں۔
- ۵۰۸ یا نہیں۔
- ۵۰۲ تعزیر بنانا شرک نہیں بدعت و گناہ ہے۔
- ۵۰۸ تعزیر اری کس وقت سے جاری ہے۔
- ۵۰۳ شیرینی تقسیم کرنا، کھانا کھلانا، فاتحہ دینا اور نیاز دلانا اگرچہ تعین تاریخ کے ساتھ ہو جائز ہے۔
- ۵۰۹ فاتحہ ہر وقت جائز ہے۔
- ۵۰۳ بعد مائی شہر بانو مدینہ منورہ چلی گئیں۔
- ۵۰۸ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے قوالی مع مزامیر سننا کسی شخص کو جائز نہیں۔
- ۵۰۳ سلطان تیمور نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ انور کی کیسی تصویر رکھی تھی۔
- ۵۰۸ اذان سننے وقت انگوٹھے چومنا جائز و مستحب دبر و انیس وغیرہ روافض کے مرثیے تبرا پر مقتل ہوتے ہیں۔
- ۵۰۹ اور آیت کریمہ سننے وقت ناجائز ہے۔
- ۵۰۳ مہندی ناجائز ہے اس کا آغاز کسی جاہل منع فرمایا۔
- ۵۱۰ سفید نے کیا ہوگا۔
- ۵۰۳ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرثیوں سے متعلق سوالات پر مشتمل تعزیر بنانے سے منع فرمایا۔
- ۵۱۰ رسالہ اعلیٰ الافادہ فی تعزیرۃ الہند و بیان الشہادۃ۔
- ۵۰۳ (تعزیر کی حرمت، سر بازار ٹنگرٹانے کی ممانعت اور اہل تشیع کی مجالس مرثیہ کے حکم شرعی کا بیان)
- ۵۱۱ جس مجلس میں اہل بیت کی توہین ہو اس میں جانا قطعاً حرام ہے۔
- ۵۱۱ سوال اول: تعزیر اری کا کیا حکم ہے۔
- ۵۰۳ تعزیر نکالنا، اس کے ساتھ ڈھول نچاے بجانا، قبر کی صورت بنا کر جنازہ نکالنا اور اس پر پھول ڈالنا ناجائز ہے۔
- ۵۱۱ تعزیر اپنی اصل کے اعتبار سے درست تھا مگر اب جہاں نے اس اصل کو نیست و نابود کر کے صدا خرافات خلاف شریعت اس میں تراش لیں۔
- ۵۱۲ تعزیر میں خرافات تراشیدہ کا کچھ بیان۔
- ۵۰۳ حضرت امین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواہ کسی غیر نبی کو نبی سے افضل کہنا کفر ہے۔
- ۵۱۲ سوال دوم: مجالس میلاد میں شہادت نامہ صحابی کو برا کہنا رفض ہے۔
- ۵۱۳ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

آجکل جو شہادت نامے عوام میں رائج ہیں وہ اکثر روایات باطلہ پر مشتمل ہیں لہذا ان کا پڑھنا ناجائز ہے۔

ربیع الاول شریف کو علماء امت نے ماتم وفات کے بجائے موسم شادی ولادت کیوں ٹھہرایا۔

روایات صحیحہ پر مشتمل شہادت نامہ پڑھنا کب جائز اور کب ناجائز ہے۔

ہر سال امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماتم کرنا شرعاً مکروہ ہے۔

سوال سوم، شہادت نامہ پڑھنا کیسا ہے اور اس کے اور تعزیری داری کے احکام میں فرق کیا ہے۔

ذکر شہادت اگر روایات موضوعہ، کلمات ممنوعہ اور نیت نامہ شروع سے خالی ہو تو عین سعادت ہے شہادت نامہ اور تعزیری داری میں فسخ احکام کے لئے ایک مقدمہ کی تمہید۔

ششی کے لئے ایک حقیقت ہوتی ہے اور کچھ امور زائد کہ لوازم و عوارض ہوتے ہیں۔

احکام شرعیہ ششی پر عجب وجود ہوتے ہیں مجرد اعتبار عقلی ناصالح وجود مطاع احکام شرع نہیں ہوتا فقہ افعال مکلفین سے باعث ہے توجہ فعلیت میں آ نہیں سکتا موضوع سے خارج ہے۔

تغائر اعتبار سے تغائر احکام وہیں ہو سکتا ہے جہاں وہ اعتبارات واقعہ مفارقة متعاقبہ ہو

کہ ششی کبھی ایک کے ساتھ پائی جائے کبھی دوسرے کے ساتھ۔

۵۱۴ ۵۱۳ جو زوائد لوازم الوجود ہوں ان کے حکم سے جدا کوئی حکم حقیقت کے لئے نہ ہوگا۔

۵۱۴ ۵۱۴ لازم سے انفکاک محال ہے۔

۵۱۴ ۵۱۵ ارکان حقیقت کہ ماہیت میں داخل ہوں ان قطع نظر نامکن ہے۔

۵۱۴ ۵۱۵ ماہیت عرفیہ میں رکنیت تابع عرف ہے۔ نماز عرف شرع میں مجموعہ ارکان مخصوصہ

۵۱۴ ۵۱۴ ہیات معلومہ کا نام ہے۔

۵۱۴ ۵۱۴ ذکر شہادت میں اور تعزیریہ میں فرق احکام۔ کتاب "سر الشہادۃین" روایات معتبرہ صحیحہ

۵۱۴ ۵۱۸ تطبیقہ پر مشتمل ہے۔ عوارض قبیحہ سے نفس ششی مباح یا حسن قبیح

۵۱۴ ۵۱۸ نہیں ہو جاتی بلکہ وہ اپنی حد ذات میں اپنے حکم اصلی پر رہتی ہے۔

۵۱۴ ۵۱۸ تعزیری داری کا آغاز سلطان تیمور نے کیا۔ تعزیریہ کی نظیر ائم سابقہ میں آغاز اصنام ہے

۵۱۴ ۵۱۹ ود، سواع، نسر، لغوث اور یعوق در اصل صالحین کے نام ہیں۔

۵۱۴ ۵۱۹ سوال چہارم، یوم عاشورہ میں سبیل لگانا، کھانا کھلانا، لنگر لٹانا اور مجلس محرم میں

۵۲۰ ۵۱۴ شہادت و مرثیہ سننا کیسا ہے۔ سوال پنجم، مرثیہ خوانی کی جس مجلس میں صوفیہ کرام کے مرثیے پڑھے جائیں اور میر مجلس بھی سننے لگے

اس میں شرکت کیسی ہے۔
سوال ششم، تعزیہ اور چڑھاوے متعلق
نواجز اور پر مشتمل استفتاء اور اس کا

۵۲۳

ترتیب وارجواب۔
سوال ہفتم، شیعہ کی مجلس مرثیہ خوانی میں
اہل سنت وجماعت کو شریک ہونا جائز ہے

۵۲۳

یا نہیں۔
سوال ہشتم، تعزیہ بنانا، اس پر نذر نیا کرنا
عراق بنیت حاجت برآری لشکانا اور ان
افعال کو داخل حسنات و موافق شریعت جاننا

۵۲۶

کیسا ہے۔
ضمیمہ تعزیہ اور اس کے متعلق بدعات

۵۲۷

محرم میں تعزیہ داری اور سینہ کوئی حرام ہے۔
تحت تعزیہ خود ناجائز ہے اس میں بلج

۱۴۱

حرام در حرام ہیں۔
تحت علم تعزیہ وغیرہ سب ناجائز ہیں۔

۱۷۲

علم و نشان محل اور ان سے توسل باطل ہے۔
تعزیہ داری ناجائز ہے۔

۵۵۰

دھوتی لباس ہند ہے یا خاص ہندو کا لباس
تشبہ دو وجہ پر ہے، التزامی و لزومی۔

۵۳۰

تشبہ التزامی میں قصد کی تین صورتیں ہیں۔
صورت اول

۵۳۰

حدیث من تشبہ بقوم فهو منهم کا مطلب۔
صورت دوم

۵۳۰

صحابہ کرام۔ نر و میوں کے بھیس میں لباس
بدل کر کام فرمایا۔

۵۳۰

سلطان صلاح الدین ایوبی کے زمانے میں
دو عالموں نے یادروں کی وضع بنا کر دورہ کیا۔

۵۳۱

زنا باندھنے کا حکم شرعی۔
صورت سوم

۵۳۲

انگریزی ٹوپی، جاکٹ، پتلون وغیرہ پہننا۔
طیلسان پوشش یہود ہے۔

۵۳۲

ہر چیز میں اہل کتاب سے مشابہت
مکروہ نہیں۔

۵۳۳

کون سا تشبہ ممنوع و مکروہ ہے۔
دھوتی خاص شعار کفار نہیں ہے۔

۵۳۴

عادت و عرف کی خلاف ورزی مکروہ و
باعث شہرت ہے۔

۵۳۵

کوٹ، کالر، نکائی، پیشوری پانجامہ، ترکی ٹوپی
و بوٹ جوتا پہننا اور انگریزی فیشن کے بال

۵۳۵

رکھنا کیسا ہے۔

حَقِّہٴ پُنا ایک صورت میں حرام، ایک میں مکروہ اور ایک میں مباح ہے۔	۵۵۳	تصویر
سر پر پان کھلوانا جائز ہے جبکہ پیشانی کے بال باقی رکھے جائیں۔	۵۵۳	جائدار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے اور اس کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں۔
حَقِّہٴ تین قسم ہیں۔	۵۵۴	تصویر ڈاکٹر اپنا کر فروخت کرنے والے کی گواہی مردود ہے۔
توشہٴ اصحابِ کھف میں حَقِّہٴ نہ پینے کی کوئی شرط نہیں۔	۵۵۴	بڑے کام کے ساتھ ساتھ بڑے نام سے بھی بچنا چاہئے۔
مصلحہٴ خاصہ کے اسرار اہل باطن جانتے ہیں۔ حَقِّہٴ، چرٹ اور بیڑی کا حکم	۵۵۵	معظمِ دینی کی تصویریں توڑنا درست نہیں۔
حَقِّہٴ پینے والے اور پان کھانے والے کو جماعت میں شریک نہ کرنا کیسا ہے۔	۵۵۵	جائدار کی تصویر بغیر کسی قید کے حرام ہے چاہے دستی ہو یا عکسی، سایہ دار ہو یا بے سایہ۔
پان کئی اولیائے کرام نے کھایا۔ حَقِّہٴ جائز ہے یا نہیں۔	۵۵۶	بے سایہ تصویر کو جائز قرار دینا صرف بعض روافض کا مذہب ہے۔
تصویر بنانا اور بنانے والا شرعاً کیسا ہے۔ گانا اور مزامیر سننا کیسا ہے۔	۵۵۶	تحریمِ تصویر کی علت تخلیقِ الہی سے مشابہت ہے۔
گھرے ہو کر پیشاب کرنا۔ قلعہٴ زیہ داری ناجائز ہے۔	۵۵۷	تصویر کو محفوظ رکھنے کی حرمت کی چند شرائط۔
حَقِّہٴ کا پانی پاک ہے۔ تصویر رکھنا تین صورتوں میں جائز ہے۔	۵۵۷	کیسی تصویر والے کپڑے کا پہننا، اس میں نماز پڑھنا اور جیپ ناجائز اور کس صورت میں جائز ہے۔
پان کھانا مباح ہے مگر بعض عوارض خارجیہ کی وجہ سے کبھی مستحب، واجب، مکروہ اور حرام ہوتا ہے۔	۵۵۷	کچھرہ سے بنائی ہوئی تصویر اور بنانے بنوانے والے کا شرعی حکم۔
پان، چونا، حَقِّہٴ، تمباکو اور سرتی کھانا جائز ہے۔ سرتی تمباکو کو کہتے ہیں۔	۵۵۸	شے اپنے مقاصد کے اعتبار سے ممنوع یا مشروع ہوتی ہے۔
		فوٹو ہو یا دستی تصویر، پوری ہو یا نیم قد بنوانا سب حرام ہے اور اس کا عزت سے

- ۵۶۸ رکھنا بھی حرام ہے۔
- ۵۶۸ تصویر فقط چہرہ کا نام ہے۔
- ۵۶۹ جاندار کی تصویر کھینچنی حرام ہے۔
- رسالہ العطایا القدیر فی
- ۵۷۱ حکم التصوير۔
- ۵۷۱ (بزرگوں کی تصاویر بطور تبرک گھر میں رکھنے کا حکم شرعی)
- ۵۷۱ دنیا میں بُت پرستی کی ابتداء یوں ہی ہوئی کہ صالحین کی محبت میں ان کی تصویریں بنا کر گھروں اور مسجدوں میں رکھی گئیں اور ان سے لذت و عبادت کی تائید سمجھی گئی پھر شدہ شدہ وہی معبود ہو گئیں۔
- ۵۷۳ ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر قوم قوح کے صلحار کے نام ہیں جنہیں بعد میں بالقتاء شیطان لوگوں نے بُت بنا کر پوجنا شروع کر دیا۔
- ۵۷۳ سب سے پہلے جس غیر اللہ کی عبادت زمین میں کی گئی وہ ود نامی بُت ہے۔
- ۵۷۴ صلحار کی تصویریں بنانے والوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدترین مخلوق قرار دیا۔
- ۵۷۵ متواتر حدیثوں میں ہے کہ جس گھر میں تصویر اور کُتا ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔
- ۵۷۶ کسی معظم دینی کی تصویر میں کوئی عذر نہیں بلکہ یہ زیادہ موجب وبال و نکال ہے۔
- ۵۷۷ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر کوئی معظم دینی نہیں۔
- ۵۷۸ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تمام جہان سے افضل و اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔
- ۵۷۸ دیوار کعبہ پر کفار مکہ نے کن معظمین و غیبیہ کی تصویریں نقش کی تھیں۔
- ۵۷۸ قحح مکہ کے موقع پر کچھ تصویریں نبی اقدس کے حکم پر حضرت فاروق اعظم نے اور کچھ آپ نے خود بنفس نفیس اپنے دست اقدس سے مٹا دیں۔
- ۵۷۸ سینے تک تصویر ہو تو اس کا کیا حکم ہے۔
- ۵۷۸ مصنف علیہ الرحمہ کی تحقیق جلیل۔
- ۵۷۹ اگر تصویر بے سر کی ہو یا اس کا سر کاٹ دیا جائے تو کراہت نہیں۔
- ۵۷۹ دیگر اعضاء و جوارح کے معنی میں نہیں اگرچہ مدارحیات ہونے میں مماثل ہوں۔
- ۵۷۹ چہرہ ہی تصویر ذی روح میں اصل ہے۔
- ۵۷۹ شک نہیں کہ فقط چہرہ کو تصویر کہتے ہیں اور عامہ مقاصد تصویر چہرہ سے حاصل ہوتے ہیں۔
- ۵۷۹ مقطوع الرأس تصویر دراصل تصویر ہے ہی نہیں۔
- ۵۸۰ تطفیل علی الخطاوی (اقول)
- ۵۸۱ موجبہ کلیہ کا عکس مستوی موجبہ کلیہ نہیں آتا۔
- ۵۸۱ صاحب ہدایہ کے دو کلاموں میں تطبیق اور تدافع کا دفعیہ۔
- ۵۸۲

- کُلّ ما لا ینافی الحیاة لا ینفی الکراهة کوکل
 ما ینافی الحیاة ینفی الکراهة لازم نہیں۔ ۵۸۵
 کُلّ ما لا ینافی الانسانية لا ینفی الحيوانية۔ ۵۸۵
 لیس ان کلمات ینافی الانسانية ینفی
 الحيوانية۔ ۵۸۵
 مدتی علاقائی پر تفضل۔ ۵۸۵
 امام ابو جعفر طحاوی علیہ الرحمہ کا استدلال واستناد
 مصنف علیہ الرحمہ کی تحقیق (اقول) ۵۸۵
 تصویر میں حیات کسی صورت میں نہیں ہوتی وہ کسی
 حال میں جملہ اعضائے مدار حیات کا استیعاب
 کرتی ہے۔ ۵۸۴
 تصاویر کے بارے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام
 کا قول۔ ۵۸۴
 حضرت جبرائیل کے تصاویر کے سر کاٹنے سے متعلق
 حکم میں حکمت۔ ۵۸۸
 مدار حکم حکایت و فہم ناظر پر ہے کہ وہ اس کو زندہ
 کی تصویر قرار دیتا ہے یا مردہ کی موت و حیات
 حقیقی پر مدار حکم نہیں۔ ۵۸۸
 عبارت در مختار کا مطلب
 مصنف علیہ الرحمہ کی تحقیق جس سے مجبث کے
 تمام علل و احکام و اصول و فروع متجلی ہوتے ہیں ۵۸۹
 تصویر ممنوع میں کراہت نماز و حکم ممانعت کی
 علت عند المشائخ مشابہت عبادت صنم ہے ۵۸۹
 نمازی کے کپڑوں میں تصویر ہونے کی ممانعت کی
 علت حامل صنم سے مشابہت ہے۔ ۵۸۹
 جہاں تصویر ممنوع رکھی گئی ہو ملائکہ رحمت اس
 مکان میں نہیں آتے۔ ۵۹۰
 جس مکان میں ملائکہ رحمت نہ آئیں وہ ہر جگہ
 سے بدتر ہے۔ ۵۹۰
 جس مکان میں تصویر ہو اس میں نماز مکروہ ہے ۵۹۳
 نگرہ سیاق نفی میں عام ہوتا ہے۔ ۵۹۳
 حدیث جبرائیل مخصوص البعض ہے۔ ۵۹۳
 صاحب علیہ پر تفضل۔ ۵۹۵
 علامہ قوام کا کی پر تفضل۔ ۵۹۸
 کراہت نماز کی تعلیل میں بنیاد ہر سات رنگ کے
 اقوال ہیں۔ ۵۹۹
 مصنف علیہ الرحمہ کی تحقیق اور اقوال و افادات
 مشائخ میں تطبیق و توفیق۔ ۵۹۹
 حقیقی مستحق پر تعظیم وہی حقیقی جلیل عظیم عز جلالہ ۵۹۹
 معظمان دینی کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت
 و علاقہ سے ہے۔ ۵۹۹
 بوڑھے مسلمان، سنی عالم اور عادل بادشاہ کی
 تعظیمیں اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم ہیں (حدیث) ۵۹۹
 جس وجہ کو اس عظیم حقیقی (اللہ تعالیٰ) سے علاقہ
 نہیں وہ اصلاً لائق تعظیم نہیں۔ ۶۰۰
 کبھی تصویر گھر میں ہو تو امتناع ملائکہ رحمت
 ہوتا ہے۔ ۶۰۰
 تینوں علتیں متلازم ہیں اور تینوں سے تعلیل صحیح
 ہے اور ان میں سے ہر ایک میں حصہ بھی کر سکتے
 ہیں اور غیر تحقیق یہ ہے کہ اصل علت تعظیم تصویر

۶۱۰	۶۰۴	ہے تعظیم ہی سے تشبہ پیدا ہوتا ہے اور تعظیم ہی سے ملائکہ رحمت نہیں آتے۔	مَلا یو ثکر اھة فی الصلوٰۃ لایکمرہ
۶۱۰	۶۰۴	ایمانت تصویر والی صورتیں جائز رکھی گئی ہیں۔	انتقار اخص سے انتقار اعم لازم نہیں آتا۔
۶۱۰	۶۰۵	ہر تشبہ صورت تشبہ عبادت صورت ہے۔	کراہت نماز تشبہ خاص میں منحصر نہیں۔
۶۱۱		ہر تشبہ عبادت ملائکہ کے لئے قطعاً موجب نفرت ہے۔	دو مسئلوں میں توفیق و تطبیق۔
۶۱۱	۶۰۵	جو تصویر نمازی کے پس پشت ہو وہ کب مکروہ؟	مسئلہ اوٹے
۶۱۲	۶۰۴	شرع مطہر نے جس شئی کی تعظیم حرام اور توہین واجب کی ہے اس کی من وجہ تعظیم اور من وجہ توہین حرام و ناجائز ہے۔	مسئلہ ثانیہ
۶۱۳	۶۰۴	جہاں حلال و حرام جمع ہوں وہاں حرام غالب ہوتا ہے۔	مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے علت کراہت کے بارے میں ایک تنقیح عظیم۔
۶۱۳	۶۰۴	اعمال صالحہ و سیدہ کا اختلاط ممنوع ہے جیسے بیت کو چومنا اور جوتے مارنا۔	نماز میں عدم کراہت کی صورتیں۔
۶۱۹	۶۰۴	معظمان دینی کی توہین مطلقاً حرام ہے اگرچہ اس کے ساتھ ہزار تعظیبات بھی ہوں۔	شمع، چراغ، قندیل، لیمپ، لالٹین یا فانوس سامنے ہو تو نماز مکروہ نہیں۔
۶۲۷	۶۰۴	امام محمد علیہ الرحمہ نے جانماز میں تصویر کا ہونا مطلقاً مکروہ کیوں قرار دیا۔	سومنات کا معنی۔
۶۲۸	۶۰۴	تشبہ دو قسم ہے: (۱) عام (۲) خاص تصویر کو سامنے رکھ کر اس کی طرف افعال نماز بجالانا خبیث و اشد ہے اور اس صورت میں نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔	ایک تفریح عجیب اور بحث غریب
۶۳۲	۶۰۸	مکان میں تصویر برو وجہ تعظیم رکھنا تو قطعاً ممنوع و گناہ ہے مگر اس مکان میں نماز مکروہ تنزیہی ہوگی۔	مصنف علیہ الرحمہ کی بیان کردہ تنقیح پر متعدد سوالات۔
۶۳۲	۶۰۸		سوال اول
۶۳۳	۶۰۸		سوال دوم
۶۳۳	۶۰۸		سوال سوم
۶۳۳	۶۰۸		سوال چہارم
۶۳۴	۶۰۹		مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے سوالات مذکورہ
۶۴۰	۶۰۹		اربعہ کا جواب۔
۶۴۰	۶۰۹		ایک نکتہ بدیعہ۔
۶۴۰	۶۰۹		تصویر کی ایمانت و ترک ایمانت کے بارے میں چار صورتیں۔

۶۵۳	خصی کرنا حرام ہے۔	۶۴۰	صورت اول
	سگ، کبوتر، شکرہ اور باز پالنا، ان سے	۶۴۰	صورت دوم
	شکار کرنا، بٹیر بازی اور مرغ بازی جائز	۶۴۰	صورت سوم
۶۵۴	ہے یا نہیں۔	۶۴۰	صورت چہارم
	ایک عورت ایک بلی کے سبب سے دوزخ	۶۴۱	غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض القاب
۶۵۶	میں گئی۔		ضمیمہ تصویر
	جو جانور پالودن میں ستر بار اسے دانہ پانی		
۶۵۶	دکھاؤ۔	۵۴۱	تصویر کی حرمت کی وجہ
	گناہ پان حرام ہے، جس گھر میں گناہ ہو اس میں	۵۵۶	تصویر بنانا اور بنانے والا شرعاً کیسا ہے
	رحمت کے فرشتے نہیں آتے، اس سے نیکیاں	۵۵۷	تصویر رکھنا تین صورتوں میں جائز ہے۔
۶۵۷	گھٹی ہیں۔		جانوروں کا پالنا، لڑانا اور ان پر رحم و ظلم
۶۵۸	دو قسم کے گتے رکھنے کی اجازت ہے۔		جی لگی کے لئے جانوروں کو پانا اور انہیں لڑانا
	جانوروں کو خصی کرنا بعض صورتوں میں جائز		جائز ہے یا نہیں۔
۶۵۸	اور بعض میں ناجائز ہے۔	۶۴۳	پالتو جانوروں کی خبر گیری کی تاکید شدیدیہ حد میں
۶۵۸	آدمی کو خصی کرنا مطلقاً حرام ہے۔		حیوان پر ظلم ذمی پر ظلم سے اور ذمی پر ظلم مسلمان
	کبوتر اڑانا، پان، مرغ بازی، بٹیر بازی	۶۴۴	پر ظلم سے زیادہ سخت ہے۔
	اور کنکیا، ڈور، مانجھا وغیرہ فروخت کرنا		طوطا، مینا اور بلبل وغیرہ طیور وحشی پالنے
۶۵۹	کیسا ہے۔		میں اختلاف ہے۔
	بلی یا کتا وغیرہ اگر آدمیوں کو کاٹے ہوں تو	۶۴۵	سانپ کو قتل کرنا مستحب ہے حتیٰ کہ محرم حرم
۶۵۹	ان کا قتل درست ہے۔		میں بھی اس کو مار سکتا ہے۔
۶۶۰	کنکیا کو طنا حرام، اڑانا منع اور لڑانا گناہ ہے۔	۶۴۵	بحالت احرام کن جانوروں کو مارنا جائز ہے
۶۶۰	بلی تکلیف دیتی ہو تو کیا کرنا چاہئے۔	۶۴۶	مدینہ طیبہ میں جنات کا ایک گروہ مسلمان ہو گیا۔
	سانپ کو نہ مارنے سے متعلق ایک حدیث	۶۵۱	جنات کو انداز و تحذیر کے مختلف طریقے
۶۶۰	کی توجیہ۔	۶۵۱	بیل اور بکرے وغیرہ کو خصی کرنا جائز ہے مگر آدمی کو
۶۶۱	بندر کو گھر میں پالنا مکروہ ہے۔		

- ۶۷۱ یہ نام رکھنا خود ستانی و حرام ہے۔
- ۶۷۱ نبی محمد نام رکھنا کیوں ناجائز ہے۔
- ۶۷۱ اپنے آپ کو عبد نبی کہنا جائز ہے مگر نام عبد اللہ رکھا جائے۔
- ۶۷۱ احمد بخش، پیر بخش اور مدار بخش وغیرہ نام رکھنا کیسا ہے۔
- ۶۷۲ جو اپنا خطاب جسمانی وضع اور لباس وغیرہ ہندوؤں کی مثل رکھے وہ عالم کہلانے کا مستحق ہے یا نہیں۔
- ۶۷۲ ○ رسالہ النور والفضیاء فی احکام بعض الاسماء۔
- ۶۷۳ (اچھے اور بُرے ناموں کے احکام کا بیان)
- ۶۷۳ علی بن ابی طالب، محمد بن ابی طالب، محمد بنی، احمد بنی، نبی احمد، محمد حسین، محمد طلحہ، غفور الدین، غلام علی، غلام حسین، غلام غوث، غلام جیلانی اور ہدایت علی نام رکھنا کیسا ہے۔
- ۶۷۴ ہدایت علی نام رکھنے کے بارے میں مولانا عبدالحی لکھنوی کے ایک فتویٰ سے متعلق استفتاء۔
- ۶۷۴ محمد بنی اور نبی احمد نام رکھنے میں ادعائے نبوت حقیقتاً نہ ہونا مسلم مگر صورت ادعا ضرور ہے حقیقتاً ادعائے نبوت کفر خالص اور صورت ادعا حرام و محظور ہے۔
- ۶۷۸ کیا اعلام میں معنی اول بخیر نہیں ہوتے ہیں۔
- ۶۷۸ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکثرت ایسے اسماء تبدیل فرمائے جن کے معنی اصلی گائے بھینس کا بچہ مر جائے تو اس کے چڑے کو شکھا کر بصورت بچہ کے بنا کر گائے بھینس کے سامنے رکھ کر دودھ دوہنا جائز ہے۔
- ۶۷۱ چیونٹیوں کو دانہ ڈالنا جائز و کارِ ثواب ہے۔
- ۶۷۱ نام رکھنے کا بیان
- ایک لڑکے کا نام مطیع الاسلام، دوسرے کا پالس اور بیٹی کا کنول دیوی رکھنا شیطان فی حرکت ہے۔
- ۶۷۳ ناموں کی ایک قسم کفار کے ساتھ مختص ہے جو مسلمانوں کے لئے جائز نہیں۔
- ۶۷۳ صدیقی، رضوی وغیرہ نام کے ساتھ لکھنا جائز ہے
- ۶۷۳ حنفی المذہب کو نسبت ظاہر کرنے کیلئے اسرائیلی لکھنا جائز ہے یا نہیں۔
- ۶۷۳ اسرائیلی سیدنا یعقوب علیہ السلام کا نام مبارک ہے
- ۶۷۴ ہر مسلمان بلکہ تمام عالم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکت ہے
- ۶۷۴ عبد المصطفیٰ، غلام علی، پیر بخش، نذر حسین، خادم غوث اور کنیز فاطمہ وغیرہ نام رکھنا جائز ہے یا نہیں۔
- ۶۷۸ مصنف علیہ الرحمہ کے تین رسالوں کا حوالہ
- ۶۷۹ سستی مسلمان کو لہیرا کہنا فاسق ہے۔
- ۶۷۹ مسجد کے لوٹوں کا پانی ناپاک بتانا باطل ہے۔
- ۶۷۸ علمائے حریمین نے دیوبندیوں کو نام بنام کافر و مرتد بتایا۔
- ۶۷۸ معیذ الدین کا معنی دین کو پناہ دینے والا، اور

- ۶۸۸ کے لحاظ سے کوئی برائی تھی۔
 بیشک تم روز قیامت اپنے اور اپنے والدوں
 کے نام سے پکارے جاؤ گے، تو اپنے نام اچھے
 رکھو (المحدث)
- ۶۸۹ اعلام میں معنی اصلی بالکل ساقط النظر نہیں۔
 یسین وظہ نام رکھنا منع ہے۔
 نام معلوم المعنی منتر جائز نہیں۔
 غفور الدین نام رکھنا سخت قبیح و شنیع ہے
 کیونکہ اس کا معنی ہے دین کو مٹانے والا۔
 غالباً اسم و مستی میں کوئی مناسبت غیب سے
 ملحوظ ہوتی ہے۔
- ۶۸۹ پشواے و بابیہ کے نزدیک قبر پر شامیانہ کھڑا
 کرنا، مورچہ جھل جھل شرک ہے۔
 و بابیہ کے نزدیک غلام محمد و غلام غوث شرک
 اور غلام آفتاب ہونا جائز و بے ملام ہے۔
 فارسی میں غلام آفتاب، عربی میں عبد شمس
 اور ہندی میں سورج داس کا معنی ایک جیسا
 ہدایت علی نام کا جواز ظاہر و باہر ہے اس میں
 عدم جواز کی اصلابو نہیں۔
- ۶۸۹ برے نام کے ساتھ نام پاک محمد کو ملانا اس
 نام کریم کی گستاخی ہے۔
 کن کن ناموں کے ساتھ نام محمد کو ملانا
 جائز نہیں۔
- ۶۸۹ محمد واحد نام رکھنے کے فضائل و برکات پر مثل
 پندرہ احادیث کریمہ۔
 عرف قرآن و حدیث و صحابہ میں مومن اسی کو
 کتھے ہیں جو صحیح العقیدہ ہو۔
 بد مذہب جہنم کے کتے ہیں ان کا کوئی عمل
 قبول نہیں۔
- ۶۸۹ ستید احمد خان کا مسلک
 جن ناموں میں اسماء محبوبان خدا کی طرف لفظ کی
 اضافت ہو ان کا جواز قطعاً بدیہی ہے۔
- ۶۹۰ قائدہ واجب الحفظ
 دوسرا رد (ثانیاً)
 تیسرا رد (ثالثاً)
- ۶۹۱

۴۰۰	گیارھواں رد (حادی عشر)	رب العزت نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام
۴۰۰	بارھواں رد (ثانی عشر)	میں کسی کو ایک کسی کو دو نام اپنے اسماء حسنی میں سے
۴۹۶	عبد النبی جیسے نام رکھنے کے بارے میں مولوی	عطا فرمائے۔
۴۰۰	عبدالحی مکنوی صاحب کے ایک فتویٰ پر	حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
۴۹۶	محققانہ گرفت۔	اسماء طیبہ میں ساتھ سے زائد اسماء الہیہ
۴۹۶	مکنوی صاحب کے فتویٰ کے مخدوش ہونے کی	آئے ہیں۔
۴۰۱	سات وجوہ۔	چوتھا رد (رابعاً)
۴۰۱	وجہ اول (اولاً)	مولوی عبدالحی صاحب کے فتویٰ کی بنیاد پر خود ان کا
۴۹۶	عبد و بندہ میں سوا اختلاف زبان کے کوئی	اپنا نام بھی ممنوع و ناجائز ہے۔
۴۰۱	فرق نہیں۔	مولانا عبدالحلیم صاحب کا ذکر خیر۔
۴۹۸	عبد و بندہ عربی و عجمی زبان میں الہ و خدا اور	پانچواں رد (خامساً)
۴۰۱	مولیٰ و آقا کے مقابل بولے جاتے ہیں۔	چھٹا رد (سادساً)
۴۰۱	مثنوی معنوی کے ایک شعر سے استدلال۔	ساتواں رد (سابعاً)
۴۰۱	وجہ دوم (ثانیاً)	ایصال الی المطلوب اور ارادۃ الطريق دونوں
۴۹۸	عبد بمعنی بندہ و بمعنی مملوک میں یہ تفرق کہ اول	و بمعنی خلق و تسبیب پر مشتمل ہیں۔
۴۰۱	شرک اور ثنائی خلاف واقع ہے محض	بمعنی خلق دونوں محقق بحضرت احدیت ہیں اور
۴۹۸	بے اصل ہے۔	بمعنی سببیت دونوں غیر کے لئے حاصل ہیں۔
۴۰۱	مملوک ملک ذاتی حقیقی و ملک عطائی مجازی	جس طرح ہدایت بمعنی خلق غیر خدا کی طرف منسوب
۴۰۱	دونوں کو مشتمل ہے۔	نہیں ہو سکتی اسی طرح بمعنی محض تسبیب حضرت
۴۹۹	بندہ بمقابل خدا و خواجہ دونوں طرح	عزت جلالت کی طرف نسبت نہیں پاسکتی۔
۴۰۱	مستعمل ہے۔	آٹھواں رد (ثامناً)
۴۰۱	وجہ سوم (ثالثاً)	انبت الربیع البقل میں قائل کا موجد ہونا
۴۹۹	خود کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا	ہی قرینہ شافیہ ہے کہ اسناد و مجاز عقلی ہے۔
۴۹۹	مملوک ماننا ائمہ دین، اولیاء معتمدین اور علماء	نواں رد (تاسعاً)
۴۹۹	مستندین کی نظر میں مکمل ایمان ہے اور جو	دسواں رد (عاشرًا)

اس اعتقاد سے خالی ہے وہ حلاوتِ ایمان ہے بہرہ ہے۔

خط و کتابت

- ۴۰۱ (بلا اجازت کسی کا خط روکنا، کھولنا اور پڑھنا وغیرہ) ۴۰۱
 ۴۰۲ (بلا اجازت کسی کا خط اس کی اجازت کے بغیر کھولنے اور پڑھنے والا گنہگار و مستحقِ وعید ہے۔) ۴۰۲
 ۴۰۲ خط کا تلبیہ کی ملک ہے یا مکتوب الیہ کی۔ ۴۰۲
 ۴۰۳ کسی کے دوسرے خطوط روکنے اور دیکھنے کا اختیار نہیں ورنہ گنہگار ہوگا۔ ۴۰۳
 ۴۰۳ بدگمانی اور تجسس گناہ ہے۔ ۴۰۳
 ۴۰۴ جواب سلام علی الفور واجب ہے تاخیر میں اثم ہوگا۔ ۴۰۴
 ۴۰۴ ایک ضعیف السند حدیث ۴۰۴
 ۴۰۴ جواب کتاب حتی الوسع ضرور دینا چاہئے۔ ۴۰۴

سیاسیات

- ۴۰۴ (مہری، ووٹ، الیکشن اور تنظیم سازی وغیرہ) ۴۰۴
 ۴۰۵ قمری کوئی شہری بات نہیں۔ ۴۰۵
 ۴۰۵ خوجہ کو اسلامی جلسہ کا رکن بنانا حرام ہے ۴۰۵
 ۴۰۵ قرآن و حدیث سے مسئلہ کی تائید ۴۰۵
 ۴۰۸ یہ خیال جاہلانہ ہے کہ ۹۴ سنیوں میں ایک بد مذہبی کیا اثر کرے گی۔ ۴۰۸
 ۴۰۶ چورانوے قطرے گلاب میں ایک بوند پیشاب ڈال دو تو سب پیشاب ہو جائے گا۔ ۴۰۶
 ۴۰۸ سلطان المعظم سلطنتِ روم خلیفۃ المسلمین ہیں ۴۰۸

وَجِبَ چہارم (رابعاً) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مالک ہونے پر زبور کی ایک عبارت استدلال۔ وجب پنجم (خامساً) حدیث سے شہادت کہ حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام مالک الناس اور دیان الغرہیں وچہ ششم (سادساً) مولوی عبدالحی صاحب کی غلطی کا منشاء معنی مالکیت کی تحقیق مالکیت حقہ صادقہ کاملہ محیطہ شاملہ تامہ حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بخلاف کبریٰ حضرت کبریٰ عزا و جل تمام جہاں پر حاصل ہے۔ وجہ ہفتم (سابعاً) حدیث صحیح مسلم سے مولوی صاحب مذکور کا استدلال درست نہیں۔ حدیث مذکور کی صحیح توجیہ اور دیگر احادیث و آیات قرآنیہ سے اس کی تطبیق و توفیق۔ امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برسرِ مجمع صحابہ میں اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عبد و خادم کہا۔

۷۱۹	بشرط استطاعت۔	یا نہیں، موجودہ حالت میں مسلمانوں کو ان کی
۷۱۸	نامقدور بات پر ابھارنا جو موجب ضرر مسلمین ہو	ہمدردی کرنی چاہئے یا نہیں۔
۷۱۹	خیر خواہی مسلمین نہیں بدخواہی ہے۔	ہر فرد اسلام کی خیر خواہی ہر مسلمان پر لازم ہے
	ۛ ۛ ۛ	ہر فرض بقدر قدرت ہے اور ہر تکلیف

فہرست ضمنی مسائل

صفحہ نمبر	مسئلہ	صفحہ نمبر	مسئلہ
۳۰۸	تقدیر الہی سے بھاگنا اور بلا الہی کا مقابلہ کرنا	۱۰۴	شرع مطہر کی تحقیر کرنے والا اجتماعاً قطعاً کافر ہے
۳۰۸	دو دنوں میں شہر نہیں۔	۱۰۴	تفسیر جلالین شریف یا کسی بھی دینی کتاب کی توہین و تحقیر کا حکم۔
۳۰۸	توکل معارضہ اسباب کا نام نہیں۔	۱۶۲	ہندو قطعاً بت پرست مشرک ہیں۔
۳۲۳	ان مسلمانوں پر افسوس ہے جو مسلمانوں کی مخالفت میں ہندوؤں کا ساتھ دیں۔	۱۶۲	بتوں کی تعظیم، انہیں بارگاہِ عزت میں شفیع ماننا اور ان سے شفاعت چاہنا کفر ہے۔
۳۳۹	قبولِ عمل و عبادت ہر شخص کا حق سبحانہ و تعالیٰ کا اختیار ہے۔	۱۸۰	محبوبانِ خدا سے توسل محمود ہے۔
۳۳۹	حکم شرع سن کر گناہ پر ڈٹ جانا استحقاقِ عذابِ نار ہے۔	۱۸۴	جہاں چالیس مسلمان صالح جمع ہوں ان میں ایک ولی اللہ ہوتا ہے۔
۳۴۸	نظرِ مستبطل و علا پر رکھ کر جائز اسبابِ رزق کا اختیار کرنا ہرگز منافی توکل نہیں۔	۲۰۶	انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غلطی سے معصوم ہیں جس طرح ملاعون سے بھاگنا حرام ہے اس کیلئے وہاں جانا بھی ناجائز و گناہ ہے۔
۳۴۹	توکل ترک اسباب کا نام نہیں بلکہ اعتماد علی الاسباب کا ترک ہے۔	۳۰۸	
۳۴۹	اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کو		

- ۴۰۳ ستانا اکبر اکبر ہے۔
 ۴۰۴ کون سا علم پڑنا فرض، کونسا واجب اور
 ۴۰۵ کون سا حرام ہے۔
 ۴۰۶ یہ مرد و فلسفہ کفر و ضلالت سے بھرا ہوا اور
 ۴۰۷ جہالتوں کا مجموعہ ہے۔
 ۴۰۸ جس شخص نے شرعی قبیح کے مرتکب کو کہا تو نے
 ۴۰۹ اچھا کیا ہے، تو وہ کافر ہو گیا۔
 ۴۱۰ فلسفے کی فضیلت کو فقہ کی فضیلت پر ترجیح دینا
 ۴۱۱ ضمناً علم دین کی توہین ہے۔
 ۴۱۲ علم دین کی صراحتاً توہین کفر ہے۔
 ۴۱۳ حقوق اللہ کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معاف
 ۴۱۴ نہیں کر سکتا۔
 ۴۱۵ اللہ تعالیٰ ہمارا اور ہمارے مال و جان اور حقوق
 ۴۱۶ سب کا مالک ہے۔
 ۴۱۷ دو فریق ہیں، ایک میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا،
 ۴۱۸ ایک کی پروا نہیں کرے گا اور ایک سے کچھ
 ۴۱۹ نہ چھوڑے گا۔
 ۴۲۰ روز قیامت ہر کسی کو اہل حقوق کے حق ان کو
 ۴۲۱ دینا پڑیں گے۔
 ۴۲۲ قیامت کے دن اہل حقوق کے حقوق کی ادائیگی
 ۴۲۳ کا طریقہ۔
 ۴۲۴ لا الہ الا اللہ کا معنی۔
 ۴۲۵ مدار ایمان محبت رسول ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 ۴۲۶ وسلم۔
 ۴۲۷ محب کو محبوب کی ہر شئی عزیز ہوتی ہے۔
 ۴۲۸ محصور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر عیب و نقص
 ۴۲۹ سے منزہ و بے مثال ہیں۔
 ۴۳۰ تعزیر کی ناجوازی کے قائل کو کافر یا مرتد کہنا
 ۴۳۱ کیسا ہے۔
 ۴۳۲ تعزیر بنانا شرک نہیں بدعت و گناہ ہے۔
 ۴۳۳ حضرات ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواہ کسی
 ۴۳۴ غیر نبی کو نبی سے افضل کہنا کفر ہے۔
 ۴۳۵ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی
 ۴۳۶ صحابی کو بڑا کہنا رخص ہے۔
 ۴۳۷ ربیع الاول شریف کو علماء امت نے ماتم و قیام
 ۴۳۸ کے بجائے موسم شادی و ولادت کیوں ٹھہرایا۔
 ۴۳۹ ماتم پر قشقہ تلک لگانا یا کندھے پر صلیب رکھنا
 ۴۴۰ کفر ہے۔
 ۴۴۱ ترنار باندھنا کفر ہے۔
 ۴۴۲ حقیقی مستحق ہر عظیم وہی حقیقی جلیل عظیم و جلال
 ۴۴۳ ہے۔
 ۴۴۴ معظمان دینی کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت و
 ۴۴۵ علاقہ سے ہے۔
 ۴۴۶ بڑے مسلمان، سنی عالم اور عادل بادشاہ
 ۴۴۷ کی تعظیمیں اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم ہیں (المحدث) ۴۴۸
 ۴۴۹ جس وجہ کو اس عظیم حقیقی (اللہ تعالیٰ) سے علاقہ
 ۴۵۰ نہیں وہ اصلاً لائق تعظیم نہیں۔
 ۴۵۱ ہر شبہ عبادت ملائکہ کے لئے قطعاً موجب
 ۴۵۲ نفرت ہے۔
 ۴۵۳ علماء حرمین نے دیوبندیوں کو نام بنام کافر و مرتد کیا۔

سیرت و فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

- ۶۷۷ انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکار نہ فرمایا۔ ۸۵
- ۶۸۲ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ماں باپ سے بڑھ کر امت پر مہربان ہیں۔ ۳۰۶
- ۶۸۳ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سائل اور مالشی کے ساتھ کیسے پیش آتے تھے۔ ۳۷۷
- ۶۸۳ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دو اہل بیت پر کرم خداوندی دیکھ کر ضحک فرمایا۔ ۴۶۴
- ۶۸۷ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء طیبہ میں ساٹھ سے زائد اسماء الہیہ آئے ہیں۔ ۶۹۶
- ۶۹۹ حضور علیہ السلام نے ہر ایک پر زبور استلال ۷۰۲ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مالک الناس دیان العز ہیں ۷۰۳
- ### نماز امامت و طہارت و نجاست
- ۱۲۴ تین وقتوں میں نماز عرام ہونے کی حکمت
- ۱۴۰ نماز میں کو حلال کھنے والے کے پیچھے نماز کا حکم ہے
- ۱۴۳ فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔
- ۱۸۱ دفع مرض ہیضہ کے لئے میدان میں اذان دینا کیسا؟
- ۱۸۵ نفل جماعت کثیرہ کے ساتھ مکروہ ہے۔
- ۱۹۳ شراب مطلقاً حرام اور پیشاب کی طرح نجس ہے
- ۷۰۴ کسی چیز کی حقیقت جانے بغیر اس کی نجاست کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ ۱۹۴

- حقیقتاً ادعائے نبوت کفر خالص اور صورت ادعائے حرام و محظور ہے۔
- غالباً اسم و سنی میں کوئی مناسبت غیب سے ملحوظ ہوتی ہے۔
- بیچ ناموں کا مستی پر بڑا اثر پڑتا ہے۔
- برے نام کے ساتھ نام پاک محمد کو ملانا اس نام کریم کی گستاخی ہے۔
- گن گن ناموں کے ساتھ نام پاک محمد کو ملانا جائز نہیں ۶۸۳
- عرف قرآن و حدیث و صحابہ میں مومن اسی کو کہتے ہیں جو سنی صحیح العقیدہ ہو۔
- بد مذہب جنم کے کہتے ہیں ان کا کوئی عمل قبول نہیں جس طرح ہدایت یعنی خلق غیر خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی اسی طرح معنی محض نسبت عورت جل جلالہ کی طرف نسبت نہیں پاسکتی۔
- عبد معنی بندہ و معنی مملوک میں یہ تفرقہ کراؤل شرک اور ثانی خلاف واقع ہے محض بے اصل ہے۔
- خود کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مملوک ماننا ائمہ دین، اولیاء معتمدین اور علماء مستندین کی نظر میں مکمل ایمان ہے اور جو اس اعتقاد سے خالی ہے وہ حلاوت ایمان سے بے بہرہ ہے۔
- مالکیت حقہ صاوقہ کاملہ محیطہ شاملہ نامہ حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بخلاف کبریٰ حضرت کبریٰ عز وجل تمام جہاں پر حاصل ہے۔

۱۹۸	نماز میں قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا امام اعظم کے نزدیک	شراب حرام بھی ہے اور نجس بھی، اس کا
۵۴۱	مفسد نماز اور صاحبین کے نزدیک مکروہ ہے	خارج بدن پر لگانا بھی ناجائز ہے۔
۱۹۸	تصویر والی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔	اقیون حرام ہے نجس نہیں، خارج بدن پر اس کا
۵۴۱	جنت قبلہ میں صلیب ہو تو نماز مکروہ ہے۔	استعمال جائز ہے۔
۵۴۱	حقہ کا پانی پاک ہے۔	اسپرٹ حرام ہونے کے علاوہ ناپاک بھی ہے۔
۵۵۴	جس مکان میں تصویر ہو اس میں نماز	شراب کو بدن پر ملنا بھی حرام ہے۔
۲۹۰	مکروہ ہے۔	فاسق معین کو امام بنانا گناہ اور اسکے پیچھے نماز
۳۴۲	جو تصویر نمازی کے پس پشت ہو وہ کب	پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔
۳۴۲	مکروہ ہے۔	سید کی تحقیر بوجہ سیادت کرنے والا کافر ہے
۲۴۳	تصویر کو سامنے رکھ کر اس کی عزت افعال نماز	اس کے پیچھے نماز باطل ہے۔
۲۴۳	بجالانا اجنبی و اشد ہے اور اس صورت	و لہ الزنا کے ساتھ کھانا اور بشرط علم اسکے پیچھے
۲۴۳	میں نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔	نماز دونوں درست ہیں۔
۲۴۳	مکان میں تصویر بوجہ تعظیم رکھنا تو قطعاً ممنوع	کاذب و سارق کی امامت مکروہ تحریمی ہے
۲۴۳	گناہ ہے مگر اس مکان میں نماز مکروہ تنزیہی	ماں کے گستاخ کے پیچھے نماز سخت مکروہ
۲۴۳	ہوگی۔	مکروہ تحریمی قریب بکرام واجب الاعدادہ ہے۔
۲۴۳	نماز میں عدم کراہت کی صورتیں۔	امامت کا زیادہ حقدار کون ہے۔
۲۴۳	شمع، چراغ، قندیل، لمپ، لالٹین یا	فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔
۲۴۳	فانوس سامنے ہو تو نماز مکروہ نہیں۔	فاسق کو امام بنانے والے گناہ عظیم میں
۲۴۳	مسجد کے لوٹوں کا پانی ناپاک بنانا باطل ہے۔	مبتلا ہیں۔
۲۴۳	چورانوے قطرے گلاب میں ایک بوند پیشاب	متکلمین کی امامت کا بیان
۲۴۳	ڈال دو تو سب پیشاب ہو جائے گا۔	تعزیری میں غلو کرنے والے کے پیچھے نماز
۲۴۳		پڑھنا کیسا ہے۔
۲۴۳		اذان سننے وقت انگوٹھے چومنا جائز و مستحب
۲۴۳		اور آیت کریمہ سننے وقت ناجائز ہے۔
۲۴۳		امام کا محراب میں کھڑا ہونا اور تمام مقتدیوں سے
۲۴۳		بلند ہونا مکروہ ہے۔

احکام مسجد

قادیانی سے مسجد کے لئے پیسے

روزہ و حج و زکوٰۃ و صدقات

- مالِ حرام سے حج کرنا۔ ۳۳۹
- صاحبِ نصاب و قادر علی الاکتساب کو صدقات واجبہ لینا جائز نہیں۔ ۳۷۹
- عشرہ محرم کے روزے بہت ثواب اور نہایت افضل ہیں۔ ۴۹۹
- ۸۶ حقارت سے اس کا ذکر کرنیوالے کا کیا حکم ہے
- ۸۷ حلقہ ذکر اگر بوجہ ریا و سمعہ نہ ہو بلکہ خالصاً لوجہ اللہ ہو تو امر محبوب ہے۔
- ۸۸ ذکر کے حلقے جنت کی کیا ریا ہیں۔
- ۸۹ چلا کر ذکر کرنے والوں کو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد سے نکلوا دیا۔
- ۱۰۱ اشبہ تو سل دعا ہے اور دعا کا طرہیت

جہانِ آخر

- کتنے میت کا جنازہ اکٹھا ہو سکتا ہے۔ ۱۹۸
- نابالغ لڑکی اور لڑکے کا جنازہ بالغ کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں، اگر ہو سکتا ہے تو دعائیں کیسے پڑھی جائیں۔ ۱۹۹
- مرد اپنی زوجہ کا جنازہ اٹھا سکتا ہے۔ ۲۰۰
- ۱۸۰ اخفاء ہے۔
- ۱۸۱ ذکر الہی کے فضائل
- ۱۸۲ دعائے مجمع مسلمین اقرب بقبول ہے۔

نکاح و طلاق

- جس کی بارات میں کثرت سے باجے، روشنی اور گھوڑے ہوں اس کا نکاح شرعاً ہوتا ہے یا نہیں، اور ایسی بارات میں شرکت سے گناہ ہو گا یا نہیں۔ ۳۸۸
- ہنود کے میلے میں جانا حرام ہے مگر نکاح نہیں ٹوٹتا جب اسے اچھا نہ جانے۔ ۵۰۰
- خطبہ نکاح سنت ہے۔ ۵۰۹
- ۱۳۴
- ۱۴۲
- ۱۷۰

ایصالِ ثواب

- سوائے حسین کریم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حرم میں کسی کی نیاز نہ دلانا جہالت ہے۔
- امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کو ایصالِ ثواب ہر روز مستحب و مستحسن ہے۔
- فاتحہ ہر وقت جائز ہے۔

ذکر و دعا

- رقص و تمایل کے حلقہ میں تالیاں بجاتے ہوئے "لا الہ الا اللہ" کا ذکر کرنا کیسا ہے، اس انداز۔ ۱۹۸
- ۱۹۸

عورت اپنے جذامی شوھر کو ہمبستری سے منع نہیں کر سکتی۔

جذامی شوھر سے عورت کو فسح نکاح کی درخواست کا حق نہیں۔

بارہ سال سے مجرور ہونا اور نکاح نہ کرنا کوئی وجہ مواخذہ نہیں۔

حقیقی ماں کی طرح سوتیلی ماں بھی حرام ابدی ہے۔

ایک مسلمان نے کسی عورت کو سپینام نکاح دے رکھا ہو تو دوسرا مت دے۔

آدمی اپنا نکاح رذیل قوم میں نہ کرے بلکہ دیندار لوگوں میں کرے اور حبشیوں میں قرابت نہ کرے۔

رضاعت

بچہ کو نمازی صالحہ شریف القوم عورت سے دودھ پلویا جائے۔

عشرت

بسم اللہ سے جماع کی ابتداء کرے، شرکاء زن پر نظر نہ کرے، زیادہ باتیں نہ کرے، اور مرد و زن مکمل برہنہ نہ ہوں۔

عقیت

ساتویں، چودھویں یا اکیسویں دن عقیتہ کیا جائے۔

صلہ رحمی

باپ کے تعلقداروں سے بھلائی کی تاکید۔ ۳۸۷

زیور و زینت

عورتوں کو ہاتھوں پر مہندی لگانے کا حکم دیا گیا تاکہ مردوں سے مشابہت نہ ہو۔ ۵۳۸

مرد کو تھیلی یا تلوے پر مہندی لگانا حرام ہے۔ ۵۳۳

مرد کو ساڑھے چار ماشے سے کم وزن کی انگوٹھی ایک انگ کی جائز ہے، زیادہ کی ناجائز ہے۔ ۵۴۴

چاندی کی مردانی انگوٹھی عورت کو نہ چاہئے اور پہنے تو زعفران وغیرہ سے رنگ لے۔ ۵۴۴

مرد مسیدھے یا تھیلے میں انگوٹھی نہ پہنے کہ رافضیوں کا شعار ہے۔ ۵۴۵

رسم و رواج

غازنی میاں کا بیاہ محض جاہلانہ رسم ہے۔ ۴۹۲

مہندی ناجائز ہے، اس کا آغاز کسی جاہل سفیہ نے کیا ہوگا۔ ۵۱۰

فوائد تفسیریہ

آیت کریمہ "ومن اعرض عن ذکری" میں اعراض عن الذکر سے کیا مراد ہے۔ ۱۰۰

آیت کریمہ "ولا تلقوا بائدیکم الی التھلکۃ" کا مصداق و مطلب۔ ۱۹۱

فوائد حدیثیہ

- ۲۴۱ حدیث ہشتم کا مطلب
- ۲۴۲ حدیث نہم میں چار وجوہ
- ۲۴۲ حدیث یازدہم و دوازدہم کی توجیہ
- ۱۴۰ تیرہویں حدیث سے عدوی کی بیخ کنی اور اس کا بے اصل ہونا ظاہر ہے۔
- ۲۴۲ حدیث فرار عن الطاعون کو محدث و مروج اور اس کے راویوں کو مجہول و غیر ثقہ کہنے والا جاہل یا گمراہ ہے۔
- ۲۴۳ اکتیسویں حدیث کی توجیہ
- ۱۹۰ حدیث طاعون کی ایک غلط تاویل کا زوردار رد
- ۱۹۰ حدیث دوم، سوم، پنجم اور دہم قابل استدلال نہیں۔
- ۲۴۳ حدیث اول پر کئی طریقوں سے بحث اور گفتگو
- ۲۴۳ حدیث اول، حدیث اول کے ثبوت میں کلام طریقی اول، حدیث اول کے ثبوت میں کلام طریقی اول
- ۲۴۹ یہ طریقہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے۔
- ۲۴۳ اکتیسویں حدیث پر گفتگو اور یہ حدیث دونوں مضمونوں کی جامع ہے۔
- ۲۴۳ بتیسویں حدیث پر محدثانہ گفتگو۔
- ۲۴۳ دوم، مجذوم وغیرہ سے بھاگنے کی حدیثیں منسوخ ہیں، احادیث نفی عدوی نے انھیں منسوخ کر دیا۔
- ۲۴۸ سوم، بھاگنے کا حکم اس لئے کہ وہاں ٹھہریں تو ان پر نظر پڑے گی جس سے مفاسد عجیبہ تحقیر و ایذا پیدا ہوں گے۔
- ۲۵۰ چہارم، امر فرار اس لئے ہے کہ اس کی بدبو وغیرہ سے ایذا نہ پائیں۔
- ۲۵۰ پنجم، مذہب جمہور کہ دوری و فرار کا حکم وسوسہ ابلیس اور اعتقاد باطل سے بچانے کے لئے ہے۔
- ۲۵۰ المتوفیق بین الحدیثین
- ۲۴۱ مختلف احادیث میں تطبیق
- ۲۴۲ اثبات عدوی کی احادیث اس درجہ عالیہ صحت پر نہیں جس پر احادیث نفی ہیں۔
- ۲۴۲ کوئی حدیث ثبوت عدوی میں نص نہیں۔
- ۲۴۹ جہذا میوں کو تیز نگاہ سے نہ دیکھو، حدیث چہارم کا مکمل یہی ہے۔
- ۲۴۹ حدیث ششم میں کہ اُن ثقفی سے فرمایا پلٹ جاؤ تمھاری بیعت ہوگئی متعدد وجوہ رکھتی ہے۔
- ۲۴۰ حدیث ہفتم کی توجیہ

- ۲۶۴ دو صحیح حدیثوں میں تطبیق صحابی کا قول مخالف حدیث ہو تو تطبیق کی صورتیں۔
- ۲۹۲ تحقیق مصنف علیہ الرحمہ کہ الفاظ مختلفہ کے باوجود احادیث متعلقہ طاعون میں کوئی تعارض مخالف نہیں۔
- ۲۹۹ تمام الفاظ حدیث میں صرف طاعون سے بھاگنے پر وعید شدید ہے اور صبر کر کے ٹھہرے رہنے کی ترغیب و تاکید ہے شہر، محلے یا حوالی شہر کی کوئی قید نہیں۔
- ۲۹۹ حدیث ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے استدلال۔
- ۲۹۹ حدیث مسند احمد اور حدیث بخاری میں اختلاف نہیں۔
- ۳۰۰ حدیث میں لفظ میکت کا فائدہ۔
- ۳۰۲ ان حدیثوں کا مطلب جو طاعونی شہر میں جانے یا وہاں سے بھاگنے کی ممانعت پر مشتمل ہیں۔
- ۳۰۹ حدیث لما ثقل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جواز نوحہ پر استدلال کیا ہے۔
- ۴۸۵ حدیث من تشبه بقوم فهو منهم کا مطلب۔
- ۵۳۰ سانپ کو نہ مارنے سے متعلق ایک حدیث کی توجیہ۔
- ۶۶۰ حدیث صحیح مسلم سے مولوی صاحب مذکور کا استدلال درست نہیں۔
- ۴۰۴ حدیث مذکور کی صحیح توجیہ اور دیگر احادیث و آیات قرآنیہ سے اس کی تطبیق و توفیق۔
- ۴۱۴ ایک ضعیف السند حدیث۔
- فوائد اصولیہ**
- ۴۶ فقہی احکام غالب حالات پر مبنی ہوتے ہیں۔
- ۱۰۴ نصوص اپنے ظاہری معنی پر محمول ہوا کرتے ہیں۔
- ۱۱۵ احادیث صحاح مرفوعہ عکسہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا مشاہیر پیش نہیں ہو سکتے۔
- ۱۱۵ شرع میں فتنہ کی طرح داعی فتنہ بھی حرام ہے۔
- ۱۲۰ دواعی حرام کے لئے مستلزم حرام ہونا ضروری نہیں۔
- ۱۲۱ حرمت دواعی وقت افسار پر مقصود نہیں۔
- ۱۲۱ شرع مطہر مظنہ پر حکم دار فرماتی ہے اس کے بعد وجود غشائے حکم پر نظر نہیں رکھتی۔
- ۱۲۱ احکام فقہیہ میں غالب کا لحاظ ہوتا ہے ناد کے لئے کوئی حکم جدا نہیں کیا جاتا۔
- ۱۲۱ جبکہ غشائے حکم ائی ہوتا ہے اور اس میں ہر داعی مستقل تو ایک کی تحريم دوسرے کے وجود پر موقوف نہیں ہو سکتی۔
- ۱۲۲ رعایت فعل اختیاری ہے۔
- ۱۲۴

- ۱۲۷ فعل اختیاری کو قصد لازم ہے۔
 ۱۲۷ قصد بے علم ناممکن ہے۔
 ۱۳۹ حرام ہر حال میں حرام رہے گا۔
 ۱۴۷ حرام و حلال ایک نہیں ہو سکتے۔
 ۱۴۷ کوئی مجلس اگر فی نفسہ منکرات شرعیہ پر مشتمل نہ ہو تو عموم اذن اور شمول دعوت میں حرج نہیں۔
 بعض باتیں بوجہ دقت و غموض افہام قاصرہ پر موجب فتنہ ہوتی ہیں۔
 ۱۴۸ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے سامنے محتمل اور محکم کے مقابل متشابہ واجب الترك ہے۔
 قول و حکایت فعل میں برابری نہیں۔
 محرم و بیع مساوی نہیں۔
 مغلوبین حال کے احوال، اقوال، افعال اور اعمال نہ قابل استناد ہیں نہ لائق تعلیہ۔
 نائب جب مسند نیابت پر ہو تو اس دربار کی توہین اصل سلطان کی توہین ہے۔
 جس کام کا کرنا حرام اس پر خوشی منانا بھی حرام ہے۔
 عدو نامی زیادت نہیں۔
 جو اقویٰ کی مدافعت کرے وہ اضعف کی بدرجہ اولیٰ کرے گا۔
 ۲۲۵ لیس بالقوی اور لیس بقوی میں بڑا فرق ہے
 ۲۳۹ تخمین مثل تبیین نہیں۔
 ۲۴۲ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔
 صغیرہ پر اصرار بے کبیرہ کر دیتا ہے اور کبیرہ پر
- ۲۸۹ اصرار اسے سخت تر کبیرہ کر دیتا ہے۔
 ۲۸۹ کوئی گناہ اصرار کے بعد صغیرہ نہیں رہتا۔
 نفس گناہیں احکام الہیہ سے معارضہ کی وہاں نہیں
 ۲۸۹ جو برعکس حکم شرع نہی عن المعرفہ و امر بالمعکر میں ہے
 جس امر میں رائے اور اجتہاد کو دخل نہ ہو اس میں
 ۲۹۲ قول صحابی دلیل قول رسول ہے۔
 ۳۰۶ طاعون کو آگ اور زلزلے پر قیاس کرنا باطل ہے
 ۳۲۷ ضرورتیں ممنوع کاموں کو مباح کر دیتی ہیں۔
 فاسق سے بغض حقیقتاً اس کے فعل کی طرف راجع ہے نہ کہ اس کی ذات کی طرف۔
 ۳۲۷ جو شخص دو بلاؤں میں گرفتار ہو وہ آسان کو اختیار کرے۔
 ۳۵۳ حکمت علی المنکر بھرام ہے اور کب نہیں۔
 ۳۶۱ نقل بالمعنی میں وسعت عظیم ہے۔
 بلا وجہ شرعی کسی مسلمان کو تکلیف دینا قطعی حرام ہے۔
 ۴۲۵ حقوق العباد کا ضابطہ کلیہ
 ۴۶۰ صاحب حق جب تک معاف نہ کرے اس وقت تک کسی قسم کا حق معاف نہیں ہوتا۔
 ۴۶۰ شئی کے لئے ایک حقیقت ہوتی ہے اور کچھ امور زائد کہ لوازم و عوارض ہوتے ہیں۔
 ۵۱۷ احکام شرعیہ شے پر کسب وجود ہوتے ہیں مجرد اعتبار عقلی ناصح و مجرد مطمح احکام شرع نہیں ہوتا
 ۵۱۷ فقہ افعال مکلفین سے باعث ہے تو جو فعلیت میں نہیں آسکتا موضوع سے خارج ہے۔

- تغافل اعتبار سے تغافل احکام وہیں ہو سکتا ہے جہاں وہ اعتبارات واقیہ مفارقت متعاقبہ ہوں کہ شکی کبھی ایک کے ساتھ پائی جائے کبھی دوسرے کے ساتھ۔
- جو زوائد لازم الوجود ہوں ان کے حکم سے جدا کوئی حکم حقیقت کے لئے نہ ہوگا۔
- لازم سے انفکاک محال ہے۔
- ارکان حقیقت کہ ماہیت میں داخل ہوں ان سے قطع نظر ناممکن ہے۔
- ماہیت عرفیہ میں رکیت تابع عرف ہے۔
- عوارض قبیحہ نے نفس شکی مباح یا حسن قبیح نہیں ہو جاتی بلکہ وہ اپنی حد ذات میں اپنے حکم اصلی پر رہتی ہے۔
- ہر چیز میں اہل کتاب سے مشابہت مکروہ نہیں عادت و عرف کی خلاف ورزی مکروہ و باعث شہرت ہے۔
- شکی اپنے مقاصد کے اعتبار سے ممنوع یا مشروع ہوتی ہے۔
- کل ما لاینافی الحیاة لاینفی الکراہة کو ما ینافی الحیاة ینفی الکراہة لازم نہیں۔
- لیس ان کلما ینافی الانسانیة ینفی الحيوانیة۔
- تصویر میں حیات کسی صورت میں نہیں ہوتی نہ وہ کسی حال میں جملہ اعضاء مارجیات کا استیعاب کرتی ہے۔
- مدار حکم حکایت و فہم ناظر پر ہے کہ وہ اس کو زندہ کی تصویر قرار دیتا ہے یا مردہ کی، موت و حیات حقیقی پر مدار حکم نہیں۔
- تصویر ممنوع میں کراہت نماز و حکم ممانعت کی علت عند المشائخ مشابہت عبادت صنم ہے۔
- نمازی کے کپڑوں میں تصویر ہونے کی ممانعت کی علت حامل صنم سے مشابہت ہے۔
- نکرہ سیاق نفی میں عام ہوتا ہے۔
- حدیث جبرائیل مخصوص البعض ہے۔
- تعمیم صورت تشبہ عبادت صورت ہے۔
- شرع مطہر نے جس شکی کی تعظیم حرام اور توہین واجب کی ہے اس کی من وجہ تعظیم اور من وجہ توہین حرام و ناجائز ہے۔
- جہاں حلال و حرام جمع ہوں وہاں حرام غالب ہوتا ہے۔
- اعمال صالحہ و سیئہ کا اختلاط ممنوع ہے جیسے نیت کو چومنا اور جوئے مارنا۔
- معظان دینی کی توہین مطلقاً حرام ہے اگرچہ اس کے ساتھ ہزار تعظیمیں بھی ہوں۔
- ما لایؤثر کراہة فی الصلوۃ لایکروہ ابقاؤہ۔
- ہر فرض بقدر قدرت اور ہر تکلیف بشرط استطاعت۔
- زینت مباحہ نیت مباحہ مطلقاً اسراف نہیں۔

فوائد فقہیہ

۱۴۷

- ۱۴۷ اسراف حرام ہے۔
 ۱۴۸ زینت بروج قبیح یا بنیت قبیحہ نہ ہو تو حلال ہے۔
 ۱۴۹ بعض باتیں اختلاف مقاصد یا تنوع احوال سے
 ۱۵۰ حسن و قبح میں مختلف ہو جاتی ہیں۔
 ۱۵۱ کون سا سمع حلال ہے۔
 ۱۵۲ وجہ کے حکم شرعی کے بارے میں ائمہ کرام و
 ۱۵۳ فقہاء عظام کے ارشادات۔
 ۱۵۴ تنہائی و خلوت میں بنیت محسودہ و جہائمہ کرام
 ۱۵۵ میں مختلف فیہ ہے۔
 ۱۵۶ ازالہ منکر بقدر قدرت فرض ہے۔
 ۱۵۷ ہر خطبہ کو سُننا فرض اور اس میں غل کرنا حرام ہے
 ۱۵۸ خطبہ ختم فتہ آن مستحب ہے۔
 ۱۵۹ شہر یا گھر سے بھاگنا لذائذ ممنوع نہیں بلکہ طاعون
 ۱۶۰ کی وجہ سے بھاگنا منع ہے۔
 ۱۶۱ صرف طاعون ہی نہیں ہر وبائی مرض سے بھاگنا
 ۱۶۲ منع ہے۔
 ۱۶۳ غیبت حرام ہے مگر مواضع استثنائے میں۔
 ۱۶۴ رندوں کے مال پانچ قسم پر ہیں، پانچوں کی تفصیل
 ۱۶۵ اور احکام۔
 ۱۶۶ جس قدر خصوص زیادہ ہوتا جاتا ہے حق اشد و
 ۱۶۷ آگد ہوتا جاتا ہے۔
 ۱۶۸ حق العبد کی تعریف
 ۱۶۹ حقوق العباد کی دو قسمیں ہیں دیون اور مظالم
 ۱۷۰ اور کبھی دونوں کو تبعات کہا جاتا ہے۔
 ۱۷۱ شہید بھکر کی تعریف، وہ مومن جو خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کی
 ۱۷۲ خاطر شہید میں جہاد کرتے ہوئے دُوب کر شہید ہو جائے۔
 ۱۷۳ شہید صبر کی تعریف۔
 ۱۷۴ نماز عرف شرع میں مجموع ارکان مخصوصہ
 ۱۷۵ ہیأت معلوم کا نام ہے۔
 ۱۷۶ تشبہ و وجہ پر ہے التزامی و لزومی۔
 ۱۷۷ تشبہ التزامی میں قصد کی تین صورتیں ہیں۔
 ۱۷۸ حقد پنا ایک صورت میں حرام، ایک میں مکروہ
 ۱۷۹ اور ایک میں مباح ہے۔
 ۱۸۰ حقد تین قسم ہیں۔
 ۱۸۱ تصویر فقط چہرہ کا نام ہے۔
 ۱۸۲ ایک تصویر بے سر کی ہو یا اس کا سر کاٹ دیا جائے
 ۱۸۳ تو کراہت نہیں۔
 ۱۸۴ دیگر اعضاء وجہ و راس کے معنی میں نہیں اگرچہ
 ۱۸۵ مدارجیات ہونے میں شامل ہوں۔
 ۱۸۶ چہرہ ہی تصویر ذی روح میں اصل ہے۔
 ۱۸۷ شک نہیں کہ فقط چہرہ کو تصویر کہتے ہیں اور عائدہ
 ۱۸۸ مقاصد تصویر چہرہ سے حاصل ہوتے ہیں۔
 ۱۸۹ مقطوع الراس تصویر دراصل تصویر
 ۱۹۰ ہے ہی نہیں۔
 ۱۹۱ صاحب ہدایہ کے دو کلاموں میں تطبیق اور
 ۱۹۲ تدافع کا دفعیہ۔
 ۱۹۳ امانت تصویر والی صورتیں جائز رکھی گئی ہیں۔
 ۱۹۴ امام محمد علیہ الرحمۃ نے جانناز میں تصویر کا ہونا
 ۱۹۵ مطلقاً مکروہ کیوں قرار دیا۔
 ۱۹۶ تشبہ و وجہ ہے: (۱) عام (۲) خاص

کراہت نماز تشبہ خاص میں منحصر نہیں۔

اسماء الرجال

مفضل بن فضالہ بصری ضعیف ہے اور مفضل بن فضالہ

مصری اس سے اوٹی واشہر ہے۔

ہشیم اور شریک مدلس ہیں۔

علی بن زید بن جعدان مستند علماء میں سے نہ تھا

بعض نے اس کو شیعہ ورافضی کہا ہے۔

تاریخ و تذکرہ

حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے مسجد قدس

میں منبر کا بچایا جانا اور نعت کا سنانا۔

ایک عجیب حکایت

سماع بامز امیر کے بارے میں حضرت خواجہ

محبوب الہی علیہ الرحمہ کے فرمودات۔

رسالہ سکون الشجون کا مصنف مجہول ہے

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طاعون

کے سبب شام نہ جانے کا واقعہ۔

اثر تعویذ کے منکر کو حضرت شاہ ابوسعید الخیر

کا جواب۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معقیب

ناہی صحابی کو جو جذامی تھے اپنے ساتھ کھانا

کھلایا۔

حضرت معقیب کا جناب فاروق اعظم رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے دو مینی اطباء سے علاج کرایا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جذامی کو

اپنے پاس بٹھایا اور اس کے ساتھ آپ نے

کھانا کھایا۔

۲۲۳

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک جذامی

کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالے میں رکھا اور

فرمایا: اللہ تعالیٰ پر تکیہ اور اللہ تعالیٰ پر

بھروسہ ہے۔

۲۲۳

امیر المؤمنین فاروق اعظم کو راہ شام میں خبر ملی

کہ وہاں طاعون ہے، آپ نے پہلے مہاجرین

پھر انصار پھر مشائخ قریش سے مشورہ کیا سب

نے اپنی اپنی رائے دی پھر عبدالرحمن ابن عوف

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی حدیث پیش کی، چنانچہ اسی پر

عمل ہوا۔

۲۹۳

حضرت فاروق اعظم نے طاعون سے بھاگنے کی

تمت سے برارت فرمائی۔

۲۹۷

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی لشکر

شام کی طرف بھیجتے تو دو باتوں پر یکساں بیعت

لیتے ایک یہ کہ دشمنوں کے نیزوں سے نہ بھاگنا

اور دوسرا یہ کہ طاعون سے نہ بھاگنا۔

۳۰۵

چند میل قوم سے متعلق سوال جو ہندوؤں جیسے

افعال کرتے ہیں۔

۳۲۷

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے ایک

بیٹے سے عمر بھر کلام نہ فرمایا۔

۳۴۹

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ نے اپنے ایک

۲۲۲

- بیٹے کے جنازہ میں شرکت نہ کی۔
۳۴۹ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد
ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک
سائل کو ٹکڑا عطا فرمایا اور ایک کو باعزاز
کھانا کھلایا۔
۳۵۰ مائ کو ناراض کرنے والے کی زبان پر وقت نزع
کلمہ جاری نہ ہوا۔
عوام بن حوشب ائمہ تبع تابعین میں سے ہیں
ان کا انتقال ۱۴۸ھ میں ہوا۔
مائ کے گستاخ کا سبق آموز واقعہ
ایک نیک شخص کا واقعہ جس نے اپنے بیٹے کو
سورۃ فاتحہ پڑھانے والے معلم کو چار ہزار دینار
شکریے کے طور پر پیش کئے۔
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
بارگاہ رسالت میں توراۃ پڑھنے اور اس پر
حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناراض
ہونے کا تذکرہ۔
ہرقی کا قصہ
ملفوظات سید عبدالرزاق بانسوی کی طرف منسوب
غلط حکایات کے بارے میں استفسار۔
مصنف علیہ الرحمۃ کے بارے میں تعزیر میں
شرکت سے متعلق ایک غلط حکایت۔
میدان کربلا میں حضرت قاسم کی شادی و
مہندی ثابت نہیں۔
سلطان تیمور نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے روضہ انور کی کیسی تصویر رکھی تھی۔
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

- حکم پر حضرت فاروق اعظم نے اور کچھ آپ نے خود
بتفسیر نفیس اپنے دست اقدس سے منادیں۔ ۵۷۷
- مدینہ طیبہ میں جنات کا ایک گروہ مسلمان ہو گیا۔ ۶۵۱
- ایک عورت ایک بلی کے سبب دوزخ میں گئی۔ ۶۵۶
- اسرائیل سیدنا یعقوب علیہ السلام کا نام مبارک
ہے۔ ۶۶۴
- امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے برسر منبر مجمع صحابہ میں اپنے آپ کو رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عبد و خادم کہا۔ ۷۰۶
- ### ترغیب و ترہیب
- رقص و تمایل اور تالیوں کے ساتھ ذکر کی محفل
سے چلے جانے والوں پر آیت کریمہ "ومن
اعرض عن ذکری" کو منطبق کرتے ہوئے نے
کئی وجوہ سے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا۔ ۱۰۱
- اللہ تعالیٰ و رسول اللہ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم پر افتراء باندھنے والے کے لئے
وعید شدید۔ ۱۰۱
- سماع مزامیر کی مجلس میں حاضر ہونے والے گنہگار
قوال ان سے بڑھ کر اور بلانے والا سب سے
بڑھ کر گنہگار ہوگا۔ ۱۵۰
- شرعی مجرم کو پناہ دینے والے پر اللہ تعالیٰ
کی لعنت۔ ۱۶۷
- ہر جاندار کی نفع رسانی میں اجر ہے۔ ۱۷۸
- طاعون سے بھاگنے والے کے لئے وعیدات
- کا ذکر۔ ۱۹۹
- اتحاد سنت پر سوشیدوں کا ثواب ۲۰۲
- طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہی ہے جیسے ۲۵۱
- جہاد میں کافروں کے مقابلے سے بھاگنے والا۔ ۲۸۷
- جہاد میں کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنے والے
کے لئے وعید شدید۔ ۲۸۷
- نیکی کی دعوت دینے والے کا احب اور
گمراہی کی دعوت دینے والے کا گناہ و
وبال۔ ۲۹۰
- جو نفل و حرکت طاعون سے بھاگنے کیلئے ہوگی
اگرچہ اسی شہر کے محلوں میں ہو تو وہ ضرور اس
وعید و تہدید میں داخل ہوگی۔ ۲۹۹
- طاعون میں صابر ہو کر اپنے گھر میں ٹھہرے رہنے
والے کو شہید کے برابر ثواب ملتا ہے۔ ۳۰۰
- جو مشرک سے یکجا ہو اور اس کے ساتھ رہے
وہ اسی مشرک کی مانند ہے۔ ۳۱۲
- غیر مسلموں کی نفرتی بڑھانے اور ان کا ساتھ
دینے والوں کی مذمت احادیث کریمہ سے۔ ۳۲۳
- غیبت زنا سے سخت تر ہے۔ ۳۵۸
- باپ کے نافرمان کے لئے وعیدات شدیدہ۔ ۳۸۴
- والد کے گستاخ کے لئے سخت وعید پر
مشتعل کیس حدیثیں۔ ۳۸۴
- والدین کو ستانے والے کیلئے احادیث میں
سخت وعیدیں۔ ۴۰۳
- تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ ۴۰۳

- تین شخصوں کے فرض و نفل اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔ ۴۰۳
- والدین کو ستانے والا اور ان کو گالی دینے والا ملعون ہے۔ ۴۰۴
- استناد کی ناشکری خوفناک بلا، تباہ کن بیماری اور علم کی برکات کو ختم کرنے والی ہے ۴۱۶
- نیکی کو حقیر جاننے کی مذمت۔ ۴۱۸
- تعلیم دین کے استاذ کی ابتدائی تعلیم کو حقیر جاننے کا وبال۔ ۴۱۹
- مسلمانوں کو اذیت دینے والے کیلئے سخت وعید ۴۲۵
- مسلمان کی بے عزتی کرنے والے کی مذمت۔ ۴۲۶
- حسد کی مذمت اور حاسد کیلئے احادیث سے وعید ۴۲۷
- اس شخص کی مذمت جو چھوٹوں پر مہربانی اور بڑوں کا احترام نہ کرے۔ ۴۲۸
- علماء کے ساتھ برا سلوک کرنے والے کی برائی بیان سے باہر ہے۔ ۴۳۱
- حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل و اولاد کو اذیت پہنچانے کی شدید مذمت۔ ۴۳۲
- علم کو حصول دنیا کا ذریعہ بنانے والے شخص کی مذمت میں احادیث۔ ۴۳۴
- علوم فلسفہ اور منطق پڑھنے کی قباحتیں ۴۳۵
- اللہ تعالیٰ نے والد کا حق ولد پر نہایت اعظم بنایا اور اپنے حق کے برابر اس کا ذکر فرمایا۔ ۴۵۱
- ولد کا حق والد پر اللہ تعالیٰ نے عظیم رکھا۔ ۴۵۱
- ولد مطلق اسلام پھر مخصوص جوار پھر مخصوص قرابت پھر مخصوص عیال کا جامع ہو کر سب سے زیادہ خصوصیت خاصہ رکھتا ہے۔ ۴۵۱
- متفلس کون ہے۔ ۴۶۲
- غیبت زنا سے بدتر ہے۔ ۴۶۲
- دنیا میں اہل حقوق سے حقوق معاف کرالینا آسان، قیامت کے دن اس کی امید مشکل ہے۔ ۴۶۳
- قیامت کے روز ماں باپ بھی اپنی اولاد کو حقوق معاف نہیں کریں گے۔ ۴۶۳
- صلحاء کی تصویریں بنانے والوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدترین مخلوق قرار دیا۔ ۵۷۵
- متواتر حدیثوں میں ہے کہ جس گھر میں تصویر اور کتا ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ ۵۷۶
- جس مکان میں ملائکہ رحمت نہ آئیں وہ ہر جگہ سے بدتر ہے۔ ۵۹۰
- حیوان پر ظلم ذمی پر ظلم سے اور ذمی پر ظلم مسلمان پر ظلم سے زیادہ سخت ہے۔ ۶۴۴
- کتا پانا حرام ہے، جس گھر میں کتا ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، اس سے نیکیاں گھٹتی ہیں۔ ۶۵۷
- ### تصوف و طریقت
- بعض بندگان خدا کی طرف سے مزامیر پر اقدام کی توجیہ۔ ۸۰
- اچھا گانا کچھ شرائط کے ساتھ اہل اللہ کے

- ۳۲۶ ۸۴ بھی حرام۔
 ۹۲ مالِ تمیم پر قبضہ جانے والا فاسق ہے جس سے
 ۹۲ ابتداء بسلام ناجائز ہے، مسلمانوں کو اس کے
 ۱۰۶ ساتھ میل جول نہیں رکھنا چاہئے۔
 ۳۲۰ جواب سلام علی الفور واجب ہے تاخیر میں
 ۱۳۰ اثم ہوگا۔
 ۴۱۴

محاسن و محافل

- ۱۳۰ غذا ئے روح کی پہچان
 ۱۳۲ صوفی بے علم شیطان کا مسخرہ ہے۔
 ۱۳۲ اللہ تعالیٰ نے کسی جاہل کو اپنا ولی نہیں کیا
 ۱۳۲ بغیر علم کے خدا کو نہیں پہچانا جاسکتا۔
 ۱۳۹ فاسق معین کو پیر بنانا حرام ہے
 ۵۰۰ مجلس ذکر شہادت اور اس میں بیان فضائل و مناقب جائز ہے۔
 ۵۰۰ جس مجلس میں اہلبیت کی توہین ہو اس میں
 ۵۰۰ جانا قطعاً حرام ہے۔

لغت و بلاغت و نحو

- ۱۴۱ معنی و عطف
 ۱۵۸ حدیث بخاری میں فی بلدہ اور حدیث احمد
 ۱۶۲ میں فی بیتہ بر سبیل تنازع یہکت اور
 ۳۰۱ یقع دونوں سے متعلق ہیں۔
 ۵۵۸ سرتی تمباکو کو کچتے ہیں۔
 ۶۲۴ سومات کا معنی
 ۶۷۸ کیا اعلام میں معنی اول ملحوظ نہیں ہوتے ہیں
 ۶۷۹ اعلام میں معنی اصلی باطل ساقط النظر نہیں
 ۶۸۱ عقور الدین نام رکھنا سخت قبیح و شنیع ہے کیونکہ
 اس کا معنی ہے دین کو مٹانے والا۔
 ۶۸۱ فارسی میں غلام آفتاب، عربی میں عبد شمس اور

حق میں جائز ہے۔
 مقلوبین صادقین کا وجد و ملت غلطی اور نعت کبریٰ ہے
 وجد صادق کی شناخت اور اس کی شرائط۔
 سب صوفی یکساں نہیں ہوتے۔
 کیا قوالی غذا ئے روح ہے یا غذا ئے نفس،
 اور دونوں میں فرق۔

غذا ئے روح کی پہچان
 صوفی بے علم شیطان کا مسخرہ ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے کسی جاہل کو اپنا ولی نہیں کیا
 بغیر علم کے خدا کو نہیں پہچانا جاسکتا۔
 فاسق معین کو پیر بنانا حرام ہے
 وحدۃ الوجود اور حقائق و وقایع تصوف جس طرح
 صوفیہ صادقہ مانتے ہیں ضرور حق ہیں۔
 بہت سے حقائق تصوف کو آج کل کے مولوی
 اور پیر بھی نہیں سمجھ سکے چر جائیکہ عوام۔
 پیر غوایت اور شیخ ہدایت میں فرق۔
 سلسلہ اولیاء کرام میں کسی عالم سنی العقیدہ
 متصل السند شیخ کے ہاتھ پر داخل ہونا برکت
 عظیمہ ہے۔

پیر کے مرید پر اور مرید کے پیر پر کیا کیا حقوق ہیں
 مصالح خاصہ کے اسرار اہل باطن جانتے ہیں۔

سلام و تحیت

کافر فرزد، مبتدع اور بد مذہب کو بے ضرورت
 ابتداء بسلام حرام اور ان سے مخالفت

- ۱۳۳ کھانا جائز نہیں۔ ۶۹۲ ہندی میں سورج داس کا معنی ایک جیسا ہے۔
- شیرینی یا کھانا فقرا کو کھلانا صدقہ، اقارب کو ۶۹۵ ایہام میں احتمال میں زمین و آسمان کا فرق ہے
- کھلانا صلہ رحم اور اجاب کو کھلانا ضیافت ہے ۶۹۵ ایہام کی تعریف جس کو تخیل بھی کہا جاتا ہے۔
- اور یہ تینوں جائز، موجب نزول رحمت و ۶۹۸ ایصال الی المطلوب اور ارادۃ الطریق دونوں دو معنی خلق و تسبب پر مشتمل ہیں۔
- دفع بلا و مصیبت ہیں۔ ۱۸۵ ۶۹۸ انبت الزرع البقل میں قائل کا موجد ہونا ہی قرینہ
- ڈاکٹری دوا سیال جس میں شراب کا جزو رہو ۶۹۹ شافیہ ہے کہ اسناد مجاز عقل ہے۔
- حکیم مرضی کو استعمال کر لے جائز ہے یا ۶۹۹ عہد و بندہ میں سوا اختلاف زبان کے کوئی
- نہیں، حکیم پر گناہ ہے یا نہیں۔ ۱۹۳ فرق نہیں۔
- برائندی کا استعمال مرضی کو جائز ہے یا ۷۰۱ عہد و بندہ عربی و عجمی زبان میں اللہ و خدا اور مولیٰ و
- نہیں۔ ۱۹۳ آقا کے مقابل بولے جاتے ہیں۔
- ۲۰۸ سلطان کھانا حرام ہے۔ ۷۰۱ مملوک ملک ذاتی حقیقی و ملک عطائی مجبازی
- قادیانیوں کے گھر جا کر کھانا کھانا حرام ہے۔ ۳۲۷ دونوں کو مشکل ہے۔
- جس کے یہاں حرام و حلال دونوں طرح ۷۰۱ بندہ بمقابل خدا و خواجہ دونوں طرح مستعمل ہے۔
- کی آمدنی ہو اس کا کھانا حرام نہیں۔ ۵۰۲ ۷۰۲ معنی مالکیت کی تحقیق

طب

بزرگم اطباء سات بیماریاں متعدی ہیں۔ ۲۵۵

طبیعیات

- ۱۲۳ آن الانسان حریص علی ما صنع۔
- نفس شئی مبذول کی طرف اتنا نہیں کھینچتا ۵۸۱
- ۱۲۳ جتنا ممنوع کی طرف۔ ۶۱۰
- بندگان نفس کو نظر اجنبیہ میں نظر حلیہ سے ۱۲۳
- زیادہ لذت آتی ہے۔ ۱۲۳
- منع اجلب للشوق ہے۔ ۱۲۳

منطق

دین و مظلمہ میں نسبت عموم و خصوص من وجہ کی ہے۔ ۳۵۹

- ۳۵۹ دونوں میں اجتماعی اور افتراقی مادوں کا بیان
- ۵۸۱ موجب کلیہ کا عکس مستوی موجب کلیہ نہیں آتا۔
- ۶۱۰ انتفاء اخص سے انتفاء اعظم لازم نہیں آتا۔

شرب و طعام

کسی خلاف شرع مجلس میں شریک ہو کر کھانا

صحبت قطعاً موثر ہے اور طبیعتیں سداق اور
قلوب متقلب ہیں۔

فضائل و مناقب

علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

نیکی سے رزق بڑھتا ہے اور عمر میں برکت
ہوتی ہے۔

جماعت میں برکت ہے۔

فضائل صدقہ و ضیافت و صلہ رحمی۔

ابو جعفر طحاوی کے مناقب۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
مناقب۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امت کے سب سے
بڑے خیر خواہ ہیں۔

احادیث کریمہ سے ثبوت کہ ماں کا حق باپ کے
حق سے زائد ہے۔

خدمت میں ماں اور تعظیم میں باپ زائد ہے۔

ماں کے حق کے بارے میں صحابی کا سوال اور
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جواب۔

استاذ کے حق کو والدین کے حق پر مقدم
رکھنا چاہئے۔

استاذ کے فضائل اور اس کا مقام و مرتبہ۔
اپنے آپ کو استاذ سے افضل قرار دینا

خلاف مامور ہے۔

۴۲۳

۴۲۴ استاد کے ادب و احترام کی تاکید۔

شاگرد کو استاذ کے بستر پر نہیں بیٹھنا چاہئے اگرچہ

استاذ موجود نہ ہو۔

۴۲۵ شاگرد کو استاذ سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے

بچے کا نام محمد رکھا جائے تو اس کا احترام

کیا جائے۔

۴۵۳ رب تعالیٰ کی طرف حقوق کی معافی کا وعدہ

پانچ فرقوں سے ہے۔

۴۶۶ حاجی کے فضائل اور حقوق کی معافی۔

۴۶۸ شہید بکھر کے فضائل و مناقب۔

۴۶۹ شہید صبر کے فضائل۔

۴۷۰ التائب عن الذنب کمن لا ذنب له۔

۴۷۱ فضائل اولیاء۔

۴۷۳ فضائل صحابہ کرام

۴۷۳ فضائل اہل بدر

۴۷۳ مناقب عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۷۳ محبوبان خدا اول تو گناہ کرتے ہی نہیں اور

۴۷۹ ایسا نا کوئی تقصیر واقع ہو تو واعظ و زاجر الہی

۴۷۴ انھیں متنبہ کرتا اور توفیق انابت دیتا ہے۔

۴۷۲ نیازی کی چیز معظّم ہوتی ہے اس کی بے توقیری

ناجائز ہے۔

۴۹۴ ذکر شہادت اگر روایات موضوعہ، کلمات ممنوعہ

۴۲۲ اور نیت نام شروع سے خالی ہو تو عین

سعادت ہے۔

کتاب سرالشاہدین "روایات معتبرہ صحیحہ تالیف پر مشتمل ہے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر کوئی معظّم دینی نہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تمام جہان سے افضل و اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض القاب محمد و احمد نام رکھنے کے فضائل و برکات پر مشتمل پندرہ احادیث کریمہ۔

رب العزت نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں کسی کو ایک کسی کو دو نام انے اسماء حسنی میں سے عطا فرمائے۔

مولانا عبدالحلیم صاحب کا ذکر خیر۔

عاق الوالدین کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا منع ہے بلکہ اس سے بغض و نفرت رکھنا چاہئے۔

مآں باپ کو ستانے والا سخت سے سخت تعزیر کا مستحق ہے۔

حدود و تعزیرات

تہمت زنا لگانے والے کو اسی کوڑے لگتے ہیں ۳۸۷

سرقہ اگر شہادت شرعیہ سے ثابت ہو جائے

تو حاکم اس سارق کا ہاتھ کلانی سے کاٹ دے گا۔ ۴۰۷

لباس

۵۱۸

محرم میں سبز اور سیاہ کپڑے پہننا۔ ۴۹۵

انگریزی ٹوپی، جاکٹ، پتلون وغیرہ پہننا۔ ۵۳۲

طیلسان پوشش ہیود ہے۔ ۵۳۲

دھوٹی خاص شعار کفار نہیں ہے۔ ۵۳۴

کوٹ، کالار، نکٹائی، پیشوری پانجام، ترکی ٹوپی و بوٹ جوتا پہننا اور انگریزی فیشن کے بال رکھنا کیسا ہے۔ ۵۳۵

جو ٹوپی لباس روافض تھی علما نے اس کا پہننا گناہ قرار دیا۔ ۵۴۸

بلا ضرورت شرعیہ محجوس کی ٹوپی پہننا کفر ہے۔ ۵۴۸

حلق و قصر

۴۹۶

دارھی منڈا انا شرعاً حرام ہے۔ ۳۶۱

عورت کو اپنے سر کے بال کترنا حرام ہے۔ ۵۴۳

مرد کو اپنا وسط سر کھلوانا اور پیشانی و قفا کے بال مونڈنا اور گوندھنا کیسا ہے۔ ۵۴۳

سر پر پان کھلوانا جائز ہے جبکہ پیشانی کے بال باقی رکھے جائیں۔ ۵۵۳

اشربہ

اسپرٹ شراب کی ایک قسم ہے جو انتہائی تیز ہونے کی وجہ سے تنہا پینے کے قابل نہیں۔ ۲۰۱

برطانیہ سے منگوائی جانے والی شرابوں میں

اسپرٹ کے قطرات ملائے جاتے ہیں۔

نذر و نیاز

حضرات شہدائے کربلا کی نیاز تبرک ہے۔ ۴۹۸

تعزیر پر جا کر منت ماننا باطل ہے۔ ۵۰۱

شیرینی تقسیم کرنا، کھانا کھلانا، فاختہ دینا اور

نیاز دلانا اگرچہ تعین تاریخ کے ساتھ ہو جائز ہے۔ ۵۰۳

میراث و فرائض

ہندہ نے مرض الموت میں اپنے شوہر زید کو بلا کر

اپنے تمام حقوق اس کو معاف کر دئے اور زید

نے بھی جملہ حقوق ہندہ کو معاف کر دئے تو اس

صورت میں زید کے تمام حقوق اور ہندہ کے

حقوق خیراً لیس معاف ہو گئے مگر ہندہ کے حقوق مالیہ

کی معافی اس کے ورثاء کی اجازت پر موقوف

ہوگی۔ ۱۷۹

جوان اولاد سے نرمی کے ذریعے کام لے، ان کیلئے

ترک چھوڑے، میراث سے اولاد کو محروم نہ کرے۔ ۴۵۵

رذیل مذہبیاں و مناظیر

مقتبیینِ عدوی پر ہماری طرف سے حجت

اولاً، ثانیاً۔ ۲۶۶

شیعہ کے ساتھ برتاؤ کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ۳۲۰

بد مذہب کی محبت آگ ہے اور صحبت ناگ ہے۔ ۳۲۰

رافضی کو امام بنانا، اس کے ساتھ کھانا پینا

اور بچوں کو اس سے تعلیم دلوانا جائز ہے یا نہیں۔ ۳۲۱

میمین

اگر کسی امر کا وعدہ مستحکم حلف شرع محمدیہ سے کئے

تو اس کے خلاف کرنا کیسا ہے۔ ۳۵۵

قرض

کیا مقروض کے لئے یہ کافی ہے کہ قرض خواہ

سے کہے کہ مجھ پر تمہارا جو قرض ہے مجھے

معاف کر دو یا ضروری ہے کہ قرض کی مقدار

معین کرے۔ ۷۰۸

کسب اجارہ و بیوع

مزدور اگر جے کی تعمیر کے لئے کام کرے تو اس میں کوئی

حرج نہیں۔ ۱۷۹

ہندو کو مزدوری پر لینا اور مزدوری کی خوراک دینا

جائز ہے۔ ۳۲۵

کسی کے سودے پر سودا کرنا منوع ہے۔ ۴۲۹

فقیر بن کر بلا ضرورت بھیک مانگنا حرام ہے۔ ۴۹۴

امامت پر اجرت لینا حلال ہے۔ ۵۰۲

تعظیم سادات

سُنی سید کی بے توقیری سخت حرام ہے۔

تعظیم سادات سے متعلق احادیث۔

- سادات اہل تشیع کے یہاں کی نیاز وغیرہ اہلسنت و
جماعت کو لینا کیسا ہے۔ ۳۲۲
- اہل تشیع کی نیاز کو حرام بتا کر منع کرنے والا ٹھیک
کرتا ہے۔ ۳۲۳
- وہابی اور شیعہ سے دلی نفرت رکھتے ہوئے ضروری
بات حجت میں حرج نہیں۔ ۳۲۹
- غیر مقلدوں، شراب خوروں اور چند و بازوں کی
طرفداری کرنا بد مذہبی اور گناہ ہے۔ ۳۲۹
- وہابی غیر مقلد کے گھر شادی کرنا، اس کے ساتھ
نماز پڑھنا اور اس کے گھر کھانا کیسا ہے۔ ۳۲۹
- بد مذہب کی کوئی نیکی قبول نہیں، نہ اس پر اجر و
ثواب مرتب ہوتا ہے۔ ۴۷۰
- وہابیوں کو محبوبانِ خدا کے نام سے عدوت ہے ۴۹۳
- سید احمد خان کا مسلک ۶۹۰
- وہابیہ کے دین فاسد میں محبوبانِ خدا کا نام
ذرا اعزاز و تکریم کی نگاہ لیا اور شرک نے منہ پھیلایا ۶۹۲
- پیشوائے وہابیہ کے نزدیک قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا
مورچھل جھلنا شرک ہے۔ ۶۹۲
- وہابیہ کے نزدیک غلام محمد و غلام غوث شرک
اور غلام آفتاب ہونا جائز و بے ملام ہے۔ ۶۹۲
- مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے مولوی عبدالحی
صاحب کے فتویٰ کا ردِ بلیغ۔ ۶۹۵
- عجربہ احتمال اگر موجب منع ہو تو عالم میں کم کوئی
کلام منع و طعن سے خالی رہے گا۔ ۶۹۵
- مولوی عبدالحی صاحب کے فتویٰ کی بنیاد پر خود ان کا
اپنا نام بھی ممنوع و ناجائز ہے۔ ۶۹۷
- عبد النبی جیسے نام رکھنے کے بارے میں مولوی
عبدالحی لکھنوی صاحب کے ایک فتویٰ پر محققانہ گرفت ۷۰۰
- لکھنوی صاحب کے فتویٰ کے مخدوش ہونے
کی سات وجہ۔ ۷۰۱
- مولوی عبدالحی صاحب کی غلطی کا منشار۔ ۷۰۳
- متفرقات**
- کچھ عرصہ وحی کے رُکنے میں حکمت۔ ۱۲۴
- اصواتِ فتنہ کی حرمت کی وجہ۔ ۱۲۴
- ہر شے کا علم مطلقاً کیسی ہی ہو عین کمال ہے۔ ۱۲۶
- معازفِ مزامیر سے عام ہے (کیونکہ مزامیران
باجوں کو کہتے ہیں جو منہ سے بجائے جلتے ہیں) ۱۴۰
- ٹے (بالٹری) مزامیر میں سے ہے۔ ۱۴۰
- ہمیں شقِ قلوب، تطلعِ غیوب اور اسارتِ
ظنون کا حکم نہیں۔ ۱۴۷
- ہوس پرستی کا علاج کسی کے پاس نہیں۔ ۱۵۰
- وجہ کون سا جائز اور کون سا ناجائز ہے۔ ۱۵۱
- مثنوی معنوی کے چند اشعار۔ ۱۵۸
- انواعِ کلامِ ممنوع۔ ۱۷۰
- سات کے عدد کو دفعِ ضرر و آفت میں ایک
تاثیر خاص ہے۔ ۱۸۳
- رجعتِ عمل کیا چیز ہے۔ ۲۰۶
- تطفّل علی الطہادی ۲۵۱
- طاعون واقع ہونے کی صورت میں اپنے شہر
میں تین وصفوں کے ساتھ ٹھہرے۔ ۳۰۲

۵۶۰	بھی بچنا چاہئے۔	۳۱۸	تائیر صحبت سے متعلق مولانا رومی کے اشعار
۵۸۱	تفضل علی الطحاوی (اقول)		دو مختلف وجہوں سے محبت و بغض جبرم
۵۸۵	مدق علاقہ پر تفضل	۳۲۷	ہو سکتے ہیں۔
۵۸۸	عبارت در مختار کا مطلب	۳۴۱	طینۃ الجنال کیا ہے۔
۵۹۵	صاحب علیہ پر تفضل	۳۶۰	حقوق العباد کی گنتی دشوار ہے۔
۵۹۸	علامہ قوام کا کی پر تفضل		کچھڑا پکا کر برادری میں تقسیم کرنا کہاں سے
۶۱۱	دوستوں میں توفیق و تطبیق	۳۹۴	ثابت ہوا۔
۶۵۱	جنات کو انذار و تحذیر کے مختلف طریقے۔	۵۱۷	ذکر شہادت اور تعزیر میں فرق احکام۔
	۴ ۴ ۴		برے کام کے ساتھ ساتھ بڑے نام سے

لہو و لعب

کھیل، تماشہ، میلہ، مزاح، نایح، گانا، قوالی، مزامیر، راگ، سماع،
موسیقی وغیرہ سے متعلق

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ از فیروز پورہ ربیع الاول - ۱۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گنجفہ، چوسر، شطرنج کھیلنا کیسا ہے اور ان میں کچھ
فرق ہے یا سب ایک سے ہیں، اور گناہ صغیرہ ہیں یا کبیرہ؟ یا عبث؟ اور فعل عبث کا کیا حکم ہے؟
بیّنوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

یہ سب کھیل ممنوع و ناجائز ہیں اور ان میں چوسر اور گنجفہ بدتر ہیں، گنجفہ میں تصاویر ہیں اور
انہیں عظمت کے ساتھ رکھتے اور وقعت و عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یہ امر اس کے سخت گناہ
کا موجب ہے۔ اور چوسر کی نسبت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

من لعب بالنردشير فكأنما صبغ يده في لحم خنزير ودمه مسلم۔
جس نے چوسر کھیلی اس نے گویا اپنا ہاتھ سور کے گوشت
خون میں رنگا۔ (اسے مسلم نے روایت کیا۔ ت)

۱۴۶/۲ صحیح مسلم کتاب الشعر باب تحريم اللعب بالنردشير قديمي کتب خانہ کراچی

دوسری حدیث صحیح فرمایا:

من لعب بالنرد فقد عصى الله ورسوله
اخرجه احمد وابوداؤد وابن ماجه
والحاكم عن ابى موسى الاشعري
رضي الله تعالى عنه -
جس نے چوسر کھیلی اس نے خدا اور رسول کی نافرمانی
کی (احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ اور حاکم نے
اسے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا۔ ت)

چوسر بالاجماع حرام و موجب فسق و ردّ شہادت ہے فی رد المحتار عن القہستانی النرد
حرام سقط للعدالة بالاجماع (فتاویٰ شامی میں قہستانی سے نقل کیا گیا ہے کہ چوسر کھینا حرام ہے
اس سے بالاجماع عدالت ساقط ہو جاتی ہے۔ ت) یہی حال گنجد کا سمجھنا چاہئے لہذا ذکرنا
(اس وجہ سے جس کو ہم نے ذکر کیا ہے۔ ت) اور شرط نج کو اگرچہ بعض علمائے بعض روایات میں چند
شرطوں کے ساتھ جائز بتایا ہے:

(۱) بد کرنے ہو۔

(۲) نادر اکبھی کبھی ہو عادت نہ ڈالیں۔

(۳) اُس کے سبب نماز یا جماعت نواہ کسی واجب شرعی میں خلل نہ آئے۔

(۴) اُس پر قسمیں نہ کھایا کریں۔

(۵) فحش نہ بکلیں۔

مگر تحقیق یہ کہ مطلقاً منع ہے اور حتیٰ یہ کہ ان شرطوں کا نباہ ہرگز نہیں ہوتا خصوصاً شرط دوم
و سوم کہ جب اس کا چسکا پڑ جاتا ہے ضرور مداومت کرتے ہیں اور لا اقل وقت نماز میں تنگی
یا جماعت میں غیر جائز بیٹک ہوتی ہے جیسا کہ تجربہ اس پر شاہد اور بالفرض ہزار میں ایک آدم
آدمی ایسا نکلے کہ ان شرائط کا پورا لحاظ رکھے تو نادر پر حکم نہیں ہوتا۔

وانما تبطل الاحکام الفقہیۃ علی
الغالب فلا ینظر الحالی النادر ولا ینظر
الابالمنع کما افادہ المحقق فی
فقہی احکام غالب حالات پر مبنی ہوتے ہیں لہذا
نادر الوقوع پر نگاہ نہیں کی جاتی اس لئے ممانعت
کا فیصلہ ہی کیا جائے گا جیسا کہ محقق ابن ہمام

۱۔ مسند امام احمد بن حنبل عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/۳۹۴
۲۔ رد المحتار کتاب الحظر والاباتہ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۵۳

الفتح فی مسئلة مجاورة الحرم و
فی الدر فی مسئلة الحمام۔

نے فتح القدیر میں ہمسانی کی حرم کے مسئلہ میں افادہ
بخشا۔ اور در مختار میں مسئلہ حمام میں یہی فرمایا
ہے۔ (ت)

تو ٹھیک یہی ہے کہ اس سے مطلقاً ممانعت کی جائے۔ در مختار میں ہے :

كره تحريما للعب بالنرد والشطرنج
يكسر اوله ويهمل ولا يفتح الا نادرا و
اباحه الشافعي وابو يوسف في رواية
وهذا اذا لم يقامر ولم يخل بواجب
والافحرام له

چوسر کھیلنا مکروہ تحریمی ہے اور شطرنج بھی۔

اور ایک روایت

میں امام شافعی اور قاضی ابو یوسف نے
شطرنج کو مباح قرار دیا ہے، اور یہ اس وقت
ہوگا جبکہ جو نہ ہو اور کسی واجب کی ادائیگی
میں خلل بھی واقع نہ ہو ورنہ حرام ہوگا (ت)

رد المحتار میں ہے :

هو حرام وكبيرة عندنا وفي اباحته اعانة
الشيطان على الاسلام والمسلمين كما في الكافي
قهستاني قوله في رواية الخ وكذا اذا لم
يكثر الحلف عليه وبدون هذه المعاني
لا تسقط عنه الله للاختلاف في حرمة
عبد البر عن ادب القاضي

ہمارے نزدیک شطرنج کھیلنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے
اور اس کو مباح قرار دینے میں اسلام اور
مسلمانوں کے خلاف شیطان کو امداد فراہم کرنا ہے
جیسا کہ الکافی میں ہے، قہستانی۔ قوله في
رواية الخ اور اسی طرح جبکہ دوران کھیل زیادہ
قسمیں نہ کھائی جائیں اور بغیر ان چیزوں کے آدمی
میں اہل علم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے،

کی عدالت ساقط نہیں ہوتی کیونکہ اس کی حرمت میں اہل علم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے،
عبد البر بحر الادب القاضي۔ (ت)

عالمگیری میں ہے :

يكرة اللعب بالشطرنج والنرد وثلاثة
عشر واربعه عشر وكل لهو ما سوى

شطرنج اور چوسر اور تیرہ اور چودہ کا کھیل مکروہ ہے
اور شطرنج کے علاوہ ہر کھیل بالاتفاق حرام ہے

الشطرنج حرام بالاجماع واما الشطرنج
فاللعب به حرام عندنا والذي يلعب
ان قام سقطت عدالتہ لم تقبل
شهادتہ اھ ملخصاً۔
اور شطرنج کھیلنا بھی ہمارے نزدیک حرام ہے۔ اور
وہ شخص جو کھیلے اگر جوئے کی بازی لگائے تو اس
کی عدالت ساقط ہو جائے گی لہذا اس کی گواہی
قبول نہ ہوگی اھ ملخصاً (ت)

ہاں اتنا ہے کہ اگر بدکردار نہ ہو تو ایک آدھ بار کھیل لینا گناہ صغیرہ ہے اور بدکردار ہو یا عادت کی جائے
یا اس کے سبب نماز کھوئے یا جماعتیں فوت کریں تو آپ ہی گناہ کبیرہ ہو جائے گی۔ اسی طرح ہر کھیل اور
عبث فعل جس میں نہ کوئی غرض دین نہ کوئی منفعت جائزہ دنیوی ہو سب مکروہ و بیجا ہیں کوئی کم کوئی زیادہ۔
در مختار میں ہے:

وکرہ کل لہو لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام
کل لہو المسلم حرام الا ثلثہ ملاعبتہ
باہلہ و تادیبہ للفرسہ و مناضلتہ بقوسہ
کھیلنا، اپنے گھوڑے کو شاستگی سکھاتے ہوئے اس سے کھیلنا، اپنی کمان کے ساتھ تیر اندازی
کرنا۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

کل لہو ای کل لعب و عبث فالثلاثہ
بمعنی واحد کافی شرح التاویلات الخ، واللہ
تعالی اعلم۔
ہر لہو یعنی کھیل اور بے فائدہ کام۔ پس تینوں ہم معنی
ہیں، جیسا کہ شرح تاویلات میں ہے الخ
واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از جالندھر محلہ راستہ پھکوارہ دروازہ مرسلہ شیخ محمد شمس الدین صاحب ۲۲ رجب ۱۳۱۰ھ
راگ یا مزامیر کرانا یا سٹنگنا گناہ کبیرہ ہے یا صغیرہ؟ اس فعل کا مرکب فاسق ہے یا نہیں؟

الجواب

مزامیر یعنی آلات لہو و لعب بروجہ لہو و لعب بلاشبہ حرام ہیں جن کی حرمت اولیاء و علماء دونوں

قرنی مقتدا کے کلمات عالیہ میں مصرح، اُن کے سُنے سنانے کے گناہ ہونے میں شک نہیں کہ بعد اصرار کبیر ہے، اور حضراتِ علیہ سادات بہشت کبرائے سلسلہ عالیہ چشت رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عنابہم کی طرف اس کی نسبت محض باطل و افتر ہے، حضرت سیدی فخر الدین زراوی قدس سرہ کہ حضور سیدنا محبوب الہی سلطان الاولیاء نظام الحی والدینا والدین محمد احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اجلہ خلفائے سے ہیں جنہوں نے خاص عہد کرامت مہد حضور ممدوح میں بلکہ خود بحکم حضور والا مسئلہ سماع میں رسالہ کشف القناع من اصول السماع تالیف فرمایا، اپنے اسی رسالہ میں فرماتے ہیں:

سمع بعض المغلوبین السماع مع المزامیر
یعنی بعض مغلوب الحال لوگوں نے اپنے غلبہ حال و
فی غلبات الشوق و اما سماع مشائخنا
شوق میں سماع مع مزامیر سنا اور ہمارے
رضی اللہ تعالیٰ عنہم فیبری عن هذه
پیران طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سنا اس
المهمة وهو مجرد صوت القوال مع
تہمت سے بری ہے وہ تو صرف قوال کی آواز
الاشعار المشعرة من کمال صنعة الله
ہے اُن اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الہی
تعالیٰ یہ
جل و علا سے خبر دیتے ہیں انتہی۔ (د)

بلکہ خود حضور ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ملفوظات شریفہ فوائد الفواد و غیرہ میں جا بجا حرمتِ مزامیر کی تصریح فرمائی، بلکہ حضور والا صرف تالی کو بھی منع فرماتے کہ مشابہ لہو ہے، بلکہ ایسے افعال میں عذر غلبہ حال کو بھی پسند نہ فرماتے کہ مدعیانِ باطل کو راہ نہ ملے،

والله يعلم المفسد من المصلح فرضی
اللہ تعالیٰ یعلم المفسد من المصلح یعنی فساد کرنے والے
اللہ عن الاثمة ما انصحهم للامة۔
اور اصلاح کرنے والے دونوں کو جانتا ہے، پس

اللہ تعالیٰ ائمہ کرام سے راضی ہو کہ انہوں نے امت کے لئے کتنی خیر خواہی فرمائی۔ (د)
یہ سب امور ملفوظات اقدس میں مذکور و ماثور فوائد الفواد شریف میں صاف تصریح فرمائی ہے
کہ مزامیر حرام است (مزامیر یعنی گانے بجانے کے آلات کا استعمال حرام ہے۔ ت)

کما نقل عنہ رضی اللہ تعالیٰ
جیسا کہ ان سے نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ
عنہ سیدی الشیخ المحقق مولانا
ان سے راضی ہو میرے آقا شیخ محقق مولانا
عبد الحق المحدث الدہلوی رحمۃ اللہ
عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

تعالیٰ علیہم وعلیٰنا بہم۔ آمین!

اور ان کی وجہ سے ہم پر بھی اس کی رحمتیں ہوں۔ اے اللہ! اس دعا کو شرف قبولیت سے نواز دے۔ (ت)

حضور محمد وروح کے یہ ارشادات عالیہ ہمارے لئے سند کافی اور ان اہل ہوا و ہوس مدینِ حقیقت پر حجت کافی۔ ہاں جہاد کا طبل، سحری کا نقارہ، حمام کا بوق، اعلانِ نکاح کا بے جلاجل دف جاتر ہیں کہ یہ آلات لہو و لعب نہیں۔ یہ وہیں یہ بھی ممکن کہ بعض بندگان خدا جو ظلماتِ نفس و کدوراتِ شہوت سے یک نخت بری و منزہ ہو کر فانی فی اللہ و باقی باللہ ہو گئے کہ

لَا يَقُولُونَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا يَسْمَعُونَ إِلَّا اللَّهَ بَلْ لَا يَعْلَمُونَ إِلَّا اللَّهَ بَلْ لَيْسَ هُنَاكَ إِلَّا اللَّهُ۔
وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں کہتے، اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں سنتے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کچھ نہیں جانتے بلکہ وہاں صرف اللہ تعالیٰ ہی جلوہ گر ہوتا ہے۔ (ت)

اُن میں کسی نے بحالتِ غلبہ حالِ خواہ عینِ الشریعۃ الکبریٰ تک پہنچ کر ازاجہا کہ اُن کی حرمت بعینہا نہیں و انما الاعمال بالنیات و انما کل امرئ ما نوى لہ اعمال کا دار و مدار ارادوں پر ہوتا ہے اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کا اس نے ارادہ کیا۔ (ت)

بعد وثوق تام و اطمینان کامل کہ حالاً و مالاً فتنہ منعدم اچھانا اس پر اقدام فرمایا ہو و لہذا فاضل محقق آفندی شامی قدس اللہ تعالیٰ سرہ السامی رد المحتار میں زیر قول درمختار،

ومن ذلك (ای من الملاحی) ضرب النوبة للتخاخر فلو للتنبیه فلا یاس به کما اذا ضرب فی ثلثة اوقات لتذکیر ثلث نفحات الصور الخ۔
اسی سے یعنی آلاتِ لہو میں سے فخریہ طور پر نوبت بجانا بھی ہے، لیکن اگر ہوشیار کرنے کے لئے بجائی جائے تو کوئی عجز نہیں جیسا کہ تین اوقات میں یا تین دفعہ نوبت بجائی جائے تاکہ صورتِ اسرافیل کے تین دفعہ پھونکنے کی یاد تازہ ہو الخ (ت)

فرماتے ہیں :

هذا يفيد ان آله الله وليست محرومة
لعينها بل لقصد الله منها اما من سامعها ومن
المشتغل بها وبه تشعرا الاضافة الاترى
ان ضرب تلك الآلهة بعينها حل تامة
وحرم اخرى باختلاف النية بسامعها والامور
بمقاصدها وفيه دليل لساداتنا الصوفية
الذين يقصدون بسامعها امور اهم
اعلم بها فلا يبادر المعتزض بالانكار
كي لا يحرم بركتهم فانهم السادة
الاخيار امدنا الله تعالى باعداداتهم
واعاد علينا من صالح دعواتهم
وبركاتهم

یہ بات فائدہ دیتی ہے کہ آلہ لہو بعینہ (بالذات)
حرام نہیں بلکہ ارادہ و عمل لہو کی وجہ سے حرام
ہے خواہ یہ سامع کی طرف سے ہو یا اس سے
مشغول ہونے والے کی طرف سے ہو۔ "اضافت"
سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ
کبھی اس آلہ لہو کو بعینہ بجانا اور استعمال
کرنا حلال ہوتا ہے اور کبھی حرام، اور اس کی
وجہ اختلاف نیت ہے۔ پس کاموں کے جائز
اور ناجائز ہونے کا دار و مدار ان کے مقاصد پر
ملنی ہوتا ہے۔ اس میں ہمارے سادات
صوفیہ کی دلیل موجود ہے کہ وہ سماع سے ایسے
روزگار ارادہ رکھتے ہیں کہ جن کو وہ خود بھی اچھی
طرح جانتے ہیں لہذا اعتراض کرنے والا انکار کرنے میں جلدی نہ کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی برکت
سے محروم ہو جائے، کیونکہ وہ پسندیدہ سادات میں پس ان کی امداد سے اللہ تعالیٰ ہماری مدد
فرمائے اور ان کی نیک دعاؤں اور برکات کا ہم پر اعادہ فرمائے یعنی انھیں ہم پر لوٹائے۔ (ت)
اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) بلکہ یہاں ایک اور وجہ اذوق و اتمق ہے صحیح بخاری شریف
میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں رب العزة تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے :

لا يزال عبدي يتقرب الي بالنوافل
حق احبته فاذا احبته كنت سمعه
الذى يسمع به و بصره
الذى يبصر به و يده

یعنی میرا بندہ بذریعہ نوافل میری نزدیکی چاہتا
رہتا ہے یہاں تک کہ میرا محبوب ہو جاتا ہے
پھر جب میں اسے دوست رکھتا ہوں تو میں
خود اس کا وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے

التي يبطش بها ورجله التي يمشي
بها۔

اور اس کی وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے دیکھتا
ہے اور اس کا وہ ہاتھ جس سے کوئی چیز پکڑتا
ہے اور اس کا وہ پاؤں جس سے وہ چلتا ہے انتہی۔
اب کہئے کون کہتا اور کون سنتا ہے، آواز تو شجرہ طور سے آتی ہے مگر لاواللہ پڑنے
نہ کہا اتی انا للہ رب العالمین (یقیناً میں ہی تمام جہانوں کا پروردگار اللہ تعالیٰ ہوں۔ ت)۔
گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از خلقم عبد اللہ بود
(اس کا ارشاد درحقیقت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اگرچہ بظاہر اللہ تعالیٰ کے
بندے کے منہ سے نکلے۔ ت)

یہی حال سننے کا ہے واللہ الحجة البالغة (اور خدا ہی کے لئے کامل دلیل ہے۔ ت) مگر
اللہ اللہ یہ عباد اللہ کبریتِ احمد و کوہِ یاقوت ہیں اور نادرا احکام شرعیہ کی بنا نہیں تو ان کا حال مفید
جواز یا حکم تحریم میں قید نہیں ہو سکتا،

کما افاده المولى المحقق حيث اطلق
سیدی کمال الدین محمد بن الہمام
رحمۃ اللہ علیہ فی آخر الحیج من
فتح القدير فی مسئلة الجوارح۔
جیسا کہ مولیٰ المحقق نے اس کا افادہ بیان کیا،
چنانچہ میرے آقا و رہنما کمال الدین محمد بن ہمام
رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدير بحث حج کے آخر
پر مسئلہ جواز میں اس کو مطلق بیان فرمایا (ت)۔

نہ یہ مدعیانِ غما مکاران کے مثل ہیں نہ بے بلوغ مرتبہ محفوظیت نفس پر اعتماد جائز،
فانہا کذب ما یكون اذا حلفت فکیف
اذا وعدت۔
جب تو قسم کھائے تو جھوٹ ہوتا ہے تو تیرے وعدہ
کا کیا حال ہوگا۔ (ت)

رجماً بالغیب کسی کو ایسا ٹھہر لینا صحیح، ہاں یہ احتمال صرف اتنا کام دے گا کہ جہاں اس کا
انتفا معلوم نہ ہو تحسین ظن کو ہاتھ سے نہ دیکھے اور بے ضرورت شرعی ذات فاعل سے بحث نہ کیجے،
هذا هو الانصاف فی امثال الباب و اللہ
الہادی بالصواب۔
امثال باب میں یہی انصاف ہے۔ واللہ
الہادی بالصواب۔ (ت)

صحیح البخاری کتاب الرقاق باب التواضع قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۶۳/۲
القرآن الکریم ۳۰/۲۸

سماخ مجربے مزامیر، اس کی چند صورتیں ہیں:

اول رندیوں، ڈونیوں، محلِ فتنہ امردوں کا گانا۔
دوم جو چیز کافی جائے معصیت پر مشتمل ہو، مثلاً فحش یا کذب یا کسی مسلمان یا ذمی کی
بجو یا شراب و زنا وغیرہ فسقیات کی ترغیب یا کسی زندہ عورت خواہ امرد کی بالیقین تعریف حسن یا
کسی معین عورت کا اگرچہ مردہ ہو ایسا ذکر جس سے اس کے اقارب اجنا کو حیا و عار آئے۔
سوم بطور لہو و لعب سنا جائے اگرچہ اس میں کوئی ذکر مذموم نہ ہو۔

تینوں صورتیں ممنوع ہیں الاخیرتان ذاتا و الادوی ذریعۃ حقیقۃ (آخری دو بطحاظ ذات اور پہلی
درحقیقت ذریعہ ہے۔ ت) ایسا ہی گانا لہو الحدیث ہے اس کی تحریم میں اور کچھ نہ ہو تو صرف حدیث
کل لعب ابن آدم حرام الا ثلثۃ (ابن آدم کا ہر کھیل حرام ہے سوائے تین کھیلوں کے۔ ت) کافی
ہے، ان کے علاوہ وہ گانا جس میں مزامیر ہوں نہ گانے والے محلِ فتنہ، نہ لہو و لعب مقصود نہ کوئی
ناجائز کلام گائیں بلکہ سادے عاشقانہ گیت، غزلیں، ذکر باغ و بہار و خط و خال و رخ و زلف و حسن
عشق و ہجر و وصل و وفائے عشاق و جفاے معشوق وغیرہ امور عشق و تغزل پر مشتمل نہ جائیں تو فساق
و فجار و اہل شہوات دنیہ کو اس سے بھی روکا جائے گا،

وذلك من باب الاحتیاط القاطع و نصھ
الناصح و سد الذرائع المنصوص بہ
هذه الشرح الباسع والدين الفاسع۔
یہ رکاوٹ یقینی احتیاط کے باب سے ہے اس
میں خیر خواہ کی خیر خواہی اور ذرائع کی روک تھام
موجود ہے جو اس یکتا و فائق شریعت اور
خوبصورت دین سے مخصوص ہے (ت)

اسی طرح حدیث

الغناء بینیت النفاق فی القلب کما ینبذت
الماء البقل، ناظر۔ سواہ ابن
ابی الدنیا فی ذم الملاحی عن ابن مسعود
والبیہقی فی شعب الایمان عن جابر
گانا بجانا دل میں اس طرح نفاق اگاتا ہے جس
طرح پانی ساگ پات اگاتا ہے، ناظر ہے محدث
ابن ابی الدنیا نے اس کو حضرت عبداللہ ابن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے اور امام بیہقی نے

لہ جامع الترمذی ابواب الجہاد باب ما جاز فی فضل الرمی فی سبیل اللہ امین کمپنی دہلی ۱/۱۹۷
سنن ابن ماجہ " باب فی الرمی فی سبیل اللہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰۷
شعب الایمان حدیث ۵۱۰۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۷۹
کنز العمال بحوالہ ابن ابی الدنیا حدیث ۴۰۶۵۸ موسسۃ الرسالہ دہلی

رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
 شعب الایمان میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کی سند سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
 روایت کی۔ (ت)

اور اہل اللہ کے حق میں یقیناً جائز بلکہ مستحب کہتے تو دور نہیں، گانا کوئی نئی چیز پیدا نہیں کرتا بلکہ دینی بات
 کو ابھارتا ہے جب دل میں بُری خواہش یہودہ آلاشیں ہوں تو انہیں کو ترقی دے گا اور چوپاک مبارک
 ستھرے دل شہوات سے خالی اور محبت خدا و رسول سے مملو ہیں ان کے اس شوق محمود و عشق مسعود کو افزائش
 دے گا و حکم المقدمۃ حکم ماہی مقدمۃ له انصافاً (مقدمہ کا حکم وہی ہے جو اس چیز کا حکم
 کہ جس کے لئے مقدمہ وضع کیا گیا۔ ت) ان بندگانِ خدا کے حق میں اسے ایک عظیم دینی کام ٹھہرانا کچھ
 بے جا نہیں۔ فتاویٰ خیرہ میں ہے،

لیس فی القدر المذکور من السماع ما یحرم بنص ولا اجماع وانما الخلاف فی غیر ما عین والنزاع فی سوء ما یتوقد قال بجواز السماع من الصحابة والتابعین جم غفیر (الح ان قال) اما سماع السادة الصوفیة رضی اللہ تعالیٰ عنہم فبمعزل عن هذا الخلاف بل ومرتفع عن درجة الاباحة الی مرتبة المستحب کہا صرح بہ غیر واحد من المحققین۔

سماع کے متعلق قدر مذکور میں کوئی ایسی چیز
 نہیں کہ جس کو نص اور اجماع سے حرام ٹھہرائے
 یا الیٰ اللہ اختلاف اس کے بغیر ہے کہ جس کو
 معین کیا گیا اور نزاع اس کے علاوہ ہے کہ
 جس کو بیان کیا گیا اور صحابہ کرام اور تابعین عظام
 سے اہل علم کے جم غفیر نے سماع کے جواز کا قول
 نقل کیا ہے (یہاں تک فرمایا) رہا سادات
 صوفیائے کرام کا سماع تو وہ اس اختلاف سے
 دور ہے بلکہ وہ درجۂ اباحت سے رتبۂ استحباب
 تک پہنچا ہوا ہے جیسا کہ بہت سے اہل تحقیق
 قے تصریح فرماتی ہے۔ (ت)

یہ اس چیز کا بیان تھا جسے عرف میں گانا کہتے ہیں اور اگر اشعار حمد و ثناء و منقبت و وعظ و پند و ذکر
 آخرت بوڑھے یا جوان مرد خوش الحانی سے پڑھیں اور برنیت تکب سے جائیں کہ اُسے عرف میں گانا نہیں
 بلکہ پڑھنا کہتے ہیں تو اس کے منع پر تو شرع سے اصلاً دلیل نہیں، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کا احسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خاص مسجد اقدس میں منبر رکھنا اور ان کا اس پر کھڑے ہو کر نعت اقدس سنانا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام کا استماع فرمانا خود حدیث صحیح بخاری شریف سے واضح اور عرب کے رسم حدیث زمانہ صحابہ و تابعین بلکہ عہد اقدس رسالت میں رائج رہنا خوش الحانی رجال کے جواز پر دلیل لایم، انجمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حدیث پر حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے انکار نہ فرمایا بلکہ بلحاظ عورات یا انجمنہ مرید الا تسکسر القواسم ارشاد ہوا کہ ان کی آواز دلکش و دل نواز تھی عورتیں نرم نازک شیشیاں ہیں جنہیں تھوڑی ٹھٹھیس بہت ہوتی ہے۔ غرض مدار کا ارتق و وقوع فتنہ ہے، جہاں فتنہ ثابت وہاں حکم حرمت، جہاں توقع و اندیشہ وہاں بنظر سد ذریعہ حکم ممانعت، جہاں نہ یہ نہ وہ نہ یہ نہ وہ بلکہ بریت محمود استجاب موجود۔ بجز اللہ یہ چند سطروں میں تحقیق نفیس ہے کہ ان شاء اللہ العزیز حق اس سے متجاوز نہیں، فسأل الله سوى الصراط من دون تفريط ہم اللہ تعالیٰ سے سیدھی راہ کا سوال کرتے والا فراط، واللہ اعلم بالصواب۔ ہیں جو افراط و تفريط سے محفوظ ہو۔ اللہ تعالیٰ

راہ صواب کو خوب جاننے والا ہے (ت)

مسئلہ از ملک بنگالہ شہر نصیر آباد قصبہ لانا پڑا مرسلہ محمد علی بن حسین صاحب ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۴ھ کا رخیہ مثل وعظ وغیرہ کے واسطے دھل سے خبر کرنا جائز ہے یا نہ؟ یعنی ایسا مقام ہو کہ وہاں عوام الناس بہت ہی دین کے مسئلہ سے ناواقف اور وہاں کوئی علیم جا کر دھندلہ پٹوائے کہ فلاں روز میں وعظ کروں گا بقصد فائدہ عام اس صورت میں جائز ہو گا یا نہیں؟ بینوا تو جرد (بیان فرمائیے اجر پائے۔ ت)

الجواب

ظاہر جواز ہے اور بذریعہ اشتہار اعلان انسب۔ درمختار میں ہے؛

من ذلك ضرب النوبة للتفاخر فلو للتنبیه اسی لہو میں سے یہ بھی ہے کہ باری پر دھ بجانا آپس میں فخر جتانے کے لئے، اور اگر آگاہ اور ہوشیار کرنے کے لئے ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (ت)

۱۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب رحمۃ اللہ علیہ وسلم للنساء الخ قیدی کتب خانہ کراچی ۲/۲۵۵
۲۔ درمختار کتاب الحفظ والاباحتہ مطبع مجتہائی دہلی ۲/۲۳۸

درغبتہ میں ہے :

وينبغي ان يكون بوق الحمام يجهون
كضرب النوبة^۱
مناسب ہے کہ حمام میں حمام کا بگل بجایا جائے
کیونکہ یہ جائز ہے باری کے دف کی طرح۔ (ت)
ردالمحتار میں ہے :

وينبغي ان يكون قبل السحرة رمضان
لا يقاط النائم للسحور كي يوق الحمام
تأمل^۲ والله تعالى اعلم۔
یہ بھی مناسب ہے کہ سحری کرنے والوں کے لئے
سحری کے وقت قبل بجانا سونے والوں کو جگانے
کے لئے ، حمام کے بگل بجانے کی طرح جائز ہے۔
غور کیجئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از الفی ملک مدراس مسئلہ حاجی عبدالرحمن خلف حاجی محمد ہاشم ۱۶ ربیع الآخر ۱۳۱۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ گزشتہ ۲۴ ماہ شوال ۱۳۱۵ھ
کو یہاں ایک مسجد میں مولود شریف ہوا، اکثر خاص اور عام اہل اسلام بقصد سماعت مولود شریف حاضر
ہوئے، جب میلاد خوانی سے فراغت ہوئی تھوڑے لوگ ان حاضرین سے اٹھ کھڑے ہوئے اور باہم
دیگر ہاتھوں کو پکڑ کے حلقہ باندھ گئے اور اس حلقہ کے بیچ میں ایک شخص اکھڑا ہوا اور حلقہ والے لوگ
رقص و تمایل کے ساتھ باہو میا کے بڑے زور شور سے اللہ کے طور سے ذکر کرنے کو شروع کیے یہاں
رقص اور تمایل کا زور اور وہاں تصفیق کا شور یعنی بیچ میں جو شخص کہ کھڑا تھا اس نے حلقہ والوں کے
رقص اور تمایل کے وزن پر تصفیق نہایت موزونیت کے ساتھ کرتا تھا جب یہ غل شروع ہوا تو اکثر
لوگ اس مجلس کے نکل کر چلے گئے بناء علیہ اس حلقہ میں ایک شخص :

ومن اعرض عن ذكرى فات له معيشة
ضنكا ونحشة يوم القيمة اعلم^۳۔
جس کسی نے میرے ذکر سے منہ پھیرا اس کے لئے
سنگ گزران ہے اور ہم قیامت کے روز اسے

اندھا ہونے کی صورت میں اٹھائینگے (ت)
اس آیت کو پڑھ کے معنی بیان کیا کہ جو شخص ایسے ذکر کے مجلس سے اٹھ جاتا ہے اس کے حق میں اللہ تعالیٰ

۱۔ الدر المنقذ فی شرح الملتقى علی ہامش مجمع الانهر کتاب الکراہیۃ باب فی المستقرقات بیروت ۵۵۳/۲
۲۔ ردالمحتار کتاب المحظور والاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۳/۵
۳۔ القرآن الکریم ۱۲۳/۲۰

فرماتا ہے کہ اس کو قیامت کے روز اندھا کر کے اٹھاؤں گا۔ اس مضمون کو بڑے زور شور سے بیان کیا، دوسرے روز بعض اصحاب علم نے اس شخص سے کہا کہ تو نے جو ذکر سے ہیئت کذائی مذکورہ مراد لیا سو سراسر غلط اور خلاف اصحاب تفسیر ہے دیکھ تفسیر جلالین۔ یہ سنتے ہی اس شخص نے کہا کہ تفسیر جلالین ظاہری تفسیر ہے اہل باطن کے لئے قاعدہ دوسرا ہے انجام اس نے تفسیر جلالین کو حقارت کا الزام دیا۔ بنا براس کے دریافت کیا جاتا ہے،

(۱) جو مسلمان اس محفل سے نکل گئے وہ قیامت کے روز اندھے ہو کے اٹھیں گے۔ یہ بات صحیح

ہے یا نہیں؟

(۲) مذکورہ شخص ذکر سے یہ ہیئت کذائی مراد لیا سو درست ہے یا نہیں؟

(۳) ومن اعرض عن ذکرى سے یہاں کیا مراد اور شان نزول اس آیت کا کیا ہے؟

(۴) تفسیر جلالین کی جو حقارت کرے اس کے لئے شرع شریف میں کیا سزا ہے؟

(۵) جو مسلمان اس مجلس سے نکل گئے وہ قیامت کے روز اندھے ہو کر اٹھیں گے، یہ بات صحیح

نہیں تو ایسے الفاظ سے مسلمانوں پر تہمت ڈالنے والا شخص از روئے اسلام کون ہے؟

(۶) تفسیر جلالین کی حقارت کرنا حلال ہے یا نہیں؟

(۷) ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(۸) تجبید اسلام یا توبہ لازم ہوتا ہے یا نہیں؟

(۹) اُن حلقے والوں کا ذکر جس کی ہیئت اوپر ذکر کی گئی ہے ایسا ذکر اور قص اور تصفیق (تالی

بجائے) شرع شریف میں درست ہے یا نہیں؟ اور جو شرع کو ایسا ویسا سمجھے اور معرفت

کا دعویٰ کرے لوگوں کو بموجب شرع شریف کیا کہنا چاہئے؟ بیتنا جزا کہ اللہ فی الدارین

(بیان فرماؤ کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں تمہیں بہترین عطا فرمائے۔ ت)

الجواب

حلقہ ذکر جبکہ مذہب و روایا و سماع بلکہ خالصاً لوجہ اللہ ہو فی نفسہ امر محبوب و مندوب ہے اور

اس میں حضور شرعاً مامور و مطلوب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اذا امرتم برياض الجنة فامتعوا حین تم جنت کی کیا ریوں پر گزرو تو انکے پھل پھول سے

تمتع کرو قالوا وما سباح الجنتہ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ جنت کی کیا ریاں کیا ہیں؟ فرمایا، ذکر کے حلقے۔

رواہ احمد والترمذی والبیہقی فی شعب الایمان عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند جید۔

امام احمد، امام ترمذی اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہترین سند سے اس کو روایت کیا (ت)

اور یہ رقص اگر معاذ اللہ بوجہ تصنع و ریاء ہے حرام قطعی و جرمیہ فاحشہ ہے اور بطور لہو و لعب بھی ناجائز و مسقط عدالت، اور تمایل کے ساتھ مثل رقص فاحش اشد حرام، نصاب الاحتساب باب سانس پھرتا تا رخانیہ پھر فتاویٰ خیرہ میں ہے،

مسئلۃ هل يجوز الرقص في السماع الجواب لا يجوز وذكر في الذخيرة انه كبيرة ومن اباحه من المشائخ فذلك الذي صارت حرکاته حرکات المرتعش المزمع در مختار میں ہے،

لا تقبل ممن يلعب بلهو شنيع بين الناس كالطناير والمزامير وان لم يكن شفيعا نحو الحدا فلا الا اذا فحش بان يرقصوا به خانية لدخله في حد الكباثر بحر املقطا۔
تو وہ ممنوع نہیں لیکن اگر اس میں فحش کلام اور ناچ وغیرہ شامل ہوں تو ممنوع ہے، خانیہ۔
اس لئے کہ وہ کبیرہ گناہوں میں داخل ہو گیا، بحر املقطا۔ (ت)

جو شخص لوگوں میں برا کھیل تماشا کرے جیسے طنبور (ستار) کا استعمال اور مزامیر (بانسری) وغیرہ آلات راگ وغیرہ کا استعمال تو وہ مردود الشہادہ ہو گا یعنی اس کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی اگر راگ بے حد بُرائہ ہو جیسے عربی گیت مثلاً حدی خوانی

لے مسند امام احمد بن حنبل مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۱۵۰/۳
لے فتاویٰ خیرہ کتاب الکراہتہ مطلب فی الرقص فی السماع دار المعرفۃ بیروت ۱۴۹/۲
لے در مختار کتاب الشهادات باب القبول مطبع مجتہبی دہلی ۹۵/۲

علامہ برکوی طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

يدخل فيهما ما يفعله بعض الصوفية
بل هو اشد لانهم يفعلونه على
اعتقاد العبادة قال الامام ابو الوفاء
بن عقيل رحمه الله قد تص القرآن
على النهي عن الرقص فقال و
لا تمش في الارض مرحا و ذم المختال
بقوله ان الله لا يحب كل مختال
فخور، والرقص اشد من السرح
والبطر وقال ابو بكر الطرطوسي
رحمه الله تعالى قاول من احداثه
اصحاب السامري لما اتخذ
عجلا جسدا له خوار قاموا
يرقصون عليه و يتواجدون
وقال البزازی في فتاواه
قال القرطبي هذا الرقص
حرام بالاجماع و سيد الطائفة
احمد السنوي صرح بحرمة
و رأي فتوى شيخ الاسلام
جلال الدين الكيلاني
ان مستحل هذا الرقص
كافر و للزم مشري في
كشافه كلمات فيهم
تقوم بها عليهم الطامات
وللامام المحبوف اشد

جو کچھ صوفیہ کرتے ہیں وہ اس میں داخل ہے
بلکہ زیادہ سخت جرم ہے کیونکہ یہ کام اعتقاد عبادت
کی بنا پر کرتے ہیں، چنانچہ امام ابو الوفاء بن عقیل
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ناچنے سے منع کرنے پر
قرآن مجید کی تصریح موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد
ہے زمین پر اترا کر نہ چلو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے
اس ارشاد سے اترانے والے کی مذمت فرمائی
بے شک اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے، فخر کرنے والے
کو پسند نہیں کرتا اور ناچنا، اترنا، فخر کرنا ایک
جیسے اعمال ہیں بلکہ ناچنا اترانے اور فخر کرنے سے
بھی زیادہ بڑا جرم ہے۔ ابو بکر طرطوسی رحمۃ اللہ
علیہ نے فرمایا سب سے پہلے جس نے اس
بدعت کو ایجاد کیا وہ اصحاب سامری ہیں جب
انہوں نے بچھڑے کا ایک ڈھانچہ تیار کیا جو گائے
جیسی آواز نکالتا تھا یا جس سے گائے کی آواز
کی طرح آواز نکلتی تھی تو وہ کھڑے ہو کر اس کے
سامنے ناچنے لگے اور وجد کرنے لگے یعنی جھومنے
لگے۔ امام بزاز نے اپنے فتاویٰ بزازیہ میں
فرمایا ناچ بالاجماع حرام ہے۔ سید الطائفة
احمد سنوی نے اس کی حرمت کی صراحت فرمائی ہے
میں نے شیخ الاسلام جلال الدین گیلانی کا فتویٰ
دیکھا جس میں کہا گیا کہ ناچ کو حلال کرنے والا یعنی
جائز قرار دینے والا کافر ہے۔ علامہ زحشری نے
اپنی تفسیر کشاف میں ان کے متعلق ایسے کلمات

من ذلك انتهى قلت من له انصاف اذا
 رأى رقص صوفية تماننا في
 المساجد والدعوات مختلطة بهم
 المرء واهل الاهواء والقرى من جهال
 العوام والمبتدعة الطغام لا يعرفون
 الطهارة والقرآن والحلال والحرام
 بل لا يعرفون الايمان والاسلام لهم سر عتيق
 ونزير مثل هائی وھوئی وھیئی وھیا
 يقول لامحالة هؤلاء اتخذوا دينهم
 لهوا ولعبا ملخصا۔

چلانے کے اور کچھ نہیں جانتے ایمان اور اسلام کی معرفت سے لاعلم ہوتے ہیں، فرمایا ان لوگوں نے
 اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے (ملخصاً)۔ (ت)

رد المحتار میں مختار کے ہے

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه
 مکروہ رفع الصوت عند قراءة القرآن
 والجنائز والنحف والتذکیر فما ظنک
 عند الغناء الذی یسمونه وجدا ومجبة
 فانه مکروه لا اصل له فی الدین

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے
 مروی ہے کہ آپ نے تلاوت قرآن، نماز جنازہ،
 جنگ اور وعظ کے دوران بلند آواز کو ناپسند
 فرمایا۔ پھر تمھارا کیا خیال ہے اس چیخ و پکار کے
 بارے میں جو اس راگ کے وقت ہو جس کو یہ لوگ

وجد اور محبت کا نام دیتے ہیں۔ بلاشبہ یہ مکروہ ہے، دین میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ (ت)

یہیں تاہل بجانا بھی وجہ مذکور پر ناجائز و ممنوع ہے۔ شامی میں زیر قول شارح :

کرہ کل لم یقولہ علیہ الصلوۃ
 والسلام کل لم یقولہ المسلم

ہر کھیل مکروہ ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے
 اس ارشاد کی وجہ سے کہ مسلمان کا ہر کھیل

سوائے تین کے حرام ہے۔ (ت)

علامہ قسٹانی سے ہے،

الاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعه
كالرقص والسخرية والتصفيق فانها كلها
مكروهة لانها زى الكفار ^{لہ} اھ مختصراً

اطلاق (یعنی بلا قید ذکر کرنا) نفس فعل اور اس
کی سماعت کو شامل ہے جیسے ناچنا، مذاق کرنا
اور تالیاں بجانا۔ اس لئے کہ یہ سب مکروہ ہیں
کیونکہ یہ عادات کفار میں اھ مختصراً (ت)

اقول تصدیق اس کی کہ تالی بجانا افعال کفار سے ہے، خود قرآن عظیم میں موجود اللہ عز و جل
فرماتا ہے،

وما كان صلاتهم عند البيت الامعاء
وتصدية ^{لہ}

نہ تھی اُن کی نماز کعبے کے پاس مگر سیٹی اور
تالی۔

معالم میں ہے،

قال ابن عباس والحسن، المكاء الصغير
والمصدية التصفيق قال ابن عباس
كانت قریش تطوف بالبيت وهم عراة
يصفرون و يصفقون ^{لہ}

عبداللہ ابن عباس اور حسن بصری نے فرمایا
قرآن مجید میں جو لفظ "المكاء" آیا ہے اس
کے معنی سیٹی بجانا ہے اور تصدیه کے معنی
ہیں تالی بجانا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے فرمایا کہ قریش کعبہ شریف کا ننگے ہو کر طواف کرتے اور سیٹیاں اور تالیاں بجایا کرتے تھے۔ (ت)
اور جو فعل حرام ہے اس میں شریک ہونا اس کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے،

كما افاده في غير ما مسئلة وقد سمعت
الآن ان الاستماع كالقفل

جیسا کہ بہت سے مسائل میں اس کا افادہ کیا او
ابھی آپ نے سنا (پڑھا) کہ سنا فعل کی
طرح ہے۔ (ت)

۱۔ درمختار کتاب المحظور والاباحۃ فصل فی البیوع مطبع مجتہدی دہلی ۲/۲۴۸

۲۔ ردالمحتار " " " " " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۵۳

۳۔ القرآن الکریم ۸/۳۵

۴۔ معالم التنزیل علی ہاشم الخازن تحت وما كان صلاتهم مصطفیٰ البابی علی مصر ۳/۳۰

جو ہرہ نیرہ پھر درشتی پھر ردالمحتار میں ہے :

ما یفعله متصوفة نہ ماننا حرام لایجوز
القصد والجلوس الیہ ومن قبلہم
لم یفعل کذلک
ہمارے زمانے کے نمائشی صوفی جو کچھ کرتے ہیں
وہ حرام ہے لہذا اس کا ارادہ کرنا اور ایسی
مجلس میں بیٹھنا جائز نہیں اور ان سے پہلے
کبھی ایسا نہیں کیا گیا۔ (د)

ہاں اگر مغلوبین صادقین بے تصنع و بے اختیار یا دوجوب پر وجہ میں آئیں اور ان ماسوی اللہ حتی کہ
اپنی جان سے بے خبروں کو جام عشق کی پرجوش مستیاں والہ گرشتہ بنائیں تو یہ دولت عظمیٰ و نعمت
کبریٰ ہے جسے بخشیں جسے عطا فرمائیں، یہ حالت نہ زیر قلم نہ قسم عمل نہ اس پر انکار کا اصلاً محل اگرچہ
اصحاب تمکین و جبال شامخین ہدایہ مرشدین و قد وہ فی الدین کہ پہاڑ نقل جائیں اور جنبش میں
نہ آئیں ارفع و اعلیٰ ہیں خاص وارثان حضرات عالیہ انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والتعار ہیں
قلت و دون هؤلاء مرتبة الاوساط
الصادقین السالکین مسلک الاقتداء
بالعاشقین مع الاخلاص المبیح
کالفجر المبیح یریدون القدوة
لوجدان الطريقة لانت التعود
سما جرای الحقیقة کما اشار
الیہ الامام حجة الاسلام فی احیاء العلوم
علی ان من تشبه بقوم فهو منهم و هذا
وعرو برنخ صعب لا یقدر
علیہ الامن تخلو من
عن الهوى و قدر علی
نفسه ان یسک
عنا فها عن الطغوى لیس
ظاہر اخلاص کے ساتھ عیسے فخر کا اجمالا۔ وہ عشاق
کی اقتدار کرتے ہیں ان کے مسلک پر چلتے ہیں
حصول طریقہ کے لئے وہ پیشوائی کا ارادہ رکھتے
ہیں کیونکہ بعض اوقات عادت حقیقت کی طرف
کھینچ لے جاتی ہے جیسا کہ حجر الاسلام امام غزالی
نے احیاء العلوم میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے
علاوہ ازیں جو کسی کی مشابہت اختیار کرے وہ
انہی میں سے ہے یہ مسلک مشکل اور برنخ یعنی
متوسط درجہ دشوار ہے اس کی قدرت وہی شخص
رکھ سکتا ہے جو نفسانی خواہش سے میرا ہو اور
اپنے نفس کے گھوڑے کو نگام دے کر آگے بڑھنے

لے ردالمحتار کتاب المحظورات البابۃ
لے سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشہرة آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۰۳
دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۲۲

بینہ وبين المتصنع المذموم الا كما بين
سواد العين وبياضه اوشفة السراء
وفيه من راتع حول الحمى اوشك
ان يقع فيه، نسأل الله العفو والعافية.
ہے اور جو کوئی چراگاہ کے چاروں اطراف کے ساتھ چہرے تو اس چراگاہ میں چلے جانے کا قوی
امکان ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے درگزر اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ (د ت)

نصاب الاحتساب و تاتارخانیہ و فتاویٰ خیریہ و ردالمحتار و غیرہ میں ہے،
له شرائط لا يقوموا الا مغلوبين
ولا يظهر وادخلنا الا صادقين
اس کے لئے شرائط ہیں، ایک یہ کہ وہ نہ اٹھیں
مگر رب ہو کر اور وجد کا اظہار نہ کریں سوائے
سچا ہونے کی حیثیت کے۔ (د ت)

ملتقى شرح ملتقى پھر شامیہ میں ہے،
شرط الواحد في غيبته ان يبلغ الى
حد لو ضرب وجهه بالسيف لا يشعر
فيه بوجع
پرتلواری کی ضرب (چوٹ) لگائی جائے تو تب بھی اسے درد کا احساس اور شعور نہ ہونے پائے۔ (د ت)
خیریہ میں ہے،

في التاتارخانية ما يدل على جوارحه
للمغلوب الذی حرکاته کحركات
المرتعش وبهذا الفتى البليغ و
برهان الدين الابناسی
وبمشله اجاب بعض ائمة
فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ مغلوب الحال کے
وجد کے جواز پر جو چیز دلائل کرتی ہے وہ یہ
ہے کہ اس کی حرکات رعشہ والے کی حرکات
کی مانند ہوں (یعنی بے ساختہ اور بے اختیار
ہوں) علامہ ملقینی اور علامہ ربان الدین ابناسی

۱/۲۴۵ صحیح البخاری کتاب البیوع باب الحلال بین الحرمین قدیمی کتب خانہ کراچی
۵/۲۲۲ ردالمحتار کتاب المحظور والاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت
۵/۲۲۲ ردالمحتار شرح تنویر الابصار " " " " " " " " " " " "

الحنفية والمالكية وكل ذلك اذا خلصت
النية وكانوا صادقين في الوجد مغلوبين
في القيام والحركة عند شدة الهيام
اور وجد والے وجد میں پچے ہوں اور اٹھنے بیٹھنے اور حرکت میں جنونِ عشق کی شدت سے مغلوب ہوں۔ (ت)

مجمع الانهر مي زیر قول مذکور ملتی الابحر ہے
في التسهيل في الوجد مراتب و بعضه
يلب الاختيار فلا وجه للانكار
بلا تفصيل
تسهيل میں ہے کہ "وجد" کے کچھ مراتب ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جن میں اختیار سلب ہو جاتا ہے یعنی اختیار بالکل نہیں رہتا۔ پھر بغیر تفصیل جاننے کے بیمار کی صحت یا بالی کی صورت پیدا ہونا مشکل ہے۔ (ت)

شفا العلیل علامہ شامی میں ہے
لا كلام لنا مع الصدق من ساداتنا
الصوفية المبرئين عن كل خصلة
مرادية فقد سئل امام الطائفتين سيدنا
الجنيد ان اقواما يتواجدون ويتمايلون
فقال دعوهم مع الله تعالى يفرحون
ولو ذقت مذاقهم عذرا تهم في صياحهم
وشق ثيابهم اء ولا كلام لنا
ايضا مع من اقتدى
بهم وذاق من مشربهم
ووجد من نفسه الشوق
ہمارا کلام سچائی پر مبنی ہے، ہمارے سادات صوفیا گھٹیا عادات سے پاک ہیں پس وہ نمائشی صوفیا سے نہیں، چنانچہ دو گروہوں کے امام سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ وجد کرتے اور لڑکھڑاتے ہیں (یعنی ادھر ادھر جھومتے ہیں) اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو یہ اللہ تعالیٰ سے خوشی پاتے ہیں اگر تجھے بھی ان جیسا ذوق حاصل ہوتا تو ان کو اس چلائے لادریبان پھاڑنے میں مدد دیتا اور ہمارا کلام ان سے بھی نہیں کہ جنہوں نے (مذکورہ

والہیام فی ذات الملك العلام بل کلامنا
مع هؤلاء العوام الفسقة اللثام الذین
اتخذوا مجلس الذکر شبکه لصید الدنیا
الدنیة وقضاء لشهواتهم الشنیعة
الرذیة ولسنا نقصد منهم تعین
احد فالله مطلع علی احوالهم
اھ مختصراً۔

بزرگوں کی) اقتدار کی اور ان کے مشرب کا ذائقہ
چکھا اور اپنے اندر شوق اور جنونی عشق، ملک
علام (یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات ستودہ صفات)
میں پایا، بلکہ ہماری گفتگو ان عام لوگوں کے
ساتھ ہے جو فاسق اور کھینے میں جنموں نے
محفل ذکر کا جال حقیر اور معمولی دنیا کے شکار
کے لئے لگا رکھا ہے اور اپنے بدترین سفلی
جذبات کی تسکین کے لئے محفل ذکر کو آڑ بنایا اور ہم اس میں کسی ایک کے تعین کا ارادہ نہیں رکھتے
کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ان کے حالات سے پوری طرح آگاہ اور واقف ہے اھ مختصراً (ت)
اسی کے منہ میں نور العین فی اصلاح جامع الفصولین سے ہے۔ علامہ ابن کمال باشا

نے اس سوال کے جواب میں فرمایا:۔

ما فی التواجد ان حقت من حرج
ولا فی التایل ان اخلصت من بیاس
فقت تسعی علی رجل وحق لمن
دعا مولاه ان یسعی علی الراس

جو وجد حقیقت پر مبنی ہو اگر جھومنا اخلاص سے ہو
تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، پھر تو کھڑے
ہو کر ایک پاؤں پر دوڑنے لگا جسے اس کا
مولا بلائے اس پر واجب ہے کہ سر کے
بل دوڑ پڑے۔ ذکر اور سماع کے وقت
اوضاع مذکورہ کی اجازت ہے ان عارفین کے لئے
ہے جو اپنے اوقات بہترین اعمال بجالانے
میں صرف کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ اختیار
کرتے ہیں، اپنے نفس کو قبیح اعمال سے روکنے
پر قادر ہوتے ہیں پھر وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی
سے سنتے اور اسی کے مشتاق رہتے ہیں، اگر
اس کی یاد میں مصروف ہوں تو نوٹہ کرنے لگے ہیں

الرخصة فیما ذکر من الاوضاع
عند الذکر والسماع للعارفین
الصارفین اوقاتهم الی احسن
الاعمال السالکین المالکین لضبط
انفسهم من قبائح الاحوال
فهم لا یستمعون الا من
الاله ولا یشتاقون الاله ان
ذکر وہ نا حوا حوا و جد و

صاحوا اذا غلب عليهم الوحيد فمتهم من طرقت طوارق الهيبة فخر و ذاب ومنهم من برقت له بوارق اللطف فتحرك و طاب هذا ما عنت لي في الجواب - والله اعلم بالصواب۔

اگر اسے پالیں تو چھینے چلانے لگتے ہیں بشرطیکہ وہ وجد سے مغلوب ہوں، پھر ان میں کوئی وہ ہیں جنہیں مصائب الہی نے جھنجھوڑا تو گر پڑے اور پگھل گئے اور ان میں کوئی وہ ہیں جن پر لطف کرم کا نزول ہوا تو خوش ہو کر متحرک ہو گئے۔

میرے لئے یہی جواب ظاہر ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ راہِ صواب کو خوب جاننے والا ہے۔ (ت) سیدی عارف باللہ علامہ عبد الغنی نایلسی حدیقہ ندیہ شرح طریقتہ محمدیہ میں زیر کلام مذکور متن فرماتے ہیں :

اعلم ان هذا الذي سبقت ذكره في المتن من عبارات الفقهاء جميعه في حق من ذكرنا هم من طائفة متصوفة الله اعلم باعيانهم ، والا فالوحيد والتواجد الذي تعلمه الفقهاء الصادقون في هذا الزمان وبعده كما كانوا يعلمونه من قبل في الزمان الماضي نور وهداية واثبتون في حق من الله تعالى وعناية قال المناوي في طبقات الاولياء قيل للجنيد قدس سره ان قومًا يتواجدون قال دعوهم مع الله يفرحون وقال النجم الغزالي في حسن التنبه عند ذكره حال المولاهين في الله في باب تشبيه العاقل بالجنون واليه الاشارة بقوله صلى الله تعالى

متن میں تمام فقہار کرام کی جن عبارات کا پہلے ذکر ہوا یہ ان صوفیاء کے حق میں ہے جو مذکور ہوئے اللہ تعالیٰ ان کی ذوات سے بخوبی واقف ہے، ورنہ وجد اور تواجد جسے اس زمانے میں سمجھتے فقر ارہی جانتے ہیں اور گزشتہ دور کے فقر ارہی جانتے تھے وہ تو ایک نور ہدایت اور اللہ تعالیٰ کی توفیق و عنایت کا ایک اثر ہے۔ علامہ مناوی نے طبقات الاولیاء میں فرمایا: حضرت جنید بغدادی قدس سرہ سے عرض کی گئی کہ کچھ لوگ وجد کرتے ہیں تو فرمایا انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ چھوڑ دو کہ خوش رہیں۔ فرمایا نجم الغزالی نے حسن التنبہ میں اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں لوگوں کا حال ذکر کرتے ہوئے "تشبیہ عاقل بالجنون" کے باب میں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد سے اسی طرف اشارہ فرمایا

کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو یہاں تک کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں۔ امام احمد، ابویعلیٰ ابن حبان اور حاکم نے اس کو روایت کیا اور آخری دو نے اس کو صحیح قرار دیا، اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے اس کو روایت کیا گیا۔ اور بعض اوقات اہل اللہ پر حیرت اور وجد کی کیفیت غالب ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنے وجود سے غائب ہو جاتے ہیں یا اپنا وجود کھو بیٹھتے ہیں تو ان سے ایسے حالات ظاہر ہوتے ہیں اگر شاہدِ فعل سے صادر ہوتے تو اس پر حکم لگاتے کہ یہ حدِ عقل سے خارج ہے جیسے ناچنا، گھومنا اور کپڑے پھاڑ ڈالنا۔ اور یہ ایک شریفِ حالت ہے اور اس کی صحت کی علامت یہ ہے کہ صاحبِ حالت پر اوقاتِ نماز اور دیگر فرائض محفوظ ہوتے ہیں پھر اس حالت میں ان کی عقلیں لوٹا دیکھائی ہیں اور یہ حال اولیاء اللہ کی ایک جماعت کا ہے ان میں سے خواجہ شبلی، ابوالحسن نورانی، سمنونِ محب، سعدونِ مجنون اور ان جیسے دیگر اکابرینِ اُمت ہیں، چنانچہ محدث ابونعیم نے الحلیہ میں یحییٰ بن معاذ رازی سے روایت کی ہے کہ ان سے ناچ کے بارے میں پوچھا گیا تو وہ یہ کہنے لگے: ہم نے ناچ سے زمین کو روندنا اور پامال کیا (یہ سب کچھ) تیرے معافی سے لطف اندوز ہونے کیلئے کیا۔

۷
علیہ وسلم اکثر و ذکر اللہ حتی یقولوا
مجنون، رواہ الامام احمد و ابویعلیٰ
وابن حبان و الحاکم و صحاحہ عن
ابی سعید الخدری رضی اللہ
تعالیٰ عنہ، و ربما غلب الولہ
علی اهل اللہ تعالیٰ والوحد
حتی یغیبوا من وجودہم
فتبدوا منہم احوال و افعال لو صدرت
عن مشاہد الفعل
لحکموا علیہ انہ خرج
عن حد العقل كالرقص
والدورات و تخریق الاثواب
وہی حالة شریفۃ علامۃ
صحتها ان تحفظ علی صاحبہا
اوقات الصلوات و سایر الفرائض
فترد علیہم فیہا عقولہم و هذا
حال جماعة من اولیاء اللہ تعالیٰ
منہم الشبلی و ابوالحسن
النوری و سمنون المحب و سعدون
المجنون و امثالہم، روی ابو نعیم
فی الحلیۃ عن یحییٰ بن معاذ
الرازی انہ سئل عن الرقص
فانشد یقول ہ

دققنا الارض بالرقص
علی لطف معانی کا

ولا عيب على الرقص

لعبدها ثم فيكا

وهذا دقنا الامرض

اذا كنا بناديكما

واما من اظهر هذه الاحوال تعسدا

للتوصل الى الدنيا او ليعتقده

الناس ويتبركوا به فهذا من

اقبح الذنوب المهلكا انتهى ، وقال

الغزالي في الاحياء ان ابا الحسن

النوري رحمه الله تعالى كانت مع

جماعة في دعوة فجرت بينهم

مسألة في العلم و

ابو الحسين ساكت ثم رفع صراجه

والشد هم يقول له

رب رب ورقاء هتوف في الضحى

ذات شجوه هتفت في فنن

ذكرت الفاء حزنا صالحا

فبكيت حزنا فهاجت حزني

فبكاف سربما اسرقها

وبكاه سربما اسرقني

ولقد تشكو فما افهمها

ولقد اشكو فما يفهمني

غير اني بالجموع اعرفها

وهي ايضا بالجوى تعرفني

قال فما بقى احد من القوم

ناچ کرنے میں کوئی عیب نہیں اس

بندہ کے لئے جو تیری ذات میں سرگشتہ اور گم

ہوا اور محو ہوا اور یہ ہمارا زمین کو ناچ کے ذریعے

روندنا اور پامال کرنا اس لئے ہے کہ ہم تیرا ارادہ

اور قصد کرنے والے ہیں لیکن جس نے ان حالات

کو دانستہ طور پر دنیا تک رسائی کے لئے ظاہر کیا

یا اس لئے کہ لوگ اس کے عقیدت مند ہو جائیں اور

اس سے تبرک حاصل کریں تو یہ کیا روائی مملک اور

تباہ کن گناہوں سے بھی زیادہ قبیح ہے اھ چنانچہ

امام غزالی نے احیاء العلوم میں فرمایا ابو الحسن نوری

رحمۃ اللہ علیہ کسی دعوت میں ایک جماعت کے ساتھ

تشریف فرما تھے کہ اچانک ان کے درمیان ایک

علمی بحث پھڑک اٹھی اور حالت یہ تھی کہ ابو الحسن نوری بالکل

خاموش بیٹھے تھے پھر اچانک سر اٹھایا اور یہ اشعار پڑھنے لگے:

بہت سی کبوتریاں چاشت کے وقت لمبی لمبی آوازیں

نکال کر درختوں کی شاخوں پر بولنے لگیں —

میں نے محبت اور قابلِ قدر غم کو یاد کیا پھر میں

غم کی وجہ سے رو پڑا اور میرے غم میں ابال اور

جوش آگیا۔ بسا اوقات میری گریہ وزاری نے

انہیں نرم کر دیا اور بسا اوقات ان کی آہ و بکا

نے مجھے نرم کر ڈالا۔ بیشک وہ شکوہ و شکایت

کرتی ہیں مگر میں تو انہیں نہیں سمجھتا اور میں

شکایت کرتا ہوں تو وہ مجھے نہیں سمجھاتی —

مگر میں اپنے اندرونی سوزِ عشق کی وجہ سے اسے

پہچانتا ہوں اور وہ بھی اپنے اندر موجزن سوزِ عشق

الاقام وتواجد ولم يحصل لهم
 هذا الوجد من العلم الذي
 خاضوا فيه وان كانت العلم
 حقا انتهى ولا شك ان التواجد
 فيه تشبه باهل الوجد الحقيقي وهو
 جائز بل مطلوب شرعا قال رسول الله
 صلى الله تعالى عليه وسلم من
 تشبه بقوم فهو منهم رواه الطبراني
 في الاوسط عن حذيفة بن اليمان
 رضى الله تعالى عنه ، هذا
 اذا كانت قصده بذلك مجرد
 التشبه بهم والتبرك بسيرتهم
 محبة لهم ورغبة في زيادة
 الميل اليهم واما اذا كان مقصده
 ان يعتقد الناس ويتبركون
 به فهو اللابس ثوبا نفوسه
 مذموم مہقوت عند الله
 تعالى والناس يحملونه على
 المحاصل الحسنة واما التواجد
 على الوجه الصحيح فقد اشار
 اليه الشيخ القشيري في رسالته
 حيث قال قوم قالوا التواجد
 غير مسلم لصاحبه لما يتضمن
 من التكلف ويبعد عن
 التحقيق وقوم قالوا انه مسلم

کی وجہ سے مجھے پہچانتی ہے۔ پھر بقول راوی
 سب کے سب وجد کرنے لگے اور یہ وجد اس علم
 کی وجہ سے نہ تھا جس میں وہ الجھے ہوئے تھے
 اگرچہ علم حق ہے انتہی، بلاشبہ اس تواجد میں
 حقیقی وجد کو نیا لوں سے مشابہت ہے اور یہ
 جائز ہے بلکہ مشرعا مطلوب ہے چنانچہ رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو
 شخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ
 انہی میں سے ہے۔ امام طبرانی نے "الاوسط"
 میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 حوالے سے اس کو روایت کیا ہے، یہ تب ہے
 کہ جب اس سے اس کا ارادہ مخفی ان سے
 تشبہ اور ان کی عادات سے برکت حاصل کرنا
 ہو، ان سے محبت رکھتے ہوئے اور ان کی طرف
 زیادہ راغب و مائل ہوتے ہوئے۔ لیکن اگر
 اس کا مقصد یہ ہو کہ لوگ اس (طریقہ) سے اس
 کے معتقد ہو جائیں اور اس سے برکت حاصل کریں
 تو پھر وہ جھوٹا لباس پہننے والا ہے جو اللہ تعالیٰ
 کے نزدیک مذموم و مہقوت ہے (اس کے
 باوجود) لوگ اچھے محل پر محمول اور قیاس کرتے ہیں
 لیکن صحیح طور پر وجد کرنا تو شیخ قشیری نے اپنے
 رسالہ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا، فرمایا
 کچھ لوگ کہتے ہیں کہ باہم وجد کرنا صاحب وجد
 کے لئے ٹھیک نہیں اس لئے کہ وہ تکلف پر
 مبنی اور تحقیق سے بعید ہے۔ اور کچھ لوگ کہتے

للفقراء المجردین الذین ترصدوا لوجدها
هذه المعانی واصلهم خبر الرسول
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابکوا فان لم تبکوا
فتبکوا انتہی وفي شرعة الاسلام من
السنة ان یقرأ القراءات بحزب و
وجد فان القراءات نزل بحزب
فان لم یکن له حزن فلیتحنن
انتہی و الحاصل ان تکلف الکمال من
جملة الکمال والتشبه بالاولیاء لمن
لم یکن منهم امر مطلوب مرغوب فیہ
علی کل حال ^{لہ} ملتقطاً۔

ہیں کہ وہ مجرد فقراء کے لئے ٹھیک ہے جو
ان کے معانی کے پانے کے منتظر رہتے ہیں اور
اس کی اصل اور بنیاد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی حدیث ہے (چنانچہ آپ نے فرمایا)
لوگو! رویا کرو اور اگر رونہ سکو تو رو فی صورت
بنایا کرو انتہی۔ شرعۃ الاسلام میں سنت یہ ہے
کہ غم کے ساتھ جھوم کر قرآن مجید کی تلاوت کی جائے
کیونکہ قرآن مجید غم کے ساتھ نازل ہوا ہے اور
اگر کسی میں غم کا تاثر نہ ہو تو غمگین صورت
بنایا کرے انتہی۔ خلاصہ یہ کہ کسی کمال میں تکلف
(بناوٹ) کمال میں شامل ہوتا ہے اور جو شخص
اولیاء اللہ میں سے نہیں مگر ان کی مشابہت اختیار کرتا ہے یہ بھی امر مطلوب اور ہر حال مستحسن ہے
اللہ ملتقطاً۔ (ت)

مگر ظاہر کہ عامہ ناس کا اس میں کچھ نہیں تو صورت مستولہ میں اس حالت کے شروع ہونے پر
لوگوں کا چلنا اصل کسی طرح محل طعن نہ تھا بلکہ انہیں یہی چاہئے تھا دو حال سے خالی نہیں یہ رقص و تمایل
تصفیق والے محنت تھے یا مبطل، اگر محنت تھے تو عوام جو ان مناصب عالیہ تک بالغ نہیں ان میں شریک
ہونا محض بے معنی تھا، اور مبطل تھے تو ان کی حرکات ذمیر کا تماشا دیکھنا خود حرام و ناروا تھا اور جو
حرام و لغویں دائرہ ہوا اس سے احتراز ہی طریق صواب ہے آیہ کریمہ ومن اعرض عن ذکری کا اس
پر ورود کیونکر ممکن، جہاں خود حکم شرع ہی چلا جانا مطلوب ہوا آیہ کریمہ میں اعراض عن الذکر سے ایمان
نہ لانا مقصود، خود آیت قرآنیہ اس ارادے پر شاہد عدل موجود، قال اللہ تعالیٰ: فامّا یا تبینکم
متی ھدی من اتبع ھدای فلا یضل ولا یشتک ومن اعرض عن ذکری الا یہ بعد واقعہ
ابلیس لعین و تناول شجرہ حضرت آدم و حوا اور ان کے دشمن کو جنت سے اتارتے وقت ارشاد ہوا

کہ اگر تمھارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ گمراہ نہ ہونہ سبھی
بھیلے اور جو میرے ارشاد سے منہ پھیرے اس کے لئے تنگ زندگانی اور اسے ہم روز قیامت اندھا
اٹھائیں گے۔ اس مضمون کو سورہ بقرہ میں یوں ادا فرمایا ہے :

فاما یا تینکم مہدی فممن تبم
ہدای فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون
والذین کفروا کذبوا بآیتنا اولئک اصحاب
النار ہم فیہا خلدون
اگر تمھارے پاس میری طرف سے ہدایت
آئے تو جو میری ہدایت کی پیروی کریں انھیں کچھ
خوف نہیں نہ وہ غمگین ہوں اور جو کفر کریں اور
میری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ
میں رہنے والے۔

ایک ہی قصہ ہے ایک ہی ارشاد ہے تو خود قرآن عظیم نے شرح فرمادی ہے کہ اعراض عن الذکر
سے کفر مراد ہے، اب نقل اقوال مفسرین کی حاجت نہ رہی، حدیث میں ہے کچھ لوگوں نے چلا چلا کر
مسجد میں ذکر کرنا شروع کیا سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں نکلوا دیا اب
خواہ یہ نکلوانا اس بنا پر ہو کہ ان کے نزدیک ذکر جہر ممنوع تھا خواہ اس لئے کہ ان کے چلانے سے
نمازیوں پر تشویش تھی خواہ کسی وجہ سے ہو ہر حال جب ایسی حالتوں میں خود ذکر کریں کو نکلوا دینا معیوب
نہ ہوا تو آپ اٹھ کر چلا جانا کیونکر عمل طعن ہو سکتا ہے غرض آیت سے نہ یہ ارادہ صحیح نہ ان مسلمانوں پر
یہ حکم لگانا درست، حلقہ میں کا وہ شخص جو اس کا قائل ہوا اگر جاہل ہے تو دو سخت کبیرہ گناہوں کا مرتکب
ہوا :

اولاً بے علم قرآن عظیم کی تفسیر کرنا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
من قال فی القرآن بغير علم فلیتبتوا
مقعدہ من النار۔ رواہ الترمذی
عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وقال
صحیح۔
جب بے علم قرآن میں کچھ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ
میں بنالے (امام ترمذی نے حضرت عبد اللہ
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالہ سے
اسے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث صحیح
ہے۔ ت)

لہ القرآن الکریم ۲/۳۸ و ۳۹

لہ جامع الترمذی ابواب التفسیر باب ما جاء فی الذی یفسر القرآن برأیه امین مکنی دہلی ۱۱۹/۲

ثانیاً بے علم فتویٰ دینا حکم لگانا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

افتوا بغیر علم فضلو واضلوا۔ رواہ
الائمة احمد والبخاری ومسلم والترمذی
وابن ماجه عن عبد اللہ بن عمرو
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
بے علم فتویٰ دیا تو آپ گمراہ ہوئے اور لوگوں کو گمراہ
کیا (ائمہ کرام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی اور
ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے اس کو روایت کیا۔ ت)

اور اگر ذی علم ہے اور دانستہ تفسیر غلط کی غلط حکم لگایا تو اشد و اعظم کبائر کا ارتکاب کیا کہ اللہ
عز وجل پر بہتان اٹھایا شریعت مطہرہ پر افتراء باندھا، اللہ عز وجل فرماتا ہے:
ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً۔ اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ عز وجل پر
جھوٹ افتراء کرے۔

اس شخص پر توبہ تو ہر صورت میں فرض ہے، جب تک توبہ نہ کرے اس کے پیچھے نماز سخت مکروہ
ہے اور اسے امام بنانا گناہ،

لانه فاسق وفي الغنية شرح المنية
محتجا بفتاوى الحجة انهم لو قد ماوا
فاسقيا ثمنون۔ اس لئے کہ وہ فاسق ہے (یعنی حد و شرعیہ
سے تجاوز کرنے والا ہے) اور غنیہ شرح منیہ
میں فتاویٰ حجہ سے دلیل لاتے ہوئے فرمایا
اگر لوگ فاسق کو امامت کیلئے آگے کریں تو گنہگار
ہوں گے۔ (ت)

اور بر تقدیر علم کہ دانستہ اس کا مرتکب ہوا تجدید اسلام و نکاح کا بھی حکم ہے کہ جان بوجھ کر
رب العزۃ عز وجل پر افتراء کرنے کو اکثر علماء نے کفر ٹھہرایا۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے:
انہا یفترون الکذب الذین لایؤمنون جھوٹ وہی گھڑتے ہیں جو آیات الہی پر

۱ جامع الترمذی ابواب العلم باب ما جاز فی ذهاب العلم امین مکینی دہلی ۹۰/۲
صحیح مسلم کتاب العلم ۳۴۰/۲ و صحیح البخاری کتاب العلم ۲۰/۱
سنن ابن ماجہ باب اجتناب الراۃ القیاس ص ۶ و مسند امام احمد بن حنبل ۱۶۲/۲

۲ القرآن الکریم ۲۱/۶ فصل فی الامامة سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳
۳ غنیۃ المستملی شرح غنیۃ المصلی

بایں اللہ لے

ایمان نہیں رکھتے۔ (ت)

موضوعات کبیر میں ہے :

ای الکذب علی اللہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فان الکذب علی غیرہما لا یخرجه عن الایمان باجماع اہل السنۃ والجماعۃ۔ لے

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے متعلق جھوٹ کہنا آدمی کو ایمان سے خارج نہیں کرتا، اہلسنت کا اس پر اتفاق ہے۔ (ت)

شرح فقہ اکبر میں ہے :

فی الفتاوی الصغری من قال یعلم اللہ انی فعلت هذا وکان لم یفعل کفرا ی لانہ کذب علی اللہ تعالیٰ لے

فتاویٰ صغریٰ میں ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے حالانکہ اس نے وہ کام نہ کیا ہو تو وہ کافر ہو جاتا ہے، کیوں؟ اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا۔ (ت)

درمختار میں ہے :

هل یکفر بقوله اللہ یعلم او یعلم اللہ انه فعل کذا کاذا قال الزاہدی الاکثر نعم وقال الشمنی الاصم لے فلان کام کیا ہے، زاہدی نے کہا کہ اکثر اہل علم کہا یہی زیادہ صحیح ہے کہ کافر نہ ہوگا۔ (ت)

کیا اپنے اس کہنے سے آدمی کافر ہو جائے گا؟ اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا جانتا ہے اللہ تعالیٰ۔ جھوٹا ہونے کی حالت میں کہے کہ اس نے فرمایا کہ ہاں کافر ہو جائے گا۔ علامہ شمنی نے

ردالمحتار میں ہے :

ونقل فی نور العین عن الفتاوی

نور العین میں فتاویٰ سے پہلے قول کی تصحیح

لہ القرآن الکریم ۱۶/۱۰۵

لہ الاسرار الموضوعة

تحت حدیث ۹۰

دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۲۹

لہ منہ الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً وکنایۃ مصطفیٰ ابابا مصر ص ۱۹۱

کتاب الایمان

مطبع مجتہبی دہلی

۲۹۲/۱

اور شرع مطہر کو ایسا ویسا یعنی حقیر جاننے والا تو قطعاً اجماعاً کافر متد زندقی ملحد ہے ایسا کہ من شک فی کفرہ وعذابه فقد کفر جو اس کے کافر و مستحق نار ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے اسی طرح جو تفسیر جلالین شریف خواہ کسی کتاب دینی کی فی نفسہ نہ کسی امر خارج عارض کے باعث بلاشبہ و تاویل تحقیر کرے کافر ہے مگر کلام مذکور فی السؤال نہ تنقیص شرع مطہر میں صریح ہے نہ تحقیر جلالین شریف میں نص کریمہ مذکورہ کے وہ معنی کہ اس قائل نے بتائے معافی مذکورہ تفاسیر کے منافی نہیں کہ ان کی تصحیح کو ان کا ابطال ضرور ہے بلکہ ایک معنی جدا گانہ ہیں تو اس کے قول کا یہی محل نہیں کہ معافی ظاہرہ معاذ اللہ باطل ہیں حتی وہ ہے جو اہل باطن ان کے خلاف جانتے ہیں بلکہ اس کا مطلب بننے کو اس قدر کافی کہ جو کچھ ان تفاسیر میں ہے یہ معافی ظاہرہ ہیں اور افادات قرآن عظیم انھیں میں محصور نہیں بلکہ ان کے سوا اور نکات انیقہ و لطائف دقیقہ بھی ہیں جنھیں اہل باطن جانتے ہیں اس میں کوئی توہین ہوئی نہ تحقیر بلکہ یہ حتی ہے اگرچہ اس محل پر آیہ کریمہ کا ایراد اور یہ ادعائے مراد باطل ہے تو یہاں معاذ اللہ ثبوت کفر کا کوئی محل نہیں، شرح عقائد میں ہے :

النصوص تحمل علی ظواہرها والعدول
عنہا الی معانی بدعیہا الباطنیۃ
لادعائہم ان النصوص لیست
علی ظواہرها بل لہا معانی
باطنیۃ لا یعرفہا الا المعلم
وقصدہم بذاک نفی الشریعۃ
بالکلیۃ المحاد لکونہ
تکذیب للنبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فیما
علم مجیئہ بہ بالضرورۃ
واما ما ذهب الیہ بعض

فصوص اپنے ظاہری معافی پر محمول ہوا کرتے
ہیں لیکن ظاہری معافی سے انھیں ایسے معافی
کی طرف پھیر دینا کہ جن کا فرق باطنیہ والے دعویٰ
کرتے ہیں اس لئے کہ ان کا دعویٰ یہ ہے
کہ نصوص اپنے ظواہر پر نہیں محمول ہوتے بلکہ
ان کے لئے باطنی اور پوشیدہ معافی ہوتے
ہیں اور انھیں صرف معلم جانتا ہے اس سے ان
کا پوری شریعت کی نفی کا ارادہ کرنا کھلا المحاد
(بے دینی) ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی ان احکام میں تکذیب ہے جن کا
لانا آپ سے بالبداہت معلوم ہو گیا ہے۔ رہی یہ بات

المحققین من ان النصوص علی ظواہرہا
ومع ذلك فیہا اشارات خفیۃ الخ
دقائق تنکشف علی ارباب السلوک
یمکن التطبيق بینہما و بین الظواہر
المرادۃ فہو من کمال الایمان ومحض
العرفان اھ باختصار۔

اس بیان سے تمام مراتب سوال کا جواب ہو گیا۔ باقی رہا یہ امر کہ فلاں شخص یا اشخاص خاص کا
وجد حق ہے یا باطل، ہیہات اس کے ارادہ کی طرف راہ سخت دشوار والہ سرشار و متصنع ریاکار میں
حالت قلب کا تفاوت ہے اور اوساط صادقین تشبیہیں بالعاشقیں و اراذل فاسقین مراۓ میں
فرق اس سے بھی سخت باریک و دقیق تر کہ یہاں صرف نیت کا تغایر ہے اور نیت و قلب دونوں
غیب ہیں اور مسلمان پر بدگمانی حرام،

قال اللہ تعالیٰ ولا تقف ما لیس لك
به علم ان السمع والبصر والفؤاد
کل اولیک کان عنہ مسئولا
اور فرماتا ہے :

یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن
ان بعض الظن اثم یتلہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ایاکم والظن فان الظن
گمان سے دور رہو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی

۱ شرح عقائد للنسفی مطبع شوکت اسلام قندھار افغانستان ص ۱۱۹ و ۱۲۰

۲ القرآن الکریم ۳۶/۱۷

۳ " " ۱۲/۴۹

کذب الحدیث ، رواہ الاثمۃ
 مالک والشیخان وابوداؤد والترمذی
 عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔
 بات ہے (امہ کرام مثلاً امام مالک ، بخاری ،
 مسلم ، ابوداؤد اور ترمذی نے اس کو حضرت
 ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
 کیا ہے ۔ ت)

امام علامہ عارف باللہ ناصح فی اللہ سیدی عبدالغنی بابلسی قدس سرہ القدسی نے اس بحث
 میں بالتعین کسی شخص کی نسبت حکم تصنع و ریاء لگا دینے پر ایک طویل و جلیل کلام میں اقامت قیامت
 فرمائی جس میں سے چند حرف کا خلاصہ یہ کہ سب صوفیہ یکساں نہیں جیسے سب علماء و فقہاء و مدرسین
 ایک سے نہیں جیسے سب قضاۃ و أمراء و وزراء و سلاطین برابر نہیں بلکہ ان میں صالح و فاسد
 فاسد و فاسد سب طرح کے ہیں ناقص قاصر جاہل مسلمانوں کی عیب جوئی کرتے اور کاملوں کو کمال ہی
 نظر آتا اور عیب پوشی و تاویل فرماتے ہیں ، پھر فرمایا :

هذا كله في طائفة من المتصوفة
 اوصافهم كذلك واحوالهم اجث من
 ذلك وان لم يحجز تعین
 طائفة منهم باعیانهم ولا شخص
 واحد بعینه مالم ينكشف فيهم جلیلة
 الامر بالمشاهدة والعیات الذی
 لا یحتمل التاویل فی البیان و
 لا یجوز تقلید الناس بعضهم
 بعضا فی الاخبار عن ذلك ما لم
 یثبت بالبینۃ العادلة عند الحاكم
 یہ سب کچھ صوفیاء کے اس گروہ سے متعلق ہے
 جن کے اوصاف اس طرح یا اس سے بھی
 خبیث تر ہیں اگرچہ ان میں سے کسی گروہ کی بلحاظ
 اشخاص تعین جائز نہیں اور نہ کسی شخص معین کی ،
 جب تک مشاہدے سے امر واضح نہ ہو اور
 عیاں بھی ایسا ہو کہ جس کے بیان میں کسی شک
 اور تاویل کی گنجائش نہ ہو۔ اور خبر میں
 لوگوں کا ایک دوسرے کی تقلید کرنا جائز نہیں
 جب تک حاکم شرع کے روبرو کسی عادل گواہ
 کے ذریعے کوئی امر ثابت نہ ہو۔ علاوہ ازیں

۱۔ مسند امام احمد بن حنبل مسند ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار الفکر بیروت ۵۰۴/۲
 صحیح البخاری کتاب الفرائض قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۹۵/۲
 صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الظن " " " ۳۱۶/۲
 سنن ابی داؤد کتاب الادب ۳۱۴/۲ و جامع الترمذی ابواب البر ۲۰/۲

الشرعی علی ان الحاکم ایضاً یحکم
 بالظاہر و بواطن الامور معلومة
 عند الله تعالی فلا قطع الا ظاهراً
 والله اعلم بالسرائر، واما خبر التواتر
 من الناس لبعضهم بعضاً بذلك فهو
 ممنوع لا ستناد الكل فیہ الى الظن
 والتخمين واستفادة الخبر من
 بعضهم لبعض بحیث سألت كل واحد
 منهم من رؤیتہ ذلك لقال لم اعانیه
 انما سمعت ومن قال عاینته تستكشف
 من حاله فتراه مستنداً الى
 ظنون واما رات وهمیة وریما اذا
 تأملت وجدت خبر ذلك التواتر مستنداً
 فی الاصل الى خبر واحد او اثنين
 والواحد ایضاً قوله مبني
 علی الظن والتهمة فلا یجوز
 لاحد ان یقول ثبت عندی
 بالتواتر معصیة فلان لان
 الناس اخبرونی بذلك وهم
 كثیرون، وانما ذلك لغلبة
 الكذب فی الناس خصوصاً فی
 نما منانا، وكثرة الحسد و
 العداوة وریما یفتري احدهم
 علی رجل بما لا علم له
 به ویخبر الناس بذلك

حاکم بھی ظاہر پر حکم لگاتا ہے اور پوشیدہ و مخفی
 امور تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں لہذا ظاہری محل
 یقین ہو سکتا ہے اور پوشیدہ بھیدوں کو تو اللہ
 تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔ ریایہ کہ اس باب
 میں لوگوں کا ایک دوسرے سے خبر تواتر کا وصول
 تو وہ ممنوع ہے کیونکہ اس میں سب کا استناد
 گمان اور اندازہ ہے۔ لوگوں کا ایک دوسرے
 سے استفادہ خبر، اس طریقے سے ہر ایک نے
 دوسرے سے اس کی رویت (مشاہدے) کا
 سوال کیا تو اس نے کہا میں نے نہیں دیکھا میں
 نے صرف سنا ہے اور جو یہ کہ میں نے دیکھا ہے
 اگر تم ایسے کے حال کا انکشاف کرو یعنی چھان بین
 کرو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس کی سند بھی
 گمان اور چند وہی علامات پر ہے خصوصاً جب
 آپ غور و فکر کریں گے تو اس خبر تواتر کو ایک
 یا دو کی طرف منسوب پائیں گے، اور ایک کا
 قول بھی ظن اور الزام و تہمت پر مبنی ہو گا لہذا
 کسی شخص کے لئے یہ کہنا جائز نہیں کہ میرے
 نزدیک فلاں آدمی کا گناہ تواتر سے ثابت ہے
 اس لئے کہ زیادہ تر لوگوں نے مجھے یہی بتایا۔
 اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں میں زیادہ تر جھوٹ
 ہوتا ہے خصوصاً ہمارے دور میں زیادہ حسد
 اور دشمنی پائی جاتی ہے۔ بسا اوقات کوئی شخص
 کسی پر ایسا افراباندھتا ہے جس کا اسے خود
 بھی علم نہیں ہوتا اور وہ لوگوں کو اطلاع دیتا ہے

وَيُخْبِرُ النَّاسَ يَنْقُلُونَهُ فَيُصِلُ الْخَبَرَ
إِلَى بَعْضِ الْمَغْرُورِينَ بِعِلْمِهِمُ
الْمَطْرُودِينَ عَنْ أَبْوَابِ فَضْلِ اللَّهِ
تَعَالَى فَيَقُولُ وَصَلَنِي هَذَا عَنْ فُلَانٍ
بِالتَّوَاتُرِ وَلَا يَعْلَمُ الْمُسْكِينُ أَنَّ
الَّذِي يَنْقُلُونَ إِلَيْهِ الْكَذِبَ
يَنْقُلُونَ عَنْهُ أَيْضًا الْكَذِبَ لِغَيْرِهِ
وَبَعْدَ هَذَا كَلَّهُ إِذَا ثَبَتَ فَعَلُ
الْمَعْصِيَةِ مِنْ أَحَدٍ بِطَرِيقِ التَّوَاتُرِ
أَوِ الرَّوِيَّةِ لَمْ يَفِدْ شَيْئًا لَا ذِكْرَهُ
بِمَعْصِيَةِ بَيْنِ النَّاسِ عَلَى وَجْهِ
الَّذِي حَرَّمَ لَا تَغِيبَةُ صَدَقَ
مَحْرُومٌ أَمَا قَصْدُ أَنْ يَحْذِرَ النَّاسُ
وَالْخَبَرَ شَائِعٌ فِي النَّاسِ فَغَيْرُ
مُعْتَبَرٍ نَعَمْ قَالُوا ذَلِكَ فِيمَا إِذَا لَمْ يَكُنْ
لِلنَّاسِ عِلْمٌ بِهِ وَهَذَا إِنَّمَا
اسْتِفَادَ الْعِلْمُ بِهِ مِنْ خَبَرِ النَّاسِ
الْمُتَوَاتِرِ عِنْدَهُ وَعَلَى كُلِّ
حَالٍ فَالْإِسْتِرْعَاضَاتُ الْمُسْلِمِينَ
هُوَ الْمَتَعِينُ عَلَى صَاحِبِ الْإِسْتِقَامَةِ
فِي الدِّينِ ذَكَرَ النَّحِيمُ الْغَزِي
رَاحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي حَسَنِ التَّنْبِيهِ
فِي التَّشْبِيهِ أَنَّ مِنْ أَحْثَاقِ
الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى الْإِتْهَامُ
وَالْوُقُوعُ فِي عَرَضٍ مِنْ لَمْ يَثْبُتَ

پھر لوگ وہ بات اس کے حوالے سے بیان کرتے
ہیں پھر یہ خبر بعض ایسے لوگوں تک پہنچ جاتی ہے
جو اپنے علم پر مغرور اور فریب خوردہ ہوتے ہیں
اور فضل خداوندی سے دھتکارے ہوئے ہوتے
ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ مجھے فلاں شخص کی طرف سے
بتواتر یہ بات پہنچی ہے حالانکہ اس بیچاوسے
کو معلوم نہیں ہوتا کہ جو اس کی طرف جھوٹ
نقل کرتے ہیں وہ اس سے بھی دوسروں تک
جھوٹ نقل کر سکتے ہیں۔ ان تمام باتوں کے بعد
جب کسی شخص سے بطریق تواتر یا مشاہدہ گناہ
ثابت ہو جائے تو پھر بھی اس کا تذکرہ بند کر دے
کیونکہ لوگوں میں بطور غیبت کسی کے گناہ کا تذکرہ
حرام ہے اس لئے کہ غیبت سچی بھی حرام ہے لیکن
اگر اس نے لوگوں کو ڈرانے اور چوکنے کرنے کے لئے
ایسے کیا جبکہ خبر لوگوں میں پھیلی ہوئی اور مشہور ہے
تو اس کی بات غیر معتبر ہے، ہاں اگر وہ ایسی
بات کہیں جس کا لوگوں کو کوئی علم نہیں تو یہ الگ
بات ہے، یہ اس وقت ہے جب یہ خبر سے
علم کا فائدہ حاصل کرے جبکہ لوگوں کی خبر اس
کے نزدیک متواتر ہو، بہر حال مسلمانوں کے
عیوب کی پردہ پوشی ان لوگوں پر لازمی ہے جو
دین میں استقامت رکھتے ہیں، چنانچہ
امام نجم غریبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حسن التنبہ
فی التنبہ میں ذکر کیا کہ یہودیوں اور عیسائیوں
کے اخلاق میں سے یہ ہے کہ دوسروں کو الزام

عنه وهذا من الخوض فيما لا يعنيه
 روى الترمذی وابن ماجه
 عن ابي هريرة رضي الله تعالى
 عنه قال قال رسول الله صلى الله
 تعالى عليه وسلم من حسن
 اسلام المرء تركه ما لا يعنيه
 وروى الطبرانی بسند صحيح عن
 ابن مسعود رضي الله تعالى
 عنه قال اعظم الناس خطايا
 يوم القيامة اكثرهم خوضا
 في الباطل ورواه ابن ابی الدنيا
 في الصمت باسناد صحيح
 ثقات عن النبي صلى الله
 تعالى عليه وسلم مرسل قال
 في الاحياء واليه الاشارة بقوله
 تعالى وكنّا نخوض مع الخائفين
 وروى البيهقي في الشعب عن
 عائشة رضي الله تعالى عنها
 قالت قال رسول الله صلى
 الله تعالى عليه وسلم
 لا يزول المسروق منه
 في تهمة حتى يكون
 اعظم جرما من
 السارق وروى الامام
 احمد والشيخان والنسائي

لگائے جائیں اور ان کی عزت میں ہاتھ ڈالاجائے
 اور لایعنی وہ بے مقصد باتوں میں غوطہ زنی کی جائے
 چنانچہ امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت
 ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی
 ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی کی اسلامی
 خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ لایعنی اور
 بے مقصد کاموں کو ترک کر دے۔ امام طبرانی
 نے بسند صحیح حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے انھوں نے
 فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگوں سے بڑا
 گنہگار وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ باطل
 میں گھست رہتا ہے۔ ابن ابی الدینا نے خاموشی
 کے باب میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 سے اس کو مرسل (یعنی بغیر سند) روایت
 کیا۔ ایسی اسناد سے کہ رواد مستند اور
 معتبر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں
 اسی طرف اشارہ ہے کہ ہم گھسے رہنے والوں
 کے ساتھ گھسے رہے ہیں۔ امام بیہقی نے
 شعب الایمان میں سیدہ عائشہ صدیقہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرمائی کہ
 مائی صاحبہ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمیشہ مسروق عنہ
 (وہ شخص جس کا مال چوری ہوا) تہمت میں
 رہے گا یہاں تک کہ وہ چور سے بڑا مجرم

وابن ماجہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال سأل عیسیٰ ابن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام من جلا یسرق فقال اسرقت قال کلا واللہ الذی لا الہ الا هو فقال عیسیٰ امنت باللہ وکذبت عینی وهذا الخلق یغیز حیدا انتہی فایاک ان تقع فی حق احد ولو بکلمۃ واحذر ان تغوض مع الخائضین خصوصاً فی حق فقراء الصوفیۃ اھ بالالتقاط تحصیلاً للبرکۃ بکلمات الہدایۃ الناصحین وعدۃ لنفسی وللمسلمین واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

بن جائے گا۔ امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بواسطہ ابو ہریرہ روایت فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کیا تو نے چوری کی؟ اس نے جھٹ کہا ہرگز ایسا نہیں، اس خدا تعالیٰ کی قسم جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور میں نے اپنی آنکھوں کو جھٹلایا یہ لوگ یقیناً پیارے ہیں اھ کسی کے حق میں شبہہ کرنے سے بچو اگرچہ کسی ایک ہی کلمہ سے ہو۔ اور اس بات سے ہوشیار رہو کہ باطل میں شروع ہونے والوں کے ساتھ شروع ہونے لگو

خصوصاً فقراء صوفیہ کے حق میں اھ بالالتقاط۔ ہدایت یافتہ خیر خواہوں کے کلمات سے حصول برکت کرتے ہوئے اور گنتی کے چند کلمات میرے نفس اور مسلمانوں کے لئے ایک گونہ وعدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ پاک اور برتر سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۳ مستول مولوی نوشہ علی صاحب ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر لوگ جب فصل آتی ہے تو باغوں کو جا کر آم کھاتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے آموں کی گھٹلیاں مارتے ہیں اور لہو و لعب میں مشغول ہوتے ہیں، آیا یہ فعل ان کا کیسا ہے، جائز یا ناجائز؟ اور بر تقدیر عدم جواز کے حرام ہے یا بدعت ہے یا مکروہ؟ اور بر تقدیر بدعت کے بدعت حسنہ ہے یا سیمۃ؟ بینوا الجواب بحوالہ الکتب وتوجد ایوم الحساب (بحوالہ کتب جواب بیان فرمائیے اور روز حساب اجر پائیے۔ ت)

الجواب

گٹھیاں مارنا ناجائز و ممنوع ہے مسند امام احمد و صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی و سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی :

قال نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الخذف وقال انه لا يقتل الصيد ولا ينكأ العدو وانه يفتك العين ويكسر السن
یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غلا یا گٹھلی کنکری پھینک کر مارنے سے منع کیا اور فرمایا اس سے نہ دشمن پر وار ہو سکے نہ جانور کا شکار، اس کا نتیجہ یہی ہے کہ آنکھ پھوڑ دے یا دانت توڑ دے۔

فی التیسیر الخذف بمجمعتین وفاء الرمی بمحاصة او نواة لانه يفتك العين و لا يقتل الصيد
تیسیر میں ہے "الخذف" میں دو حروف "خ" اور "ذ" دونوں نقطے والے ہیں اور آخر میں حرف "ف" ہے اس پر بھی نقطہ ہے اس کے معنی ہیں گٹھلی وغیرہ پھینکنا

اور صرف پھیلکوں سے ہم عمر ہم مرتبہ لوگ نادرًا محض تطیب قلب کی طور پر باہم مزاح دوستانہ کریں جس میں اصلاً کسی حرمت یا حشمت دینی کا ضرر حالاً یا مالاً نہ ہو تو مباح ہے۔ عالمگیری میں ہے :

قال القاضي الامام ملك الملوك اللعب الذي يلعب الشبان ايام الصيف بالبطيخ بان يضرب بعضهم بعضا مباح غير مستكر كذا في جواهر الفتاوى في الباب السادس
قاضی امام ملک الملوک نے فرمایا وہ کھیل جو موسم گرما میں نوجوان خربوزوں کے ساتھ کھیلے ہیں ایک دوسرے کو خربوزے مارتے ہیں یہ کھیل مباح ہے گناہ نہیں۔ جواہر الفتاویٰ کے چھٹے باب میں اسی طرح مذکور ہے۔ (ت)

صحیح البخاری کتاب الادب باب الخذف قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۱۹/۲
صحیح مسلم کتاب الصيد " " " " ۱۵۲/۲
سنن ابی داؤد کتاب الادب " " " " ۳۵۸/۲
۲ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث نہی عن الخذف مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۴۶۶/۲
۳ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الرابع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۳۵۲/۵

عوارف المعارف شریف میں ہے :

روى يكرمت عبد الله قال كان اصحاب
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
يتبادحون بالبطين فاذا كانت الحقائق
كانوا هم الرجال يقال بدح يبدح
اذا رمى اى يترامون بالبطين الله ذكره
قدس سره فى الباب الثلاثين - و الله
سبحانه وتعالى اعلم -

یکریم عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ (بطور تفریح و کھیل کو)
ایک دوسرے پر غر بوزے پھینکا کرتے تھے جب
حقائق یہ ہیں تو پھر درحقیقت وہی کامل مرد ہیں ۔
جب کوئی چیز پھینکی جائے تو کہا جاتا ہے بَدَحَ
یَبْدَحُ یعنی صحابہ کرام ایک دوسرے پر غر بوزے
پھینکا کرتے تھے اھ اس کو صاحب عوارف
المعارف نے تیسویں باب میں ذکر فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ پاک ، بلند والا اور سب سے بڑا عالم ہے ۔
مسئلہ از پبلی بھیت بازار ڈرمند گنج وکان خلیل الرحمن عطر فروش مرسلہ محمد مظہر الاسلام صاحب

۲۴ رجب ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ مندرجہ ذیل میں :

بزرگان دین کے عرس میں شب کو آتش بازی جلانا اور روشنی بکثرت کرنا بلا حاجت اور جو کھانا
بغرض ایصالِ ثواب پکایا گیا ہو اس کو لٹانا کہ جو ٹوٹنے والوں کے پیروں میں کئی من خراب ہو کر مٹی میں
مل گیا ہو اس فعل کو بانیانِ عرس موجبِ فخر اور باعثِ برکت قیاس کرتے ہیں ، شریعتِ عالی میں اس کا
کیا حکم ہے ؟ بتینوا تو جروا ۔

الجواب

آتش بازی اسراف ہے اور اسراف حرام کھانے کا ایسا لٹانا ہے ادبی ہے اور بے ادبی محرومی
ہے ، تصنیع مال ہے ، اور تصنیع حرام ۔ روشنی اگر مصالح شرعیہ سے خالی ہو تو وہ بھی اسراف ہے ۔ واللہ
سبحہ و تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ از بنگالہ ضلع کمرہ موضع جیمنگل مرسلہ مولوی عبد الحمید صاحب ۲ ربیع الاول شریف
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تاش و شطرنج کھیلنا جائز ہے یا نہیں ؟
بتینوا تو جروا عند اللہ (بیان فرماؤ اللہ کے ہاں سے اجر و ثواب پاؤ ۔ ت)

الجواب

دونوں (تاش اور شطرنج) ناجائز ہیں اور تاش زیادہ گناہ و حرام کہ اس میں تصاویر بھی ہیں۔

وَمَسْأَلَةُ الشَّطْرَانِجِ مَبْسُوطَةٌ فِي الشَّرْحِ
وغيرها من المحظور والشهادات والصواب
اطلاق المنع كما أوضحه في رد المحتار
والله تعالى أعلم وعلمه اتم واحكم -
فرمائی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے اور اس کا علم نہایت درجہ تام اور پختہ ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۶ ۲۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ مسئلہ شیخ شوکت علی صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص میرا دوست آیا اور اس نے مجھ سے کہا چلو ایک جگہ عرس ہے، میں چلا گیا وہاں جا کر دیکھا کہ بہت اشخاص ہیں اور قوالی اس طریقہ سے ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول اور دو سارنگیاں بچ رہی ہے اور چند قوال پیران پیر و سنگیر کی شان میں شعر پڑھ رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گارہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بچ رہی ہیں یہ باجے مذکورہ تو شریعت میں حرام ہیں کیا اس فعل سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ خوش ہوں گے اور یہ اشخاص مذکورہ حاضرین جلسہ گنہگار ہوئے یا نہیں؟ اور ایسی قوالی جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کس طرح پر؟ بینوا تو جبر و افقہ۔

الجواب

ایسی قوالی حرام ہے، حاضرین سب گنہگار ہیں، اور ان سب کا گناہ ایسا کرنے والوں اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اُس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اس کے قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے

سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو، نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا ان کے لئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انھیں سنایا اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے اس لئے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیونکر آتے بجاتے لہذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا،

کما قالوا فی سائل قوی ذی مرة سوی
ان الاخذ والمعطى اثمات لا نههم
لولم يعطوا لما فعلوا فکات العطاء
هو الباعث لهم على الاسترسال فی التکدی
والسوال وهذا کله ظاهر على من
عرفت القواعد الکرمیة الشرعیة وبالله
التوفیق۔

جیسا کہ طاقتور، توانا اور صحت مند سائل کے بارے
میں کہتے ہیں کہ لینے اور دینے والا دونوں گنہگار
ہیں اس لئے کہ اگر دینے والے نہ دیتے تو
مانگنے والے گداگری کو پیشہ نہ بناتے لہذا یہ
عطار بخشش ہی ان کے ترک مشقت کا اور
مانگنے کا باعث ہوتی اور یہ سب کچھ اس شخص
پر ظاہر اور واضح ہے جو قواعد شرعیہ کو رکھ کر عمارت
ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہی توفیق ملتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من دعا الى هدى كان له من الاجر
مثل اجور من تبعه لا ينقص
ذلك من اجور هم شيئا ومن
دعا الى ضلالة كان عليه
من الاثم مثل اثام من
تبعه لا ينقص ذلك من اثارهم شيئا
سواء الاثمة احمد ومسلم والاربعة

جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے جتنے اس کا
اتباع کریں ان سب کے برابر ثواب پائے اور
اس سے ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے اور
جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے اس کے
بلا نے پر چلیں ان سب کے برابر اس پر گناہ ہو
اور اس سے ان کے گناہوں میں کچھ تخفیف نہ ہو۔
(ترمذی کرام مثلاً امام احمد، مسلم اور دیگر چار ائمہ درمندی)

لہ رد المحتار کتاب المحظورات فصل فی البیع
صحیح مسلم کتاب العلم باب من سن سنة ۳۴۱/۲ و
سنن ابی داؤد کتاب السنة ۲۴۹/۲ و

دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۴۳/۵
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ بیروت ۲۹۴/۲
سنن ابن ماجہ مقدمۃ الکتاب ص ۱۸

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (ت)

مسئلہ نص شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیا جائے گا یا فقہ امام مجتہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اگر نص شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درکار ہے تو مزامیر کی حرمت میں احادیث کثیرہ بالغ بحکم تو اترواد ہیں از انجملہ اجل و اعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لیکون من امتی اقوام یستحلون الخمر الحریہ
والخمر والمعارف لہ
ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو
حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا
اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔

حدیث صحیح جلیل متصل،

وقد اخرجہ ایضا احمد و ابوداؤد و
ابن ماجہ و الاسمعیلی و ابو نعیم باسانید
صحیحہ کلامطعن فیہا و صححہ
جماعۃ اخرون من الائمۃ کما قال
بعض الحفاظ قالہ الامام ابن حجر
فی کف الرعاع علیہ

احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصہ یا محتمل واقعے یا متشابہہ پیش نہیں ہو سکتے
ہر عاقل جانتا ہے کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہہ واجب ترک
ہے پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل پھر کجا محرم کجا طبع، ہر طرح یہی واجب العمل، اسی کو ترجیح، اور
اگر فقہ مطلوب ہے تو خود امام مذہب امام اعظم امام الائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد اور ہدایہ جیسی
اعلیٰ درجہ معتد کتاب کا ارشاد کافی و کافی :

لے صحیح البخاری کتاب الاشرار باب ماجاء فیمن یستحل الخمر قیدی کتب خانہ کراچی ۸۳۴/۲
لے مسند امام احمد بن حنبل عن ابی امامہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۶۸ و ۲۵۴/۵
لے کف الرعاع القسم الثالث عشر تبیہ ثانی دار المکتب العلمیہ بیروت ص ۱۳۲ و ۱۳۳

دلت المسألة على ان الملاحى كلها حرام حتى التغنى لضرب القضيب وكذا قول ابى حنيفة رضى الله تعالى عنه ابتليت لان الابتلاء بالمحرم يكون له

مسئلہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ کھیل کود کے تمام سامان حرام ہیں حتیٰ کہ (کسی چیز پر) کانے کی ضرب لگا کر گانا (یہ بھی زمرہ حرمت میں داخل ہے) اور اسی طرح امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد کہ میں اس میں مبتلا کیا گیا اس لئے کہ ابتلا حرام میں ہوا کرتی ہے۔ (ت) غرض حدیث وفقہ کا حکم تو یہ ہے ہاں اگر کسی کو قصداً ہوس پرستی منظور ہو تو اس کا علاج کس کے پاس ہے کاش آدمی گناہ کرے اور گناہ جانے اقرار لائے اصرار سے باز آئے لیکن یہ تو اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالے اور الزام بھی ٹالے اپنے لئے حرام کو حلال بنالے۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذ اللہ اس کی تہمت محبوبانِ خدا کا برسلسلہ عالیہ حشت قدست اسرار ہم کے سر دھرتے ہیں نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں حالانکہ خود حضور محبوب الہی سیدی و مولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغنم وغناہم فوائد القواد شریف میں فرماتے ہیں:

مزامیر حرام ست (گانے بجانے کے آلات کا استعمال کرنا حرام ہے۔ ت)

مولانا فخر الدین زراوی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور کے زمانہ مبارک میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریر فرمایا اُس میں صاف ارشاد ہے کہ:

اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم فبئى عن هذه التهمة وهو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرة من كمال صنعة الله تعالى

ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے وہ صرف قوال کی آواز ہے اُن اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الہی سے خبر دیتے ہیں۔

بند انصاف اس امام جلیل خاندان عالی حشت کا یہ ارشاد مقبول ہو گیا آج کل مدعیانِ خامکار کی تہمت بے بنیاد ظاہرۃ الفساد ولا حول ولا قوة الا باللہ العظیم (جس کا فساد واضح ہے۔ گناہوں سے)

بچنے اور بھلائی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں مگر اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ بزرگ قدر کی توفیق عطا کرنے سے۔ ت)
سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پر نور شیخ العالم فرید الحق والدین گنج شکر
و خلیفہ حضور سیدنا محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں،

حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز
فرمایا چند اشیا ہوں تو سماع جائز اور مباح
ہوں (۱) مستمع (سنانے والا)۔ (۲) مستمع
(سننے والا)۔ (۳) مسموع (جو کچھ سنا جائے)
(۴) آلات سماع۔ تفصیل، مسموع یعنی سنانے
اور کہنے والا بالغ مرد ہو کچھ اور عورت نہ ہو۔
مستمع یعنی سننے والا جو کچھ سننے یا دہن سے خالی
نہ ہو۔ مسموع، جو کچھ سنیں اور کہیں اس میں فحش گوئی
اور مسخرہ پن نہ ہو۔ اور آلات سماع مزامیر ہیں جیسے سارنگی اور رباب وغیرہ۔ چاہے یہ کہ وہ درمیان میں
نہ ہوں۔ پس اس طرح کی توالی (سماع) جائز اور حلال ہے۔ (ت)

مسلمانو! یہ فتویٰ ہے سرور و سرمدار سلسلہ عالیہ حشمت حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ
عنه کا۔ کیا اس کے بعد بھی مفسر یوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے۔ نیز سیر الاولیاء شریف میں ہے،
یکے بعد مت حضرت سلطان المشائخ عرضداشت کہ
دیں روز ہا بعض از درویشاں آستانہ دار
در مجمعے کہ چنگ و رباب و مزامیر بود رقص کردند
فرمود نیکو نہ کردہ اندانچہ نامشروع است ناپسندیدہ
است بعد ازاں یکے گفت چون ایں طاقتہ ازاں
مقام بیرون آمدند ہا ایشاں گفتند کہ شما چہ گردید
در ان جمیع مزامیر بود سماع چگونہ شنید و رقص کردید
ایشاں جواب دادند کہ ما چنان مستغرق سماع

ممانعت ہے لہذا مزامیر کے ساتھ قوالی کرنا اس سے زیادہ اشتداد اور ممنوع ہے اور باختصار (ت)
 مسلمانوں جو ائمہ طریقت اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی صورت کو ممنوع بتائیں وہ اور معاذ اللہ
 مزامیر کی تہمت لہذا انصاف کیسا ضبط بے ربط ہے۔ اللہ تعالیٰ اتباع شیطان سے بچائے اور ان سچے
 محبوبانِ خدا کا سچا اتباع عطا فرمائے آمین اللہ الحق آمین بجا ہرہم عندک آمین والحمد
 للہ رب العالمین (آمین، اے سچے معبود! تیری بارگاہ میں جو ان کا مقام و رتبہ ہے اس کے طفیل دعا
 قبول فرما۔ اور سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت) کلام یہاں
 طویل ہے اور انصاف دوست کو اسی قدر کافی، واللہ العالی اعلم
مسئلہ ملک بنگالہ ضلع کجھار ڈاک خانہ لکھی پور بمقام سنگرین مرسلہ جلال الدین
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شادی میں بندوقیں بغرض اعلان چھوڑنا جائز ہے یا
 نہیں؟ اور جس شخص نے حرام ثابت کیا بلکہ اس کے یہاں کا کھانا تک حرام قطعی ثابت کیا اس کے حق
 میں شرع سے کیا حکم ہے؟

الجواب

فی الواقع نکاح میں بغرض اعلان بندوقیں چھوڑنے کی ممانعت شرع میں کہیں ثابت نہیں۔ ہلال
 رمضان اور ہلال عید میں صد ہا سال سے توپوں کے فائر کئے جاتے ہیں اس سے بھی اعلان ہی
 مقصود ہوتا ہے اس اعلان پر شرعاً عمل کا جزئیہ رد المختار میں مذکور ہے۔ نیت ریاء و تفاخر نہ فقط شادی
 کی بندوقوں بلکہ نماز کو حرام کر دیتی ہے، رسم کا اعتبار جب تک کسی فساد عقیدہ پر مشتمل نہ ہو اصل رسم کے
 حکم میں رہتا ہے اگر رسم محمود ہے محمود ہے، مذموم ہو مذموم ہے، مباح ہو مباح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از آرہ ضلع شاہ آباد محلہ ترقی مدرسہ حنفیہ مرسلہ مولوی ظفر الدین صاحب مدرس

۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ھ

بشرف ملاحظہ آقائے نعمت دریائے رحمت حضور پر نور متع اللہ المسلمین بقائکم
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بدعائے والامع الخیرہ کر خواہان عافیت سرکار مع جملہ خدام ہوں
 رسالہ مبارکہ الکشف شافیا میں جو بعد تفصیل اجمال فرمایا گیا ہے کہ یہاں تین چیزیں ہیں ممنوعات بمعظمت
 مباحت۔ قسم اول کا حکم ارشاد فرمایا کہ بعینہ اصل جیسا ہے، فونوگراف سے سننا گویا نہیں بلکہ
 بعینہ اس مغنیہ کا گانا سننا ہے اس لئے کہ پلیٹ اور گلاس کی آواز نہیں ہوتی اگرچہ اس آواز کا
 بعینہ وہی آواز ہونا قیاد عبد العقل نہیں مگر اس تمام تفصیل کے بعد جو ابتدائے رسالہ شریف میں

درج ہے کسی کو مجال انکار نہیں اور بیشک وہ آواز جو فونو گراف سے نکلتی ہے بعینہ وہی آواز ہے جو اس عورت کے گانے کی ہے مگر علمائے کرام و صوفیائے عظام نے جب بالموافقہ کسی کا گانا سننے اور پس پردہ میں فرق فرمایا ہے تو یہاں بدرجہ اولیٰ ہونا چاہئے۔ حضرت امام غزالی قدس سرہ حضور پر نور والا برکت سیدی شاہ محمد کاپوی قدسنا اللہ باسراہ الشریف نے کسی جگہ تحریر فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص مغنیہ کی آواز منہ پر کپڑا ڈال کر سنے کہ اس کی صورت نہ دیکھ سکے تو اس میں مضائقہ نہیں اگرچہ یہ مضمون میں نے خود ان دونوں حضرات قدسنا اللہ باسراہم کی کسی کتاب میں نہیں دیکھا مگر امام غزالی رحمہ اللہ کی نسبت مولوی حکیم عبدالوہاب نے کہا تھا اور حضرت کاپوی قدس سرہ العزیز کی نسبت رجب ۱۳۲۴ھ میں مولوی محمد فاخر صاحب نے مارہرہ شریف میں اگرچہ اسی وقت سے باربا خیال اس کے دریافت کا ہوا مگر اتفاق نہ پڑا، خیر پس اگر یہ دونوں مضمون ان حضرات کرام یا اور کسی صاحب نے نہیں تحریر فرمایا جب تو کوئی بات ہی نہیں، اور اگر تحریر فرمایا ہے تو غالباً اس کے بہ قلت مظنہ فتنہ ہے تو یہاں تو اور اقل قلیل ہے خصوصاً اس صورت میں کہ جس کا ریکارڈ بھرا ہوا ہو وہ مرچکی ہو پھر دونوں کا حکم ایک کس طرح ہو سکتا ہے۔ بیّنات و جوا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

یہ مضمون کہ منہ پر کپڑا ڈال کر نڈیوں ڈونڈیوں کا گانا سننا جائز ہے دونوں حضرات مدوح قدسنا اللہ باسراہم میں کسی سے ثابت نہیں، نہ ہرگز شرع مطہرہ میں اس کا پتانہ اصول شرع اس کی مساعدت نہ ایسی نقول مذہب پر قاضی ہو سکیں۔

(۱) شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس طرح فتنہ کو حرام فرمایا دواعی فتنہ کو بھی حرام فرما دیا۔

قال اللہ تعالیٰ تلک حدود اللہ فلا تقربوہا
وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ من راع
حول الحمی او شک ان یقع فیہ
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں
لہذا ان کے پاس نہ جاؤ۔ حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی کسی چراگاہ کے
اُس پاس جا توں چرائے تو قریب ہے کہ چراگاہ
میں گھس جائے۔ (ت)

سہ القرآن الکریم ۱۸۴/۲

سہ صحیح البخاری کتاب البیوع ۲۴۵/۱ و صحیح مسلم کتاب المساقات ۲۸/۲

اجنبیہ سے خلوت، نظر، مس، معانقہ، تقبیل اس لئے حرام ہوئے کہ دواعی ہیں۔

(۲) دواعی کے لئے مستلزم ہونا ضرور نہیں ہزار با خلوت و نظر بلکہ بوس و کنار واقع ہوتے

ہیں اور مدعو الیہ یعنی زنا واقع نہیں ہوتا۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والفروج یصدق ذلک اویکذب بہ رواہ الشیخان وابوداود والنسائی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ اس کو بخاری، مسلم، نسائی اور ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بیان فرمایا۔ (ت)

(۳) نہ حرمت دواعی وقت افضا پر مقصور ورنہ اجنبیہ سے جملہ امور مذکورہ حلال ہوں جبکہ

زنا سے اجتناب کریں،

ولا یقول بہ احد من المسلمین و انما حرمت الدواعی لكونها دواعی والدعاء لا یستلزم الا فضا۔

اور کوئی مسلمان اس کا قائل نہیں۔ دواعی اس لئے حرام کیا گیا کہ وہ مطلوب کے لئے اسباب دعوت ہیں یعنی اس کام تک پہنچانے کے ذرائع

اور وسائل ہیں، اور دواعی کے لئے اس تک رسائی لازم نہیں۔ (ت)

(۴) شرع مطہر منظر پر حکم دائر فرماتی ہے اس کے بعد وجود منشاء حکم پر نظر نہیں رکھتی کما

عرف فی رخص السفر وغیرہا (جیسا کہ سفر وغیرہ کی رخصتوں سے معلوم ہوا ہے۔ ت)

(۵) احکام فقہیہ میں غالب کا لحاظ ہوتا ہے نادور کے لئے کوئی حکم جدا نہیں کیا جاتا،

صرحوا بہ فی مواضع کثیرۃ وقد نقلنا النصوص علیہ فی الکشف شافیا عن فتح القدیر وعن الدر المختار وعن الدر المنقہ وھود وار فی الکتب لا مطمع فیہ ان یتقصی۔

ائمہ کرام نے متعدد داور بکثرت مقامات پر اسکی حرمت فرمائی ہے، اور ہم نے "الکشف شافیا" میں اس پر نصوص ذکر کئے ہیں جو فتح القدیر، درمختار اور الدر المنقہ وغیرہ کی عبارات پر مشتمل ہیں، اور

وہ کتب متعددہ میں دائر ہیں پس ان کیلئے یہ توقع نہیں کہ اس کا استقصا کیا جاسکے (ت)

صحیح البخاری کتاب القدر باب قول اللہ وحرام علی قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۸/۲

صحیح مسلم کتاب القدر باب قدر علی ابن آدم خطہ من الزنا الخ " " " ۳۳۶/۲

ان فوائد کو ملحوظ رکھ کر مغنیہ اجنبیہ کا گانا سننے کی حرمت میں شبہ نہیں ہو سکتا بیشک وہ داعی ہے اور داعی حرام حرام اگرچہ مستلزم بلکہ اس وقت مفضی بھی نہ ہو اگرچہ خصوص محل میں داعی بھی نہ ہو اور بعض نفوس مطمئنہ کہ شہوات سے یکسر غالی ہو گئے ان کے لحاظ سے حکم میں تفصیل ناممکن بلکہ وہی حکم عام جاری رہے گا ورنہ خلوت و مس و تقبیل و امثالہا میں بھی حکم مطلق نہ رکھیں تفصیل لازم ہو کہ قلب شہوانی کے لئے حرام ہیں اور نفوس مطمئنہ کے لئے جائز حالانکہ یہ قطعاً اجماعاً باطل ہے۔

(۶) جبکہ منشاء تحریم داعی ہونا ہے اور اس میں ہر داعی مستقل تو ایک کی تحریم دوسرے کے وجود پر موقوف نہیں ہو سکتی،

والا لم یکن شئ منہا داعی اعیاب المجمع
اولم یکن داعی الا بشرط وجودہ و کان
الاخر لغوا سا قطا من البین -
ورنہ ان میں سے کوئی چیز داعی نہ ہو بلکہ مجموعہ
یا داعی نہ ہو مگر اس کے پائے جانے کی شرط ہے۔
اور دوسرا بے فائدہ درمیان سے ساقط ہوتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ واستغفر من استطعت
منہم بصوتک وعن انس وعن عائشہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم صوتان ملعونان فی
الدنیا والاخرۃ مزمار عند نعیمۃ
ورنۃ عند مصیبۃ ۛ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تو پھسلا دے ان میں
سے جس کو تو اپنی آواز سے پھسلا سکتا ہے
(یہ شیطان سے خطاب فرمایا) اور حدیث میں
حضرت انس اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہما حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت
کرتے ہیں دو آواز دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں
(۱) آسائش کے وقت گانا بجانا (۲) مصیبت
کے وقت بین کرنا (ت)

تیسری حدیث میں ہے،
عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم قال من قعد
حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے ارشاد فرمایا جو کوئی گانے والی

لہ القرآن الکریم ۱۷/۶۴

لہ کنز العمال بحوالہ البزار والفیاض عن انس حدیث ۴۰۶۶۱ مؤستہ الرسالہ بیروت ۱۵/۲۱۹

الى قينة يستمع منها صب الله في
اذنيه الا انك يوم القيمة

گویتا کے پاس بیٹھ کر اس کا گانا سنے تو اللہ تعالیٰ
قیامت کے دن اس کے دونوں کانوں میں لکھلا
ہوا سیسہ ڈال دے گا۔ (ت)

چوتھی اور پانچویں حدیث میں ہے :

عن جابر و عبد الرحمن بن عوف
رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال نهیت عن
صوتین احمقین فاجرین وقد استقصینا
علی تخاریجہا فی اکثر من خمسين
حدیثا ، اور دناہا فی رسالتنا اقم
المعادف فی حق المعارف و باللہ
التوفیق ۔

حضرت جابر اور حضرت عبد الرحمن ابن عوف حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں
(اللہ تعالیٰ ان دونوں سے راضی ہو) کہ آپ
نے ارشاد فرمایا کہ ”مجھے دو نادان بدکار آوازوں
سے روک دیا گیا۔ پچاس سے زائد حدیثوں کی
تخریج کرنے میں ہم نے انتہائی کوشش کی تھیں
ہم اپنے رسالہ ”اتم المعارف فی حق المعارف“
(معرفت کی باتوں کا پورا ہونا آلات ساز کے

مٹانے میں) لائے ہیں ، اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر کار ساز ہے۔ (ت)

تو نظر کی روک ٹوک کے حرام کو کیونکر حلال کر دے گی اس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ کہا جائے
اجنبیہ کو گلے لگانا حلال ہے جبکہ بوسہ نہ لے یا محل بوسہ کو رومال سے چھپالے یا اس کا بوسہ لینا جائز
ہے جبکہ گلے نہ لگائے۔ صوتِ فتنہ کی تحریم فتنہ نظر پر موقوف ہو تو مزامیر کا سننا مطلقاً فی نفسہ حلال
ہو جائے کہ ان کی طرف نظر کسی کے نزدیک منع نہیں بلکہ انصافاً منع نظر کے ساتھ سماعِ افسادِ حال
و تشویش خیال میں ابلغ ہوگا فان الانسان حریص علی ما منعه (انسان کو جن کاموں سے
روکا جائے ان کے کرنے کی وہ حرص رکھتا ہے۔ ت) نفس شئی مبذول کی طرف اتنا نہیں کھینچتا
جتنا ممنوع کی جانب ، ولہذا بندگان نفس کو نظر اجنبیہ میں نظر حلیلہ سے زیادہ لذت آتی ہے اگرچہ
حلیلہ احسن واجمل ہو ولہذا زنان فراخ با آئینہ خود امالہ و جذب میں سعی کرتی ہیں بعد انجذاب منع
و خود داری کا تصنع دکھاتی ہیں کہ منع اجلب للشوق ہے۔ حضرت شیخ سعدی قدس سرہ فرماتے ہیں :

لے کنز العمال بحوالہ ابن صغریٰ فی امالیہ حدیث ۶۶۹-۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۵/۲۲۱
لے جامع الترمذی ابواب الجنائز باب ما جاز فی الرخصة فی البکار علی المیت امین کمپنی دہلی ۱۲۰/۱

دیدار می نمائی و پرہیز مے کنتی بازار خویش و آتش مائیں مے کنتی

(تو دیدار دکھاتا ہے لیکن پرہیز بھی کرتا ہے، لہذا اپنے بازار اور ہماری آگ کو تیز کرتا ہے۔ ت)

شرع مطہر نے امور محمودہ میں بھی اس حکمت پر لحاظ فرمایا ہے و لہذا دن میں تین وقت نماز حرام فرمائی کہ شوق مشتاقان تازہ ہوتا رہے و لہذا بجلی کو دوام نہیں ہوتا و لہذا ابتداء میں ایک مدت تک وحی روک لی گئی جس پر کفار نے دودع و قلی کیا اور سورہ کریمہ و الضحیٰ نے نزول فرما کر اُن کا منہ سیاہ کیا تو کپڑا ڈال کر سننا دہی رنگ لائے گا جو حضرت عارف جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں :۔

چو یابد بُوئے گل خواہد کہ بیند چو بیند روئے گل خواہد کہ چنید

(جب کوئی پھول کی خوشبو پائے تو چاہتا ہے کہ اس کو دیکھے اور جب پھول کو دیکھ پائے تو چاہتا ہے کہ اُسے چنے۔ ت)

غرض عارف مصالح شریعت احمدیہ و حکم جلیلہ احکام محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ و التحیۃ یقین کرے گا کہ اس کی اباحت سخت بدخواہی امت اور ابلیس لعین کو ان پر بڑی اعانت ہے۔

(۷) اصواتِ فتنہ کی حرمت اس نے ہمیں کہ وہ خاص مصوت کے ساتھ فجور کی طرف داعی ہیں جس سے مغنیہ مردہ کا بھرا ہوا گانا نکال دے ورنہ سماع مزامیر مطلقاً حلال ہوتا کہ وہاں مصوت فجور نامتصور بلکہ اس لئے کہ وہ مفسد قلب و محرک شہوت و غلبت لفاق و مثبت غفلت ہیں کما افادہ الانمۃ الاعلام و ذکرنا طراف منہ فی الکشف شافیا (جیسا کہ مشہور ائمہ نے اس کا افادہ بخشا، اور ہم نے اس کا کچھ حصہ اپنے رسالے الکشف شافیا میں بیان کیا ہے۔ ت) واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹ از مراد آباد محلہ منگلپورہ حصہ دوم متصل مکان جناب حکیم سید امیر حسن صاحب مستولہ سید حامد حسین صاحب ۱۱ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

علمائے متین و مفقیان شرع میں کی بارگاہ میں عرض ہے کہ اس مسئلہ میں آپ حضرات کا کیا ارشاد ہے کہ سماع کلام حسن منظوم خواہ غشور بالحنان بہ لہجہ عربی ہو یا مصری یا ہندی خواہ سوا ان کے ہو یا مستثنائے قرآن مجید و فرقان حمید بر عایت قواعد و قوانین موسیقی بلا مزامیر مرد صالح معمر یا غیر معمر بلکہ مرد سے جبکہ خوفِ فتنہ و فساد نہ ہو جائز ہے یا نہیں، چنانچہ علماء و غیر ہم ثنوی مولانا روم و نعت و حمد و غیر ہم پڑھتے ہیں

اگر ناجائز ہے تو کیا علم قوانین موسیقی ناجائز ہے یا بعد حصول علم موسیقی رعایت اس کی معیوب و مقبوح ہے حالانکہ علم کسی امر کا قبیح نہیں کیونکہ حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع امور کا علم بالتفصیل بعطاء الہی حاصل تھا اور ہے۔ پھر اگر رعایت اس کی ناجائز ہے تو جمیع علماء کو اپنے کلام (منظوم یا منثور) کو جو بوقت وعظ وغیرہ پڑھتے ہیں اور اس میں موسیقی پائی جاتی ہے اختیار حاصل کرنے کیلئے موسیقی سے غیر موسیقی کو فن موسیقی معلوم کرنا ضرور ہے تاکہ حق کو باطل سے جدا کر لیں، کیونکہ یہ قاعدہ کلیہ ہے یعرف الاشياء باضدادها (اشیاء اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں۔ ت) تو جب تک کہ غیر موسیقی کی ضد کو یعنی موسیقی حاصل نہ ہو اُس وقت تک اختیار بائیں ہمہ غیر منظور، ورنہ اختلاط باوجود قدرت جائز نہ ہو گا والا برعایت موسیقی ہر کلام خواہ نظم ہو یا نثر باستثناء قرآن شریف جائز قرار پائے گا۔ بیتوا لتوجروا (بیان فرمائیے۔ عر و ثواب پائیے۔ ت)

الجواب

جب سامع و مسموع و مُسمع و مسموع و سماع و اسماع سب مفاہد سے پاک ہوں تو سنانا سنانا سب جائز ہے اگرچہ بالقصد برعایت قوانین موسیقی ہو، خواہ فارسی یا اردو یا ہندی جو کچھ بھی ہو باستثناء قرآن عظیم موسیقی کی نسبت آواز کی طرف ہے جو عروص کی نسبت کلام کی طرف کلام جب حسن ہو اوزان عروضیہ پر منظوم کر دینے سے قبیح نہ ہو جائے گا۔ یوہیں الحان کہ مباح ہو قوانین موسیقی کی رعایت سے ناجائز نہ ہو جائے گا۔ حدیث میں فرمایا،

الشعر کلام فحسنه حسن و قبیحہ شعر ایک کلام ہے، جو اچھا ہے وہ اچھا ہے، اور جو بُرا ہے وہ بُرا ہے۔ (ت)

سامع تو وہ چاہئے جس کے قلب پر شہوات ردیہ کا استیلا نہ ہو کہ سماع کوئی نئی بات پیدا نہیں کرتا بلکہ اُسی کو ابھارتا ہے جو دل میں دبی ہو، مسموع میں ضرور ہے کہ نہ فحش ہو نہ کوئی کلمہ خلاف شرع مطہر، نہ کسی زندہ امر کا ذکر ہو نہ کسی زندہ عورت کی تعریف، نہ ایسی قریب مردہ کا نام ہو جس کے اعزہ زندہ ہوں اور انھیں اس سے عار لاحق ہو، امثال لیلے سلمیٰ سعادت میں حرج نہیں۔ مسموع بالضم یعنی پڑھنے یا گانے والا مرد بزرگ یا جوان ہو، امر دیا عورت نہ ہو۔ مسموع بالکسر یعنی اکہ سماع مزامیر نہ ہوں اگر ہو تو صرف دف بے جلاجل جو ہیئات تطرب پر نہ بجایا جائے۔ مسموع بالفتح جائے سماع مجلس فساق نہ ہو

اور اگر حمد و نعت و منقبت کے سوا عاشقانہ غزل گیت، ٹھہری وغیرہ ہو تو مسجد میں مناسب نہیں۔ سماع یعنی سُنانا ایسے وقت نہ ہو کہ اُس سے نماز باجماعت وغیرہ کسی فرض یا واجب یا امر اہم شرعی میں خلل آئے۔ اسماع یعنی پڑھنا یا گانا ایسی آواز سے نہ ہو جس سے کسی نمازی کی نماز یا سوتے کی نیند یا مرضی کے آرام میں خلل آئے۔ اور حُسن و عیش و وصل و ہجر و شراب و کباب کا ذکر ہو تو عورات تک آواز نہ پہنچے بلکہ اگر گانے والے کی آواز و بخش ہے تو عورات تک پہنچنے کی مطلقاً احتیاط مناسب ہے۔

یا انجشۃ ویدک بالقوا یرلے اے انجشہ! کانچ کی شیشیوں کا لحاظ کر کے

اپنی آواز آہستہ کیجئے۔ (د)

ربا علم موسیقی، اُس کے تعلیم میں وقت ضائع کرنا صالحین کا کام نہیں بلکہ کم از کم عبث ہے اور ہر عبث میں تضییع وقت ممنوع۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من حسن اسلام المرأ ترکہ ما لا یعنیہ لے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی کے حُسن اسلام میں سے یہ ہے کہ جو

اور علم اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قیاس صحیح نہیں کہ وہ بلا تعلیم و بے صرف وقت و بے قصد خاص بظن معین تھا عرج اس میں ہے نفس علم میں کوئی عرج نہیں کہ وہ کمال ہے، و لہذا حضرت عزت جلالہ جس کے لئے ہر کمال واجب اور ہر نقصان بلکہ ہر وہ شے جو کمال و نقصان دونوں سے خالی ہو محال بلکہ شے علیم ہے از لا ابد ابد اذوا با اور کسی شے کے علم کی اُس سے نفی کفر ہے تو ثابت ہوا کہ ہر شے کا علم مطلقاً کسی ہی ہوعین کمال ہے، یو ہیں بعد تعلیم اس کے قوانین کی اپنے الحان میں رعایت اہل شرف و صلاح کے لئے عیب ہے کہ وہ ذلیلوں و ذیلوں کا فن ہے اور بالخصوص فاسقین و فاسقات کے ساتھ مشہور ہے ایسی تخصیص شرعاً شے کو ممنوع کر دیتی ہے اگرچہ فی نفسہ اس میں کوئی عرج نہ ہو جیسے جوان یا بوڑھے مرد کو ٹوپی انگرکھے یا پاجامے میں چار انگلی یا اس سے کم لچکا گوٹا پٹھا لگانا بلاشبہ بد وضعی و معیوب ہے کہ فاسقوں اور فحشوں کی وضع ہے اگرچہ فی نفسہ چار انگلی تک کی اجازت ہے و

منع رعایت موسیقی پر سائل کا وہ شبہ کہ اس تقدیر پر تعلیم موسیقی سب پر واجب ہوگا محض بے اصل و بے معنی ہے آخر اتنا تو مسلم ہے کہ قرآن عظیم میں اُس کی رعایت حرام ہے تو بے تعلیم موسیقی اگر اس سے بچنا ناممکن تھا تو خواہی خواہی اس کا سیکھنا ہر مسلمان پر فرض عین ہوتا تو یہ وہ فرض ہے کہ صحابہ و تابعین و ائمہ و علمائے سب اس سے محروم رہے، بات یہ نہیں بلکہ اس کا عکس ہے ممنوع و معیوب رعایت ہے اور رعایت فعل اختیاری ہے اور فعل اختیاری کو قصد لازم اور قصد بے علم ناممکن تو رعایت بھی کر سکے گا کہ جانتا ہو نہ جانے والا کہ نہ اس سے آگاہ نہ اُس کا قصد کرتا ہے اگر اتفاقاً اس کا پڑھنا کسی شعبہ موسیقی سے موافق ہو جائے تو نہ اُس پر الزام نہ یہ شرعاً ممنوع حتیٰ کہ خود قرآن عظیم میں کہا نص علیہ فی الفتاویٰ الخیریۃ وغیرہا (جیسا کہ فتاویٰ خیریہ وغیرہ میں اس کی تصریح کر دی گئی۔ ت) بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من لم یتغن بالقرآن فلیس منّا
جو خوش الحانی سے قرآن نہ پڑھے وہ ہمارے
مگر وہ سے نہیں۔

اور خوش الحانی میں کسی شعبہ سے اتفاقہ موافقت نادر نہیں بلکہ غالب بلکہ اس فن والوں کے نزدیک لازم ہے الحان میں اگرچہ تان گشکری نہ ہو مگر تان کم سے خالی نہیں ہو سکتا تو ناواقف اپنی سادگی کے ساتھ قصد مفسدہ سے بچا ہوا نکل جائے گا اور واقف احتیاط کرے گا تو قصداً بگاڑے گا اور ہٹانا چاہے گا تو رعایت کی طرف جائے گا لہذا اور بھی ضرور ہوا کہ اس فن سے ناواقف رہیں، وبالله التوفیق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۰۰۰ مرسلہ اراکین بعض انجمن
غزوہ رجب ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جبکہ سماع میں یہ بات مقرر ہے کہ اہل کے لئے جائز نااہل کے لئے ناجائز۔ چنانچہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہ
مگویم سماع ای برادر کہ حبیبیت مگر مستمع را بد انم کہ کیست
(اے بھائی! میں نہیں کہتا کہ سماع کیسا ہے رجب تک یہ نہ جان لوں کہ سُنے والا کون ہے۔ ت)

تو آج کل جو مشائخ مزا میر سنتے ہیں ان کے لئے کیوں ناجائز ہوا کیونکہ وہ اس کے اہل ہیں نا اہل سُنئے تو اس پر اعتراض چاہئے یہ تو اُسے غذائے رُوح سمجھتے اور اپنے لئے عبادت جانتے ہیں۔ بیعتنوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب (اے اللہ! حق اور ٹھیک راستہ دکھا دے۔ ت)
اہل نا اہل کا تفرقہ سماع مجر د میں ہے۔ شعر حضرت شیخ سعدی قدس سرہ میں اسی کا ذکر ہے۔ مزا میر میں اہل کی اہلیت نہیں، نہ اُن کا کوئی اہل نہ وہ کسی کے لئے جائز، مگر مجاذیب اور خود رفته کہ عقل تکلیفی نہ رکھتے ہوں اُن پر ایک مزا میر کیا کسی بات کا مواخذہ نہیں کہ ص
سلطان نگیر و خراج از خراب

(کیونکہ بنجر اور ویران زمین سے کوئی بادشاہ (لوگوں) ٹیکس وصول نہیں کرتا۔ ت)
ایسی جگہ اہل عقل میں اہل و نا اہل کا فرق کرنا ہر کس و نا کس کو گناہ پر جری کرنا اور امت مرحومہ پر مکر شیطان لعین کا دروازہ کھولنا ہے، ہر فاسق اسی کا مدعی ہو گا کہ ہم اہل ہیں ہم کو حلال ہے علانیہ ارتکاب معصیت کرے گا اور حرام خدا کو حلال بنائے گا اور اپنے امثال عوام جہاں کو گمراہ بنائے گا، کیا شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا حکم لاتی ہے، حاشی اللہ۔ شریعت مطہرہ فتنہ کا دروازہ بند فرماتی ہے اور یہ حکم فتنہ کے روزن کو عظیم پھاٹک کرتا ہے، تو کس قدر مبہم شریعت غرا ہے، اب دیکھ نہ لیجئے کہ آج کل کتنے نامشخص، کتنے بے تمیز، کتنے کندہ ناتراشیدہ جن کو استنجا کرنے کی تمیز نہیں یہ بھی نہیں جانتے کہ استنجا کرنے میں کیا فرض واجب سنت مکروہ حرام ہیں، وہ گیر واکپرے رنگ کر یا عورتوں کے سے کا کل بڑھا کر رات دن اسی آواز شیطانی میں مٹمک ہیں۔ نمازیں قضا ہوں بلا سے، مگر ڈھونڈ ٹھنکنا ناغہ نہ ہو، اور پھر وہ پروم شدہ ہیں اُن کے پاؤں پر سجدے ہوتے ہیں، اور علانیہ کہتے ہیں کہ ہم کو روا ہے، ہماری روح کی پاکیزہ غذا ہے۔ یہ ناپاک نتیجہ اسی اہل و نا اہل کے فرق پر جہل کا ہے۔ اور ان کا کذب صریح یوں آشکار کہ سماع بے مزا میر جس میں اہل و نا اہل کا فرق ہے اس کے جواز میں اُس کے اہل نے یہ شرط رکھی ہے کہ جلسہ سماع میں کوئی نا اہل نہ ہو، یہاں تک کہ قوال بھی اہل باطن ہو، جیسے بارگاہ حضور سیدنا محبوب الہی سلطان الاولیاء نظام الحق والدین محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حضرت سیدنا امیر خسرو حضرت سیدی میر حسن علی سجری قدس سرہما۔ بفرض باطل اگر مزا میر میں بھی اہل و نا اہل کا فرق ہوتا تو اہل وہ تھا کہ کسی نا اہل کے سامنے نہ سننا، یہ جہل کے اہل عام مجمع کرتے ہیں جس میں فساق

فجّار شرابی زنا کار سب کا شیطانی بازار لگتا ہے اور مزامیر کھڑکتے ہیں یہ اہلیت کی شکل ہے، دلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم (گناہوں سے بچنے اور بھلائی کرنے کی قوت بجز اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ اور بزرگ قدر کے توفیق دینے کے کسی فرد میں نہیں۔ ت) ان سب کی گمراہی اور عوام کی بربادی تباہی کا وبال انھیں مولویوں کے سر ہے جو اہل و نا اہل کا فرق بتاتے اور حرام خدا کو حلال کرنے کی کوشش کرتے اور امت کی بھیلوں کو ابلیس بھیلے کے پنجے میں دیتے ہیں پھر مزامیر کی حالت بالکل شراب کی مثل ہے قلیلہا یدعو الی کثیرہا تھوڑی سے بہت کی خواہش پیدا ہوتی ہے الذنب الذنب یجبری الی الذنب گناہ گناہ کی طرف کھینچتا ہے ص

نخم فاسد بار فاسد آورد

(ناقص اور ناکارہ بیچارہ پھل لاتا ہے۔ ت)

شدہ شدہ رنڈی کے مجرے تک فوبت پہنچتی ہے پھر حیا یکسر نہ رہ کرتی ہے، بھری مجلس میں فاحشہ ناچ رہی ہے اور پیر جی صاحب شیخ المشائخ و پیرمغاں و قطب دوراں بنے ہوئے بیٹھے ہیں اور مریدین ہنوح حق مچارہ ہیں، تفریں اہلیت۔ یہ سب نتائج ملعونہ اسی مدامت و تحلیل حرام کے فسق اہل و نا اہل کے ہیں، والعیاذ باللہ رب العالمین۔ دربارہ شطرنج تو خود روایات و وجہ عدیدہ پر ہیں مگر ناصحان امت نے نظر بعضی فرمایا کہ اس کی اباحت میں امت مرحومہ اور خود دین اسلام پر شیطان کو مدد دینا ہے لہذا مطلقاً حرام و گناہ کبیرہ ہے تو مزامیر کہ نفس امارہ کو شیطان لعین کی اُن کی طرف رغبت پر نسبت شطرنج ہزار ہا درجہ زائد ہے کیونکہ مطلقاً حرام و سخت کبیرہ نہ ہوں گے۔ سو میں پچانوے وہ ہوں گے جنہیں شطرنج کی طرف التفات بھی نہیں اور سو میں پانچ بھی نہ نکلیں گے جن کے نفس امارہ کو مزامیر کی شیطانی آواز خوش نہ آتی ہو اہل تقویٰ بھی اپنے نفس کو بالجبر اس سے باز رکھتے ہیں ص

حسن بلائے چشم ہے نغمہ و بال گوش ہے

کافی شرح وافی للامام حافظ الدین النسفی پھر جامع الرموز پھر رد المحتار میں ہے،

هو حرام و کبيرة عندنا و فی اباحتہ ہمارے نزدیک وہ حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور اعانة الشیطان علی الاسلام و اسے مباح قرار دینے میں اسلام اور اہل اسلام المسلمین یہ کے خلاف شیطان لعین کی مدد کرنا ہے (ت)

رد المحتار کتاب المحظور والاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۵۳/۵
جامع الرموز کتاب انکراہیۃ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۳۱۹/۳

مسلمانوں! زبان اختیار میں ہے شریات باطلہ میں العسل مرقہ و الخمر یا قوتیہ (شہد
کڑوا ہے اور شراب یا قوتی ہے، یعنی یوں کہنا حقیقت ثابتہ کے سراسر خلاف ہے۔ ت)
کہہ دینے کا ہر شخص کو اختیار ہے شرابی شراب کو بھی غذائے روح و جانفزا و جان پرور کہا کرتے ہیں
کہنے سے کیا ہوتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو فرق بتایا ہے ذرا انصاف و
ایمان کے ساتھ اُسے سُنے تو خود کھل جائے گا

کہ باکہ باختہ عشق در شب و بچور

(اندھیری رات میں تو نے کس کے ساتھ عشق لڑایا۔ ت)

ہاں سُنے اور گوش ایمان سے سُنے کہ ارشاد اقدس رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے کیا ثابت ہے، غذائے روح وہ ہے جس کی طرف شریعت محمدیہ علی صاحبہا و آلہ افضل الصلوٰۃ
والتحیۃ بلاتی ہے اور جس کی طرف شریعت مطہرہ بلاتی ہے اس پر وعدہ جنت ہے اور جنت اُن
چیزوں پر موعود ہے جو نفس کو مکروہ ہیں، اور غذائے نفس وہ ہے جس سے شریعت محمدیہ صلوات اللہ
تعالیٰ و سلامہ علیہ و علی آلہ منع فرماتی ہے اور جس سے شریعت کریمہ منع فرماتی ہے اس پر
وعید نار ہے اور نار کی وعید اُن چیزوں پر ہے جو نفس کو مرغوب ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں،

حفت الجنة بالمکاره وحفت الناس بالشهوات - رواه البخاری فی کتاب
الرقاق بلفظ حجت و تقدیم الجملة
الاخيرة و مسلم باللفظ عن ابی هريرة
واحمد و مسلم و الترمذی عن انس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی صحیحہ۔

مسلم اور جامع ترمذی نے حضرت انس سے (اللہ تعالیٰ ان دونوں سے افضی ہو) اپنی تصحیح میں ذکر فرمایا۔

صحیح البخاری کتاب الرقاق باب حجت النار بالشهوات قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۶۰/۲

صحیح مسلم کتاب الجنة و صفة نعيمها الخ ۳۷۸/۲

صحیح مسلم کتاب الجنة ۳۷۸/۲ و جامع الترمذی ابواب صفة الجنة ۸۰/۲

مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۸۴، ۲۵۴، ۱۵۳/۳

یہ حدیث تو صحیحین کی تھی اور اس کی تفصیل اس حدیث جلیل میں ہے کہ ابوداؤد و ترمذی و نسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لما خلق الله تعالى الجنة قال لجبرئيل اذهب فانظر اليها فذهب فنظر اليها و الخ ما اعد الله لاهلها فيها ثم جاء فقال اي رب وعزتك لا يسمع بها احد الا دخلها ثم حفها بالمكاسرة ثم قال يا جبرئيل اذهب فانظر اليها فذهب فنظر اليها ثم جاء فقال اي رب وعزتك لقد خشيت ان لا يدخلها احد قال فلما خلق الله النار قال يا جبرئيل اذهب فانظر اليها قال فذهب فنظر اليها ثم جاء فقال اي رب وعزتك لا يسمع بها احد فيدخلها فحفها بالشبوت ثم قال يا جبرئيل اذهب فانظر اليها قال فذهب فنظر اليها فقال اي رب وعزتك لقد خشيت ان لا يبق احد الادخلها

خواہشوں سے ڈھانپ دیا، پھر جبرئیل کو اس کے دیکھنے کا حکم فرمایا، جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دیکھ کر عرض کی اے میرے رب! تیری عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ اب تو شاید ہی کوئی اس میں جہنم نہ جائے گا۔ مولیٰ تعالیٰ نے اسے نفس کی خواہشوں سے ڈھانپ دیا، پھر جبرئیل کو اس کے دیکھنے کا حکم فرمایا، جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دیکھ کر عرض کی اے میرے رب! تیری عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ اب تو شاید ہی کوئی اس میں جہنم نہ جائے گا۔

لے جامع الترمذی ابواب الجنة باب ما جاز حفت النار بالشبوت امین کمپنی دہلی ۸۶/۲
سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی خلق الجنة والنار آفتاب عالم پریس لاہور ۲۹۶/۲
سنن نسائی کتاب الایمان والتذکر باب الحلف لعنة الله تعالى نور محمد کارخانہ کراچی ۴۲/۲-۱۳۱

یہ ہے وہ فرق کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا اور خود رب العزۃ جل جلالہ قرآن عظیم میں نماز کو فرماتا ہے:

وانھا لکبیرۃ الاعلیٰ الخشعیین الذین یظنون انھم ملقوا ربھم وانھم الیہ راجعون ۱۱
بیشک نماز گراں ہے مگر اُن خشوع والوں پر جن کو یقین ہے کہ وہ اپنے رب سے ملیں گے اور انھیں اس کی طرف پھر کر جانا ہے۔

غذا اے رُوح کی یہ پہچان ہے، اب مزامیر کو دیکھئے کتنا رُفِاق، فجر رات دن ان میں منہمک ہیں تو واقع ہوا کہ وہ شہواتِ نفس میں جب تو بندگانِ نفس امارہ ان پر مٹے ہوئے ہیں غذا اے رُوح ہوتے تو وہ ان کا نام نہ لیتے کہ بندگانِ نفس غذا اے رُوح کا نام لے تھراتے ہیں، ہاں وہ عبادت ضرور ہیں مگر کہاں مندروں اور گرجاؤں میں کہ ان کی عبادت مزامیر ہی کے ساتھ ہوتی ہے مگر حاشا وہ مسجد والوں کی عبادت نہیں، مسجد کا رب اس سے پاک ہے کہ شیطانی لذتوں سے جن میں کافروں کا حصہ غالب ہو اس کی عبادت کی جائے۔ یہ عجب عبادت ہے کہ مندروں گرجاؤں میں ہوتی ہے اور مسجدیں اس سے محروم، ہندوؤں نصرانیوں میں دھڑلے سے رائج، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و ائمہ اس سے محفوظ۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم (گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں مگر اللہ تعالیٰ بلند اور عظیم الشان کی توفیق دینے سے۔ ت) یہ اگر عبادت ہے تو ڈوم ڈومیاں رنڈیاں پیر جی سے بڑھ کر عابد ہیں کہ یہ گھنٹہ بھر اس عبادت سے مشرف ہوں تو وہ چوبیس گھنٹے اسی میں ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ جاہلوں کی شکایت نہیں اگرچہ وہ مشائخ بن بیٹھیں اگرچہ اولیاء کرام کا ارشاد ہے کہ:

صوفی بے علم مسخرۃ شیطان ست۔ بے علم صوفی شیطان کا مسخرہ ہے (ت)

ما اتخذ اللہ جاہلاً ولیاً قط اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ کیا

بے علم نتواں خدا را شناخت

(بغیر علم کے خدا تعالیٰ کی شناخت نہیں ہو سکتی۔ ت)

غضب تو ان مولوی کہلانے والے مشائخ نے ڈھایا ہے کہ اپنے ساتھ عوام کو بھی شریعت پر جبری و بیباک کر دیا اہل نااہل کا جھوٹا فرقہ زبانی کہیں اور جلتے میں دنیا بھر کے نااہل بھریں ائمہ دین فرماتے ہیں اسے

گروہ علماء! اگر تم مستحبات چھوڑ کر مباحات کی طرف جھکو گے عوام مکروہات پر گر بیٹھے، اگر تم مکروہ کرو گے عوام حرام میں پڑ بیٹھے، اگر تم حرام کے مرتکب ہو گے عوام کفر میں مبتلا ہوں گے۔

بھائیو! اللہ اپنے اوپر رحم کر دے اپنے اوپر رحم نہ کرو! امت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحم کرو۔ چرواہے کہلاتے ہو بھڑائیے نہ بنو۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے، آمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولینا محمد وآلہ و صحبہ و ابنہ و حزبہ اجمعین، آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱ از شہر بریلی روز سہ شنبہ تاریخ ۲۵ شعبان ۱۳۳۴ھ

اگر کوئی مجلس خلاف شرع ہو یعنی ناچ یا باجا وغیرہ ہو تو اس میں کھانا وغیرہ کھانا چاہئے اور اس میں شرکت کرنا چاہئے یا نہیں؟ اور اگر اس میں کھانا کھانا چاہئے تو وہ کون سی شکل ہے جو شرع کے موافق جائز ہو جائے؟ فقط۔

الجواب

کسی خلاف شرع مجلس میں شرکت جائز نہیں اور کھانا بھی اسی جگہ جہاں وہ خلاف شرع کام ہو رہے ہیں تو اس کھانے میں بھی شرکت جائز نہیں، اور اگر وہ کھانا دوسرے مکان میں ہے وہاں کوئی امر خلاف شرع نہیں تو عام لوگوں کو جانے اور کھانے میں حرج نہیں مگر عالم یا مقتدا وہاں بھی نہ جائے مگر اس صورت میں کہ اس کے جانے سے وہ امور خلاف شرع بند ہو جائیں گے تو ضرور جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲ امام بخش فریدی از جام پور ضلع ڈیرہ غازیخان دوشنبہ ۳ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ
سماع فی نفسہ کا قطع نظر اس سے کہ سلسلہ قادریہ اور نقشبندیہ میں نہیں سننے کا کیا حکم ہے۔
بیٹو! توجروا۔

الجواب

سماع کہ بے مزامیر ہو اور مسموع نہ عورت ہو نہ امرد، اور مسموع نہ فحش نہ باطل، اور سماع نہ فاسق ہو نہ شہوت پر، تو اس کے جواز میں شبہ نہیں۔ قادریہ و چشتیہ سب کے نزدیک جائز ہے، ورنہ سب کے نزدیک ناجائز، والتفصیل فی رسالتنا اجل التجیر فی حکم السماع والمزامیر (اس کی تفصیل ہمارے رسالے "اجل التجیر فی حکم السماع والمزامیر" میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳ مرسلہ محمد منظور عالم ۲ صفر المظفر ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں، اس ملک کے مولوی صاحبان کہتے ہیں کہ بارمونیہ بجانا اور سننا اور گراموفون بجانا یا سننا قطعی حرام ہے، اگر درحقیقت حرام ہے تو اکثر بلاد میں بہت سے علماء ہند نے اس کو جائز رکھا ہے اور دیدہ و دانستہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں اس کی کیا وجہ، کیا وہ لوگ علم دین سے واقف نہیں ہیں یعنی اجیر شریف، پھلواری شریف، بغداد شریف وغیرہ میں زمانہ عرس میں قوالی سنتے ہیں اس کے سامنے بارمونیہ و ستار ضرور ہوتا ہے اس کی کیا وجہ ہے، ازراہ مہربانی اس کے بارہ میں جیسا حکم ہو کس کس طریقہ والے کے نزدیک جائز ہے اور کس کس کے نزدیک ناجائز ہے؟ جواب سے مطلع فرمائیں فقط۔

الجواب

بارمونیہ ضرور حرام ہے، بغداد شریف میں تو اس کا نشان بھی نہیں، نہ اجیر شریف میں دیکھنے میں آیا، نہ فاسقوں کا فعل حجت ہو سکتا ہے، نہ کسی عالم نے اسے حلال کہا، اگر کسی نے حلال کہا ہو تو وہ عالم نہ ہو گا ظالم ہو گا۔ گراموفون سے قرآن مجید کا سننا ممنوع ہے کہ اسے لہو و لعب میں لانا بے ادبی ہے، اور ناچ یا باجے یا نا جائز گانے کی آواز بھی سننا ممنوع ہے، اور اگر جائز آواز ہو کہ نہ اس میں کوئی منکر شرعی نہ وہ کچھ محل ادب، تو اس کے سننے میں فی نفسہ حرج نہیں، ہاں لہو کا جلسہ ہو تو اس میں شرکت کی ممانعت ہے، اور تفصیل کامل ہمارے رسالہ الکشف شافی میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴ از فیض آباد مسجد منغل پورہ مرسلہ شیخ اکبر علی مؤذن و مولوی عبدالعلی ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

گانا قوالی مع ساز اور نا اہل لوگوں کا جمع ہونا جو صوم صلوٰۃ کے پابند نہ ہوں خصوصاً مستورات کا جمع ہونا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب

گانا مع مزامیر مطلقاً ناجائز ہے نہ کہ ان منکرات کے ساتھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵ از کمال پورہ علاقہ جیت پورہ بنارس مرسلہ خداجیش زردوز مالک فلور مل اسلامیہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل کے بارے میں:

(۱) جس کی بارات میں کثرت سے باجے، روشنی، گھوڑے ہوں اور جا بجا بارات کی گشتی کی گئی ہو اُن کا نکاح شرعاً ہوتا ہے یا نہیں؟ اور ایسی بارات میں شریک ہونے سے گناہ ہو گیا نہیں؟

اور شریک ہونیوالوں کی دو قسم ہے دونوں کا حکم علیحدہ علیحدہ بیان فرمائیں۔

(۲) بعض تو شرکت میں کوئی حرج یا گناہ نہیں سمجھتے۔

(۳) بعض گناہ تو سمجھتے ہیں مگر اپنے خاص محلہ یا قرابت دار کی بارات میں اس مجبوری سے شریک ہوتے ہیں کہ نہ شریک ہوں گے تو باعث رنج و ملال ہوگا اور آپس میں بے لطفی ہوگی، کیا یہ مجبوری حاصل ہوتی ہے؟

الجواب

روشنی اور گھوڑے ممنوع نہیں، ہاں باجے جیسے رائج ہیں ضرور ممنوع ہیں۔ شرکت دو طرح ایک بارات کے ساتھ جانا اور دوسرے اس مکان میں جانا جہاں بارات ہے اول کسی عالم یا مقتدار کو مطلقاً نہ چاہئے جبکہ اس کے ساتھ باجے یا اور کوئی ممنوع شے ہو۔

لان المقتدٰی لا ینبغی لہ الاختلاط مع اهل الباطل کما فی العلمگیریۃ وغیرہا ولان ذلک یسقط حرمتہ من الاعین وحرمة تلك المحرمات من القلوب۔

اس لئے کہ کسی قوم کے دینی پیشوا کو اہل باطل کے ساتھ میل ملاپ نہیں رکھنا چاہئے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں مذکور ہے۔ اور اس لئے بھی کہ (عام لوگوں سے اگر میل جول رکھا جائے) تو یہ رویہ عام لوگوں کی نگاہوں سے عزت و حرمت کو ختم کر دیتا ہے اور ان حرام کاموں کی حرمت کو دلوں سے محو کر دیتا ہے۔ (ت)

اور جو ان ممنوعات کے استحسان کے ساتھ شریک تو مطلقاً حرام ہے اگرچہ جاہل محض ہو اور عوام میں سے کوئی شخص ہے اور وہ ان ممنوعات کی طرف توجہ نہ کرے اور صلہ رحم یا مراعات دوستی یا محکومی کے سبب ان ممنوعات سے بچا ہوا بارات کے ساتھ ہو تو حرج نہیں،

واللہ یعلم المفسد من المصلح کما نصوا علیہ فی اتباع جنازۃ معہا ناثحات بل نریا سرة قبوس عندہا منکرات کما فی سرد المحتاسر وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ فساد کرنے والے کو اصلاح کرنے والے سے خوب جانتا ہے۔ جیسا کہ ائمہ کرام نے اس کی تصریح فرمائی کہ اگر جنازہ (میت) کے ساتھ رونے پیٹنے والی عورتیں ہوں تو یہ جنازہ کے ساتھ ضرور جائے بلکہ اہل قبور کی زیارت نہ چھوڑے باوجودیکہ وہاں گناہ اور غیر شرعی کام ہو رہے ہوں

جیسا کہ فتاویٰ شامی وغیرہ میں ہے (ت)

اور دوسری صورت یعنی برات کے مکان میں جانا، اگر باجے وغیرہ منکرات دوسرے مکان میں ہوں تو حرج نہیں، اور مقتدا کے لئے تین صورتیں ہیں، اگر چنانچہ کہ میرے جانے سے منکرات بند ہو جائیں گے میرے سامنے نہ کر سکیں گے تو جانا ضرور ہے لافہ انما الہ العتسکو (کیونکہ اس طرح کرنے سے گناہ کا ازالہ ہے۔ ت)، اور اگر جانے کے میں جانے سے انکار کروں گا تو میری خاطر ان لوگوں کو اتنی عزیز ہے کہ مجھے لیجانے کے لئے منکرات سے باز رہیں گے تو انکار ضرور ہے پھر اگر وہ اس کے انکار پر باز رہیں تو جانا ضرور ہے اگر نہ جائے گا تو وہ مخلی بالطح ہو کر پھر انھیں افعال کو کرینگے اور اگر نہ مانیں تو نہ جانا ضرور ہے، اور اگر اسی مکان میں ہوں تو ہرگز نہ جائے اور اگر جانے کے بعد شروع ہوں تو فوراً اٹھ آئے، اور عالم کو وہاں جانا اور بھی سخت تر نا جائز ہے مگر اس صورت میں کہ جانے کے میرا جانا منکرات کو بند کر دے گا۔ جن صورتوں میں ہم نے جواز کا حکم دیا ان میں آپس کی رنجش اور بے لگنی کا لحاظ ضرور چاہئے اور جن صورتوں میں شرکت شرعاً ناجائز ہے ان میں کسی کی رنجش کا لحاظ بھی جائز نہیں،

لا یخافون لومة لائم، لا طاعة الا للہ فی معصیۃ اللہ تعالیٰ

(اچھے لوگ) کا بشر کر نے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے خائف نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے میں کسی کی اطاعت نہیں۔ (ت)

باقی ان معاصی کی وجہ سے نکاح میں کوئی خلل نہیں آتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸ از کمال پورہ علاقہ جیت پورہ بنارس مرسلہ خدائش زردوز مالک فلور مل اسلامیہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

اگر بارات میں ڈھول تاشہ انگریزی باجانہ ہو صرف دو ایک جو ڈھول بلا بانسری کا ہو تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ یہ واضح رہے کہ دف بجانے والے کاریگری سے بجاتے ہیں جس میں آواز کا نشیب و فراز سُرد تال ہوتا ہے۔ بتینوا تو جردا

لہ القرآن الکریم ۵/۵۴

لہ کنز العمال برمزق۔ د۔ ن عن علی رضی اللہ عنہ حدیث ۴۸۷۴۴ مرسلۃ الرسالہ بیروت ۶/۶۷

مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث الحکم بن عمرو الغفاری المکتب الاسلامی بیروت ۵/۶۷ و ۶۸

الجواب

اوقاتِ سرور میں دفن جائز ہے بشرطیکہ اس میں جلاجل یعنی جھانچ نہ ہوں، نہ وہ موسیقی کے تال سر پر بجایا جائے ورنہ وہ بھی ممنوع۔ کما فی رد المحتار وغیرہ (جیسا کہ رد المحتار وغیرہ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۹ از کمال پورہ علاقہ جیت پورہ بنارس مسئلہ خدائش زردوز مالک فلور مل اسلامیہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

کیا قوم کے سردار اور علماء پر فرض ہے کہ ان مراسم کے مٹانے میں کوشش کریں۔ اگر لوگ نہ مانیں تو برادری ترک کر دیں ترکِ برادری میں جو خرابیاں ہیں وہ بھی ملحوظ رہیں،
(۱) برادرانہ پابندی میں مظلوم کی داد رسی اور ظلم کا تدارک ہوتا ہے۔
(۲) حق ناحق کا فیصلہ آسانی کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

(۳) محلہ میں اگر کوئی شخص عورت سے ناجائز تعلق رکھتا ہے تو بچ اُسے برادری سے خارج کر دیتے ہیں اور اس کی شادی غمی میں شریک نہیں ہوتے بچوں اور سرداروں کی عبرت سے۔ بالآخر وہ تائب اور نادام ہوتا ہے اور لوگ اس کو برادری میں شامل کر لیتے ہیں، ترکِ برادری سے یہ فوائد جاتے رہیں گے، ہر شخص آزاد و مختار ہو جائے گا، یاں یہ واضح رہے اگر کوئی شخص تاڑی شراب پئے، بازاری عورتوں سے زنا کرے، جوا کھیلے، اپنے یہاں ناچ کرائے، مگر برادرانہ طرف سے اس کی باز پرس نہیں ہوتی اور نہ سردار یا بچ اس کو برادرانہ طریق سے بند کرتے ہیں، آیا ایسی برادری کرنا چاہئے؟

الجواب

علماء اور سرداران پر ہدایت و نصیحت فرض ہے اور اہل معاصی کے ساتھ قطعِ تعلق میں سلفِ صالحین کے مسلک مختلف رہے ہیں اور مصالحِ دینیہ کی رعایت سے دونوں صورتیں جائز ہیں جس میں مصلحت دیکھیں اور ایسی برادری کہ شراب و زنا سے منع نہ کرے اور اپنے ساختہ قانون کی ذرا خلاف ورزی پر سزا دے بہت ہیودہ برادری ہے وہ اگر روک سکے ہیں تو معاصی پر روکنا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰۔ از کمال پورہ علاقہ جیت پورہ بنارس مرسلہ خدائش زردوز مانک فلور مل اسلامیہ
۲۰ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

جس جگہ تقریب شادی میں خلاف شرع مراسم کا عام رواج ہو گیا ہو حتیٰ کہ لکھے پڑھے لوگ اس میں مبتلا ہوں باوجودیکہ لوگ علماء سے اس کی مذمت و خرابی وعظ میں سن چکے ہوں ایسی جگہ اگر کوئی عامی مسلمان محض بچش اسلام و حمایت دین یہ التزام کرے کہ جہاں شادی وغیرہ میں خلاف شرع مراسم ہوں گے وہاں نہ شریک ہوگا گو اپنا عزیز قریب کیوں نہ ہو کیا ایسا شخص شرعاً قابل مدح ہے؟

الجواب

جو ایسے جلوسوں میں نہ جانے کا التزام کرے شرعاً محمود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۱۔ از کلکتہ براء آئس فیکری لین ڈاکخانہ انشائی خالقاہ چشتیہ مرسلہ سید شاہ المبین احمدی نظامی بہار
۲۱ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

سماع مزامیر یعنی مرقبہ قوال کا حواز تحقیق اس امر کے کہ صاحب شرع علیہ التبیات والتسلیمات سے کس قدر صادر ہوا تھا بعد اس کے پچھلے قرون کے لوگوں نے کس قدر بڑھایا اب سماع و قوالی کرنے والے کو کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟

الجواب

مزامیر حرام ہیں، صحیح بخاری شریف کی حدیث صحیح میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قوم کا ذکر فرمایا: یستحلون الحور والمحریر والمعانف زنا اور ریشمی کپڑوں اور باجوں کو حلال سمجھیں گے۔ اور فرمایا: وہ بندہ اور سور ہو جائیں گے۔

ہدایہ وغیرہ کتب معتدہ میں تصریح ہے کہ مزامیر حرام ہیں۔ حضرت سلطان الاولیاء محبوب الہی نظام الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوائد الفوائد شریف میں فرماتے ہیں: مزامیر حرام مستثنیٰ (گانے بجانے کے آلات حرام ہیں۔ ت)

حضرت شرف الدین گنجی منیری قدس سرہ نے اپنے مکتوبات شریفہ میں مزامیر کو زنا کے ساتھ شمار فرمایا۔ شارح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صرف روز عید و دف کا سننا منقول ہے وہ بھی نہ بالقصد متوجہ ہو کر اور اوقات سرور میں بے جلاجل کا دف کہ ہیات تطرب پر نہ بجایا جائے شرعاً جائز ہے

قوالی والوں پر لازم ہے کہ مزامیر قطعاً ترک کریں اور بوڑھے یا جوان مردوں سے صاف و پاک غزلیں سنیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۲ از ضلع سینا پور محلہ قضاہ مرسلہ الیاس حسین ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
جب فرائض و واجبات و سنن مؤکدہ کی پابندی لوگوں سے اٹھتی جاتی ہو تو ایسی حالت میں مزامیر
کے ساتھ سماعت جائز ہے کہ نہیں؟ بینوا تو جبروا۔

الجواب

مزامیر حرام ہیں اور حرام ہر حال میں حرام ہے گا، لوگ گناہوں میں مبتلا ہیں اس کے سبب گناہ
جائز ہو جائے تو شریعت کا منسوخ کر دینا فاسقوں کے ہاتھ میں رہ جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۳ از بسی کوئلہ ڈاک خانہ خاص ضلع بجنور محلہ سٹھا شہید مرسلہ محمد عبد اللہ خان
۲۰ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ کا کیا ارشاد ہے) اس مسئلہ
میں کہ دیکھنا تماشا ٹھیٹھ و ناٹک وغیرہ کا کہ جن میں امار دگاتے ہیں اور عورتوں کا لباس پہن کر سوال جواب
عاشقانہ کرتے ہیں اور اس میں تماشا دیکھنے والی عورتیں بھی ہوتی ہیں اور انھیں کے سامنے الفاظ عاشقانہ
مستعمل ہوتے ہیں اور اجرت لیتے وقت باجا بجا یا جاتا ہے اور ہارمونیم جو ایک بلبے کی قسم
ہے ہاتھوں سے بجا یا جاتا ہے وہ بھی بجاتا ہے اور طبلہ بھی بجاتا ہے آیا اس تماشے کا دیکھنا جائز ہے
یا ناجائز؟ اور اگر ناجائز ہے تو اس تماشے کا دیکھنے والا کس درجہ کا گناہگار ہے؟ اور اس تماشے
کا دیکھنے والا مرید بھی کرتا ہے اس سے مرید ہونا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

حرام حرام حرام بوجہ حرام،

کمالا یخفی علی العوام من اهل الاسلام
فضلا عن العلماء بل يعرف حرمتہ فی
الاسلام من له مخالطة بالمسلمین من
الکفر البعداء
جیسا کہ عوام اہل اسلام پر پوشیدہ نہیں چر جائیکہ
علمائے کرام سے مخفی ہو، بلکہ اسلام میں اسکی
حرمت اتنی واضح ہے کہ اس کو وہ دور کے کفار
بھی جانتے ہیں جو مسلمانوں سے میل جول رکھتے ہیں۔

اس تماشے کا دیکھنے والا فاسق معین ہے اور اسے پیر بنانا حرام۔ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق
لل امام الزیلعی وغیرہ کتب معتبرہ میں ہے،

فی تقدیمہ تعظیہ وقد وجب علیہم اہانتہ
شرعاً لہ واللہ تعالیٰ اعلم۔
اس کے آگے کرنے میں اس کی تعلیم ہے حالانکہ
شرعی طور پر لوگوں کے لئے اس کی توہین و تذلیل
واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۴ ازجے پور بمعرفت حاجی عبد الجبار صاحب ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ
کیا حکم ہے شریعت مطہرہ کا مسئلہ ذیل میں کہ زید کہتا ہے کہ قوالی مع آلات مزامیر کے جائز ہے
اور بکثرت مشائخ کرام نے اسی طرح سنا ہے اور کہتا ہے کہ مزامیر ان باجوں کو کہتے ہیں جو منہ سے بجائے جاتے
ہیں ڈھلک، ستار، طبلہ، ٹمیرے، مارمونیم، سازنگی مزامیر میں داخل نہیں بلکہ ان کا اور دف کا ایک
حکم ہے۔ اگر زمانہ اقدس میں یہ چیزیں موجود ہوتیں تو مثل دف کے اس کا بھی حکم فرماتے۔ اور کہتا ہے کہ تم
لوگ نااہل ہو روز مشائخ طلیقت سے ناواقف ہو اگر حرام ہو تو تمہارے لئے مگر ہمارے لئے جائز ہے۔
اور کہتا ہے کہ امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اس کو صاف جائز بتایا ہے۔

پس سوال یہ ہے کہ باجے مذکور الصدر کے ساتھ قوالی سنانا کیا جائز ہے یا حرام؟ اگر حرام ہے
تو زید کے لئے کہ وہ حرام کو بالاعلان حلال کہتا ہے بلکہ خود اہتمام و التزام کے ساتھ سنانا اور بالعموم ایسی
مجالس میں شرکت کرتا ہے کیا حکم ہے اور اس کے پیچھے نماز و فطیہ کیسی ہوگی؟ اور مزامیر کی تعریف کیا ہے؟
اور باجے مذکور مزامیر ہیں یا نہیں؟ جو حکم خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو و وضاحت سے
ارشاد ہو، جزاکم اللہ فی الدامین خیر الجزاء (اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا و آخرت میں سب سے
بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ ت)

الجواب

زید کا قول باطل و مردود ہے، حدیث صحیح بخاری شریف میں مزامیر کا لفظ نہیں بلکہ معازف کہ
سب باجوں کو شامل ہے یستحلون الحد والحریرو والمعازف زنا اور ریشمی کپڑوں اور باجوں کو حلال
سمجھیں گے۔ ت) امام غزالی پر بھی افتراس ہے کہ انہوں نے ان مذکورات خبیثہ کو صاف ناجائز بتایا ہے طرف
یہ کہ انہوں نے نئے کے جواز کی طرف میل کیا جو مزامیر سے ہے مشائخ کرام پر افتراس ہے، حضرت سیدی
فخر الدین زراوی خلیفہ حضرت سیدنا محبوب الہی رضی اللہ عنہما نے کشف القناع عن اصول السماع میں

کہ حکم حضور لکھا اس کی تصریح فرمائی کہ باجوں کے ساتھ قوالی سُنانا ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر
افتر ہے، اس کا کہنا کہ زمانہ اقدس میں طبلہ سارنگی خاک بلا ہوتے تو حضور ان کا بھی حکم فرماتے رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم پر سخت شدید جرات ہے ایسا شخص سخت ناپااہل ہے اور وہ کو ناپااہل کہتا ہے وہ امام بنانے
کے قابل نہیں اس کے پیچھے فرض نفل کچھ نہ پڑھا جائے مگر یہاں حکم کفر کی گنجائش نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۵ از بنارس مسئلہ جناب مولوی ابراہیم صاحب ۲۷ شعبان ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بارات کے ساتھ چند دف بجاتے ہوئے لے چلنا
جیسا آج کل مروج ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

شادی میں دف کی اجازت ہے مگر تین شرط سے:

(۱) ہیئات تطرب پر نہ بجایا جائے یعنی رعایت قواعد موسیقی نہ ہو ایک یہی شرط اس مروج کے
منع کو بس ہے کہ ضرورتاً لیسم پر بجاتے ہیں۔

(۲) بجانے والے مرد نہ ہوں کہ ان کو مطلقاً مکروہ ہے۔

(۳) عزت دار یہ بیاں نہ ہوں، نص علیٰ کل ذلک فی سدا المحتار (رد المحتار میں اس سلسلے
مسئلہ کی تصریح کر دی گئی ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۶ از الہ آباد مدرسہ سبحانیہ مدرسہ مولوی ابراہیم صاحب ۱۷ رمضان ۱۳۳۸ھ
شادی میں ڈھول وغیرہ بجانا اور محرم میں تعزیر داری کرنا سینہ پیٹنا کیسا ہے؟

الجواب

ڈھول بجانا ممنوع ہے اور تعزیر داری و سینہ کو بی حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۷ مولوی عبد اللہ صاحب بہاری مدرسہ منظر الاسلام محلہ سوداگران بریلی ۹ صفر ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گنجفہ، شطرنج، تاش، بھگور کھیلنے والے کے
واسطے کیا حکم ہے؟ بتیوا تو جروا۔

الجواب

گنجفہ تاش حرام مطلق ہیں کہ ان میں علاوہ لہو و لعب کے تصویروں کی تعظیم ہے اور بھگور یا جیون
کھینوں کا کھیل ہے اور منع اور صحیح یہ ہے کہ شطرنج بھی جائز نہیں مگر چھ شرطوں سے:
اولاً بدکر نہ ہو۔

ثانیاً اُس پر قسم نہ کھائی جائے۔

ثالثاً فحش نہ بکا جائے۔

رابعاً اس کے سبب نماز یا جماعت میں تاخیر نہ کی جائے۔

خامساً سر راہ نہ ہو گوشتے میں ہو۔

سادساً نادراً کبھی کبھی ہو۔

پہلی تین شرطیں تو آسان ہیں مگر پچھلی تین پر عمل نادر ہے بلکہ ششتم پر عمل سخت دشوار ہے شوق کے بعد نادراً ہونا کوئی معنی ہی نہیں لہذا راہ سلامت یہ ہے کہ مطلقاً منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۸ از موضع رہپور تحصیل و ضلع بریلی ڈاک خانہ ایڑٹ ٹر مسلولہ عبد الحمید خاں صاحب
۱۲ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خادم کے موضع سے ایک میل کے فاصلہ پر رام لیلا کا میلہ ہوتا ہے جس میں راون وغیرہ کے بڑے بڑے بُت بنائے جاتے ہیں، موضع کے بہت سے آدمی اس ہندوؤں کے میلہ میں اس کو دیکھنے کی غرض سے جاتے ہیں حضور کے یہاں کے ایک طالب علم مسیحی مولانا عبد اللہ کی زبانی میں نے سنا تھا کہ حضور کا یہ فتویٰ ہے کہ جو کوئی ہندوؤں کے میلہ میں شوقیہ زیبائش اور دیکھنے کی غرض سے جاتا ہے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے لیکن کبھی حضور سے رو برو نہیں سنا ایک شخص نے جو اکثر جماعت کی نماز پڑھاتا ہے یہ کہا کہ میلے میں جانے سے کچھ حرج نہیں وہاں ہم آریہ وغیرہ کے پکڑ سننے جاتے ہیں اور جو ناچ ہوتے ہیں ان میں ناچنے والیاں مسلمان ہیں لہذا صرف گناہ ہوتا ہے اور کوئی حرج نہیں ہے نکاح و کاح کچھ نہیں جاتا، ہم تو ایک آدھ پیسہ کی چیز بھی تو خرید لیتے ہیں لہذا خرید و فروخت کا بھی بہانا ہو جاتا ہے اس لئے وہ گناہ بھی نہیں ہوتا اور یہ بھی کہتا ہے کہ اگر مقتدیوں کو یقین ہے کہ اس کے پیچھے ہماری نماز ہو جائے گی تو وہ امام چاہے جیسا ہی گنہگار کیوں نہ ہو اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی یہ شخص شوقیہ ہمیشہ تعزیہ وغیرہ بھی دیکھنے جاتا ہے موضع کے تمام لوگ اس کے تابع رہیں اور جیسا حضور حکم فرمائیں گے ویسا کریں گے لہذا انھوں نے فقیر سے کہا کہ اپنے مرشد قطب العالم امام زمان سے اس میلے اور مذکورہ بالا امام کی بابت دریافت کرو فقیر میں یہ جرأت کہاں کہ حضور کے سامنے اتنا مفصل قصہ زبانی بیان کر سکے لہذا جواب با صواب ارقام فرمایا جائے۔

الجواب

ہندو کے میلے میں جانا حرام ہے مگر نکاح نہیں ٹوٹتا جب تک اُسے اچھا نہ جانے، اچھا جانے کا

تو بیشک کافر ہو جائے گا اور نکاح ٹوٹ جائے گا ناچ دیکھنا حرام ہے اگرچہ ناچنے والی مسلمان ہو بلکہ اگر مسلمان ہو تو اور سخت تر حرام ہے دو وجہ سے، اول اجنبیہ عورت مسلمان کی بے پردگی کا فہم کی بے پردگی سے ہزار درجے سخت تر ہے۔ دوم مسلمان عورت کی بے حیائی کا فہم کی بے حیائی سے اور تماشا دیکھنے کے لئے خرید و فروخت کا جملہ محض جھوٹا ہے خرید و فروخت بازار میں نہیں ہو سکتی اور تعزیر دیکھنا بھی جائز نہیں اور امام جبکہ فاسق معلن ہو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب مقتدیوں کا اس میں حرج نہ سمجھنا حکم شرعی کو نہ بدل دے گا۔ آریہ کا لکچر سننے جانا اور بھی سخت تر حرام ہے وہ کفر کہتے ہیں اور یہ کفر سننے جاتے ہیں ایسے جلتے میں شریک ہونے کو قرآن عظیم نے فرمایا ہے: انکم اذا مثلہم جب تو تم بھی انہیں جیسے ہو، اور فرمایا:

ان الله جامع المتفقين والكافرين
فی جہنم جميعاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بیشک اللہ تعالیٰ اُن کافروں اور ان نام کے مسلمانوں
ان کے جلتے میں شریک ہونے والوں سب کو
جہنم میں اکٹھا کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۹ از قصبہ خد اگچ شاہجاں پوری مرسلہ جناب عبد الرزاق صاحب منظم عشرہ محرم
مینا ۱۴۲۹ مورخہ ۱۳۲۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اس امر کی کوشش کرتا ہے کہ امیر و غریب سب سے
چندہ جبراً وصول کر کے بریلی سے چلم میں باجا منگوایا جائے جس کا صرفہ سوا سو روپیہ کے قریب ہو گا خواہ
فاتحہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو یا نہ ہو اور اسی نمود اور شیخی کو ثواب جانتا ہے باوجودیکہ یہاں
باجا انگریزی وغیرہ کا موجود ہے۔

(۲) بجز اسی امر کی کوشش کرتا ہے کہ اہل ہندو کو اشتعال دینا نامناسب ہے اس واسطے کہ عشرہ محرم
میں منجانب انتظام گورنمنٹ مصالحت ہو چکی ہے علاوہ اس کے ایک مینار عید گاہ نامقام پڑا ہوا
ہے اور ایک چہار دیواری مسجد قطعی نہیں ہے کتے وغیرہ گھستے ہیں پس اگر چندہ فراہم کیا جائے تو اول
سبیل شربت بنام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو اور اس میں سے یہاں کے باجے والوں کو دیا جائے
جو بچے مینار اور مسجد درست کر دیا جائے۔

(۳) زید اچھل اور زبردست ہے اعلان کر دیا ہے کہ بکر کا حق پانی بند کر دیا جائے اس لئے کہ ہمارے

خلاف کرتا ہے پس دونوں کاموں میں سے کون سا کام ضروری اور جائز ہے اور زید کے ذمہ شریعت کا کیا الزام عائد ہو سکتا ہے اور قاضی شرعی کو کس طرف شامل ہونا چاہئے؟ بینوا تو جبروا۔

الجواب

باجا انگریزی ہو خواہ ہندوستانی، باجے والے وہاں کے ہوں یا یہاں کے سب حرام اور کار شیطان ہیں، اُن کے لئے چنڈہ لینا اور دینا حرام، تخت تعزیر خود ناجائز ہیں اور ان میں باجے حرام و حرام، جو چنڈہ دیا جائے فائزہ و نیاز شہدائے کرام میں صرف کیا جائے جبکہ چنڈہ دہندوں کی اجازت ہو کہ یہ ضروری چیز ہے، عید گاہ کا مینار بھی کوئی اہم چیز نہیں، اور اگر چنڈہ دہندوں کی اجازت نہ ہو تو چونکے ان کو واپس کیا جائے۔ یہ حکم شرع کا ہے اس کے خلاف جو چاہے گا شریعت کا مخالفت اور عذاب الہی کا مستحق ہوگا وہی حقہ میں بند کرنے کے لائق ہیں بکر کی اس وجہ سے بندش اس پر ظلم ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الظلم ظلمات یوم القیامۃ^۱ ظلم کرنے والا قیامت کے دن اندھیروں میں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

www.KitaboSunnat.com

رسالہ مسائل سماع

۲۰ ۵ ۱۳

(قوالی کے مسئلے)

مسئلہ ۳۲ از ریاست کلینہ ضلع رنگ پور ملک بنگالہ مرسلہ مولوی عبداللطیف ہزاری ۳ رمضان ۱۳۲۰ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل مفصلہ ذیل میں ؟

(۱) مقصود زمانہ جو مجلس سماع و سرود مرتب کرتے ہیں جس میں راگ و رقص و مزامیر و معازف ہر قسم کے موجود رہتے ہیں اور جھاڑ و فانوس و شامیانہ و فرش و دیگر تکلفات چشتیہ و اسرافات بے جا کے علاوہ اہل و نااہل و صالح و فاسق و عالم و جاہل و ہندو اور مسلمان وغیرہ کا کچھ تعلق نہیں ہوتا سب کو اذن عام رہتا ہے اور اطراف و اکناف سے بذریعہ خطوط و اشتہارات لوگوں کو بلایا جاتا ہے آیا اس کارروائی کی قرآن و حدیث یا فقہ و تصوف سے کوئی اصل اور حضرت شارح یا صحابہ یا مجتہدین ائمہ شریعت و طریقت سے کوئی نقل قولی خواہ فعلی ثابت ہے یا نہ ، و بر تقدیر ثانی اگر کوئی شخص اس کو مباح بلکہ مستحب اور مسنون و موجب تقرب الی اللہ سمجھ کر ہمیشہ خود بھی ترکب رہے اور دوسروں کو بھی غیب کرے حتیٰ کہ اس کی تحریک سے بعض مقامات میں اس فعل کا چرچا شروع ہو جائے اور ہوتا جائے تو ایسا شخص ضال و مضل ٹھہرے گا یا نہ ؟

(۲) اس فعل کا منسوب کرنا ظرافت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جمیع اکابر صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدینؒ
مشائخ طریقت کے نہایت درجہ کی گستاخی اور کذب علی الرسول و علی اصحابہ العدول و علی من بعدہم
من الاکابر الفحول میں داخل ہے یا نہ؟

(۳) جس ملک کے لوگ محض نو مسلم اور احکام و ارکان اسلام سے نہایت بے خبر ہوں گویا ابھی تک
شریعت میں اُن کی لبسم اللہ بھی درست نہیں ہوئی اور بسبب قُرب زمانہ جاہلیت و حدیث العہد بالاسلام
ہونے اور مجاورت اقوام ہنود کے اکثر حق و باطل کی تمیز نہ رکھتے ہوں اور اعتقاداً و عملاً انواعِ شرک و
بدعت میں گرفتار ہوں تو ایسوں کو اولاً عقائد اسلامیہ و احکامات شرعیہ کی تلقین ضرور تر ہے یا سب
سے پیشتر فن موسیقی اور حقائق و دقائق تصوف و سلمہ وحدۃ الوجود کی تعلیم مناسب ہے؟

(۴) ہر گاہ کہ ہر مسلمان پر بقدر استطاعت امر معروف و نہی منکر عموماً اور پیر و پیشوائے قوم پر خصوصاً فرض ہے
تو جس پیر کے اکثر مرید نامتقید عیاش طبع، نشہ خوار، مونچیں دراز، ریش ندارد، اور صوم و صلاۃ و
غسل و طہارت کے مقدمے میں غایت درجہ کے کست، ہاں ناچ رنگ و سماع و سرود کی خدمت
میں چست ہوں اور وہ کسی کی کن مکن سے غرض نہ رکھے سب کو راضی رکھے اور سب سے راضی رہے
پس ایسا پیر تارکِ فرض اور عاصی ہے یا نہ؟ اور وہ پیر کس قسم کا پیر کہلانے کا ہدایت و ارشاد کا یا
ضلالت و الحاد کا؟

(۵) یہ کہنا کہ وید ہنود میں شرک نہیں ہنود کو بالقطع مشرک کہنا صحیح نہیں بتوں کو سجدہ کرنا اُن کا باعثِ کفر نہیں
ہو سکتا کہ یہ سجدہ تعظیمی ہے جیسے فرشتوں نے آدم کو کیا تھا اور بتوں سے شفاعت کا امیلہ وار رہنا
ایسا ہے جیسے اہل اسلام کا انبیاء سے امید و ارشفاعت رہنا اور مشائخ نے اکثر اذکار و افکار و
مراقبات جو گیان ہنود سے لئے ہیں، اس قسم کے ہفوات ہدایت و ارشاد کے باب سے ہیں یا درپردہ
بیخ کنی اسلام کے اسباب ہیں؟

الجواب

جواب سوال اول

جھاڑ فانوس شامیانہ، فروش وغیرہ مباحات فی انفسہا منظور نہیں جب تک نیت یا عملاً منکر شرعی
سے منضم نہ ہوں بلکہ ممکن کہ نیت محمودہ سے محل محمود میں محمود ہو جائیں،
فان ذلك شائن المباح يتبع النسبة اس لئے کہ وہ مباح کی صفت ہے کہ وہ اچھی بُری

حسنا و قبحا و تبعضا لا باحة كما نهن عليه
 في البحر وغيره وقد بيناه غير مرة في
 فتاونا و ساجع ما ذكره الامام حجة الاسلام
 في احياء العلوم من حكاية ايقاد بعض
 الصالحين الف مروج في مجلس الذكر
 فانكره بعضهم فقال تعالى واطفى ما كانت
 منها لغير الله تعالى فلم يستطع اطفاء
 شئ منها

کہ یہ اسراف کیا گیا ہے انھوں نے مقرضین سے فرمایا کہ آؤ اور جو چراغ ان میں سے غیر خدا کے لئے ہے
 اُسے بجھا دو، چنانچہ وہ ان میں سے کوئی ایک چراغ بھی نہ بجھا سکے۔ (ت)

زینت مباحہ نہایت مباحہ مطلقاً اسراف نہیں اسراف حرام ہے۔ قال تعالى،
 ولا تسرفوا انه لا يحب المرففين یہ بے جا خرچ نہ کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ فضول خرچی
 سے کام لینے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (ت)

اور زینت جب تک بروجہ قبیح یا بہ نیت قبیح نہ ہو حلال ہے، قال تعالى،
 قل من حرم زينة الله التي اخرج لعباده

جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی ہے (ت)
 اور حلال و حرام ایک نہیں ہو سکتے ہمیں شوقِ قلوب و تطمع غیوب و اسارتِ فنون کا حکم نہیں بل
 نحسن الظن فہنا امکن و اللہ سبحنہ یعلم الضمائر ویتولی السرائر (بلکہ ہم اچھا گمان کرتے ہیں
 جب تک ممکن ہو، اور اللہ تعالیٰ پاک ہے، دلوں کی پوشیدہ باتیں جانتا ہے اور چھپے رازوں سے
 آشنا ہے۔ ت) کوئی مجلس اگر فی نفسہ منکرات شرعیہ پر مشتمل نہ ہو نہ اس میں وہ باتیں ہوں جو اختلاف
 مقاصد یا تنوع احوال سے حسن و قبح میں مختلف ہو جائیں جیسے سماعِ مجرکہ اہل کو مفید اور نا اہل کو مضر نہ ہو

وقت و غموض افہام قاصرہ پر موجب فتنہ ہوں جیسے حقائق و دقائق وحدۃ الوجود و مراتب جمع و فرق و ظہور و بطون و بروز و مکون وغیرہا مشکلات تصوف نہ تعمیم اذن بوجہ تعظیم فجار و تکریم کفار و غیر ذلک افعال و احوال ناہنجار منجر یہ انکار ہو بالجمہ حالاً و مآلاً جملہ منکرات و فتن سے خالی ہو تو عموم اذن و شمول دعوت میں حرج نہیں بلکہ مجلس و عظ و پسند بلحاظ یا بندی حدود شرعیہ جس قدر عام ہو نفع تام ہو مگر محفل رقص و سرود اگر بقرض باطل فی نفسہ منکر نہ بھی ہوتی تو یہ تعمیم اُسے منکر و ناروا کر دیتی سماع مجرد کو ائمہ محققین علمائے عالمین و اولیائے کاملین نے صرف اہل پر محدود اور نااہل پر قطعاً مسدود فرمایا ہے نہ کہ مزامیر مجرمہ کہ خود منکر و حرام ہیں، سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پر نور شیخ العالم فرید الحق والذین تجتنب ذکر و خلیفہ حضور سیدنا محبوب الہی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں:

حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز می فرمود کہ چند چیز می باید تا سماع مباح شود مسمع و مستمع و مسموع و آلہ سماع، مسمع یعنی گویندہ مرد تمام باشد کہ وہ نہ نباشد و عورت نہ باشد و مستمع آنکہ می شنود و از یاد حق خالی نباشد و مسموع انچہ گویند فحش و مسخرگی نباشد، و آلہ سماع مزامیرت چون چنگ و رباب و مثل آن می باید کہ در میان نباشد انچنین سماع حلال است یہ

اُسی میں ہے،

یکے بعد مدت حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض داشت کہ دریں روز ہا بعضے از درویشان آستانہ دار در جمع کہ چنگ و رباب و مزامیر بود رقص کردند فرمود نیکو نگہ اند انچہ نامشروع است ناپسندیدہ است یہ

کسی شخص نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں یہ شکایت پیش کی کہ آستانہ کے بعض درویشوں نے یہ شکایت پیش کی کہ آستانہ کے بعض درویشوں نے اس محفل میں رقص کیا ہے جس میں چنگ و رباب اور مزامیر استعمال ہوئے آپ نے فرمایا انھوں نے اچھا نہیں کیا کیونکہ جو کام ناجائز ہے اسے پسندیدہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

سیر الاولیاء باب نہم در سماع و وجد و رقص مؤسستہ انتشارات اسلامی لاہور ص ۲-۵۱

اسی میں ہے :

حضرت سلطان المشائخ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیر
و محرمات در میان نباشد

میں نہ ہوں۔ (ت)

نور حضور پر نور سلطان المشائخ محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات طبعیات فوائد الفوائد شریف
میں ہے : مزامیر حرام ست (مزامیر حرام ہیں۔ ت)

احادیث اس بارے میں حدیث تری ہیں، اور کچھ نہ ہو تو حدیث جلیل جلیل صحیح بخاری شریف
کافی و وافی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لیکون من اعمى اقوام يستحلون المحرم
والحیبر والخمر والمعاذین

ضرور میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہونے والے ہیں
کہ حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا

اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔ (ت)

حدیث صحیح، جلیل القدر اور متصل سند والی ہے اسکی
سند اور متن پر کوئی اعتراض نہیں سوائے اس کے جو

خواہش نفس کے گہرے گھڑے میں گر گیا ہو اور بے راہ
ہو گیا جیسے ابن حزم اور اس جیسے دیگر لوگ، نیز

اسے ائمہ کرام مثلاً امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ،

اسمعیل اور ابوالعین نے ایسی صحیح سندوں کے ساتھ

روایت کیا ہے جو شکوک و شبہات سے مبرا ہیں۔

ان کے علاوہ بعض دیگر ائمہ اور حفاظ نے بھی اس کی

صحیح کو تسلیم کیا ہے، چنانچہ امام ابن حجر مکی نے

کف الرعاع میں ارشاد فرمایا۔ (ت)

حدیث صحیح جلیل متصل لا مطعن فیہ

سند اول امتنا الا عند من هو فی ہوۃ

الہوی کا بن حزم و من مثله غوی و

قد اخرجہ ایضاً الابنۃ احمد و ابوداؤد و

ابن ماجۃ و اسمعیل و ابونعیم باسانید

صحاح لا یغار علیہا و صححہ جماعۃ

آخرون من الائمة کما قالہ بعض

الحفاظ قالہ الامام ابن حجر المکی

فی کف الرعاع

لہ سیر الاولیاء باب نہم در سماع و وجد و رقص

لہ فوائد الفوائد

لہ صحیح البخاری

لہ کف الرعاع عن محرمات اللہ و السماع

۸۳۷/۲

ص ۲۷۰

قدیمی کتب خانہ کراچی

مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی

کتاب الاشربہ

مکتبۃ اللہ و السماع

فقیر غفر لہ المولیٰ القدر نے اپنے فتاویٰ میں ثابت کیا ہے کہ ان پیروان ہوائے نفس کا حضرات اکابر
چشت قدست اسرار ہم کی طرف سماع مزامیر نسبت کرنا محض دروغ بیفروغ ہے ان کے اعظم اجلہ تصریح
فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر افترا ہے نیز ان کے تمام تمسکات و اہیہ کا ایک اجمالی
جواب موضع صواب ان لغظوں میں گزارش کر دیا ہے کہ بعض جہال بدست یا نیم ملا ہوس پرست یا جھوٹے صوفی
باد بدست کہ احادیث صحیحہ مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محفل واقفے یا متشابہ کلمے پیش کرتے ہیں انھیں
اتنی عقل نہیں یا قصد لبے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ
واجب الترتیب ہے پھر کہاں حکایت فعل پھر کیا محرم کجایم، ہر طرح یہی واجب العمل، اسی کو ترجیح، مگر ہوس پرستی کا
علاج کس کے پاس ہے، کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے اقرار لاتے نہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور
الزام بھی ٹالیں، اپنے لئے حرام کو حلال بنالیں میں نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ ایسی محافل میں جتنے لوگ کثرت سے
جمع کئے جاتیں گے اسی قدر گناہ و وبال صاحب محفل و داعی پر پڑھے گا۔ حضار سب گنہگار اور ان سب کا گناہ
گانے بجانے والوں پر اور ان کا ان کا سب کا بلانے والوں پر۔ بغیر اس کے کہ ان میں کسی کے اپنے گناہ میں کچھ کمی ہو مثلاً
دس ہزار حضار کا مجمع ہے تو ان میں ہر ایک ایک گناہ، اور فرض کچھ تین قوال تو ان میں ہر ایک پر اپنا گناہ
اور دس دس ہزار گناہ حاضرین کے، یہ مجموعہ چالیس ہزار چار اور ایک اپنا، کل چالیس ہزار پانچ گناہ داعی و بانی پر
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من دعا الى ضلالة كان عليه من الاثم
مثل آثام من تبعه لا ينقص ذلك من آثامهم
شيئاً۔ رواه الاثمة احمد والستة الا البخاري
عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه۔

جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے اُس کے بلانے
پر چلیں اُن سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور اس
سے اُن کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہو۔ (امام بخاری
کے علاوہ امام احمد اور دیگر کرام
نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند کے ساتھ
اس کو روایت کیا ہے۔ ت)

ایسے محرمات کو معاذ اللہ موجب قربت بنانا جہل و ضلال اور ان پر اصرار کبیرہ شدیدہ اوبال اور دوسروں

۱۔ سنن ابی داؤد کتاب السنۃ ۲/۲۹۹، جامع الترمذی ابواب العلم ۲/۹۲، سنن ابن ماجہ باب من سن سنۃ حسنة ۱۹
صحیح مسلم کتاب العلم باب من سن سنۃ حسنة او سئلہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۴۱
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۳۹۶

کو ترغیب اشاعت فاحشہ و اضلال، والعیاذ باللہ من سوء الحال (اللہ تعالیٰ کی پناہ بُرے حال سے۔) رہا رقص اگر اُس سے یہ متعارف ناچ مراد ہو تو مطلقاً ناجائز ہے زنان فواحش کا ناچ ہے اور متصوفہ زمانہ سے بھی بعید نہیں بلکہ معہود و معلوم و مشہور ہے، جب تو یہ مخصوص قطعہ قرآنیہ حرام ہے و قد تلونا ہا فی فتاویٰ (اسے ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے۔ ت) اب اُسے مستحب و قربت جاننا درکنار مسباح ہی سمجھنے پر صراحتہ کفر کا الزام ہے اور اگر کتھکوں کا ناچ تثنیٰ و کثرت یعنی لچکے توڑے کے ساتھ ہے جب بھی حرام و موجب لعن ہے کما نطقت بہ الاحادیث و صرح بہ شراح الحدیث (جیسا کہ احادیث اس پر ناظمی ہیں اور شارحین حدیث نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔ ت) اور اگر ایسا نہیں بلکہ صرف حرکات مضطربہ ہیں کہ زخود موزوں نہ منکرات پر مشتمل نہ حالاً یا مآلاً لافتنے کی طرف منجر، نہ اس کے فاعلین اہل سیأت و وقار بلکہ بازاری خفیف الحرکات و قر، تو بایں ہمہ قیود بھی اس کا اقل مرتبہ یہ ہے کہ ایک قسم لہو و لغو ہے اور ہر لہو و لغو رد و باطل اور ہر باطل کا ادنیٰ درجہ مکروہ و ناجائز۔ طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ میں ہے،

الرقص وهو الحركة الموزونة على میزان
نعمه مخصوصة (والاضطراب وهو الحركة
غير الموزونة فكل واحد منهما من)
جملة (لعب غیر مستثنیٰ) کل لعب ابن آدم
حرام الا ثلثة ملاعبة الرجل اهله و تائبه
لفرسه و مئاصلة لقوسه اخرجہ المحاکم
فی المستدرک عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ
عنه و قال صحیح علی شرط مسلم۔

ساتھ اس کی سکھائی کرتے اور تیاری کرتے ہوئے کھیلنا (۳) اپنی کمان کے ساتھ تیر اندازی کرنا۔ چنانچہ امام حاکم نے مستدرک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے اس کی تخریج فرمائی اور فرمایا یہ حدیث شرط مسلم کے مطابق صحیح ہے۔ (ت)

اور اگر وجد مراد ہو تو اگر بے اختیار ہے زیر حکم نہیں کہ طر

سلطان نگیرد حشر از خراب

(کیونکہ بادشاہ بنجر اور غیر آباد زمین سے ٹیکس وصول نہیں کرتے۔ ت)

بلکہ اگر شوقاً الیٰ حضرت العزیز الودود جل و علا ہے تو نعمت کبریٰ و دولت اعلیٰ ہے تا کہ بخشند و کار زانی دارند (تا کہ دیکھا جائے کہ وہ کس پر بخشش فرماتے ہیں اور کس کو از زان (سستا) دیتے ہیں۔ ت) اور اگر با اختیار و تصنع ہو تو مداریت پر ہے اگر مجمع یا مراعی العین میں اظہارِ مشیخت و جلبِ قلوب کے لئے ہے قطعاً ریا و سمعہ و نفاق و حرام کبیر و شرک صغیر ہے اب اس کی حرمت بھی ضرور اجماعیہ ہے فقہانے اس پر قیامت کبریٰ قائم کی اور عبادت سمجھنے والے کو کافر لکھا، طریقہ و حدیقہ میں ہے،

ویدخل فیہما اے فی الرقص و الاضطراب (ما یفعلہ بعض الصوفیۃ) الذین ینسبون انفسہم الیٰ مذهب التصوف و ہم مصرون علیٰ انواع الفسوق و الفجور بل ہو اشد لانہم یفعلونہ علیٰ اعتقاد العبادۃ فیخاف علیہم امر عظیم) و هو الکفر باستحلال المحرم (قال العلامة ابوبکر الطرطوسی رحمہ اللہ تعالیٰ اما الرقص و التواجد) الذی یوجب اللہ عن ذکر اللہ تعالیٰ (فاول ما احدثہ اصحاب السامری لما اتخذ لہم عجلاً جسداً لہ خوارقاموا یرقصون علیہ و یتواجدون) اے یرقصون الوجد بالفعل المحرم و هو عبادۃ غیر اللہ کما یفعل ہؤلاء یا کلون الحشیش و یرقصون من نشاط نفوسہم بالمحرم القطعی و الکبر و الاعجاب و یتواجدون بالوجد الشیطانی

اور اس رقص و اضطراب میں وہ کام بھی داخل اور شامل ہے جو بعض صوفیاء کیا کرتے ہیں جو اپنے آپ کو طریقہ تصوف کے ساتھ منسلک گردانتے ہیں حالانکہ وہ کئی قسم کے فسق و فجور اور زیادہ سخت قسم کے جرائم پر اصرار کرتے ہیں اس لئے کہ وہ یکام عبادت کے اعتقاد کے ساتھ کرتے ہیں لہذا (اس عقیدہ کے باعث) ان پر امر عظیم کا خطرہ اور خوف ہے اور حرام کو حلال کہنے کی وجہ سے یہ کفر ہے۔ چنانچہ علامہ ابوبکر طرطوسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رقص اور اظہار و وجد جو یاد الہی سے بے خبر اور غافل کر ڈالے اسے سب سے پہلے ایجاد کرنے والے سامری کے اجباب تھے۔ جب سامری نے ان کے لئے بچھڑا تیار کیا یعنی بچھڑے کا ڈھانچہ تیار کیا تو اس میں سے بچھڑے کی آواز آنے لگی، وہ آواز سن کر سامری کے ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے آگے ناپچنے اور جھومنے لگے اور وجد کا اظہار کرنے لگے یعنی حرام فعل سے اظہار و وجد کرتے رہے جو کہ غیر خدا کی عبادت ہے اور قطعی حرام، تکبر و خود پسندی کا طریقہ ہے جیسے یہ لوگ کرتے ہیں، بھنگ پیٹے ہیں اور اپنے آپ کو خوش رکھنے کے لئے ناپچتے ہیں،

والشہوات النفسانية بين الفسقة المختلطين
بالمرادات الحسان الوجوه على سماع
الطنابير والنمرود فمؤيد الكفار وفي
التأثر خانية الرقص في السماع (للاست
المذكورة بالحالة المزبورة (لا يجوز) فعلة
لاحضوہ (وفي الذخيرة انه كبيرة و قال
البزازي قال القرطبي حرام بالاجماع و رأيت
فتوى شيخ الاسلام جلال الملة والدين
الکيلاني ان مستحل هذا الرقص (الموصوف
بما ذكرنا من المحرمات القطعية (كافر لما علم
ان حرمة بالاجماع اھ ملخصين و تمام
الکلام فیہما۔

ستار وغیرہ سے راگ سُنتے ہیں، فاسقوں کے درمیان
شیطانی اور شہوانی جذبات کے ساتھ اظہارِ وجد
کرتے ہیں، بے ریش خوبصورت لونڈوں سے
اختلاط اور میل جول رکھتے ہیں۔ بس یہ کفار کا طریقہ کا
ہے۔ چنانچہ ستار خانہ میں ہے کہ بیان کردہ حالات
کے مطابق آلاتِ راگ کی وجہ سے سماع کے موقع پر
ناچ کرنا جائز نہیں اور نہ وہاں حاضر ہونا درست
ہے، اور ذخیرہ میں ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔
بزازی نے قرطبی کے حوالے سے ذکر کیا کہ یہ قطعی
اور بالاتفاق حرام ہے، چنانچہ شیخ الاسلام جلال الملة
والدين کیلانی کا میں نے فتویٰ دیکھا وہ فرماتے ہیں
اس رقص کو حلال کہنے والا کافر ہے اس لئے کہ یہ

ہمارے ذکر کردہ محرمات سے موصوف (اور ان پر مشتمل ہے) کیونکہ یہ معلوم شدہ ہے کہ اس کی حرمت بالاجماع
ہے (خلاصہ کرنے والوں کی عبارت پوری ہوگئی) اور پورا کلام اس میں ہے (ت)
اور اگر غلو و تنہائی محض میں جہاں کوئی دوسرا نہ ہو بنیت محمودہ مثل تشبہ بر عشاق و الہین یا جلب
حالات صالحین ہو تو ائمہ شان میں مختلف فیہ بعض ناپسند فرماتے ہیں کہ صدق و حقیقت سے بعید ہے اور
ارجح یہ ہے کہ ان نیتوں کے ساتھ جائز بلکہ حسن ہے کہ من تشبه بقوم فهو منهم (جب کوئی شخص کسی
قوم سے مشابہت اختیار کرے تو وہ اسی میں شمار ہوتا ہے۔ ت) ۵

ان لم تکنوا مثلہم فتشبهوا ان التشبه بالکرام فلاح
(اگر تم ان جیسے نہیں ہو پھر ان جیسی صورت بناؤ یعنی ان سے مشابہت اختیار کرو کیونکہ شرفاً
سے مشابہت اختیار کرنا ذریعہ کامیابی ہے۔ ت)

اور سچی نیت سے نیکوں کی حالت بناتے بناتے خدا چاہے تو واقعیت بھی مل جاتی ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان هذا القرآن نزل بحزن وكابة فاذا قرأتموه فابكوا فان له تبكوا فتبكوا - رواه ابن ماجه ومحمد بن نصر في الصلوة والبيهقي في الشعب -

بیشک قرآن غم و کرب کے ساتھ اُتر رہا ہے تو جب اسے پڑھو تو روؤ اور اگر رونانہ آئے تو روئی صورت بناؤ (ابن ماجہ اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں اسے روایت کیا ہے۔ ت)

حقیقہ نذیر میں بعد عبارت مذکورہ و بیانات نفیسہ ناصحہ مقبولہ ہے :

فان طريق الواحد والتواجد الذي تعلمه الفقراء الصادقون في هذا الزمان بعده كما كانوا يعلمونه من قبل في الزمان الماضي نور هداية و اشر توفيق من الله تعالى وعنايه الى ان نقل عن حسن التنبه للعلامة النجم الغزوي انه قال بعد ذكر الوجد والتواجد عن اکابر الائمة و امامين اظهر هذه الاحوال تعتمد للتوصل الى الدنيا ولتعقده الناس ويتبركوا به فهذا من اقبح الذنوب المهلكات والمعاصي الموبقات ثم قال في الحديقة ولا شك ان التواجد وهو تكلف الوجد و اظهاره من غير ان

اس لئے کہ وجد اور تواجد کا طریقہ جسے اس زمانہ کے سچے فقراء ہی جانتے ہیں جیسا کہ پہلے زمانہ کے لوگ جانتے تھے ایک نور ہدایت اور اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی عنایت کا اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ حسن التنبہ میں علامہ النجم الغزوی سے نقل فرمایا کہ علامہ موصوف نے اکابر ائمہ سے وجد اور تواجد کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا لیکن جس نے ان حالات کو دانستہ دنیا تک رسائی حاصل کرنے اور دنیا طلبی کے لئے ظاہر کیا کہ لوگ اس کے معتقد ہو جائیں اور اس سے برکت حاصل کریں تو یہ رویہ انتہائی قبیح اور مہلک ہے اور تباہ کن جرائم اور گناہوں میں شامل ہے اھ، پھر حقیقہ نذیر میں فرمایا: بلاشبہ تواجد بناوٹی اور نمائشی وجد ہے بغیر حقیقی وجد کے۔ اور اس میں حقیقی اہل وجد

لہ سنن ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ باب فی احسن الصوت بالقرآن ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۹۶
شعب الایمان حدیث ۲۱۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۸۸/۲
الحدیقۃ النذیرۃ الصنف التاسع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۵۲۳/۲ تا ۵۲۵

یکون له وجد حقيقة فيه تشبه
 باهل الوجد الحقيقي وهو جازل مطلوب
 شرعا قال رسول الله صلى الله تعالى عليه
 وسلم من تشبه بقوم فهو منهم رواه
 الطبرانی فی الاوسط عن حذيفة بن
 الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما وانما كانت
 المتشبهه بالقوم منهم لان تشبهه بهم
 يدل علی حبه اياهم ورضاه باحوالهم
 وافعالهم وقد قال رسول الله
 صلى الله تعالى عليه وسلم
 ان الرجل اذا مرضى هدى
 الرجل وعمله فهو مثل عمله
 رواه الطبرانی من حدیث
 عقبه بن عامر رضی اللہ
 تعالیٰ عنه (الم ان قال
 بعد ما اطال واطاب كما
 هو دأبه قدس سره)
 اما تكلف الوجد علی الوجه
 الصحيح لاجل التشبه بالصالحين
 ولغير ذلك من المقاصد الحسنة
 فقد اشار اليه العلامة النسيخ
 القشيري في اوائل رسالته
 المشهورة حيث قال التواجد
 استدعاء الوجد بضرب اختيار
 وليس لصاحبه كمال الوجد

کے ساتھ تشبیہ یعنی مشابہت ہے اور یہ جائز بلکہ
 شرعاً مطلوب ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو کوئی کسی قوم سے مشابہت
 اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔ امام طبرانی نے
 الاوسط میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما کے حوالے سے اسے روایت فرمایا: کسی قوم
 سے مشابہت اختیار کرنے والا کیوں اسی قوم میں
 شمار کیا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی شخص کا
 کسی قوم سے مشابہت اختیار کرنا اس بات پر
 دلالت کرتا ہے کہ اس شخص کی ان لوگوں سے دلی
 محبت ہے اور یہ ان کے حالات و افعال (اور
 روش) پر راضی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب کوئی مرد کسی شخص
 کی سیرت اور اس کے عمل سے خوش اور راضی ہو
 تو وہ ایسے ہے جیسے اس نے بھی وہی عمل کیا۔
 امام طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کی حدیث کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے
 یہاں تک کہ اپنی ظویل پاکیزہ گفتگو کے بعد جیسا کہ
 علامہ موصوف کی عادت ہے ارشاد فرمایا رہا یہ
 کہ وجہ صحیح کے مطابق نمائشی وجد برائے مشابہت
 صلحا و برائے دیگر مقاصد نیک تو یہ ٹھیک اور
 درست ہے جیسا کہ علامہ شیخ قشیری نے اپنے
 رسالہ مشہورہ کی ابتداء میں اس کی طرف اشارہ
 فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا "تواجد" کسی نوع کے
 اختیار سے اپنے آپ پر حالت وجد طاری کرنے کا

اذلوا كان لكان واجدا باب التفاعل اكثره
على اظهار الصفة وليست كذلك فقوم
قالوا التواجد غير مسلم لصاحبه لما يتضمن
من التكلف ويبعد عن التحقيق وقوم قالوا
انه مسلم للفقراء المجريين الذين
ترصدوا الوجدان هذه المعاني واصولهم
خير الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم
ابكوا فان لم تبكوا فبنا كوا الله في شرعة الاسلام
قال ومن السنة ان يقرأ القرآن بحزن
ووجدان القرآن نزل بحزن فان لم يكن
له حزن فليتحازن الله والمحصلات
تكلف الكمال من جملة الكمال والتشبه
بالاولياء لمن لم يكن منهم امر مطلوب
مرغوب فيه على كل حال بالاختصار۔

نام ہے جبکہ صاحب وجد میں کمال وجد نہ ہو (یعنی
کما حقہ وجد نہ ہو) اس لئے کہ اگر اس میں
حقیقی وجد ہوتا تو وہ واجد (وجد کرنے والا)
کہلاتا کیونکہ تواجد باب تفاعل ہے اور یہ
زیادہ تر حقیقت کی بنا پر نہیں، بلکہ بناوٹی و نمائشی
اظہار صفت کے لئے آتا ہے اسی لئے بعض علم
والے کہتے ہیں کہ تواجد "صاحب تواجد کی طرف سے
مسلم یعنی تسلیم شدہ اور ٹھیک نہیں، کیوں؟
اس لئے کہ یہ تکلف پر مبنی ہوتا ہے اور حقیقت سے
بعید ہوتا ہے جبکہ کچھ لوگوں نے فرمایا کہ ان فقراء
کے لئے درست ہے جو مجرّد ہوں اور ان معانی
کے پالنے کے منتظر اور خواہاں ہوں جو مطلوب
مقصود ہیں اور ان کی دلیل حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ لوگو! کم ہنسو
اور زیادہ رویا کرو اور اگر رونانا آئے تو کم از کم رونی صورت ہی بنالیا کرو۔ شرعۃ الاسلام میں
فرمایا سنت یہ ہے کہ قرآن مجید غم کے ساتھ وجد سے پڑھے اس لئے کہ قرآن مجید غم کے ساتھ
نازل ہوا ہے اور اگر غم کی کیفیت طاری نہ ہو تو غمگین صورت ہی بنالی جائے اور مختصر یہ کہ تکلف
کمال بھی منجملہ کمال ہے یعنی کسی کمال میں بناوٹ اور نمائش اختیار کرنا بھی کمال میں شامل ہے اور جو شخص
اولیاء اللہ میں سے نہ ہو اس کا اولیاء اللہ سے مشابہت اختیار کرنا ایسا امر مطلوب ہے جو بہر حال
لائی توجہ ہے، اختصار سے عبارت مکمل ہو گئی ہے۔ (ت)

بالجملہ وجد صوفیہ کرام طالبین صادق اصلا محل طعن نہیں اور دربارہ امر قلب و نیت باطن صادق و
کاذب میں تمیز مشکل اور اسارت ظن حرام و باطل واللہ یعلم المفسد من المصلح (اللہ تعالیٰ

فسادی اور مخلص دونوں کو جانتا ہے۔ (ت) ردالمحتار میں نور العین فی اصلاح جامع الفضولین اور اسی میں علامہ تحریر ابن کمال باشا وزیر سے ہے

ما فی التواجد عن حقیقت من حرج ولا التایل انت اخلصت من باس
فهمت تسعی علی رجل وحق لمن دعاه مولاہ ان یسعی علی الراس
(اگر تواجہ سچا اور حقیقی ہو تو کوئی حرج نہیں اور اضطراب (لاکھڑانے) میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ ہو پھر تو پاؤں پر کھڑا رہ کر دوڑ لگاتا رہ، اور اس کے لئے حق ہے جس کو اس کا مولا بلائے تو وہ اپنے سر کے بل دوڑتا ہوا جائے الخ۔ (ت) واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال دوم

ان محرمات ابا طیل کو معاذ اللہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا ضرور حضور میں سوئے ادب اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء و کذب ہے
وکفی بہ اثما مبینا، انما یفتري الکذب الذین
یسی کھلا گناہ ہے اور جھوٹ وہی گھڑتے ہیں جو
لا یؤمنون بک
ایمان نہیں رکھتے۔ (ت)

پھر جمیع صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین کا نام لے دینا کیا جائے ادب۔ مشائخ طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں زیادہ مہربانی حضرات چشت پر ہے ان کے ارشادات اور گزرے، اور حضرت مولانا فخر الدین فراوی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زمانہ حضور میں خود حکم حضور سے رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریر فرمایا جس میں ارشاد فرماتے ہیں :

اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم فبئى
یعنی ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سماع
عن هذه التهمة وهو مجرد صوت القول
اس تہمت مزامیر سے مبرا ہے وہ تو صرف قوال کی
مع الاشعار المشعرة من کمال صنعة
آواز ہے ان اشعار کے ساتھ کہ کمال صنیع خداوندی
اللہ تعالیٰ بک
جل و علا پر آگاہ کریں۔ (ت)

دار احیاء التراث العربی بیروت
۳۰۸/۴
سہ القرآن الکریم
۱۰۵/۱۶

رد المحتار باب المرتد
۵۰/۴
سہ کشف القناع عن اصول السماع

بالجملہ ائمہ عارفین و ارشاد انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اجماعاً ضرور ان بہتانوں سے منزہ ہیں، حکایت بے سرو پا رطب و یابس بے سند معتد قابل قبول نہیں نہ خلاف بعض مذہب مذہب جمہور خصوصاً تصریحات جلیلہ کتب مذہب پر کچھ اثر ڈالے ہاں خواہش نفسانی کی پیروی کو اخذ و تلفیق بے تحقیق کا شہر شخص کو اختیار ہے مغلوبین حال کے افعال احوال اقوال اعمال نہ قابل استناد ہیں نہ لائق تقلید۔ حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی شہنوی شریف میں فرماتے ہیں:۔

در حق او شہد و در حق تو سم در حق او مدح و در حق تو ذم
در حق او درد و در حق تو خار در حق او نور و در حق تو تاری

(اس کے حق میں شہد ہے جبکہ تیرے لئے زہر ہے، اس کے حق میں تعریف ہے جبکہ تیرے حق میں بُرائی ہے، اس کے لئے تو پھول اور تیرے لئے کانٹا ہے، اس کے حق میں نور ہے جبکہ تیرے حق میں نار (آگ) ہے۔ ت)

بالفرض اگر زید بھی اپنے مغلوب الحال ہونے کا دعویٰ کرے اور مان بھی لیا جائے تو ایک زید وارفہ و بنجود سہی یہ جو سیکڑوں ہزاروں عوام کا ہجوم و ازدحام کر آیا جاتا ہے کیا یہ بھی سب خدا رسیدہ مغلوب الحال ہو کر آئے ہیں یا دُنیا بھر سے چھانٹ چھانٹ کر پاگل بوہرے بلائے ہیں جن پر شرع کا قلم تکلیف نہیں، اور جب یہ کچھ نہیں تو اس مجمع کی تحریم اور بانی کی تائیم میں اصلاً شک نہیں فانما علیک اثم الادیسین (لہذا کا شکاروں کا گناہ تمہارے سر ہے۔ ت) واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال سوم

بدیہیات دینیہ سے ہے کہ اولاً عقائد اسلام و سنت پھر احکام صلوٰۃ و طہارت وغیرہ ضروریات شرعیہ سیکھنا سکھانا فرض ہے اور انہیں چھوڑ کر دوسرے کسی مستحب و پسندیدہ علم میں بھی وقت ضائع کرنا حرام نہ کہ موسیقی کہ اس کا ہلکا درجہ لغو و فضول اور بھاری پایہ مخزن آثام۔ وعدۃ الوجود و حقائق و دقائق تصوف جس طرح صوفیہ صادقہ مانتے ہیں (نہ وہ جسے متصوف زنادقہ جانتے ہیں) ضرور حق و حقیقت ہے مگر اس میں اکثر ذوق ہے کہ اُن مقامات عالیہ پر وصول کے بعد منکشف ہوتا ہے زبانی تعلیم و تعلم سے تعلق نہیں رکھتا اور بہت وہ ہے جسے عوام تو عوام آج کل کے بہت مولوی کہلانے والے بھی نہیں سمجھ سکتے

اور خود اکثر یہ جو بیرو مشائخ بنتے ہیں طوطے کی طرح چند لفظ یاد کر لینے کے سوا معانی کی ہوا سے بھی مس نہیں رکھتے پھر کون سکھائے گا اور کون سکھے گا۔ ہاں یہ ضرور ہوگا کہ ایک تو ان انگٹھ بتانے والوں کی کج فہمی کہ مطلب کچھ ہے اور سمجھے کچھ دوسرے ان معانی کے لئے الفاظ کی نایابی کہ وہ اکثر حال ہے نہ قال، تیسرے اس پر طرہ کہ ان صاحبوں کی کج معج بیانی کہ جس قدر دونوں پہلوتی و حقیقت کے سمجھائے ہوئے بیان میں لاسکتے تھے یہ بتانے والے حضرات اُسے پر بھی قدرت نہیں رکھتے اور اگر قدرت ہو بھی تو حفظ دین و ایمان کی پروا کسے جو تھے ان سب پر بالان جاہلوں بے تمیزوں کی کوئی جنھیں یہ حقائق و دقائق سکھائے جائیں گے انھیں ابھی سیدھے سیدھے احکام سمجھنے کے لئے ہیں ان مشابہات کو کون سمجھے گا۔ غرض اس کا اثر ضرور ان کا بگڑنا ہفتے میں پڑنا زندگی مرتد یا ادنیٰ درجہ گمراہ بدین ہو جانا ہوگا و بس۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ما انت محدث قوم احديث لا تبلغه عقولهم الا كان على بعضهم فتنة - رواه ابن عساكر
یعنی جب تو کسی قوم کے آگے وہ بات بیان کرے گا جس تک اُن کی عقلیں نہ پہنچیں تو ضرور وہ ان میں کسی پر فتنہ ہوگی (امام ابن عساکر نے حضرت عبداللہ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا ہے)
امام حجۃ الاسلام محمد غزالی پھر علامہ مناوی شارح جامع صغیر پھر سیّدی عبدالغنی نابلسی حدیث میں فرماتے ہیں:

ان العالمی اذا زنی او سرق خیر الہ من ان یتکلم
فی العلم باللہ من غیر اتقان فیقع فی الکفر
من حیث لا یدری کمن یرکب لجة البحر
ولا یوف السباحة و مکائد الشیطان فیما
یتعلق بالعقائد والمذاهب لا تخفی علی اللہ
تعالی اعلم۔
کوئی عام آدمی بدکاری اور چوری کرے تو باوجود
گناہ ہونے کے اس کے لئے یہ عمل اتنا مہلک اور
تباہ کن نہیں جتنا بلا تحقیق علم الہی کے بارے میں
کلام کرنا مہلک ہے کیونکہ بلا تحقیق اور بغیر نچتگی علم
کے کہیں وہ کفر کا ترکب ہو جائے گا اور اسے علم
بھی نہیں ہوگا اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے تیرنا
جانے بغیر دریائی موجوں اور لہروں پر سوار ہونے کے، اور شیطان کی فریب کاریاں جو عقائد اور مذاہب سے

لہ کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن ابن عباس حدیث ۲۹۰۱۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۹۲/۱۰

لہ المہرۃ الندیۃ النوع الحادی والعشرون سؤال وتفتیش العوام عن کنہ ذات اللہ وصفاتہ

المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ فیصل آباد ۲۷۰/۲

تعلق رکھتی ہیں کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہیں، اور اللہ تعالیٰ سب کچھ خوب جانتا ہے۔ (ت)

جواب سوال چہارم

امر بالمعروف ونہی عن المنکر ضرور بنصوص قاطعہ قرآنیہ اہم فرائض دینیہ سے ہے اور بحال وجوب اس کا تارک آثم وعاصی، اور ان نافرمانوں کی طرح خود بھی مستحق عذاب دنیوی و اخروی۔ احادیث کثیرہ اس معنی پر ناظر ہیں اور اہلسنت وغیرہم کا واقعہ خود قرآن عظیم میں مذکور۔ قال اللہ تعالیٰ:

لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد وعلی بن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون^۱ ۱ کانوا لا یتناہون عن منکر فعلوه لبئس ما کانوا یفعلون^۲

اصحاب سبت پر داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی: الہی! انھیں لعنت کر اور لوگوں کے لئے نشانی بنا دے۔ بند رہو گئے۔ اہل مائدہ پر علی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی دعا کی سُورہ ہو گئے، والعیاذ باللہ رب العالمین۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کلا واللہ لتأمرن بالمعروف ولتنہون عن المنکر اولیضربن اللہ بقلوب بعضکم علی بعض ثم یلعنکم کما لعنہم۔ رواہ ابو داؤد عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ هذا مختصر۔

یوں نہیں، خدا کی قسم یا تو تم ضرور امر بالمعروف کرو گے اور ضرور نہی عن المنکر کرو گے یا ضرور اللہ تعالیٰ تمہارے دل آپس میں ایک دوسرے پر مارے گا پھر تم سب پر اپنی لعنت اتارے گا جیسی ان بنی اسرائیل پر۔ (امام ابو داؤد نے حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے اسے روایت کیا ہے، یہ مختصر ہے۔ (ت)

مگر یہ امر وہی نہ شخص پر فرض نہ ہر حال میں واجب، تو بحال عدم وجوب اس کے ترک پر یہ احکام نہیں بلکہ بعض

۱۔ القرآن الکریم ۵/۸۰

۲۔ " ۵/۸۹

صور میں شرع ہی اُسے ترک کی ترغیب دے گی جیسے جبکہ اُس سے کوئی فتنہ اشد پیدا ہوتا ہو، یونہی اگر جانے کہ بے سود ہے کارگرنہ ہوگا تو خواہی خواہی چھڑنا ضرور نہیں خصوصاً جبکہ کوئی امر اہم اصلاح پارہا ہو، مثلاً کچھ لوگ حریر کے عادی نماز کی طرف جھکے یا عقائد سنت سیکھنے آتے ہیں اور جب حریر و پابندی وضع میں ایسے منہمک ہیں کہ اس پر اصرار کیجئے تو ہرگز نہ مانیں گے غایت یہ کہ آنا چھوڑ دیں گے وہ رغبت نماز و تعلم عقائد بھی جائے گی تو ایسی حالت میں بقدر تیسرا انہیں ہدایت اور باقی کے لئے انتظار وقت و حالت ترک امر و نہی نہیں بلکہ اُسی کی تدبیر دینی ہے۔

واللہ یعلم المفسد من المصلح
واللہ علیم بذات الصدور
اللہ تعالیٰ فساد اور مصلح دونوں سے واقف ہے اور وہ سینے میں پوشیدہ راز جاننے والا ہے۔ (ت)

بستان امام فقیہ سمرقند پھر محیط پھر ہند یہ میں ہے،

ان الامر بالمعروف علی وجہ انت کانت
یعلم باکبر ساریہ انه لو امر بالمعروف
یقبلون ذلك منه ویستعصون
عن المنکر فلا مرد واجب علیہ ولا یسعه
ترکہ ولو علم باکبر ساریہ انه
لو امرهم بذلك قذفوه و شتموه
فترکہ افضل و كذلك لو علم
انهم یضربونه ولا یصبر علی ذلك
ویقع بینهم عداوة و یھیج
منہ القتال فترکہ افضل
ولو علم انهم لو ضربوه و
صبر علی ذلك ولا یشکو الی

امر بالمعروف کی متعدد قسمیں ہیں، اگر کوئی اپنے غالب گمان کی بنا پر سمجھتا ہے کہ اگر اس نے امر بالمعروف کیا تو لوگ اس کی بات تسلیم کریں گے اور گناہ سے باز آجائیں گے تو ایسی صورت میں اس پر امر بالمعروف واجب ہوتا ہے یعنی اسے ترک کرنے کی گنجائش نہیں ہوتی اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ اس کے امر بالمعروف کا الٹا اثر ہوگا لوگ الزام تراشی اور گالی گلوچ سے کام لیں گے تو اس صورت میں امر بالمعروف نہ کرنا افضل ہے۔ اسی طرح اگر جانتا ہے کہ امر بالمعروف کرنے کی صورت میں لوگ زد و کوب کریں گے اور یہ اسے برداشت نہیں کر سکے گا اور باہمی عداوت و خانہ جنگی کی صورت پیدا ہو جائے گی تو ایسی

احد فلا بأس بان ينهى عن ذلك وهو
مجاهد ولو علم انهم لا يقبلون منه
ولا يخاف منه ضرباً ولا شتما فهو
بالخيار والامر افضل
صورت حال میں بھی امر بالمعروف کا ترک کر دینا
افضل ہے۔ اور اگر اسے معلوم ہے کہ لوگ مشتعل
ہو کر اسے اذیت پہنچائیں گے مگر وہ صبر کر لے گا اور
سختی بڑاشت کر لے گا اور کسی سے شکوہ شکایت
نہیں کرے گا تو پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ایسی صورت حال میں
اس کا عمل ایک مجاہد کا سا عمل متصور ہوگا، اور اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ لوگ اس کی بات تو نہیں مانیں گے
البتہ کسی سخت رد عمل کا اظہار بھی نہیں ہوگا (یعنی نہ ماننے کے باوجود مار پیٹائی اور گالی گلوچ سے کام
نہیں لیں گے) تو اس صورت میں اسے اختیار ہے کہ امر بالمعروف سے کام لے یا نہ لے البتہ یہاں
امر بالمعروف افضل ہے۔ (ت)

لیکن پیری مریدی اگر دل سے ہے تو وہاں ایسی صورت کا پیدا ہونا جس میں امر و نہی منجر بضر ہوں
ظاہراً نہ رہے ایسے قبوعوں مقتداؤں پر اس فرض اہم کی اقامت بقدر قدرت ضرور لازم اور اسی میں
ادنی اتباع کے حق سے ادا ہونا ہے جو باوصف قدرت وعدم مضرت ان کے سیاہ و سپید سے کچھ مطلب
نہ رکھے بلکہ ہر حال میں خوش گزران کی ٹھہرائی خواہیوں کہ خود ہی احکام شرعیہ کی پروا نہ رکھتا ہو جیسے آج کل کے
بہت آزاد متصوّف یا کسی دنیوی لحاظ سے پابندی شرع کو نہ کہتا ہو جیسے در صورت امر و نہی اپنے پلاؤ و قورے
یا آوجہگت پر خائف تو یہ ضرور پیر غواہیت ہے نہ کہ شیخ ہدایت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال خیم

ہندو قطعاً بت پرست مشرک ہیں وہ یقیناً بتوں کو سجدہ عبادت کرتے ہیں اور بالفرض نہ بھی ہو تو
بتوں کی ایسی تعظیم پر بھی ضرور حکم کفر ہے اور انہیں بارگاہ عزت میں شفیع جاننا بھی کفر، ان سے شفاعت
چاہنا بھی کفر کہ قطعاً اجماعاً یہ افعال و اقوال کسی مسلم سے صادر نہیں ہوتے، نہ کوئی مسلمان بلکہ کوئی اہل ملت
بت کی نسبت ایسا اعتقاد رکھے اور اس میں صراحتاً تکذیب قرآن و مفادات رحمن ہے۔ شرح فقہ اکبر
میں ہے :

قال ابن الهمام وبالجملة فقد ضم الى
محقق ابن الهمام نے فرمایا حاصل یہ ہے کہ وجود ایمان

کے لئے چند امور کے اثبات کا انضمام کیا جائے گا
اور ان میں غل اندازی بالاتفاق ایمان میں غل اندازی
کے مترادف ہوگی جیسے بت کو سجدہ نہ کرنا، کسی نبی
کو قتل نہ کرنا، نبی یا مصحف یا بیت اللہ شریف
کی توہین نہ کرنا الخ۔ (ت)

تحقیق الایمان اثبات امور الاخلال بہما
اخلال بالایمان اتفاقا ترک السجود
لصنم و قتل نبی او الاستخفاف بہ او
بالمصحف او الکعبة الخ۔

اعلام بقواطع الاسلام میں قواعد امام قرافی سے ہے :

یہ جنس، والد کے لئے ثابت ہے اگرچہ کسی زمانے
یا کسی شریعت میں ہو پس یہ شبہہ کفر فاعل کے لئے
دافع ہوگا بخلاف اس کے کہ مثل بت یا سورج
کو سجدہ کیا جائے کیونکہ وہ اور جو بھی اس کے مشابہ
ہو تعظیم میں، کسی شریعت میں وارد نہیں ہوا لہذا
اس کام کے کرنے والے کے لئے کوئی ضعیف
اور قوی شبہہ نہیں بس کرنے والا کافر ہے اور جس
کی تعظیم کے لئے شریعت میں کچھ وارد نہیں ہوا
ارادہ تقرب کے لئے اسے نہیں دیکھا جائے گا
بخلاف اس کے جس کی تعظیم کے لئے شریعت
وارد ہوئی۔ (ت)

هذا الجنس قد ثبت للوالد ولو في زمن من
الازمان و شريعة من الشرائع فكان شبهة
دارئة لكفر فاعله بخلاف السجود لنحو
الصنم او الشمس فانه لم يرد هو ولا ما يشابهه
في التعظيم في شريعة من الشرائع
فلم يكن لفاعل ذلك شبهة لضعيفة و
لا قوية فكان كافرا ولا نظر لقصد التقرب
فيما لم ترد الشريعة بتعظيمه بخلاف من
وردت بتعظيمه۔

شفا شریف میں ہے :

اسی طرح سب ایسے کام جن کا صدور کفار سے ہوتا
ہے اگر وہ دعویٰ اسلام کے باوجود وہ کام
کرے تو اس کی تکفیر پر مسلمانوں کا اتفاق ہے
اور ہم بھی اس کی تکفیر کرتے ہیں جیسے چاند،

كذلك تكفر بكل فعل اجمع المسلمون
انه لا يصدر الا من كافر وان كان
صاحبه مصرحاً بالاسلام مع فعله
ذلك الفعل كالسجود للصنم وللشمس

عجب شان الہی ہے یہی ناپاک و بیباک بات یعنی اصنام سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ ملانا پہلے ایک خبیث نے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لئے لکھی تھی کہ بت پرست بھی شفاعت خواہی اور اس کے مثل افعال ہی بتوں سے کر کے مشرک ہوئے، یہی باتیں یہ لوگ انبیاء اولیاء کے ساتھ کرتے ہیں تو یہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں اب یہی مروجہ ملعون قول دوسرے نے مشرکوں کو مسلمان ٹھہرانے کے لئے کہا کہ بتوں سے شفاعت خواہی اُن کی تعظیم حتیٰ کہ انھیں سجدہ کفر نہیں کہ مسلمان بھی تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کرتے اُن سے شفاعت مانگتے ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم نسأل اللہ العفو والعافیۃ (گناہوں سے بچنے اور نیکی اپنانے کی طاقت بجز اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ عظیم القدر کی توفیق کے کسی میں نہیں ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت مانگتے ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

رسالہ مسائل سماع ختم ہوا۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

مسئلہ از کثرہ ڈاکخانہ او برہ ضلع گیا۔ مسئلہ مولوی سید کریم خاں صاحب غرہ جمادی الآخرہ ۱۳۱۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک زمیندار مسلمان کی کچہری میں ایک کالستہ بذریعہ نوکری اسی زمیندار کے ہاں سکونت گزیں ہے اور اُس میں ناقوس بجا یا کرتا ہے اور وہ زمیندار ناقوس بجانے سے اس کو نہیں روکتا ہے تو وہ زمیندار رضا با کفر کے باعث گنہگار ہو گا یا نہیں؟
 بیّنوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

بیشک گنہگار اور سخت گنہگار کہ از الہ منکر بقدر قدرت فرض ہے خصوصاً منکر بھی کیسا کہ شرک کفار و عبادت بتان ناہنجار، والعیاذ باللہ العزیز الغفار۔ یہ اگر بفرض غلط اُسے نوکر رکھ کر منع پر قادر نہ ہو تو موقوف کرنے پر تو قادر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لعن اللہ من اوی محدثاً۔ رواہ الامام احمد و مسلم فی صحیحہ والنسائی عن علی کریم اللہ تعالیٰ وجہہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ کی لعنت اس پر جو کسی شرعی مجرم کو پناہ دے۔ (امام احمد اور مسلم نے اپنی صحیح میں اور نسائی نے حشر علی کریم اللہ وجہہ سے اسے روایت کیا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ مسند امام احمد بن حنبل عن علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۰۸/۱
 ۲۔ صحیح مسلم کتاب الاضاحی بتحریر الذہبی بغیر اللہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۶۱/۲ - ۱۶۰

مسئلہ ۲۸ از کلکتہ دھرم ٹنلا ۱۲۴۴ مسئلہ جناب محمد یونس صاحب ۸ رجب ۱۳۲۷ھ
 علمائے دین سے سوال ہے کہ اس شخص کا کیا حال ہے، زید حتی الامکان اوامر الہی بجالاتا
 ہے مگر نواہی کا بھی ترکب ہوتا ہے اور جو اس سے کہا جاتا ہے تو کہتا ہے: ان الحسنات ین
 السیئات (بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ ت۔)۔ بیتوا تو جبروا۔

الجواب

معصیت کے جواب میں اس آیت کریمہ کو دستاویز بنانا جاہل مغرور کا کام ہے۔
 قال اللہ تعالیٰ یرتین لہم الشیطان اعمالہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا: شیطان نے ان کے لئے
 وقال اللہ تعالیٰ ولا یغرنکم باللہ الغرور یہ ان کے کرتوت (برے اعمال) خوشنما بنا ڈالے
 ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لوگو! تمہیں خدا تعالیٰ کے معاملہ میں وہ بڑا فریبی یعنی شیطان
 دھوکے میں نہ ڈال دے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۹ از ممبئی عطار گلی کاناکہ مسئلہ مولوی ہدایت رسول صاحب ۲۱ جمادی الاخری
 کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر
 کرنا یعنی وعظ کہنا اور حاضرین جلسہ کا اس کو خاموشی اور روجہ قلب کے ساتھ ادب سے سننا مذہبی عبادت
 ہے یا نہیں؟ اور جو اس میں دست اندازی کرے غل مچائے گا یا اس کے اس نے مذہبی توہین کی یا نہیں؟
 قرآن وحدیث واقوال علمائے مکھیں اور اجماع دارین حاصل کریں۔

الجواب

عالم دین کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا بندگان خدا کو ذمی نصیحتیں دینا جسے وعظ کہتے ہیں ضرور
 اعلیٰ فرائض دین سے ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے،
 کنتم خیر امۃ اخرجت للناس
 تاملون بالمعروف وتنہون عن
 المنکر وتؤمنون باللہ
 تم سب امتوں سے بہتر ہو جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں
 حکم دیتے ہو بھلائی کا اور منع کرتے ہو برائی سے
 اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔

سۃ القرآن الکریم ۴۶/۸ و ۲۴/۲۷

سۃ العشر آن الکریم ۱۱/۱۱
 سۃ ۵/۲۵
 سۃ ۱۱/۳

اور فرماتا ہے :

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير و
يامرون بالمعروف وينهون عن المنكر
واولئك هم المفلحون ۝
اور فرماتا ہے :

وذكر فات الذكري تنفع المؤمنين ۝
اور حاضرین کا ادب و خاموشی و رجوع قلب
دینی فرض ہے ، اللہ عز و جل فرماتا ہے :
فبشر عبادي الذين يستمعون القول
فيتبعون احسنه ۝
وعظ کتارہ کہ وعظ مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے ۔
اور حاضرین کا ادب و خاموشی و رجوع قلب
دینی فرض ہے ، اللہ عز و جل فرماتا ہے :
فبشر عبادي الذين يستمعون القول
فيتبعون احسنه ۝
خوشخبری دے میرے اُن بندوں کو جو متوجہ
ہو کہ بات سنتے پھر اس کے بہتر پر عمل
کرتے ہیں ۔

اس میں دست اندازی کرنا غل مچانا گالیاں بکنا ضرور مذہبی توہین اور خاص عادت کفار بے دین ہے
اللہ عز و جل فرماتا ہے :

وقال الذين كفروا لا تسمعوا لهذا القرآن
والغوا فيه لعلمكم تغلبون ۝
کا فرج بولے اس قرآن کو نہ سنو اور اس کے
پڑھے جانے میں غل شور کرو شاید یونہی تم غالب آؤ۔
شاہ عبد القادر صاحب دہلوی برادر مولانا شاہ عبد العزیز صاحب موضع القرآن میں اس آیت کے
نیچے لکھتے ہیں : یہ جاہلوں کا زور ہے شور مچا کر سُنے نہ دینا ۔
اور فرماتا ہے :

فما لهم عن التذكرة معرضين ۝ کانهم
انہیں کیا ہوا وعظ سے منہ پھیرے ہیں گویا وہ

۱۰۴/۳ لہ القرآن الکریم

۵۵/۵۱ ۲ ۲

۱۴-۱۸/۲۹ ۳ ۳

۲۶/۲۱ ۴ ۴

۵۲۶ ۵ تفسیر موضع القرآن بر ترجمہ شاہ رفیع الدین تحت آیت وقال الذين كفروا لا تسمعوا له عما ذكر الله

حصہ مستنقرة ۵ فرات من قسوس ۵۰ بھڑکے ہوئے گدھے ہیں کہ شیر سے بھلگے ہیں۔
وعظ سے روگردانی تو شیر سے گدھے کا بھڑکنا ٹھہرے اس پر غل مچانا گایاں بکنا کیا چاند پر کتوں
کا بھونکنا نہ ہوگا۔ وعظ تو وعظ کہ وہ نبض صریح قرآن مجید فرض مذہبی ہے کتب دینیہ میں تصریح ہے کہ ہر خطبہ
حتیٰ کہ خطبہ نکاح و خطبہ ختم قرآن کا سُنا بھی فرض ہے اور اُن میں غل کرنا حرام حالانکہ خطبہ نکاح صرف
سنت ہے اور خطبہ ختم تراستحب۔ درمختار میں آیا ہے:

کذا یجب الاستماع لساائر الخطب کخطبة نکاح اسی طرح معتمد قول کے مطابق تمام خطبات کا سنا
وخطبة عید و ختم علی المعتمد واجب ہے مثلاً خطبہ جمعہ، عیدین، نکاح اور
ختم قرآن وغیرہ۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

قوله وختم ای ختم القرآن کقولہم الحمد لله رب العالمین حمد الصابرين
صاحب درمختار کا قول وختم سے مراد ختم قرآن ہے جیسے اس موقع پر ان کا کہنا ہے الحمد
لله رب العالمین حمد الصابرين یعنی تعریف اس خدا کے لئے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے ایسی
تعریف جو صبر کرنے والوں کی تعریف جیسی ہوتی ہے (ت)
طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ میں اقوال کلام ممنوع میں ہے:

النوع الثانی والخمسون قطع کلام الغیر یعنی کلام ممنوع کا نوع پنجاہ و دوم بے ضرورت تشریح
من غیر ضرورة خصوصاً اذا کانت دوسرے کی بات کا ثناء ہے جبکہ وہ علم شرعی کے
فی مذاکرۃ العلم الشرعی (وقد مر ذکر میں ہوا اور اوپر گزر چکا کہ اس پر اس وقت
ان السلام علیہ) ای علی الجالس سلام کرنا بھی گناہ ہے کہ اس میں اُسی نیک کلام
لمذاکرۃ العلم (اشم) لہما کا قطع کرنا اور قائل اور سامعین مسلمانوں کو ایذا
فیہ من قطع الخیر و ایذاء دینا ہے یوہیں جو مجلس وعظ میں بیٹھا ہو اُسے بھی
المسلم المتکلم و السامع (وکذا تکلم بات کرنا گناہ ہے اگرچہ آہستہ ہی ہو اسی طرح

بہ القرآن الکریم ۵۰ و ۵۱

۵۰ و ۵۱ درمختار کتاب الصلوٰۃ باب المجموع

۵۰ و ۵۱ ردالمحتار

۱۱۳/۱

۵۵۱/۱

مطبع محبت بانی دہلی

دار احیاء التراث العربی بیروت

من هو) جالس (فی مجلس عظة) ای
وعظ و تذکیر (ولو مع الاخفاء و کذا
مجرد التفاته و تحرکه) و قیامه
و اتکائه (من غیر حاجه و کل هذا
سواء ادب و خفة و عجلة و سفة بل
یتعین التوجه الیه و الانصات و الاستماع
الی ان ینتہی کلامه بلا التفات
ولا تحرك ولا تکلم آخر مختصراً۔

صرف بے ضرورت ادھر ادھر دیکھنا یا کوئی حرکت
و جنبش کرنا کھڑا ہو جانا یا تکیہ لگا لینا اور یہ سب
گستاخی و بے ادبی اور ہلکا پن خفیف الحرکاتی
اور جلد بازی اور حماقت ہے بلکہ لازم یہی ہے
کہ اُسی کی طرف توجہ کئے خاموش کان لگائے
نُسنے رہیں یہاں تک کہ اس کا کلام ختم ہو
اُس وقت تک نہ ادھر ادھر دیکھیں کوئی جنبش
نہ اصلاً کچھ بات کریں۔

جب وعظ میں مطلق حرکت اور آہستہ بات بے ضرورت بھی گستاخی و بے ادبی و گناہ
ٹھہرے تو غل مچانا گالیاں بکنا کس قدر سخت توہین ہو گا یہ توہین اُس عالم دین کی توہین نہ ہو گی جو اُس
وقت وعظ کرتا ہے بلکہ اصل دین اسلام اور خود ہمارے نبی اکرم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی
توہین ٹھہرے گی کہ مسند وعظ اصل مسند حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ اللہ
عز و جل فرماتا ہے :

لایہا النبی انا اس سلتاک شاہدا و مبشرا
و نذیرا و داعیا الح اللہ باذنه
سراجا منیرا ۵

اے نبی ! ہم نے تجھے بھیجا خوشخبری دیتا اور
ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا
اور آفتاب روشنی پہنچاتا۔

نیکوں پر مشرودہ دینا، برائیوں پر ڈر سناتا، اللہ کی طرف مطابق شریعت بلاتا۔
یہی معنی وعظ ہے اور آیہ کریمہ و ذکر فان الذکر ی تنفع المؤمنین (لوگوں کو نصیحت
کیجئے کیونکہ نصیحت کرنا ایمان والوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ ت) میں بھی اصل مخاطب حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں یہ کام علمائے دین حضور کی وراثت سے کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
انت العلماء ورثة الانبیاء۔ رواہ بے شک علماء انبیاء کے وراثت میں علیم الصلوٰۃ

۱۔ المدیقة الندیة شرح الطریقة المحمدیة النوح الثانی والخمسون قطع کلام الغیر مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
الطریقة المحمدیة
۲۔ القرآن الکریم ۳۳/۳۵ و ۶۶
۳۔ ۵۵/۵۲

۱۹۲-۹۳/۲ مطبعہ اسلامیہ سٹیٹ پریس لاہور

ابوداؤد والترمذی عن ابی السرداء والاسلام (امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے اسے
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کیا ہے۔ ت)

اور نائب جب مسند نیابت پر ہو تو اس دربار کی توہین اصل سلطان کی توہین ہے ہر عاقل
جانتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ادنیٰ درجے کے اجلاس میں غل کرے گا لیاں بکے تو وہ اس ادنیٰ ہی کی
توہین نہ ہوگی بلکہ اصل بادشاہ کی، والعیاذ باللہ سب الغالین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی
العظیم (اللہ تعالیٰ کی پناہ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی
طاقت کسی میں نہیں بجز اللہ تعالیٰ بلند و برتر اور بڑی شان رکھنے والے کی توفیق عطا کے۔ ت)
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر محلہ مسئلہ جناب محمد فضل حق صاحب تاریخ ۸ محرم ۱۳۳۰ء
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید خود بھی تخت الم تعزیر وغیرہ
دیکھنا جائز رکھتا ہے اور مستورات کو اس قسم کے ہنگاموں میں جانے سے منع نہیں کرتا بلکہ بچوں کو بھی خواہ بنظر
ثواب خواہ بنجائال تماشا اپنے ساتھ لے جاکر دکھاتا ہے علمائے دین متین اور حامیان سنت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ
والسلام کیا فتویٰ دیتے ہیں ایسے لوگوں سے جن کا یہ خیال ہے کہ فقیر بن کر سلسلہ میں شامل ہو جائے اور یہ عقیدہ
ہے کہ اس طرح اولاد کا تحفظ اور بیمہ جان کا ہو جاتا ہے، کیا ہونا چاہئے، فقیر مذکور کو بھیک دینے اور پیسہ
دینے کا کیا حکم ہے اور عقیدہ اور عمل بالا کو کیسا جاننا چاہئے؟ بینوا تو جروا

الجواب

تخت علم تعزیر وغیرہ سب ناجائز ہیں اور ناجائز کام کو بطور تماشا دیکھنا بھی حرام لان ما حرم
فعلة حرم التفرج علیہ (اس لئے کہ جس کام کا کرنا حرام ہے اس پر خوشی منانا بھی حرام ہے۔ ت)
اور بچوں کو دکھانے کا بھی گناہ اسی پر ہے کما فی الاشباہ وغیرہ (جیسا کہ اشباہ وغیرہ میں ہے۔ ت)
اور عورتوں کو ایسے جلسوں میں جانے کی اجازت دینی حرمت کے سوا سخت بھرتی اور نہایت بے غیرتی
بھی ہے فی الخلاصۃ والدردو غیرہ ان اذن کا تا عاصیین (خلاصہ، درمختار اور ان دو کے علاوہ
دوسری کتب فقہ میں مرقوم ہے، اگر مرد نے (اپنی اہلیہ کو ناجائز کام کی) اجازت دی تو میاں بیوی دونوں

گنہگار ہوں گے۔ ت) اور اس کو ثواب سمجھنا گناہ کے علاوہ فساد عقیدہ بھی ہے، والیاذ باللہ تعالیٰ، سلسلہ اولیائے کرام میں کسی ایسے شیخ کے ہاتھ پر داخل ہونا کہ عالم سنی متصل السند غیر فاسق ہو ضرور برکت عظیمہ ہے دنیا و آخرت میں اس کے منافع بے شمار ہیں اور اس سے زیادت عمر کی امید رکھنا بھی بیجا نہیں کہ وہ بر یعنی نکوئی ہے اور نکوئی سے رزق بڑھتا ہے عمر میں برکت ہوتی ہے اور یہ کوئی جاہل سے جاہل بھی نہ سمجھے گا کہ اب موت محال ہوگئی، ہاں بھیک مانگنے کے لئے فقیر بنانا حرام ہے اور بے ضرورت شرعیہ و مجبوری محض بھیک مانگنا حرام، اور جو بلا ضرورت مانگے اُسے دینا بھی حرام لکونہ اعانة علی المعصیة کما فی الدر المختار (اس لئے کہ یہ بھیک دینا (اس لئے حرام ہے کہ) یہ گناہ کے کام پر دوسرے کی مدد کرنا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

ماہلہ

ایک عالم نے اپنے متعدد وعظوں میں سُود خوری، شراب فروشی، شراب نشی، میع لحم خنزیر، اکل غیر مذبوح مرغ، زنا کاری، لواطت و اغلام کی حرمت قرآن و حدیث سے بیان کی اور میراث کے مسئلے میں محمد بن لار (شرعیات محمدی) کو چھوڑ کر ہندو لار (ہندو دھرم) قبول کرنے کو کفر صریح بتلایا جس جماعت میں یہ باتیں تھیں بجائے اس کے کہ ان باتوں کو ترک کر دیتے اور توبہ و استغفار کرتے اور خدا و رسول کے حکم کے آگے سر جھکا دیتے خلاف اس کے ضد اور نفسانیت میں آن کر اپنی جماعت کو اکٹھا کر کے اتفاق کر لیا کہ جماعت کا کوئی فرد اپنے ہاں اس عالم کے وعظ کی مجلس منعقد نہ کرے اور اگر کیا تو جماعت سے خارج کر دیا جائیگا، آیا اس صورت میں شرعاً اس جماعت کا کیا حکم ہے اور دوسرے مسلمانوں کو شرعاً اس جماعت سے قطع تعلق کرنا چاہئے یا نہیں؟ بدلائل شرعیہ جواب فکھ کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب

اس صورت میں جماعت سخت ظالم اور عذاب شدید کی اور اس آیت کریمہ کی مصداق ہے: **وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسِبْهُ جَهَنَّمَ** اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈریئے تو اسے گناہ، مزید ضد (اور طیش) پر آمادہ کرے اور اُبھارے، پس (بد نصیب) کے لئے دوزخ ہی کافی ہے۔ (ت)

اگر وہ لوگ توبہ نہ کریں تو مسلمانوں کو ان سے قطع تعلق چاہئے ورنہ بحکم احادیث کثیرہ وہ بھی

ان کے ساتھ شریک عذاب ہونگے اذ شک ان یعمہم اللہ بعقاب منہ (قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کے عذاب میں شامل اور شریک فرمائے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۲۔ جلیور متصل کو تو الی بساطی بازار مرسلہ عبد السبحان سوداگر مورخہ ۴ اذی الحجہ ۱۳۳۵ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر ہندو لوگ مساجد کے سامنے سے باجا بجاتے ہوئے گزرے تو ان کو روکنا چاہیے یا نہیں؟ اور اگر روکنے میں سرکاری جرم ہو تو ایسی حالت میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟ سرکاری طور سے ہندوؤں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ صرف جماعت کے وقتوں میں مساجد کے سامنے باجا بجائیے اور دیگر اوقات میں برابر بج سکتا ہے اور دیگر اوقات میں اگر کوئی انکو روکے تو نہ کاٹتی ہو چنانچہ چند آدمیوں کو چھ چھ ماہ کی سزائے قید بھی ہو چکی ہے۔ یہ تو گورنمنٹی حکم ہو گیا اور اب ہندو یہ چاہتے ہیں کہ مصالحت ہو جانا چاہئے اس شرط پر کہ ہم سال بھر میں صرف پانچ یا سات دن کے لئے یعنی جو ہمارے تہوار ہیں اس میں باجا بجائیں گے مگر اوقات نماز چھوڑ کر اور سال بھر تک کسی وقت باجا نہ بجائیں گے، اب ایسی حالت میں ہم مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟ بیٹو اتوجروا۔

الجواب

ایسی حالت میں فوراً اس مصالحت کو قبول کرنا واجب ہے کہ اس میں اسلام کا نفع کثیر ہے وہ پانچ سات دن کے استثناء سے تمام سال کے لئے احتراز تام کا وعدہ کرتے ہیں یہ گورنمنٹی فیصلہ سے صد ہا درجہ اسلام کے لئے نافع تر ہے۔ فیصلہ میں مسلمانوں کی طرف سے یہ الفاظ ہوں کہ اوقات جماعت میں ہندو کبھی باجا نہ بجائیں گے اور غیر اوقات جماعت میں بھی پانچ سات دن معین کے سوا مساجد کے قریب باجا بجانے سے ہمیشہ احتراز رکھیں گے، یہ الفاظ نہ ہوں کہ ان معین دنوں میں غیر اوقات جماعت میں بجانے پر ہم راضی ہیں یا اجازت دیتے ہیں اگرچہ حاصل ایک ہی ہے مگر اس عبارت میں معصیت کی اجازت ہے اور معصیت کی اجازت معصیت سے بڑھ کر معصیت ہے اور اس عبارت میں بوجہ استثناء مستثنیٰ حکم سکوت میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۳۔ از فیض آباد مسجد مغل پورہ۔ مرسلہ شیخ اکبر علی مؤذن و مولوی عبد العلی ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ اگر مسلمان ہو یا ہندو صوم و صلوة کا ہو کسی پیر مولوی کے یہاں نالشی ہو کہ ہمارا معاملہ طے کر دو جو ان کے امکان میں ہے اور وہ طے نہ کریں اور نہ سنیں جس کی وجہ سے برباد ہو رہا ہو۔

الجواب

یہ بھی محتاج تفصیل ہے کیا معاملہ اور پیر مولوی پر کتنا اختیار اور کیوں نہ کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از موضع خور و منوڈ اکثراً نہ زید و سرائے ضلع بارہ بنکی مرسلہ سید صفدر علی صاحب

۱۲ رمضان ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع مبین ہندہ کے دلولہ کے زید و عمرو ہیں زید نے اپنی ماں کو حکم شرع شریف بجائے کرتی پہننے کے جس کی آستین صرف شانے تک ہوتی ہے پورا ہاتھ بغل تک کھلا رہتا ہے اور لمبائی بالائے یازیر ناف برائے نام ہوتی ہے کورتا ٹوری آستین کا اور نیچا نصف ران تک پہننے کی ترغیب دی اور افہام و تفہیم کے ساتھ کچھ زیبائی سختی بھی کی جس پر ہندہ راغب ہو چکی تھی کہ عمرو نے ہندہ کو صراحتہً کنایتہً شہہ دی کہ تم اس کے کہنے کی کچھ پرواہ نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں ہندہ اپنی رغبت سے منحرف ہو گئی۔ زید کا قول کیسا تھا اور عمرو کی شہہ اور جہنہ داری کیسے ہوتی ہندہ کا عمل کیسا ہے اور آخرت میں اس کی پاداش کیا ہے اور ایسی کرتی سے جس کی صراحت کی گئی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب

عورت اگر صرف محارم کے سامنے ہوتی اور ایسی کرتی پہننے جس میں ہاتھ سب کھلے رہتے ہیں مگر پیٹ ڈھکا ہو خواہ اس کرتی یا دوسرے کپڑے سے، اور نماز کے وقت بازو کلاسیاں وغیرہ ستر پورا چھپا رہتا ہو تو ایسی عورت کو وہ کرتی پہننا جائز ہے اور اسے ترغیب تبدیل کی حاجت نہ تھی اور ماں پر سختی کو نہ اعزام تھا اور دوسرے بھائی کا اس رغبت سے پھر دینا اور عورت کا پھر جانا کچھ گناہ نہ ہوا، اور اگر عورت کسی نامحرم کے سامنے بھی ہوتی ہے اور وہی کرتی پہنتی ہے اور بدن اور کپڑے سے نہیں چھپاتی یا محارم کے سامنے پیٹ کا کچھ حصہ کھلا رہتا ہے یا نماز میں بازو یا کلاسی کا کوئی حصہ تو بلاشبہ عورت سخت گنہگار ہے اور جس نے اسے تبدیل کی ترغیب دی تھی بہت اچھا کیا تھا مگر ماں پر سختی جب بھی جائز نہ تھی، اور دوسرے بھائی کا اس ترغیب سے پھر دینا اور عورت کا پھر جانا سخت گناہ ہوا ان پر توبہ واجب ہے واللہ تعالیٰ اعلم

بیماری اور علاج معالجہ

بیمار پرسی، تیمارداری، دوا، علاج، جھاڑ پھونک، طبابت،
اسقاطِ حمل، مصنوعی دانت وغیرہ سے متعلق

مسئلہ از کانپور محلہ بوجہ خانہ مسجد رنگیان، مرسلہ مولوی عبدالرحمن حبشانی طالب علم
مدرسہ فیض عام ۲۲ ربیع الاول شریف ۱۳۱۴ھ
ما جوابکم ایہا العلماء، رحمکم اللہ تعالیٰ (اے علماء کرام! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے،
آپ کا کیا جواب ہے کہ) مریض نے دوائے کی اور مر گیا گنہگار ہو گیا یا نہ؟

الجواب

وفي الباب عن الصديق الاكبر وغيره
عن الائمة المتوكلين رضی اللہ
تعالیٰ عنہم فی رد المحتار یا ثم
بترك الاكل مع القدرة علیہ
حتى يموت بخلاف التدوى ولو
بغير محصر فانه لو تركه حتى مات
اس بات میں صدیق اکبر اور دیگر ائمہ متوکلین رضی اللہ
تعالیٰ عنہم کا طرز عمل (دلیل) ہے۔ فتاویٰ شامی
میں ہے، کھانا کھانے پر قدرت رکھنے کے باوجود
کوئی شخص اگر کھانا نہ کھائے اور بوجہ بھوک ہلاک
ہو جائے تو گنہگار ہوگا۔ جیسا کہ ائمہ کرام نے اس
کی تصریح فرمائی ہے کیونکہ علاج سے حیات

لایا تم کما نصوا علیہ لانه مکنون آہ واللہ
 سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ
 یقینی نہیں بلکہ ایک ظنی چیز ہے اھ اللہ تعالیٰ پاک
 برتر خوب جانتا ہے اور اس عظمت و شان والے
 اتم و احکم کا علم مکمل اور پائدار ہے۔ (ت)

مسئلہ ۵۶ از آٹوہ مرسلہ مولوی وصی علی صاحب نایب ناظر کلکٹری آٹوہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ
 ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی جواب هذا السؤال (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، اس
 سوال کے بارے میں آپ کا کیا جواب ہے۔ ت) طوائف مرفیہ اگر مطلب میں آئے تو اس کا علاج
 کرنا معصیت ہے یا نہیں؟ دوسری صورت میں اعانت بر معصیت ہونے میں کوئی شبہہ ہے؟
 بیتوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

اگر معالجہ زن فاحشہ سے طیب خود بھی نیت کرے کہ یہ ارتکاب معاصی کے قابل ہو جائے ناسازی
 طبیعت کہ مانع گناہ ہے زائل ہو جائے جب تو اس کے عاصی ہونے میں کلام نہیں،
 فانما الاعمال بالنیات وانما لكل امرئ ما نوى
 کیونکہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص
 کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی (ت)
 اور اگر اس کی یہ نیت نہیں بلکہ عام معا لے جس نیت محمودہ یا مباحہ سے کرتا ہے وہی عرض
 یہاں بھی ہے تو اگر مرض ایذا دہندہ ہے جیسے کہ اکثر امراض پونی ہوتے ہیں جب تو اصلاً حرج نہیں،
 نہ اسے اعانت معصیت سے علاقہ بلکہ نفع رسانی مسلمہ یا دفع ایذا کے انسان کی نیت ہے تو اجبر
 پائے گا،

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (حضرت اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد
 فی کل کبد حواء اجر۔ رواہ الشیخان فرمایا) ہر جگہ گرم یعنی ہر جاندار کی نفع رسانی میں

۱۔ رد المحتار کتاب المحظورات فی البیع فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۴۹/۵
 ۲۔ صحیح البخاری باب کیف بدرواحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱
 ۳۔ صحیح البخاری کتاب المساقات ۳۱۸/۱ و کتاب المطالم ۳۲۳/۱ و کتاب الادب ۸۸۹/۲
 صحیح مسلم کتاب السلام باب فضل سقی البہائم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۲۴/۲
 مسند امام احمد بن حنبل عن ابن عمر و المکتب الاسلامی بیروت ۲۲۲/۲

عن ابی ہریرۃ و احمد عن ابن عمر و
بن العاص و کابن ماجہ عن سراقۃ
بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم -

میں ثواب ہے (بخاری و مسلم نے اس کو حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد نے ابن عمر
بن عاص رضی اللہ عنہ سے اور ابن ماجہ نے سراقہ
بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

اور اگر مرض سے کوئی ایذا نہیں صرف موانع زنا سے ہے جس کے سبب اس کا معالجہ ایک زانیہ عورت
کے لئے کوئی نفع رسائی نہ ہو گا بلکہ زنا کا راستہ صاف کرے گا مثلاً عارضہ رقی یا شدت وسعت (مذہب
سیلان رطوبت) کہ فی نفسہ موزی نہیں مگر اس کا اشتہار باعث سردی بازار زنان زنا کار ہے ایسے معالجہ
کو جب کہ امور مذکورہ پر طبیب مطلع ہو اگرچہ برقیاس قول صاحبین من وجہ اعانت کہہ سکیں مگر مذہب امام رضی اللہ
عزیر پر بھی داخل ممانعت نہیں کہ یہ تو پاک نیت سے صرف اس کا علاج کرتا ہے گناہ کرنا نہ کرنا اس کا
اپنا فعل ہے جیسے راج کا گرجا یا شوالہ بنانا یا مکان رنڈی زانیہ کو کرایہ پر دینا،

فی الخانیۃ لو آجر نفسه یعمل فی الكنيسة
و یعمروا لابیاس بہ لانه لا معصیۃ
فی عین العمل
ہدایہ میں ہے،

من آجر بیتا لیتخذ فیہ بیت نار او کینسۃ
او بیعۃ او بیاع فید الخمر بالسواد
فلابیاس بہ و ہذا عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ
تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اگر کوئی شخص کرائے پر مکان دے اور وہاں تشدد،
گر جیا کلیسا بنا دیا جائے یا وہاں سے عام
لوگوں پر شراب فروخت ہونے لگے تو حضرت امام
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس میں کرائے
پر مکان دینے والے کے لئے کوئی حرج نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از کلکتہ توسط قاضی عبدالوحید صاحب عظیم آبادی منظم تحفہ حنفیہ ۱۴ رجب ۱۳۱۶ھ
کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دین و حامیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ فی زمانہ شہر کلکتہ میں

لہ فتاویٰ قاضیخان کتاب المحظور والاباحۃ فصل فی التبیح نو کشور لکھنؤ ۷۹۴/۴
لہ الہدایۃ کتاب انکراہیۃ فصل فی الاستیجار مطبع یوسفی لکھنؤ ۴۷۰/۴

چند دنوں سے یہ امر رواج ہوا ہے کہ برائے دفع و با اکثر معلوم چند چند لوگ ایک ایک فرقہ ہو کر راتوں کو مع علم و نشان دروشتی وغیرہ نکلتے ہیں اور ہر گلی کوچہ و شارع عام میں آوازیں ملا کر باوازی بلند شعر سے

لی خمسة اطفی بها حر البلاء الحاطمہ المصطفیٰ والمرقضى وابناهما والفاطمہ

(میرے لئے پانچ ہستیاں) ہیں ان کے ذریعے توڑ کر رکھ دینے والی و با کی گرمی بجھاتا ہوں اور وہ پانچ (ہستیاں) یہ ہیں (۱) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۲) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳ و ۴) ان کے دونوں صاحبزادے (۵) سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا - ت

کو پڑھتے پھرتے ہیں اس فعل کو قطع نظر اہل تشیع کے حضرات علماء اہلسنت و جماعت سے بھی بعض صاحب جازر بتاتے اور اکثر حضرات ناجازر بتاتے ہیں پس شعر مذکور کو دفع و با اعتقاد کے بہ ہیئت مذکورہ پڑھتے پھرنے سے شرعیت غرض عند اہل السنۃ والجماعۃ کیسا ہے؟

الجواب

مضمون شعر فی نفسہ حسن ہے اور محبوبان خدا سے توسل محمود اور ذکر خمسہ پر شبہ مردود کہ بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار میں جسے غیر مقصود، عدد ناقص زیادت نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان لی خمسة اسماء، رواہ البخاری عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

میرے پانچ نام ہیں۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بخاری سے روایت کیا۔ ت

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اعطیت خمساً لم یعطها احد من الانبیاء قبلی رواہ الشیخان عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

مجھے پانچ اوصاف عطا ہوئے جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئے۔ بخاری و مسلم نے اس کو جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت

مگر علم و نشان مہمل اور ان سے توسل باطل اور ہیئت مذکورہ لہو اشبہ توسل دعائے اور دعا کا طریقہ

صحیح البخاری	کتاب التفسیر	سورة الصف	قدیمی کتب خانہ کراچی	۷۲۷/۲
صحیح البخاری	کتاب التیمم		" " "	۲۸/۱
صحیح مسلم	کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ		" " "	۱۹۹/۱

اختفاء واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۸ از ضلع نواکھالی ڈاکخانہ دلال بازار موضع لکھی پورہ مرسلہ عبد اللہ و صاحب ۱۵ شوال ۱۳۱۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی گاؤں میں مرض ہیضہ جاری ہو تو برائے دفع مرض
ہیضہ آج اس میدان کل دوسرے میدان میں سات بار اذان کہہ کر ہر روز اس طور پر نماز پڑھنا بہ نیت
دفع البلا بہت لوگ جمع ہو کر کے اور شیرینی یا کھیر پکا کر کے اللہ کے واسطے میدان میں لے جا کر کھاتے ہیں اور
بکری کے کان میں سورۃ یٰسین اور سورہ تبارک الٰہی پڑھ کر دم کر کے مکان کے چاروں طرف چکر دلاتے
ہیں پھر اس بکری کو ذبح کر کے سب کو کھلاتے ہیں، آیا یہ باتیں جائز ہیں یا نہیں؟

الجواب

اذان ذکر الٰہی ہے اور ذکر الٰہی کے برابر غضب و عذاب الٰہی سے نجات دینے والی بلا غم و
پریشانی کی دفع کرنے والی کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الا بذكر الله تطمئن القلوب
سُن لو اللہ تعالیٰ کی یاد ہی سے دلوں کو چین
ملتا ہے۔ (دت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما عمل آدمی علّا انجّالہ من عذاب اللہ من
ذكر الله قيل ولا الجهاد في سبيل
الله، قال ولا الجهاد في سبيل
الله الا ان يضرب بسيفه
حتّى ينقطع - رواه الطبرانی
في الاوسط والصغير بسند
صحيح عن جابر بن عبد الله
رضي الله تعالى عنهما
ولايت ابي الدنيا والبيهقي
کسی شخص کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کے ذکر
سے زیادہ مفید اور عذاب الٰہی سے زیادہ نجات
دلانے والا ہو۔ عرض کی گئی کہ خدا کی راہ میں جہاد
بھی نہیں۔ فرمایا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی بمقابلہ
ذکر کے زیادہ مفید اور نجات کا باعث نہیں مگر
یہ کہ اپنی تلوار سے (خدا کے دشمنوں پر) اس قدر
دار کرے کہ تلوار ٹوٹ جائے۔ اس کو امام طبرانی
نے "الاوسط" میں اور معجم صغیر میں صحیح سند کے
ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے

لے القرآن الکریم ۲۸/۳

لے المعجم الاوسط
الترتیب والترتیب بحوالہ المعجم الاوسط والزم کتاب الذکر والدعاء حدیث ۱۳ مصنف ابوبانی مصر ۳۹۶/۴
مکتبۃ المعارف ریاض حدیث ۲۳۱۴
۱۵۶/۳

عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما
عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ان
لكل شئ صقالة وان صقالة القلوب
ذكر الله وما من شئ انجا من عذاب الله
من ذكر الله قال ولا الجهاد في سبيل الله
قال ولوات يضرب بسيفه حتى ينقطع
والحمد والى بكر بن ابى شيبه و
الطبراني فى الكبير بسند صحيح عن معاذ
بن جبل رضى الله تعالى عنه عن النبي
صلى الله تعالى عليه وسلم ما عمل آدمى
عملا انجى له من عذاب الله من ذكر الله
قالوا ولا الجهاد فى سبيل الله قال
ولا الجهاد الا ان تضرب بسيفك حتى ينقطع
ثم تضرب به حتى ينقطع ثم تضرب به حتى ينقطع
چھڑانے اور نجات دلانے کے سلسلے میں اس کے ذکر سے بڑھ کر مفید اور نافع نہیں، لوگوں نے عرض کی
کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، فرمایا جہاد بھی ذکر سے بڑھ کر نہیں الا یہ کہ تو اپنی تلوار سے کافروں پر
اس حد تک وار کرے کہ تلوار ٹوٹ جائے پھر وار کرے اور وہ ٹوٹ جائے پھر وار کرے اور وہ ٹوٹ
جائے۔ (ت)

حوالہ سے روایت کیا ہے ابو ابن ابی الدنیا اور امام
بیہقی نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما کی سند کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے روایت فرمائی، ہر شے کی صفائی
کے لئے کوئی نہ کوئی چیز ہے اور دلوں کی صفائی
اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہوتی ہے کوئی چیز
خدا کے عذاب سے نجات کے سلسلے میں ذکر الہی
سے بڑھ کر مفید نہیں، حتیٰ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ
میں جہاد بھی نہیں اگرچہ وہ اپنی تلوار سے اس کے
ٹوٹنے تک وار کرتا رہے اور مسند احمد، ابوبکر
ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے معجم کبیر میں بسند صحیح
حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے
سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت
فرمائی کہ انسان کا کوئی عمل خدا کے عذاب سے
چھڑانے اور نجات دلانے کے سلسلے میں اس کے ذکر سے بڑھ کر مفید اور نافع نہیں، لوگوں نے عرض کی
کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، فرمایا جہاد بھی ذکر سے بڑھ کر نہیں الا یہ کہ تو اپنی تلوار سے کافروں پر
اس حد تک وار کرے کہ تلوار ٹوٹ جائے پھر وار کرے اور وہ ٹوٹ جائے پھر وار کرے اور وہ ٹوٹ
جائے۔ (ت)

اور نظر و طلب دفع بلا و ذکر خدا کے لئے جنگل کو جانے کی اصل نماز استسقا ہے، اور
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لمو تعلمون ما اعلم الخ قوله
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لہ الترغیب والترہیب بحوالہ ابن ابی الدنیا والبیہقی کتاب لکڑ الدمار حدیث ۱۰ مصطفیٰ ابی ابی مصر ۳۹۶
شعب الایمان حدیث ۵۲۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۹۶/۱
۵۰ المعجم الکبیر ۳۵۲ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۶۴/۲۰

لخرجتم الى الصعدات تجأرون الى الله ﷻ، رواه الطبرانی فی الكبير والحاکم والبیہقی فی الشعب بسند صحيح عن ابی الدرداء والحاکم بسند صحيح عن ابی ذر رضی الله تعالى عنهما۔

کہ تم لوگ بلندیوں کی طرف نکل جاتے اللہ تعالیٰ کی طرف چھپتے چلائے ہوئے، امام طبرانی نے معجم کبیر میں اور حاکم نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ذر

غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کو روایت کیا ہے۔ (ت)

اور سات کے عدد کو دفع ضرر و آفت میں ایک تاثیر خاص ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مرض وصال شریف میں فرمایا مجھ پر سات مشکوں سر بستہ کا پانی ڈالو۔ صحیح بخاری شریف میں ہے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے؛

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما دخل بیتی واشتد وجعه قال اهریقوا علی من سبع قرب لم تحلل ادکیتھن لعلی اعهد الی الناس ینہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب میرے گھر تشریف لائے تو آپ کے مرض میں اضافہ ہو گیا۔ فرمایا مجھ پر ایسے سات مشکیزوں کا پانی بہاؤ کہ جن کے بڑھن نہ کھولے گئے ہوں (سر بستہ مشکیزے ہوں) شاید میں لوگوں سے کوئی عہد لوں۔ (ت)

مواہب شریف میں ہے؛

وقد قيل فی الحکمة فی هذا العدد ان له خاصية فی دفع ضرر السم والسحر ینہ

کہا گیا کہ اس سات کے عدد میں حکمت اور راز یہ ہے کہ اس کو زہر اور جادو کا نقصان زائل کرنے میں خاص تاثیر ہے (ت)

شرح زرقانی میں فتح الباری سے ہے؛

- ۱۔ مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی عن ابی الدرداء کتاب الزہد دار الکتب بیروت ۲۳۰/۱
- ۲۔ المستدرک للحاکم کتاب الرقاق ۳۲۰/۲
- ۳۔ شعب الایمان حدیث ۷۹۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۸۷/۱
- ۴۔ صحیح البخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۶۳۹/۲
- ۵۔ المواہب اللدنیہ المقصد العاشر الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۵۲/۴

حدیث پاک سے ثابت ہے کہ جو کوئی صبح سویرے سات عجوہ کھجوریں کھالے تو اسے اس دن زہر اور جادو سے نقصان نہیں پہنچے گا۔ نسائی شریف میں ہے کہ مصیبت زدہ پر سات مرتبہ فاتحہ پڑھی جائے، اس کی سند صحیح ہے۔ مسلم شریف میں ہے کہ جس کو درد کا عارضہ ہو اس پر یہ کلمات سات مرتبہ پڑھے جائیں: اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ یعنی اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کی قدرت سے

پناہ لیتا ہوں اس کے شر سے جس کو میں پاتا ہوں اور اس سے ڈرتا ہوں (چوکتا رہتا ہوں) سنن نسائی شریف میں ہے کہ جو کوئی ایسے مریض کے پاس جس کی موت مقدر نہ ہو ان الفاظ سے سات دفعہ دعا کرے تو وہ صحت یاب ہو جائے گا۔ کلمات یہ ہیں: اَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَشْفِيْكَ یعنی میں اللہ عظمت والے سے سوال کرتا ہوں جو بڑے عرش کا مالک ہے کہ وہ تجھے شفا عطا فرمائے (ت) جماعت میں برکت ہے اور دعائے مجمع مسلمین اقرب بقبول علما فرماتے ہیں جہاں چالیس مسلمان صالح جمع ہوتے ہیں ان میں ایک ولی اللہ ضرور ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے:

جب کوئی جماعت حاضر ہو اور چالیس افراد یا اس سے زیادہ ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی شہادت کو جائز قرار دیتا ہے۔ امام طبرانی نے معجم کبیر میں اور ضیاء مقدسی نے ابو الملیح کے والد کے حوالے سے اسکو روایت کیا ہے۔ (ت)

وقد ثبت حديث من تصبح بسبع تمرات عجوّة لم يضره ذلك اليوم ولا سحر وللسائي في قرادة الفاتحة على المصاب سبع مرات و سنده صحيح ولمسلم القول لمن به وجع اعوذ بعزة الله وقدرته من شر ما اجد و احاذر سبع مرات وفي النسائي من قال عند مريض لم يحضر اجله اسأل الله العظيم رب العرش العظيم ان يشفيك سبع مرات

اذا شهدت امة من الامم وهم اربعون فصاعد اجابنا الله تعالى شهادتهم سداة الطبراني في الكبير والضياء المقدسي عن والدي المليه

تیسرے شرح جامع صغیر میں فرمایا:

کہا گیا ہے کہ چالیس کے عدد میں حکمت یہ ہے کہ

قليل وحكمة الاربعين انه لم يجتمع

السوء ويدفع بهما المكروه والمحذور إليه مكرهه وانديشه کو دور کرتا ہے۔

ابوالشیخ ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الضيف يأتي بمرتقه ويرتحل بذنوب القوم يمحص عنهم ذنوبهم۔
مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور کھلانے والے کے گناہ لے کر جاتا ہے اور ان کے گناہ مٹا دیتا ہے۔

نیز امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی کہ وہ فرماتے ہیں:

لان اجمع نفرا من اخواني على صاع او صاعين من طعام احب الي من ان ادخل سوقكم فاشترى سابقة فاعتقها۔
بیشک یہ بات کہ میں اپنے بھائی سے ایک گروہ کو جمع کر کے دو ایک صاع کھانا کھلاؤں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ تمہارے بازار میں جاؤں اور ایک غلام خرید کر آزاد کر دوں۔

یہی حال بکری ذبح کر کے کھلانے کا ہے مگر تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ جان کا صدقہ دینا زیادہ نفع رکھتا ہے اور قرأت قرآن کا موجب شفا و برکت و دافع بلا و نعمت ہونا خود قرآن مجید سے ثابت خصوصاً یسین شریف کہ قضاہ حاجات و اجابت دعوات کے لئے تریاق مجرب ہے، رہا بکری کے کان میں پھونکنا اور اسے مکان کے گرد پھرانا اگر کسی صالح معتمد کے قول سے ثابت ہو تو از قبیل اعمال مشائخ ہو گا ورنہ بحث ہے۔ دفع و با کے لئے اذان کی تحقیق ہمارے رسالہ قسیم الصبا ان فی الاذان یحول الوبا (صبح کی ہوا اس بارے میں کہ اذان و با کو ٹال دیتی ہے۔ ت) اور اسی غرض سے مسلمانوں کو جمع کر کے کھانا کھلانے اور صدقہ وصلہ و ضیافت کے فوائد کا بیان ساٹھ حدیثوں سے ہمارے رسالہ مواد القحط و الوباء بدعوة الجيران و مواساة الفقراء (ہمسایوں کی دعوت اور فقرار سے اظہار ہمدردی قحط اور وبا کو پھیر دینے والے اعمال ہیں۔ ت) اور اعمال مشائخ کے جواز کے ساتھ تفصیل ہمارے رسالہ منیر العین فی حکم تقییل الایہامین (انگوٹھے چومنا آنکھوں کی روشنی کا روحانی علاج ہے۔ ت) وغیرہ میں ہے۔ بحسبہ و تعالیٰ اعلم

۱۴۶-۴۷/۴	مؤسستہ علوم القرآن	حدیث ۴۰۹۰	۱۴۶۱
۳۳/۲	دار الکتب العلمیہ بیروت	۱۶۴۱	۱۶۴۱
۱۴۸	المکتبۃ الاثریہ ستانگلہ ہل	۵۶۶	۲۵۵ باب ۲۵۵

چرمی فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین
اندریں مسئلہ کہ چوں در محلہ از محلات وہ مرض
وبا واقع شود مردمان محلہائے دیگر گو سپندی سیاہ
گرفتہ سورہ یسین و تبارک خواندہ در ہر دو گوش
آں بزوم کردہ با طراف ایں موضعہا برگردانیدہ
با جائے اول آوردہ ذبح کنند و استخوان و پوست
را در اں زمین دفن کردہ گوشتہا را بزانبیدہ
پارہ پارہ ازان بہر یک مردم آں دہ تقسیم کنند و
ایں نظم سے

لی خمسة اطفی بہا حرا الوباء الحاطمة
المصطفی والمرقضى وابناهما والفاطمہ
را بر رچہ نوشتہ بر ہر چہار گوشہ آں محلہ آویزند
و بچہیں بخوف مرض چمک انگریزاں قطرہ ریم
بر بازو سے مردمان زخم کردہ آں نجس را داخل کنند
پس ایں ہمہ موافق شرع جائز است یا نہ؟
یقیناً بالکتاب و توجروا عند الحساب۔

علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے
بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جب گاؤں کے کسی
محلہ میں مرض بصورت وبا پھوٹ پڑے تو دوسرے
محلوں والے لوگ ایک سیاہ رنگ کا بکا فرید کر
لائے ہیں اور سورہ یسین و سورہ ملک پڑھ کر اسکے
دونوں کانوں میں پھونکتے ہیں ازاں بعد اُسے گاؤں
کے گرد گھماتے پھراتے ہیں اور پھر پہلے مقام پر
لا کر ذبح کر دیتے ہیں، اس کی کھال اور ہڈیاں وہیں
دفن کر دیتے ہیں اور گوشت پکا کر گاؤں کے مردوں
میں تھوڑا تھوڑا تقسیم کیا جاتا ہے اور یہ شعر
چار الگ الگ کاغذوں پر لکھ کر گاؤں کے چاروں
کوٹوں میں ایک ایک کاغذ لٹکا دیتے ہیں سے

لی خمسة اطفی بہا حرا الوباء الحاطمة
المصطفی والمرقضى وابناهما والفاطمہ
(میرے لئے پانچ نفوس قدسیہ وسیلہ اور سہارا ہیں
میں ان کے توسل سے مکر توڑ و باکی حرارت اور گرمی
کو بھٹاتا اور ٹھنڈا کرتا ہوں وہ پانچ ہستیاں یہ ہیں: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت علی
مرقضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان دونوں کے صاحبزادے حضرت حسن اور حضرت حسین علیہما السلام،
حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اسی طرح مرض چمک کے ازالہ کے لئے بطور علاج انگریز
لوگوں کے بازوؤں کو زخمی کر کے ناپاک پیپ کے قطرات ان کے جسم میں داخل کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے
کہ کیا یہ سب کچھ از روئے شرع جائز اور درست ہے؟ کتاب اللہ کی روشنی میں وضاحت فرما کر جہربانی
فرمائیں تاکہ بوقت حساب عند اللہ اجر و ثواب پائیں۔ (د)

الجواب

ذبح جانور لوجہ اللہ تعالیٰ و تقسیم لحم او بہر مسکین کسی جانور کو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے

و قرارت تبارک و لیس ہم امر خوب و محبوب
ست و در دفع بلا باذن اللہ جل و علا اثر سے
تمام دارد و در گوشش بزمیدن و بہ اطراف
موضع گردانیدن از قبیل خصوصیات اعمال مشائخ
ست بسیار سے از امثال اینہا شاہ ولی اللہ صاحب
دہلوی در قول الجلیل آورده اند فاما دفن پوست
در زمین تصبیح مال ست و اوروا نیست لقولہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انت اللہ
کرہ لکم اضاعة المال و كثرة السؤال
وقیل وقال لہ، راہ آنست کہ پوست بمساکین
بخشنند و تعلیق آن شعر بزوائے محلہ نیز جائز و روا
و از باب توسل محبوبان خداست جل و
علا و عمل ٹیکا در دفع چھک باذن اللہ تعالیٰ
نفع میدہد و بچوں مداوی اگر چہ مشتمل بر چیزے
از الم بود ممنوع نیست مثل داغ نہادن آری
متوکلان را بناید الذین لا یستقون ولا یمکتون
ولا یتطیرون و علی ما بہم یتوکلون جعلنا
اللہ منہم و اللہ سبحنہ و تعالیٰ
اعلم۔

ذبح کر کے اس کا گوشت مسلمانوں میں تقسیم کرنا اور
اسی طرح سورۃ لیس اور سورۃ ملک کی تلاوت کرنا
بہترین اور مستحسن اعمال ہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے
بلا و مصیبت کو مٹانے کا موثر ذریعہ ہیں، جہاں تک
بکرے کے کانوں میں ریتیں پڑھ کر پھونکنے کا ورنہ گھائیڑا
عمل کا تعلق ہے تو یہ از قبیل خصوصیات اعمال
بزرگان دین ہے، چنانچہ اس نوع کی بہت سی
مثالیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے
اپنی کتاب "القول الجلیل" میں بیان کی ہیں۔
ربا کھال کو دفن کر دینے کا معاملہ، تو یہ مال کو
ضائع کر دینے کے مترادف ہے جو جائز نہیں۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی
وجہ سے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے
ان تین کاموں کو ناپسند فرمایا ہے (۱) مال ضائع
کرنا (۲) زیادہ سوال کرنا (۳) ادھر ادھر کی
بیہودہ اور لغو باتیں کرنا۔ لہذا مناسب یہ ہے
کہ بکرے کی کھال محتاجوں، ناداروں کو بطور امانت
و امداد دے دی جائے اور شعر مذکور کا گاؤں کے
چاروں اطراف میں لٹکانا روا اور درست ہے

اور محبوبان خدا کو وسیلہ بنانے کے باب سے ہے (ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام ہو)
نیز مرض چھک کے دفاع اور ازالہ کے لئے انجکشن لگوانا باذن اللہ تعالیٰ نفع بخش ہے اسی طرح ایسی
دوا استعمال کرنا یا طریقہ اپنانا جو بظاہر تکلیف دہ بھی ہو شرعاً منع نہیں جیسا کہ جسم پر گھل یعنی داغ لگوانا
وغیرہ، ہاں البتہ اصحاب توکل کے لئے ایسا کرنا مناسب نہیں، چنانچہ حدیث پاک میں کچھ محبوب بندوں کے

بارے میں آیا ہے کہ وہ ایسے قربان بارگاہ ہیں کہ دم اور جوار پھونک نہیں کرواتے نہ داغ لگواتے ہیں اور نہ بدشگونی لیتے ہیں بلکہ اپنے پروردگار پر مکمل بھروسہ رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں ان پاک لوگوں میں شامل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ پاک برتر اور سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ (ت)

مسئلہ مستولہ حافظ امیر اللہ صاحب ۲۰ شوال ۱۳۲۲ھ

یہ خط ایک شخص صادق تخلص سیٹاپوری کا میرے نام آیا ہے اس کی آخری عبارت ملاحظہ فرمائیں، عبارت یہ ہے:

اگر آں جارا ترک کردہ مابقی را ازیں بلا (یعنی طاعون) حفاظت کنند بعقل نزدیک و از محاذہ دلائقوا باید یکم الی التہلکۃ فورست۔

اگر اس جگہ کو چھوڑ دے اور باقی ماندہ جگہ کی طاعون کی مصیبت سے حفاظت کی جائے تو یہ عقل کے قریب اور آیہ مذکورہ کی ممانعت سے بعید ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے، لوگو! اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ (ت)

اس لئے کہ حدیث طاعون سے نہ بھاگنے کے بارے میں وارد ہوئی ہے مصنف "سکن الشجون فی حکم الفرائض و بقاء الطاعون" نے عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اولاً تو حدیث مذکور کی سند بلحاظ روایت حدیث بہت مخدوش ہے یعنی دو آدمی اس میں مجہول اور غیر ثقہ ہیں، ثانیاً حدیث مذکور اس مقام سے تعلق رکھتی ہے کہ اس وقت اسلامی فوج اسلامی سرحدوں کی حفاظت کے لئے مقرر کی گئی پھر وہاں اچانک طاعون پھیل گیا اور لوگ

زیراکہ حدیثیہ کہ در عدم فرار و ارشدہ مصنف "سکن الشجون فی حکم الفرائض و بقاء الطاعون" بدلائل و براہین ثابت کردہ کہ اولاً طرق روایان حدیث بسیار مخدوش است یعنی دو نفر از انہا مجہول و غیر ثقہ است و ثانیاً نفس حدیث مقامی است زیرا کہ در وقت کہ عسکر اسلامی از برائے حفاظت ثغور مقرر بودند طاعون آمد انہامی گر نیستند حضرت فرمودند کہ نگریند۔ خلاصہ بنیال من با اینخالت آنجا سکونت جاہلانہ خود را ببلانداختن است فقط۔

ادھر ادھر بھاگنے لگے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ نہ بھاگیں۔ (خلاصہ کلام) میرے خیال میں اس حالت میں اس جگہ ٹھہرنا جہالت اور اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ فقط (ت)

الجواب

حدیث فرار عن الطاعون کو مخدوش و مجروح اور اس کے دُور ایوں کو مجہول و غیر ثقہ نہ کہے گا مگر جابل یا گراہ۔ حدیث صحیح نفعی منفعی صنفی مصفی، صحیحین بخاری و مسلم و موطا مالک و مسند امام احمد و سنن ابی داؤد و سنن نسائی و غیرہ میں بطریق عدیدہ و اسانید جیدہ صحیحہ حدیث شریعت و استفاضہ پر مروی ہوئی اور اسے مقامی بمعنی مذکور بھی نہ کہے گا مگر وہ کہ ارشاد است محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بروہ تاویل باطل و علیل میں رد کرنا چاہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو یوں ارشاد فرماتے ہیں:

اذا سمعتم بالطاعون بامرض فلا تدخلوا
عليه واذا وقع وانتم بارض فلا تخرجوا
منها فامروا منكم، رواه الشيخان و ابو داؤد
والنسائي ومالك واحمد عن عبد الرحمن
بن عوف والبخاري ومسلم عن اسامة
بن زيد رضي الله تعالى عنهم۔
جب تم کسی زمین میں طاعون ہونا سنو تو اس پر
داخل نہ ہو اور جب وہاں طاعون آئے جہاں
تم ہو تو طاعون سے بھاگنے کے لئے وہاں سے
نکلو (بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی، امام مالک
اور امام احمد نے حضرت عبد الرحمن بن عوف کے
حوالے سے اسے روایت کیا ہے اور بخاری و مسلم

نے اسے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سند کے ساتھ بھی روایت کیا ہے۔ ت)
اور اس کے معنی یہ قرار دئے جائیں کہ کسی جہاد کے وقت طاعون ہوا تھا تو اس جہاد سے بھاگنے
کی مخالفت میں فرمائی گئی انا للہ وانا الیہ راجعون (یقیناً ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور ہم اسی کی
طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ ت) یہ تاویل نہیں صریح تحریر و تبدیل ہے اور نہ صرف تبدیل بلکہ محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراکہ حضور نے اس غرض سے فرمایا، حالانکہ کسی روایت ضعیفہ میں بھی یہ سبب
غرض ارشاد مذکور نہیں محض اختراع و افتراس ہے۔

صحیح البخاری کتاب ۴۹۴/۱ و کتاب الطب ۸۵۲/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطيرة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۲۸/۲
سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب الخروج من الطاعون آفتاب الپریس لاہور ۸۶/۲
موطا الامام مالک باب ما جاء في الطاعون میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۷۰۰
مسند امام احمد عن عبد الرحمن بن عوف المكتبة الاسلامی بیروت ۱۸۲/۱ و ۱۹۳ و ۱۹۴

وقد قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من كذب على متعمداً فليتبوأ مقعده من النار
 بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے عمدہً اُجھڑ پر جھوٹ کہا اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں سمجھ لینا چاہئے۔ (ت)

سکن الشجون کیا چیز ہے اس کا مصنف کون ہے، کشف الظنون تک تراش کا پتا نہیں کوئی حال کا جاہل مجہول ہو تو ہوا کرے، القابالایدی الی التہلکۃ (ہاتھوں کو ہلاکت میں ڈالنا۔ ت)
 کیا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کو نہ ماننا، ورنہ یہ آیت تحریم جہاد کے لئے عمدہً تساویر ہو جائے گی جو تہلکہ چمکتی تلواروں اور برستے تیروں اور توپ کے متواتر گولوں کے سامنے ہے طاعون میں اس کا عشر عشر بھی نہیں تو جہاد اکبر سے زائد حرام ہو گا اور جہاد سے بھاگنا فرض حالانکہ قرآن نے اس کا عکس فرمایا ہے قرآن عظیم ترک جہاد و فرار عن الجہاد ہی کو تہلکہ فرماتا ہے جسے یہ عبدہ اللہ ہی ہلاک سمجھیں وہ نجات ہے اور جسے نجات سمجھ رہے ہیں وہ ہلاک ہے۔ ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کریمہ لا تلقوا ہم انصار میں اتری کہ جب دین متین کو اللہ عز وجل نے عزت بخشی اور اسلام پھیل گیا ہم نے کہا اب جہاد کی کیا ضرورت ہے اب خانگی امور جو اتنے روزوں سے خراب پڑے ہیں بنالیں اس پر ارشاد ہوا:

وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ
 اپنی جان اور مال جہاد میں خرچ کرو اور ترک جہاد کر کے اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ (ت)
 معالم شریف میں ہے:

فالتہلکۃ الاقامة فی الاہل المال و ترک الجہاد
 "التہلکۃ" اہل و مال سے وابستہ رہنا اور جہاد کے لئے نہ نکلنا۔ (ت)

امام اجل احمد بن حنبل مسند میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الفا من الطاعون کا لقمہ من الزحف طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسے جہاد میں

صحیح البخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۱/۱
 معالم التنزیل علی ہمش الخازن تحت آیت ۱۹۵/۲ مصطفیٰ ابابہ مصر ۱۶۲/۱
 معالم التنزیل علی ہمش الخازن تحت آیت ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ مصطفیٰ ابابہ مصر ۱۶۲/۱

ومن صبر فيه كان له اجر شهيد ۱؎
کفار کو پیٹ دے کر بھاگنے والا اور جو اس میں صبر
کئے بیٹھا رہے اس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔

اور جہاد سے بھاگنے والے کو اللہ عز وجل فرماتا ہے،
فقد بآء بعصب من الله ومأواه ۲؎
جہنم ٹپس المصير ۳؎
وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اس کا ٹھکانا
جہنم ہے اور کیا بُری بازگشت ہے۔
تو ثابت ہوا کہ طاعون سے بھاگنے والا اللہ کے غضب میں جاتا ہے اور جہنم اُس کا ٹھکانا ہے
اسی کو فرمایا کہ،

لا تلتقوا بآیدیکم الى التهلكة ۴؎
اپنے ہاتھوں ہلاکت و غضب خدا اور استحقاق
جہنم میں نہ پڑو۔

اب بتائیے کہ طاعون سے بھاگنا تہلکہ ہے یا اپنے رب عز وجل پر توکل کر کے صابر و مقیم رہنا۔
اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ احکام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس نے ہوائے نفس سے رد
نہ کیا جائے ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم (گناہ سے بچنے اور نیکی کی قوت و طاقت کسی
میں نہیں بجز اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ اور عظیم الشان کی توفیق کے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۱۷ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید رہنے والا بدایوں کا ہے اور بریلی میں انگریزی
ملازم ہے، بدایوں سے اپنے خیال و اطفال کو لانے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اس عرصہ میں بدایوں
میں طاعون شروع ہو گیا، اس وجہ سے نہ لاسکا، اگر شریعت اجازت دے تو زید اپنے متعلقین
کو لا کر دنیوی تفکرات اور دوہرے خرچ سے نجات پائے۔

الجواب

اللہ عز وجل دل کے خطروں کو جانتا ہے اگر واقعی بخوف طاعون ویاں سے اُن کا مقتل کرنا

۱؎ مسند امام احمد بن حنبل مرویات عبد اللہ بن جابر انصاری رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۳۶/۲
کنز العمال حدیث ۲۸۴۲۳ موسسة الرسالہ بیروت ۴۹/۱۰

۲؎ القرآن الکریم ۱۶/۸
۳؎ " ۱۹۵/۲

مقصود نہیں بلکہ محض اپنے آرام و یکجائی کے لئے تو بلاشبہ اجازت ہے بشرطیکہ زوجہ اور بالغ بچوں کو خوب سمجھا دے کہ یہ انتقال طاعون سے بچنے کے لئے نہیں نہ تم کہیں بھاگ کر موت سے بچ سکتے ہو میرا ارادہ قطعی پہلے سے تمہیں بلانے کا تھا بلکہ طاعون کی وجہ سے اتنی دیر کی شاید تمہارا لے جانا ناجائز ہو اب کے معلوم ہوا کہ خالص نیت سے لیجانے میں شرعاً حرج نہیں تمہیں اسی طرح لے جاتا ہوں جیسا کہ طاعون نہ ہونے کی حالت میں لیجانا، تم پر بھی فرض ہے کہ اپنی نیت صحیح کرو طاعون کا خیال دل میں ہرگز نہ لاؤ جس سے یہ ظاہر ہوگا کہ وجہ خوف طاعون اس منتقل ہونے کو غنیمت جانے کا میں اُسے یہیں چھوڑ دوں گا یہاں تک کہ اللہ عز و جل جس کا ہر جگہ حکم نافذ ہے اپنا جو حکم چاہے نافذ فرمائے، جب یہ تعلیم و تلقین کرے اور ظاہر ہو کہ یہ سچا عقیدہ اُن کے دلوں میں جم گیا اور شیطانی خیال نہ رہا اس وقت بے تکلف وہاں سے آئے اس تعلیم میں سمجھ والے بچوں کو بھی شریک کرے اگرچہ بالغ نہ ہوں کہ تعلیم حق کے وہ بھی محتاج ہیں، حق سبحانہ ہر جگہ مسلمانوں کو عافیت بخشنے اور اپنے حفظ و امان میں رکھے آمین بجاہ المہرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیہم اجمعین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۲ از امور وہ ضلع مراد آباد مرسلہ حکیم ظہور احمد صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ڈاکٹری دوا سیال جس میں شراب کا جز ہو حکیم مریض کو استعمال کرائے جائز ہے یا ناجائز؟ حکیم پر گناہ ہے یا نہیں؟ یا ایسی ڈاکٹری دوا کہ جس میں شراب کا جز تو نہیں مگر وہ ایسی تیار کی گئی ہے کہ جیسے عطر بغیر روغن صندل کے تیار نہیں ہوتا۔ برانڈی کا استعمال مریض کو جائز یا ناجائز؟ خشک دوا خشکی یا مخدر کا استعمال مریض کو جائز ہے یا نہیں؟ علمائے دیوبند ادویہ ڈاکٹری کا استعمال ممنوع فرماتے ہیں۔ اگر جوابی کارڈ کافی نہ ہو براہ عنایت بیرنگ لفافہ پر جواب عنایت فرمائیے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر خیر عطا فرمائیگا بتینوا تو جروا۔

الجواب

شراب کسی قسم کی ہو مطلقاً حرام بھی ہے اور پیشاب کی طرح نجس بھی۔ برانڈی ہو خواہ اسپرٹ خواہ کوئی بلا، جس دوا میں اُس کا جز ہو خواہ کسی طرح اُس کی آمیزش ہو اُس کا کھانا پینا بھی حرام اُس کا لگانا بھی حرام، اُس کا بیچنا خریدنا بھی حرام۔ طبیب کہ اُس کا استعمال بتائے مبتلائے گناہ و آثام۔ یہی ہمارے ائمہ کرام کا مذہب صحیح و معتمد ہے۔ ہاں افیون بھنگ وغیرہ خشک چیسز میں کہ نشہ لاتی یا تخدیر و تفسیر کرتی ہیں اُن کا نشہ حرام ہے اور وہ خود ناپاک نہیں تو اُن کا لگانا مطلقاً

جائز، اور اگر کسی دوا میں اُن کا اتنا جز ہو کہ شہ یا تخدیر نہ لائے تو اس کے کھانے میں بھی حرج نہیں
 ڈاکٹر ٹی پتھر وغیرہ رقیق دوائیں عموماً اسپرٹ کی آمیزش سے خالی نہیں ہوتیں وہ سب حرام و نجس ہیں ہاں
 کوئین وغیرہ کی طرح خشک دوا مضائقہ نہیں رکھتی جبکہ اُس میں کسی حرام کا خلط نہ ہو، ان مسئلہ کی
 تحقیق درمختار و ردالمحتار و فتاویٰ فقیر میں بروجہ کافی ہے۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۶۳۰ از بنارس مرسلہ مولوی ممنون حسن خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر ۱۶ شعبان معظّم ۱۳۳۰ھ

ہادی راہ شریعت جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتکم بعد سلام علیک آداب
 عرض ہے کہ عرصہ سے خیریت جناب مقدس کی دریافت نہیں، اس وقت ضرورت التماس یہ ہے کہ
 ایک مسئلہ دریافت طلب ہے جس کو کئی شقی میں کمر کے گزارش کرتا ہوں امید کہ جواب سے جلد
 سر فراز فرمایا جائے۔ مصنوعی دانت کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ یہ مصنوعی دانت اس طرح
 بنے ہیں کہ دانت دیگر ممالک غیر اسلام سے بن کر آتے ہیں مگر اُن کی ترکیب کہ کن کن اجزاء سے بنے
 ہیں مجھ کو معلوم نہیں ہے مگر تاہم اب تک میرے علم میں کوئی ایسی چیز ان کی ترکیب میں نہیں آئی ہے
 جس کے داخل ترکیب ہونے کی وجہ سے ان کو میں حرام یا ناجائز خیال کروں۔ ان دانتوں کو ہندوستانی
 کاریگر ہر شخص کے منہ اور تالو کی صورت کے مشابہ تالو بنا کر اُس میں لگا دیتے ہیں جو منہ میں لگایا جاتا
 ہے اور یہ حقیقت مصنوعی دانتوں کی ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ مندرجہ بالا تالو اگر سونے کا یعنی
 زر کا ہو یا کسی اور معدنیات کا مثل ایلومینیم کے تو مردوں کے لگانے کے واسطے کہاں تک جائز ہے
 ایلومینیم وہ معدنیات میں سے ہے جس کے زمانہ حال میں ہلکی ہلکی دیگیچیاں اور ظروف وغیرہ بنتے ہیں۔
 مردوں اور عورتوں کے واسطے اور زر اور ایلومینیم کے واسطے اگر شریعت کا حکم جدا جدا ہے تو مفصل
 جواب سے مطلع فرمائیے چونکہ ضرورت اشد ہے اس لئے جواب سے جلد مطلع فرمایا جائے۔

الجواب

بوالا ملاحظہ جناب گرامی القاب فضائل نصاب جناب مولوی محمد ممنون حسن خاں صاحب
 بہادر بالقابہ دام مجدہ السامی، بعد اہوائے ہدیہ سنتہ سنہ طمس، بنے ہوئے دانت لگانے میں
 حرج نہیں۔ ظاہر قدوس عز جلالہ نے ہر چیز اصل میں پاک بنائی ہے جب تک کسی شے میں کسی نجاست
 کا خلط ثابت نہ ہو پاک ہی مانی جائے گی۔

ردالمحتار میں ہے :

لایحکم بنجاستہا قبل العلم کسی چیز کی نجاست کا حکم نہیں دیا جاسکتا

بحقیقتہا۔

جب تک کہ اس کی حقیقت معلوم نہ ہو۔ (ت)
 سونے کا تانو عورتوں کو مطلقاً جائز ہے اور مردوں کو بضرورت یعنی جبکہ سونے میں کوئی خصوصیت
 محتاج الیہا ایسی ہو کہ چاندی وغیرہ سے حاصل نہ ہو سکتی ہو ورنہ دوسری دھات اختیار کریں چاندی کی
 حاجت ہو تو وہ ورنہ ایلمینیم یا جو مناسب ہو۔ درمختار میں ہے :

لا یشد سته المتحرك بذهب بل بفضة ملنے والے دانت کو سونے کے تاروں سے
 ویتخذ افقامته لان الفضة تنتنه۔ مضبوط نہ کیا جائے بلکہ چاندی استعمال کی جائے
 ہاں البتہ سونے کی مصنوعی ناک بنا کر لگائی جا سکتی ہے کیونکہ چاندی میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ (ت)
 ہدایہ میں ہے :

الاصل فيه التحريم والاباحة للضرورة سونے کے استعمال میں اصل حرمت ہے اور
 وقد اندفعت بالفضة وهي الادنى اس کا مباح ہونا ضرورت کی وجہ سے ہے
 فبقى المذهب على التحريم والضرورة کیونکہ چاندی سے یہ ضرورت پوری ہو جاتی
 لم تندفع في الالف دونه حيث اتفقوا ہے، اور اس کا استعمال بنسبت سونے
 واللہ تعالیٰ اعلم۔ کے قریب ہے، لہذا سونا اپنی حرمت پر باقی

رہے گا، اور یہ ضرورت ناک لگانے میں بغیر سونے کے پوری نہیں ہو سکتی (لہذا سونے کی مصنوعی
 ناک لگانا جائز ہے) کیونکہ سونے کے علاوہ باقی دھاتوں میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اھ واللہ
 تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۶۴ از سرنیاں ضلع بریلی مرسلہ امیر علی صاحب قادری ۴ رجب ۱۳۳۱ھ
 شفا خانہ کی دوا استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

انگریزی دوا جس میں شراب پڑتی ہے جیسے ٹنگر وہ مطلقاً ناجائز ہے، اور جس دوا
 میں کوئی ناپاک یا حرام چیز معلوم نہ ہو اس سے بچنا بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۔ ردالمحتار کتاب الطہارت باب الانجاس دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲/۱
 ۲۔ درمختار کتاب المحظورات والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتہائی دہلی ۲۴۰/۲
 ۳۔ الہدایۃ " " " " " " مطبع یوسفی لکھنؤ ۴۵۵/۴

اہل ہندو سے بیماری کی دوا کرنا کیسا ہے ؟

الجواب

طیب اگر کوئی ناجائز چیز دو اینس بتائے جب تو جائز نہیں اگرچہ طیب مسلمان ہو اور جائز چیز میں حرج نہیں اگرچہ کافر ہو مگر ہندوؤں کی طلب عقلی اصول کے خلاف اور اکثر مضر ہوتی ہے لہذا ایچنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۶ از قصبہ بشارت گنج ضلع بریلی متصل بڑی مسجد مرسلہ نجو خاں فوجدار یعنی باقی والدہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عملیات یعنی تعویذ وغیرہ کتابوں سے کرنا حق ہے یا باطل ؟ کس طور سے جواز اور کس طریق سے ناجائز ؟ رقم فرمائیں۔

الجواب

عملیات و تعویذ اسمائے الہی و کلام الہی سے ضرور جائز ہیں جبکہ ان میں کوئی طریقت خلاف شرع نہ ہو مثلاً کوئی لفظ غیر معلوم المعنی جیسے حفیظی رمضان کھلمون اور دعائے طاعون میں طاسوسا ٹاسوسا ٹاسوسا ایسے الفاظ کی اجازت نہیں جب تک حدیث یا آثار یا اقوال مشائخ معتمدین سے ثابت نہ ہو یونہی دفع صرع وغیرہ کے تعویذ کہ مرغ کے خون سے لکھتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے اس کے عوض مشک سے لکھیں کہ وہ بھی اصل میں خون ہے، یونہی حب و تسخیر کے لئے بعض تعویذات دروازہ کی چوکھٹ میں دفن کرتے ہیں کہ آتے جاتے اس پر پاؤں پڑیں یہ بھی ممنوع و خلاف ادب ہے، اسی طرح وہ مقصود جس کے لئے وہ تعویذ یا عمل کیا جائے اگر خلاف شرع ہو ناجائز ہو جائے گا جیسے عورتیں تسخیر شوہر کے لئے تعویذ کراتی ہیں، یہ حکم شرع کا عکس ہے۔ اللہ عز و جل نے شوہر کو حاکم بنایا ہے اُسے محکوم بنانا عورت پر حرام ہے۔ یونہی تفریق و عداوت کے عمل و تعویذ کہ محارم میں کئے جائیں مثلاً بھائی کو بھائی سے جدا کرنا یہ قطع رحم ہے اور قطع رحم حرام۔ یونہی زن و شو میں نفاق ڈلوانا۔ حدیث میں فرمایا :

لیس متاھن خبب امرأة علی زوجھا۔ جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔

لے سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب فی من خبب امرأة الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۹۶

بلکہ مطلقاً دو مسلمانوں میں تفریق بلا ضرورت شرعی ناجائز ہے۔ حدیث میں فرمایا :

لا تباغضوا ولا تدابروا لی قولہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم وكونوا عباد اللہ
اخواناً بآلہ

(لوگو! ایک دوسرے سے عداوت نہ رکھو اور
نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو، حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے اس ارشاد گرامی تک "اے اللہ کے
بندو! آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ"۔ (ت)

غرض نفس عمل یا تعویذ میں کوئی امر خلاف شرع ہو یا مقصود میں تو ناجائز ہے ورنہ جائز بلکہ نفع رسانی
مسلم کی غرض سے محمود و موجب اجر۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من استطاع
منکم ان ینفع اخاه فلینفعہ۔ رواہ مسلم
عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ واللہ تعالیٰ
اعلم۔

مسئلہ ۶۷ مستولہ مسلمانان جام جودھیور کا ٹھیا واڑ معرفت شیخ عبدالستار صاحب پور بندہ کا ٹھیا وار
متصل قندیل ۱۵ اجامی الاولیٰ ۱۳۳۳ھ

ہندو کو شفا ربیاری کے واسطے تعویذ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اس کا طریقہ
کیا ہے؟ بیٹھو اتوجروا۔

الجواب

کافر کو اگر تعویذ دیا جائے تو مضمحل جس میں ہندو سے ہوتے ہیں نہ کہ منظر جس میں کلام الہی اسمائے الہی
کے حروف ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۸ مرسلہ عبدالستار بن عمیل صاحب از گوندل کا ٹھیا وار یکم صفر ۱۳۳۵ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت اسی مسئلہ میں، شراب افیون یا ہر وہ چیز جو شرعاً حرام یا ناپاک
ہو اس کا کسی مرض میں خارجاً ضماً استعمال کرنا کیسا ہے؟

(۲) اسی طرح بچوں کو غیند لانے یا رونے سے روکنے کی غرض سے دوا میں قدرے افیون کا کھلانا

۱۷ صحیح البخاری کتاب الادب باب ما ینہی عن التماسد والتدابر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۹۶/۲
۱۸ صحیح مسلم کتاب السلام باب استجباب الرقیۃ من العین الخ " " " " ۲۲۴/۲

جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

(۱) شراب حرام بھی ہے اور نجس بھی، اس کا خارج بدن پر بھی لگانا جائز نہیں۔ اور ایون حرام ہے نجس نہیں، خارج بدن پر اس کا استعمال جائز ہے۔

(۲) بچے کو سُلانے یا رونے سے باز رکھنے کے لئے ایون دینا حرام ہے اور اُس کا گناہ اس دینے والے پر ہے بچے پر نہیں، ماحرام اخذہ حرام اعطاؤہ (جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مشکلہ مسئلہ سید ولی اللہ از موضع لورڈ سرا ڈاکٹرانہ مجھد و راضع غازی پور ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین دریں باب کہ جن مواضع میں کہ عارضہ طاعون کی شکایت ہو قبل اس کے کہ لوگ مرنے لگیں یعنی معاً ابتداء علامات و بائٹل مرنا حشرات الارض وغیرہ کا و گندگی و قلعن کا ہونا کہ مقدمہ اس عارضہ مکروہ کا ہے خدا کی پناہ یا بوقت ابتداء تعداد اموات صاحبان دیہہ اپنے اپنے مکانوں سے باہر ہو جائیں یا نہ ہو جائیں، شرعاً شریف اس امر میں کیا اجازت دی ہے اگر اجازت ہے تو کس وقت اور کس شرط کے ساتھ یا باہر ہونا چاہئے اور اگر شریعت اجازت نہیں دیتی تو باہر کے نکلنے والے لوگ کس گناہ کے مرتکب ہوں گے مع ثبوت حدیث و نص قرآنی کے مطلع کیا جائے۔

(۲) حکمائے اہل فرنگ جو عام طور سے اعلام دربارہ چھوڑنے مکانوں کے کرتے ہیں اور خود باہر نکل جاتے ہیں اور نیز اہل اسلام کا بہت سا حصہ اُن کے تبعیت کرتے ہیں اور یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جس طرح دو اکرنہ بحالت مرض سنت ہے اسی طرح بحالت خرابی آب و ہوا جگہ کا نقل کرنا بھی ایک گونہ علاج ہے تبدیل آب و ہوا بھی داخل سنت ہے تو ان لوگوں کی رائے کی تابعداری کرنا ہم سب کو مناسب ہے یا نہیں اور بعض اشخاص کا یہ خیال ہے کہ اس میں بلاموت بھی لوگ مر جاتے ہیں چونکہ کثرت سے لوگ مرتے ہیں اور بیمار پڑتے ہیں تو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ کیا ایک بارگی اتنے لوگوں کی موت ایک ہی بار تھی خیر ہر ایک سوال کی طرف سے معقول نفسی بخش جواب سے اطلاع دیں۔ (۳) کتنے میت تک کا جنازہ اکٹھا ہو سکتا ہے اور نابالغ لڑکی اور لڑکے کا جنازہ بالغ کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ہو سکتا ہے تو دعا پہلے بالغ کی پڑھی جائے یا نابالغ کی؟ یا محض بالغ کی دعا نابالغ کے لئے کافی ہو سکتی ہے؟ جواب شافی سے ممنون و مشکور کیا جاؤں، مع حوالہ حدیث۔ (۴) لڑکا اور لڑکی نابالغ ہے اور اس کی شادی ہو گئی ہے بعد شادی کے لڑکی بیوہ ہو گئی تو عقد ثانی کے بارہ میں عدت لیا جائے گا کہ نہیں؟ اگر عدت لیا جائے تو کب تک؟

(۵) اپنی بیوی میت کا جنازہ شوہر لیا سکتا ہے کہ نہیں؟ جواب شافی سے ممنون فرمایا جائے۔ یتینوا
توجردا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

(۱) طاعون سے بھاگنا حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
الفا من الطاعون كالفسار من الزحف لہ
طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہی ہے جیسے کہ جہاد
میں کافروں کو پیٹھ دے کر بھاگنے والا۔

جسے اللہ عزوجل فرماتا ہے :
فقد بآء بغضب من الله وماؤله جهنم
وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اس کا ٹھکانا
جہنم ہے اور بہت ہی بری جگہ پھرنے کی۔

(۲) کیا ایسی چیز دو ا کے حکم میں آ سکتی ہے نہ کہ معاذ اللہ سنت ہونا جس پر اللہ کا غضب ہو اور جہنم
ٹھکانا۔ جو لوگ اس سے بھاگ کر کہیں بھی جاتے ہیں سب گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں اس کی تفصیل
ہمارے رسالہ تیسیر الماعون میں ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ لوگ اس میں بے موت مرجاتے ہیں وہ
گمراہ ہیں، اس میں قرآن عظیم کا انکار ہے، ان پر تو بر فرس ہے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح چاہیے،
اللہ عزوجل فرماتا ہے :

وما كان لنفس ان تموت الا باذن الله
کون جان بے حکم خدا نہیں مر سکتی لکھا ہوا حکم
کتاباً مؤجلاً۔
ہے وقت باندھا ہوا۔

پیر سے ایک آدھ پھل ٹپکتا رہتا ہے اسی کا ٹپکنا لکھا تھا اور ایک آدھ ہی آتی ہے کہ ہزاروں پھل
ایک ساتھ جھڑ پڑتے ہیں ان کا ساتھ ہونا ہی لکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :
وكل صغير وكبير مستطر
ہر چھوٹی بڑی بات سب لکھی ہوئی ہے۔
(۳) تنو و دو سو جتنے جنازے جمع ہوں سب پر ایک ساتھ ایک نماز ہو سکتی ہے۔

۱۵۵/۱۴۵، ۸۲/۶ المکتب الاسلامی بیروت ۱۵۵/۱۴۵

۱۶/۸
۱۴۵/۳
۵۳/۵۴

(۴) بالغوں کے ساتھ نابالغوں کی نماز بھی ہو سکتی ہے۔

دونوں دعائیں پڑھی جائیں، پہلے بالغوں کی پھر نابالغوں کی۔ اور بہر حال اگر وقت نہ ہو تو ہر چنانچہ پر جدا نماز بہتر ہے۔ درمختار میں ہے :

إذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلوة على كل واحدة أولى وان جمع جاز وراعى الترتيب المعمود خلفه الرجبل ميايليه فالصبي فالبالغة فالمرأهقة ثم کی رعایت کرے (اور وہ یہ ہے کہ) امام کے متصل اس کے پیچھے بالغ مرد ہوں پھر نابالغ بچے پھر بالغہ عورتیں اور ازیں بعد قریب البلوغ (لڑکیاں ہوں۔ دت)

بیوہ پر موت شوہر کی عدت ضروری ہے اگرچہ وہ خود ایک دن کی بچی اور اس کا شوہر بھی کہ مر گیا ایک دن کا بچہ ہو۔ درمختار میں ہے :

العدة للموت اربعة اشهر وعشر مطلقا وطئت اولاً ولو صغيرة وثی حق الحامل مطلقاً وضع حملها ولو كانت نماً وجهها الميت صغيراً۔ عدت وفات چار مہینے اور دس دن علی الاطلاق بغیر کسی قید کے، خواہ ہمبستری ہوئی ہو یا نہ، اگرچہ چھوٹی بچی ہو۔ حاملہ کی عدت علی الاطلاق وضع حمل ہے اگرچہ مرئی والا اس کا زوج چھوٹا ہو (د)

چار مہینے دس دن عدت کرے گی۔

(۵) مرد اپنی زوجہ کا جنازہ اٹھا سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از گونڈل کاٹھا واٹر مرسلہ عبدالنابین اسماعیل حسنی حنفی قادری ۲۲ شعبان ۱۳۳۵ھ کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت خصوصاً امام اہلسنت مجدد مائتہ حاضرہ صاحب حجت قاہرہ محی الاسلام والمسلمین مولانا مفتی قاری شاہ محمد احمد رضا خان صاحب مدظلہ اس مسئلہ میں، ایک شخص مسلمان یا غیر مسلمان ایک حکیم یا غیر حکیم کے پاس اس لئے آیا کہ اُس کے کسی رشتہ دار عورت کے کسی طور سے حمل رہ گیا حمل کے ظاہر ہونے سے اُس عورت نیز خویش واقارب کی سخت بے عزتی

ہونے والی ہے اس لئے خواستگار ہے ایسی دوا کا جس سے حمل ساقط ہو جائے نیز شخص مذکور اس دوا کے عوض میں کچھ رقم بھی پیش کرنا چاہتا ہے، اب عرض یہ ہے کہ اس قسم کا دوا دینا اور اس کا معاوضہ لینا اہل سنت و جماعت کے لئے جائز ہے یا نہیں خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ کسی سستی مسلمان کی بے عزتی ہونے والی ہو۔ بینوا تو جروا۔

الجواب

اگر ابھی بچہ نہیں بنا جائز ہے ورنہ ناجائز کہ بے گناہ کا قتل ہے اور چار مہینے میں بچہ بن جاتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲ از موضع چوپرا ڈاکخانہ پالسی ضلع پورنہ مرسلہ کلیم الدین صاحب ۴ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ کھانے پر فاتحہ شریف یا کوئی آیت قرآن کی پڑھ کر دم کرنا درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو کس طرح سے پڑھنا چاہئے؟

الجواب

برہنیت شفاء سورہ فاتحہ یا اور کوئی آیت پڑھ کر دم کی جائے تو حرج نہیں مگر اس کھانے کی احتیاط اور دوچند ہو جائے گی کہ اس کا کوئی دانہ یا قطرہ گرنے نہ پائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳ از موضع گھورنی ڈاکخانہ کرشنگر ضلع ندیا مرسلہ نذیر احمد صاحب ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ نوشیدین دوائے انگریزی کہ دران اسپرٹ انگریزی دوائی پینا کہ اس میں اسپرٹ کی ملاوٹ می ماند و حقیقت اس اسپرٹ نمی دائم رواست ہوتی ہے، اور میں اسپرٹ کی حقیقت سے یاند و دریں دیار ماہمہ بایں مبتلا اندالاماشا اللہ واقع نہیں۔ کیا اس کا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ لیکن ہمارے ان شہروں میں سب کہ رواج طب یونانی از بس قلیل و قیمتش نیز گران است کہ ہر کس برآں قادر نمی شود۔ اس مرض میں مبتلا ہیں الا ماشاء اللہ، اس لئے کہ طب یونانی کا رواج بہت کم ہے اور وہ زیادہ قیمتی بھی ہے کہ ہر ایک اس علاج کی طاقت نہیں رکھتا۔ (ت)

الجواب

اسپرٹ قسمی از شراب ست بغایت تند کہ "اسپرٹ" شراب کی ایک قسم ہے جو انتہائی تیز بہ تیزی خود تنہا قابل نوشیدین نماندہ است ہونے کی وجہ سے تنہا پینے کے قابل نہیں۔ شرابہا کہ از انگلستان آند ہمہ را بامیزش پس جو شرابیں برطانیہ سے منگوائی جاتی ہیں اُن

قطرات او تیز می کنند کہ در فلاں شراب در نودہ
 قطرہ یک قطرہ اسپرٹ است و در فلاں در
 صد قطرہ یک قطرہ ہمہ شرابہا یا شامیدن نشہ
 آرد و این بخرد شمیدن کہ بُوئے او مسکست
 لاجرم، بچو جملہ خمر ہم حرام است و ہم نجس ہر دو ایک
 درو آمیزش او باشد بریدن طلائے او کردن
 یک حرام است و نوشیدن دو حرام بلکہ او سدہ
 حرام فراہم کردن حرام خریدنش حرام برداشتنش
 حرام و بدن باد آلودنش حرام و اینجا حرام چہارم
 خوردن، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 در شراب و کس را لعنت فرمودہ است از
 انان فرد شندہ و غریہ و بردہ اندہ و آنکہ بر سوتے
 او برداشتہ شود بالجملہ ہر کہ بیج گوہر باو تلمس
 دارد بکرام و غیبت تلوث دہ و ہر کہ مسلمان را
 از من بلا باز دارد برائے او اجر صد شہید است
 قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 من تمسک بسنتی عند فساد
 امتی فلہ اجر مائۃ شہید
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

سب میں اُس کے قطروں کی ملاوٹ انھیں تیز کرنے
 کے لئے کی جاتی ہے کہ فلاں شراب کے نو دس
 قطروں میں ایک قطرہ اسپرٹ ہے اور فلاں شراب
 کے سو قطروں میں ایک قطرہ اسپرٹ کی ملاوٹ
 ہے۔ اور سب شرابیں پینے سے نشہ لاتی ہیں
 اور یہ صرف سو نگھنے سے نشہ لاتی ہے اس لئے کہ
 اس کی "بُو" نشہ آور ہے۔ بلاشبہ تمام شرابوں
 کی طرح یہ حرام ہونے کے علاوہ ناپاک بھی ہے لہذا
 جس دوائی میں اس کی ملاوٹ ہو اس کا جسم پر
 ملنا پہلا حرام ہے اور پینا دوسرا حرام بلکہ تیسرا
 حرام ہے۔ اس کا حاصل کرنا حرام اس کا خریدنا
 اٹھانا اور جسم کو اس سے آلودہ کرنا یہ سب کام
 حرام ہیں۔ اور یہاں چوتھا حرام اسے پینا ہے۔
 سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شراب کے
 دس افراد پر لعنت فرمائی ان میں سے یہ لوگ
 ہیں (۱) فروخت کرنے والا (۲) خریدنے والا
 (۳) اٹھانے والا (۴) وہ جس تک اٹھا کر لیجئے
 حاصل یہ ہے کہ جو کوئی کسی طرح بھی اس سے البتہ
 ہو وہ ایک حرام اور ناپاک چیز سے آلودگی رکھتا

ہے۔ اور جو کوئی کسی مسلمان کو اس مصیبت سے چھڑائے اور اسے روکے اُسے سو شہیدوں کا اجر و
 ثواب ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس خوش نصیب نے میری سنت
 کو اس وقت تھا تا کہ جب میری امت میں فساد پھیل گیا تو اسے سو شہیدوں کا ثواب عطا ہوگا۔ واللہ
 تعالیٰ اعلم۔ (ت)

۱۔ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب السنۃ مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۰
 الترغیب والترہیب الترغیب فی اتباع الکتاب السنۃ حدیث ۵ مصطفیٰ البابی مصر ۸۰/۱

مسئلہ از چھپرہ محلہ دھیانوان مرسلہ محمد نبی جان دوا فروش ۵ رجب المرجب ۱۳۳۶ھ
 زید کے پاس ایک نسخہ مردانگی کا ایک ہندو فقیر کا دیا ہوا ہے زید اسے بنا کر دینے سے بھی عذر
 کرتا ہے نسخہ بتانے سے بھی خیال اس کا ایسا ہے کہ لوگ حرام کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں اس وجہ سے کسی کو
 نہیں دیتا ہوں کہ اگر وہ حرام کریں گے تو میرے نامہ اعمال میں درج ہونگے اور عمر و نے یہ سوال کیا کہ
 مجھے نسخہ بتا دو اور جو قسم شرعی لینا چاہوں لوگوں تک میں بسبب مرض بواسیر کے سخت پریشان ہوں کہ
 نامردی کے درجہ پر پہنچا ہوں میری شادی عنقریب ہونے والی ہے اگر آپ نسخہ نہیں دیتے ہیں تو مجھے
 بنا کر دے دو اگر نہ دو گے تو میں اپنا دلی راز کہہ کر تمہاری آنکھ میں ذلیل ہوا ڈوب مرنے کے سوا اور مجھے
 کچھ بن نہیں آتا ہے تو یہ خیال زید کا موجب شرع شریف غلط یا صحیح ہے اور عمر و ایک مرد مسلمان نمازی
 بھی ہے۔

الجواب

اگر وہ نسخہ نہ بتائے اسے دوا بنا کر دے جبکہ اس میں کوئی ناجائز چیز نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من استطاع مثکم ان ینفع احداً فلینفعہ
 جو کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہو
 تو اسے نفع پہنچانا چاہئے۔ (ت)
 اور اس کا یہ خیال کہ لوگ حرام کریں گے اور اس پر وبال محض غلط ہے مسلمان پر بدگمانی
 حرام ہے۔

قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اشع
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اے ایمان والو!
 بہت سے گمانوں سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان
 گناہ ہیں (ت)

اور جب اس کی نیت نفع رسانی مسلم ہے تو دوسرا گناہ کرے بھی تو اس کا مواخذہ اس پر
 نہیں ہو سکتا۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے: لا تزدروا زرعاً و ذراً و اخویکم (کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ

نہ اٹھائے گی۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از اردہ نگلہ ڈاکخانہ اچھنیرا ضلع آگرہ مرسلہ صادق علی خان صاحب ۲۵ شوال ۱۳۳۶ھ
جس محلہ یا جس شہر میں طاعون ہو وہاں کے باشندے کسی دوسرے مقام پر نفع من قضا اللہ
الی قضا اللہ کے خیال سے جاسکتے ہیں یا نہیں، طاعون وغیرہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
کیا ارشاد ہے؟ جو لوگ اس خیال سے اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر چلے جاتے ہیں وہ اہل بدعت
ہیں یا نہیں؟ اور ان کے ساتھ بدعتیوں کا سا برتاؤ کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب

طاعون کے خوف سے شہر یا محلہ یا گھر چھوڑ کر بھاگنا حرام و گناہ کبیرہ ہے، اس کا کافی بیان
ہمارے رسالہ تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الفار من الطاعون كالفسار من الزحف۔ طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا کفار کو
پیٹھ دے کر بھاگنے والا۔

جس کے لئے قرآن عظیم میں فرمایا کہ اُس کا ٹھکانا جہنم ہے ایسا نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ جہاد سے
بھاگنے والا بھی کہہ سکتا ہے وہ بھی بھاگ کر تقدیر سی میں جائے گا مگر اُس بھاگنے کا منتہی جہنم ہے
طاعون عموماً اس شام میں تھا امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں کے عزم سے روانہ ہو چکے تھے جب
سرحد شام و حجاز موضع سرخ پر پہنچے ہیں خبر پائی کہ شام میں شدت طاعون ہے امیر المؤمنین نے
مہاجرین کو ام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ کیا بعض نے کہا حضرت کام کے لئے چلے ہیں رجوع نہ چاہئے
بعض نے کہا حضرت کے ساتھ بقیہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہماری رائے نہیں
کہ انھیں واپس کر دیں، پھر انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا وہ بھی یوں مختلف ہوئے پھر
اکابر مومنین فتح کو بلایا انھوں نے بالاتفاق نہ جانے کی رائے دی امیر المؤمنین نے واپسی کی نذر کر دی
اس پر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اُفرا من قد والله کیا تقدیر الہی سے بھاگنا
امیر المؤمنین نے فرمایا: کاش کوئی اور ایسا کہتا نعم نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ ہاں ہم

تقدیر الہی سے تقدیر الہی کی طرف بھاگتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کام کو گئے ہوئے تھے جب واپس آئے انہوں نے کہا مجھے اس مسئلہ کے حکم کا علم ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

اذا سمعتم به بارض فلا تقدموا جب تم کسی زمین میں طاعون ہونا سنو تو وہاں طاعون
علیہ واذا وقع باسرض وانتم بهما کے سامنے نہ جاؤ اور جب تمھاری جگہ واقع ہو تو
فلا تخرجوا فرا امنه۔ اس سے بھاگنے کو نہ نکلو۔

اس پر امیر المؤمنین حماد الہی بجالائے کہ اُن کا اجتہاد موافق ارشاد واقع ہوا اور واپس ہو گئے۔
ایسی جگہ نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ کہنا ٹھیک ہے کہ موافق حکم ہے، طاعون سے بھاگنا فسق ہے
بھاگنے والوں سے فاسقوں کا سا برتاؤ چاہئے، بدعت بمعنی بد مذہبی نہیں، ہاں اگر احادیث صحیحہ مشورہ میں
ارشاد اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معلوم ہے اور انھیں رد کرتا اور اپنی نامرادی بزدلی
کے حکم کو اُن پر ترجیح دیتا ہے تو ضرور بد مذہب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر جلیپور محلہ کوتوالی مسئلہ حکیم عبدالرحیم صاحب ۹ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، حافظہ او مصلیا و مستفادا، ایک طبیب جس نے علم طب باقاعدہ
حاصل کیا ہے اور نظری و عملی طریقہ مروجہ سے پوری تکمیل کر چکا ہے مگر ان وجوہات سے اپنے پیشے سے
ہمیشہ دل برداشتہ اور متفکر اور وبالِ اخروی سے خائف رہتا ہے کہ دقائق و جزئیات فن کا ہمیشہ
بالکلیہ مستحضر فی الذہن رہنا مشکل بلکہ غیر ممکن ہے اور جب یہ نہیں تو تشخیص کا صحیح نہ ہونا معلوم۔ نیز چونکہ
یہ فن ظنی ہے اور ظن غالب و گمان رائج پر علاج ہوتا ہے اگرچہ بتائید حکیم مطلق حل و علا اکثر تشخیص مطابق
واقع ہوتی ہے تاہم غلطی کا اندیشہ لگا رہتا ہے کیونکہ مجربین کا مقولہ ہے العلاج رسمی السرم فی
الظلمات (علاج اندھیروں میں تیر اندازی ہے۔ ت) نیز عقل، حافظہ، استحضار ذہانت طباعی بلکہ
جو آلات تشخیص مرض ہیں حسب قوائے دماغی مختلف ہیں اسی وجہ سے مریض واحد کی تشخیص میں اطمینان معتد
متحد الرائے بہت کم دیکھے جاتے ہیں اگرچہ سب اپنی تشخیص کو صحیح سمجھے ہوئے ہیں مگر فی الواقع کسی ایک ہی
کی رائے صحیح ہوگی اور کبھی طبیب علاج کے غیر مفید پڑنے سے اپنی خطائی تشخیص سے واقف ہو کر سنبھل
جاتا ہے اور علاج میں فوراً ترمیم کر دیتا ہے مگر کبھی اتنے پر بھی اس کو یہ معالجہ اسی علاج پر برقرار رکھتا ہے
کہ تیری تشخیص اور علاج دونوں صحیح ہیں مگر خدا کی طرف سے انہی صحت کا وقت نہیں آیا ہے، اس کے علاوہ
بھی اور بہت سے وجوہات ہیں جن کے سبب سے وہ اپنے پیشہ طبابت سے تنگ ہے، اس صورت

لے صحیح البخاری کتاب الطب باب ما ذکر فی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۵۳/۲

میں یہ پیشیہ اگر کیا جائے تو از روئے شرع شریف اس کے ذمے کیا وبال ہے اور وہ اُس کا اہل ہے یا نہیں اور اگر اہل ہے بھی اور پھر ترک کر دے تو کوئی شرعی قباحت تو لازم نہیں آتی؟ بلا دلیل صرف حکم تحریر فرما دیا جائے۔

الجواب

اہل کو اس کا ترک بلا مضائقہ جائز ہے جبکہ وہاں اور طبیب اہل موجود ہو اور نا اہل کو اس میں ہاتھ ڈالنا حرام ہے اور اُس کا ترک فرض۔ جس نے اس فن کے باقاعدہ نظریات و عملیات حاصل کئے اور ایک کافی مدت تک کسی طبیب حاذق کے مطلب میں رہ کر کام کیا اور تجربہ حاصل ہوا اکثر مرضی اس کے ہاتھ پر شفایا پاتے ہوں کم حصہ نا کامیاب رہتا ہو فاحش غلطیاں جیسے بے علم نا تجربہ کار کیا کرتے ہیں تشخیص و علاج میں نہ کیا کرتا ہو وہ اہل ہے اور اسے بنظر نفع رسانی خلافت و مسلمین اس سے درست کش ہونا نہ چاہئے خصوصاً جبکہ دوسرا ایسا وہاں نہ ہو۔ بعض اوقات تشخیص یا علاج میں غلطی واقع ہونا منافی اہلیت نہیں کہ غلطی سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں و بس۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از میرٹھ مرسلہ مولوی محمد حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب جامع مسجد خیرنگر مدرس مدرسہ قومیہ۔

بانجھ وہ ہوتی ہے جس کے کبھی بچہ نہ ہوا ہو بعضوں کے ایک یا دو بچہ ہو کر بند ہو جاتے ہیں انکا علاج بانجھ کا سا ہی کیا جائے یا اور طرح۔

الجواب

ہاں وہی اعمال کافی ہیں کہ جو اقویٰ کی مدافعت کریں اضعف کی بدرجہ اولیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از میرٹھ مرسلہ مولوی محمد حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب جامع مسجد خیرنگر مدرس مدرسہ قومیہ

رجعت عمل کیا چیز ہے، کیا عمل کا لوٹ جانا کسی بے احتیاطی وغیرہ سے ممکن ہے؟

الجواب

ہاں ممکن، اور بار بار واقع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از لکھنؤ کارلٹن ہوٹل توسط عبدالمجید خان صاحب مرسلہ فتحہ موٹر ڈیورڈ ۱۵ صفر ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر علماء یا مولوی صاحب کسی حاجت مند کو خالصاً اللہ کوئی تعویذ یا نقش دے دیتے ہیں اور اُس سے بقبضہ تعالیٰ نفع ہو جاتا ہے تو اس پر اعتقاد واجب ہے یا نہیں؟ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ تعویذات وغیرہ کا ثبوت کہیں قرآن شریف یا حدیث شریف سے

نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم یہ کہاں تک صحیح ہے؟ اس لئے حضور کو تکلیف دی گئی کہ حضور تحریر فرمائیں کہ آیا اس شخص کے مطابق عمل کیا جائے یا نہیں؟

الجواب

تعویذات بیشک احادیث اور ائمہ قدیم و حدیث سے ثابت، اور اس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ افریقہ میں ہے، تعویذات اسماء الہی و کلام الہی و ذکر الہی سے ہوتے ہیں اُن میں اثر نہ ماننے کا جواب وہی بہتر ہے جو حضرت شیخ ابوسعید الخیر قدس سرہ العزیز نے ایک ملحد کو دیا جس نے تعویذات کے اثر میں کلام کیا حضرت قدس سرہ نے فرمایا، تو عجیب گدھا ہے۔ وہ دنیوی بڑا معزز تھا یہ لفظ سننے ہی اس کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور گردن کی رگیں پھول گئیں اور بدن غلیظ سے کانپنے لگا اور حضرت سے اس فرمانے کا شاکی ہوا فرمایا میں نے تو تمہارے سوال کا جواب دیا ہے گدھے کے نام کا اثر تم نے مشاہدہ کر لیا کہ تمہارے اتنے بڑے جسم کی کیا حالت کر دی لیکن مولیٰ عزوجل کے نام پاک میں اثر سے منکر ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از موضع ہری پور مرسلہ شوکت علی خاں بتاریخ ۱۹ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قریہ غیر تعلیم یافتہ کسی قریہ میں اپنے آپ کو حکیم مشہور کرے اور وہ اس قسم کی ادویات جانتا ہے کہ استقاط حمل ہو جائے اور وہ کسی عورت حاملہ کو عورت کی خواہش پر یا غیر خواہش پر ذریعہ ادویات استقاط حمل کرائے اور استقاط عمل میں آئے تو کیا وہ شخص قاتل ہے اور اس کے لئے کیا حکم ہے؟ مینو اتوجروا۔

الجواب

جابل کو طبیب بننا حرام ہے، جان پڑ جانے کے بعد استقاط حمل حرام ہے، اور ایسا کرنے والا گویا قاتل ہے، اور جان پڑنے سے پہلے اگر کوئی ضرورت ہے تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از نیوریا ضلع سیلی بھیت مسئلہ اکبر حسین ۱۳ رمضان ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ عورت کو بانجھ کرنا کس قدر گناہ ہے اور اس گناہ کی معافی ہے یا نہیں؟ حکم شرع بیان فرمائیے۔ فقط والسلام

الجواب

بانجھ کرنا نہ کرنا اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے بشر کی طاقت نہیں یجعل من یشاء عقیماً (اللہ

سہ القرآن الکریم ۵۰/۴۲

تعالے جس کو چاہے بانجھ کر دے۔ ت) ہاں ایسی دوا کا استعمال جس سے حمل نہ ہونے پائے اگر کسی ضرورت شدیدہ قابل قبول شرع کے سبب ہے حرج نہیں ورنہ سخت شنیع و معیوب ہے اور شرعاً ایسا قصد ناجائز و حرام۔

وقد نهى صلى الله تعالى عليه وسلم عن الخضاء وعن التبتل والرهبانیه وهذا بمعناها - والله تعالى اعلم۔
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خصی کرنے اور الگ تھلگ کٹ کر رہنے اور رہبانیت اختیار کرنے سے منع فرمایا اور مانع حل دوا کا استعمال انہی کے معنی میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۸۲ از شہر محلہ ملوکپور مسئلہ کہ سراج علی خاں صاحب رضوی ۱۴ شعبان ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ سرطان یا کسی قسم کی شراب کوئی مریض کسی حالت میں استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص اس کو پوشیدہ طور پر کھلائے یا پلائے تو ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟ اور مریض اس سے بری الذمہ ہے یا نہیں؟ اگر ایسی ادویات سے جن میں مذکورہ بالا اشیاء کا میل ہو، جان بچنے کا خیال ہو تو اس کا استعمال کسی طرح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

سرطان کھانا حرام ہے اور شراب بدن پر لگانا بھی حرام ہے۔ جان حلال دواؤں سے بھی بچ سکتی ہے اگر اسے بچانا منظور ہے ورنہ حرام دوائیں سوائے گناہ کچھ اضافہ نہ کریں گی جو پوشیدہ طور پر مسلمان کو حرام چیز کھلائے یا پلائے سخت حرام کا مرتکب اور شدید سزا کا مستوجب ہے مریض پر الزام نہیں اگر اسے خبر نہ تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۸۳ (پورا سوال دستیاب نہیں ہو سکا)

..... کہ جو طاعون سے مرتا ہے وہ کافر ہے اور دلیل میں زمانہ موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ پیش کرتا ہے اس قول سے بکر مخالف حدیث صحیح ہو کر کافر ہوا یا نہیں اور اس کی زوجہ نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں؟ اور بصورت توبہ تجدید نکاح لازم ہے یا نہیں؟

الجواب

متواتر حدیثوں سے ثابت ہے کہ طاعون مسلمان کے لئے شہادت و رحمت ہے اور جو مسلمان طاعون میں مرے شہید ہے۔

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد بن حنبل میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الطاعون شهادة لكل مسلم۔ طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔

حدیث ۲: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من مات في الطاعون فهو شهيد۔ طاعون میں مرنے والا شہید ہے۔

حدیث ۳: مسند امام احمد و معجم کبیر طبرانی و صحیح مختارہ میں صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔
حدیث ۴: طبرانی نے معجم اوسط اور ابو نعیم نے فوائد ابو بکر بن خلاد میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الطاعون شهادة لا متی۔ طاعون میری امت کے لئے شہادت ہے۔

حدیث ۵: امام احمد بسند صحیح راشد بن حبیش سے ہے۔

حدیث ۶: طبرانی وابن قانع ربیع بن یاس انصاری سے ہے۔

حدیث ۷: احمد و ابوداؤد طیالسی و سمویہ و شیخ عبادہ بن صامت سے ہے۔

حدیث ۸: طبرانی کبیر میں سلمان فارسی سے ہے۔

۳۹۷/۱	صحیح البخاری	کتاب الجہاد باب الشهادة سبع	قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۲۳/۲	صحیح مسلم	کتاب الامارۃ باب بیان الشہادۃ	" "
۵۶/۸	معجم الکبیر	حدیث ۳۳۰	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت
۲۱۸/۴	کنز العمال	حدیث ۱۱۱۸۸	موسستۃ الرسالہ
۲۴۹/۶	معجم الاوسط	حدیث ۵۵۲۷	مکتبۃ المعارف ریاض
۲۸۹/۳	مسند احمد بن حنبل	عن راشد بن حبیش	المکتبۃ الاسلامیۃ بیروت
۶۸/۵	معجم الکبیر	عن ربیع الانصاری حدیث ۳۶۰۷	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت
۳۲۳ و ۳۱۲/۵	مسند احمد بن حنبل	عن عبادہ بن صامت	المکتبۃ الاسلامیۃ
۷۹	مسند ابی داؤد طیالسی	احادیث عبادہ بن صامت حدیث ۵۸۲	دار المعرفۃ بیروت
۲۲۳/۴	کنز العمال	بجوالہ سمویہ عن عبادہ بن صامت حدیث ۱۱۲۲۰	موسستۃ الرسالہ بیروت
۲۴۷/۶	معجم الکبیر	عن سلمان رضی اللہ عنہ حدیث ۶۱۱۵	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت

حدیث ۹: احمد و دارمی و سعید بن منصور و یغوی و ابن قانع صفوان بن امیہ سے ہے
حدیث ۱۰: احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے۔

ان چھ حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
الطاعون شہادۃ۔ طاعون شہادت ہے۔

حدیث ۱۱: امام مالک و امام احمد و ابو داؤد و امام نسائی و ابن حبان و حاکم جابر بن عتیق سے ہے
حدیث ۱۲: ابن ماجہ ابو ہریرہ سے ہے۔

حدیث ۱۳: طبرانی کبیر میں عبد اللہ بن بسر سے ہے۔

حدیث ۱۴: عبد الرزاق مصنف میں عبادہ بن صامت سے ہے۔

حدیث ۱۵: ابن سعد طبقات میں ابو عبیدہ بن الجراح سے ہے۔

حدیث ۱۶: ابن شاہین علی بن ارقم وہ اپنے والد سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان چھ حدیثوں میں ہے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

المطعون شہید ہے جس مسلمان کو طاعون ہوا وہ شہید مرا۔

حدیث ۱۷: احمد و ابن سعد عیسیٰ بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فرماتے ہیں:

الطاعون شہادۃ لا متی و رحمۃ لہم طاعون میری امت کے لئے شہادت اور رحمت

۱۔ کنز العمال حدیث ۱۱۲۲۲ مؤسسة الرسالة بیروت ۴/۲۲۳

۲۔ مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۳۱۰

۳۔ کنز العمال بحوالہ مالک، حماد، ابن حبیب، ابن جابر بن عتیق حدیث ۱۱۸۳ مؤسسة الرسالة بیروت ۴/۴۱۴

۴۔ سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد باب ما یرجی فیہ الشہادۃ ایچ ایم سعید پبلی کراچی ص ۲۰۶

۵۔ کنز العمال بحوالہ طب حدیث ۱۱۱۹۱ مؤسسة الرسالة بیروت ۴/۴۱۸

۶۔ المصنف لعبد الرزاق حدیث ۶۶۹۵ المکتب الاسلامی بیروت ۳/۵۶۲

۷۔ کنز العمال بحوالہ عبید بن عبادہ بن صامت حدیث ۱۱۲۱۹ مؤسسة الرسالة بیروت ۴/۴۲۳

۸۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد ترجمہ ابی عبیدہ بن الجراح دار صادر بیروت ۳/۴۱۴

۹۔ کنز العمال بحوالہ ابن شاہین عن علی بن ارقم حدیث ۱۱۲۲۸ مؤسسة الرسالة بیروت ۴/۴۲۴

وہ جس علی الکافریں ہے

۱۸: حدیث صحیح بخاری و مسند احمد و ابوداؤد و طیالسی میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الطاعون کان عذاباً یبعثہ اللہ تعالیٰ علی من یشاء و ان اللہ تعالیٰ جعلہ رحمۃ للمؤمنین

۱۹: حدیث ۱۹: امام احمد و حاکم نے میں اور بنوئی اور حاکم مستدرک احمد طبرانی کبیر میں ابو بردہ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی:

اللہم اجعل فناء امتی قتلًا فی سبیلک الہی میری امت کو اپنی راہ میں شہادت نصیب کر بالطعن والطاعون دشمنوں کے نیزوں اور طاعون سے۔

۲۰: حدیث ۲۰: باوردی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی:

اللہم اجعل فناء امتی بالطعن والطاعون الہی میری امت کو دشمن کے نیزوں اور طاعون سے وفات نصیب کر۔

۲۱: حدیث ۲۱: طبرانی اوسط میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تقضی امتی الا بالطعن والطاعون میری امت کا خاتمہ دشمن کے نیزوں اور طاعون

۱۔ کنز العمال بحوالہ حم و ابن سعد حدیث ۲۸۴۳۱ - موسسۃ الرسالہ بیروت ۶۹/۱۰

۲۔ صحیح البخاری کتاب الطب باب اجر الصابر فی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۵۳/۲

۳۔ کنز العمال بحوالہ ط، حم، خ عن عائشہ رضی اللہ عنہ حدیث ۲۸۴۳۲ - موسسۃ الرسالہ بیروت ۶۶/۱۰

۴۔ مسند احمد بن حنبل حدیث ابی بردہ الاشعری المکتب الاسلامی بیروت ۲۳۸/۲

۵۔ المستدرک للحاکم کتاب الجہاد دار الفکر بیروت ۹۳/۲

۶۔ کنز العمال بحوالہ حم و الحاکم فی المکنی حدیث ۲۸۴۳۹ - موسسۃ الرسالہ بیروت ۸۰/۱۰

۷۔ بحوالہ ابناوردی عن ابی موسیٰ الاشعری حدیث ۲۸۴۳۸ - " " " " ۸۰/۱۰

غدة كغدة الابل المقيم فيهما كالشهيد
والفار منها كالفار من الرجف ۛ

سے ہی ہوگا اونٹ کی سی گلی ہے جو اس میں ٹھہرے
وہ شہید کے مانند ہے اور جو اس سے بھاگ جائے
وہ ایسا ہو جیسا کفار کو پیٹھ دے کر جہاد سے بھاگنے والا۔

حدیث ۲۲: صحیح مستدرک میں ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الطاعون وخزاعد ائکم من الجن و
ہو لکم شهادة ۛ

طاغون تمہارے دشمن جنوں کا چوکا ہے اور وہ
تمہارے لئے شہادت ہے۔

حدیث ۲۳: مسند احمد و معجم کبیر میں ابو موسیٰ اور اوسط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فناء امتی بالطعن والطاعون وخزاعد ائکم
من الجن وفی کل شهادة ۛ

میری امت کا خاتمہ جہاد و طاغون سے ہے کہ
تمہارے دشمن جنوں کا چوکا ہے اور دونوں میں
شہادت ہے۔

حدیث ۲۴: ابن خزیمہ وابن عساکر شریح میں حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

حدیث ۲۵: ابن عساکر معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دونوں وقتاً۔

حدیث ۲۶: شیرازی القاب میں معاذ سے رفعا راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ان الطاعون سرحمة ربکم ودعوة نبیکم
وموت الصالحین قبلکم دھو شهادة ۛ

بیشک طاغون تمہارے رب کی رحمت اور تمہارے
نبی کی دعا اور اگلے نیکوں کی موت ہے اور وہ شہادت ہے۔

ۛ کنز العمال بحوالہ طس عن عائشہ رضی اللہ عنہا حدیث ۲۸۴۵۰ موسۃ الرسالہ بیروت ۸۰/۱۰

ۛ المستدرک للحاکم کتاب الایمان الطاعون شهادة دار الفکر بیروت ۵۰/۱

ۛ مسند امام احمد بن حنبل حدیث ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ المکتب اسلامی بیروت ۳۹۵/۴

معجم الاوسط للطبرانی حدیث ۸۵۰۰ مکتبۃ المعارف ریاض ۲۲۳/۹

ۛ تہذیب تاریخ دمشق ابن عساکر ترجمہ شریح بن عبد اللہ حدیث فی طاغون عواص دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲/۱

ۛ کنز العمال بحوالہ الشیرازی فی القاب حدیث ۲۸۴۴۵ موسۃ الرسالہ بیروت ۹/۱۰

حدیث ۲۷ : احمد و طبرانی و ابن عساکر انھیں سے راوی رسول اللہ ﷺ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

يشهد الله به انفسكم وذرايكم
ويزكي به اعمالكم
اللہ تعالیٰ طاعون سے تمھیں اور تمھارے بچوں کو شہادت دے گا اور اس کے سبب تمھارے اعمال شکرے کرے گا۔

حدیث ۲۸ : امام مالک و دارقطنی ابو ہریرہ سے یہ

حدیث ۲۹ : نسائی عقبہ بن عامر سے راوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ ﷺ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

الشهداء خمسة المطعون والمبطون
والغريق وصاحب الهمدم والشهيد
في سبيل الله -
شہید پانچ ہیں طاعون زدہ اور جو پیٹ کی بیماری سے مرا ہو اور جو ڈوبے اور جس پر مکان یا دیوار گرے اور وہ کہ جہاد میں شہید ہو۔

حدیث ۳۰ : ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ میں غار میں حضور اقدس رسول اللہ ﷺ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا حضور نے دعا کی : اللهم طعننا و طاعونا الہی دشمنوں کے نیزے اور طاعون - میں نے جانا کہ حضور ان سے اپنی امت کی موت مانگتے ہیں۔

حدیث ۳۱ : احمد و طبرانی عقبہ بن عبد سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : قیامت میں شہید اور طاعون زدہ حاضر آئیں گے طاعون والے کہیں گے ہم شہید ہیں ، حکم ہوگا :

انظر وافان كانت جراحاتهم كجراحة الشهداء
تسيل دما كريح المسك فہم شهداء -
دیکھو اگر ان کا زخم شہیدوں کی مثل ہے خون رواں اور مشک کی خوشبو تو یہ بھی شہید ہیں۔

۱۰ مسند امام احمد بن حنبل عن معاذ بن جبل المکتب اسلامی بیروت ۲۴۱/۵

۱۱ تہذیب تاریخ دمشق کبیر باب تبشیر المصطفیٰ ﷺ دار ایثار التراث العربی بیروت ۹۰/۱ و ۹۰/۲

۱۲ کنز العمال بحوالہ مالک قطہ حدیث ۱۱۸۴ موسستہ الرسالہ بیروت ۴۱۴/۴

۱۳ سنن نسائی کتاب الجہاد باب مسئلۃ الشہادۃ نور محمد کارخانہ کراچی ۶۲/۲

۱۴ کنز العمال عن ابی بکر الصدیق حدیث ۱۱۴۴۶ موسستہ الرسالہ بیروت ۵۹۸/۴

فیجاءونہم کذلک تو انہیں ایسا ہی پائیں گے۔

حدیث ۳۲: احمد و نسائی عریاض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: روز قیامت شہدار اور وہ جو بچھونے پر مرے طاعون والوں کے بارے میں جھگڑیں گے شہدار کہیں گے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں ہماری طرح مقتول ہوئے، بچھونے والے کہیں گے ہمارے بھائی ہیں۔ رب عز وجل فیصلہ کے لئے فرمائیگا:

انظروا الی جراحہم فان اشبه جراحہم جراح المقتولین فانہم منہم ومعہم۔ ان کے زخم دیکھو اگر شہیدوں کے سے ہیں تو وہ انہیں میں سے ہیں اور ان کے ساتھ ہیں۔

دیکھیں گے تو ان کے زخم انہیں کے سے ہونگے فیلحقون بہم یہ شہیدوں میں ملا دئے جائیں گے، متواتر ارشاد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رد کفر ہے اور دانستہ ہو تو صریح کفر، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ان کو شہید فرمائیں اور یہ شخص کافر کے، اس سے بڑھ کر اور کیا رد ہوگا، اس شخص پر لازم ہے کہ تاب ہو کلمہ پڑھے اپنی عورت سے نکاح جدید کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۔ مسند احمد بن حنبل عن عتبہ بن عبد ۱۸۵/۴ و المعجم الکبیر عن عتبہ حدیث ۲۹۲ ۱۱۹/۱۷
۲۔ سنن النسائی کتاب الجہاد باب مسألة الشهادة نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۶۲/۲
مسند احمد بن حنبل عن العریاض بن ساریہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۹-۱۳۸

سیٹی الاسقام۔

صحابہ پر، اور ہم بری بیماریوں سے سلامتی اور حفاظت کے لئے اسی سے درخواست کرتے ہیں۔ (ت)

احادیث اس باب میں بظاہر مختلف آئیں، ہم اولاً انہیں ذکر کریں پھر ان کے شرعی معنی کی طرف متوجہ ہوں کہ بتوفیقہ تعالیٰ اس مسئلہ میں حق تحقیق ادا ہو۔

حدیث اول: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتقوا المجدوم کما يتقى الاسد۔ رواه البخاری
فی التاریخ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
جذامی سے کچھ جیسا شیر سے بچتے ہیں (امام بخاری
نے تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اسے روایت کیا ہے۔ ت)

روایت ابن جریر کے لفظ یہ ہیں:

فرمن المجدوم و مکفرارک من الاسد۔
رمز الامام الجلیل السیوطی حسنہ علی ما فی
التیسیر و صحتہ علی ما فی فیض القدر
و ذکرہ باللفظ الاول فی الجامع الصغیر وباللفظ
الاخیر فی البکیر اقول و فی کلہما ظاہرا
ابو ہریرۃ فالحدیث عنہ فی صحیح البخاری
بلغظ فرمن المجدوم کما تفرمن الاسد
و سیأتی والجواب ان العزو یتبع
اللفظ لاسیما و هو فی البخاری

جذامی سے بھاگ جیسا شیر سے بھاگتا ہے۔
جلیل القدر امام سیوطی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے
جیسا کہ تیسیر میں اس کی تحسین فرمائی اور فیض القدر
میں اس کی صحت بیان فرمائی۔ پہلے لفظ سے جامع صغیر
میں اس کا ذکر کیا جبکہ آخری لفظ سے جامع بکیر میں
ذکر کیا اقول (میں کہتا ہوں) بظاہر دونوں میں
ابو ہریرہ ہے، صحیح بخاری میں اس کی حدیث
(روایت) فرمن المجدوم کما تفرمن الاسد کے
الفاظ سے ہے (یعنی جذامی سے اس طرح بھاگو

- ۱۔ الجامع الصغیر بحوالہ تاریخ بخاری عن ابی ہریرہ حدیث ۱۴۱ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۵/۱
التاریخ البکیر حدیث ۴۶۰ دارالبازمکۃ المکرمۃ ۱۵۵/۱
۲۔ الجامع البکیر للسیوطی بحوالہ ابن جریر حدیث ۱۴۷۵۶ دارالفکر بیروت ۲۶۵/۶
۳۔ التیسیر شرح الجامع الصغیر حرف الهمزہ تحت حدیث المذکور مکتبۃ الامام الشافعی الریاض ۳۰/۱
۴۔ فیض القدر " " " " تحت حدیث ۱۴۱ دارالمعرفۃ بیروت ۱۳۸/۱
۵۔ صحیح البخاری کتاب الطب باب الجذام ایچ ایم سعید پبلی کراچی ۸۵۰/۲

معنی زیادات معنی۔ جس طرح تم شیر سے بھاگتے ہو (عنقریب کیگی اور جواب یہ ہے کہ نسبت کرنا لفظ کے تابع ہوتا ہے خصوصاً جبکہ وہ بخاری میں معنوی اضافہ کے ساتھ مروی ہے۔ (ت)

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اتقوا صاحب الجذام کما يتقى السبع اذا هبط واديا فاهبطوا غيرة۔ رواه ابن سعد في الطبقات عن عبد الله بن جعفر الطيار رضي الله تعالى عنهما بسند ضعيف۔

جذامی سے بچو جیسا درندے سے بچتے ہیں وہ ایک تالے میں اترے تو تم دوسرے میں اترو۔ (ابن سعد نے) طبقات میں حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سند ضعیف کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔ (ت)

تیسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

كَلِمَ الْجَذَامِ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ قَدَرٌ رَمَحٍ او رمحين۔ رواه ابن السني وابو نعيم في الطب عن عبد الله بن ابي اوفى رضي الله تعالى عنهما بسند واه قلت لكن له شاهد ياتی۔

مجذوم سے اس طور پر بات کر کہ تجھ میں اُس میں ایک دو نیزے کا فاصلہ ہو (ابن سنی اور ابونعیم نے) باب طب میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے کمزور سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے لئے شاہد (تائید کنندہ) آگے آئیگا۔ (ت)

چوتھی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا تدبوا النظر الى المجذومين۔ رواه ابن مساجه وابن جرير قلت وسنده حسن صالح۔

مجذوموں کی طرف نگاہ جھاکر نہ دیکھو (ابن ماجہ اور ابن جریر نے اسے روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی سند صالح ہے۔ (ت)

- ۱۔ الطبقات الکبری ترجمہ معیقب بن ابی قاطم دار صادر بیروت ۱۱۷/م
 ۲۔ کنز العمال بحوالہ ابن سعد عن عبداللہ بن جعفر حدیث ۲۸۳۳۲ موسۃ الرسالہ بیروت ۵۴/۱۰
 ۳۔ کنز العمال بحوالہ ابن سنی وابونعیم فی الطب حدیث ۲۸۳۲۹ " " " ۵۴/۱۰
 ۴۔ سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب الجذام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۱

قلت بسند حسن عن رجل من آل الشريد
يقال له عمرو وعنه ابیه رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ورواہ ابن جریر قسماً اباء الشريد
وهو الشريد بن سوید الثقفی ذکر الامام
الجليل السيوطی بالتخريج الاول في اول
الجامع الكبير وبالأخر في مسانيد جمع الجوامع
أقول بل الحديث في صحيح مسلم بلفظ
انا قد بايعناك فارجع كما هو لفظ ابن
جرير سواء بسواء وقد جربت مثله كثيرا
على هذا الامام في كثير من تصانيفه
الشريفة كالجوامع الثلاثة والخصائص
الكبرى وغيرها وكان مقصوده رحمه الله
تعالیٰ ان يجمع لامثالن القاصرين
ما قلما تصل اليه ايدينا فان اقتصرنا على
ما افاد وذهلنا عن المتداولات فالقصور
منالمنه رحمه الله تعالى .

مصافحہ نہ ہونا مانع بیعت نہیں۔ (محدث ابن ماجہ
نے اسے روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سند حسن
کے ساتھ آل شریہ کے ایک شخص سے اسے روایت
کیا ہے اور اس کو عمر و کہا جاتا ہے اس نے اپنے
باپ سے روایت کی (اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو)
اور ابن جریر نے اسے روایت کیا اور شریہ کے باپ
کا نام بھی ذکر کیا یعنی شریہ بن سوید ثقفی۔ جلیل الشان
امام، امام سیوطی نے پہلی تخریج میں جامع کبیر کی ابتدا
میں اور دوسری تخریج میں جمع الجوامع کے مسانید
میں اس کو ذکر فرمایا ہے۔ میں کہتا ہوں بلکہ صحیح مسلم
کی حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ واپس ہو جاؤ
بیشک ہم نے تمہیں بیعت کر لیا جیسا کہ ابن جریر کے
الفاظ ہیں، دونوں کے الفاظ یکساں ہیں (کوئی
خاص فرق نہیں پایا جاتا) ہم نے اس امام پر
ان کی بہت سی تصانیف شریفہ میں اس طرح کی
بہت سی مثالیں دیکھی ہیں اور تجربہ کیا ہے جیسا کہ
ان کی تینوں جوامع، خصائص کبریٰ اور ان کے علاوہ دوسری تصانیف، پس اس سے امام موصوف رحمہ اللہ
تعالیٰ کا مقصد ان سب چیزوں کو جمع کر دینا ہے (کیجا کرنا) کہ جن تک ہم جیسے کوتاہ نظر لوگوں کے
ہاتھوں کی بہت کم رسائی ہوتی ہے۔ پھر اگر ہم نے ان کے افادہ پر اکتفا کر لیا اور ہم متداولات کو
بھول گئے تو یہ ہمارا قصور ہو گا نہ کہ علامہ موصوف کا، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ ت)
ساتویں حدیث میں ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مجذوم کو آتے دیکھا انس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

یا انس ائت البساط لا یطأ علیہ اے انس! بچھونا لٹ دو کہیں یہ اس پر اپنا

بقدمہ۔ رواہ الخطیب عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفي القلب منه شيء، و اللہ تعالیٰ اعلم۔

کے متعلق کچھ بات ہے اور اللہ تعالیٰ ہی (تمام معاملات کو) بہتر جانتا ہے۔ (ت)

انہی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے درمیان وادی عسفان پر گزرے وہاں کچھ لوگ مجذوم پائے مرکب کو تیز چلا کر وہاں سے تشریف لے گئے اور فرمایا: ان کان شیء من الداء یعدی فہو ہذا۔

رواہ ابن النجار عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما والمر فوج منه عنہ ابن عدی فی الکامل من دون ذکر القصة و هو ضعیف۔

نویں حدیث میں ہے ایک جذامی عورت کو معظمہ کا طواف کر رہی تھی امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا:

یا أمة اللہ لا تؤذی الناس لو جلست فی بیتک۔ رواہ مالک و الخرائطی فی اعتلال القلوب عن ابن ابی ملیکہ۔

اے اللہ کی لونڈی! لوگوں کو ایذا نہ دے اچھا ہو کہ تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو، پھر وہ گھر سے نکلیں (امام مالک اور الخرائطی نے اعتلال القلوب میں حضرت ابن ابی ملیکہ سے اسے روایت کیا ہے۔ ت)

دسویں حدیث میں ہے: ان عمر بن الخطاب قال للمعقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجلس منی قید ریح و کانت بہ ذلک الداء و کانت

معقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اہل بدر (و

مہاجرین سابقین اولین رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

سے ہیں انھیں یہ مرض تھا امیر المؤمنین عمر فاروق

سے تاریخ بغداد للخطیب ترجمہ عبد الرحمن بن العباس ۵۴۳۲ دار الکتب العربیہ بیروت ۱۰/۱۹۶

سے کنز العمال بحوالہ ابن عدی حدیث ۲۸۳۳۳ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۰/۵۴

سے کنز العمال بحوالہ مالک و الخرائطی فی اعتلال القلوب حدیث ۲۸۵۰۴ " " " " ۱۰/۹۶

بدسریا۔ مرواۃ ابن جریر عن الزہری قلت مرسل ولا یصح۔
 اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن سے فرمایا، مجھ سے ایک نیزے کے فاصلے پر بیٹھے (امام ابن جریر نے زہری سے اسے روایت کیا ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ مرسل ہے اور صحیح نہیں۔ ت)

آئندہ حدیثیں اس کے خلاف ہیں۔

گیا رھویں حدیث میں ہے امیر المؤمنین عسمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کو کچھ لوگوں کی دعوت کی ان میں معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے وہ سب کے ساتھ کھانے میں شریک کئے گئے اور امیر المؤمنین نے اُن سے فرمایا:

خذ صایلیک ومن شقک فلوکات غیرک
 ما اکلنی فی صحفۃ ولکات بدنی و بیسنہ
 قید رمح۔ رواۃ ابن سعد و ابن جریر
 عن فقیہ المدینۃ خارجۃ بنت زید
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
 اپنے قریب سے اپنی طرف سے لیجئے اگر آپ کے سوا کوئی اور اس مرض کا ہوتا تو میرے ساتھ ایک کابی میں نہ کھاتا اور مجھ میں اور اس میں ایک نیزے کا فاصلہ ہوتا (ابن سعد اور ابن جریر نے فقیہ مدینہ خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا ہے۔ ت)

بارھویں حدیث میں ہے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دسترخوان پر شام کو کھانا رکھا گیا لوگ حاضر تھے امیر المؤمنین برآمد ہوئے کہ اُن کے ساتھ کھانا تناول فرمائیں، معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی صحابی مہاجر حبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا،

ادن فاجلس وایم اللہ لوکات
 غیرک بہ الذی بلک
 لعا جلس منی ادنی من قید رمح۔ روایہ
 قریب آئیے بیٹھے خدا کی قسم دوسرا ہوتا تو ایک نیزے سے تم فاصلے پر میرے پاس نہ بیٹھتا۔ (ابن سعد اور ابن جریر نے اسے فقیہ مدینہ خارجہ بن زید سے روایت کیا ہے۔ ت)

کنز العمال بحوالہ ابن جریر حدیث ۲۸۴۹۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹۲/۱۰
 " " " ابن سعد و ابن جریر " ۲۸۵۰۱ " " ۹۵/۱۰
 الطبقات الکبریٰ ترجمہ معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی دار صادر بیروت ۱۱۸/۴
 " " " " " " " " ۱۱۸/۴
 کنز العمال بحوالہ ابن سعد و ابن جریر حدیث ۲۸۵۰۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹۶/۱۰

عنه ذلك في الغداء وهذا في العشاء۔ زید سے صبح کے کھانے کے بارے میں روایت کیا ہے

جبکہ یہ حدیث رات کے کھانے کے بارے میں مروی ہے

تیسری حدیث میں ہے محمد بن لبید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بعض ساکنان موضع جرش نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حدیث بیان کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جذامی سے بچو جیسا درندے سے بچتے ہیں وہ ایک نالے میں اترے تو تم دوسرے میں اتر دو۔ میں نے کہا واللہ! اگر عبد اللہ بن جعفر نے یہ حدیث بیان کی تو غلط نہ کہا جب میں مدینہ طیبہ آیا ان سے ملا اور اس حدیث کا حال پوچھا کہ اہل جرش آپ سے یوں نقل تھے، فرمایا:

واللہ انھوں نے غلط نقل کی میں نے یہ حدیث ان سے نہ بیان کی میں نے تو امیر المؤمنین عسمر کو یہ دیکھا ہے کہ پانی ان کے پاس لایا جاتا وہ معقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیتے معقیب پی کر پئے ہاتھ سے امیر المؤمنین کو دیتے امیر المؤمنین ان کے منہ رکھنے کی جگہ اپنا منہ رکھ کر پانی پیتے میں سمجھتا کہ امیر المؤمنین یہ اس لئے کرتے ہیں کہ بیماری اڑ کر گئے کا خطرہ ان کے دل میں نہ آنے پائے (ابن سعد اور ابن جریر دونوں نے محمد بن لبید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے

روایت کیا ہے۔ ت)

ابن سعد کی روایت میں ایک مفید بات زائد ہے کہ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا امیر المؤمنین فاروق اعظم جسے طیب سنت معقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اس سے علاج چاہتے، دو حکیم مین سے آئے ان سے بھی فرمایا وہ بولے جاتا رہے یہ تو ہم سے ہونہیں سکتا ہاں ایسی دوا کر دینگے کہ بیماری ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا: عافیۃ عظیمة ان یقف فلا یزید بڑی تندرستی ہے کہ مرض ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے۔ انھوں نے دو بڑی زنبیلیں بھر واکر اندرائن کے تازہ پھل منگوا لئے جو

خربوزے کی شکل اور نہایت تلخ ہوتے ہیں پھر ہر محل کے دو دو ٹکڑے کئے اور معقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لٹا کر دونوں طبیعوں نے ایک ایک ٹکڑے پر ایک ایک ٹکڑا لٹا کر شروع کیا جب وہ ختم ہو گیا دوسرا ٹکڑا لٹایا یہاں تک کہ معقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ اور ناک سے سبز رنگ کی کر دی رطوبت نکلنے لگی، اس وقت چھوڑ کر دونوں حکیموں نے کہا اب یہ بیماری کبھی ترقی نہ کرے گی۔ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

فواللہ ما زال معقیب متماسکا لا یسزید وجعہ حتی مات **واللہ! معقیب اس کے بعد ہمیشہ ایک ٹھہری حالت میں رہے تا دم مرگ مرض کی زیادتی نہ ہوئی۔**

چودھویں حدیث میں ہے امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں قوم ثقیف کی سفیر حاضر ہوئے، کھانا حاضر لایا گیا، وہ لوگ نزدیک آئے مگر ایک صاحب کہ اس مرض میں مبتلا تھے الگ ہو گئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: قریب آؤ قریب آئے۔ فرمایا: کھانا کھاؤ۔ کھانا کھایا۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں:

وجعل ابوبکر یضع یدہ موضع یدہ فی اکل مما یا کل منه المجدوم۔ رواہ ابوبکر بن ابی شیبہ وابن جریر عن القاسم۔ **صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ شروع کیا کہ جہاں سے وہ مجذوم نوالہ لیتے، وہیں سے صدیق نوالہ لے کر نوش فرماتے رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت قاسم بن محمد سے اسے روایت کیا۔ ت)**

غالباً یہ وہی مرض ہیں جن سے زبانی بیعت پر اکتفا فرمائی گئی تھی۔

پندرھویں حدیث جلیل میں ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک جذامی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالے میں رکھا اور فرمایا اللہ پر تکیہ ہے اور اللہ پر بھروسہ۔ (ابوداؤد) **ترمذی، ابن ماجہ، عبد بن حمید، ابن خزيمة، ابن ابی حاتم**

لہ الطبقات الکبریٰ ترجمہ معقیب بن ابی فاطمہ الدوسی دار صادر بیروت ۱۸/۴ - ۱۱۷

لہ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب العقیقہ حدیث ۴۵۸۷ ادارۃ القرآن کراچی ۱۲۹/۸

کنز العمال بحوالہ ابن ابی شیبہ و ابن جریر ۲۸۴۹۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹۴/۱۰

لہ جامع الترمذی ابواب الاطعمہ باب ما جاء فی الاکل مع المجدوم امین کمپنی دہلی ۴/۲

اور ابن السنی نے عمل اللیل والیوم میں ابو یعلیٰ، ابن جہان
اور حاکم نے المستدرک میں امام بیہقی نے السنن میں
ضیاء نے المختارہ میں ابن جریر اور امام طحاوی ان
سب نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے اسے روایت کیا ہے چنانچہ جلیل القدر امام
جلال الدین سیوطی نے اپنی جامع کبیرہ کی پہلی قسم میں اسے
ذکر فرمایا اور ابن جریر اور امام طحاوی کا میں نے اضافہ
کیا ہے قلت (میں کہتا ہوں کہ) اس سے
معلوم ہوا کہ صاحب مشکوٰۃ کا صرف ابن ماجہ پر
اکتفا کرنا بے محل ہے پھر حدیث مذکور پر سکوت کیا گیا
لیکن ابن خزیمہ، ابن جہان، حاکم اور ضیاء نے
اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ مناوی نے التیسیر
میں اسناد حسن اور ابن جہان اور حاکم کی تصحیح کا قول
ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ اس پر اعتراض
ہے اھ، اقول (میں کہتا ہوں) لیکن اس میں
مفضل بن فضالہ بصری (حرف بار کے ساتھ) مبارک
کا بھائی ہے چنانچہ التقریب میں کہا ہے کہ وہ
ضعیف ہے۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب
ہے ہم اس کو صرف یونس بن محمد بواسطہ مفضل بن
فضالہ پہچانتے ہیں اور یہ مفضل بن فضالہ شیخ بصری ہے
جبکہ اسی نام کا ایک دوسرا مفضل بن فضالہ شیخ مصری
ہے جو اس پہلے سے زیادہ ثقہ اور زیادہ مشہور ہے۔

وعبد بن حمید و ابن خزیمہ و
ابن ابی عاصم و ابن السنی فی عمل
الیوم واللیلہ و ابو یعلیٰ و ابن جہان
و الحاکم فی المستدرک و البیہقی فی السنن
والضیاء فی المختارہ و ابن جریر و
الامام الطحاوی کلہم من جابر بن عبد اللہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کذا ذکر الامام الجلیل
الجلال السیوطی فی اول قسمی جامعہ الکبیر و
نردت انا ابن جریر و الطحاوی قلت و بہ علم
ان قصر مشکوٰۃ علی ابن ماجہ لیس فی
موضعہ ثم الحدیث سکت علیہ و صححہ ابن
خزیمہ و ابن جہان و الحاکم و الضیاء و قال
المناوی فی التیسیر باسناد حسن و تصحیح ابن جہان
و الحاکم قال ابن حجر فیہ نظر اھ،
اقول لکن فیہ مفضل بن فضالہ
البصری بالبلاء اخو مبارک قال فی
التقریب ضعیف و قال الترمذی
هذا حدیث غریب لا نعرفہ
الامت حدیث یونس بن محمد عن
المفضل بن فضالہ و المفضل بن فضالہ
هذا شیخ بصری و المفضل بن فضالہ شیخ آخر
مصری و ثق من هذا و اشہر

محدث شعبہ نے اس حدیث کو حبیب بن شہید بواسطہ ابن بریدہ روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑا، میرے نزدیک محدث شعبہ کی روایت زیادہ ثابت اور زیادہ صحیح ہے۔ محدث ابن عدی نے اکمال میں اس حدیث کو مفضل مذکور کے حوالہ سے اس کی تخریج کی اور کہا ہے کہ میں نے اس سے زیادہ منکر کوئی حدیث نہیں دیکھی، پھر اس نے کہا شعبہ نے حبیب سے بواسطہ ابن بریدہ اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑا (المحدث) اھ، علامہ ذہبی نے المیزان میں اس مفضل کے بارے میں کوئی مفصل یا غیر مفصل جرح ذکر نہیں کی بلاشبہ جو درجہ تضعیف تک پہنچتی ہے اور کجی سے نقل کیا گیا کہ اس نے کہا کہ یہ اس درجہ کی حدیث نہیں، امام ترمذی کے حوالے سے ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ شیخ مصری شیخ بصری سے زیادہ ثقہ (مستند و معتبر) ہے۔ امام نسائی سے مروی ہے کہ وہ قوی نہیں۔ (اقول) (میں کہتا ہوں کہ) تم پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ لیس بالقوی اور لیس بقوی دونوں میں واضح اور کھلا فرق ہے بلاشبہ اس متودب ثقہ مثبت نے اس سے روایت

وروی شعبۃ هذا الحديث عن حبیب بن الشهيد عن ابن بریدة قال ان عمر اخذ بيد مجذوم^۱ وحديث شعبۃ اشبه عندي واصح^۲ واخرج ابن عدی في الكامل هذا الحديث للمفضل المذكور وقال لم ارفي حديثه اترك من الحديث قال وسواء شعبۃ عن حبیب عن ابن بریدة ان عمر اخذ بيد مجذوم الحديث اھ ولم يذكر الذهبي في الميزان في المفضل هذا جرحا مفسرا بل ولا غير مفسر مما يبلغ درجة التضعیف البتة انما نقل عن يحيى انه قال ليس هو بذلك وعن الترمذی ما قدمنا ان المصري اوثق منه وعن النسائي انه قال ليس بالقوی اقول ولا يخفى عليك البون البين بين ليس بالقوی و ليس بقوی وقد روى عنه ذلك المؤدب الشقة الثبت

۱۔ جامع الترمذی کتاب الاطعمہ باب ما جاء في الاكل مع المجذوم امین کمپنی دہلی ۴/۲
 ۲۔ اکمال لابن عدی ترجمہ مفضل بن فضالہ مصری دار الفکر بیروت ۶/۴۰۴
 ۳۔ تائید میزان الاعتدال للذہبی " " " " ۸۷۳۲ دار المعرفۃ بیروت ۱۶۹/۴

15

15

کی ہے۔ عبد الرحمن ابن مہدی جو فن حدیث میں کوہ گراں
 ہے امام اور حافظ ہے امام بخاری نے علی بن عبد اللہ
 جو ابن المدینی کے نام سے مشہور ہے کے متعلق فرمایا
 کہ میں نے صرف اس کے سامنے اپنے آپ
 کو چھوٹا سمجھا۔ چنانچہ ابن المدینی نے عبد الرحمن کے
 بارے میں فرمایا میں نے اس سے بڑا عالم کوئی نہیں
 دیکھا۔ اور اسی طرح موسیٰ بن اسمعیل ثقہ ثابت ہے۔
 اور ایک جماعت بلاشبہ حافظ نے اسکی تحسین فرمائی۔
 اور حسن پر صحیح کا اطلاق غیر معروف نہیں۔ ایام الاممہ
 ابن خزیمہ اور ان کے ہمنوا ائمہ نے اس کی تصحیح فرمائی اور
 بلاشبہ میں نے اس کا متابہ پایا ہے کیونکہ حلیل الشان
 امام ابو جعفر طحاوی نے اولاً طریق مذکور سے اس کی
 تصحیح فرمائی چنانچہ فرمایا ہم سے قہد یعنی ابن سلیمان
 بن یحییٰ نے بیان کیا، اس نے کہا ہم سے ابو بکر بن
 ابی شیبہ نے بیان کیا اس نے کہا ہم سے یونس بن محمد
 نے بیان کیا، الحدیث۔ پھر فرمایا ہم سے ابن مرزوق
 نے بیان کیا اس سے محمد بن عبد اللہ انصاری نے
 اس سے اسمعیل بن مسلم نے بیان کیا اس نے ابوالرقعہ
 سے اس نے جابر سے، انھوں نے رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسی حدیث مذکور کی
 مثل روایت فرمائی اھ قلت (میں کہتا ہوں کہ)
 اس سے امام ترمذی کے کلام کا حال معلوم کیا جاسکتا
 ہے اور درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ اچھی طرح

وعبد الرحمن بن مہدی ذاك
 الجبل الشامخ الامام الحافظ قال البخاري
 في علي بن عبد الله المعروف بابن المديني
 ما استصغرت نفسي الا عنده و قال
 ابن المديني في عبد الرحمن هذا
 ما رأيت اعلم منه و كذا في موسى بن
 اسمعيل ذاك الثقة الثبت و جماعة
 لا جرم حسنه الحافظ و اطلاق الصحيح
 على الحسن غير مستنكر و قد صححه
 امام الائمة ابن خزيمة و من تبعه و قد
 وجدت له متابعات الامام الاجل
 ابا جعفر الطحاوي اخرجہ اولاً بالطريق
 المذكور فقال حدثنا قهد (يعني ابن سليمان)
 بن يحيى ثنا ابو بکر بن ابی شیبہ
 ثنا یونس بن محمد الحدیث
 ثم قال حدثنا ابن مرزوق ثنا
 محمد بن عبد الله الانصاري ثنا
 اسمعيل بن مسلم عن ابی الزبير عن
 جابر عن رسول الله صلى الله تعالى عليه
 وسلم مثله اھ قلت و به
 يعلم ما في كلام الامام
 الترمذي و الله تعالى
 اعلم ثم اعلم انه

لہ شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب التکرار باب الاجتناب من ذی اراء الطاعون وغیرہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۶۴

وقع في الجامع الصغير لهذا
الحديث رمز حب، ك أقول
ولم اسره في المجتبى بل ليس فيه
لان مداره على ما ذكر الترمذی علی
المفضل كما علمت والمفضل هذا ليس
من رواة النسائی اصلا وقد سقط
الحديث من نسخة سیدی علی القتی
قدس سره ولذا اورده من القسم الاول
للجامع الكبير وقد رمله فيه د، ت، هـ
وهو الصحيح الا ان يكون النسائی
سرواه في الكبرى فبالنظر
اليه يقال ع وهو بعيد ثم
الواقع في مشکوة مغربا
لابن ماجه ما ذكرنا اعنى كل
ثقة بالله وفي جامع الترمذی
ثم قال كل بسم الله ثقة
بالله وتوكل عليه، قال
العلامة علی القاری
اماترك المؤلف البسملة
مع وجودها في الاصول
فاما محمولة علی رواية
منفردة غريبة لابن ماجه
او علی غفلة من صاحب مشکوة

جانتا ہے، پھر جان لیجئے کہ جامع صغیر میں اس حدیث
کے لئے یہ رمز (حب، ک) ہے اقول
(میں کہتا ہوں کہ) میں نے اس کو مجتبائی میں نہیں
دیکھا بلکہ اس میں موجود ہی نہیں اس لئے کہ حدیث
مذکور کا مدار جیسا کہ امام ترمذی نے ذکر کیا مفضل پر ہے
جیسا کہ آپ جانتے ہیں اور یہ مفضل بالکل رواة
نسائی میں سے نہیں۔ میرے آقا علی متقی قدس سرہ
کے نسخہ سے حدیث مذکور ساقط ہو گئی ہے اس لئے
امام سیوطی جامع کبیر کی پہلی قسم میں اسے لائے
ہیں اور اس کے لئے یہ رمز (د، ت، ہ) پیش
فرمائی الخ۔ اور وہ صحیح ہے ہاں البتہ امام نسائی
نے الکبریٰ میں اسے روایت فرمایا تو پھر اسکے
پیش نظر (ع) کہا جائے گا لیکن وہ بعید ہے
پھر مشکوة میں ابن ماجہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے
وہی الفاظ واقع ہوئے جو ہم نے ذکر کئے ہیں،
میری مراد "کل ثقة بالله" کے الفاظ سے
ہے۔ اور جامع ترمذی کے الفاظ یہ ہیں، پھر
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
کل بسم الله ثقة بالله توکلا علیہ (اللہ کا
نام لے کر کھائیں اللہ تعالیٰ پر اعتماد و بھروسہ
کرتے ہوئے) علامہ علی قاری نے فرمایا مصنف
علیہ الرحمۃ کا بسم اللہ چھوڑ دینا باوجودیکہ وہ اصول
میں مذکور ہے یا تو اس لئے ہے کہ یہ ابن ماجہ

۱۰ مشکوة المصابیح کتاب الطب باب الفال والطيرة مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۹۲

۱۱ جامع الترمذی ابواب الاطعمہ باب ماجاء فی الاکل مع المجدوم امین کمپنی دہلی ۴/۲

او المصباح اقول سبحن الله هو
 انما نقله عن ابن ماجة فلوزاد البسملہ
 نسب الی الفضلہ ثم لم یتفر دا بن ماجة
 بترك البسملہ بل هو كذلك عند ابی داؤد
 ایضا رواه عن عثمان بن ابی شیبہ عن
 یونس بن محمد وابن ماجة عن ابی بکر
 بن ابی شیبہ ومجاهد ابن موسیٰ ومحمد
 بن خلف العسقلانی کلہم عن یونس بترك
 البسملہ والترمذی عن احمد بن سعید
 الاشقر وابراہیم بن یعقوب کلاهما عن
 یونس مع البسملہ فافہم ۔

کی منفرد و غریب روایت پر محمول ہے یا صاحب مشکوٰۃ
 یا صاحب مصابیح کی غفلت کا نتیجہ ہے اہ اقول
 (میں کہتا ہوں) اللہ تعالیٰ (عیوب و نقائص سے)
 پاک ہے (یعنی بڑا تعجب ہے) اس لئے کہ
 صاحب مشکوٰۃ نے اسے ابن ماجة سے نقل فرمایا ہے
 اگر بسم اللہ شریف کا اضافہ کرتے تو زیادتی کی طرف منسوب
 ہوتے اور ترک بسم اللہ کے معاملہ میں ابن ماجة ہی
 منفرد نہیں بلکہ ابو داؤد کے نسخہ میں بھی یونس بسم اللہ
 متروک ہے چنانچہ امام ابو داؤد نے عثمان ابن ابی شیبہ
 سے بواسطہ یونس بن محمد اس کو روایت کیا ہے
 اور ابن ماجة نے ابو بکر بن ابی شیبہ، مجاہد بن موسیٰ

اور محمد بن خلف عسقلانی کے حوالہ سے اسے روایت کیا ہے، سب نے بواسطہ یونس بسم اللہ کے بغیر روایت کی
 اور امام ترمذی نے بواسطہ احمد بن سعید اشقر اور ابراہیم بن یعقوب بحوالہ یونس "بسم اللہ" سمیت اس کو
 روایت کیا ہے۔ اس مقام کو سمجھ لیجئے۔ (ت)

سولہویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

کل مع صاحب البلاء تواضعا لربك وایمانا ۔
 رواہ الامام الاجل الطحاوی عن ابی ذر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ قلت ہكذا اور دہ فی الجامع کل
 باللام والذی ساریتہ الامام الطحاوی کن
 بالنون ، واللہ تعالیٰ اعلم ۔

کے ساتھ ہے لیکن میں نے امام طحاوی کے نسخہ میں کن (حرف نون کے ساتھ) دیکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ
 سب سے بہتر جانتا ہے۔ (ت)

ستر ہوئی حدیث میں ہے کہ ایک بی بی نے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجذوموں کے حق میں فرماتے،

فروا منهم کفرا رکھ من الاسد - ان سے ایسا بھاگو جیسا شیر سے بھاگتے ہو۔

ام المؤمنین (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا:

کلاولکنہ لاعدوی فمن عادى الاول -

رواہ ابن جریر عن نافع بن القاسم عن

جدتہ فطیمہ۔

ہرگز نہیں، بلکہ یہ فرماتے تھے کہ بیماری اڑ کر نہیں لگتی

جسے پہلے ہوئی اُسے کس کی اڑ کر لگی۔ (ابن جریر نے

حضرت نافع بن قاسم سے بخوالہ اس کی دادی فطیمہ کے

اسے روایت کیا ہے۔ ت)

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) ام المؤمنین کا یہ انکار اپنے علم کی بنا پر ہے یعنی میرے سامنے ایسا

نہ فرمایا بلکہ یوں فرمایا اور ہے یہ کہ دونوں ارشاد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بصحت کافیہ ثابت ہیں۔

اٹھارہویں سے تیس تک حدیث جلیل عظیم صحیح مشہور بلکہ متواتر جس سے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے استدلال کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاعدوی - رواہ الاثمہ احمد والشیخان

وابوداؤد وابن ماجہ عن ابی ہریرۃ

عہ رواہ عنہ بطریق کثیرۃ شقیہم والامام

الطحاوی والدارقطنی فی المتفق والخطیب

والبیہقی وابن جریر و اخرون وان نسیہ

ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ من بعد کما

رواہ البخاری والطحاوی وابن جریر

وغیرہم ۱۲ منہ۔

بیماری اڑ کر نہیں لگتی (ائمہ کرام مثلاً امام احمد، بخاری

وسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ اسکو حضرت ابوہریرہ

متعدد و مختلف طریقوں کساتھ حضرت ابوہریرہ سے حدیث

مذکور کو ان ائمہ مذکورین امام طحاوی اور امام دارقطنی نے

متفق میں، خطیب، بیہقی، ابن جریر اور کچھ دوسروں نے

اسے روایت کیا ہے اگرچہ بعد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ

عنا سے بھول گئے تھے جیسا کہ بخاری، طحاوی اور

ابن جریر وغیرہ نے اسے روایت کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

لہ کنز العمال بخوالہ ابن جریر حدیث ۲۸۵۰۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹۴/۱۰

صحیح البخاری کتاب الطب باب المجذام ۸۵۹/۲ و صحیح مسلم کتاب السلام باب لاعدوی ۲۳۰/۲

سنن ابی داؤد کتاب الکہانۃ والتطیر ۱۹۰/۲ و مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ ۲۶۴/۲ و ۳۲۴

واحد والستة الا النسائي عن انس واحمد
والشيخان وابن ماجه والطحاوي عن
ابن عمر واحمد ومسلم والطحاوي
عن السائب بن يزيد وهم
وابن جرير جميعا عن
جابر واحمد والترمذي
والطحاوي عن ابن مسعود
واحمد وابن ماجه و
الطحاوي والطبراني و
ابن جرير عن ابن عباس
والثلاثة الاخيرة عن

رضي الله تعالى عنه سے روایت کیا نیز امام احمد اور
دیگر چھ ائمہ نے سوائے امام نسائی کے سب نے
اس کو روایت کیا ہے اور ان پانچ ائمہ نے حضرت
انس سے روایت کی ہے۔ امام احمد، بخاری، مسلم،
ابن ماجہ اور امام طحاوی نے حضرت عبداللہ ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرمائی نیز امام احمد،
مسلم اور طحاوی نے حضرت سائب بن یزید سے
روایت کی۔ ابن جریر اور ان سب نے حضرت جابر
سے روایت کی۔ امام احمد، ترمذی اور طحاوی نے
حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
روایت کی۔ امام احمد، ابن ماجہ، طحاوی، طبرانی

- ۱۔ صحیح البخاری کتاب الطب باب للعدوی ۸۵۹/۲ و صحیح مسلم باب الطیبة والفعال ۲۳۱/۲
سنن ابی داؤد کتاب الکھانة والتطیر ۱۹۰/۲ و سنن ابن ماجہ ابواب الطب ص ۲۶۱
مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۵۴/۳ و ۱۳۰/۳
۲۔ صحیح البخاری کتاب الطب ۸۵۹/۲ و کنز العمال بحوالہ ابن ماجہ ۱۱۸/۱۰
سنن ابن ماجہ ابواب الطب ص ۲۶۱
۳۔ صحیح مسلم کتاب السلام باب للعدوی ۲۳۰/۲ و مسند احمد بن حنبل عن السائب بن یزید ۴۵۰/۳
شرح معانی الآثار ۴۱۶/۲
۴۔ صحیح مسلم کتاب السلام باب للعدوی ۲۳۱/۲ و مسند احمد بن حنبل عن جابر ۲۹۳/۳
شرح معانی الآثار ۴۱۶/۲
۵۔ جامع الترمذی ابواب القدر ۳۶/۲ و مسند احمد بن حنبل عن ابن مسعود ۴۴۰/۱
شرح معانی الآثار ۴۱۶/۲
۶۔ مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس ۲۶۹/۱ و سنن ابن ماجہ ابواب الطب ص ۲۶۱
شرح معانی الآثار ۴۱۶/۲

اسی حدیث کے متعدد طرق میں وہ جواب قاطع ہر شک وارتیاب ارشاد ہوا جسے ام المؤمنین نے اپنے استدلال میں روایت فرمایا صحیحین و سنن ابی داؤد و شرح معانی الآثار امام طحاوی وغیرہ میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ بیماری اڑ کر نہیں لگتی ایک بادیہ نشین نے عرض کی: یا رسول اللہ! پھر اونٹوں کا یہ کیا حال ہے کہ وہ ریتی میں ہوتے ہیں جیسے برن یعنی صاف شفا بدن ایک اونٹ خارش والا اکوئن میں داخل ہوتا ہے جس سے خارش ہو جاتی ہے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: فعن اعدی الاول اس پہلے کو کس کی اڑ کر لگی، احمد و مسلم و ابوداؤد، وابن ماجہ کے یہاں حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے ارشاد فرمایا: ذلکم القدر فمن اجرب الاول یہ تقدیر باتیں ہیں مجھ سے پہلے کو کس نے کھلی لگا دی۔ یہی ارشاد احادیث مذکورہ عبد اللہ بن مسعود و عبد اللہ بن عباس و ابوامامہ و غیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مروی ہوا، حدیث اخیر میں اس تو ضیح کے ساتھ ہے کہ فرمایا:

الھتروا الی البعید یرکون فی الصحواء فیصبح
وفی کو کرتہ ادف مراق بطنه نکتہ
من جرب لم تکن قبل ذلک فمن
اعدی الاول یہ
کیا دیکھتے نہیں کہ اونٹ جنگل میں ہوتا ہے یعنی
الگ تھلگ کہ اس کے پاس کوئی بیمار اونٹ نہیں
صحیح کو دیکھو تو اس کے بچ سینے یا پیٹ کے نرم جگہ
میں کھلی کا دائرہ موجود ہے بھلا اس پہلے کو کس کی
اڑ کر لگ گئی۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) حاصل ارشاد یہ ہے کہ قطع تسلسل کے لئے ابتداء بغیر دوسرے سے منتقل ہونے خود اس میں بیماری پیدا ہونے کا ماننا لازم ہے تو حجت قاطعہ سے ثابت ہوا کہ بیماری خود بخود بھی حادث ہو جاتی ہے اور جب یہ مسلم ہے تو دوسرے میں انتقال کے سبب پیدا ہونا محض وہم علیل و ادعائے بے دلیل رہا جب ایک میں خود پیدا ہو سکتی ہے تو یہیں ہزار میں۔
فلا یوسوسن العدو والرجیم فی قلب مریض مردود و دشمن (شیطان) کہیں مریض کے دل میں

۱۔ صحیح البخاری باب لا عدوی ۸۵۹/۲ و صحیح مسلم باب لا عدوی ۲۳۰/۲

سنن ابی داؤد کتاب الکھانۃ ۱۹۰/۲ و شرح معانی الآثار ۲۱۶/۲

۳۔ کنز العمال بحوالہ حم و ابن ماجہ حدیث ۲۸۵۹۹ موسۃ الرسالہ بیروت ۱۱۸/۱۰

سنن ابن ماجہ ابواب الطب ص ۲۶۱

۴۔ کنز العمال بحوالہ طب، حل، ک عن عمیر بن سعد حدیث ۲۸۶۱۲ موسۃ الرسالہ بیروت ۱۲۱/۱۰

ان القائلین بالاعداء لا يحصرون المرض فيه حتى يلزمهم اعداء الاول فافهم و تثبت۔

یہ وسوسہ نہ ڈال دے کہ تجاوزِ مرض کے قائل مرض کو اس قدر میں بند تو نہیں کرتے کہ ان پر یہ الزام ہو کہ پہلے مرض کو مرض کیسے لگ گیا، پس سمجھ لیجئے اور ثابت رہئے۔ (ت)

اقتیسویں حدیث کہ امام احمد و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی قدر روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یوردن ممرض علی مصحہ۔

ہرگز بیمار جانور تندرست جانوروں کے پاس پانی پلانے کو نہ لائے جائیں۔

بہیقی نے سنن میں یوں مطولاً تخریج کی کہ ارشاد فرمایا،

لاعدوی ولا یحل الممرض علی المصح ولیحل المصح حیث شاء فقیل یا رسول اللہ وسلم ذلک قال لانه اذی لک و اللہ تعالیٰ اعلم۔

بیماری اڑ کر نہیں لگتی اور تندرست جانوروں کے پاس بیمار جانور نہ لائیں اور تندرست جانور والا جہاں چاہے لے جائے، عرض کی گئی یہ کس نے فرمایا: اس نے لے لے کہ اس میں اذیت ہے یعنی لوگ بُرا مانیں گے انھیں ایذا ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قلت وقد رواه مالك في مؤطا انه بلغه عن بكير بن عبد الله بن الاشج عن ابن عطية ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم

قلت (میں کہتا ہوں) امام مالک نے اپنی مؤطا میں اسے یوں روایت کیا کہ حدیث مذکور انھیں بکیر بن عبد اللہ بن اشج سے بواسطہ ابن عطیہ اس طرح پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

۲۳۰/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب لاعدوی	صحیح مسلم کتاب السلام
۱۹۰/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	باب فی الطیۃ الخ	سنن ابی داؤد کتاب الکھانۃ
۲۶۱ ص	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب الخزام	سنن ابن ماجہ ابواب الطب
۸۵۹/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	کتاب الطب	صحیح البخاری
۲۳۴ و ۲۰۶/۲	دار الفکر بیروت	باب لایوردن ممرض علی مصح	مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ
۲۱۴/۲	دار صادر بیروت	باب لایوردن ممرض علی مصح	سنن البکری للبیہقی کتاب النکاح

ارشاد فرمایا: کسی مرض میں تعدیہ نہیں (کہ مرض اڑ کر دوسرے تندرست آدمی کو لگ جائے) اور اُلو وغیرہ میں نحوست نہیں، ماہِ صفر کی آمد میں نحوست نہیں۔ بیمار جانور کو تندرست جانور کے پاس نہ لائیں بلکہ تندرست جانور کو جہاں چاہیں لے جائیں۔

لوگوں نے عرض کیا یہ کیوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس میں اذیت ہے یعنی لوگوں کو ایذا ہوگی۔ یحییٰ نے بطور ارسال (ذکرِ سند کے بغیر) اس کو روایت کیا اور مؤطا کے راویوں کی جماعت نے اس کی متابعت کی۔ قعنبی، عبد اللہ بن یوسف، ابو مصعب اور یحییٰ بن بکیر نے ان کی مخالفت کی۔ لہذا ابواسطہ ابن عطیہ حضرت ابوہریرہ کے حوالے سے اسے موصول قرار دیا مگر یہ کہ ابن بکیر نے ابن عطیہ سے کہا اور اس میں کوئی غلطی نہیں

اس لئے کہ وہ عبد اللہ بن عطیہ اشجعی ہے البتہ اس کی کفایت ابو عطیہ ہے، بعض روایات مؤطا کو یہ وہم ہوا کہ انہوں نے اس حدیث کو عن ابی عطیہ عن ابی ہریرہ کی سند سے ذکر کیا حالانکہ یہ حضرت ابوہریرہ کی سند سے مروی ہے (اللہ تعالیٰ ان دونوں سے راضی ہو) علامہ زرقاتی نے اس کا افادہ کیا۔ (ت)

یہ حدیث دونوں مضمون کی جامع ہے۔

بتیسویں حدیث صحیح جلیل کہ ایسا ہی رنگ جامعیت رکھتی ہے صحیح بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاعدوی وفہم المجذوم کما تفر من الاسد، اور دہ الامام الجلیل الجلال السیوطی بیمار ی اڑ کر نہیں لگتی اور جذامی سے بھاگ جیسا شیر سے بھاگتا ہے۔ جلیل القدر امام جلال الدین سیوطی

لے مؤطا امام مالک کتاب الجامع باب عیادة المریض والطیرۃ میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۲۱
۲ شرح زرقاتی علی مؤطا الامام مالک " " " " دار المعرفۃ بیروت ۳۳۳/۲
۳ صحیح البخاری کتاب الطب باب الجذام قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۵۰/۲

قال لاعدوی ولاہام ولاصفر ولایحمل المریض علی المصحح ولیحمل المصحح حیث شاء فقالوا یا رسول اللہ فماذا ک فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه اذنی بھکذا رواہ یحییٰ مرسلًا وتابعہ جماعۃ من رواۃ المؤطا وخالفہم القعنبی وعبد اللہ بن یوسف وابو مصعب ویحییٰ بن بکیر فجعلوہ عن ابی عطیۃ عن ابی ہریرۃ موصولاً غیر ان ابن بکیر قال عن ابی عطیۃ ولاخلف فہو عبد اللہ بن عطیۃ الاشجعی ویکنی اباعطیۃ وہم بعض رواۃ المؤطا فی جعلہ عن ابی عطیۃ عن ابی ہریرۃ وانما ہو عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما افادہ الزرقانی۔

فی جامعہ الکبیر یہذا اللفظ عاثریا لابن
جریر عن ابی قلابہ وفي قسمہ الاول
بلفظ لاعدوی ولا طیرۃ ولا هامۃ
ولا صفردا تقوا المجذوم
کما تقوا الاسود عاثریا لسنن
البیہقی عن ابی ہریرۃ ، و
اوردہ فی اول الجامع ایضا بلفظ
لاعدوی ولا طیرۃ ولا هامۃ
ولا صفردا قرمن المجذوم
کما تقرمن الاسد عاثریا
لاحمد والبخاری عن ابی ہریرۃ ،
وهو كذلك فی الجامع الصحیح
وبہ ظہر ما قد منات العزو
یتبع اللفظ بالنظر الی حدیث
ابی قلابہ عددناک بحیالہ ولذا
اوردناک بلفظہ و هو
بعینہ لفظ البخاری وان
اشتمل علی زیادات لا توقف
لهذا المعنی علیہا اقول
وابوقلابہ هذا هو
عبد اللہ بن زید الجرمی

اپنی جامع کبیر میں ابوقلابہ کے حوالہ سے امام ابن جریر
کی طرف سے نسبت کرتے ہوئے اس لفظ سے
لائے ہیں اور اس کی پہلی قسم میں ان الفاظ سے لائے
ہیں "لاعدوی" یعنی کوئی مرض اڑا کر نہیں لگتا،
"ولا هامۃ" نہ اُلو میں نخوست ہے، "ولا صفردا"
نہ ماہ صفر کی آمد میں کوئی نخوست ہے۔ جذامی سے
اس طرح پچو جس طرح شیروں سے بچتے ہو (یعنی
بھاگتے ہو) بواسطہ ابوہریرہ سنن بیہقی کی طرف
نسبت کرتے ہوئے۔ نیز جامع کی اہستہ میں
امام سیوطی ان الفاظ سے لائے ہیں کسی مرض میں
تجاوز نہیں نہ اُلو میں نخوست ہے نہ ماہ صفر میں
جذامی سے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔
مسند احمد اور بخاری کی طرف نسبت کرتے ہوئے
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے۔
اور وہ جامع صحیح میں اسی طرح ہے۔ اس سے ظاہر
ہو گیا کہ جو کچھ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ نسبت
کرنی لفظ کے تابع ہوتی ہے پھر ابوقلابہ کی حدیث
کے پیش نظر ہم نے اس کے مقابل سے اس کا شمار
کیا ہے اس لئے ہم اسے اسی لفظ سے لائے
ہیں اور وہ بعینہ بخاری کے الفاظ ہیں اگرچہ وہ
کچھ اضافوں پر شامل ہے پس اس معنی کا ان پر

۳۱۴/۱۷	دار الفکر بیروت	۱۰۱۴۶	حدیث	مسند ابی قلابہ	امام سیوطی	جامع الامادیت
۳۰۰/۸	" " "	۲۶۱۹۱	حدیث	" " "	" " "	" " "
۲۹۷/۸	" " "	۲۶۱۶۸	"	" " "	" " "	" " "

توقف نہیں (یہ معنی ان پر موقوف نہیں) اقول
(میں کہتا ہوں) یہ ابو قلادہ عبد اللہ ابن زید عربی
ہے جو ثقات تابعین اور ان کے علماء میں سے
ہے یہ کثیر الارسال ہے، بہتر تو یہ تھا کہ وہ اس
پر آگاہ (تنبیہ) کرتا۔ علامہ شمس الدین سخاوی
نے فرمایا کہ حدیث اتقوا ذوی العاہات
کا معنی فرم من المجذوم و فرارک من
الاسد (یعنی جذامی آدمی سے اس طرح بھاگو
جیسے شیر سے بھاگتے ہو) جیسا کہ حدیث کے
بعض الفاظ میں وارد ہوا ہے اور وہ بواسطہ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ متفق علیہ
مرفوع بالمعنی روایت ہے اھ مجھے یاد ہے
میں نے اسی پر حاشیہ لکھا ہے
جبارت یہ ہے اقول (میں کہتا ہوں) میں
اسے صحیح مسلم میں نہیں دیکھا، اس میں حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جذامی شخص کے بارے
میں صرف یہی ارشاد مذکور ہے کہ ہم نے تمہیں (زبانی) بیعت کر لیا لہذا واپس چلے جاؤ، یا البتہ
بخاری شریف کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں "جذامی شخص سے اس طرح بھاگ جس طرح تو

من ثقات التابعین و علماءہم کثیر الارسال
و کان اکادلی ان ینبہ علیہ ثم ان العلامة
الشمس السخاوی قال فی حدیث اتقوا
ذوی العاہات المعنی فرم من المجذوم
فرارک من الاسد کہا ورد فی بعض الفاظ
الحدیث و هو متفق علیہ عن ابی ہریرۃ
مرفوعا بمعناہ اھ و رأیتنی کتبت علیہ
ما نصہ اقول لم ارہ لمسلم انما فیہ
قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لمجذوم و ما انا قد یا ینک فارجع
نعم ہونی حدیث البخاری بلفظ فر
من المجذوم و کہا تفر من الاسد
والیہ وحده عزاء فی مشکوٰۃ و کذا
الامام النووی فی شرح مسلم تحت
حدیثہ المذکور و کذا الامام السیوطی فی
اول جامعہ البکیر، فاللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۸ ص	دار الکتب العلمیہ بیروت	۲۱	لہ المقاصد الحتمہ	حرف الہمزہ حدیث
۲۳۳/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	۲۲	صحیح مسلم	کتاب السلام باب اجتناب المجذوم
۸۵/۲	"	۲۳	صحیح البخاری	کتاب الطب باب المجذوم
۳۹۱ ص	مجتبائی دہلی بھارت	۲۴	مشکوٰۃ المصابیح	کتاب الطب والرقي باب الفال والطيرة
۲۳۲/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	۲۵	شرح صحیح مسلم للنووی	کتاب السلام باب اجتناب المجذوم
۲۹۴/۸	دار الفکر بیروت	۲۶	جامع الامادیت للسیوطی	حدیث ۲۶۱۶۸

شیرے بھاگتا ہے“ صرف اکیلے بخاری ہی کی طرف مشکوٰۃ میں اس کی نسبت کی گئی ہے۔ اسی طرح امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں حدیث مذکور کے ذیل میں لکھا ہے اور اسی طرح اپنی جامع کبیر میں ابتداءً امام سیوطی نے فرمایا۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ جانتا ہے۔ (ت)

اب بتوفیق اللہ تعالیٰ تحقیق حکم سنئے اقول وبالله التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) احادیث قسم ثانی تو اپنے افادہ میں صاف صریح ہیں کہ بیماری اڑ کر نہیں لگتی، کوئی مرض ایک سے دوسرے کی طرف ہریت نہیں کرتا، کوئی تندرست بیمار کے قریب و اختلاط سے بیمار نہیں ہو جاتا، جسے پہلے شروع ہوئی اُسے کس کی اڑ کر لگی۔ ان متواتر و روشن و ظاہر ارشاداتِ عالیہ کو سن کر یہ خیال کسی طرح گنجائش نہیں پاتا کہ واقع میں تو بیماری اڑ کر لگتی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زمانہ جاہلیت کا وسوسہ اٹھانے کے لئے مطلقاً اس کی نفی فرمائی ہے، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واجلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عملی کارروائی مجذوموں کو اپنے ساتھ کھلانا ان کا جھوٹا پانی پینا، اُن کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑ کر برتن میں رکھنا، خاص اُن کے کھانے کی جگہ سے نوالہ اٹھا کر کھانا، جہاں منہ لگا کر انہوں نے پیابا لقصہ اُسی جگہ منہ رکھ کر خود نوش کرنا، یہ اور بھی واضح کر رہی ہے کہ عدویٰ یعنی ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانا محض خیال باطل ہے ورنہ اپنے آپ کو بلا کے لئے پیش کرنا شرعاً ہرگز روا نہیں رکھتی،

قال اللہ تعالیٰ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) آپ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

رہیں قسم اول کی حدیثیں، وہ اس درجہ عالیہ صحت پر نہیں جس پر احادیث نفی ہیں ان میں اکثر ضعیف ہیں جیسا کہ ہم بیان و اشارہ کر آئے اور بعض غایت درجہ حسن ہیں، صرف حدیث اول کی تصحیح ہو سکتی ہے مگر وہی حدیث اس سے اعلیٰ درجہ پر جو صحیح بخاری میں آئی خود اُسی میں ابطالِ عدویٰ موجود کہ مجذوم سے بھاگو اور بیماری اڑ کر نہیں لگتی، تو یہ حدیث خود واضح فرما رہی ہے کہ بھاگنے کا حکم اس وسوسہ و اندیشہ کی بنیاد پر نہیں، معہذا صحت میں اُس کا پایہ بھی دیگر احادیث نفی سے گرا ہوا ہے کہ اُسے امام بخاری نے مستداً روایت نہ کیا بلکہ بطور تعلیق،

حیث قال قال عفان وعفان هذا چنانچہ امام بخاری نے فرمایا عفان نے کہا عفان

وان كانت من شيوخ البخاري
فكثيرا ما يروى عنه بالواسطة كما
في فتح الباري وعنده عن
حدثنا المعتاد له في جميع كتابه
الح قال لا يكون الا لوجه وهذا
وان كانت وصلا على طريق
ابن الصلاح فليس المختلف فيه كالتفق
عليه وقد جزم المحقق على الاطلاق
في باب العنين من فتح القدير
ان البخاري رواه معلقا ثم
لعلك تقول مالك حصرت الصحة في
الحديث الاول اليس فيما ذكرت حديث
انا قد بايعناك فارجه اقول
انما يرويه مسلم هكذا
حدثنا يحيى بن يحيى
انا هشيم بن ح قال وثنا ابو بكر بن
ابن شيمه قال نا شريك بن عبد الله
وهشيم بن بشير عن
يعلى بن عطاء عن
عمرو بن الشريد عن
ابي ه رضى الله تعالى عنه

اگرچہ شیوخ بخاری (اساتذہ بخاری) میں سے ہے
تاہم اس سے بسا اوقات بالواسطہ روایت کرتے
ہیں جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے،
امام بخاری کا حدیثنا (جو تمام کتب میں حسب معمول
حسب عادت ہے) چھوڑ کر لفظ قال اختیار
کرنا بغیر کسی وجہ کے نہیں ہو سکتا، اگرچہ علامہ
ابن الصلاح کے طریقے پر یہ صورت وصل ہے تاہم
مختلف فیہ متفق علیہ کی طرح نہیں محقق علی الاطلاق
(ابن ہمام) نے فتح القدير باب عنین میں اس پر
یقین اور وثوق کیا کہ امام بخاری نے اسے معلق
روایت کیا ہے پھر شاید آپ کہیں کہ تمہیں کیا ہو گیا
ہے کہ تم نے پہلی حدیث میں صحت کو منحصر (بند)
کر دیا حالانکہ کچھ آپ نے ذکر کیا اس میں یہ حدیث
ہے انا قد بايعناك فارجه واپس ہو جاؤ
ہم نے تمہیں زبانی بیعت کر لیا۔ اقول (میں
کہتا ہوں) امام مسلم اسے اس سند کے ساتھ
روایت کرتے ہیں ہم سے یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کیا
اسے هشیم نے بتایا ح ہم سے ابو بکر بن شیبہ
نے بیان کیا اس نے کہا ہم سے شریک بن عبد اللہ
اور هشیم بن بشیر نے بیان کیا اس نے یعلیٰ بن عطاء
اس نے عمرو بن شریک اس نے اپنے باپ سے روایت کیا

۲۶۴/۱۲	مصطفیٰ البانی مصر	باب الجذام	۱۰ فتح الباری شرح البخاری کتاب الطب
۱۳۳/۴	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر		۱۱ فتح القدير کتاب الطلاق باب العنین
۲۳۳/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب اجتنب المجذوم	۱۲ صحیح مسلم کتاب السلام

وقال ابن ماجة حدثنا عمر بن سراع
 ثنا هشيم عن يعلى بن عطاء الخ وهشيم بن
 شريك كلاهما مدلس وقد عنعنا قال
 في التقريب هشيم بن بشير ثقة ثبت كثير
 التدليس والامس سال الخفي وقال في شريك
 صدوق يخطئ كثيرا تغير حفظه منذ ولي
 القضاء بالكوفة ^{عنه} وقال في تهذيب التهذيب
 قال عبد الحق الاشبيلي كان يدلس و
 قال ابن القطان كان مشهورا بالتدليس ^{عنه}
 قال وا يروى له مسلم في المتابعات ^{عنه}
 كما ههنا اخرج له بتابعة هشيم اما قول
 من قال ان عنعنة المدلسين في الصحيحين
 محمول على السماع **فاقول** ^{تقليد جامد}
 ولا ننكر تحسين الظن فليس التخمين
 كالتبين اصلا.

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ محدث ابن ماجہ نے فرمایا ہم سے عمرو بن رافع نے بیان کیا اس نے کہا ہم سے شمیم نے بواسطہ یعلیٰ بن عطار بیان کیا الخ شمیم اور شریک دونوں مدلس ہیں اور دونوں نے عن عن کے الفاظ سے روایت کی ہے، چنانچہ التقریب میں فرمایا: شمیم بن بشیر ثقہ، ثبت ہے مگر بہت زیادہ تدلیس اور ارسال خفی کرنے والا ہے۔ اور شریک کے متعلق فرمایا: سچا ہے لیکن کثیر الخطا ہے اس کے حافظہ میں تبدیلی آگئی تھی جب سے وہ کوفہ میں قاضی مقرر ہوا۔ تہذیب التہذیب میں کہا کہ عبدالحق اشبیلی نے فرمایا: وہ تدلیس کیا کرتا تھا۔ اور ابن القفا نے فرمایا: وہ تدلیس میں مشہور تھا اھ۔ فرمایا: امام مسلم اس سے متابعت میں روایت کرتے تھے اھ۔ جیسا کہ یہاں شمیم کی متابعت میں اس سے تخریج فرمائی۔ لیکن جس نے یہ کہا کہ تدلیس کرنے والوں کا ل (تو میں کہتا ہوں کہ) یہ محض اندھی تقلید ہے بالکل صاف بیان کرنے کی طرح نہیں ہو سکتا۔ (ت) حدیثوں میں فرمایا کہ بیماری اڑ کر نہیں لگتی، اور یہ ایک حدیث چہارم کجذابیہوں کو نظر جاکر نہ دیکھوان کی دیکھنے کے بعد لگن آئے گی نفرت پیدا ہوگی ان

[illegible]

مصیبت زدوں کو حقیر سمجھو گے، ایک تو یہ خود حضرت عزت کو پسند نہیں پھر اس سے ان گرفتارانِ بلا کو ناحق ایذا پہنچے گی اور یہ روا نہیں۔ علامہ مناوی تیسرے شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

(لا تحدوا النظر) لانه اذى ان لا تعافوهم
(نظریں جاکر جذامیوں کو نہ دیکھو) اس لئے کہ یہ ایذا ہے کہیں تم ان سے گھمن نہ کرنے لگو اور انکو عیب دار سمجھتے ہوئے تحقیر نہ کرنے لگو۔ (ت)

علامہ فتنی مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں:

لا تدیموا النظر الی المجدو و مین لانه
اذا دامه حقرا و تاذا ی به المجدو و
نگاہ جاکر جذامیوں کو نہ دیکھو اس لئے کہ یہ ایذا ہے جب کوئی نگاہ جاکر انھیں دیکھے تو انھیں حقیر سمجھے گا اور جذامیوں کو اس طرح تکلیف ہوگی۔ (ت)

حدیث ششم میں کہ ان لثقی سے فرمایا: پلٹ جاؤ تمھاری بیعت ہوگی متعدد وجوہ ہیں:

(۱) انھیں مجلس اقدس میں نہ بلایا کہ حاضرین دیکھ کر حقیر نہ سمجھیں۔
(۲) حضار میں کسی کو دیکھ کر یہ خیال نہ پیدا ہو کہ ہم ان سے بہتر ہیں، خود بینی اس مرض سے بھی سخت تر بیماری ہے۔

(۳) مرض اہل جمع کو دیکھ کر غمگین نہ ہو کہ یہ سب ایسے چین میں ہیں اور وہ بلا میں، تو اس کے قلب میں تقدیر کی شکایت پیدا ہوگی۔

(۴) حاضرین کا لحاظ خاطر فرمایا کہ عرب بلکہ عرب و عجم جمہور بنی آدم بالطبع ایسے مریض کی قربت سے بُرا مانتے ہیں نفرت لاتے ہیں۔

(۵) اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) ممکن کہ خاطر مریض کا لحاظ فرمایا کہ ایسا مریض خصوصاً نوبستلا خصوصاً ذی وجاہت جمع میں آتے ہوئے شرماتا ہے۔

(۶) اقول ممکن کہ مریض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں سے رطوبت نکلتی تھی تو نہ چاہا کہ مصافحہ فرمائیں، غرض واقعہ حال محل صد گونہ احتمال ہوتا ہے حجت عام نہیں ہو سکتا۔ مجمع البحار میں ہے:

ارجع فقد بالعنالك انما مراده واپس چلے جاؤ بے شک میں نے تمھیں (زبانی)

لثلاثين نظرا اليه اصحابه صلى الله تعالى عليه وسلم فيزدرونه ويرون لانفسهم عليه فضلا فيدخلهم العجب اولثلاثي حزن المجذوم بروية النبي صلى الله تعالى عليه وسلم واصحابه وما فضلوا به فيقل شكرة على بلاء الله تعالى

بیعت کر لیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جذامی شخص کو لوٹا دیا تاکہ حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام اسے دیکھ کر کہیں حقیر اور گھٹیا نہ سمجھنے لگیں اور اپنے آپ کو اس پر ترجیح نہ دینے لگیں۔ اس طرح ان میں خود بینی پیدا ہو جائے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ ذی شانؓ اور ان کے فضل و شرف کو دیکھنے سے کہیں جذامی غمگین نہ ہو، پھر اللہ تعالیٰ کی مصیبت اور بلا پر اس کے جذبات شکر میں کمی نہ آجائے۔ (ت)

حدیث ہفتم کہ بچھونا پیٹنے کو فرمایا اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) ممکن کہ اس لئے فرمایا ہو کہ مریض کے پاؤں سے رطوبت نہ ٹپکے۔

حدیث ہشتم کہ اگر کوئی بیماری اڑ کر لگتی ہو تو جذام ہے۔ "اگر" کا لفظ خود بتا رہا ہے کہ اڑ کر لگنا ثابت نہیں۔ تیسیر میں ہے:

گزشتہ حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد حرف "ان" اس بات کی دلیل ہے کہ یہ امر آپ کے نزدیک ثابت اور محقق نہیں ۱ھ۔ اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اس کو شک پر محمول کرنا ہرگز مناسب نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ ہم یوں کہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: (لوگو!) اگر تمہاری کسی دوا اور علاج میں خیر ہو تو بچھنے لگو انے اور شہد پینے میں ہے (الحدیث) امام احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت جابر

قوله ان كان دليل على ان هذا الامر غير محقق عند اهل اقول حملة على الشك وما كان ينبغي وانما حقه ان نقول قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان كان في شيء من ادويتكم خير ففم شرطه محجم او شربة من عل الحديث رواه احمد والشيخان والنسائي عن جابر

لجميع بحار الانوار حرف الجيم تحت لفظ "جذام" مکتبہ دار الایمان مدینہ منورہ ۳۳۶/۱
تیسیر شرح جامع صغیر تحت حدیث ان کان شی من الدار الخ مکتبہ امام شافعی ریاض ۳۴۳/۱
تلخیص بخاری کتاب الطب باب الدوار بالعسل قیدی کتب خانہ کراچی ۸۴۸/۲
صحیح مسلم کتاب السلام باب کل دار دوار " " " ۲۲۵/۲

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔
بلاشبہ شہد کے استعمال کرنے میں خیر ہے جیسا کہ
قرآن عسیر اس پر ناظم ہے اور پچھنے لگانے
میں بھی خیر ہے جیسا کہ مشہور قولی اور فعلی حدیثیں
اس پر دلالت کرتی ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی چیز قضا و قدر
سے آگے بڑھ جاتی تو نظر بد آگے بڑھ جاتی۔
امام احمد، مسلم، ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عباس
سے اس کو روایت کیا، نیز امام احمد، ترمذی اور
ابن ماجہ نے بسند صحیح اسمار و خمر عیسیٰ سے اسے
روایت کیا ہے (اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو)
اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ تقدیر سے کوئی چیز
آگے نہیں ہو سکتی، پھر جب وہ جو بات اس قسم کی گفتگو میں ثابت ہو گئیں تو کلام میں احتمال پیدا ہو گیا
(لہذا احتمال کے ہوتے ہوئے) استدلال باطل ہو گیا۔ (ت)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولا شك ان في العسل
خيرا كما نطق به القرآن العزيز وفي
الحجامة ايضا كما دل عليه المستفيض
من الاحاديث القولية والفعلية وقال
صلى الله تعالى عليه وسلم لو كانت شئ
سابق القدر لسبقته العين رواه احمد
ومسلم والترمذی عن ابن عباس و
احمد والترمذی وابن ماجه بسند
صحيح عن اسماء بنت عيسى رضي الله
تعالى عنهم لا شك ان القدر لا يسبقه
شئ فاذا ثبت الوجهان في امثال المقال
جاء الاحتمال فبطل الاستدلال۔

ربا اس وادی سے جلد گزر جانا اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اس میں وہ پانچ وجوہ پیشین
جاگزین جو حدیث ششم کے بارہ میں گزریں فافہم (لہذا اس کو اچھی طرح سمجھ لیجئے۔ ت) حدیث نہم کہ
فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن بنی کو مٹ فرمایا اقول وہاں بھی چار وجوہ اولیں جاری کما لایخفی
باد فی تاویل (جیسا کہ معمولی غور و فکر کرنے سے یہ بات پوشیدہ نہیں رہتی۔ ت)، حدیث یازدہم و
دوازدہم کا فقرہ کہ امیر المؤمنین نے معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا دوسرا ہوتا تو مجھ سے ایک نیز
کے فاصلہ پر بیٹھا اقول انھیں حدیثوں میں ہے کہ اُن کو اپنے ساتھ کھلایا، اگر یہ امر عدوی کا سبب عادی
ہوتا تو اہل فضل کی خاطر سے اپنے آپ کو معرض بلا میں ڈالنا روانہ ہوتا۔ اور تیرہویں حدیث نے تو خوب

۴۳۸/۶ المکتب الاسلامی بیروت

صحیح مسلم کتاب السلام باب الطب والمرض الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۲۰/۲
سنن ابن ماجہ ابواب الطب باب من استرقی الھین ص ۲۵۹

ظاہر کر دیا کہ امیر المؤمنین خیال عدوی کی بیخ کنی فرماتے تھے نری خاطر منظور تھی تو اس شدت مبالغہ کی کیا حاجت ہوتی کہ پانی انھیں پلا کر اُن کے ہاتھ سے لے کر خاص اُن کے منہ رکھنے کی جگہ پر منہ لگا کر خود پیتے۔ معلوم ہوا کہ عدوی بے اصل ہے تو اس فرمانے کا منشاء مثلاً یہ ہو کہ ایسے مریض سے تنفر انسان کا ایک طبعی امر ہے آپ کا فضل اس پر حامل ہے کہ وہ تنفر مضمل و زائل ہو گیا دوسرا ہوتا تو ایسا نہ ہوتا۔

حدیث سی و یکم کہ تندرست جانوروں کے پاس بیمار نہ لائے جاتیں **اقول** (میں کہتا ہوں۔ ت) اس کی وجہ خود حدیث موطائے امام مالک و سنن بیہقی نے ظاہر کر دی کہ یہ صرف لوگوں کے بُرماننے کے لحاظ سے ہے ورنہ بیماری اڑ کر نہیں لگتی، لہذا ہم نے اس حدیث کو احادیثِ قسم اول میں شمار بھی نہ کیا۔ اب نہ یہیں مگر پانچ حدیثیں **اول دوم سوم پنجم دہم اقول** قطع نظر اس سے کہ ان میں دوم کی سند واہی اور سوم کی خود حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جن کی طرف وہ نسبت کی جاتی تھی تکذیب فرمائی، اور دہم کہ امیر المؤمنین سے ایک صحابی جلیل القدر منجملہ اصحاب بدر و مہاجرین سابقین اولین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی نسبت اُس کا صدور سخت مستبعد تھا، متعدد حدیثوں نے اس کا خلاف ثابت کر دیا جیسا کہ امیر المؤمنین سے منظون تھا کما سبق ذلک کله فہذا منقطع باطنا و معلول غیر مقبول (یہ سب کچھ پہلے گزر چکا ہے لہذا یہ اندرونی طور پر منقطع، معلول غیر مقبول ہے۔ ت) اُن میں کسی کا حاصل حدیث اول کے حاصل سے کچھ زائد نہیں اور اُن میں وہی صحیح یا حسن ہے تو اُسی کی طرف توجہ کافی۔ علماء کے لئے یہاں متعدد طریقے ہیں :

اول اُس کے ثبوت میں کلام بہ طریقہ ائمہ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے جیسا کہ حدیث ہفتم میں گزرا۔

اقول طریقہ تہا رضی اللہ تعالیٰ عنہا معروفة فی امثال الاحادیث الثابتة علی خلاف ما عندها من العلم القطعی المستند الی القرآن العظیم او السماع الشفاہی من جیب الکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انت تنسب راویہا الی السہو والوہم فی السماع والفہم کما قالت فی حدیث امیر المؤمنین عمر

اقول (میں کہتا ہوں) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا طریقہ کار اس قسم کی حدیثوں کے رد میں جو اس علم قطعی کی بناء پر جو ان کے نزدیک ثابت شدہ ہے یہ ہے کہ جس کی سند قرآن عظیم یا حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بالمشافہ سماع پر ہے مشہور و معروف ہے کہ سماع و فہم میں راوی کی طرف سہو و وہم کی نسبت کرتی ہیں جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ان المیت یعذب
ببعض بکاء اہلہ علیہ یرحم اللہ
عمر لا واللہ ما حدث رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ان اللہ یعذب المومن ببکاء اہلہ
ولکن اللہ تعالیٰ یزید الکافر
عذابا ببکاء اہلہ علیہ وقالت حسبکم
القربان ولا تترسوا ذرۃ وزر اخری
رواہ الشیخان وقالت یعفر اللہ
لابی عبدالرحمن ترید ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہم فانہ ایضاً روى
الحديث کابیہ اما انہ لم یکناب
ولکنہ نسى انما مر رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
على یہودیۃ یبکی
علیہا فقال انہم لیبکون
علیہا وانہا لتعذب فی
قبرہا روایہ ایضاً وفی
لفظ أم واللہ ما تحدثون
هذا الحديث عن الکاذبین
ولکن السمع یخطی وان لکم

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت
فرمائی کہ آپ نے ارشاد فرمایا بعض دفعہ میت پر گھر والوں
کے رونے سے اسے عذاب دیا جاتا ہے۔ مائی صاحبہ
نے فرمایا اللہ تعالیٰ عمر (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے
خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں یہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا نہیں کہ گھر والوں کے رونے کی
وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے بلکہ حدیث یوں ہے
کہ اللہ تعالیٰ کافر کے عذاب میں اضافہ فرمادیتا ہے
جبکہ اس کے گھر والے اس پر روئیں۔ چنانچہ
مائی صاحبہ نے فرمایا اس بارے میں تمہیں قرآن مجید
کافی ہے (چنانچہ ارشاد ربانی ہے) کوئی بوجھ اٹھاتا
والی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔
بخاری و مسلم نے اسے روایت کیا ہے اور ام المومنین
نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمن یعنی عبداللہ
ابن عمر کو معاف کرے کہ انھوں نے بھی اپنے والد گرامی
کی طرح حدیث روایت کر دی۔ سن لو انھوں نے
جھوٹ نہیں کیا البتہ وہ بھول گئے (اصل واقعہ)
یہ تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مردہ
یہودیہ کے پاس سے گزرے کہ جس پر رویا جارہا
تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ اس پر گریہ و بکا
کر رہے ہیں مگر اس کو قبر میں عذاب دیا جا رہا
ہے۔ بخاری و مسلم دونوں نے اس کو روایت

۱۴۲/۱ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت الخ قدیمی کتب خانہ کراچی
صحیح مسلم کتاب الجنائز

۳۰۳/۱ " " "

۱۴۲/۱ صحیح البخاری کتاب الجنائز و صحیح مسلم کتاب الجنائز ۳۰۳/۱

فی القرات ما یشفیکم ان لا تنموا
واثرارة وثرار اخری و لکن
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم قال ان اللہ عز وجل
لیزید الکافر عذابا ببعض
بکاء اہلہ علیہ رواہ الامام
الطحاوی وقالت فی
حدیثہما ایضا عن امیر
المؤمنین وابنه عبد اللہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم
ان النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم قال فی نعتی
بدر والذی نفسی بیدہ
ما انتم باسم لما اقول
منہم مرویہ ایضا انما
قال النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم انہم لیعلمون
الا ان ما کنت اقول لہم حق
وقد قال اللہ تعالیٰ انک
لا تسمع الموقر رواہ البخاری
ولما بلغہا حدیث ابی ہریرۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان

کیا ہے۔ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: سن لو،
خدا کی قسم یہ حدیث تم جھوٹوں سے نہیں روایت کرتے
لیکن سننے میں بھی غلطی لگ جاتی ہے اور تمہارے
لئے قرآن مجید میں تمہاری شفاعت کے اسباب موجود
ہیں کہ کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اٹھائیگی
لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ (مرنے والے) کافر کے عذاب کو
اس کے بعض گھر والوں کے رونے کی وجہ سے
بڑھا دیتا ہے۔ امام طحاوی نے اسے روایت کیا ہے
ام المؤمنین نے ان دونوں کی حدیث کے متعلق ارشاد
فرمایا (ان دونوں سے مراد امیر المؤمنین حضرت
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے صاحبزادے
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں) حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدبودار کفار مقتولین بدر
کے متعلق ارشاد فرمایا اس پر روگار کی قسم جس کے
دست قدرت میں میری جان ہے جو کچھ میں ان سے
فرما رہا ہوں تم ان سے زیادہ نہیں سنئے، نیز دونوں
نے اس کو روایت فرمایا (یہاں بھی ام المؤمنین نے
یہ ارشاد فرمایا) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
تو یہ ارشاد فرمایا تھا۔ اب وہ بخوبی جانتے ہیں کہ
وہ حق ہے جو میں ان سے کہتا تھا۔ حالانکہ بلاشبہ
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یقیناً آپ مردوں کو

۴۰۶/۲ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۵۶۶/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

۱۸۳/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

۱۸۳/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

۱۸۳/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

۱۸۳/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

الیہ من ان اخبار الاحاد لا تعارض ما عندها
من القطعی فما وقع من العلامة ابی الفرج
ابن الجوزی حدیث ذکر فی حدیث الشوم
فی ثلث ان عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا
قد غفلت علی من روی هذا الحدیث
وقالت انما کان اهل الجاهلیة یقولون
الطیرة فی المرأة والدار والدابة ثم
قال وهذا رد لصریح خبر سوانة ثقات الخ
کما نقله الامام العیسیٰ فی عمدة القاری
منشوء الغفلة عن النکة التي ذکرتها
ثم قوله وقالت انما کان اهل الجاهلیة
یقولون الخ اقول ما قالته بل رواه
عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما هو
صریح نص رواية الطحاوی ومن
ذکرنا جمیعاً وای ثقة او ثقیث منہا رضی اللہ
تعالیٰ عنہا۔

کیسے اڑ کر لگ گیا اور اس کا سبب وہی ہے
جس کی طرف ہم اشارہ کر آئے ہیں کہ اخبار احاد
اس علم قطعی کا تعارض نہیں کر سکتیں جو مائی صاحبہ
کے پاس تھا علامہ ابوالفرج ابن جوزی سے
(مائی صاحبہ کے متعلق) جو کچھ واقع ہوا اس کا منشاء
اس نکتہ سے غفلت ہے جو مائی صاحبہ نے ذکر
فرمایا (اس کی تفصیل یہ ہے) چنانچہ علامہ
ابن جوزی نے ذکر فرمایا کہ حدیث میں تین چیزوں کی
نخواست کا ذکر آیا ہے، عورت، گھر، چوپایہ۔
اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس پر
شدت اختیار کی جس نے یہ روایت حدیث بیان
کی، اور فرمایا کہ اہل جاہلیت یہ کہا کرتے تھے کہ
عورت، گھر اور چوپائے میں خواست ہوا کرتی ہے۔
پھر ابن جوزی نے کہا لیکن یہ تو اس حدیث کا
صراحتاً رد ہے کہ جس کو ثقہ اور مستند راویوں نے
روایت کیا ہے، جیسا کہ امام عینی نے اس کو
نقل فرمایا ہے۔ پھر علامہ ابن جوزی کا یہ کہنا کہ مائی صاحبہ
کہتا ہوں، مائی صاحبہ نے خود تو یہ نہیں فرمایا بلکہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت منبر مائی
جیسا کہ وہ روایت طحاوی اور ہمارے ذکر کردہ ان سب لوگوں کی صریح نص ہے۔ اور کون سا ثقہ مائی صاحبہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ ثقاہت رکھتا ہے۔ (ت)

ووم مجذوم وغیرہ سے بھاگنے کی حدیثیں منسوخ ہیں، احادیث نفی عدوی انھیں نسخ کر دیا، عمدة القاری
شرح صحیح بخاری میں امام قاضی عیاض سے منقول،
ذهب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجماعة من
حضرت عمر فاروق اور سلف کا ایک گروہ اس طرف

السلف الى الاكل معه وان الامر باجتنابه
منسوخ ومن قال بذلك عيسى بن دينار
من المالكية ^{رحم}ه وردة الامام النووي
بوجهين احدهما ان النسخ يشترط
فيه تعذر الجمع بين الحديثين
ولم يتعذر بل قد جمعا بينهما والثاني
انه يشترط فيه معرفة التاريخ و
ليس ذلك موجودا ههنا اقول نص
القاضى ان امير المؤمنين كان يراه
منسوخا فان كانت هذاعت رواية
كما هو ظاهر اللفظ لم يرد عليه
شئ من الوجهين لان الامير المؤمنين
لا يقول به الا عن علم وبعده
لا مساع للجمع وان امكن
باسهل وجه نعم ان ذكره
القاضى ظنا منه فالوجهات
وجيهات اقول وثالثهما
ما روينا في الحديث
الثاني والثلاثين حيث جمع
صلى الله تعالى عليه وسلم
كلا الكلامين في نسق
واحد فإنت النسخ لا سيما

کئے ہیں کہ جذامی شخص کے ساتھ کھانا بجانز ہے اور اس
سے بچنے کا حکم منسوخ ہے۔ اور جن لوگوں نے یہ کہا
ان میں عیسیٰ ابن دینار مالکی ہیں اھ لیکن امام نووی
نے اسے دو وجہوں سے رد کیا ہے ایک وجہ یہ ہے
کہ نسخ کے لئے شرط یہ ہے کہ دو حدیثیں جمع نہ ہو سکیں
اور یہاں جمع میں کوئی دشواری نہیں بلکہ ہم نے دونوں
حدیثوں کو جمع کر دیا ہے، دوسری وجہ یہ کہ نسخ میں شرط
ہے کہ تاریخ معلوم ہو (تاکہ پہلی کو منسوخ اور دوسری
کو ناسخ قرار دیں) اور یہاں یہ موجود نہیں اقول
(میں کہتا ہوں) امام قاضی عیاض نے یہ تصریح
فرمائی ہے کہ امیر المؤمنین حدیث مذکور کو منسوخ
سمجھتے تھے۔ اگر یہ بات روایت ہے جیسا کہ الفاظ
سے ظاہر ہوتا ہے تو پھر دونوں وجہیں اس پر
وارد نہیں ہو سکتیں اس لئے کہ امیر المؤمنین بغیر علم
کے ایسا نہیں فرما سکتے۔ اور نسخ کے بعد جمع
کی گنجائش نہیں اگرچہ کسی زیادہ آسان وجہ سے
ممکن ہو۔ ہاں اگر قاضی عیاض نے یہ (دعویٰ نسخ)
اپنے گمان سے ذکر کیا ہو تو پھر دونوں وجہیں
ہیں اور ان دونوں کے علاوہ تیسری وجہ وہ جس کو ہم نے
بتیسویں حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں کلاموں کو ایک ترتیب
(نسق واحد) میں جمع فرمایا پھر نسخ کہاں ہے چنانچہ

تعالیٰ علیہ وسلم نفی العدو ای ان یکون
ابداً ویجعل قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم لا یورد ممرض علی مصحح علی
الخوف منه ان یورد علیہ فیصیبہ بقدر
اللہ تعالیٰ ما اصاب الاول فیقول الناس
اعداء الاول فکرة ایراد المصحح علی الممرض
خوف هذا القول وقد روینا عن رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی هذه الاشارة
ایضا وضعه ید المجدوم فی القصعة
فدل فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ایضا علی نفی الاعداء لانه لو کان
الاعداء مہا یجوز ان یکون اذا لما فعل النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما یخاف ذلك
منه لان فی ذلك جرات لعل الیہ وقد نہی
اللہ عز وجل عن ذلك فقال ولا تقتلوا
انفسکم ومر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم بہدفت مائل فاسرع فاذا کان
یسرع من الھدفت المائل مخافة الموت
فکیف یجوز علیہ ان یفعل ما یخاف
منه الاعداء فھذا معنی هذه الاشارة عندنا
واللہ تعالیٰ اعلم ملتقطاً۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو تعذیر
مرض کی ہمیشہ نفی ہوگی اور ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد ”کوئی مریض کسی تندرست
پر نہ وارد ہو“ کی بنیاد اس اندیشہ پر رکھتے ہیں کہ
مریض کبھی کبھار صحت مند اور تندرست کے پاس جائے
اور پھر تندرست کو تقدیر الہی سے وہی مرض لاحق
ہو جائے جس میں مریض مبتلا ہو چکا ہو تو لوگ
کہیں گے کہ پہلے کا مرض (بطور تجاوز) اس میں
سرایت کو گیا ہے تو پھر اس کہنے کے اندیشہ سے
کسی تندرست کا مریض کے پاس جانا یا اس کا الٹ
نا پسند کیا گیا اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم سے ان آثار میں روایت کی کہ آپ نے
خود جذامی کا ہاتھ پکڑ کر کھانے کے پیالے میں رکھا،
اس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کا اپنا مبارک عمل بھی تعذیر مرض کی نفی کی دلیل ہے۔
اگر تعذیر مرض کسی طرح امکان رکھتا تو نبی کریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کبھی ایسا خطرناک کام (جذامی کو
اپنے ساتھ کھانا کھلانے والا) نہ کرتے کیونکہ اس
میں ایذا کو اپنی طرف کھینچ کر لانا ہے حالانکہ
اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر نے اس سے منع فرمایا ہے
چنانچہ ارشادِ ربانی ہے، (لوگو!) اپنے آپ کو
چمکے ہوئے (گرنے والے) ٹیلے کے پاس سے
گزرے تو گزرنے میں جلدی سے کام لیا۔ جب آپ نے گرنے والے ٹیلے سے گزرتے ہوئے اس

خطرے کے پیش نظر کہ کہیں اس کے گر پڑنے سے ہلاکت نہ ہو جائے آپ نے جلدی فرمائی، تو پھر آپ کے لئے کیسے روا ہے کہ آپ وہ کام کریں کہ جس سے تعدیہ مرض کا اندیشہ اور خطرہ رہے۔ پھر ہمارے نزدیک ان آثار کا یہ مفہوم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ملتقطاً۔ (ت)

عمدة القاری میں ہے،

التوفیق بین الحدیثین بما قالہ ابن بطال و
ہو ان لا عدوی اعلام بانہا لاحقیقۃ لہا
واما النہی فلشلا یتوہم المصح ان
مرضہا من اجل ورود المرضی علیہا
تیکون داخلا بتوہمہ ذلک فی تصحیح
ما بطلہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
من العدوی لہ

دونوں حدیثوں میں موافقت ابن بطال کے قول کے
مطابق یہ ہے کہ لا عدوی کسی مرض میں تجاوز کیلئے
نہیں بلکہ اس بات کا اعلان ہے کہ تعدیہ مرض کی
کوئی حقیقت نہیں، رہا یہ کہ پھر ایسے مریضوں کے
ساتھ میل جول سے کیوں روکا گیا، تو اس کی وجہ
یہ ہے کہ تندرست آدمی کو اگر مریض کے پاس
آمد و رفت کے دوران وہی مرض لگ گیا تو اس کے

دل میں وہم پیدا ہو جائے گا کہ اسے یہ مرض مریض ہی سے لگا ہے اور پھر وہ اس وہم سے تعدیہ مرض
کی صحت کا قائل ہو جائے گا کہ جس کا ثبوت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابطال فرمایا۔ (ت)

ماثبت بالسنۃ میں جامع الاصول سے ہے،

یقال اعدی المرض اذا اصابہ مثلہ لمقارنتہ
ومجاورۃ او مؤاکلتہ ومباشرتہ و
قد ابطلہ الاسلام لہ

کہا جاتا ہے اعدی المرض یعنی مرض تجاوز
کر گیا جبکہ کسی مریض کے ساتھ میل جول اور اسکے
ساتھ کھانے پینے اور مباشرت سے کسی تندرست
آدمی کو اسی جیسا مرض لگ جائے (تو اس وقت یہ کہا جاتا ہے کہ مریض کا مرض اڑ کر فلاں تندرست
آدمی کو لاحق ہو گیا ہے) حالانکہ اسلام نے تعدیہ مرض کا ابطال کیا ہے۔ (ت)

اسی میں مشارق الانوار امام قاضی عیاض سے ہے،

العدوی ما کانت تعتقدہ الجاہلیۃ
من تعدی داء ذی الداء الی من یجاورہ

تعدیہ مرض جس کا اعتقاد اہل جاہلیت رکھتے تھے
کہ کسی مریض کا مرض اس شخص تک تجاوز کر جاتا

کی قضاء و قدر سے وہی مرض لاحق ہو جائے تو وہ یہ کہنے لگے گا کہ یہ مرض اس مریض سے میل جول اور اختلاط کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے پھر وہ صحتِ تعدیہ کا اعتقاد رکھنے لگے گا اور عرج میں پڑ جائے گا بایں وجہ اسے جذامی آدمی سے دور رہنے اور بچنے کا حکم دیا گیا تاکہ شکوک و شبہات پسیدہ ہی نہ ہونے پائیں اور مادہ ہی کٹ جائے، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

شرح مصابیح امام تورپشتی و شرح مشکوٰۃ علامہ طیبی و مرقاۃ علامہ قاری و شرح الموطا للعلامہ محمد الزرقانی وغیرہ میں ہے :

واللفظ للزرقانی الاکثران المراد نفی ذلک
ابطالہ کما دل علیہ ظاہر الحدیث
علامہ زرقانی کے الفاظ یہ ہیں اکثر کی رائے یہ ہے
کہ اس نفی سے اس کا ابطال مراد ہے جیسا کہ
اس پر ظاہر حدیث دلالت کرتی ہے (ت)

اشعة اللمعات شیخ محقق میں ہے :
اکثر برآئند کہ مراد نفیِ عدوی و ابطالِ اوسرست مطلقاً
چنانچہ ظاہر احادیث در آن سست ہے
اکثر اہل علم اس نظریہ پر قائم ہیں کہ نفیِ تعدیہ سے
اس کا مطلقاً ابطال مراد ہے جیسا کہ ظاہر
احادیث اس پر دال ہیں (ت)

اُسی میں ہے :
اعتقادِ جاہلیتِ آل بود کہ بیمار کے در پہلوئے
بیمارے نشیند یا ہمراہ وے بخورد سرایت کند
بیماری او بے گفتہ اند کہ بزعم اطباء
ایں سرایت در ہفت مرض است جذام
وجرب و جدری و حصیہ و بخرو رمد و امراض
وبائیہ پس شارح آنرا نفیٰ کرد و ابطال نمود
یعنی سرایت نمی باشد بلکہ فساد مطلق
ہمچنان کہ او را بیمار کرد ایں را
اہلِ جاہلیت کا اعتقاد یہ تھا کہ اگر کوئی تندرست آدمی
کسی بیمار کے پہلو میں بیٹھے یا اس کے ساتھ
کھانے پینے میں شریک ہو تو اس مریض کا مرض
تندرست آدمی میں سرایت کر جاتا ہے ۔ کہتے
ہیں کہ اطباء کے خیال میں متعدی امراض سات
ہیں اور وہ یہ ہیں : (۱) کوڑھ (۲) خارشش
(۳) چھپک (۴) خسرہ (۵) گندہ دہن ہونا
(۶) آنکھوں کی بیماری (۷) وبائی امراض (یعنی

نیز کر دے

ہیضہ، طاعون وغیرہ) شارع نے ان سب کے
تعدیہ کی نفی فرمائی اور اس کا ابطال کیا، پس شارع کی مراد یہ ہے کہ کسی مرض میں سرایت اور تجاوز نہیں (کہ ایک کا
مرض بوجہ اختلاط دوسرے کو لگ جائے) بلکہ قاعدہ مطلق نے جس طرح ایک کو بیمار کیا اسی طرح دوسرے
کو بھی بیماری لاحق کر دی۔ (ت)

باجملہ ان پانچوں اقوال پر عدوی باطل محض ہے یہی مذہب ہے حضرت افضل الاولیاء الاولین و
الآخرین سیدنا صدیق اکبر و حضرت سیدنا فاروق اعظم و حضرت سلمان فارسی و حضرت ام المؤمنین صدیقہ و حضرت
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجلہ صحابہ کرام کا، اور اسی کو اختیار فرمایا امام اجل طحاوی سید الخفیہ و امام یحییٰ
بن یحییٰ مالکی و امام عیسیٰ بن دینار مالکی و امام ابن بطلال ابو الحسن علی بن خلف مغربی مالکی و امام ابن حجر عسقلانی
شافعی و علامہ طاہر حنفی و شیخ محقق عبدالحق محدث حنفی وغیرہم جمہور علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے عمدۃ القاری
میں طبری سے ہے،

یعنی عبد اللہ بن عمر و سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم
مجذومین کے لئے کھانا تیار فرماتے اور ان کے
ساتھ کھاتے اور ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا
سے مروی ہوا کہ ہمارے ایک غلام آزاد شدہ
کو یہ مرض ہو گیا تھا وہ میرے برتنوں میں کھاتا
میرے پیالوں میں پیتا میرے کچھنوں پر سوتا۔

کان ابن عمر و سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم
یصنعان الطعام للمجذومین و یاکلوا
معہم و عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
قالت کان مولیٰ لنا اصابہ ذلک الداء فکان
یاکل فی صحافی و یشرب فی اقداحی و ینام
علی فراشی ۛ

زرقانی علی الموطا میں زیر حدیث انہ اذی (بیشک وہ ایذا ہے۔ ت) فرمایا،

یحییٰ بن یحییٰ نے فرمایا کہ میں نے سنا کہ اس کی
تفسیر اس شخص کے بارے میں ہے جس کو
مرض جذام ہو جائے تو اسے مناسب نہیں کہ
کسی تندہ رست آدمی کے پاس آئے کہ اسے
ایذا ہوگی اس لئے کہ اگرچہ تعدیہ مرض کا اعتقاد
قال یحییٰ بن یحییٰ سمعت ان
تفسیرہ فی رجل یموت بہ الجذام
فلاینفی لہ ان یبذل علی الصحیح
یؤذیہ لانه وان کان لا یعدی
فالانفس تکرہہ وقد قال

۱ اشعة اللمعات شرح المشکوۃ کتاب الطب الرقی باب الغال والطیرۃ مکتبۃ نوریہ رضویہ سکھر ۲/۶۲۰
۲ عمدۃ القاری شرح سناری کتاب الطب باب الجذام اداره الطباعة المنیریہ بیروت ۲۱/۲۴۶

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ اذی یعنی
لا للعدویؑ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایذا ہے یعنی اس کا سبب تعدیہ مرض نہیں۔ (ت)

غرض مذہب یہ ہے اور وہ وجہ تاویل میں اصح و اجمع و جہتیم،

بعض علماء کے نزدیک یہاں تین اور وجہ ہیں

چھٹی وجہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے

ارشاد عالی لا عدوی سے مرض جذام مستثنیٰ ہے

یعنی اس مرض کے مساوی کسی دوسری شے کی

طرف تجاوز نہیں کرتی، چنانچہ اشعة اللعائن میں

شیخ محقق نے علامہ کرمانی شافعی مصنف الکوکب الدراری

شرح صحیح بخاری کی طرف اس کو منسوب کیا ہے

اقول (میں کہتا ہوں) اس نے یہ نہیں کہا بلکہ

اس کو نقل کیا ہے لیکن وہ اس پر راضی نہیں ہوا

بلکہ اس نے تو صیغہ تکرر یعنی صیغہ تضعیف سے اسے

ذکر کیا اور لفظ قیل سے اس کی حکایت کی ہے

جیسا کہ اس سے مجمع البحار میں نقل کیا گیا ہے بلکہ

خود شیخ محقق نے ما ثبت بالسنة میں اسے نقل

کیا ہے لیکن یہاں ان سے سبقت قلم (بھول) ہو گئی

پھر اس قیل کا قائل معلوم نہ ہو سکا اور کوئی

میلان رکھنے والا اس کی طرف مائل نہ ہوا اور نہ کسی

دلیل سے اس کی تائید کی۔ ساقیوں وجہ امام بخاری

نے کہا: کہا گیا ہے کہ جذام بدبودار بیماری ہے جو کوئی

ایسے بیمار سے طویل صحبت رکھے اس کے ساتھ

وہہنا ثلثة وجوہ اخر لبعض العلماء

فالسادس ان الجذام مستثنی من

قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا عدوی

ان لا یعدی شئ شیئا الا هذا

وعزاه فی اشعة اللعائن الی الکرومانی

الشافعی صاحب الکوکب الدراری فی شرح

صحیح البخاری اقول لم یقله

بل نقله و ما مرضیه بل مرضه

فانما حکاہ بقیل کما نقل عنہ فی

مجمع البحار بل والشیخ

نفسہ فی ما ثبت بالسنة فما

لہہنا سبقت قلم ثم هذا

القیل لم یعرف له قائل

ولم یمل الیہ مائل ولا یؤیدہ

شئ من الدلائل والسابع

قال البغوی قیل ان الجذام

ذو رائحة تسقم من اطال

صحبتہ و مواکلتہ او مضاجعہ

ولیس من العدوی بل

من باب الطب کما يتضرر باكل
ما يعاف وشم ما يكره
والمقام في مقام لا يوافق
هو اه وكله باذن الله و ما هم
بضارين به من احد الا
باذن الله نقله في المجمع و
عزاه في الاشعة للإمام النووي
اقول بعد هذا ايضا كذلك
فات الذي رأيته في
منهاجه تصويب الوجه الثامن
الأق ولم يعرج على
ذكره نأف الله تعالى اعلم
وظف ان الذي في
نسخة الاشعة تصحيح من
البغوي فات الذي نقله
ترجمة كلام البغوي سواء
بسواء غير ان البغوي
ايضا لم يقل به وانما
نقله بقليل ممرضاً ثم
اقول لا ادري ما التناقض
بين باقي العدوى والطب
فالطب قائل في هذا
المريض بالعدوى كما

کھائے پئے اور لیٹے تو یہ بیماری اس کو بھی لاحق
ہو جاتی ہے اور یہ عدوی میں سے نہیں بلکہ باب
طب سے ہے جیسے گھن والی ناپسندیدہ چیز
کھانے سے نقصان اور ضرر ہوتا ہے اور اسی طرح
ناگوار چیز سونگھنے سے اور ناموافق ہوا والی حبس
(یعنی آلودگی والی فضا) میں ٹھہرنے سے ضرر ہوتا ہے
(بس یہاں بھی یہی وجہ مراد ہے) اور درحقیقت یہ
سب کچھ باذن الہی ہوتا ہے (چنانچہ) وہ اس سے
کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اللہ تعالیٰ کے اذن
مشتت سے۔ چنانچہ مجمع البحار میں اس کو نقل کیا ہے
اور شیخ محقق نے اشعة اللمعات میں اس کو انودوی
کی طرف منسوب کیا ہے اقول (میں کہتا ہوں)
شاید یہ بھی اسی طرح ہے کیونکہ میں نے جو کچھ امام
نوی کی منہاج میں دیکھا ہے وہ آنوالی آٹھویں
وجہ کی تصویب ہے اور اس کے ذکر پر اس نے
عروج یعنی موافقت نہیں کی اور حقیقت حال کو
اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اشعة اللمعات کا جو
نسخہ میرے پاس ہے میرا خیال ہے کہ اس میں بغوی
کی عبارت میں تبدیلی ہو گئی ہے کیونکہ شیخ نے بغوی
کے کلام کا ہوبہو ترجمہ نقل کیا ہے، اس کے
باوجود بغوی نے بھی یہ نہیں کہا بلکہ اس نے کلمہ
تمرغیض کے ساتھ اسے نقل کیا ہے اقول (پھر میں
کہتا ہوں) میں یہ نہیں جانتا کہ عدوی اور طب کے

نقل التورپشتی والطیبی والقاری
والزرقانی والشیخ المحقق وغیرہم
ان العدوی بزعم الطب
فی سبب کما تقدم عن الشیخ
ولستوی فی ذلك كونها کیفیة
فیہ والخاصیة فانت کلا
الفصلین من مسائل الطب
ولیس ان العدوی انما تكون
اذا كانت لا بسبب یعقل والقائلون
بہا انما یعتقدون الاعداء و
لا نظر لہم الی انہ بالکیفیة
او بالخاصیة فمن قال بالاعداء ولولہ لم یحتم فقد قال
بالعدوی والثامن ان
النفس اعداء المرء من
دوت اذن اللہ تعالیٰ کما زعمہ
اہل الجاہلیة اما الاعداء
عادة باذن اللہ تعالیٰ فتا بت
ولذا امر بالفراہ وتہی عن
ایراد الممرض ولا اعلمہ
اعنی اثبات العدوی العادیة
ثابتاً عن الصحابة رضی
اللہ تعالیٰ عنہم الا ما یفیدہ
کلام الامام الطحاوی
رحمہ اللہ تعالیٰ فیما
تقدم من انکار اخ ہریرة

باب میں کیا منافات اور تضاد ہے کیونکہ طب اس
مرض میں تعدیر کی قائل ہے جیسا کہ تورپشتی، طیبی،
ملا علی قاری، زرقانی اور شیخ محقق اور ان کے علاوہ
دوسروں نے کہا ہے کہ اطباء کے خیال میں تعدیر مرض
سات قسم کی امراض میں ہوتا ہے جیسا کہ شیخ کے حوالہ
سے پہلے مذکور ہوا۔ تعدیر مرض خواہ کسی کیفیت سے ہو
یا کسی خاصیت سے، اس میں دونوں برابر اور مساوی
ہیں کیونکہ دونوں فصلیں طب کے مسائل میں سے ہیں،
اور یوں نہیں کہ عدوی بغیر کسی معقول سبب کے ہو جائے
اس لئے کہ جو لوگ تعدیر امراض کے قائل ہیں وہ تعدیر
پر اعتقاد رکھتے ہیں باوجودیکہ وہ اس پر نگاہ نہیں رکھتے
کہ وہ کس کیفیت سے ہوا ہے یا کس خاصیت سے،
لہذا جو شخص تجاوز مرض کا قائل ہو خواہ بدبوہی کے
سبب سے کیوں نہ ہو وہ درحقیقت تعدیر مرض کا
قائل ہے۔ آٹھویں وجہ تعدیر مرض کی نفی اس صورت
میں ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے اذن اور ارادہ کے
بغیر تسلیم کیا جائے جیسا کہ دور جاہلیت والوں کا خیال
اور زعم تھا، لیکن اگر اللہ تعالیٰ کے اذن اور ارادہ
سے عادتاً مانا جائے (تو پھر خلاف شریعت نہ ہونے
کی وجہ سے) ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سے
بھاگنے کا حکم دیا گیا اور اس مرض کے مرض کو تندرست
آدمی کے پاس جانے سے منع کیا گیا ہے۔ اور میں
نہیں جانتا کہ عدوی عادیہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم
سے ثابت ہے۔ ہاں مگر امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا
گمشتہ کلام اس بات کو تقویت پہنچاتا ہے کہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث
 لا عددی و اقامتہ علی روایۃ
 لا یوردن ان ذلک کان ظنہ
 التضاد بینہما اقول لیس لمثل
 الکلام مع مثل الامام رحمہ اللہ
 لکن الذی یعرفہ قاصرہ مثل
 ان انکار الروایۃ لا ینحصر فی
 ظن التضاد بل نسی عنہ سمعہ
 من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم فما وسعہ الا
 انکارہ حتی لو فرض مودی
 الحدیثین واحدا من
 کل جمۃ وانما اللفاظ غیر
 اللفاظ ونسی سماع احدهما
 وقیل لہ رویت ہذا
 الحدیث کذا لم یسعہ
 الا الالباء نعم ہو مذہب
 الامام المطلبی محمد بن
 ادیس الشافعی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ قال المناوی
 فی فیض القدیر (التقوا
 المجذوم) ای اجتنبوا مخالطتہ
 فانہ یعدی المعاشر کما
 جزم بہ الشافعی فی
 موضع وحکاہ عن الاطباء

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث
 لا عددی کا انکار کیا تھا اور لا یوردن والی حدیث
 کو اس کے مقابل پیش کیا تھا درحقیقت وہ اپنے گمان
 کے مطابق ان دونوں کے درمیان تضاد سمجھتے تھے،
 اقول (میں کہتا ہوں) مجھ جیسے ناقص شخص کے لئے
 امام رحمہ اللہ تعالیٰ جیسی بلند پایہ شخصیت کے ساتھ ہمکلام
 ہونا زیب نہیں دیتا سوائے اس کے جو اسے پہچانتا
 ہے، مجھ جیسے تو اس کی معرفت سے قاصر ہیں البتہ
 کسی روایت سے انکار کرنا تضاد کے گمان پر منحصر
 نہیں بلکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس
 حدیث کا سماع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 سے مجھول گئے، اس لئے ان کے لئے سوائے انکار
 کے کوئی گنجائش نہ رہی لیکن اگر یہ فرض کر لیا جاتا کہ
 ہر جہت سے دونوں کا مفہوم (مودی) ایک ہے
 البتہ دونوں کے الفاظ مغایر اور الگ الگ ہیں اور
 جبکہ وہ ایک کا سماع مجھول گئے، چنانچہ ان سے
 کہا گیا آپ نے اس حدیث کو اس طرح روایت
 کیا ہے تو انہیں سوائے انکار کے کوئی اور
 گنجائش نہ رہی۔ ہاں وہ امام مطلبی محمد بن ادیس
 شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے، چنانچہ علامہ
 مناوی نے فیض القدیر (شرح جامع صغیر) میں
 فرمایا حدیث "جذامی سے بچو اور پرہیز کرو" یعنی اس
 کے میل جزل اور اختلاط سے اجتناب کرو اس لئے
 میل ملاپ کرنے والے میں مرض سرایت کرتا ہے
 جیسا کہ امام شافعی نے ایک جگہ اس پر اظہار یقین کیا

والمجربین فی آخر و نقلہ
غیرہ من افاضل الاطباء علیہ السلام ،
اقول وطریقہ رضی اللہ تعالیٰ
عنه فی امثال المقام معروفہ
من الاعتماد علی التجارب
حتی قال بالقیافہ وجعلها
حجة فی الاحکام الشرعیة
وحکایاتہ رضی اللہ تعالیٰ عنه
فیہا مشہورۃ فی مقاصد
السخاوی وغیرہا ما شہورۃ
وتبعہ علیہ احد شیخی
مذہبہ الامام ابو زکریا النووی
ومن قبلہ الامام ابو عمرو
بن الصلاح ومن بعدہما
الکرمانی والطیبی وکذا ابنت الایہ
فیما ذکر القاری وکذا
السخاوی علی شہمتہ فی عبارة
الموجودۃ فی نسختی المقاصد
ووافقہم من علمائنا التوریشتی
والقاری کما وافقنا من ائمتہم
العسقلانی واضطرب ظاہرا
کلام المناوی فقال تحت
حدیث اتقوا المحذوم

اور ایک دوسری جگہ اطباء اور تجربہ کار لوگوں سے اس
کی حکایت بیان فرمائی ، اور دیگر اہل علم نے طب کے
فاضلوں سے اسے نقل کیا ہے اہ اقول (میں
کہتا ہوں) امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ کار
اور دستور اس نوع کے مقامات میں مشہور و معروف
ہے کہ مختلف تجربوں پر اعتماد ہے یہاں تک کہ
موصوف نے قیافہ شناسی اور اسے احکام شریعت
میں حجت قرار دینے کا قول پیش کیا ہے اور اس
سلسلے میں موصوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات
حکایات مشہور ہیں چنانچہ مقاصد حسنہ میں امام سخاوی
اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کی کتابوں میں منقول
ہیں ان کے مذہب والوں میں سے ایک شیخ ابو زکریا
نوووی نے اس سلسلے میں ان کا اتباع کیا ہے اور
ان سے پہلے امام ابو عمرو بن صلاح اور ان دونوں کے
بعد کرمانی ، طیبی اور اسی طرح ابن اثیر جیسا کہ ملا علی
قاری نے ذکر فرمایا ہے اور اسی طرح امام سخاوی
نے ذکر کیا مگر میرے پاس مقاصد حسنہ کا جو نسخہ ہے
اس کی موجودہ عبارت میں کچھ اشتباہ پایا جاتا ہے
اور ہمارے علمائے میں سے ان کی موافقت توریشتی
اور ملا علی قاری نے کی جیسا کہ ان کے ائمہ میں سے
ہماری موافقت علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمائی ،
بظاہر علامہ مناوی کا کلام مضطرب (ناقابل اعتماد)
ہے چنانچہ اس حدیث " جذامی سے بچو " کے ذیل میں کہا

ثم نقل عن يحيى بن يحيى
ما قدمناه وقد اذناك ان الماشدين
الى هذا القول كالتوسل بشق
والطبيعي والقارى قد اعترفوا
جميعا كفى الشيخ المحقق و
الزرقاني ان ابطال العدوى
منها هو الذى عليه الاكثرون
اقول وارجوات لا ينكر عليه
بما قال الامام النووى فى شرح
مسلم قال جمهور العلماء يجب الجمع
بين هذين الحديثين وهما
صحيحان قالوا وطريق الجمع ان
حديث لاعدوى المراد به نفى
ما كانت عليه الجاهلية تزعمه
وتعتقد ان المرض والعاهة تعدى
بطبعها لا بفعل الله تعالى
واما حديث لا يورد ممرض
على مصح فإرشاد فيه
الى مجانبه ما يحصل الضرر
عنده فى العادة بفعل الله تعالى وقدره قال فهذا
الذى ذكرناه من تصحيح الحديثين و
الجمع بينهما هو الصواب الذى عليه جمهور
العلماء ويتعين المصير اليه اه
فقد يكون المعزول الى جمهور

نہ کہ مرض میں تجاوز ہے۔ پھر انھوں نے یحییٰ بن یحییٰ سے
وہی نقل کیا جو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اور بلاشبہ
ہم نے انھیں آگاہ کر دیا ہے کہ جو لوگ اس قول کی طرف
مائل ہیں جیسے تورپشتی، طبعی اور ملا علی قاری شیخ محقق
اور زرقانی کی تصریح کی طرح وہ سب اس بات کے
معتبر ہیں کہ بائکلیہ تعدیہ مرض کے ابطال کا موقف
زیادہ تر اہل علم رکھتے ہیں۔ اقول (میں کہتا ہوں)
میں اُمید رکھتا ہوں کہ جو کچھ امام نووی نے شرح صحیح مسلم
میں فرمایا اس کا انکار نہیں کیا جائے گا (اور وہ
یہ ہے) جمہور علماء نے فرمایا ان دو حدیثوں کو جمع کرنا
ضروری ہے اور وہ دونوں صحیح ہیں، جمہور فرماتے ہیں
دونوں کو جمع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ حدیث "لا عدوی"
سے اس چیز کی نفی مراد ہے کہ جس پر اہل جاہلیت
قائم تھے چنانچہ وہ گمان اور اعتقاد رکھتے تھے کہ
مرض اور آفت اپنی طبعی حالت سے تجاوز کرتے ہیں
نہ کہ اللہ تعالیٰ کی کارکردگی سے۔ (یہی حدیث کہ)
"مريض تندرست کے پاس نہ جائے" اس میں اس
چیز سے بچنے کی راہنمائی فرمائی ہے کہ جس سے بطور
عادت اللہ تعالیٰ کے فضل اور قضا و قدر سے
ضرر حاصل ہوتا ہے۔ امام نووی نے فرمایا
یہ وہی ہے جس کو ہم نے بیان کیا ہے (یعنی)
دو حدیثوں کی صحیح اور ان دونوں کو جمع کرنا یہی وہ
راہ صواب ہے کہ جس پر جمہور علماء قائم ہیں اور اسکی
طرف رجوع کرنا متعین ہے اھ لہذا جمہور علماء کی

العلماء وجوب الجمع وتصحيح الحديثين
 لا خصوص هذا الجمع وربما يشير
 إليه أنه بعد ذكر هذا الجمع لم يقل
 انت هذا الذي ذكرناه هو الصواب
 الذي عليه الجمهور بل فسر المذکور
 بقوله من تصحيح الحديثين والجمع
 بينهما ولو اراء خصوص الجمع لم تكن
 حاجة الى التفسير اصلا لكون الاشارة
 متصلة بذلك الجمع من دون
 فصل فضلا عن يفسره بالاعم
 وحيث يكتفون قوله هذا احترازا
 عن الوجهين الاولين الذين
 قد مناهما انت احد الحديثين غير ثابت
 لو منسوخ فيكون مثل ما نقل هو فيما
 بعد عن الامام القاضى عياض
 انه قال وقد ذهب عمر رضى الله تعالى
 عنه وغيره من السلف الى الاكل
 معه وراوا انت الامر باجتنبه منسوخ
 والصحيح الذى قاله الاكثر
 ويتعين المصير اليه انه
 لا نسخ بل يجب الجمع
 بين الحديثين وحمل الامر
 باجتنبه والفرار منه
 على الاستحباب والاحتياط
 لا للوجوب واما الاصل

طرف دو چیزیں منسوب ہیں ایک وجوب جمع اور دوسری
 چیز دو حدیثوں کی تصحیح نہ کہ اس جمع کا خصوص کبھی اسکی
 طرف اشارہ یہ چیز کرتی ہے کہ اس جمع کے ذکر کرنے کے
 بعد یہ نہیں فرمایا کہ جس کو ہم نے ذکر کیا ہے وہی صواب
 ہے کہ جس پر جمهور اہل علم قائم ہیں بلکہ مذکور کی اپنے
 قول "دو حدیثوں کی تصحیح اور انہیں جمع کرنے سے تفسیر
 فرمائی۔ لہذا اگر خصوص جمع کا ارادہ کرتے تو اس تفسیر
 کی بالکل ضرورت اور حاجت نہ تھی اس لئے کہ
 اشارہ اس جمع سے پیوستہ یا وابستہ تھا نہ کہ الگ
 جدا، چر جائیکہ اس اعم سے اس کی تفسیر کرتے پھر
 اس صورت میں موصوف کا قول "ہذا" پہلی
 دو وجوہات سے جن کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں احتراز
 ہے، ایک یہ کہ دونوں حدیثوں میں سے ایک ثابت
 نہیں یا وہ منسوخ ہے پھر یہ کلام اسی جیسا ہو گا
 کہ جس کو اس کے بعد امام قاضی عیاض سے
 نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا حضرت عمر فاروق
 رضى الله تعالى عنه اور دوسرے اسلاف مریض کے
 ساتھ کھانا کھانے کے جواز کی طرف گئے ہیں اور
 اس سے مراد یہ ہے کہ "امر باجتنب" (ان سے الگ رہنے کا حکم) منسوخ ہے پس
 صحیح وہی ہے جو اکثر اہل علم نے فرمایا لہذا اس
 کی طرف رجوع متعین ہے کہ یہاں کوئی نسخ نہیں
 بلکہ دو حدیثوں کو جمع کرنا واجب (ضروری) ہے
 لہذا ان سے الگ اور کنارہ کش رہنے کا امر اور
 ان سے بھاگنے کا حکم استجبائی اور احتیاطی ہے

معه ففعله لبيان الجوانب له، واذن
يكون قوله قالوا وطريق الجمع
على ما هو المتعارف بين العلماء
من نقل اقوال جمع، بلفظة
قالوا الا ان مرجعه جمهور العلماء
كيلا يخالف نقل الاكثرين
عن الاكثرين منهم التوريشي والقاري
انفسهما والله تعالى اعلم، ثم من
الحجة لنا عليهم، اولاً ظاهراً لاحاديث
المتواترة كما اعترفوا به ولا معدل
عن ظاهراً لا بدليل واين الدليل
وثانياً ما قد مناع عن الامام
الطحاوي ان لو كانت ذلك
من اسباب الهلاك العادية لم يفعله
النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
ولا الخلفاء الراشدون ولا امر بالاكل
معهم تواضعاً وایماناً فان مجانبته
حينئذ مأمورية شرعاً لقوله
تعالى ولا تقتلوا انفسكم
وقوله تعالى ولا تلتقوا
بايديكم الى التهلكة
وكانت كالجدار المائل

وجوبی نہیں۔ رہا یہ کہ ان کے ساتھ کھانا پینا، تو
ایسا کرنا بیانِ جواز کے لئے ہے اور پھر تو موصوف
کا قول قالوا وطريق الجمع الخ اس پر مبنی ہے
کہ جو علماء کے درمیان متعارف ہے کہ وہ ایک جگہ کے
اقوال کو لفظ قالوا سے نقل کرتے ہیں ہاں مگر اس کا
مرجع جمهور علماء ہیں تاکہ اکثر کی نقل اکثر کے
مخالف نہ ہو، ان میں خود توریشی اور علی قاری
شامل ہیں اور اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن کو خوب
جاننا ہے۔ پھر ہماری دلیل ان کے خلاف متعدد
وجہ سے ہے اول متواتر حدیثوں کے ظاہر
کی دلالت، جیسا کہ خود محققین کو اس بات کا
اعتراف ہے اور ظاہر ہے بغیر دلیل عدول نہیں
ہو سکتا اور یہاں دلیل کہاں، دوم ہم امام طحاوی
کے حوالہ سے پہلے نقل کر چکے ہیں اگر وہ اختلاط
مرض ہلاکت عادیہ کے اسباب میں سے ہوتا تو
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین
ہرگز ایسا نہ کرتے (اقدام اختلاط) اور نہ ان کے
ساتھ (یعنی مریضوں کے ساتھ) بر بنائے تواضع
اور ایمان کھانے پینے کا حکم فرماتے کیونکہ پھر تو
ان سے علیحدگی اور کنارہ کشی شرعاً مأمور ہے
اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے اپنے آپ
کو ہلاکت میں مبتلا نہ کرنا یا اپنے آپ کو

والسفينۃ المكسورة وقد اعترف
 به هؤلاء المبتدون للعبد
 كما استقنع أقول وليس من
 التوكل المعاصرة مع الاسباب
 والهجوم على ما جرت العادة
 بافضائه الى الباب ولا يحل
 لاحداث يلقى نفسه من فوق
 جبل توكل على ربه عز وجل
 وايقانا انه لا يضره ان له يشاء
 وقد حكى ان الشيطان سال ذلك
 سيدنا عيسى كلمة الله على نبينا
 الكريم وعليه الصلوة
 والتسليم فقال لا اختبر
 ربى وتصواب ما نفعه ركوب
 البحر عند هيجانه وبه
 ظهر الجواب عن حمل
 مثبتب العدو عن حديث
 كل ثقة بالله وامثاله
 على التوكل ومتاركة
 الاسباب وقد ذكر من
 فعل الصديق الاكبر
 والفاروق الاعظم ومباغتهما
 في ذلك ما يوشدك انه
 نصر في ما ذهبوا
 اليه ولنذكر ههنا

مت قتل کرو اور یہ مگرنے والی دیوار اور ٹوٹی ہوئی
 کشتی کی طرح ہوگا، اور اثبات تعدیہ کرنے والے
 حضرات بھی اس کے قائل اور معترف ہیں جیسا کہ
 عنقریب آپ آگاہ اور واقف ہو جائیں گے
 اقول (میں کہتا ہوں) یہ توکل نہیں کہ اسباب کے
 ساتھ معارضہ (مقابلہ) کیا جائے۔ اور جو چیز تباہی
 ہلاکت تک لے جائے بے سوچے اس میں پڑ جانا
 ہرگز جائز نہیں، نیز کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ
 اپنے آپ کو پہاڑ کے اوپر سے گرائے، اللہ تعالیٰ
 پر توکل کا نام لیتے ہوئے اور اس یقین و بھروسے
 کے ساتھ کہ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو کوئی چیز
 نقصان نہیں دے سکتی ایسا کرنا جائز نہیں چنانچہ
 حکایت بیان کی گئی ہے کہ سیدنا حضرت علیؑ
 کلمہ اللہ علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام سے یہی
 سوال شیطان نے کیا تھا تو آپ نے جواب
 میں فرمایا کہ میں اپنے پروردگار کا امتحان نہیں کرتا
 اور اسے نہیں آزماتا۔ اہل علم نے صراحت فرمائی
 کہ سمندر میں جوش اور طوفان آنے کے وقت بحری سفر
 نہ کیا جائے، اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ قائلین
 بالتعویذ حدیث کل ثقة باللہ اور اس جیسی دوسری
 حدیثوں کو عمل توکل اور ترک اسباب پر محمول کرتے
 ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور
 حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل
 سے یہ بیان کیا گیا اور اس باب میں ان دونوں کے
 مبالغہ کرنے میں تمھارے لئے ایسی راہنمائی ہے

کلام العلامة علی القاری
 علیہ رحمۃ الباری فانہ
 جمع ما اقف بہ المثبتون و مراد و
 تذکر فی خلاصہ ما فتح اللہ تعالیٰ
 علینا من وجوہ اختلافہ
 قال رحمہ اللہ تعالیٰ قد اختلف
 العلماء فی التاویل فمنہم
 من یقول المراد منہ نفی
 ذلک وابطالہ علی ما یدل
 علیہ ظاہر الحدیث و ہم
 الاکثرون ومنہم من
 یروی انہ لم یرد ابطالہا
 فقد قال صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم فر من المجذوم
 فرارک من الاسد اقول ارادة
 الابطال هو ان ظاہر کما
 اقربہ و ما ذکر لا یمصلح
 صار قالہ لما علمت من
 وجوہ التاویل، قال
 وقال صلی اللہ تعالیٰ

جو ان لوگوں کے مذہب کے رد کرنے کے لئے
 (واضح) نص ہے۔ ہمیں یہاں ملا علی قاری رحمۃ
 اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام ذکر کرنا چاہئے کیونکہ اہل اثبات
 جو کچھ لائے ہیں اس سب کو جمع اضافہ انہوں نے
 یکجا کیا ہے اور ان کی غلط پذیر و جہات کے بارے
 میں جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر منکشف فرمائیں اس
 دوران ہم ان کا بھی ذکر کریں گے۔ چنانچہ ملا علی
 قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا اہل علم کا
 اس مسئلہ کی تاویل میں اختلاف ہے ان میں بعض
 وہ ہیں جو فرماتے ہیں اس سے نفی اور اس کا ابطال
 مراد ہے اس بنا پر کہ ظاہر حدیث اس پر دلالت
 کرتی ہے اور وہ اہل علم اکثر یعنی (کثیر تعداد میں
 ہیں اور کچھ دوسرے وہ ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ بطلان
 (تعدید) مراد نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم نے ارشاد فرمایا "جذامی سے ایسے بھبھگو
 جیسے شیر سے بھاگتے ہو" اقول (میں کہتا
 ہوں) ارادہ ابطال ہی ظاہر ہے جیسا کہ خود
 موصوف نے اس کا اقرار کیا اور جو کچھ (اس کے
 خلاف) ذکر کیا گیا وہ اس کے لئے دافع نہیں
 جیسا کہ وجوہ تاویل سے نہیں معلوم ہو گیا، علامہ موصوف

یہ سب تورپشتی کا کلام ہے ماسوائے اس چیز
 کے جو شرح المنحہ سے زائد کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

عہ ہذا کلمہ کلام التورپشتی سوی
 ما زاد من شرح المنحہ ۱۲ منہ۔

لہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب النعال والطیرۃ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۳۴۳/۸

عليه وسلم لا يوردن ذوا عاهة على
مصحة اقول هذا الضعف وابعده
بعد ما روينا عن المؤطاة انه صلى
الله تعالى عليه وسلم لما نفى
العدوى ونهى عن ايراد
المريض قالوا وما ذاك قال
وانما اراد بذلك نفى ما كان
يعتقده اصحاب الطبيعة فانهم
كانوا يرون العلل المعدية
موثورة لا محالة فاعلمهم ان
ليس الامر على ما يتوهمون
بل هو معلق بالمشية ان شاء
كان وان لم يشاء لم يكن
اقول كل شئ كذلك وجميع
الاسباب متساوية الاقدام في
ذلك ولم يات الشرع بنفي الاسباب
بل اثبتها وارشد الى نفى
تأثيرها واعتقاد اصحاب الطبيعة
في العين ليس بادون من
اعتقادهم في العدوى ثم
لم يات الشرع بنفيها بل قال العين
حق قال ويشير الى هذا المعنى
قوله صلى الله تعالى عليه وسلم فمن اعدى الاول

نے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا آفت و مصیبت والے کسی تندرست کے پاس
نہ جائیں۔ اقول (میں کہتا ہوں) یہ زیادہ ضعیف
اور زیادہ بعید ہے بعد اس کے کہ ہم نے موطا کے حوالے
سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے جب تعدیر مرض کی نفی فرمائی اور لوگوں کو
مرضی کے پاس جانے سے منع فرمایا تو لوگوں نے استفسار
کیا کہ یہ کیوں۔

موصوف نے فرمایا کہ اس سے آپ کا ارادہ نفی کرنے
کا تھا جس کا ارباب طبیعت اعتقاد رکھتے ہیں کیونکہ
وہ بلاشبہ علل متعدیہ کو موثر سمجھتے تھے اس لئے آپ نے
ان لوگوں کو اس بات پر آگاہ فرمایا کہ وہ معاملہ جس کا
انہیں وہم ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے معلق ہے
اگر وہ چاہے تو مرض لاحق ہوگا نہ چاہے تو نہیں ہوگا
اقول (میں کہتا ہوں) ہر شے اسی طرح ہے اور
تمام اسباب اس میں مساوی اقدام ہیں اور شریعت
نے اسباب کی نفی نہیں کی بلکہ انہیں ثابت کیا ہے
اور ان کی نفی تاثیر کی راہنمائی فرمائی ہے اور نظر میں
اصحاب طبیعت کا اعتقاد اس سے کم نہیں
جتنا تعدیر مرض میں ہے۔ اور شریعت نے اس
کی نفی بھی نہیں فرمائی بلکہ فرمایا: نظر حق ہے۔ علامہ
موصوف نے فرمایا اور اسی معنی کی طرف حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد فمن اعدى الاول

یعنی پہلے آدمی تک کس سے مرض پہنچا یعنی اگر تم یہ
 سمجھتے ہو کہ اس میں سبب مرض تعدیہ ہے تو پہلے
 مریض تک کیسے تعدیہ ہوا، اقول
 اولاً (میں اولاً کہتا ہوں) دونوں میں فرق ظاہر اور
 واضح ہے وہ یہ کہ تعدیہ میں علل کے موثر ہونے کا
 اعتقاد رکھیں اور صرف تعدیہ ہی کو موثر سمجھیں
 پس ان سے پہلی شئی ثابت ہے نہ کہ دوسری۔ اسی
 کی مثل علامہ مناوی سے تیسیر میں مذکور ہوا ہے،
 چنانچہ انھوں نے فرمایا کہ یہ مسکت جوابات میں ہے
 اس لئے کہ اگر امراض میں ایک دوسرے سے کشیدہ ہو
 تو پھر پہلے مریض کا مرض مفقود ہو جانا چاہئے اس لئے
 کہ اس کے لئے کوئی جالب نہیں اھ تم جانتے ہو کہ
 یہ قطعاً لازم نہیں آتا جب تک وہ سلب جلیب کے علاوہ
 کسی سبب کا قول نہ کریں حالانکہ ان کا یہ خیال (زعم)
 نہیں اور نہ ان کے زعم سے یہ لازم آتا ہے لہذا صحیح
 راجح قول وہی ہے جو میں نے پہلے بیان کر دیا ہے
 اور امام طحاوی اسی طرف مائل ہیں جیسا کہ آپ جانتے
 ہیں امام عینی نے شرح بخاری میں مسئلہ کی زبان میں
 ذکر کیا ہے، چنانچہ فرمایا یعنی پہلے اونٹ کو کس طرح
 نمارش ہوئی، اگر تم کہو کہ دوسرے اونٹ سے،
 تو تسلسل لازم آئے گا، اگر تم کہو کہ کسی دوسرے
 سبب سے مرض منتقل ہوا تو اس کا بیان تمہارے

ای ان کنتم تقولون ان السبب في ذلك
 العدوى لا غير فمن اعدى الاول ،
 اقول اولاً بون بيت بين
 ان يعتقدوا العلة موثرة في
 العدوى وان يعتقدوا
 العدوى هي الموشرة
 وحدها والثابت عنهم ذلك لا هذا وقد وقع
 مثل هذا للمناوي في التيسير
 فقال هو من الاجوبة المسكتة اذ لو
 جلبت الادواء بعضها بعضا لزم فقد
 الداء الاول لفقد الجالب له
 وان تعلم انه غير لازم اصلاً ما لم
 يقولوا بالسبب عند سلب الجلب
 وليس هذا شرعهم ولا لازم
 شرعهم والرجيح الفصيح في
 تفسير الحديث ما قدمت واليه
 جرح الامام الطحاوي كما
 علمت ذكره بلسان المتكلم الامام
 العيني في شرح البخاري فقال
 اي من اجرب البعير الاول يعني
 ممن سعى اليه المجرب فان
 قلت من بعير اخر يلزم التسلسل

وان قلت بسبب آخر فعليك بيان
وان قلت ان الذي فعله في الاول
هو الذي فعله في الثاني ثبت
المدعى وهو ان الذي فعل
في الجميع ذلك هو الله الخالق
القادر على كل شئ وهذا جواب
من النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في
غاية البلاغة والرشاقة انا قول كل كلامه
صلى الله تعالى عليه وسلم كذلك كيف
وقد اوتي جوامع الكلم ولا حاجة في
تفسير الى ما ذكرتم من الشق الثاني
فانه اذا اعترف انه ليس بالعدوى
بل بسبب آخر فقد انقطع لبس ان
للمرض سببا اخر فليكن الثاني ايضا
بذلك السبب فلم تثبت العدوى
لعدم الدليل على الدعوى
واقول ثانيا على كل
فاع اشاراة في من
اعدى الاول الى اثبات
العدوى عادة لا تأثيرا
قال وبين بقوله فر من
المجذوم وبقوله لا يسودن
ذو عاهة على مصم ان

قمتے ہے، اگر تم یہ کہو کہ جس نے پہلے کہ مرض لگایا
اسی نے دوسرے کو بھی مرض میں مبتلا کیا، تو پھر اس
صورت میں ہمارا دعویٰ ثابت ہوگا۔ اور وہ یہ ہے
کہ جو سبب میں یہ کچھ کرتا ہے وہی اللہ تعالیٰ ہے
جو خالق ہے ہر چیز پر قادر ہے۔ حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ جواب انتہائی درجہ
بلوغ اور خوب صورت انداز میں سنا گیا اور
اقول (میں کہتا ہوں) حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کا ہر کلام اسی طرح فصیح و بلیغ
اور جامع ہے اور یہ کیونکر نہ ہو جبکہ آپ کو جوامع الکلم
یعنی جامع کلمات سے نوازا گیا۔ اور تفسیر
میں تمھاری بیان کردہ دوسری شق کی کوئی ضرورت
اور حاجت نہیں کیونکہ جب اعتراف ہو گیا کہ
یہ اثر عدوی اسے نہیں بلکہ کسی دوسرے سبب
سے ہے تو پھر بات ہی ختم ہو گئی اس ثبوت کی
وجہ سے کہ مرض کا کوئی دوسرا سبب ہے تو
پھر ہو سکتا ہے کہ دوسرے مریض کو بھی اسی
سبب سے مرض لاحق ہو گیا ہو، نتیجہ یہ کہ اس
صورت میں تعدیہ مرض (مجذومی) ثابت نہ ہوا
کیونکہ اس دعویٰ پر کوئی دلیل موجود نہیں۔
واقول ثانیاً (اور میں ثانیاً کہتا ہوں کہ)
ہر تقدیر پر متن اعدی الاول میں کونسا اشارہ ہے
تعدیہ بطور تاثیر تو ثابت نہیں ہاں البتہ بطور

مداناة ذلك سبب العلة فليستقه
 اتقاء من المجدار المائل
 والسفينة المعيوطة اقول
 فاذا كانت يجب التباعد
 عنه على الخواص والعوام
 وينافيه ما ثبت من فعله
 صلى الله تعالى عليه وسلم
 وفعل الخلفاء الراشدين
 وحديث كل مع صاحب
 البلاء قال وقد رد الفرقة
 الاولى على الثانية في
 استدلالهم بالحديثين
 ان النهي فيهما التاجاء
 شفا على مباشرة احد
 الامرين فتصيبه علة في
 نفسه او عاهة في ابله
 فيعتقد ان العدو حق
 قلت وقد اختاره العسقلاني
 في شرح النخبة ولسطنا
 الكلام معه في شرح الشرح
 ومجمله انه يرد عليه
 اجتنابه عليه المصلحة
 والسلام عن المجذوم

عادت ثابت ہے علامہ موصوف نے فرمایا حضور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد "جذامی سے دُور بھاگو"
 اور اپنے ارشاد "مصبیت بیماری والے کسی صحتمند
 تندرست آدمی کے پاس نہ جائیں" میں بیان فرمایا
 کہ اس کا قُرب سبب مرض ہے لہذا اس سے
 اس طرح بچے جیسے گرنے والی دیوار اور ٹوٹی پھوٹی
 کشتی سے بچتا ہے اقول (میں کہتا ہوں کہ)
 پھر تو اس سے عوام و خواص سب کو دُور رہنا چاہیے
 حالانکہ یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے
 راشدین کے فعل کے منافی اور خلاف ہے اور حدیث
 کل مع صاحب البلاء (صاحب مصیبت کے ساتھ
 کھانا کھاؤ) کے خلاف ہے۔ علامہ موصوف نے
 فرمایا پہلے فرقہ نے دوسرے فرقہ پر دو حدیثوں کے
 حوالے سے ان کے استدلال کو مٹنے پر زور دیا ہے کہ
 دونوں میں نہی اس شفقت پر مبنی ہے کہ کہیں دو
 باتوں میں سے ایک سے مباشرت ہو جائے
 کہ وہ خود بیمار ہو جائے یا اس کے اونٹوں پر
 کوئی آفت آجائے پھر اس کا یہ اعتقاد ہو جائے
 کہ تعدیہ مرض حق ہے چنانچہ ابن حجر عسقلانی نے
 اسے شرح النخبة میں اختیار کیا ہے اور ہم نے
 شرح الشرح میں پوری تفصیل سے اس بارے
 میں کلام کیا ہے۔ اس کا محل بیان یہ ہے کہ ان پر یہ
 اشکال وارد ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ

عند ارادة المبايعۃ اقول قد مرفیه
من الوجوه ما يكفى و يشفى
ولا يثبت معها اجتنابه صلى الله
تعالى وسلم عنه بالمعنى الذى
مرقم على انه صلى الله تعالى عليه
وسلم بما كان يتنزل من مرتبته
ليست به قال مع ان منصب
النبوة بعيد من ان يورد لحسم
مادة ظن العدو كلاما يكون
مادة لظنها ايضا فان
الامر بالتجنب اظهر في
فتح مادة ظن ان
العدوى لها تأثير
بالطبع اقول اولا قد قد منا
في تقرير كلام النفاة
السراة ما يرشدك الى
الجواب الم تراث
النبى صلى الله تعالى
عليه وسلم قد نفى
العدوى جهارا و اعلن
به سرا و قطع عرقه بقوله
فمن اعدى الاول وقوله فمن اجرب
الاول وقوله ذلكم القدر

عليه وآله وسلم نے اس جذامی سے ارادہ بیعت کے
وقت اجتناب فرمایا اقول (میں کہتا ہوں) اس
میں اتنی وجوہات بیان ہوتیں کہ جو کافی و شافی ہیں
لہذا ان کی موجودگی میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
آلہ وسلم کا اس جذامی سے اجتناب اس معنی میں
ثابت نہیں جو تحریر کیا گیا، علاوہ ان اس یہ بات ملحوظ
رہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کبھی اپنے مقام
رفیع سے تنزل فرما کر کوئی ایسا رویہ بھی اختیار
فرماتے ہیں کہ اس سے آپ کی سنت قائم ہو اور
اس کی اقتدار کی جائے۔ علامہ موصوف نے فرمایا
اس کے باوجود منصب نبوت سے بعید ہے کہ وہ
ظن عدوی کے مادہ کو قطع کرنے کے لئے ایسا کلام
فرمائیں جو خود ظن عدوی کے لئے مادہ بن جائے
کیونکہ عدوی سے بچنے کا حکم دینا خود مادہ ظن کے
انکشاف کو زیادہ کرتا ہے کہ عدوی کے لئے طبعی تاثیر
ہے اقول (میں کہتا ہوں) اولا بیشک ہم نے
نفی کوئی الے افتخار کوئی الے اکابرین کی تقریر کلام
میں جو کچھ بیان کیا ہے وہ تمھارے لئے جواب کی
راہنمائی اور نشان دہی کرتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نفی عدوی
برسر عام (کھلم کھلا) فرمائی اور متعدد بار اس کا اعلان
فرمایا اور اپنے ان ارشادات سے اعدی الاول
فمن اجوب الاول، ذلکم القدر (یعنی پہلے

۲۷۳ ۲۸۸

جلد ۲۴

وقد بلغه تبليغا واضحا معروفا
عند الكل حتى تواتر عنه صلى
الله تعالى عليه وسلم وشاع
وذاع وملا الاسماع والبقاع
فأتى مشار لهذا الظن بعد
كل هذا الشدد الشن بیدانه
اذ قد انريدت هذه الوسوسة
من قلوب المؤمنين بقيت
خشية انهم لا انتفاء هذا
التوهم يخالطون المبتلين
ولا يتحامونهم وفيهم ضعفاء
اليقين بل هم الاكثرون
والشيطان يجرى من
الانسان مجرى الدم وكان
امر الله قدرا مقدورا فان اصاب
احدا شئ يلقى العدو في
قلبه ان هذا للعدوى فيفسد
هذا بدینه اشد مما كان
يفسر لو لم يعلم ان النبي
صلى الله تعالى عليه وسلم
قد نفاها فحملته رحمته
صلى الله تعالى عليه وسلم
من رؤوف بالمؤمنين رحيم
ان نهاهم عن المخالطة
اذ بدو نهائ حدث

میں کیسے تعدیہ مرض ہوا، پہلے کو کس نے خارش
لگائی، یہ تعدیر کی باتیں ہیں) اس کی جڑ کاٹ دی
اور اس کی ایسی تبلیغ فرمائی جو سب کے ہاں مشہور و
معروف ہے یہاں تک کہ یہ مسئلہ حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تواتر (تسلسل) کی حد تک
پہنچ گیا ہے اور لوگوں میں پھیلا اور شائع ہوا اس
کی خوب اور بار بار سماعت ہوتی پھر اس شدت بندش
کے بعد اس گمان کے لئے کون سی گنجائش باقی
رہ جاتی ہے بغیر اس کے کہ جب اہل ایمان کے دلوں
سے اس وسوسے کا ازالہ کر دیا گیا تو یہ نہ شرہ باقی
رہ گیا کہ وہ اس انتفا سے وہم کے باعث مصیبت زد
لوگوں سے اختلاط (میل جول) رکھنے لگیں گے اور ان
سے احتراز نہ کریں گے حالانکہ ان میں ضعیف الاعتقاد
لوگ کثرت سے ہیں (اور حال یہ ہے) شیطان انسانی
جسم میں خون کی طرح چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم
ہو کر رہتا ہے لہذا اگر کسی کو کوئی مصیبت پہنچ گئی
تو یہ دشمن (شیطان) اس کے دل میں یہ وسوسہ
ڈالے گا کہ یہ سب کچھ متعدی اثرات کا نتیجہ ہے یعنی
تعدیہ مرض اس کا سبب بنا تو یہ شخص اپنے دین سے
زیادہ دُور ہو جائیگا نسبت مصیبت زدہ سے
دُور ہونے کے۔ اگر اسے یہ علم نہ ہو کہ حضور اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عدوی کی نفی
فرمائی ہے، اس لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم جو مومنوں کے لئے رؤف اور رحیم ہیں
کی رحمت اس سبب سے ہوتی کہ لوگوں کو مریضوں

شئ والعیاذ باللہ تعالیٰ لایحدث فساد اعتقاد و اذا كانت الامسرف هذا الباب كما وصفنا لك فهل كانت لسد هذا الباب طريق غیر هذا الطريق الا نيق البدي سلكه الحكيم الرحيم صلى الله تعالى عليه وسلم و اذا كان الامر بالتجنب عندكم شققا على ابدانهم فما لكم لا تجيزونه شققا على ايمانهم فعليك بالانصاف ثانياً يا سمحنت الله من اين جاء ظن التاثير بالطبع اليس قد نهى الشارع عن اقتحام اسباب الهلاك و اسرع صلى الله تعالى عليه وسلم حيث مر بهداف مائل فهل فيه فتح باب ظن انها تؤشربذاتها قال وعلى كل تقدير فلا دلالة اصلا على نفى العدوى مبنياً والله تعالى اعلم اقول اولاً ان لم يدل نفى الجنس والنكوة الداخلة في خير النفي على عموم النفي فماذا يدل بل لا دلالة على تخصيص النفي بكونها بالطبع، والله تعالى اعلم وثانياً لم يظهر لي

کے ساتھ اختلاط سے منع فرمایا کیونکہ اگر کوئی عادت ہو گیا تو فساد اعتقاد نہ ہوا اور جب اس باب میں معاملہ یہ ہے جیسا کہ ہم نے تمہارے لئے بیان کر دیا تو اس باب کو بند کرنے کے لئے کوئی اور پسندیدہ اور خوبصورت طریقہ ہے جو حکیم و رحیم نے وضع فرما کر لوگوں کے لئے پیش کیا ہو۔ جب تمہارے نزدیک الگ رہنے کا حکم شفقت علی الاجسام کی بدولت ہے تو پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ لوگوں کے ایمان پر رحم کھاتے ہوئے اسے کیوں جائز نہیں قرار دیتے ہو، پس انصاف تمہارے ہاتھ ہے۔ ثانياً اے اللہ پاک تاثير طبعی کا گمان کہاں سے آگیا۔ کیا شارع نے اسباب پاکت میں گھسنے سے منع نہیں فرمایا، خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک گرنے والی دیوار کے پاس سے جلدی گزرے تو کیا اس میں باب ظن کھلتا ہے کہ تعدیر مرض بالذات موثر ہوتا ہے۔ علامہ موصوف نے فرمایا بہر تقدیر عدوی کے سبب ہونے کی نفی پر اصلاً کوئی دلالت نہیں اور اللہ تعالیٰ بخوبی سب کچھ جانتا ہے۔ اقول (میں کہتا ہوں) اولاً اگر نفی جنس اور نکرہ جو محل نفی میں داخل ہے (اگر یہ دونوں) عموم نفی پر دلالت نہ کریں تو پھر عموم نفی پر کون سی چیز دلالت کرے گی، بلکہ عدوی طبعی کی نفی کی تخصیص پر کوئی دلالت نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔ وثانياً علامہ موصوف کے اس قول

معنی قوله علی کل تقدیر
 فان علی تقدیر تعمیم النفی الدلالة علیه فی
 غایة الظهور، فلیستأمل قال قال
 الشیخ التورپشتی داری القول الشافی
 اولی التأویلین لما فیہ من التوفیق
 بین الاحادیث الواردة فیہ
 اقول اولاً التوفیق حاصل علی
 القول الاول ایضا کما بدینا ولعلہ
 لهذا عدل الطیبی عن هذا
 التعلیل الخ قوله ارع القول
 الشافی اولی لما فیہ من التوفیق
 بین الاحادیث والاصول الطبیة التي
 وراد الشرع باعتبارها علی وجه
 لا یناقض اصول التوحید ^{اھ}،
 اقول لاحاجة بنا الخ
 تطبیق الشرع باصول الطب
 الفلسفی بل تؤمن بالشرع
 ونجری نصوصه علی ظواہرہا
 فان وافقها الطب وغیرہ
 فذاك والامر میت المخالف
 بالحبدا امر کاشنا ما کانت
 والحمد لله رب العلمین

”علی کل تقدیر“ کے معنی مجھ پر ظاہر اور واضح
 نہیں ہوئے، کیونکہ تعمیم نفی کی تقدیر پر تو اس معنی
 میں بہت واضح اور علی دلالت موجود ہے پس غور کرو
 موصوف نے فرمایا شیخ تورپشتی نے کہا میں دوسرے
 قول کو دو تاویلوں میں سے زیادہ بہتر خیال
 کرتا ہوں کیونکہ اس کو اختیار کرنے سے احادیث
 واردہ فی الباب میں موافقت اور مطابقت ہو جاتی
 ہے اقول اولاً (میں اولاً کہتا ہوں کہ)
 قول اول پر بھی دونوں میں موافقت موجود ہے
 جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے شاید اسی وجہ سے
 علامہ طیبی نے اس تعلیل سے اس قول کی طرف
 عدول فرمایا کہ میں دوسرے قول کو زیادہ بہتر خیال
 کرتا ہوں کیونکہ اس میں احادیث واردہ اور قواعد
 طبیہ میں موافقت اور مطابقت ہو جاتی ہے
 کیونکہ علم طب کے اصول و قواعد کا شریعت نے
 ایسی وجہ پر اعتبار کیا ہے کہ وہ اصول توحید کے
 منافی اور خلاف نہ ہوں اھ اقول (میں
 کہتا ہوں) شریعت اور طب فلسفی کے اصول و
 قواعد میں ہمیں مطابقت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں
 بلکہ ہم شریعت پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے
 قصوص کو ظاہر پر جاری کرتے ہیں پس اگر طب
 وغیرہ شرعی اصولوں کی موافقت کرے تو ٹھیک ہے

واقول ثانيا بل التوفيق على القول
الاول اظهر وانما هرفان
منصب النبوة اجل من
ان يبالي في نفى امر حق
هذه المبالغة ولا يرشد الى
اثباته الا بما مر محتمل غير ميت
وثالثا بل حق التوفيق منحصر
فيما اختاره الجمهور لانه
ليس فيه صرون شئ من
الاحاديث عن الظاهر و
ارتكاب تخصيص من دون
ملجنى ظاهر قال ثم
لان القول الاول يقضى الى
تعطيل الاصول الطبية ولم يرد
الشرع بتعطيلها بل ورا د
باثباتها والعبرة بهما على
الوجه الذي ذكرناه اقول
لان سلم ان الشرع سلم الطب
بتفاصيلها والافاضل الثلاثة
التورپشتي والطبي والقاري
هم الناقلون كغيرهم
ان الاطباء يعتقدون الاعداء في
الطاعون والوباء فلو صدقهم الشرع

ور: مخالف چیز خواہ کوئی بھی ہو اسے پھینک دیں گے
اور تمام خوبیاں خدا کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا
پروردگار ہے اقول ثانيا (میں دوبارہ کہتا ہوں)
بلکہ قول اول پر موافقت و مطابقت زیادہ ظاہر اور
روشن ہے اس لئے کہ مقام نبوت اس سے کہیں
زیادہ عظیم و جلیل ہے کہ کسی امر حق کی نفی میں وہ اس
قدر مبالغہ آمیزی کرے جبکہ اس کے اثبات میں
صرف ایسے امر سے راہنمائی ہو سکتی ہو جو محکم غیر واضح
ہے۔ و ثالثا (تیسری بات) بلکہ حق توفیق اس
میں منحصر ہے کہ جس کو جمہور اہل علم نے اختیار فرمایا
کیونکہ اس میں احادیث کو اپنے ظاہری مفہوم سے
پھیرنا نہیں پڑتا اور اضطراب ظاہری کے بغیر اور کتاب
تخصیص نہیں کرنا پڑتا۔ علامہ موصوف نے فرمایا
اس لئے کہ قول اول اصول طبیہ کے معطل کر دینے
تک پہنچا دیتا ہے حالانکہ شریعت میں ان کا تعطل
وارد نہیں بلکہ ان کا اثبات وارد ہے ان کا
اعتبار اس طریقے پر ہو سکتا ہے جس کو ہم نے بیان
کر دیا ہے اقول (میں کہتا ہوں) ہم یہ نہیں
مانتے کہ شریعت نے علم طب کی تمام تفصیلات
کو تسلیم کیا ہے تین فضلاء تورپشتی طبی اور ملا علی
قاری تو دوسروں کی طرح ناقل ہیں کہ اطباء طاعون
اور وبا میں تعدیہ کا اعتقاد رکھتے ہیں اگر شریعت
اس بارے میں ان کی تصدیق کرتی تو پھر جہاں

فذلك لم يامر بالثبات وعدم
الخروج من حيث وقع لكونه
اذذاك القاء بالأيدي الى التهلكة
ولم يجعل الفار منه كالفار من
الزحف بل كانت كالفار من جدار
يريد ان ينقض مع ان هذا
الامر متواتر عنه صلى الله تعالى
عليه وسلم وقد وعد عليه
الاجر العظيم فعلم ان مزعومهم
هذا باطل عند الشرع وانما نهى
عن الدخول عليه كما امر
بالفرار من المجذوم لانه عسى
ان يدخل فيقبلي بالقدر
فيقول أعديت اذ يقول
لو لا الدخول لما ابتليت ومثل
"لو هذه تفتح عمل الشيطان
والعياذ بالله تعالى قال ويدل
على صحة ما ذكرنا قوله صلى الله
تعالى عليه وسلم قد يا عيناك
فارجع وقوله صلى الله تعالى عليه
وسلم كل ثقة بالله ولا سبيل الى
التوفيق بين هذين الحديثين
الا من هذا الوجه بين بالاول التوقي
من اسباب التلف وبالثاني
التوكل على الله جل جلاله

طاعون واقع ہو جائے وہاں لوگوں کو بٹھرنے اور
کہیں باہر نہ جانے کا حکم نہ دیتی کیونکہ پھر تو اپنے
پاتھوں ہلاکت میں پڑنا ہوتا، اور طاعون سے
بھاگنے والے کو جنگ سے بھاگنے والے کی
طرح قرار نہ دیتی بلکہ وہ گرنے والی دیوار کے پاس سے
بجلیت گزرنے کی طرح ہوتا باوجودیکہ یہ حکم آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر منقول ہے
اور اس پر اجماع عظیم کا وعدہ فرمایا گیا ہے پس معلوم
ہو کہ شریعت میں ان کا یہ خیال باطل ہے لہذا
جہاں طاعون پھوٹ پڑے وہاں اسی طرح جانا
منع ہے جس طرح جذامی کے پاس جانا ممنوع ہے
اور اس سے بھاگنے کا حکم ہے اس لئے کہ اگر
وہاں جانے کی صورت میں بقضاء و قدر مبتلائے
مصیبت ہو گیا تو کہنے لگے گا کہ مجھ پر تعدیہ مرض ہو گیا
یا یوں کہنے لگے گا کہ اگر وہاں نہ جاتا تو مبتلائے مرض
نہ ہوتا، اور یہ صرف "لو" شیطانی عمل کا دروازہ
کھولتا ہے، اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ علامہ مصوف
نے فرمایا اس کی صحت پر جو کچھ ہم نے بیان کیا
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد
دلالت کرتا ہے کہ لوٹ جاؤ ہم نے تمہیں (زبانی)
بیعت کر لیا ہے اور آپ کا یہ ارشاد "اللہ تعالیٰ پر
بھروسہ کرتے ہوئے" (میرے ساتھ) کھادو
پس ان دو حدیثوں میں موافقت کی اس طریقہ
کے سوا اور کوئی صورت نہیں (اور وہ یہ ہے کہ)
پہلی حدیث میں اسباب ہلاکت سے بچنے کی تلقین

فرمائی گئی اور دوسری میں اسباب کو چھوڑ کر محض اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کرنے کا طریقہ سکھایا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے جس کی بزرگی بہت بڑی ہے اور اس کے بغیر کوئی اور معبود برحق نہیں، اور وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک خصوصی حال ہے اہ یعنی تورپشتی کا کلام مکمل ہو گیا۔ ملا علی قاری نے فرمایا وہ ایک خوبصورت انتہائی تحقیقی کام جمع ہے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے اقول (میں کہتا ہوں) اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے تم نے تو کشادہ کو تنگ کر ڈالا اور اس میں رکاوٹ ڈال دی بلاشبہ ایسی جمع ظاہر اور واضح ہے جو صاف شفاف، روشن اور چمکدار ہے اور ہم نے پہلے ہی اس کی وجہ ترجیح بیان کر دی ہیں

ولاله غيره في متاركة الاسباب و
وهو حاله اه (اع) كلام التورپشتي
قال القارئ) هو جمع
حسن في غاية التحقيق
والله ولي التوفيق اقول
رحمك الله لقد حجرت
واسعا فقد بان وظهر
جمع صاف شاف لسمع
ونهر وقد منا وجوه
ترجيحه وما ذكر من
الجمع ففيه ما فيه
كما اسلفنا فان التوفيق من

عہ میرے پاس جو مراقہ کا نسخہ ہے اس میں بہار
اسی طرح درج ہے پس اس کی بنا پر حالہ کی
ضمیر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف لوٹی ہے
رہا تورپشتی کا کلام تو وہ اس کے قول متارکہ الاسباب
کے بعد اس طرح ہے — پس حدیث
اول سے اسباب کا استعمال ثابت ہوا اور وہ سنت
ہے جبکہ دوسری حدیث سے ترک اسباب کا ثبوت
ہوا اور وہ ایک حالت ہے اہ، پس لفظ حالہ
صرف "تا" تانیث کے ساتھ ہے نہ کہ "ضمیر
کے ساتھ ۱۲ منہ۔ (ت)

عہ کذا في نسختي السرقاة و
عليه فالضمير لرسول الله صلى
الله تعالى عليه وسلم
اما كلام التورپشتي فهكذا بعد
قوله متاركة الاسباب يثبت
بالاول التعرض للاسباب وهو
سنة و بالشاف ترك الاسباب
وهو حاله اه فالحالہ بـ
التانيث لا بهاء الضمير ۱۲ منہ۔

اسباب التلف واجب على الناس جميعا
لا يستثنى منه الخواص وليس
التوكل ترك الاسباب ولا مضادة
الحكمة ولا الاجتهاد عليها بل
اخراج الاسباب عن القلب
مع تعاطي النافع وتخاصي
الضار وقصر النظر على المسبب
جل وعلا قيدها وتوكل
على الله، ثم قال القاري
تحت قوله صلى الله تعالى عليه
وسلم وفرمت المجدوم وقد
تقدم ان هذا رخصة للضعفاء
وتركه جائز للاقوياء بناء على ان
الجذام من الامراض المعدية الم
اقول ارى كلمات النافين والمثبتين
جميعا مطبقة على ان الامر
بالتوقي لضعفاء اليقين وحديث
كل ثقة بالله وكل مع صاحب
البلاء واما لهما للكاملين
صرح به ايضا في
المقاصد الحسنة والتيسير
وغيرهما وهذا ايضا
من اول دليل على صحة

رہی وہ جمع جس کا یہاں ذکر کیا گیا تو اس میں وہ کچھ ہے
جو ہے جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا کیونکہ اسباب ہلاکت
ہے بخاسب لوگوں پر واجب ہے لہذا اس سے
خواص مستثنیٰ نہیں اور توکل ترک اسباب اور ان پر
جرات کرنا نہیں اور نہ وہ حکمت کے خلاف ہے بلکہ
اسباب کو دل سے نکال دینا اور فائدہ بخش چیز کو
لینا اور ضرر رساں امور سے بچنا اور نگاہ کو صرف
اللہ تعالیٰ جل وعلا (جو مسبب الاسباب ہے) پر
روک رکھنا اس کی قیود کو ملحوظ رکھنا توکل علی اللہ ہے
پھر ملا علی قاری نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی "مجدوم سے بھاگو" کے
ذیل میں فرمایا بلاشبہ پہلے گزر چکا ہے کہ یہ کمزوروں
کے لئے رخصت ہے جبکہ قوی حضرات کیلئے اس کا
چھوڑنا جائز ہے اس بنا پر کہ مرض جذام متعدی امراض
میں سے ہے انہی اقوال (میں کہتا ہوں) نفی
اور اثبات کرنے والوں کے کلمات اس پر متفق ہیں
کہ بچنے اور پرہیز کرنے کا حکم ضعیف الاعتقاد
لوگوں کے لئے ہے اور حدیث اللہ تعالیٰ پر اعتماد
و بھروسہ رکھتے ہوئے کھاؤ اور صاحب مصیبت
کے ساتھ کھاؤ پیو ان دو حدیثوں اور ان جیسی دیگر
حدیثوں کا بیان کاملین کے لئے ہے۔ چنانچہ
مقامہ حسنہ، تیسیر اور ان دو کے علاوہ دیگر کتب میں
اس بات کی تصریح کر دی گئی ہے اور یہ بھی نفی کرنے

قول النفاة فان الاسباب العادية يستوعب
فيها الاقوياء والضعفاء فلا يلتزم هذا على
قول المثبتين اما على قول النفاة واضح
انه لا عدوى حقيقة وانما الخشية ان
يتوهمها من ابتلى بقدر وهذا لا يخشى
منه على الذين امنوا وعلى سائرهم
يتوكلون جعلنا الله تعالى منهم بفضل
رحمته بهم امين !

والوں کے قول کی صحت پر پہلی دلیل ہے کیونکہ عادی
اسباب میں قوی اور ضعیف برابر اور مساوی ہوتے
ہیں لہذا اثبات کرنے والوں کے قول سے یہ موات
اور مطابقت نہیں رکھتا لیکن نفی کرنے والوں کے
قول سے مطابقت واضح ہے کیونکہ ان کے نزدیک
تو درحقیقت کسی مرض میں تعدیر ہے ہی نہیں ہاں
البتہ اس بات کا خطرہ و اندیشہ رکھتے ہیں کہ اگر
کوئی شخص تعدیر الہی کی بنا پر مرض میں مبتلا ہو جائے
جو سچے مومن اور اپنے پروردگار پر کامل یقین و بھروسہ
رکھتے ہیں تو ان سے اس قسم کا خوف اور خدشہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے جو ان پر ہے ہمیں بھی
نوازے اور ان لوگوں میں شامل فرمائے آمین ! (ت)

باجملہ مذہب معتد و صحیح و راجح و یصحیر سے کہ جذام، کھجلی، چھک، طاعون وغیرہ اصلاً کوئی بیماری ایک کی
دوسرے کو ہرگز ہرگز آڑ کر نہیں لگتی، یہ شخص اوہام بے اصل ہیں کوئی دہم پکائے جائے تو کبھی اصل بھی ہو جاتا
ہے کہ ارشاد ہوا ہے : انا عند ظن عبدی بئ (میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے پاس
ہوتا ہوں۔ ت) وہ اس دوسرے کی بیماری اُسے نہ لگی بلکہ خود اسی کی باطنی بیماری کہ وہم پروردہ تھی صورت
پکڑ کر ظاہر ہو گئی۔ فیض القیام میں ہے :

بل الوهم وحده من اكبر اسباب
الاصابة۔
بلکہ اکیلا وہم، اسباب رسائی میں سے سب سے
بڑا سبب ہے۔ (ت)

اس لئے اور نیز کراہت و اذیت و خود بینی و تحقیر مجذوم سے بچنے کے واسطے اور نیز اس دور اندیشی سے کہ مبادا
اسے کچھ پیدا ہو اور ابلیس لعین و سوسہ ڈالے کہ دیکھ بیماری آڑ کر لگ گئی اور اب معاذ اللہ اُس امر کی حقانیت
اس کے خطرہ میں گزرے گی جسے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باطل فرما چکے یہ اُس مرض سے بھی بدتر مرض
ہو گا ان وجہ سے شرع حکیم و رحیم نے ضعیف الیقین لوگوں کو حکم استجابی دیا ہے کہ اُس سے دور رہیں

اور کامل الایمان بندگان خدا کے لئے کچھ عرج نہیں کہ وہ ان سب مفاسد سے پاک ہیں۔ خوب سمجھ لیا جائے کہ دور ہونے کا حکم ان حکمتوں کی وجہ سے ہے نہ یہ کہ معاذ اللہ بیماری اڑ کر لگ جائے گی، اسے تو اللہ و رسول رُو فرما چکے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اقول (میں کہتا ہوں) پھر از انجا کہ یہ حکم ایک احتیاطی استنباطی ہے واجب نہیں، کما قد مناعن النووی عن القاضی عن جمہور العلماء (جیسا کہ امام نووی بواسطہ قاضی عیاض ہم جمہور علماء کا قول پہلے بیان کر آئے ہیں۔ ت) ہرگز کسی واجب شرعی کا معارضہ نہ کرے گا مثلاً معاذ اللہ جسے یہ عارضہ ہو اس کے اولاد و اقارب و زوجہ سب اس احتیاط کے باعث اس سے دُور بھاگیں اور اسے تنہا و ضائع چھوڑ دیں یہ ہرگز حلال نہیں بلکہ زوجہ ہرگز اسے ہمبستری سے بھی منع نہیں کر سکتی، ولہذا ہمارے شیخین مذہب امام اعظم و امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک جذام شوہر سے عورت کو در خواست فرستے نکاح کا اختیار نہیں اور خدا ترس بندے تو ہر بیگیس بے یار کی اعانت اپنے ذمہ پر لازم سمجھتے ہیں۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 اللہ اللہ فی من لیس لہ الا اللہ۔ رواہ ابن عدی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ۔ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسے روایت کیا ہے بت)

لا جرم امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں،

اما الشافی (ای قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فر من المجذوم) (لیکن دوسری حدیث یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ”مجذوم سے بھاگو“) تو اس کا ظاہر مراد نہیں، یعنی علماء کا اتفاق ہے کہ مجذوم کے پاس اٹھنا بیٹھنا مباح ہے اور اس کی خدمت گزاری و تیمار داری موجب ثواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

واذ خرجت المقالة فی صورة رسالة ناسب ان نسما الحق المجتلی

فی حکم المبتلیٰ، والحمد لله علی
 ما انعم وعلم وعلی اللہ تعالیٰ
 علی سیدنا و مولانا محمد و
 والہ وصحبہ وسلم۔

فی حکم المبتلیٰ رکھیں (یعنی مصیبت زدہ کا حکم
 بیان کرنے میں بالکل واضح اور روشن حق)
 سب تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے
 انعام فرمایا اور علم سکھایا، درود و سلام ہو ہمارے
 آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 پر اور ان کی آل اور اصحاب پر۔ (ت)

رسالہ

الحق المجتلیٰ فی حکم المبتلیٰ

ختم ہوا

www.azharululoom.com

تیسرا الماعون للسكن في الطاعون

(طاعون کے دوران گھر میں رہنے والوں کیلئے بھلائی کو آسان کرنا)

بسم الله الرحمن الرحيم

مسئلہ ۸۵ از قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ مرسلہ مولوی محمد نفیس صاحب ولد جناب محمد ادیس صاحب ۶ صفر ۱۳۲۵ھ
۹۳۳ علمائے شریعت محمدیہ کا مسائل ذیل میں کیا حکم ہے :

- (۱) طاعون کے خوف سے مقام خوف سے فرار کرنا کیسا ہے ؟
- (۲) در صورت جواز فرار حدیث فرار عن الطاعون (جو بخاری میں عبد الرحمن بن عوف سے مروی ہے) کے کیا معنی ہوں گے ؟
- (۳) در صورت عدم جواز فرار عن الطاعون کس درجے کی معصیت ہے، کبیرہ یا صغیرہ ؟
- (۴) گناہ کبیرہ یا صغیرہ پر اصرار کرنے والا شرعاً کیسا ہے ؟
- (۵) طاعون سے جان کے خوف سے فرار کرنے والے یا فرار کی ترغیب دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے ؟
- (۶) در صورت عدم جواز فرار عن الطاعون سے فرار کرنے والا اور ترغیب دینے والا ایک ہی درجہ میں معصیت کے ترکیب ہوں گے یا کم زیادہ ؟

(۷) مستی ناقل طاعون سے فرار کو بمقابلہ حدیث حرمت فرار عن الطاعون جائز ہی نہیں بلکہ بلا دلیل شرعی حسن سمجھتا ہے شرعاً وہ کیسا ہے ؟

(۸) بمقابلہ حدیث صحیح کے کسی صحابی کا قول یا فعل جو مخالف حدیث صحیح کے ہو کیا اصول احکام شریعت کے اعتبار سے قابل تقلید یا عمل ہوگا ، قولی حدیث کے مقابلہ میں کیا صحابی کے فعل کو ترجیح دی جائیگی ؟

(۹) بخیاں حفظ صحت بخوف طاعون طاعونی آبادی سے فرار کر کے اُسی کے مضافات میں یعنی آبادی سے کم و بیش ایک میل کے ایسے فاصلے پر چلا جانا جو آبادی کے اکثر ضروریات کو پوری کرتا ہو جس کو فنا کہتے ہیں کیا داخل فرار عن الطاعون ہوگا جس کی ممانعت و حرمت حدیث عبد الرحمن بن عوف سے جو بخاری جلد رابع باب مایہ ذکر فی الطاعون میں مروی ثابت ہے اگر یہ خروج داخل فرار عن الطاعون ہوگا تو کیوں جبکہ بخاری جلد رابع باب اجر الصابر فی الطاعون میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ اگر کسی گاؤں میں طاعون ہو اور وہ اپنے شہر میں استقلال سے ٹھہرا رہے تو اس کو اجر شہید کا ہوگا ، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبد الرحمن بن عوف کی حدیث میں شہر طاعون سے فرار کی ممانعت ہے نہ یہ کہ شہر طاعون کے اندر خروج نہ کیا جائے کیونکہ اگر شہر کے اندر بھی خروج کی ممانعت ہوتی تو حدیث عائشہ میں صرف استقلال فی البلد سے اجر شہادت نہ ہوتا بلکہ استقلال فی البیت سے ہوتا اور فنا میں نماز جمعہ کی اجازت سے معلوم ہوتا ہے کہ فنائے شہر بھی شہر ہے پس شہر میں خروج کرنا کیونکہ داخل فرار ہوگا کیونکہ بدلیل اجازت جمعہ در فنائے شہر شہر ثابت ہو چکا ہے اور فحوائس حدیث عائشہ سے شہر کے اندر خروج کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی اور اگر یہ خروج میں داخل نہ ہوگا تو کیوں جبکہ مسافر کو موضع اقامت کی عمارات سے نکلنے پر فوراً قصور واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ کتب فقہ سے ثابت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ شہر کا اطلاق محض عمارات پر ہوتا ہے نہ کہ فنائے عمارات پر ، اور اس صورت میں حدیث عائشہ کا یہی مفہوم ہوگا کہ شہر کی عمارات سے خروج نہ کیا جائے ۔ پس احوال امرین کے اختیار کرنے سے دوسرے کا کیا جواب ہوگا ، حدیث عائشہ کا صحیح مفہوم کیا ہوگا ، صورت اول یا آخر ، ہر ایک سوال کا جواب نمبر وار مدلل و مفصل مع حوالہ کتب عنایت فرمائیے ۔ بیٹو اتوجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے ۔ ت)

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي حمده للنجاة
الله تعالیٰ کے بابرکت نام سے شروع جو نہایت
رحم کرنے والا سجدہ رہبان ہے ، تمام خیریاں اللہ تعالیٰ

من ابلا یا خیر معاون + وافضل الصلوة والسلام علی من جعلت شهادة امتہ فی الطعن والطاعون وعلی آلہ وصحبہ الذین ہم لامانائہم وعہد ہم راعون + فلا یفرون اذا لا قوا وھم فی اعلاء کلمۃ اللہ ساعون + واللہ ورسولہ طواعون الی المعروف داعون وعن المنکر معاون +

کے لئے ہیں کہ جس کی تعریف معائب سے چھڑانے کے لئے زیادہ مفید ہے۔ افضل درود و سلام اس ہستی پر کہ جس کی امت کی گواہی (بطور سند) طعن اور طاعون میں رکھی گئی اور اس کی تمام آل اور تمام صحابہ پر جو اپنی امانتوں اور عہد کی رعایت کرنے والے ہیں اور وہ بھاگتے نہیں جبکہ دشمن سے ان کا آمناسامنا ہو اور وہ اللہ کے کلمے کو بلند کرنے میں کوشاں رہتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بہت فرمانبردار ہیں اور بھلائی کی دعوت دینے والے اور برائی سے روکنے والے ہیں۔ (ت)

طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

الفارس من الطاعون کالفارس من الزحف۔ رواہ الامام احمد بسند حسن والترمذی وقال حسن غریب وابن خزیمہ وابن حبان فی صحیحہما والبزار والطبرانی وعبد بن حمید عن جابر بن عبد اللہ و احمد بسند صحیح وابن سعد و ابو یعلیٰ والطبرانی فی الکبیر و فی الاوسط و ابو نعیم فی فوائد ابی بکر بن خلاد عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسے جہاد میں کافروں کے مقابلے سے بھاگ جانے والا۔ (امام احمد نے سند حسن سے اور امام ترمذی نے اس کو روایت کیا اور فرمایا حدیث حسن غریب ہے۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحاح میں اس کو روایت کیا ہے۔ بزار، طبرانی اور عبد بن حمید نے حضرت جابر بن عبد اللہ کے حوالے سے نیز امام احمد نے سند حسن سے، ابن سعد، ابو یعلیٰ اور طبرانی نے الکبیر اور الاوسط میں اور ابو نعیم نے ابوبکر بن خلاد کے فوائد میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالہ سے اسے روایت کیا ہے۔ ت)

اور اللہ عز و جل جہاد میں کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنے والے کی نسبت فرماتا ہے:

فقد باد بغضب من اللہ وما وہ جہنم وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اس کا ٹھکانا

دورخ ہے اور کیا بُری جائے بازگشت ہے۔

امام ابن حجر مکی زواجہ عن اقران الکبار میں فرماتے ہیں،

الکبيرة التاسعة والتسعون بعد الثلاثمائة
الفرار من الطاعون يه
تین سو کبیرہ گناہوں کے بعد ننانوے نمبر پر طاعون
سے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے (ت)

اُسی میں بعد ذکر حدیث مذکور بتحریر ترمذی وابن جہان وغیرہا فرمایا،

القصد بهذا التشبيه انما هو زجر الفسار و
التغليظ عليه حتى ينزجر ولا يتم ذلك الا
ان كان كبيرة كالفرار من الزحف يه
اسی تشبیہ سے مقصود طاعون سے بھاگنے والے کی
سزائش اور اس پر سختی کرنا ہے تاکہ وہ اس سے باز
آجائے، اور یہ بات اس کے کبیرہ گناہ ہونے کے
بغیر پوری نہیں ہو سکتی جیسے جنگ سے بھاگنا۔ (ت)

مولانا شیخ محقق عبدالحی محمد ث و ہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں،

من ابطه و دربار میں سست کہ در انجا کہ ہست نباید رفت
و از انجا کہ باشد نباید گرخت اگر چه گرختن در بعض مواضع
مثل خانه کہ در فے زلزله شد یا آتش گرفتہ یا شستن
در زیر دیوار سے کم خم شد و ز غلبہ ظن بہلاک آمدہ است
اما در باب طاعون جز صبر نیامدہ مگر گرختن تجوز نیافدہ
و قیاس ای بر آن مردود و فاسد است کہ آنہا از
قبیل اسباب عادیہ اند و ایں از اسباب و ہمی و برہر
تقدیر گرختن از انجا جائز نیست و بیچ جاوارد نشدہ
و ہر کہ بگریز و عاصی و ترکب کبیرہ و مردود دست
نسال اللہ العافیۃ یه

اس کو اُس پر قیاس کرنا مردود اور فاسد ہے کہ وہ اسباب عادیہ کے قبیل سے ہے اور یہ اسباب تو ہم سے
لہ القرآن الحکیم ۱۶/۸

لہ الزواجہ لابن حجر مکی الکبيرة التاسعة والتسعون بعد الثلاثمائة دار الفایروت ۲۸۵/۲

لہ اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب عیادة المریض مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶۳۹/۱

ہر حال اس جگہ سے بھاگنا جائز نہیں اور یہ کسی جگہ وار دہنیں ہوا، لہذا جو کوئی (اس سے) بھاگے تو گناہگار ہوگا اور متکبر کبیرہ اور مردود ہوگا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت چاہتے ہیں۔ (ت)
 شرح مشکوٰۃ علامہ طبعی میں زیر حدیث مذکور ہے :

شبه به ای بالفار من الناحف فی ارتکاب
 الکیوۃ۔
 جنگ سے بھاگ جانے کے ساتھ طاعون سے بھاگ
 جانے کو تشبیہ ارتکاب کبیرہ کی وجہ سے دی گئی (ت)
 شرح موطا میں ہے :

قال ابن خزيمة انه من ابکائو التی عاقب
 الله تعالى علیها ان لم یعف لیه
 محدث ابن خزیمہ نے فرمایا : طاعون سے بھاگ جانا
 ان کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ جن پر اللہ تعالیٰ
 عذاب دیتا ہے جبکہ وہ معاف نہ فرمائے۔ (ت)
 صغیرہ پر اصرار اسے کبیرہ کر دیتا ہے اور کبیرہ پر اصرار اور سخت تر کبیرہ۔ حدیث میں ہے رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا صغیرۃ مع الاصرار۔ رواه فی مسند
 الفر دوس عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما۔
 کوئی گناہ اصرار کے بعد صغیرہ نہیں رہتا (محدث
 ویلمی نے مسند الفردوس میں حضرت عبد اللہ ابن
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے اسے
 روایت کیا ہے۔ ت)

فرار کی ترغیب دینے والا فرار کرنے والے سے اشد وبال میں ہے نفس گناہ میں احکام الہیہ
 سے معارضہ و مخالفت کی وہ شان نہیں جو برعکس حکم شرع نہی عن المعلوم و امر بالمتکرہ میں ہے۔ اللہ
 عزوجل فرماتا ہے :

المتفقون والمنفقون بعضهم من بعض
 یا مسرود بالمتکروینہم عن
 المعصوف الی قوله عزوجل والمؤمنون
 منافق مرد اور منافق عورتیں آپس میں ایک ہیں
 بُرائی کا حکم دیتے اور بھلائی سے منع کرتے ہیں
 اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں دینی

۱ شرح الطبعی علی مشکوٰۃ المصابیح کتاب الجنائز عیادة المرضی ادارة القرآن کراچی ۳۲۲/۲

۲ شرح الزرقانی موطا الامام مالک باب ما جاء فی الطاعون تحت حدیث ۱۷۲۲ دار المعرفۃ بیروت ۲۴۲/۲

۳ الفر دوس بمآثر الخطاب حدیث ۹۴۴ عن ابن عباس دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹/۵

۴ القرآن الکریم ۶۷/۹

والمؤمنات بعضهم اولياء بعض یا مردوں
بالمعروف وینہوں عن المنکر
بات پر ایک دوسرے کے مددگار ہیں بھلائی کا حکم
دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔

گنہگار اپنی جان کو گرفتار عذاب کرتا ہے اور گناہ کی ترغیب دینے والا خود عذاب میں پڑا اور دوسرے
کو بھی عذاب میں ڈالنا چاہتا ہے جتنے اس کی بات پر چلتے ہیں سب کا وبال اُن سب پر اور اُن کے
برابر اس اکیلے پر ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من دعا الی ہدی کانت لہ من الاجر
مثل اجور من اتبعہ لا ینقص ذلک من
اجورہم شیئا ومن دعا الی ضلالة
کان علیہ من الاثم مثل اثم من
اتبعہ لا ینقص ذلک من اثمہم شیئا۔ رواہ
الائمة احمد والستة الا البخاری عن
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جو سیدھے راستے کی طرف بلائے جتنے اس کی
پیروی کریں سب کے برابر ثواب پائے اور ان کے
ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو اور جو گمراہی کی طرف بلائے
جتنے اس کے کچھ پر چلیں سب کے برابر اس پر
گناہ ہو اور اُن کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہو (امم کوام
مثلاً امام احمد نے اور بخاری کے علاوہ ائمہ ستہ
(مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی) نے
اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت کیا ہے۔)

اور جب طاعون سے فرائز کثیر ہے تو لوگوں کو اس کی ترغیب دینی سخت ترکیہ، اور دونوں فاسق
ہیں، اور غالباً اعلان بھی نقد وقت اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔ غنیہ
میں ہے:

لو قد صوفا سقا یا ثموت یہ
اگر لوگ فاسق کو (امامت کے لئے) آگے کریں
تو سب گناہگار ہونگے۔ (ت)

لہ القرآن الکریم ۹/۴

۲ مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۳۹۴

صحیح مسلم کتاب العلم باب من سن سنۃ حسنۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۴۱

سنن ابی داؤد کتاب السنۃ ۲/۲۴۹ و جامع الترمذی الباب العلم ۲/۹۲

سنن ابن ماجہ باب من سن سنۃ الخ ص ۹۱

۳ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامامۃ و فیہا مباحث سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

ردالمحتار میں ہے :

فی تقدیمہ للامامة تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً فہو کالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال بل مشی فی شرح المنیۃ علی انت کراہۃ تقدیمہ کراہۃ تحریم لما ذکرنا۔

اس لئے کہ اس کو امامت کے لئے آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ لوگوں پر شرعاً اس کی توہین و تذلیل واجب ہے لہذا وہ بدعتی کی طرح ہے ہر حال میں اس کی امامت مکروہ ہے بلکہ شرح منیہ میں یہ بیان کیا گیا کہ اس کے آگے کرنے میں جو

کراہت ہے وہ کراہت تحریمی ہے اس وجہ سے جو ہم نے بیان کر دی۔ (ت)
طاعون سے فرار کو جو آسن سمجھتا ہے اگر جاہل ہے اور اُسے معلوم نہیں کہ احادیث صحیحہ اس کی تحریم میں وارد ہیں اُسے تغیم کی جائے اور اگر دانستہ حدیثوں کا انکار کرتا ہے تو صریح گمراہ ہے۔ شرح مؤطا للعلامة الزرقانی میں زیر حدیث عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ در بارہ طاعون ہے :

فہ دلیل قوی علی وجوب العمل بخبر الواحد لانه کانت بمحضر جمع عظیم من الصحابة فلم یقولوا لعبد الرحمن انت واحد وانما یجب قبول خبر الکافۃ فما اضل من قال بهذا والله تعالیٰ یقول انت جاءکم فاسق بنیاً فتبیتوا وقرئ فتثبتوا فلو کان العدل اذا جاء بنیاً ثبتت فی خبرہ ولم ینفذ لا ستوی مع الفاسق و هذا خلاف القرآن امر تجعل المتقین کالفجار قالہ ابن عبد البرؒ

اس میں قوی دلیل ہے کہ خبر واحد پر عمل کرنا واجب ہے (کیونکہ عبد الرحمن ابن عوف کا حدیث طاعون بیان فرمانا) صحابہ کرام کی ایک عظیم جماعت کی موجودگی میں تھا، پھر کسی نے حضرت عبد الرحمن سے یہ نہیں کہا کہ تم ایک اکیلے بیان کر رہے ہو (لہذا تمہارے اکیلے پن کے باعث تمہاری بات پر اعتما نہیں کیا جاسکتا) لہذا پوری جماعت کی خبر قبول کرنا واجب اور ضروری ہے، پس جس کسی نے یہ کہا وہ کس قدر بھٹک گیا اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو، اور

یوں بھی پڑھا گیا فتثبتوا یعنی ثابت قدم اور مضبوط ہو جایا کرو (یعنی اس کی خبر میں توقف کیا کرو تاکہ پتہ چل جائے) پھر اگر کوئی عادل خبر لائے تو اس خبر میں ثابت قدم ہے لیکن اس کی خبر نافذ نہ ہو تو وہ فاسق (غیر معتبر) کے

ساتھ برابر ہو جائے گا حالانکہ یہ بات نص قرآن کے خلاف ہے، چنانچہ ارشادِ ربانی ہے: "کیا ہم پر پرہیزگاروں کو ناجزوں کے برابر کر دیں گے؟" چنانچہ علامہ ابن عبد البر نے یہی فرمایا ہے۔ (ت)

جس امر میں رائے واجتہاد کو دخل نہ ہو اس میں قول صحابی دلیل قول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ورنہ جس حدیث کی مخالفت کی اگر اُس کے راوی خود یہ صحابی ہیں اور مخالفت صرف ظاہر نص کی ہے مثلاً عام کی تخصیص یا مطلق کی تقيید تو یہ اثر صحابی اُس حدیث مرفوعہ کی تفسیر ٹھہرے گا اور اُسے اسی خلاف ظاہر پر محمول سمجھا جائے گا اور مخالفت مفسر کی ہے تو صریح دلیل ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہو چکی صحابی کو اس کا نسخ معلوم تھا، اور اگر یہ خود اس کے راوی نہیں تو یہ معاملہ اگر اس قابل نہ تھا کہ ان صحابی پر مخفی رہتا تو ان کی مخالفت اُس روایت مرفوعہ کے قبول میں شبہ ڈالے گی ورنہ حدیث ہی مرجح ہے جیسا کہ غیر صحابہ کے قول و فعل پر مطلقاً جب تک حد اجماع تک نہ پہنچے۔ مسلم الثبوت میں ہے،

ردی الصحابی وحمل ظاہرہ علی غیرہ
کتخصیص العام فالحنقیۃ علی ما حمل
لان ترك الظاهر بلا موجب حرام
فلا یتركہ الابدلیل قطعاً ولو ترك نصاً
مفسراً تعین علیہ بالناسخ فیجب
اتباعہ وان عمل بخلاف خبرہ غیرہ
فان کانت صحابیا فالحنقیۃ ان کانت
مما یحتمل الخفاء لا یضرب ولا فیقدح و
وان کان غیر صحابی ولو اکثر الامۃ
فالعمل بالخبر اھ مختصراً۔

تو اگر معاملہ خفا کا احتمال رکھتا ہے تو اول کچھ مضرب نہیں کہ قدح پیدا کرے گا اور اگر یہ صحابی نہیں اگرچہ اکثر افراد امت ہوں تو پھر عمل صرف حدیث پر ہوگا اھ مختصراً۔ (ت)

اُسی میں ہے،

الرازی منا والبردعی والبزیدی والشرحی ہم میں سے رازی، بردعی، بزیدی، شرحی اور

و اتباعهم قول الصحابی فيما یکن فیہ الراى
ملحق بالسنة لغيره لابلثله و نفاذ الکونخ و
جماعة و فيما لا یدرک بالراى فعند اصحابنا
اتفاق فله حکم الرفع اھ ملقطاً۔
اس کی نفی کی، اور اگر کسی معاملہ کا ادراک رائے کے ساتھ نہ ہو سکے تو اس پر ہمارے اصحاب کا اتفاق ہے یہ کہ
وہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے اھ ملقطاً (ت)

یہ اجمالی کلام ہے اور نظر مجتہد کے لئے ہے اور حدیث طاعون اسی قبیل سے ہے جس کا بعض بلکہ
اکثر صحابہ پر بھی مخفی رہنا جائزے عجیب نہ تھا جیسا کہ حدیث صحیحین سے ثابت ہے کہ جب امیر المؤمنین فاروق اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راہ شام میں خبر ملی کہ وہاں طاعون ہے صحابہ کرام میں پہلے مہاجر بن عظام پھر انصار کرام
پھر مشایخ قریش مہاجر بن فہم کو بلا کر مشورے لئے سب نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی مگر کسی کو اس بارے
میں ارشاد اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معلوم نہ تھا، نہ خود امیر المؤمنین کے علم میں تھا یہاں تک کہ
حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اُس وقت اسے کسی کام کو تشریف لے گئے تھے انھوں نے آکر
ارشاد و الابیان کیا اور اُسی پر عمل کیا گیا۔ یہ وہی صحیحین کی حدیث سے ثابت کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ
عنه احد العشرة المبشرة کو یہ ارشاد اقدس کہ جب دوسری جگہ طاعون ہونا سُنو وہاں نہ جاؤ اور جب تمہارے یہاں
پیدا ہو تو وہاں سے نہ بھاگو، معلوم نہ تھا، یہاں تک کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ابن المہرب اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کے بچے ہیں انھیں یہ
حدیث سنائی بلکہ صحیحین سے یہ بھی ثابت کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن سے سوال کر کے اس کا علم
حاصل فرمایا۔

فقد اخرجنا عن عامر بن سعد بن
ابی وقاص عن ابیہ انه سمعه یسأل
اسامة بن زید ماذا سمعت
بنجاری و سلم نے عامر بن سعد عن ابیہ سے تحریک فرمائی
ہے کہ انھوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت سعد
ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خود سنا کہ

۱۔ مسلم الثبوت الاصل الثانی السنۃ مسئلہ قول الصحابی فيما یکن فیہ الراى انھارجل ص ۸۸ - ۲۰۷
۲۔ صحیح البخاری کتاب الطب باب ما یدرک فی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۵۳/۲
صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیۃ الخ " " " ۲۲۸/۲

نے فوراً رجوع فرمائی اور ان کی تصدیق کی۔

اخرج ابن خزيمة في صحيحه عن
عبد الرحمن بن غنم قال وقع الطاعون
بالشام فقال عمرو بن العاص رضي الله
تعالى عنه ان هذا الطاعون رجس
ففر وامنه في الادوية والشعاب فبلغ ذلك
شرحبيل بن حسنة رضي الله تعالى
عنه فغضب وقال كذب عمرو بن
العاص فقد صحبت رسول الله صلى الله
تعالى عليه وعمر واضل من
جمل اهله ان هذا الطاعون دعوة
نبيكم ورحمة ربكم ووفاة
الصالحين قبلكم الحديث ولفظ
ابن عساکر عن عبد الرحمن بن
غنم قال كان عمرو بن العاص
رضي الله تعالى عنه حين احس
بالطاعون فرق فرقا شديدا
فقال يا ايها الناس تبددوا في
هذه الشعاب وتفرقوا فانه قد نزل
بكم امر من الله تعالى
لا اراة الارحزاو الطوفات
قال شرحبيل بن حسنة رضي الله
تعالى عنه قد صاحبنا رسول الله

ابن خزيمہ نے اپنی صحیح میں حضرت عبد الرحمن بن غنم کے
حوالے سے تخریج فرمائی، فرمایا ملک شام میں طاعون
کا مرض پھوٹ پڑا تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ
نے فرمایا (لوگو!) یہ طاعون اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے
لہذا اس سے بھاگ کروادیوں اور پہاڑی گھاٹیوں
میں چلے جاؤ، پھر شرحبیل بن حسنة رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو یہ اطلاع پہنچی تو غضبناک ہوئے اور فرمایا
عمرو بن عاص نے غلط کہا ہے کیونکہ میں حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں لیکن عمرو تو
زیادہ بھٹکا ہوا ہے اپنے گھر کے اونٹ
سے بلا شہر یہ طاعون تمہارے نبی
کی دعوت ہے اور تمہارے پروردگار کی رحمت اور
تم سے پہلے نیک لوگوں کی وفات ہے (الحديث)
ابن عساکر حضرت عبد الرحمن بن غنم کے حوالے سے
یوں کہتے ہیں اس نے فرمایا حضرت عمرو بن عاص
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب طاعون محسوس ہوا تو
وہ انتہائی خوفزدہ ہوئے اور
فرمایا (لوگو!) ان گھاٹیوں میں الگ الگ اور
منتشر ہو جاؤ کیونکہ تم پر اللہ تعالیٰ کا امر (عذاب)
نازل ہو گیا ہے اور میں اس کے عذاب یا طوفان ہی
خیال کرتا ہوں حضرت شرحبیل بن حسنة رضی اللہ عنہ
نے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و
 انت اضل من حمار اهلك قال عمرو
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدقت
 قال معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لعمر و
 بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کذبت
 لیس بالطوفان ولا بالرجز و لکنھا
 رحمة ربکم ودعوة نبیکم وقبض
 الصالحین قبلکم الحدیث ورواہ الامام
 الطحاوی فی شرح معانی الآثار من
 حدیث شعبۃ عن یزید بن حمیر قال
 سمعت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ یحدث عن عمرو بن
 العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان
 الطاعون وقع بالشام فقال عمرو و تفرقوا
 عنہ فانه سرجز فبلغ ذلك شرحبیل
 بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 فقال قد صحبت رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم فسمعتہ یقول
 انھا رحمة ربکم ودعوة نبیکم
 وموت الصالحین قبلکم فاجتمعوا الہ
 ولا تفرقوا علیہ فقال عمرو رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ صدقت وللحدیث
 طریق اخری عن شہر

کے ساتھ وقت گزارا ہے تم تو اپنے گمراہوں کے
 گدھے سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہو۔ حضرت عمرو
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ نے سچ کہا ہے۔
 حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرو
 بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا آپ نے غلط
 کہا نہ یہ طوفان ہے اور نہ عذاب بلکہ یہ تمھارے
 پروردگار کی رحمت اور تمھارے نبی کی دعا ہے
 اور تم سے پہلے نیک لوگوں کی موت ہے (الحدیث)
 امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں شعبۃ کی حدیث
 یزید بن حمیر کے حوالے سے روایت فرمائی، فرمایا
 میں نے حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے سنا کہ وہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کے حوالے سے بیان کرتے تھے، ملک شام میں
 طاعون واقع ہوا تو حضرت عمرو بن عاص نے لوگوں
 سے فرمایا کہ اس سے منتشر ہو جاؤ اور بکھر جاؤ کیونکہ
 یہ عذاب ہے، جب شرحبیل بن حسنہ تک یہ خبر
 پہنچی تو ارشاد فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہا ہوں میں نے آپ کو
 یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ تمھارے رب کی
 رحمت، تمھارے نبی کی دعا اور تم سے پہلے نیک
 لوگوں کی موت ہے لہذا اس کے لئے جمع ہو جاؤ
 اور اس سے متفرق و منتشر نہ ہو۔ اس پر حضرت عمرو
 بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سچ ہے۔ حدیث

بن حوشب قال فیہا فقام شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال واللہ لقد اسلمت وانت امیرکم هذا الضل من جمل اہلہ فانظر واما یقول قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا وقع بامرئ و انتم بہا فلا تمہر بوافان الموت فی اعناقکم و اذا کان بارض فلا تدخلوها فانہ یحرق القلوب

کے لئے ایک دوسرا طریق شہر بن حوشب کے حوالے سے ہے چنانچہ اس میں فرمایا پھر شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا خدا کی قسم میں اسلام لایا جبکہ تمہارا یہ امیر اپنے گھر کے اونٹ سے بھی زیادہ بھٹکا ہوا ہے پھر دیکھو وہ کیا کہتا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب طاعون کسی جگہ واقع ہو جائے اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے نہ بھاگو کیونکہ موت تمہاری گردنوں میں لٹک رہی ہے، اور جب طاعون کہیں پھوٹ پڑے تو وہاں نہ جاؤ کیوں وہ دلوں کو جلا دیتا ہے (ت) بعض لوگ اسے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نسبت کر دیتے ہیں مگر امیر المؤمنین خود فرماتے ہیں کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں طاعون سے بھاگا کالہی! میں اس تہمت سے تیرے پاں برات کرتا ہوں۔ امام اجل طحاوی روایت فرماتے ہیں:

عن نرید بن اسلم عن ابیہ قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہم ان الناس ترعموا فی فررت من الطاعون وانا ابوء ایلک من ذلک هذا مختصر۔

اسلم کے بیٹے زید نے اپنے والد اسلم سے روایت کی، اس نے کہا امیر المؤمنین جناب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یا اللہ! لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ میں طاعون سے بھاگا ہوں، میں اس الزام سے تیری بارگاہ میں برات کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ مختصر ہے۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طاعون سے بھاگنا حرام فرمایا اس میں کوئی تخصیص شہر بیرون شہر کی نہیں، جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث امام احمد و امام الائمہ ابن خزیمہ کے یہاں یوں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الفاس من الطاعون کالفاس من الزحف طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا جہاد میں

شہید اور الفارمنہ کالفارمنہ الناحف لہ
جوراء خدا میں سرحد کفار پر بلاد اسلام کی حفاظت
کے لئے اقامت کرتے ہیں اور جو مسلمان اس میں مرے وہ شہید ہوا اور جو اس سے بھاگے وہ کافروں
کو پیٹھ دے کر بھاگنے والے کی مانند ہو۔

معجم اوسط کی روایت یوں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الطاعون شهادة لامتى ووخز اعدائكم
من الجن غداة كفدة البعيد تخرج في
الابطاط والمراق من مات فيه مات شهيدا
ومن اقام فيه كان كالمرا بط في سبيل الله
ومن فرمنه كان كالفار من الناحف لہ
طاعون میری امت کے لئے شہادت ہے اور وہ
تمہارے دشمن جنوں کا کو نچا ہے اونٹ کے غدد
کی طرح گھٹی ہے کہ بغلوں اور نرم جگہوں میں نکلتی ہے
جو اس میں مرے شہید مرے اور جو ٹھہرے وہ راہ خدا
میں سرحد کفار پر بانتظار جہاد اقامت کرنے والے
کی مانند ہے اور جو اس سے بھاگ جائے جہاد سے بھاگ جانے کے مثل ہو۔

اقول (میں کہتا ہوں) اولاً ان تمام الفاظ احادیث میں صرف طاعون سے بھاگنے پر وعید شیعہ
اور صبر کے ٹھہرے رہنے کی ترغیب و تاکید ہے، شہر یا محلے یا حوالی شہر وغیرہ کی کچھ قید نہیں، تو جو نقل و حرکت
طاعون سے بھاگنے کے لئے ہوگی اگرچہ شہر ہی کے محلوں میں وہ بلا شہر اس وعید و تہدید کے نیچے داخل ہے۔
ثانیاً حدیث ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی صحیح بخاری شریف، مسند امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ
میں بسند صحیح بشرط بخاری و مسلم برجال بخاری جلد ششم آخر ص ۲۵۲ و اول ص ۲۵۲ میں یوں ہے:

حدثنا عبد الصمد ثنا داود یعنی
ابن ابی الفرات ثنا عبد الله بن
بريئة عن يحيى بن يعمر
عن وقع ههنا في نسخة المسند المطبوعة
ابن ابی بريدة والسمواب ابن بريدة كما
ذكرنا ۱۲ منہ۔
(ہم سے عبد الصمد نے بیان کیا (اس نے کہا) ہم
سے داود یعنی ابن ابی الفرات نے بیان کیا
(اس نے کہا) ہم سے عبد اللہ بن ابی بریدہ نے
عبد مسند احمد کے مطبوعہ نسخہ میں ابن ابی بریدہ لکھا
ہے مگر درست ابن بریدہ ہے جیسا کہ ہم نے
بیان کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

لہ الترغيب والترهيب الترغيب من ان يموت الانسان الانسان الخ حديث ۲۵ مصطفیٰ البابی مصر ۲/۳۳۸
مجمع الزوائد کتاب الجنائز باب فی الطاعون والثابت دار الکتاب بیروت ۲/۳۱۵
معجم الاوسط حدیث ۵۵۲۴ مکتبۃ المعارف الریاض ۶/۲۴۹
کنز العمال بحوالہ طس ۲۸۴۳۴ " مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۰/۵۸۴
الجامع الصغير " ۵۳۳۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۳۲۹

بیان کیا اس نے یحییٰ بن یعمر سے اس نے سیدۃ
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی
انہوں نے فرمایا میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں دریافت
کیا۔ (ت) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا طاعون ایک عذاب تھا کہ اللہ تعالیٰ جس پر
چاہتا بھیجتا اور اس امت کے لئے اسے رحمت
کر دیا ہے تو جو شخص زمانہ طاعون میں اپنے گھر میں
صبر کے طلبِ ثواب کے لئے اس اعتقاد کے
ساتھ ٹھہرا رہے کہ اُسے وہی پہنچے گا جو خدا نے
لکھ دیا ہے اُس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔

عن عائشة رضي الله تعالى عنها
انها قالت سألت رسول الله صلى
الله تعالى عليه وسلم عن
الطاعون فاجابني رسول الله صلى
الله تعالى عليه وسلم انه كان
عذابا يبعثه الله تعالى على من يشاء
فجعل له رحمة للمؤمنين فليس من
رجل يقع الطاعون فيمكث في بيته
صابرا محتسبا يعلم انه لا يصيبه الا ما كتب
الله له الا كان له مثل اجر
الشهيد

اس حدیث صحیح میں خاص اپنے گھر میں ٹھہرے رہنے کی تصریح ہے۔

ثالثاً ذرا غور کیجئے تو اس حدیث اور حدیث بخاری میں اصلاً اختلاف نہیں، صحیح بخاری
کتاب الطب کے لفظ یہ ہیں :

کوئی ایسا بندہ نہیں کہ طاعون واقع ہو اور وہ اپنے
شہر میں صبر کے ساتھ ٹھہرا رہے (ت)

ليس من عبد يقع الطاعون فيمكث في
بلده صابرا
اور ذکر بنی اسرائیل میں :

کوئی ایسا شخص نہیں کہ طاعون واقع ہو پھر وہ اپنے
شہر میں صبر کرتے ہوئے ثواب کی خاطر ٹھہرا
رہے۔ (ت)

ليس من احد يقع الطاعون فيمكث
في بلده صابرا محتسبا

اور پراہتہ معلوم ہے کہ مطلقاً رُوئے زمین میں سے کسی جگہ وقوعِ طاعون مراد نہیں تو

۱۔ مسند امام احمد بن حنبل عن عائشة رضي الله عنها المکتب الاسلامی بیروت ۵۲/۶-۲۵۱
۲۔ صحیح البخاری کتاب الطب باب اجر الصابرين في الطاعون قديمی کتب خانہ کراچی ۵۵۳/۲
۳۔ صحیح البخاری کتاب الانبياء باب حديث الغار " " " ۴۹۴/۱

حدیث بخاری میں فی بلدہ اور حدیث احمد میں فی بیتہ بر سبیل تنازع یکث ولیقہ دونوں سے متعلق ہیں
امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں :

قوله فی بلدہ مما تنازع الفعلان فیہ اعنی ان کا ارشاد فی بلدہ " اس میں تنازع فعلین
قوله یقع وقوله فی یکث (یعنی یکث اور یقع جو دو فعل ہیں) ان کافی بلدہ
جاء مجزور میں تنازع ہے پس ہر ایک چاہتا ہے کہ وہ میرے ساتھ متعلق ہو۔ (ت)

تو دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہوا کہ جس کے شہر میں طاعون واقع ہو وہ
شہر سے نہ بھاگے اور جس کے خود گھر میں واقع ہو وہ اپنے گھر سے نہ بھاگے اور
حاصل اسی طرف رجوع کر گیا کہ طاعون سے نہ بھاگے، شہر یا گھر سے بھاگنا لذتہ ممنوع نہیں، اگر کوئی ظالم
جبار شہر میں ظلماً اس کی گرفتاری کو یا اور یہ اس سے بچے کو شہر سے بھاگ گیا ہرگز مواخذہ نہیں اگرچہ زمانہ
طاعون ہی کا ہو کہ یہ بھاگنا طاعون سے نہ تھا بلکہ ظلم ظالم سے، اور اللہ عز وجل نیت کو جانتا ہے، ولہذا
حدیث عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ارشاد ہوا :

اذا وقع بامرض وانتم بھا فلا تخرجوا فراہا جب کسی جگہ طاعون واقع ہو اور تم وہاں موجود ہو
منہ (ت) تو طاعون سے بھاگ کر کہیں باہر دوسری جگہ نہ جاؤ۔ (ت)

نہ کہ منہا (یعنی جائے طاعون نہ ت) ، اور حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت تاملہ
شیخین میں اس کے مثل اور روایت مسلم میں یوں آئی :

فلا تخرجوا فورا منہ (ت) جائے طاعون سے باہر نہ جاؤ اس بھاگنے سے (ت)
لا جرم شرح صحیح مسلم میں ہے :

اتفقوا علی جواز الخروج بشغل غرض غیر اہل علم کا اس پر اتفاق ہے بھاگنے کے علاوہ
الفرار ودلیلہ صریح الاحادیث کسی دوسرے شغل اور غرض کے لئے مقام طاعون
سے باہر نکلنا جائز ہے اور اس کے ثبوت میں صریح احادیث ہیں۔ (ت)

۱	لہ عمدۃ القاری شرح البخاری	کتاب الطب	باب اجرا الصابرين فی الطاعون	ادارة الطباعة الميرية بیروت ۱۴۱۱ھ
۲	صحیح البخاری	کتاب الطب	باب ما یذکر فی الطاعون	قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۵۳/۲
۳	صحیح مسلم	کتاب السلام	باب الطاعون والطیرة	" " " " ۲۲۸/۲
۴	شرح مسلم للنووی	"	" " " " " "	" " " " ۲۲۹/۲

اسی طرح حدیقہ ندیہ میں نقل فرمایا اور مقرر رکھا، اور جب مطلع نظر فرار عن الطاعون ہے نہ کہ عن البلد تو یہ بحث کہ فنائے شہر بھی مثل جمعہ اس حکم میں داخل ہے یا مثل سفر خارج محض طاعون سے بھاگنے کے لئے جو نقل و حرکت ہو سب زیر نہی ہے اگرچہ مضافات خواد فناخواہ شہر کی شہر میں۔

مرا بعداً نظر کیجئے تو خود یہی حدیث فیسکت فی بلدہ (پھر وہ اپنے شہر میں ٹھہرا رہے۔ ت) محلات شہر ہی میں تجویز فرار سے صریح ابا فرار ہی ہے اس میں فقط اتنا ہی نہ فرمایا کہ شہر میں رہے بلکہ صاف ارشاد ہوا :

یسکت فی بلدہ صابراً محتسباً یعلم انہ لا یصیبہ الا ما کتب اللہ لہ یہ وہ اپنے شہر میں اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے اور یہ جانتے ہوئے کہ اسے

وہی کچھ پہنچے گا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر میں لکھ دیا ہے صبر کا دامن تھامے ہوئے ٹھہرا رہے (ت) اپنے شہر میں تین وصفوں کے ساتھ ٹھہرے، اول صبر و استقلال، دوم تسلیم و تقویٰ و رضا بالقضاء پر طلب ثواب، سوم یہ سچا اعتقاد کہ بے تقدیر الہی کوئی بلا نہیں پہنچ سکتی۔ اب اس کے حال کو اندازہ کیجئے جس کے شہر کے ایک کنارے میں طاعون واقع ہوا اور وہ اس کے خوف سے گھر چھوڑ کر دوسرے کنارے کو بھاگ گیا کیا اسے ثابت قدم و صابر و مستقل و راضی بالقضاء کہا جائے گا، وہ ایسا ہوتا تو کیوں بھاگتا، شہر میں اس کا قیام صبر و رضا کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ کنارہ شہر ہنوز محفوظ ہے کل اگر یہاں بھی طاعون آیا تو اسے یہاں سے بھی بھاگتے دیکھ لینا، اگر اب بیرون شہر جا کر پڑا اور وہاں بھی وبا پہنچی تو مضافات کو بھی چھوڑ کر دوسری ہی بستی میں دم لے گا پھر صابراً محتسباً کہاں صادق آیا۔

خاصاً سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرار عن الطاعون کو جس کا مماثل فرمایا یعنی جہاد سے بھاگنا اسی کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ شہر چھوڑ کر دوسرے شہر کو چلے جانے ہی پر فرار محصور نہیں کیا اگر امام مسلمانان بیرون شہر کفار سے جہاد کر رہا ہو اور کچھ لوگ مقابلہ سے بھاگ کر اپنے گھروں میں جا بیٹھیں تو فرار نہ ہو گا ضرور ہو گا بلکہ گھروں میں جا بیٹھنا درکنار اگر معرکہ سے بھاگ کر اسی میدان کے کسی پہاڑ یا غار میں جا چھپے ضرور عار فرار نقد وقت ہوگی کہ میدان کا رزار تو ہر طرح چھوڑا اور مقابلہ کفار سے منہ موڑا نص قرآنی اس پر دلیل صریح ہے،

قال اللہ عز وجل انت الذین اللہ تعالیٰ غالب اور بڑی ذات کا ارشاد ہے بیشک تم

تولوا متکم یوم التقی المجمعین انما استزلهم الشیطن ببعض ما کسبوا ولقد عفا الله عنهم ان الله غفور حلیم ۝ وقال جل من قائل ولقد عفا عنکم واللہ ذو فضل علی المؤمنین ۝ اذ تصعدون ولا تکلون علی احد والرسول یدعوکم فی اخرکم فاثابکم غمًا بغم الآیة۔

فرمادیا اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر احسان فرمانے والا ہے، اور یاد کر وجہ تم اوپر چڑھ رہے تھے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے اور رسول مکرم تمہیں آوازیں دے دے کر بلارہے تھے پھر تمہیں غم پر غم نے آیا (الایہ) (ت) معالم میں ہے،

قرأ ابو عبد الرحمن السلی اور قتادہ نے اس لفظ تصعدون کے حرف تاء اور عین کو زیر سے پڑھا ہے جبکہ مشہور قرأت تاء کی پیش اور عین کی زیر کے ساتھ ہے پھر وہ اس طور پر ابواب مزید باب افعال سے ہونے کی وجہ سے "الاصعاد" سے بنا ہے جس کے معنی "زمین میں چلنا" ہے جبکہ پہلے طور پر مجرد ہونے کی وجہ سے لفظ "صعود" سے بنا ہے جس کے معنی "اوپر چڑھنا، بلندی پر جانا" ہے خواجہ شمس الدین عظیمی روضۃ الصالحین ص ۱۵۲ پر ہوا پہاڑوں پر۔ اور دونوں قراءتیں درست اور صحیح ہیں۔ پس اس دن کچھ شکست خورہ لوگ منہ اٹھائے بھاگے جا رہے تھے اور کچھ قریبی پہاڑی پر چڑھ رہے تھے اہ باختصار (ت)

سب اد سنا جن حکمتوں کی بنا پر حکیم کریم روفت حرم علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیم نے طاعون سے

فراہرام فرمایا اُن میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگر تندرست بھاگ جائیں گے بیمار ضائع رہ جائیں گے ان کا کوئی تیماردار ہوگا نہ خبر گیراں، پھر جو مریں گے اُن کی تجہیز و تکفین کون کرے گا، جس طرح خود آج کل ہمارے شہر اور گرد و نواح کے ہنود میں مشہور ہو رہا ہے کہ اولاد کو ماں باپ ماں باپ کو اولاد نے چھوڑ کر اپنا رستہ لیا بڑوں بڑوں کی لاشیں مزدوروں نے ٹھیلے پر ڈال کر جہنم پہنچائیں اگر شرع مطہر مسلمانوں کو بھی بھاگنے کا حکم دیتی تو معاذ اللہ یہی بے بسی بیکسی ان کے مریضوں میتوں کو بھی گھیرتی جسے شرع قطعاً حرام فرماتی ہے۔
ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں ہے :

(لا تخرجوا فرائضاً منہ) فانہ قرار من القدر ولشلا تضیع المریضی لعدو من یتعہدہم والموتی من یجہزہم۔
(مقام طاعون سے بھاگ کر کہیں باہر نہ جاؤ) کیونکہ یہ تعہد الہی سے بھاگنے کے مترادف ہے اور تاکہ بیمار ضائع نہ ہونے پائیں اس لئے کہ اس افراد قری کے باعث مریضوں کی نگہبانی اور حفاظت کے لئے کوئی نہیں ہوگا اور مرنے والوں کی تجہیز و تکفین اور تدفین کے لئے بھی کوئی نہ ہوگا۔ (ت)

اسی طرح زرقانی شرح موطا میں ہے۔ علیٰ شرح بخاری میں بھی اسے نقل کر کے مقرر رکھا۔ ظاہر یہ ہے کہ علت جس طرح غیر شہر کو بھاگ جانے میں ہے یوں ہی شہر جا پڑنے بلکہ محلہ مریضان چھوڑ کر محلہ صحیحان میں جانے میں بھی تو حق یہ کہ بہ نیت فرار مطلقاً نقل و حرکت حرام ہے نیز یہ علت موجب ہے کہ نہ صرف طاعون بلکہ ہر وبا کا ہی حکم ہے، ولہذا الشیخ محقق رحمہ اللہ قلعائے نے اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرمایا :
انچہ در احادیث مذکور شدہ و برگزینتن ازاں و بیرون رفتن از شہرے کہ واقع شدہ باشد در آن نہی کردہ و وعید نمودہ و تشبیہ بفرار از زحف دادہ بر صبر براں بشہادت حکم کردہ مراد وبا و موت عام و مرض عام ست و مخصوص بانچہ اطبا تعیین

جو کچھ حدیثوں میں ذکر کیا گیا کہ طاعون سے بھاگنا اور شہر سے باہر چلے جانا واقع ہو جائے تو اس سے منع فرمایا گیا اور اس پر عذاب کی دھمکی دی گئی اور اسے جنگ سے بھاگنے کے مترادف قرار دیا گیا اور قدم جما کر وہیں ٹھہرے رہنے پر شہادت کا حکم سنایا گیا لہذا اس سے وبا اور عام موت کا

نمودہ اند غیبت و لہذا در احادیث بہ لفظ وبا
و موت عام مذکور شدہ و اگرچہ بلفظ طاعون نیز
واقع شدہ اما مراد معنی وباست و غلط کردہ کہ طاعون
را بر مصطلح اطباء حمل کردہ و در غیر آں قرار مباح داشتہ
و اگر فرضا بر ہمیں معنی محمول باشد فردے از وبا خواہد
بود نہ مخصوص باں و ایں قائل آں احادیث را
کہ در وے لفظ وبا و موت عام واقع شدہ
چہ خواہد گفت۔ نسأل اللہ العافیۃ

ذکر کیا گیا ہے۔ اگرچہ لفظ طاعون بھی وارد ہوا ہے لیکن
اس میں بھی وبا کے معنی مراد ہیں۔ لہذا یہ غلطی ہو گئی کہ
طاعون کو طیبیوں کی خصوصی اصطلاح پر قیاس کر لیا گیا
اس لئے دوسری وبائی امراض سے بھاگنا مباح
سمجھا گیا، اگر بالفرض اسی معنی پر بھی کلام کو محمول کیا جائے
تو پھر وہ از قسم وبا ہو جائے گا نہ کہ اس معنی کے
ساتھ مخصوص۔ لہذا یہ قائل ان حدیثوں کے متعلق
کیا کہے گا کہ جن میں لفظ وبا اور موت عام کے الفاظ
مذکور ہوئے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے غایت کا سوال کرتے ہیں۔
فائدہ : امام احمد سند اور ابن سعد طبقات میں ابو عیسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند صحیح روایت کرتے

ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
اتانی جبرئیل بالحمی والطاعون فامسکت
الحمی بالمدينة و ارسلت الطاعون الى الشام
فالطاعون شهادة لامتی و رحمة لهم و رجس
على الکافرين

میرے پاس جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام بخار اور
طاعون لے کر حاضر ہوئے میں نے بخار مدینہ طیبہ
میں رہنے دیا اور طاعون ملک شام کو بھیج دیا، تو
طاعون میری امت کے لئے شہادت و رحمت
اور کافروں پر عذاب و نعمت ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا کہ طاعون کو ملک شام کا حکم ہوا ہے اور بلاد شام فتح کرنے تھے
لہذا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو لشکر ملک شام کو روانہ فرماتے اُس سے دونوں باتوں پر یکساں بیعت و
عہد و پیمان لیتے، ایک یہ کہ دشمنوں کے نیزوں سے نہ بھاگنا، دوسرے یہ کہ طاعون سے نہ بھاگنا۔ امام مسدد
استاذ امام بخاری و مسلم اپنی مسند میں ابو اسفر سے روایت کرتے ہیں :

قال کان ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا
بعث الى الشام بايعهم على
ابو اسفر نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ جب کوئی لشکر ملک شام روانہ فرماتے تو ان سے

یہ بیعت (عہد و پیمان) لیتے کہ ایک تو دشمن کے نیریز
سے نہ بھاگنا دوسرے مقام طاعون سے نہ بھاگنا۔

یہاں سے خوب ثابت و ظاہر ہوا کہ مسلمانوں کو فرار عن الطاعون کی ترغیب دینے والا ان کا خیر خواہ
نہیں بدخواہ ہے اور طبیعوں و اکثروں کا اس میں صبر و استعجال سے منع کرنا خیر و صلاح کے خلاف باطل راہ
ہے، اللہ عز و جل نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا
اور مسلمانوں پر بالخصوص رؤف رحیم بنایا اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ارحم اہق باصتی
ابوبکرؓ (میری امت میں میری امت کے ساتھ سب سے بڑے مہربان ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
ہیں۔ (ت) حدیث میں آیا یعنی جو رافت و رحمت میری امت کے حال پر ابوبکر کو ہے اتنی تمام امت میں کسی کو
نہیں اگر طاعون سے بھاگنے میں بھلائی اور ٹھہرنے میں بُرائی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ
اپنی امت پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں کیوں ٹھہرنے کی ترغیب دیتے اور بھاگنے سے اس قدر تاکید شدید
کے ساتھ منع فرماتے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ تمام امت میں سب سے بڑھ کر خیر خواہ امت ہیں
کیوں اس نے بھاگنے کا عہد و پیمان لیتے، معلوم ہوا کہ طاعون سے بھاگنے کی ترغیب دینے والے ہی
حقیقتہً امت کے بدخواہ اور الٰہی امت سمجھانے والے ہیں والیاذ باللہ تعالیٰ، جیسے کوئی بد عقل بے تمیز
کچ فہم عورت پڑھنے کی محنت استاذ کی شدت دیکھ کر اپنے بچے کو کتب سے بھاگ آنے کی ترغیب دے
وہ اپنے خیال باطل میں اُسے محبت سمجھتی ہے حالانکہ صریح دشمنی ہے صراحتاً

دوستی بخیر و ادا دشمنی ست

(بیوقوفوں کی دوستی درحقیقت دشمنی ہوتی ہے۔ ت)

بد نصیب وہ بچہ کہ اس کے کہنے میں بے بائی اور مہربان باپ کی تاکید و تہدید خیال میں نہ لائے بلکہ انصافاً
یہ حالت اس مثال سے بھی بدتر ہو سکتی ہے پڑھنے کی محنت سبھی پر ہوتی ہے اور شدت بھی غالب و اکثری
ہے اور جہاں طاعون پھوٹے وہاں سب یا اکثر کا مبتلا ہونا کچھ ضرور نہیں بلکہ باز نہ تعالیٰ محفوظ ہی رہنے والوں کا
شمار زائد ہوتا ہے ولہذا آگ اور زلزلے پر اس کا قیاس باطل ولا تلقوا ابایدیکہ الی التھلکۃ (لوگو! اپنے
ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ ت) کے نیچے سمجھنا محض وسوسہ ہے کہ اُن میں ہلاکت غالب ہے جیسا کہ کلام حضرت
لے

کہ سب الہ کوئی ایسی ہی قریب جگہ بصرہ سے تھی علی بن زید کا انتقال ۱۳۱ھ میں ہے وہ زمانہ تابعین کا تھا تو ثابت ہوا کہ مضافات شہر میں چلا جانا بھی اسی قرارِ حرام میں داخل ہے جس پر یہ شخص تمام شہر میں مطعون انگشت نما ہوا ہر جگہ کو اس کے پلٹنے وقت اہل شہر میں کہ تابعین و تبع تابعین ہی تھے غل پڑ جاتا کہ وہ طاعون سے بھاگا۔ والیاء باللہ تعالیٰ۔

تنبیہ تعلیم: جس طرح طاعون سے بھاگنا حرام ہے اور اس کے لئے وہاں جانا بھی ناجائز و گناہ ہے، احادیث صحیحہ میں تو اس سے ممانعت فرمائی، پہلے میں تقدیر الہی سے بھاگنا ہے تو دوسرے میں بلائے الہی سے مقابلہ کرنا ہے اور اس کے لئے اظہارِ توکل کا عذر محض سفاہت۔ توکل معارضہ اسباب کا نام نہیں۔ امام اجل ابن دقیق العید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الاقدام علیہ تعرض للبلاء ولعلہ لا یصبر علیہ وربما کان فیہ ضرب من الدعوی لمقام الصبر او التوکل فممنع ذلک لاغتراض النفس ودعویہا ما لا تثبت علیہ عند التحقيق ۱۰

اس پر اقدام کرنا اپنے آپ کو مصیبت اور بلا پر پیش کرنا ہے اور وہ اس پر صبر نہ کر سکے گا اور کبھی اس میں ایک قسم کی شان و دعوی پیدا ہو جاتی ہے صبر اور توکل کے مقام کی، پس اس لئے اس سے روک دیا گیا فریبِ نفس سے بچاؤ کی خاطر اور نفس کے دعوں سے بچاؤ کی خاطر کہ جس پر درحقیقت کوئی استقرار اور ثبات نہیں۔ (ت) اس قدر کی ممانعت میں ہرگز غمناک نہیں، اب رہا یہ کہ جب طاعون سے بھاگنے یا اس کے مقابلہ کی نیت نہ ہو تو شہر طاعونی سے نکلنا یا دوسری جگہ سے اس میں جانا فی نفسہ کیسا ہے، اس میں ہمارے علماء کی تحقیق یہ ہے کہ بجائے خود حرام نہیں مگر نظر پر پیش بینی یہاں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ انسان کامل الایمان ہے لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا (ہمیں ہرگز کچھ نہیں پہنچ سکتا سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے۔ ت) کی بشارت و نورانیت اس کے دل کے اندر سرایت کئے ہوئے ہے اگر طاعونی شہر میں کسی کام کو جائے اور مبتلا ہو جائے تو اسے یہ پشیمانی عارض نہ ہوگی کہ ناحق آیا کہ بلا نے لے لیا یا کسی کام کو باہر جائے تو یہ خیال نہ کرے گا کہ خوب ہوا کہ اس بلا سے نکل آیا خلاصہ یہ کہ اس کا آنا جانا بالکل ایسا ہو جیسا طاعون نہ ہونے کے زمانہ میں ہوتا تو اسے خالص اجازت ہے

اپنے کاموں کو آگے جائے جو چاہے کرے کہ نہ فی الحال نیت فاسدہ ہے نہ آئندہ فساد فکر کا اندیشہ ہے اور جو ایسا نہ ہو اسے مکروہ ہے کہ اگرچہ فی الحال نیت فاسدہ نہیں کہ حکم حرمت ہو مگر آئندہ فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے لہذا کراہت ہے وہ حدیثیں جن میں خود شہر طاعونی سے نکلے اور اُس میں جانے کی ممانعت مروی ہوئی جیسے ایک روایت حدیث اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ :

اذا سمعتم بالطاعون باسراض فلا تدخلوها جب کسی سرزمین میں طاعون واقع ہو جائے تو
واذا وقع باسراض وانتم بہا فلا تخرجوا وہاں نہ جاؤ اور اگر طاعون پھوٹ پڑنے والی جگہ
منہا رواہ الشیخان۔
تم موجود ہو تو پھر وہاں سے نہ نکلو۔ بخاری و مسلم
نے اسے روایت کیا ہے۔ (ت)

یا ایک روایت حدیث عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لفظ :
فاذا سمعتم بہ فی ارض فلا تدخلوها اگر کسی جگہ طاعون کے ظاہر ہونے کے متعلق
رواہ الطبرانی فی الکبیر۔
سنو تو پھر وہاں ہرگز نہ جاؤ۔ امام طبرانی نے
معجم کبیر میں اسے روایت کیا ہے۔ (ت)

یا حدیث عکرمہ بن خالد الخرمی عن ابیہ وحمہ عن جدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ :
اذا وقع الطاعون فی ارض وانتم بہا فلا جب کسی خطہ زمین پر طاعون پھیل جائے اور تم پہلے
تخرجوا منها وان كنتم بغیرہا فلا تقدموا سے وہاں اقامت پذیر ہو تو پھر وہاں سے نہ نکلو
علیہما رواہ احمد والطحاوی والطبرانی اور اگر تم کسی دوسری جگہ ہو تو مقام طاعون پر
والبغوی وابن قانع۔
نہ جاؤ۔ امام احمد، طحاوی، طبرانی، بغوی اور
ابن قانع نے اسے روایت کیا ہے۔ (ت)

یہ اگر اپنے اطلاق پر رکھی جائیں یعنی نیت فرار و مقابلہ سے مقید نہ کی جائیں
بناء علی ما حقق الامام ابن الہمام اس بنا پر کہ شیخ محقق امام ابن ہمام نے تحقیق

۱۔ صحیح البخاری کتاب الطب باب ما یذکر فی الطاعون قیدی کتب خانہ کراچی ۵۵۳/۲
صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیقة " " ۲۲۸/۲
۲۔ المعجم الکبیر حدیث ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۲ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۳۰/۱ و ۱۳۱
۳۔ شرح معانی الآثار کتاب الکراہتہ باب الاجتناب من ذی الطاعون ایام سعید کنی کراچی ۴۱۵/۲
المعجم الکبیر حدیث ۲۱ ۱۵/۱ و کنز العمال حدیث ۲۸۴۶۱ ۸۲/۱ و مستند احمد بن حنبل ۴۱۶/۲

ان المطلق لا يحمل على المقيد وان اتحد
الحکم والمحادثة سالم تدع اليه ضرورة
كما في الفتحة۔

فرمانی ہے کہ حکم مطلق کسی مقید پر محمول نہیں کیا جائیگا
اگرچہ حکم اور حادثہ ایک ہوں جب تک کہ کوئی ضرورت
داعی نہ ہو جیسا کہ فتح القدر میں ہے۔ (ت)

توان کا محل یہی صورت کراہت ہے جو ابھی مذکور ہوئی اور اطلاق اس بنا پر کہ اکثر لوگ اسی قسم کے ہوتے
ہیں اور احکام کی بنا پر اکثر وغالب پر ہے۔ درمختار میں ہے،

اذا خرج من بلدة بها الطاعون
فان علم ان كل شئ بقدر
الله تعالى فلا بأس بان يخرج
ويدخل وان كان عنده انه
لو خرج نجسا ولو دخل ابتلي به
كره له ذلك فلا يدخل
ولا يخرج صيانة لاعتقاده
وعليه حمل النهي في الحديث
الشريف۔ مجمع الفتاوى۔

جب کوئی کسی ایسے شہر سے نکلے جہاں طاعون
پھیلا ہوا ہو اگر وہ جانتا اور پختہ یقین رکھتا ہو
کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر سے قوت پذیر
ہوتی ہے تو اس کی آمد و رفت، دخول و خروج
میں کوئی حرج نہیں اور اگر اس کے خیال میں یہ
ہو کہ اگر یہاں سے باہر چلا گیا تو نجس حسابوں گا
اور یہاں سے نہ نکلے تو مرض میں مبتلا ہو جاؤں گا
تو ایسے شخص کے لئے نفل و حرکت مکروہ ہے لہذا
نہ مقام طاعون پر جائے اور نہ مقام طاعون سے
نکلے اپنے اعتقاد کو بچانے اور محفوظ رکھنے
کے لئے۔ پس اسی پر حدیث شریف کی نہی
محمول ہے۔ (ت)

اسی طرح فتاویٰ تلخیصیہ میں ہے و تمام تحقیقہ فی ما علقناہ علی رد المحتار (اس کی پوری تحقیق ہم نے
رد المحتار (فتاویٰ شامی) کے حواشی پر چڑھا دی ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

رسالہ
تیسرا الماعون للسكن في الطاعون
ختم ہوا

صحبت و موالات و محبت و عداوت

مسئلہ ۹۴ از ریاست بھوپال ۳-۱۳۰ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہر بھوپال میں کچھ فراسیسی کفار رہتے ہیں، بعض اہل اسلام بے تکلف ان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں یہ فعل شرعاً کیسا ہے اور یہ مسلمان اگر منع کئے سے نہ مانیں اور باقی مسلمان اس وجہ سے ان کے ساتھ کھانے سے احتراز کریں تو بجا ہے یا بے جا؟
بتینوا تو جبروا (بیان کرد تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

بیشک کفار سے ایسی مخالفت اور ان کے ساتھ ہم پیالہ و ہم نوالہ ہونے سے بہت ضرور احتراز کرنا چاہئے خصوصاً جہاں اسلام ضعیف ہو شرعاً مطہر سے بہت دلائل اس پر قائم جن کے بعض کہ اس وقت کی نظر میں ذہن فقیر میں مستحضر ہوئے مذکور ہوتے ہیں۔

اول قال اللہ عز وجل

وَمَا يَنْبِئُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِ
مع القوم الظالمين
اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔

اور کافر سے بڑھ کر ظالم کون ہے۔ قال اللہ جل جلالہ
 فمن اظلم ممن كذب على الله وكذب بالصدق
 اس سے بڑھ کر ظالم جس نے خدا پر جھوٹ
 باندھا اور سچ کو جھٹلایا جب وہ اس کے پاس
 آیا کیا نہیں ہے دوزخ میں کافروں کا ٹھکانا۔
 جب کافر حد درجہ کا ظالم ہو اور ظالم کے پاس بیٹھنے سے منع فرمایا تو شیر و شکر و ہمکا سہ ہونا تو اور
 بدتر ہے۔

دوم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
 من جامع المشرک وسکن معه
 جو مشرک سے یکجا ہو اور اس کے ساتھ رہے
 فانه مثله۔ رواہ ابو داؤد عن سمرہ بن
 وہ اسی مشرک کی مانند ہے۔ (امام ابو داؤد نے
 جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ باسناد
 سمہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے
 حسن و علقہ عنہ
 سند حسن کے ساتھ اسے روایت کیا۔ لیکن
 امام ترمذی نے ابو داؤد کے حوالے سے اسے
 معنی ذکر کیا۔ ت)

سوم فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،
 انا بئى من کل مسلم مع مشرک لا تری
 میں بیزار ہوں اُس مسلمان سے جو مشرکوں کے
 ناراهما ، اور وہ فی النہایۃ قلت و الحدیث
 ساتھ ہو مسلمان اور کافر کی آگ آگے آئے سائے
 نہ ہونا چاہئے یعنی دوری لازم ہے (علامہ
 نحوہ عند ابی داؤد و الترمذی بسند
 ابن اثیر نہایہ میں اسے لائے ہیں ، میں کہتا ہوں
 اسی جیسی حدیث ابو داؤد اور ترمذی میں ایسی سند
 سے مذکور ہے کہ جس کے تمام راوی مستند ہیں۔ ت)

چہارم فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

لہ القرآن الحکیم ۳۹/۳۲
 لہ سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی الاقامۃ بارضی الشریک آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۹
 لہ سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب النہی عن قتل من عقیقہ بالسجود آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۵۶

صحبت نہ رکھ مگر ایمان والوں سے اور تیرا
کھانا نہ کھائیں مگر پرہیزگار (امام احمد، ابوداؤد،
ترمذی، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابوسعید
خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے صحیح
سندوں کے ساتھ اسے روایت کیا۔ ت)

نیک ہم نشین اور بد جلیس کی مثال یوں ہے جیسے
ایک کے پاس مشک ہے اور دوسرا دھونکی
دھونک رہا ہے مشک والا یا تو تجھے مشک ویسے
ہی دے گا یا تو اس سے مول لے گا، اور کچھ نہ بھی
تو خوشبو تو آئے گی اور وہ دوسرا تیرے کپڑے
جلا دے گا یا تو اس سے بدبو پائیگا۔ (بخاری
وسلم نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
اسے روایت کیا۔ ت)

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
یعنی بدوں کی صحبت ایسی ہے جیسے لوہار کی
بھٹی کہ کپڑے کالے نہ ہوئے تو دھواں جب
بھی پہنچے گا (ابوداؤد اور نسائی نے اسے
روایت کیا۔ ت)

لا تصاحب الا مؤمنا ولا یا کمل طعامک
الاتقی۔ رواہ احمد و ابوداؤد و
الترمذی و ابن حبان و الحاکم عن ابی سعید
الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ باسناد
صحاح۔

چہ بخم فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
انما مثل الجلیس الصالح و جلیس السوء
کحاصل المسک و نافخ الکیر فحاصل
المسک اما ان یحذیک و اما
ان یتباع منه و اما ان تجد منه ریحاً
طیبة و نافخ الکیر اما ان یحرق ثیابک
اما ان تجد منه ریحاً خبیثة۔ رواہ
الشیخان عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے
مثلاً جلیس السوء کمثل صاحب الکیر
ان لو یصیبک من سواده اصابک من
دخانہ۔ رواہ ابوداؤد و النسائی۔

۳۸/۳	دار الفکر بیروت	عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ	مسند احمد بن حنبل
۳۰۸/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	باب من یؤمر ان یجالس فی آفتاب عالم پریس لاہور	سنن ابی داؤد
۶۲/۲	امین کمپنی دہلی	الباب الزمہ	جامع الترمذی
۸۳/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب المسک	صحیح البخاری
۳۳۰/۲	” ” ”	باب استحباب مجالستہ الصالحین	صحیح مسلم
۳۰۸/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	باب من یؤمر ان یجالس فی آفتاب عالم پریس لاہور	سنن ابی داؤد

حاصل یہ ہے کہ اشرار کے پاس بیٹھنے سے آدمی نقصان اٹھاتا ہے۔

ہشتم حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ایاک وقرین السوء فانک به تعرف۔
 رواہ ابن عساکر عن انس بن مالک
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 بڑے مصاحب سے بچ کہ تو اسی کے ساتھ
 پہچانا جائے گا (ابن عساکر نے حضرت انس بن
 مالک کے حوالے سے اسے روایت کیا۔ ت)

یعنی جیسے لوگوں کے پاس آدمی کی نشست و برخاست ہوتی ہے لوگ اسے ویسا ہی جانتے ہیں۔
 ہفتم فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

اعتبروا بالصاحب بالصاحب۔ رواہ
 ابن سعدی عن ابن مسعود رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ۔
 آدمی کو اس کے ہم نشین پر قیاس کرو (ابن سعدی
 نے حضرت عبد اللہ بن مسعود کی سند سے اسے
 روایت کیا۔ ت)

ہشتم حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا تجالسوا اهل القدر ولا تغفوا لهم۔
 رواہ احمد و ابوداؤد و المحاکم۔
 منکرانِ تقدیر کے پاس نہ بیٹھو، نہ انھیں
 اپنے پاس بٹھاؤ نہ ان سے سلام کلام کی ابتدا
 کرو (امام احمد، ابوداؤد اور حاکم نے اسے روایت
 کیا ہے۔ ت)

نہم حدیث میں ہے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان الله اخترني واختر لي اصحابا واصهارا وسيقا
 قوم يسبقونهم وينتقصونهم فلا تجالسوهم
 ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تنكحوهم۔
 بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے
 لئے اصحاب و اصہار پسند کئے، اور قریب ایک
 قوم آئے گی کہ انھیں بُرا کہے گی اور ان کی شان

لے تہذیب تاریخ ابن عساکر ترجمہ العزیز الجرجانی الفقیہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹۲/۴
 لے کنز العمال بحوالہ عد عن ابن مسعود حدیث ۳۰۴، ۳۰۵ موسسة الرسالة بیروت ۸۹/۱۱
 لے سنن ابی داؤد کتاب السنة باب فی ذراری المشرکین آفتاب عالم پریس لاہور ۲۹۳/۲
 سنن امام احمد بن حنبل ترجمہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۳۰/۱

دواہ ابن جہان والعقیلی واللفظ لہ
عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
کرنا (ابن جہان اور عقیلی نے اسے روایت کیا ہے، اور عقیلی کے الفاظ حضرت انس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے حوالے سے یہی ہیں۔ ت)

جب اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بُراکنے والوں کے لئے یہ حکم ہیں تو اہل کفر
اور عیاذ باللہ خدا و رسول کی جناب میں صریح گستاخیاں کرنے والوں کی نسبت کس قدر سخت حکم چاہیے۔
وہم حدیث میں ہے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

تقربوا الى الله ببغض اهل المعاصي و
القوہم بوجوہ مکفہرة التمسوا رضا
الله بسخطہم وتقربوا الى الله بالتبا عبد
عنہم۔ رواہ ابن شاہین فی الا فراد عن
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب کرو اہل معاصی کے بغض
سے اور اُن سے ترش رُوئی کے ساتھ ملو
اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اُن کی خفگی میں ڈھونڈو
اور اللہ کی نزدیکی اُن کی دُوری سے چاہو۔
(ابن شاہین نے کتاب الافراد میں عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔ ت)
کافروں سے بڑھ کر اہل معاصی کون ہے جو سراپا معصیت ہیں اور اُن کے پاس حسنہ کا
نام ہونا محال۔

یا زوہم تجربہ شاہد کہ ساتھ کھانا مورث محبت و وداد ہوتا ہے اور کفار کی مولات سم قاتل
ہے، قال اللہ تعالیٰ،

ومن يتولبهم منكم فانه منهم
جو تم میں اُن سے دوستی رکھے گا انہیں میں
سے شمار کیا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

المراء مع من احب۔ دواہ احمد والبخاری
آدمی اپنے دوست کے ساتھ ہے، یعنی حشر میں۔

لہ الضعفاء البکیر للعقیلی ترجمہ ۱۵۲ احمد بن عمران الاخص دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۱۲۶
۲ کنز العمال بحوالہ ابن شاہین حدیث ۵۵۱۱ و ۵۵۸۵ موسسة الرسالة بیروت ۳/۸۱۰۶
۳ القرآن الکریم ۵/۵۱

۴ صحیح البخاری کتاب الادب باب علامة الحب فی اللہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۱۱

ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی
عن انس والشیخان عن ابن مسعود و
احمد ومسلم عن جابر والترمذی عن
صفوان بن عسال وابوداؤد نحوه عن
ابی ذر و فی الباب عن علی و ابی ہریرۃ و
ابی موسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
دوسرے محدثین نے حضرت ابوذر سے روایت کی، اور اس باب میں جناب علی، ابوہریرہ اور
ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے، اللہ تعالیٰ سب سے راضی ہو۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
ثلث احلف علیہن وعد منہا لا یحب
ساجل قوم الا جعلہ اللہ معہم۔
سراۃ احمد والنسائی والمجاہد والبیہقی
عن ام المومنین الصدیقۃ والطبرانی
فی الکبیر و ابویعلیٰ عن ابن مسعود و
ایضاً فی الکبیر عن ابی امامۃ و فی الاوسط
والصغیر عن امیر المومنین علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہم باسانید جیاد۔

ابو قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
من احب قوما حشرہ اللہ فی نرا مرتہم۔
سراۃ الضیاء فی المختارۃ والطبرانی
فی الکبیر۔
میں قسم کھا کر فرماتا ہوں کہ جو شخص کسی قوم سے
دوستی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے انہیں کا ساتھی
بنائے گا (مسند احمد، نسائی، حاکم اور امام بیہقی
نے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے اور امام طبرانی
نے کبیر میں، اور ابویعلیٰ نے عبد اللہ ابن مسعود
سے، نیز کبیر میں حضرت ابوامامہ اور اوسط
اور صغیر میں امیر المومنین حضرت علی کرم وجہہ
سے جید سندوں کے ساتھ اس کو روایت
کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے راضی ہو۔ (ت)

۱۔ مسند امام احمد بن حنبل
۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی
عن عائشہ رضی اللہ عنہا دار الفکر بیروت ۱۴۵/۶
حدیث ۲۵۱۹ المكتبة الفیصلیة بیروت ۱۹/۳

دوازہم بیشک یہ حرکت مسلمانوں کے لئے موجب نفرت ہوگی اور بلا وجہ شرعی مسلمانوں کو متفر کرنا جائز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بشروا ولا تنفروا۔ رواہ الاثنیۃ احمد
والبخاری وصحہ والنسائی عن
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سیز دہم اقل درجہ اتنا تو ہے کہ یہ بات سننے والوں کے کانوں کو خوش نہ آئے گی اور ایسے فعل سے شرع میں ممانعت ہے، حدیث میں آیا سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایاک وما یسوء الاذن۔ رواہ احمد عن
ابی الغادیۃ والطبرانی فی الکبیر و
ابن سعد فی الطبقات والعسکری
فی الامثال وابن مندۃ فی المعرفۃ و
الخطیب فی المؤتلف عن امر الغادیۃ
وابو نعیم فی المعرفۃ عن حبیب بن الحارث
رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعبد اللہ بن احمد فی
الزوائد عن العاص بن عمرو
الغفاری مرسلہ۔

بچ اس بات سے جو کان کو بُری لگے (امام
احمد نے ابوالغادیۃ سے اور طبرانی نے الکبیر
میں اور ابن سعد نے طبقات میں اور العسکری
نے امثال میں اور ابن مندہ نے المعرفۃ میں
اور خطیب نے المؤتلف میں ام الغادیۃ سے،
ابو نعیم نے المعرفۃ میں حبیب بن حارث سے
(اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو) عبد اللہ
بن احمد نے زوائد میں عاص بن
عمرو غفاری سے بغیر کسی سند کے روایت کیا،

(العکۃ ۱۰ اس لفظ کی صحیح سمجھ میں آئی)۔ (د ت)

چہار دہم مسلمانوں کے آگے معذرت کی طرف محتاج کرے گی اور عاقل کا کام نہیں کہ ایسی بات کا مرتکب ہو، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاک وکل امر یعتذر منہ۔ رواہ ایضاً
الدیلمی بسند حسن عن انس رضی اللہ

لہ صحیح البخاری کتاب العلم باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم الہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۶/۱
لہ مستند امام احمد بن حنبل ترجمہ ابوالغادیۃ دار الفکر بیروت ۴۶/۴
لہ الفردوس بما ثور الخطاب حدیث ۱۷۵۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴۳۱/۱

تعالیٰ عنہ قلت فی الباب عن سعد بن ابی وقاص وعن ابی ایوب وعن جابر بن عبد اللہ وعن ابن عمر وعن سعد بن عمارۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کما فصلناہ فی کمال الاکمال۔

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا۔ میں کہتا ہوں اس باب میں سعید بن ابی وقاص ابو ایوب، جابر بن عبد اللہ، عبد اللہ بن عمر اور سعد بن عمارہ (اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو) سے روایات موجود ہیں جیسا کہ ہم نے کمال الاکمال میں اس کو مفصل بیان کیا ہے۔ (ت)

پانزدہم صحت قطعاً مؤثر ہے اور طبیعتیں سراقہ اور قلوب متقلب، والعیاذ باللہ رب العالمین۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انما سمی القلب من تقلبه انما مثل القلب مثل مریضة بالفلاة تعلقت فی اصل شجرة تقلبها الريح ظہر البطن، رواہ الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وهو عند ابن ماجہ بسند جید مختصراً۔

دل کو قلب اس لئے کہتے ہیں کہ وہ انقلاب کرتا ہے، دل کی کہاوت ایسی ہے جیسے جنگل میں کسی پیڑ کی جڑ سے ایک پر لپٹا ہے کہ ہوائیں اسے ٹپٹی دے رہی ہیں کبھی سیدھا کبھی الٹا (امام طبرانی نے الکبیر میں سند حسن کے ساتھ اس کو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ میں عمدہ سند کے ساتھ مختصراً موجود ہے۔ ت)

صحت طاراً تراطاً لکند
یار بد بدتر از مار بد بد
یار بد بر جان و بر ایمان زند

اسی لئے مولوی معنوی قدس سرہ فرماتے ہیں: صحت صالح ترا صالح کند
دور شوا از اخلاط یار بد
مار بد تنہا ہمیں بر جاں زند

۱۔ کنز العمال بحوالہ الطبرانی فی الکبیر حدیث ۱۲۱۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲۴۱/۱
۲۔ ثنوی مولوی معنوی منازعت کردن امرار با یکدیگر نورانی کتب خانہ پشاور دفتر اول ص ۲۲
۳۔ گلہ ستہ ثنوی بکھرے موٹی نذیر سنزارد و بازار لاہور ص ۹۴
۴۔ ثنوی مولوی معنوی دفتر پنجم نورانی کتب خانہ پشاور ۶۴/۵

(اچھے آدمی کی مجلس تجھے اچھا کر دے گی ، اور بُرے کی مجلس تجھے بُرا بنا دے گی ۔
 جب تک ہو سکے بُرے ساتھی سے دُور رہ ، کیونکہ بُرا ساتھی بُرے سانپ سے بھی بُرا ہے ۔
 کیونکہ بُرا سانپ صرف جان کو ڈستا ہے ، جبکہ بُرا ساتھی جان و ایمان دونوں پر ضرب لگاتا ہے)
 یہ آفت سب سے اشد ہے والعیاذ باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (اور اللہ تعالیٰ کی پناہ ، نیکی کرنے
 کی طاقت اور بُرائی سے بچنے کی قوت اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر حاصل نہیں ہوتی ۔ ت)
 بالجملة بلا ضرورت شرعیہ اس امر کا مرکب نہ ہو گا مگر دین میں اہن یا عسل سے مہانت ، سبحان
 کتنے شرم کی بات ہے کہ آدمی کے ماں باپ کو اگر کوئی گالی دے اس کی صورت دیکھنے کو روادار نہ ہے
 اور خدا و رسول کو بُرا کہنے والوں کو ایسا یا رِغار بنائے انا للہ وانا الیہ راجعون (بیشک ہم
 اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ۔ ت) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولده ووالده والناس اجمعین - رواہ احمد و البخاری و مسلم و نسائی وابن ماجہ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔
 تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اُسے اس کی اولاد اور ماں باپ اور تمام آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں ۔ (امام احمد ، بخاری ، مسلم ، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے ۔ ت)

دلائل کثیر ہیں اور گوش شنوا کو اسی قدر کافی ، پھر جو نہ مانے سنگدل ہے اور کافر آگ آگ کا ساتھ
 جو پتھر دے گا وہ خود اتنا گرم ہو جائے گا کہ آدمی کو اس سے بچنا چاہئے ، پس اگر اہل اسلام ان
 لوگوں سے احتراز کریں کچھ بے جا نہ کریں گے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و
 احکم (اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے اور اس شرف و بزرگی والے کا علم زیادہ تمام اور زیادہ
 پختہ ہے ۔ ت)

مسئلہ ۹۵ از گلگٹ چھاؤنی جوئناں مرسلہ سید محمد یوسف علی شعبان ۱۳۱۲ھ
جناب مولوی صاحب مخدوم محرم سلامت بعد اذ تبلیغات کے گزارش یہ ہے کہ شیعہ کے ساتھ برتاؤ کرنا جائز ہے یا نہیں؟
بیّنوا التوجروا۔

الجواب

رافضی وغیرہ بد مذہبوں میں جس کی بدعت حد کفر تک پہنچی ہو وہ تو مرتد ہے اس کے ساتھ کوئی معاملہ
مسلمان بلکہ کافر ذمی کے مانند بھی برتاؤ جائز نہیں، مسلمانوں پر لازم ہے کہ اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے وغیرہ تمام
معاملات میں اسے بعینہ مثل سونے کے سمجھیں اور جس کی بدعت اس حد تک نہ ہو اس سے بھی دوستی محبت تو
مطلقاً نہ کریں۔

قال الله تعالى ومن يتولهم منكم فإنه
منهم ۱۶
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو کوئی تم میں سے ان سے
دوستی رکھے گا تو وہ یقیناً انہی میں سے ہو گا (ت)

اور بے ضرورت و مجبوری محض کے خالی میل جول بھی نہ رکھیں کہ بد مذہب کی محبت آگ ہے اور صحبت
ناگ اور دونوں سے پوری لاگ۔ رب عز وجل فرماتا ہے:

وَأَمَّا يَنْظُرَنَّ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدُوا
الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۱۷
اگر تجھے شیطان بھلا ڈالے تو زیادہ آجانیے کے بعد
ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو۔ (ت)

جاہل کو ان کی صحبت سے یوں اجتناب ضرور ہے کہ اس پر اثر بد کا زیادہ اندیشہ ہے اور عام
مقتدایوں بچے کہ جہال اسے دیکھ کر خود بھی اس بلا میں نہ پڑیں بلکہ عجب نہیں کہ اسے اُن سے ملتا دیکھ کر
اُن کے مذہب کی شاعت ان کی نظروں میں ہلکی ہو جائے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

يُكْرَهُ لِلْمَشْهُورِ الْمُقْتَدَى الْأَخْطَا
رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَاطِلِ وَالشَّرِّ لَا يَقْدَرُ
الضَّرُورَةُ لَأَنَّهُ يَعْظُمُ امْرُءٌ بَعِيدُ
النَّاسِ وَلَوْ كَانَ رَجُلٌ لَا يَعْرِفُ يَدَا سِيَه
لِيُدْفَعَ الظُّلْمُ عَنْ نَفْسِهِ مِنْ غَيْرِ أَثَمٍ
فَلَا بَأْسَ بِهِ كَذَا فِي الْمُلْتَقَطِ
مشہور پیشوا کے لئے ایسے شخص سے میل جول رکھنا
جو اہل باطل اور اہل شر میں سے ہو کہ وہ ہے مگر
ضرورت کی حد تک جائز ہے (یہ ممانعت اس
لئے ہے) کہ لوگوں میں اس کا چرچا ہو جائیگا
(جس کے بُرے اثرات مرتب ہوں گے) اور اگر
غیر معروف شخص ان میں محض اپنے دفاع اور ظلم سے بچاؤ

کے لئے گھومے پھرے تو اس میں کوئی عرج نہیں۔ الملتقط میں یونہی مذکور ہے۔ (ت)

۱۶ القرآن الکریم ۵/۵۱

۱۷ القرآن الکریم ۶/۶۸

۱۸ فتاویٰ ہند کتاب الکراہتہ الباب الرابع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۴۶

ابن جان وعقیلی انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان الله اختارني واختار لي اصحابا واصهارا
وسياقي قوم ليسعونهم وينقونهم
فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تأكلوهم
ولا تمنأكلوهم

بیشک اللہ عز و جل نے مجھے چن لیا اور میرے لئے
یار اور خسرال کے رشتہ دار پسند فرمائے اور
عنقریب کچھ لوگ آئیں گے کہ انھیں برا کہیں گے
اور ان کی شان گھٹائیں گے تم ان کے پاس نہ بیٹھنا
نہ ان کے ساتھ پانی پینا نہ کھانا کھانا نہ شادی نہایت
کرنا۔

یہ حدیث نص صریح ہے ، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عمل بخشنے۔ آمین ! واللہ تعالیٰ اعلم

۹۶ مسئلہ از موضع نگر یا کلاں ضلع بریلی مرسلہ وزیر خاں دوم صفر ۱۳۲۱ھ

زید نے بیان کیا کہ میں سید ہوں اور سنت جماعت ہوں اور عید کی نماز بھی زید نے پڑھائی
بعد کو معلوم ہوا کہ زید رافضی ہے اور نماز ہاتھ چھوڑ کر پڑھتا ہے اور وضو بھی رافضیوں کا کرتا ہے ایسی
حالت میں سنت جماعت کے واسطے زید کی امامت جائز ہے یا نہیں ؟ اور کھانا کھانا زید کے یہاں کا
سنت جماعت کو جائز ہے یا نہیں ؟ لڑکوں کے واسطے تعلیم زید کی جائز ہے یا نہیں ؟ زید بیان کرتا
ہے کہ میں قرآن شریف گیارہ میں پڑھا سکتا ہوں فاتحہ گیارہویں شریف کی زید سے دلانا جائز ہے یا نہیں ؟
بینو اتوجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے ۔ ت)

الجواب

رافضی کے پیچھے نماز محض باطل ہے ، ہوتی ہی نہیں ، فرض سر پر ویسا ہی رہے گا اور گناہ علاوہ ۔
رافضی کی امامت ایسی ہی ہے جیسی کسی ہندو یا یہودی کی امامت ۔ آجکل کے رافضی عموماً مرتد ہیں ان کے
یہاں کا کھانا یا ان کے ساتھ کھانا یا ان کے کسی قسم کا میل جول رکھنا گناہ ہے سب عذاب کے مستحق ہونگے
اور بچوں کو اس سے پڑھانا سخت حرام اور نری مگر ابی ہے ۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ رافضی کو جہاد دیں
رافضی سے گیارہویں شریف کی فاتحہ دلانا سخت حماقت ہے اور ایک یہی کسی قسم کی فاتحہ رافضی سے
ہرگز نہ دلائی جائے کہ فاتحہ ثواب پہنچانے کے لئے ہے اور رافضی کے پڑھنے سے ثواب نہیں پہنچتا کیونکہ

دوافض انکار ضروریات دین کے باعث مرتد ہیں، پھر یہ بھی اس وقت ہے کہ فاتحہ میں رافضی کچھ قرآن پڑھے مگر سُنّیوں کے لئے فاتحہ میں رافضی سے بھی امید نہیں خدا جانے کیا کچھ ناپاک کلمے بکے گا اُن کا ثواب پہنچے گا یا اور عذاب بھی گا۔ اللہ تعالیٰ سُنّیوں کی آنکھیں کھولے اور انھیں توفیق دے کہ گمراہوں سے دور رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صاف حکم فرمایا ہے کہ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم بدمذہبوں سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمھیں فتنے میں نہ ڈال دیں کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کر دیں۔ قرآن شریف میں فرمایا ہے:

وَأَمَّا نِيسِيَتُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ
الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝
اور تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر پاس
نہ بیٹھ ظالم لوگوں کے۔

اور بد مذہب لوگ خصوصاً رافضیوں کے یہاں تقیہ بہت ہے یہ بہت اپنے مذہب کو چھپاتے ہیں ان کی بات پر ہرگز اعتبار نہ کرنا چاہئے جہاں نفع نقصان کچھ نہ ہو وہاں سُنی بن جانا اُن کا ادنیٰ شعبہ ہے تو جہاں دو پیسے کا نفع ہو وہاں سُنی بنتے ہوئے انھیں کیا لگتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۹۷ از قصبہ نسوا موضع منہدی پور مسئلہ مہدی حسن صاحب

کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں اہل سنت و جماعت کو سادات اہل تشیعہ کے یہاں کی علاوہ نیاز آٹھویں تاریخ حضرت عباس علیہ السلام کے نیاز حسین کی شہادتِ علیہ وروٹی ونگر و تبرک مجلس کا اہمیت و جماعت صاحبان کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

حدیث میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس قوم کی نسبت فرماتے ہیں،
لَا تَجَالِسُوهُمْ وَلَا تَوَاكَلُوهُمْ وَلَا تَشَارِبُوهُمْ ۝
اُن کے پاس نہ بیٹھو اور اُن کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ
اور اُن کے ساتھ پانی نہ پیو۔

لہذا ان کی مجالس میں جانا مطلقاً حرام کہ وہ قرآن مجید کی توہین کرتے ہیں اور اسے ناقص جانتے ہیں اور

۱۰/۱

قدیمی کتب خانہ کراچی

مقدمۃ الکتاب

لے صحیح مسلم

۶۸/۷

۱۲۶/۱

دار الکتب العلمیہ بیروت

احمد بن عمر الانس

۱۵۳ ترجمہ

۵۲۹/۱۱

مؤسسۃ الرسالہ بیروت

۳۲۴۶۸ حدیث

کنز العمال برزخی عن انس

اُن کے یہاں سے شربت، ملیدہ، لنگر کوئی چیز نہ لی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۸ از قصبہ لسوا موضع فریدپور مرسلہ مہدی حسن صاحب
کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین اہل سنت و جماعت اُس شخص کی نسبت کہ جو شخص سادات
اہل تشیعہ کے یہاں کی نیاز حسین علیہ السلام کے لینے سے لوگوں کو منع کرے اور کہے یہ نیاز حرام ہے۔
بینوا تو جروا۔

الجواب

مندرجہ بالا سوال کے جواب سے معلوم ہو گیا کہ منع کرنے والا ٹھیک منع کرتا ہے اور اُس کا منع
کرنا بیجا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۹ از جادو پور تمھانہ بھوجی پورہ تحصیل و ضلع بریلی مسئلہ شمشاد علی صاحب

۱۲ رجب ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک قصبہ جس میں ہمیشہ سے گاؤ کشی ہوتی آئی
اس سال اس کے ہنود نے مسلمانوں سے نزاع کیا اس گاؤں میں بازار ہوتا تھا وہ لوگوں کو غلام کر
دوسرے گاؤں میں اٹھوا دیا کہ اُن لوگوں کا نفع جانا رہے، ہندو تو ہندوؤں کے کھنے سے چلے ہی گئے
بعض مسلمان بھی انھیں کے شریک ہوئے اُن سے کہا بھی گیا کہ جس طرح ہنود نے اپنا بازار الگ
کر لیا ہے تم بھی الگ بازار مسلمانوں کا کرو اور اس میں شریک ہو اور ہندوؤں کی شرکت نہ کرو مگر وہ نہیں
ملتے، اس صورت میں ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب

افسوس ہے اُن مسلمانوں پر جو مسلمانوں کی مخالفت میں ہندوؤں کا ساتھ دیں اور اُن کی جماعت
بڑھائیں اُن کا نفع چاہیں مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں خصوصاً وہ بھی ایسی بات میں جس کی بناء مذہبی کام پر ہو
ان کو توبہ کرنا چاہئے ورنہ اندیشہ کریں کہ اسی حالت میں موت آگئی تو حشر بھی ہندوؤں ہی کے ساتھ ہوگا۔
حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جامع البشرك وسكن معه فانه
مسئلہ ۱۰۰ از قصبہ لسوا موضع فریدپور مرسلہ مہدی حسن صاحب
جو کوئی کسی شرک کرنے والے کے ساتھ جمع ہو اور
اس کے ساتھ رہنا سہنا اختیار کرے تو وہ مسلمان
بھی اُسی کی طرح ہے۔ اور بعض روایات میں یہ
الفاظ بھی آئے ہیں، شرک کرنے والوں کے ساتھ
ساکنہم او جبا معہم فہو

مثلاً سرِ رواہ بالاول ابوداؤد عن سمرة
بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند
حسن وبالاخر الترمذی عنہ تعلیقاً۔
رباش اختیار نہ کرو اور نہ اُن کے ساتھ اجتماع رکھو
پھر جو کوئی اُن کے ساتھ سکونت اختیار کرے یا
ان کے ساتھ جمع ہو تو وہ ان ہی کی طرح ہے۔

پہلی حدیث کو امام ابوداؤد نے سمرة بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے سند حسن کے ساتھ
روایت کیا ہے جبکہ دوسری حدیث کو امام ترمذی نے اسی مذکور صحابی سے بطور تعلیق روایت کیا ہے (ت)

دوسری حدیث ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
من کثر سواد قوم فہو منہم۔
جو کسی گروہ کی جماعت بڑھائے وہ انہیں
میں سے ہے۔

تیسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
من اعان علی خصومة بغیر حق لم یزل
فی سخط اللہ حتی ینزع۔ رواہ ابن ماجہ
والحاکم عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما بسند حسن۔
جو کسی جھگڑے میں ناحق والوں کو مدد دے
ہمیشہ خدا کے غضب میں رہے جب تک اس
سے باز آئے (ابن ماجہ اور حاکم نے عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند حسن اسے
روایت کیا ہے۔ ت)

چوتھی حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
من مات علی شئ بعثہ اللہ علیہ۔ رواہ
احمد والحاکم عن جابر بن عبد اللہ
جو جس حال میں مرے گا اللہ تعالیٰ اُسی حال پر اسے
اٹھائے گا (امام احمد و حاکم نے جابر بن عبد اللہ

- ۱۔ جامع الترمذی ابواب السیر باب ما جاز فی کراہیۃ المقام الخ امین کینی دہلی ۱۹۴/۱
۲۔ الفردوس بما ثور الخطاب حدیث ۵۶۲۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵۱۹/۳
کنز العمال حدیث ۲۴۷۳۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲۲/۹
۳۔ سنن ابن ماجہ کتاب الاحکام باب من ادعی مالیس لہ الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۶۹
المستدرک للحاکم کتاب الاحکام دار الفکر بیروت ۹۹/۴
۴۔ مسند امام احمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ عنہ دار الکتب الاسلامیہ بیروت ۳۱۲/۴
المستدرک للحاکم کتاب الرقاق دار الفکر بیروت ۳۱۳/۴

رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند حسـن۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند حسن اس کو
واللہ تعالیٰ اعلم۔ روایت کیا ہے۔ ت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از موضع سرنیاں مسئلہ امیر علی صاحب
الاجامی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید چند بار اہل ہندو کی برات
میں شریک ہوا ہے اور ہر ایک غی شادی میں شریک ہوتا ہے اب زید کے یہاں شادی ہے بہت ہندو شامل برات ہونگے اور زید کے
یہاں عورات ڈھول بجائیں گی اور ناچ بھی برات میں ہوگا تو زید کے لئے کیا حکم ہے اور سائل کو
کھانے میں شریک ہونا چاہئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔
دیگر عمر دریافت کرتا ہے اہل ہندو مزدوری میں لیا اس کو مزدوری خوراک دینا جو کہ رسم مزدوری
کی ہے۔

دیگر عمر دریافت کرتا ہے کہ میرے کھیت کے پاس ہندو کا کھیت ہے اور اکثر ایسا بھی ہے ایک
کھیت کے درمیان ایک کھیت ہے اور کام کاشتکاری میں بضرورت کسی کام کے کچھ کھنا پڑتا ہے اور
بغیر ضرورت کے نہیں۔

دیگر کسی ہندو سے کوئی میل کھانے سے نکلتا ہو تو انیسیت پیدا کرے یا نہیں؟ فقط۔ بینوا تو جروا

الجواب

اس صورت میں ظاہر ہے کہ زید فاسق فاجر ہے، سائل اگر اس پر ایسا دباؤ رکھتا ہے کہ اسے
روک سکے گا تو ضرور شریک ہو کر روکے، اور اگر اُسے اتنا عزیز ہے کہ اس کا شریک نہ ہونا اسے گوارا
نہ ہوگا اور اس کی شرکت کی غرض سے وہ ناجائز باتیں اٹھا دے گا تو سائل پر لازم ہے کہ شرکت سے
صاف انکار کر دے جب تک وہ ان ناپاکیوں سے باز نہ رہے، اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو سائل
اگر قوم کا پیشوا ہے تو ہرگز ہرگز شریک نہ ہو اور اگر عوام میں سے ہے اور وہ حرام جلسہ جلسہ طعام کے
مکان میں کھانے والوں کے سامنے ہوگا جب بھی ہرگز نہ جائے، اور اگر حرام جلسہ الگ ہے اور کھانے
کا مکان الگ تو اختیار ہے اور بہتر یہی ہے کہ کوئی مسلمان شریک نہ ہو۔ ہندو کو مزدوری میں لینا
اور مزدوری کی خوراک دینا جائز ہے۔ ضرورت کے سبب کوئی بات ہندو سے کر لینے میں حرج نہیں
جبکہ وہ بات خود ایک جائز امر ہو۔ دلی انس کسی کافر سے کرنا حرام ہے، اور ظاہری میل جس میں کافر
کی تعظیم ہو نہ مسلمان کی ذلت نہ کوئی طریقہ ناجائز برتا جائے کسی جائز کام کے سبب ہندو سے
کر لینے میں حرج نہیں، بلا ضرورت اس سے بھی بچے کہ آپس میں راہ و رسم بڑھ کر اکثر ناجائز باتوں

تک پہنچا کرتے ہیں،

ومن ارتع حول الحصى او شك ان يقع
قیہ اللہ تعالیٰ اعلم۔
جو شخص کسی چراگاہ کے آس پاس جانور چرائے تو
ہو سکتا ہے کہ اس کے اندر گھسے اور چلا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از لکھنؤ احاطہ محمد خان متصل دکان ظہور بخش مسئلہ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب
دامت برکاتہم بروز شنبہ ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۳۳ھ

کافر مرتد مبتدع بد مذہب کو فاسق معین یا اس کو جس کا ان جیسا ہونا قائل کے نزدیک مرتد
ہو کوئی رشتہ مثل باپ دادا نانا بھائی بیٹا وغیرہ خود اپنا کہنا یا کسی اور مسلم کا کہنا حالانکہ ان کو کافر
مرتد وغیرہ جیسے ہیں ویسے ہی مانے یہ کیسا ہے، یا ایسے لوگوں کو ابتداءً سلام کہنا یا ان سے بخندہ
پیشانی پیش آنا ہنسنا بولنا ایسی دوستی رکھنا جیسے دنیا دار بننے بولنے کھیلنے کی رکھتے ہیں اور اسی
سلسلہ میں انھیں تحائف روانہ کرنا یا ان کی ایسی تعظیم کرنا کہ وہ آئیں تو کھڑے ہو گئے تحریراً یا تقریراً
انھیں عنایت فرمایا کرم فرمایا مشفق مہربان یا جناب صاحب کھنڈا اسی طرح کے اور برتاؤ ان سے
برتنا جیسے آج کل شائع ہیں کثرت سے خصوصاً ایسوں میں کے دنیاوی یا اثر لوگوں سے، خلاصہ کلام
یہ کہ ایسے لوگوں سے ایسا برتاؤ جس سے وہ خوش ہوں یا اس میں اپنی تعظیم جانیں اگرچہ فاعل کی نیت
اس خوش یا تعظیم کی ہو یا نہ ہو جبکہ مذہبی نقطہ نظر سے انھیں ان کے لائق قبیح ہی سمجھیں جائز نہیں یا
ناجائز؟ ناجائز تو کس درجہ کی؟ غرض کہاں تک اس حد تک نہیں پہنچتیں کہ فاعل پر بھی خود ان کی
طرح حکم کفر یا بدعت وغیرہ عائد ہو اور اگر یہ باتیں کسی دینی یا دنیاوی غرض کے لئے کریں تو کیا حکم ہے؟
بیٹو اتوجروا۔

الجواب

ان لوگوں کو بے ضرورت و مجبوری ابتداءً سلام حرام اور بلا وجہ شرعی ان سے مخالفت اور
ظاہری ملامت بھی حرام، قرآن عظیم میں قعود معہم سے نہی صریح موجود، اور حدیث میں ان سے
بخندہ پیشانی ملنے پر قلاب سے نورایمان نکل جانے کی وعید افعال تعظیمی مثل قیام تو اور سخت تر
ہیں تو یوں ہیں کلمات مدح۔ حدیث میں ہے،

لے صحیح البخاری کتاب البیوع باب الحلال بین و الحرام بین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۵
صحیح مسلم کتاب المساقات باب اخذ الحلال و ترک الشبهات " " " ۲/۲۸

اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتزله
عرش الرحمن

جب کسی فاسق (مترکب گناہ کبیرہ) کی تعریف کی جائے
تو اللہ تعالیٰ غضبناک ہو جاتا ہے اور اس کی اس
حرکت سے عرش رحمان لرز جاتا ہے (ت)

دوسری حدیث میں ہے اُن میں فاسق کا حکم آسان ہے مطلقاً حرج نہیں اور مصالح دینیہ پر نظر کیجائیگی اور مرتبہ بعدت و اعتراف
بالکل ممانعت اور ضروریات شرعیہ ہر جگہ مستثنیٰ فان الضرورات تبیح المحظورات (اس لئے کہ ضرورتیں
ممنوع کاموں کو مباح کر دیتی ہیں۔ ت) رشتہ بتانے میں مطلقاً حرج نہیں جیسے عمر بن الخطاب و علی
بن ابی طالب مع ان الخطاب و ابی طالب لم یسلما (حضرت عمر خطاب کے بیٹے اور حضرت علی ابی طالب
کے فرزند حالانکہ خطاب اور ابی طالب دونوں مسلمان نہ تھے۔ ت) ان کے ساتھ جو برتاؤ تو لافعل
ممنوع ہے بے ضرورت اُن کا مترکب عاصی ہے اُن کا مثل نہیں جب تک ان کے کفر و بدعت و فسق کو
اچھایا جائے نہ جانے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۲۔ مسئلہ صاحب علی طالب علم ۱۴ صفر المظفر ۱۳۳۵ھ

ایک شخص نے زنا و شراب و سود و غیرہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہے اور نماز و روزہ و زکوٰۃ وغیرہ
افعال نیک بھی کرتا ہے اور علماء و مشائخ سے محبت رکھتا ہے تو اگر بسبب افعال نیک کے ایسے شخص سے
محبت و دوستی و میل جول رکھا جائے تو اُن آیات اور احادیث کا خلاف لازم آتا ہے جس میں فاسق سے
بچنے اور دور رہنے اور بغض رکھنے کا حکم ہے اور اگر بسبب افعال بد کے ایسے شخص سے پرہیز کیا جائے تو اُن
احادیث اور آیات کا خلاف لازم آتا ہے جس میں مسلمانوں سے میل جول رکھنے اور اچھا برتاؤ کرنے کا حکم
ہے تو ایسے شخص سے کیسا برتاؤ کیا جائے؟ یقیناً توجروا۔

الجواب

دو وجہ مختلف سے محبت و بغض جمع ہو سکتے ہیں بلکہ فاسق سے بغض حقیقہً اس کے فعل کی طرف
راجع ہے، نہ ذات کی طرف۔ ایسے شخص سے برتاؤ میں طریقہ سلف مختلف رہا اُس کا مبنیٰ اختلاف احوال
ہے جس فاسق کو یہ جانے کہ نرمی و ایثار سے رو براہ ہو جائے گا وہاں یہی چاہئے جسے یہ جانے کہ شدت
و اعراض سے متاثر ہو کر افعال قبیحہ چھوڑ دے گا وہاں یہی چاہئے اور جس سے کسی طرح امید نہ ہو اس سے
مطلقاً احتراز چاہئے خصوصاً دو شخصوں کو، ایک وہ جو اس کی صحبت بد سے متاثر ہونے کا اندیشہ رکھے

دوسرا وہ کہ عالم و مقتدر ہو کہ اسے اس سے میل جول کرتا ہو ادیکھ کر قلوب عوام سے فسق کی شہادت کم ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۳ مسئلہ دوست خاں فیلبان ریاست سکیت ضلع کانگرہ پنجاب ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ
ایک قوم پہاڑ میں خندیل کہلاتی ہے اس میں ان کے بڑے مسلمانوں سے ملتے جلتے تھے مگر اب یہ
لوگ نہ ملتے ہیں نہ مردہ کی تجویر و تکفین میں مسلمانوں کو بلاتے ہیں بلکہ مثل ہنود کے دار بھی موچھ منڈواتے ہیں نہ کسی
مسلمان سے سلام علیک لیتے ہیں نہ کبھی نماز روزہ ہوتا ہے۔ اب بعض مسلمان ان سے ملتے ہیں، جو ان سے
ملتے ہیں ان کے واسطے کیا حکم ہے؟ فقط

الجواب

یہ لوگ اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور پھر کفر کرتے ہیں تو مرتد ہیں اور ان سے ملنا جلنا مسلمان کو
حرام ہے، جو مسلمان ان سے ملتے ہیں مستحق عذاب ہیں، اور اگر یہ لوگ سرے سے ہندو ہیں مسلمان ہو کر کافر
نہ ہوتے تو ان سے کسی دنیا کے لین دین خرید و فروخت میں اتنا ملنا جائز ہے جتنا ہندو سے، اور اگر
اس سے زائد ملیں اور اپنا دوست ولی بنائیں تو پھر مستحق عذاب ہیں بلکہ سخت تر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۴

بخدمت شمس العلماء راس الفقہاء اعنی جناب مولانا مولوی حاجی مفتی اعظم حضرت مدظلہ العالی!
حضور کی خدمت اقدس میں دست بستہ عرض ہے کہ اگر کوئی قادیانی مسجد کے خرچ کے واسطے روپیہ وغیرہ دے
یا کسی طالب علم یا اور شخص کو مکان پر بلا کر کھانا کھلائے یا بھجودے ان دونوں صورتوں میں کھانا کھانا جائز ہے
یا نہیں؟ یا وہ روپیہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟ بلیو التوجروا۔

الجواب

نہ وہ روپے لئے جائیں نہ کھانا کھایا جائے، اور اس کے یہاں جا کر کھانا سخت حرام ہے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۵

از موضع سرینا ضلع بریلی مسئلہ شیخ امیر علی رضوی ۲۹ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
ایک پٹرول آبپاشی نہر پر دیانی ہے اور ایک ڈاکا خط تقسیم کرنے والا بھی شیعہ ہے، ان شخصوں
سے بات چیت کرنا پڑتی ہے کبھی روٹی کا بھی اتفاق اپنے مطلب کی غرض سے ہوتا ہے اور ان کو اپنا
دشمن ہی سمجھا جاتا ہے میل جول کچھ نہیں کیا جاتا ہے جہاں تک ممکن ہوتا ہے بچتے ہیں اور کام کے وقت بات
کرنا ضرور ہوتی ہے۔

الجواب

اگر یہ امر واقعی ہے کہ قلب میں اُن سے نفرت و عداوت واقعی ہے اور کوئی میل جول نہیں کھاتا نہ ریاضت کے متعلق کوئی بات کہی کر لی جاتی ہے یا کبھی روئی دے دی جاتی ہے جس میں کوئی مصلحت صحیح خیال کی گئی ہو تو حرج نہیں اور اللہ دلوں کا نور جانتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از بزرگمہر ضلع گونڈہ محلہ پور نیاتالاب متصل تیم خانہ مرسلہ نذر محمد آتش باز ۱۷ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شراب خوروں اور چاند بازوں اور غیر مقلدوں کی طرف داری کرنا اور اُن کا ساتھ دینا برابر شست و برخواست رکھنا کیسا ہے، کچھ گناہ ہے یا نہیں؟

الجواب

غیر مقلدوں کا ساتھ اور اُن کی طرف داری کرنا گمراہی و بددینی ہے اور شراب خوروں اور چاند بازوں کی طرف داری اگر اُن کے اس گناہ میں ہے تو سخت عظیم کبیرہ ورنہ بیجا و بد۔

قال اللہ تعالیٰ واما یفسدک الشیطان فلا تقعد بعد الذکر مع القوم الظالمین واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر تمہیں شیطان بھلا دے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از پندول بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفر پور مسئلہ نعمت شاہ خاکی بوڑاہ وہابی غیر مقلد کے گھر شادی بیاہ کرنا، اس کے ساتھ نماز پڑھنا، اس کے گھر کھانا کیسا ہے؟

بقینہ اتوجروا۔

الجواب

وہابی یا غیر مقلد سے میل جول مطلقاً حرام ہے اور اس کے ساتھ شادی بیاہ خالص زنا۔ حدیث میں فرمایا:

لا تأکلواھم ولا تشاربوھم ولا تجالسوھم ولا تصلو معھم ولا تصلو علیھم واللہ تعالیٰ اعلم۔

نہ اُن کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ اُن کے ساتھ پانی پیو، نہ اُن کے پاس بیٹھو نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو نہ اُن کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

لے القرآن الکریم ۶/۶۸

مسئلہ موتی بازار لاہور حاکم علی بی اے ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء
(نقل خط) آقائے نامدار مؤید ملت طاہرہ مولانا وبالفضل اولئنا جناب شاہ احمد رضا خاں صاحب
دام ظلکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پشت ہذا پر کا فتویٰ مطالعہ گرامی کے لئے ارسال کر کے التجا کرتا ہوں کہ دوسری نقل کی پشت
پر اس کی تصحیح فرما کر احقر نیاز مند کے نام بواپسی ڈاک اگر ممکن ہو سکے یا کم از کم دوسرے روز بھیج دیں
انجن حاکم اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس بدو اتوار بتاریخ ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۰ء منعقد ہونا ہے اس
میں یہ پیش کرنا ہے، دیوبندیوں اور پیچروں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے میں کوئی تامل نہیں کیا ہے
ہندوؤں اور گاندھی کے ساتھ موالات قائم کر لی ہے اور مسلمانوں کے کاموں میں روڑا اٹکانے کی ٹھان
لی ہے، اللہ عالم حنفیہ کو ان کے ہاتھوں سے بچائیں اور عند اللہ ماجور ہوں، نیاز مند دعا گو ہے۔

حاکم علی بی اے موتی بازار لاہور

۲۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء

اللہ تعالیٰ نے ہمیں کافروں اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ تولی سے منع فرمایا ہے مگر ابوالکلام
زبردست تولی کے معنی معاملات اور ترک موالات کو ترک معاملات "نان کو آپریشن" قرار دیتے ہیں اور
یہ صریح زبردستی ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کے ساتھ کی جا رہی ہے۔ مذکور نے ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۰ء
کی جنرل کونسل کی کمیٹی میں تشریف لا کر اطلاق یہ کر دیا کہ جب تک اسلامیہ کالج لاہور کی سرکاری امداد بند
نہ کی جائے اور یونیورسٹی سے اس کا قطع الحاق نہ کیا جائے تب تک انگریزوں سے ترک موالات نہیں
ہو سکتی اور اسلامیہ کالج کے لوگوں کو فتویٰ دے دیا کہ اگر ایسا نہ ہو تو کالج چھوڑ دو، لہذا اس طرح سے
کالج میں بے چینی پھیلا دی کہ پھر پڑھائی کا سخت نقصان ہونا شروع ہو گیا علامہ مذکور کا یہ فتویٰ غلط ہے
یونیورسٹی کے ساتھ الحاق رہنے سے اور امداد لینے سے معاملات قائم رہتی ہے نہ کہ موالات جن کے معنی
محبت کے ہیں نہ کہ کام کے جو کہ معاملات کے معنی ہیں مذکور کی اس زبردستی سے اسلامیہ کالج تباہ
ہو رہے ہیں مذکور مولوی محمود حسن صاحب مولوی عبدالحی صاحب تو دیوبندی خیالات کے ہیں زبردستی فتویٰ
اپنے مدعا کے مطابق دیتے ہیں، لہذا میں فتویٰ دیتا ہوں کہ یونیورسٹی کے ساتھ الحاق اور امداد لینا
جائز ہے میرے فتویٰ کی تصحیح ان اصحاب سے کرائیں جو دیوبندی نہیں مثلاً مؤید ملت طاہرہ حضرت مولانا
مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی علاؤ روہیلہ کھنڈ، اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی
مالک مغربی و شمالی۔

الجواب

موالات و مجر و معاملہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے دنیوی معاملات جس سے دین پر ضرر نہ ہو سوا مرتدین مثل وہابیہ دیوبندیہ و اشاعہ کے کسی سے ممنوع نہیں ذمی تو معاملات میں مثل مسلم ہے لہم مالتا و علیہم ما علیہنا (ان کے لئے ہے جو کچھ ہمارے لئے ہے، اور ان پر وہی کچھ لازم ہے جو کچھ ہم پر لازم ہے۔ ت) اور غیر ذمی سے بھی خرید و فروخت، اجارہ، استجارہ، ہبہ، استیہاب بشر و طہا جائز، خریدنا مطلقاً ہر مال کا ہر مسلمان کے حق میں مقوم ہو اور بیچنا ہر جائز چیز کا جس میں اعانت عرب یا امانت اسلام نہ ہو، اسے نوکر رکھنا جس میں کوئی کام خلاف شرع نہ ہو اس کی جائز نوکری کرنا جس میں مسلم پر اس کا استقلال نہ ہو ایسے ہی امور میں اجرت پر اس سے کام لینا یا اس کا کام کرنا بمصلحت شرعی اُسے ہدیہ دینا جس میں کسی رسم کفر کا اعزاز نہ ہو اُس کا ہدیہ قبول کرنا جس سے دین پر اعتراض نہ ہو حتیٰ کہ کتابیہ سے نکاح کرنا بھی فی نفسہ حلال ہے وہ صلح کی طرف جھکیں تو مصالحت کرنا مگر وہ صلح کہ حلال کو حرام کرے یا حرام کو حلال نہ ہو ایک حد تک معاہدہ و موادعت کرنا بھی اور جو جائز عہد کر لیا اُس کی وفاء فرض ہے اور عند عرام الی غیر ذلک من الاحکام (اور اس کے علاوہ باقی احکام۔ ت) درمختار میں ہے

والمرتدة تحبس ابداً ولا تجالس ولا تؤاكل
حتى تسلم ولا تقتل اھ قلت وهو العلة
فانھا تبقى ولا تقنی وقد شملت المرتد
فی اعصارنا و امصارنا فلا متناع
القتل۔

(اسلام سے پھر جانے والی) مرتد عورت ہمیشہ
قید و بند میں رکھی جائے۔ پس اس کے ساتھ نشست
برخواست نہ کی جائے یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے
لیکن وہ قتل نہ کی جائے اھ میں کہتا ہوں یہی وہ
علت ہے جو ہمیشہ باقی رہتی ہے کبھی ختم نہیں ہوتی،
پس ہمارے زمانے اور ہمارے شہروں میں یہی علت مرتد مرد کو بھی شامل ہے اس لئے کہ اسے قتل
نہیں کیا جاسکتا۔ (ت)

محیط میں ہے،

اذا اراد الخروج للتجارة الى ارض العدو
بامانت فان كان اميراً لا يخاف عليه
منه وكانوا قومًا يوفون بالعهد
جب دشمن کے ملک میں اجازت نامہ لے کر پرامن
طور پر کاروبار کرنے کے لئے جائے پھر اگر امیر ایسا
ہو کہ جاننے والے کو اس سے کوئی خوف و خطر نہ ہو

يعرفون بذلك وله في ذلك منفعة
 فلا باس بان يعصيهما له
 اور وہ لوگ بھی وعدہ پورا کرتے ہوں بلکہ ایفائے عہد
 میں مشہور و معروف ہوں، اور اس جانے اور سفر
 کرنے میں اس کا ذاتی فائدہ بھی ہو تو اس کے جانے میں کچھ مضائقہ اور حرج نہیں۔ (ت)
 ہندیہ میں ہے:

اذا اراد المسلم ان يدخل دار الحرب
 بامان للتجارة لم يمنع ذلك منه و
 كذلك اذا اراد حمل الامتعة اليهم
 في البحر في السفينة
 جب کوئی مسلمان دار الحرب میں امان لے کر تجارت
 کے لئے داخل ہو تو اسے اس سفر سے نروکا جائے
 اور یہی حکم ہے جب کوئی شخص بحری بیڑے میں سامان
 لاؤ کر ان کی طرف جانا چاہے (تو اسے بھی اس سفر
 سے نروکا جائے)۔ (ت)

اُسی میں ہے:

قال محمد لا باس بان يحمل المسلم
 الى اهل الحرب ما شاء الا السلاح
 والسلاح فان كان خيرا من ابرليس او
 شيئا باقيا من القنز فلا باس با دخالها
 اليهم ولا باس با دخال الصفر والشبهة
 اليهم لان هذا لا يستعمل للسلاح
 مضائقہ نہیں اس لئے کہ اسلحہ مذکورہ ہتھیاروں کے لئے استعمال نہیں کی جاتیں۔ (ت)
 اُسی میں ہے:

لا يمنع من ادخال البغال والحمير والثور
 والبعير
 خچر، گدھے، بیل اور اونٹ وغیرہ لے جانے سے
 نروکا جائے۔ (ت)

۱۸۹/۲	نورانی کتب خانہ پشاور	الباب الاول	کتاب السیر	لہ فتاویٰ ہندیہ
۲۳۳/۲	"	الباب السادس	"	"
۲۳۳/۲	"	"	"	"
۲۳۳/۲	"	"	"	"

فتاویٰ امام طاہر بخاری میں ہے :
مسلم آجر نفسه من مجوسی لا یاس یہ

اگر کوئی مسلمان کسی آتش پرست کی فوکری کرے تو
اس میں کوئی حرج نہیں۔ (ت)

ہدایہ میں ہے :

من ارسل اجیرا له مجوسیا او خادما
فاشتوی لحما فقال اشتريتہ من
یہودی او نصرانی او مسلم و اكلہ

اگر کسی نے اپنا آتش پرست مزدور یا خادم بھیج
پھر اس نے گوشت خریدا (پوچھنے پر) اس نے کہا
میں نے یہ یہودی یا عیسائی یا مسلمان سے خریدا
(تو اسے سچا سمجھ کر) وہ گوشت کھایا جائیگا (ت)

درمختار میں ہے :

الکافر یجوز تقلیدہ القضاء لی حکم بہ
اہل الذمۃ ذکرہ الزیلعی فی التحکیم

اہل ذمہ پر حکم دینے میں کافر کے فیصلہ کی تقلید
اور اتباع کرنا جائز ہے، چنانچہ علامہ زلیعی نے
بحث تحکیم میں اس کو بیان فرمایا ہے۔ (ت)

محیط میں ہے :

قال محمد ما یبعثہ ملک العدو من الہدیۃ
الی امیر جیش المسلمین او الی الامام
الاکبر و هو مع الجیش فانہ لا یاس
یقبولہا یصیر فیئاً للمسلمین و کذلک
اذ اھدی ملکھم الی قائد مت قواد
المسلمین لہ منعة ولو کان اھدی الی واحد
من کبار المسلمین لیس لہ منعة یختص
ہو بہا

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دشمن کا بادشاہ اسلامی
لشکر کے امیر یا امیر اکبر کو جو کچھ تحفہ و ہدیہ بھیجے جبکہ
وہ لشکر میں ہو تو اس کو قبول کرنے میں کچھ حرج نہیں
اور وہ اہل اسلام کے لئے مال غنیمت ہو جائیگا
یونہی ان کا بادشاہ مسلمانوں کے کسی ایسے قائد کو
ہدیہ بھیجے کہ جس میں قوت و زور ہو (تو اس کو لینے میں
بھی کوئی حرج نہیں) اور اگر وہ مسلمانوں کے کسی بڑے
فرد کو ہدیہ پیش کرے کہ جس میں قوت و دفاع نہ تو وہ پھر
اس کے لئے مختص ہوگا۔ (ت)

۱۴۹/۳	مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ	الفصل العاشر	کتاب الامارات	لہ خلاصۃ الفتاویٰ
۴۵۱/۴	مطبع یوسفی بکھنؤ	فصل فی الاکل والشرب	کتاب الکراہیۃ	لہ الہدایۃ
۴/۲	مطبع مجتہاتی دہلی	کتاب القضاء		لہ درمختار

اُسی میں ہے:

اگر اسلامی فوج دار الحرب میں داخل ہو، پھر ان کا امیر دشمن کے حکمران کو کوئی ہدیہ پیش کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ اور اسی طرح اگر امیر سرحد اسلامی دشمن کے بادشاہ کو کوئی ہدیہ پیش کرے اور دشمن کا بادشاہ اسلامی امیر کو کوئی تحفہ و ہدیہ پیش کرے (تو دونوں صورتوں میں کچھ مضائقہ نہیں) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور مسلمان پارسا عورتیں، اور ان لوگوں کی پارسا عورتیں جن کو تم سے پہلے کتاب عطا ہوئی (یعنی اہل کتاب یہودی اور عیسائی) جب تم انہیں ان کے مہر ادا کرو (تو پھر ان دونوں سے عقد نکاح کرنا جائز ہے) اور اس کی پوری تحقیق ہمارے فتاویٰ میں مذکور ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر وہ صلح کے لئے جھک جائیں تو پھر تم بھی اس کے لئے جھک جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، مگر وہ شرک کر نیوالے کہ جن سے تم نے معاہدہ کیا پھر انہوں نے تم سے کوئی کمی نہ کی اور تم پر کسی کو

لو ان عسکرا من المسلمین دخلوا دار الحرب فاهدی امیرہم الی ملک العدو وهدیۃ فلا بأس بہ وکذلک لو ان امیر الثغور اهدی الی ملک العدو وهدیۃ واهدی ملک العدو الیہ ہدیۃ وقال اللہ تعالیٰ والی المحصنات من الذین اتوا الکتاب من قبکم اذا اتیتھن اجورھن وتمام تحقیقہ فی فتاویٰ و قال تعالیٰ وان جنحوا للسلام فاجنم لھما وقال تعالیٰ الا الذین عاہدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظاہروا علیکم احدا فاتموا الیہم عہدہم الی مدتہم ان اللہ یحب المتقین وقال تعالیٰ وادفوا بالعہد ان العہد کان مسئولا وعندہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الصلح جائز بین المسلمین الا صلحا احل حراما او حرم حلالا وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ

۲۳۶/۲	الباب السادس الفصل الثانی نورانی کتب خانہ پشاور	کتاب السیر	۵/۵	۱۰ فتاویٰ ہندیہ
			۶۱/۸	۱۱ القرآن الکریم
			۴/۹	۱۲ " "
			۳۳/۱۴	۱۳ " "
				۱۴ المعجم الکبیر
۲۲/۱۴	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	حدیث ۳۰		

وسلم لا تغدروا۔

غلبہ نہ دیا۔ پھر ان سے ان کی طے شدہ مدت تک ان سے کیا ہوا وعدہ پورا کرو بیشک اللہ تعالیٰ ڈرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (لوگو!) وعدہ پورا کرو اس لئے کہ وعدے کے بارے میں (اللہ تعالیٰ کے ہاں) باز پرس ہوگی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ صلح مسلمانوں کے درمیان جائز ہے، مگر وہ صلح جو حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرائے (ایسی جائز نہیں) اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: (لوگو!) دھوکہ بازی نہ کیا کرو۔ (ت)

وہ الحاق و اخذ امداد اگر نہ کسی امر خلاف اسلام و مخالفت شریعت سے مشروط نہ اس کی طرف منجر، تو اس کے جواز میں کلام نہیں۔ ورنہ ضرور ناجائز و حرام ہوگا۔ مگر یہ عدم جواز اس شرط یا لازم کے سبب سے ہوگا نہ بر بنائے تحریم مطلق معاملات جس کے لئے شرع میں اصلاً نہیں اور خود ان مانعین کی طرز عمل ان کے کذب دعویٰ پر شاہد، ریل تار ڈاک سے تمتع کیا معاملات نہیں۔ فرق یہ ہے کہ اخذ امداد میں مال لینا ہے اور ان کے استعمال میں دینا عجب کہ مقاطعت میں مال دینا حلال اور لینا حرام، اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ریل تار ڈاک ہمارے ہی ملک میں ہمارے ہی روپے سے بنے ہیں، بسن اللہ! امداد تعلیم کا دوسرا نام کیا انگلستان سے آتا ہے وہ بھی یہیں کا ہے تو حاصل وہی ٹھہرا کہ مقاطعت میں اپنے مال سے نفع پہنچانا مشروع اور خود لینا ممنوع۔ اس الٹی عقل کا کیا علاج۔ مگر اُس قوم سے کیا شکایت جس نے نہ صرف شریعت بلکہ نفس اسلام کو پلٹ دیا۔ مشرکین سے وداد بلکہ اتحاد بلکہ غلامی و انقیاد فرض کیا۔ خوشنودی ہنود کے لئے شعار اسلام بند اور شعار کفر کا ماتھوں پر علم بلند۔ مشرکین کی جے پکارتا ان کی حمد کے نعرے مارنا انھیں اپنی اُس حاجت دینی میں جسے نہ صرف فرض بلکہ مدارِ ایمان ٹھہراتے ہیں یہاں تک کہ اس میں شریک نہ ہونے والوں پر حکم کفر لگاتے ہیں اپنا امام و ہادی بنانا مسجد میں مشرک کو لے جا کر مسلمانوں سے اونچا کھڑا کر کے واعظ مسلمان ٹھہرانا مشرک کی ٹٹنٹکی کندھوں پر اٹھا کر مرگھٹ میں لیجانا مسجد کو اس کا ماتم گاہ بنانا اس کیلئے دعائے مغفرت و نماز جنازہ کے اشتہار لگانا وغیرہ وغیرہ ناگفتہ بہ افعال موجب کفر و مورث ضلال، یہاں تک کہ صاف لکھ دیا کہ اگر اپنے ہندو بھائیوں کو راضی کر لیا تو اپنے حند کو راضی کر لو گے، صاف لکھ دیا کہ ہم ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہیں جو ہندو و مسلم کا امتیاز اٹھا دے گا اور سنگم پریاگ کو مقدس علامت ٹھہرا دے گا صاف لکھ دیا کہ ہم نے قرآن و حدیث کی تمام عمر بت پرستی

۱۔ مسند احمد بن حنبل عن بریدۃ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/۳۵۸

تشار کردی یہ ہے موالات یہ ہے حرام، یہ ہیں کفریات، یہ ہے ضلال تام فسیح مقلب القلوب
والابصار ولا حول ولا قوة الا بالله الواحد القهار (پاک ہے دلوں اور آنکھوں کا پھیرنے
والا، گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت کسی میں نہیں بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ یکتا اور سب سے
زبردست مدد فرمائے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

ظلم و ایذائے مسلم و ہجران و قطع تعلق

مسئلہ ۱۰۹ ۹ ربیع الآخر ۱۳۶۰ھ الشہر کتبہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے گھر کسی تقریب میں گائے ذبح کی اور
عمرو نے باوجودیکہ مرد مسلمان ہے گائے ذبح کرنے کو منع کیا اور جھگڑا کیا یہاں تک کہ زید پر نالاش کر دی
یہ فعل عمرو کا موافق شرع شریف کے کیسا ہے؟ بیعتوا تو جوہر (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

شرعاً وہ مرتکب گناہ ہوا اور نہ صرف حق اللہ بلکہ حق العبد میں بھی مبتلا اس پر فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ
سے توبہ کرے اور زید سے اپنا قصور معاف کرائے۔

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے
کہ اسلام میں نہ کوئی دکھ ہے نہ دوسرے کو
دکھ پہنچانا۔ (ت)

سائل منظر کہ وہ ایسی جگہ نہ تھی جہاں قانوناً گائے ذبح کرنا حرم ہو بلکہ وہاں ہمیشہ سے قربانی ہوتی ہے تو اس صورت میں عمرو کی ممانعت ہرگز اس پر محمول نہیں ہو سکتی کہ اپنے بھائی مسلمان کو حضرت قانونی سے بچانا چاہتا تھا بلکہ محض قصہ ایذا و اضرار تھا اور نالاش کرنا اس پر دلیل واضح کما لا یخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱ صفر ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سے محرم کے تخت بنانے میں چندہ کی شرکت کو کہا گیا دس دس آنے سب پر ڈالے تھے اس نے بھی دے مگر کہا ہم اپنے ذمہ اس کی کرنے باندھیں گے اگر چاہیں گے دیں گے اور جتنا چاہیں گے دیں گے، اس پر لوگوں نے اسے برادری سے نکال دیا اور حقہ پانی ڈال دیا اور کچھ ابو حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کا اُس نے پکا کر مسلمانوں میں تقسیم کیا وہ لوگوں کو نہ لینے دیا اور کہا یہ بھنگی کے یہاں کا ہے، اس صورت میں شرع کا کیا حکم ہے؟ بیتوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

صورت مذکورہ میں اُس شخص کے ذمہ جو الزام برادری والوں نے قائم کیا شرع کی رو سے باطل ہے وہ اس الزام سے بری ہے بلکہ اس وجہ سے جو لوگ اُسے چھوڑتے اور برادری سے نکالتے ہیں وہ گنہگار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تهاجروا ولا تتدابروا ولا تباعضوا ولا تنافسوا وكونوا عباد الله اخوانا۔
لوگو! ایک دوسرے کو نہ چھوڑو اور نہ ایک دوسرے سے پیٹ پیچھو اور نہ آپس میں بغض و کینہ رکھو اور نہ ایک دوسرے پر فخر کرو (اور نہ مقابلہ کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ کے بند و آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ ت)

دوسرا الزام اُن لوگوں پر یہ ہے کہ ایک فضول و بیجا کام میں شرکت سے انکار پر یہ تشدد کیا اور نیاز میں کہ مقبول و محمود کام ہے رخنہ ڈالا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از ملک بنگالہ ضلع نواکھالی مرسلہ مولوی عبد الباری صاحب ۲۳ شعبان ۱۳۲۰ھ
ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ کا کیا فرمان ہے۔ ت) کہ

ایک شخص مالِ قییم زبردستی تمام اپنے صرف و خرچ میں لاتا ہے اور بچپا رہ قییم حالانکہ اس کے پاس اور کچھ نہیں تھا سوائے اس جائداد کے جو اس شخص نے ظلماً لی دوسروں سے مانگ کر کھاتا ہے اور بہر اوقات کرتا ہے اور وہ شخص حیلہ و حوالہ کرتا ہے اور مشہور علم داں ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ حج بھی کیا ہے، یہ اعمال اس کے ایسی حالت میں مقبول ہونگے یا نہیں و دیگر عبادات بھی؟ اور نیز اس شخص سے سلام کلام یعنی طرہیت اہل اسلام برتنا چاہئے یا نہیں؟ قرآن پاک و احادیث صحیح مع سند بیان فرمائیے۔ بتینواتوجروا۔

الجواب

ایسا شخص سخت ظالم فاجر مرتکب کبار، مستحق عذابِ نار و غضبِ جبار ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ان الذین یا کلون اموال الیتامی ظلماً انما یا کلون فی بطونہم نارا و سیصلون سعیراً۔
بیشک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور قریب ہے کہ دوزخ کی بھڑکتی آگ میں جائیں گے۔

قبول عمل و عبادت ہر شخص کا حق سبحانہ و تعالیٰ کے اختیار ہے، ہاں اس ناپاک سے جو عبادت مالی کرے گا ہرگز قبول نہ ہوگی۔ حدیث میں ہے: ان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب۔
بیشک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے۔ (ت)

حج بھی اگر اسی روپے سے کیا تو مستحق مردودی ہے۔ حدیث میں ہے: جو حرام مال سے حج کو جائے جب لبیک کے فرشتہ اُسے جواب دیتا ہے: لا لبیک ولا سعیدک وحجک مردود علیک
نہ تیری لبیک قبول، نہ خدمت قبول اور تیرا حج تجھ پر مردود ہے یہاں تک کہ تو یہ مال حرام جو تیرے پاس سے واپس دے۔

۱۔ القرآن الکریم ۱۰/۴
۲۔ سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب صلوٰۃ الاستسقاء دار المعرفۃ بیروت ۳۴۶/۲
۳۔ تحف السادة المتقين کتاب اسرار الحج الباب الثالث " " " ۲۳۱/۴
کنز العمال حدیث ۱۱۸۹۱ مؤستہ الرسالہ بیروت ۲۲/۵
العلل المتناہیۃ حدیث فی الحج بمال حرام حدیث ۹۳۰ دار نشر الکتب الاسلامیہ مصر ۴۵/۲

ایسے شخص سے ابتداً اسلام ناجائز و گناہ ہے۔ درمختار میں ہے؛
يَكْرَهُ السَّلَامُ عَلَى الْفَاسِقِ لَوْ مَعْلَنًا۔ جو کوئی اعلانیہ فاسق ہوا سے سلام دینا مکروہ

ہے۔ (د ت)

مسلمانوں کو ایسے شخص سے میل جول رکھنا، اُس کے پاس موافقت کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا نہ چاہئے،
کہیں اُس کی آگ اُن میں بھی سرایت نہ کرے۔ قال اللہ تعالیٰ؛

وَمَا يَنْبَغِيكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِ
مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔ اگر تجھے شیطان بُھلا دے تو یاد آئے پر پاس
نہ بیٹھ ظالموں کے۔

وقال تعالیٰ؛

وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَمَا تَقْسِمُ النَّاسُ۔
ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں آگ چھوئے۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۱۲ مسئلہ فرحت اللہ صاحب از بدایون ۲۹ محرم ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص معزز یا وقعت ہے اور
علم بھی رکھتا ہے اور نیز روزہ نماز کا بھی پابند ہے اُس کی نسبت چند معزز اشخاص و ایک ہندو حکام اعلیٰ
کے روبرو جن کے نزدیک وہ شخص یا وقعت سمجھا گیا یہ لفظ ایک توہین کے ساتھ کہنا کہ یہ شخص قوم کا جولاہر ہے
یہ کہنا بروئے شرع شریف کیسا ہے؟ اور نیز ایسا کہنے والا گنہگار ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کس درجہ کا
گنہگار ہے؟ جواب سے تشفی بخشنے۔ بیّنوا تو جروا۔

الجواب

اگر وہ شخص واقع میں قوم کا جولاہر نہیں تو کذب ہوا افترا ہوا، مسلمان کی ناحق ایذا ہوئی، کہنے
والا متعذد و کبار کا مرتکب ہوا، حق العبد میں گرفتار اور مستحق عذاب بنا رہا۔ اُس پر فرض ہے کہ توبہ کرے
اور اُس شخص سے اپنی خطا کی معافی چاہے ورنہ طینۃ الجنّال میں روکا جائے گا حتیٰ یا قی بنفاد ما قال
یہاں تک کہ جو بات کہی اُس کا ثبوت لائے، اور جبکہ بات خلاف واقع ہے تو اس کا ثبوت کہاں سے

لائے گا۔ طینۃ الجنان اُس آگ سے زیادہ گرم اور کھولے ہوئے پیپ اور لہو کی نہر کا نام ہے جو دوزخیوں کے منہ سے لے کر جمع ہوگی والعیاذ باللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ ت) اور اگر واقع میں وہ شخص جولاہا تھا مگر اُس کے اظہار میں اُس وقت کوئی مصلحت شرعی نہ تھی صرف اُس کی ایذا و تفضیح مقصود تھی جب بھی یہ شخص گنہگار ہوا، توبہ کرنا اور اُس سے معافی چاہنا اب بھی فرض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اذی مسلماً فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔
جس نے کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی (طبرانی نے کبیر میں اس کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ ت)

اور اگر اُس کے اظہار میں کوئی مصلحت شرعی تھی اور بات واقعی تھی تو اس قائل پر کوئی الزام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۳۱۱ از لکھنؤ امین آباد مسئلہ سید رکبت علی صاحب بریلوی شنبہ ۲۵ شوال ۱۳۳۲ھ
کسی سید کو صحیح النسب سید نہ کہنا بلکہ اس کو ناجائز پیشہ وروں (میراثی وغیرہ) سے مثال دینا کیسا ہے اور اس مثال دینے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور سید کی بے توقیری کرنیوالا گمراہ بد مذہب ہے یا نہیں؟ فقط۔

الجواب

سُنی سید کی بے توقیری سخت حرام ہے، صحیح حدیث میں ہے:
ستة لعنتهم لعنتهم اللہ وکل نبی مجاب
الزائد فی کتاب اللہ والمکذوب بقدر اللہ
والمستحل من عترتی ما حرم
اللہ الحدیث۔
چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی اللہ ان پر
لعنت کرے، اور نبی کی دعا قبول ہے از الجملہ
ایک وہ جو کتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ
بڑھائے اور وہ جو خیر و شر سب کچھ اللہ کی تقدیر سے

ہونے کا انکار کرے اور وہ جو میری اولاد سے اس چیز کو حلال رکھے جو اللہ نے حرام کیا۔

لے کنز العمال حدیث ۴۳۰۳ ۱۶/۱ و المعجم الاوسط حدیث ۲۶۳۲ ۴۴۳/۴
۲ سنن الترمذی کتاب القدر حدیث ۲۱۶۱ دار العنکبروت ۶۱/۴

اور ایک حدیث میں کہ ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

من لم يعرف حق عتوقی فلاحدی ثلث
جو میری اولاد کا حق نہ پہچانتے وہ تین باتوں میں سے
ایک سے خالی نہیں، یا تو منافق ہے یا عوامی یا
حیضی بچہ۔

مجمع الانہر میں ہے :

من قال لعالم عویلم اولعوی علیوی استخفافا
جو کسی عالم کو مولویا یا سید کو میر و اُس کی تحقیر
کے لئے کہے وہ کافر ہے۔

اور اس میں شک نہیں جو سید کی تحقیر بوجہ سیادت کرے وہ مطلقاً کافر ہے اُس کے پیچھے نماز
محض باطل ہے ورنہ مکروہ، اور جو سید مشہور ہو اگرچہ واقعیت نہ معلوم ہو اُسے بلا دلیل شرعی کہہ دینا
کو یہ صحیح النسب نہیں اگر شرائط قذف کا جامع ہے تو صاف کبیرہ ہے اور ایسا کہنے والا اشی کوڑوں کا
سزاوار اور اس کے بعد اس کی گواہی ہمیشہ کو مردود، اور اگر شرط قذف نہ ہو تو کم از کم بلا وجہ شرعی
ایذائے مسلم ہے اور بلا وجہ شرعی ایذائے مسلم حرام۔ قال اللہ تعالیٰ :

والذین یؤذون المؤمنین و المؤمنات
بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا و
اشما مینا۔

جو لوگ ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں بغیر
اس کے کہ انھوں نے (کوئی معیوب کام) کیا ہو
ان کا دل دکھاتے ہیں تو بیشک انھوں نے اپنے
سر پر بہتان باندھنے اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھالیا (ات)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من اذی مسلماً فقد اذانی و من اذانی
فقد اذی اللہ۔

جس نے بلا وجہ شرعی سستی مسلمان کو ایذا دی اُس
نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے
اللہ عز و جل کو ایذا دی۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ عنہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰۴/۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت حدیث ۳۴۱۹۹

۲۹۵/۱ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب المرتد ثم ان الفاظ الکفر انواع دار احیاء التراث العربی بیروت

۵۸/۳۳ القرآن الکریم

۳۶۳۳ حدیث ۳۴۳۳ مکتبۃ المعارف ریاض

حرامی کہنا کہ جس میں اُسے ایذا ہو جائے نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر عقب کو توالی مسئلہ قصیر حسین ۷ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے ایک تایا ہے اور ایک بہن ہے، زید کے تایا اور زید کے والدین ہمیشہ رنج رہی یہاں تک کہ زید کے والد کا انتقال ہو گیا مگر زید کے والد اپنے بھائی سے ملے نہیں۔ زید اپنے والد کے مرنے کے بعد اپنے تایا سے اور اپنی ہمیشہ سے ملتا رہا، پھر زید کی والدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد زید کی بہن اور تایا کے درمیان سخت رنجش ہو گئی۔ اب زید کی بہن اپنے سگے بھائی زید سے یہ کہتی ہے کہ تم اگر اپنے تایا سے ملو گے تو میں تم سے نہیں ملوں گی اگر مجھ سے ملنا منظور ہے تو اپنے تایا سے مت ملو۔ اب زید کی شادی کا وقت آیا اور زید اپنی بہن کا ایک ہی بھائی ہے اگر زید اپنی بہن کا کہنا نہیں کرتا ہے تو زید کی بہن کو انتہا درجہ کا صدمہ ہوتا ہے۔ چونکہ اس کے والدین کا انتقال ہو چکا ہے اور یہ ایک ہی اس کے بھائی ہے اور وہ اُس کی شادی میں شریک نہیں ہو سکتی بوجہ تایا کی شرکت کے ایسی حالت میں زید کو کیا کرنا چاہئے یعنی زید کو اپنی بہن کا کہنا اور خوشی کرنا چاہئے اور اپنی بہن کو شادی میں شریک کرنا چاہئے یا اپنے تایا کو، اور اپنی بہن کو چھوڑنا چاہئے یا اپنے تایا کو، کیونکہ زید بغیر اپنے تایا کو چھوڑے ہوئے اپنی بہن کا دل خوش نہیں کر سکتا اور نہ اس کی بہن شادی میں شریک ہو سکتی ہے۔

الجواب

بہن اور چچا دونوں ذی رحم محرم ہیں کسی سے قطع کرنا اس کو جائز نہیں اُسے چاہئے اپنی بہن کو جس طرح ممکن ہو راضی کرے اگر چہ یوں کہ خفیہ اپنے چچا کو شادی میں شریک ہونے کی دعوت دے اور اپنی بہن سے کہہ دے کہ مجھے ہر طرح تیری خاطر منظور ہے نہ اُن کو بلاؤں گا نہ شریک کروں گا اتنا تجھ سے چاہتا ہوں کہ وہ اگر اپنے آپ آجائیں تو اُس پر مجھ سے ناراض نہ ہو کیونکہ وہ تیرے اور میرے دونوں کے باپ کی جگہ میں غیر آدمی بے بلائے ہوئے آجائیں تو اُن کو نکالنا بے تہذیبی ہے نہ کہ باپ کو، غرض جھوٹے سچے فقرے ملا کر دونوں کو راضی کر سکے اور اس پر اجر پائے گا میں اُن کو نہ بلاؤں گا۔ مراد یہ رکھے کہ میں خود اُن کو بلائے نہ جاؤں گا اگرچہ آدمی یا رقعہ بھجوں، آپ چلے آنے سے یہ مراد رکھے کہ وہ اپنے پاؤں سے چلے آئیں نہ یہ کہ میں اٹھا کر لاؤں، غرض پہلو دار بات کہے جھوٹے سچے فقرے سے مراد یہی ہے کہ اُس کا ظاہر جھوٹ اور مرادی معنی سچ۔

حدیث میں فرمایا :

ان فی المعاصی نصف لمن دوحۃ عن بیشک اشاروں میں گفتگو کرنے میں سے جھوٹ

الكذب لله والله تعالى اعلم۔ سے آزادی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (د)

مسئلہ ۱۱۱۱ از آگرہ سید بارہ عالم گنج مرسلہ تاج محمد صاحب اشوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ زیر شخص تارک صوم و صلوٰۃ، غاصب، سخت جابر و ظالم زبردست قابو یافتہ ہے وہ چاہے جس کا مال جبراً خرید لیتا ہے اور پورا روپیہ نہیں دیتا ہے ہزار بار پیہ لوگوں کا مار دیکھا ہے عام لوگ نالاں ہیں اور سخت ظلم یہ ہے کہ جن بندگانِ حسد کو اپنی مرضی کے خلاف پاتا ہے تو اپنے میل کے دس پانچ اشخاص جمع کر کے چلبے جس کا کاروبار بازار نکاح شادی برادری سے خارج کر کے سب بند کر دیتا ہے کہ جو باعثِ اشد ایذا رسانی و آبروریزی بدنامی سنگی گرسنگی ہتک حرمت کا ہوتا ہے چونکہ جس شخص کا جو پیشہ ہوتا ہے وہ اپنے گزراوقات اُس پیشہ سے کرتا ہے جب پیشہ بند ہو جاتا ہے تو وہ مظلوم مع اپنے متعلقین کے فاقہ کشی کے تباہ و برباد ہو جاتا ہے حالانکہ تمام برادری کے لوگ اس سے نالاں ہیں لیکن خوفِ دم نہیں مارتے خاموش ہیں اس لئے کہ سوال یہ ہے کہ:

(۱) یہ کہ ایسا شخص ظالم جابر جہول بحکمِ خدا و رسول عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس کس سزا کا سزاوار ہے؟

(۲) یہ کہ جابر ظالم کے مددگار ان کہ جن کے زور ظلم ظالم کرتا ہے کس کس حکم کے لائق ہیں؟

(۳) دیگر اہل برادری ایمان داران کو ظالم جابر کا ناحق ماننا چاہئے یا اُس کا حکم بجرمِ زنا و شراب خوری جبر و ظلم کے اُس کو برادری اسلام سے خارج کرنا اور اس سے سلام میل جول خوردنوش لین دین ترک کرنا واجب تھا یا کیا اور اُس کے ساتھی و مددگار ان کو ظالم سے توبہ کر کے حقارت واجب ہے یا کیا؟

(۴) جو لوگ فتویٰ سن کر عمل نہ کریں ضد و ہٹ کریں مظلوم کی داد رسی نہ کریں حکمِ ظالم کو خدا و رسول پر ترجیح دیں ان کے واسطے کیا حکم ہے؟

الجواب

(۱) جس شخص میں امور مذکورہ سوال ہوں وہ مستحقِ عذابِ نار و غضبِ جبار و لعنتِ پروردگار ہے والیبا ذلہ تعالیٰ، وہ اللہ و رسول کو ایذا دیتا ہے اور اللہ و رسول کا ایذا دینے والا فلاح نہیں پاتا۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

ان الذین فتنوا المؤمنین و المؤمنات ثم
لم یتوبوا فلهم عذاب جہنم و لهم عذاب
الحریق ۱۰
بیشک جن لوگوں نے مسلمان مردوں عورتوں کو فتنے
میں ڈالا پھر توبہ نہ کی ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے
اور ان کے لئے آگ کا عذاب۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی
فقد اذی اللہ ۱۱
جس نے ناحق کسی مسلمان کو ایذا دی بیشک اُس نے مجھے
ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ
عز وجل کو ایذا دی۔

اللہ عز وجل فرماتا ہے :
اللعنة الله على الظالمين ۱۲
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
الظلم ظلمات يوم القيامة ۱۳
واللہ تعالیٰ اعلم۔
سُننا ہے اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔
ظلم ظلمات یوم القیامۃ۔

(۲) ظلم کے مددگار ظالم ہیں اور اس سے بڑھ کر عذاب و غضب لعنت کے سزاوار۔ اللہ
عز وجل فرماتا ہے :

لا تعاونوا علی الاثم و العداوات ۱۴
تم پر حرام ہے کہ گناہ اور حد سے بڑھنے میں ایک دوسرے
کی مدد کرو۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
من مشی مع ظالم ليعينه و
هو يعلم انه ظالم فقد خرج من الاسلام ۱۵
جو دیدہ و دانستہ کسی ظالم کے ساتھ اُسے مدد
دینے چلا وہ اسلام سے نکل گیا (اس کو

۱۰ القرآن الکریم ۸۵/۱۰
۱۱ المعجم الاوسط حدیث ۳۶۳۲ مکتبۃ المعارف الرياض ۳۷۳/م
۱۲ القرآن الکریم ۱۱/۱۸
۱۳ صحیح البخاری کتاب المظالم باب الظلم ظلمات يوم القيامة قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۳۱/۱
۱۴ القرآن الکریم ۲/۶

رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر والاضیاء
فی صحیح المختار عن اوس بن
شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ - و اللہ
تعالیٰ اعلم۔
طبرانی نے معجم کبیر میں اور ضیاء نے صحیح المختار میں
اوس بن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا۔ (ت)
واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ہاں مددگاروں پر فرض ہے کہ توبہ کریں اور اُس کی مدد سے جدا ہوں اللہ عزوجل قرآن کریم
میں کسی مسلمان کے ساتھ مسخرگی کرنے، اس پر طعن کرنے، اُس کا بُرا لقب رکھنے سے منع کر کے فرماتا ہے:
وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ
جو ان باتوں سے توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔
ان باتوں کو افعال مذکورہ سوال سے کیا نسبت، جو ان میں مدد سے توبہ نہ کریں کیسے سخت درجے
کے ظالم ہیں گے۔ اہل برادری یا کسی مسلمان کو ظالم کا حکم اس کے ظلموں میں ماننا جائز نہیں۔ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا طاعة لاحد فی معصیة اللہ تعالیٰ
اور ظالم باز نہ آئے تو مسلمانوں کو چاہئے اُسے برادری سے نکال دیں اُس سے میل جول چھوڑ دیں اس
کے پاس نہ بیٹھیں کہ اس کی آگ انہیں بھی نہ پھونک دے۔ اور فرماتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ:
وَمَا يَنْبِيْنُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِی
مع القوم الظالمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم
اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے
پاس نہ بیٹھ۔ (ت)
(۴) جو مظلوم کی وادری پر قادر ہو اور نہ کرے تو اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ حدیث
میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اغتیب عندہ اخوہ المسلم فذلہ ینصرہ
وہو ینستطیع نصرہ ادرکہ اللہ تعالیٰ فی
الدنیا والآخرۃ۔ رواہ ابن ابی الدنیا فی
جس کے سامنے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے
اور یہ اُس کی مدد پر قادر ہو اور نہ کرے اللہ تعالیٰ
اسے دنیا و آخرت دونوں میں ذلیل کرے گا۔ اس کو

المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	حدیث ۶۱۹	المعجم الکبیر للطبرانی
۲۲۴/۱		۱۱/۴۹
دار الفکر بیروت	کتاب معرفۃ الصحابۃ	المستدرک للحاکم
۱۲۳/۳		۶۸/۶
		القرآن الکریم

ذم الغيبة وابن عدی فی الکامل عن
 انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 محدث ابن ابی الدنیا نے ذم الغيبة میں اور ابن عدی
 نے الکامل میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے روایت کیا۔ (ت)

اور حکم سن کر گناہ پر ہٹ کرنا استحقاق عذاب نار ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :
 واذا قيل له اتق الله اخذته العزة
 بالاثم فحسبه جهنم وبئس المهاد۔
 جب اس سے کہا جائے اللہ سے ڈر تو اسے
 گناہ کی ضد چرٹے ایسے کو جہنم کافی ہے اور کیا برا
 ٹھکانا۔

ابلیس کی پیروی سے حکم خدا و رسول پر نہ چلنا اور ظالم کے حکم پر چلنا گناہ ہے کبیرہ ہے استحقاق جہنم
 ہے مگر کوئی مسلمان کیسا ہی فاسق فاجر ہو یہ خیال نہیں کرتا کہ اللہ و رسول کے حکم پر اس کے حکم کو ترجیح ہے
 ایسا سمجھے تو آپ ہی کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۱۲۱ از تاتھ دوارہ ریاست اودے پور ملک میواڑ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو قطع رحم اپنی اولاد
 سے رکھنا اس کی بیماری میں اس کی عیادت و نان نفقہ کی خبر و علاج و معالجہ کی تدبیر کرنا اور بعد مر جانے کے
 سامان تجبیز و تکفین میں شریک نہ ہونا اور کفن وغیرہ غیر شخص کا اللہ نام دینا حتی المستدر اپنے پاس
 ہوتے ہوئے یہ برتاؤ اپنی اولاد کے ساتھ کرنا ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے چونکہ یہ شخص علم فقہ و حدیث سے
 بھی واقفیت رکھتے ہیں اور پسند و وعظ کو بھی لوگوں کو کہا کرتے ہیں مگر اپنا عمل خلاف شرع آتا ہے
 ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے؟ اس کا جواب باصواب مع حدیث فقہ و آیت کلام کے تحریر فرمائیں
 خدا تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

الجواب

اگر اس کا نفقہ شرعاً باپ پر لازم تھا مثلاً نابالغ بچہ یا لڑکی جس کی شادی نہ ہوئی یا جوان لڑکا
 کہ کچھ کمانے پر قادر نہیں اس کو نفقہ نہ دیا تو سخت شدید گناہ میں مبتلا ہے، اور اگر شرعاً اس کا نفقہ باپ
 ذم الغيبة مع موسوعہ رسائل ابن ابی الدنیا حدیث ۱۰۸ موسستہ المکتب الشافعیہ ۱۰۰/۲

الکامل لابن عدی ترجمہ ابان بن ابی عیاش دار الفکر بیروت ۳۴۴/۱
 المطالب العالیۃ باب الزجر عن الاستطاعة فی عرض العلم حدیث ۲۴۰۶ عباس احمد البانی مکة المکرمة ۲/۳
 القرآن الکریم ۲۰۶/۲

نہ تھا مثلاً لڑکی کہ شوہر والی یا جوان لڑکا کمائی پر قادر ہے تو اسے نفقہ نہ دینے میں کچھ گناہ نہیں اور علاج و دوا تو کسی پر واجب نہیں خود اپنی واجب نہیں اور اولاد اگر حقوق کرے اور باز نہ آئے یا معاذ اللہ بد مذہب ہو جائے اور باپ اسے چھوڑ دے تو یہ قطعاً جسم اس کی اولاد کی طرف سے ہے باپ کی طرف سے نہیں وبال اولاد پر ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک لفظ کے سبب اپنے ایک صاحبزادے سے عمر بھر کلام نہ فرمایا حضرت مولوی معنوی قدس سرہ شریف کے ایک صاحبزادہ نے حضرت شمس تبریز قدس سرہ العزیز کی شان میں گستاخی کی ان کے مرنے پر مولوی بیٹے کے جنازے میں شریک نہ ہوئے۔ ہاں اگر اولاد کا قصور نہیں تو باپ پر قطعاً رحم کا وبال عظیم ہے، کفن نہ دینے کی وہی دو صورتیں ہیں جو نفقہ میں تھیں، اگر اس کا نفقہ باپ پر تھا اور اس نے کفن نہ دیا گناہ بگارا ہوا اور نہ تھا تو کفن نہ دینے کا کچھ الزام نہیں۔

مسئلہ ۱۲۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمیٰ چہدہ کی بیوی کو اس کے خسر نے روک رکھا ہے اور باوجود تمام اہل محلہ کے کہنے پر اور خدا و رسول کا واسطہ دینے پر بھی روانہ نہیں کرتا اور تمام اہل محلہ نے اس امر کا بھی اطمینان دلایا کہ تیری بیوی کو اگر کسی قسم کی تکلیف ہوگی تو اہل محلہ ذمہ دار ہیں۔ پس جو شخص اہل محلہ کے کہنے کو اور خدا و رسول کا واسطہ دینے کو نہ مانے اس کے بارے میں شریعت نبوی کا کیا حکم ہے آیا اس سے تمامی کا میل جول جائز ہے یا ناجائز؟ صاف ارشاد فرمائیں۔ بینوا تو جبروا۔

الجواب

سائل کوئی وجہ نہیں لکھتا کہ اس نے کیوں روک رکھا، اگر واقع میں اس کی کوئی وجہ شرع ہو تو اس پر کچھ الزام نہیں، نہ محلہ والوں کی ضمانت ماننا اسے ضرور، اور واسطہ اُن باتوں میں ہوتا ہے جن میں ضرر نہ ہو اور دوسرے کی ضرر کی بات پر واسطہ دیا جائے تو وہ واسطہ دیتے والا گنہگار ہوتا ہے، ہاں اگر کوئی وجہ شرعی روکنے کی نہیں محض بلا وجہ روکا تو وہ روکنا ہی ظلم، پھر وہ واسطہ نہ ماننا دوسرا ظلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۳ از شہر محلہ گلاب نگر مسئلہ خدا بخش صاحب رضوی صندوق ساز ۲۸ رجب ۱۳۳۹

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص زید کو تکلیف دیتا رہتا ہے اور تکلیف دینے پر آمادہ ہے ہر طریق سے تعویذ یا جادو وغیرہ سے، اور زید اب تک خاموش ہے اور سب تکالیف سہہ رہا ہے، ایک دو شخص سے معلوم ہوا ہے کہ وہ اب جان لینے پر آمادہ ہے، قصہ یہ ہے کہ زید کا مکان ہے وہ یہ کہتا ہے کہ مکان مجھ کو مل جائے اور اس کی دلی منشا یہی ہے۔ زید کا ذاتی مکان ہے بلا وجہ مانگتا ہے

اب زید قتل نہیں ہو سکا اب زید بھی یہ چاہتا ہے کہ میں ہر طریق سے اس کو تکلیف دسا ہوں شریعت کہاں تک حکم دیتی ہے؟

الجواب

ایذا رسانی کے ارادے پر ایذا نہیں دے سکتا اپنے بچاؤ کی تدبیر کر سکتا ہے جب تک کہ اُس کا عزم ایسا نہ ثابت ہو کہ بے ایذا دے اپنا بچاؤ نہ ہو سکے گا تو اُس وقت صرف اتنی بات جس میں اپنا بچاؤ ہو سکے کر سکتا ہے اور جو ایذا اس نے پہنچائی ہے اس کا عوض اُتنا ہی لے سکتا ہے اس سے زیادہ کرے تو اس کا ظلم ہوگا اور اگر صبر کرے تو بہت بہتر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جھوٹ و غیبت و بد عہدی وغیرہ

مسئلہ ۱۲۴ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں، زید اور عمرو نے مال بشر اگت خرید کیا پھر زید نے عمرو سے کہا تم اس کو لویا مجھے دو۔ زید نے نفع دے کر لے لیا عمرو سے۔ عمرو نے پھر کہا زید سے تم نے بد عہدی کی یعنی شرکت نہیں کی۔ آیا یہ بد عہدی ہے یا نہیں؟

الجواب

جبکہ عمرو خود قطع شرکت پر راضی ہو گیا اور نفع لے کر مال دے دیا تو زید کے ذمہ کوئی الزام بد عہدی کا نہیں بلکہ جو شخص کسی سے ایک امر کا وعدہ کرے اور اس وقت اس کی نیت میں فریب نہ ہو بعد کو اس میں کوئی حرج ظاہر ہو اور اس وجہ سے اس امر کو ترک کرے تو اس پر بھی خلافت وعدہ کا الزام نہیں۔ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ليس الخلف ان يعد الرجل ومن
نيتہ ان یفی و تکف
الخلف ان يعد الرجل
ومن نيتہ ان لا یفی لہ
یہ بد عہدی نہیں کہ آدمی (کسی شخص سے) وعدہ
کرے اور نیت اسے پورا کرنے کی ہو اور پورا
نہ کر سکے بلکہ بد عہدی یہ ہے کہ آدمی وعدہ کرے اور
اسے پورا کرنے کا سرے سے ارادہ ہی نہ ہو۔

سواہ ابو یعلیٰ فی مسندہ عن زید بن
 ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حس -
 (ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں سند حسن کے ساتھ زید
 بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔)
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۵ از شہر کتبہ مرسلہ برکت اللہ خاں صاحب ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ہادیان متین اس مسئلہ میں کہ زید کے حقیقت تعدادی ۳ بسوہ جس کی
 قیمت تخمیناً دو ہزار روپے کے تھی بعوض مبلغ دو سو بیس روپے بابت قرضہ بقال خود ذمہ زید تھا نیلام ہوئی
 چونکہ بکر ایک زبردست اور متمول تھا اس نے بلا اطلاع زید کے نیلام حسب قاعدہ انگریزی خرید لیا زید کو
 بسبب خوف آبرو و قوت مقابلہ نہ تھی اور بکر نے بزعم زبردستی بکر اس قبضے کے جواز روئے نیلام حاصل ہوا تھا
 اور کوئی کارروائی مثل داخل خارج وغیرہ نہ کرائی اس لئے نام زید کا کاغذات انگریزی میں بدستور ہے،
 پس اس صورت میں زید کو اپنے قبضہ کی چارہ جوئی بمقتضائے مصلحت از روئے دروغ گوئی کہ جس سے
 زید کو اپنا حق پانے کی قوی امید ہے جائز ہے یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ زید کو زر نیلام اس وقت بکر کو
 دینا چاہئے یا جو کچھ بکر نے اس وقت اس جائداد سے تحصیل کیا ہے اس میں محسوب ہونا چاہئے، بیٹو اتوجروا
 (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

اپنا حق مردہ زندہ کرنے کے لئے پہلو دار بات کہنا کہ جس کا ظاہر دروغ ہو اور واقعی میں اس کے سچے
 معنی مراد ہوں اگرچہ سننے والا کچھ سمجھے بلاشبہ باتفاق علمائے دین جائز اور احادیث صحیحہ سے اس کا
 جواز ثابت ہے جبکہ وہ حق بے اس طریقے کے ملنا میسر نہ ہو، ورنہ یہ بھی جائز نہیں، پہلو دار بات یوں کہ
 مثلاً ظالم نے ظلماً اس کی کسی چیز پر قبضہ مخالفانہ اُس مدت تک رکھا جس کے باعث انگریزی قانون
 میں تہادی عارض ہو کر حق ناحق ہو جاتا ہے مگر مخالفت کے پاس اپنے قبضہ کا کاغذی ثبوت نہیں اس کے
 بیان پر رکھا گیا اگر یہ اقرار کئے دیتا ہے کہ واقعی مثلاً بارہ برس سے میرا قبضہ نہیں تو حق جاتا اور ظالم فتح
 پاتا ہے، لہذا یوں کہنے کی اجازت ہے کہ ہاں میرا قبضہ رہا ہے یعنی زمانہ گزشتہ میں، اور زیادہ تصریح
 چاہی جائے تو یوں کہہ سکتا ہے کہ ”آج تک میرا قبضہ چلا آیا“ اور نیت میں لفظ ”آیا“ کو کلمہ استفہام
 لے جیسے کہتے ہیں آیا یہ بات حق ہے یعنی کیا یہ بات حق ہے، تو استفہام انکاری کے طور پر اُس کلمے کا
 یہ مطلب ہوا کہ کیا آج تک میرا قبضہ چلا یعنی ایسا نہ ہوا بلکہ میرا قبضہ منقطع ہو کر مخالفت کا قبضہ چلا یعنی ایسا
 نہ ہوا بلکہ میرا قبضہ منقطع ہو کر مخالفت کا قبضہ ہو گیا یا یوں کہے ”کل تک یا بر میرا قبضہ رہا آج کا حال نہیں

معلوم کہ کچھری کیا حکم دے۔“ اور لفظ ”کل“ سے زمانہ قریب مراد لے جیسے نوجوان لڑکے کو کہتے ہیں کل کا بچہ، حالانکہ اس کی عمر بیس یا بیس سال کی ہے، اس معنی پر قیامت کو ”روزِ فردا“ کہتے ہیں کل آنے والی ہے یعنی بہت نزدیک ہے۔ یا مخالفت کے قبضے کی نسبت سوال ہو تو کہے ”اس کا قبضہ کبھی نہ تھا“ یا ”کبھی نہ ہوا“ اور مراد یہ لے کہ کبھی وہ وقت بھی تھا کہ اس کا قبضہ نہ تھا۔ زیادہ تصریح درکار ہو تو کہے ”اس کا قبضہ اصلاً کسی وقت ایک آن کو نہ ہوا نہ ہے“ اور معنی یہ لے کہ حقیقی قبضہ ہر شے پر اللہ عز و جل کا ہے دوسرے کا قبضہ ہو نہیں سکتا بغرض جو شخص تصرفات الفاظ و معانی سے آگاہ ہے سو پہلو نکال سکتا ہے، مگر ان کا جواز بھی صرف اسی حالت میں ہے جب یہ واقعی مظلوم ہے اور بغیر ایسی پہلو دار بات کے ظلم سے نجات نہیں مل سکتی ورنہ اوپر مذکور ہوا کہ یہ بھی ہرگز جائز نہیں۔ اب رہی یہ صورت کہ جہاں پہلو دار بات سے بھی کام نہ چلے وہاں صریح کذب بھی دفع ظلم و احیائے حق کے لئے جائز ہے اس بارے میں کلماتِ علما مختلف ہیں، بہت روایات سے اجازت نکلتی ہے اور بہت اکابر نے منع کی تصریح فرمائی ہے حتیٰ الوسع اعتقاد اُس سے اجتناب میں ہے اور شاید قولِ فیصل یہ ہو کہ اس ظلم کی شدت اور کذب کی مصیبت کو عقلِ سلیم و دینِ قویم کی میزان میں تولے جدھر کا تکرار غالب پائے اُس سے احتراز کرے مثلاً اس کا ذریعہ رزق تمام و کمال کسی ظالم نے چھین لیا اب اگر نہ کے ثویر اور اس کے اہل و عیال سب فاقے مریں اور وہ بے کذب صریح نہیں مل سکتا تو اس ناقابلِ برداشت ظلمِ اشد کے دفع کو اُمید ہے کہ غلط بات کہہ دینے کی اجازت ہو اور اگر کسی مالدار شخص کے سود و سوروپے کسی نے دبا لئے تو اس کے لئے صریح جھوٹ کی اجازت اُسے نہ ہونی چاہئے کہ جھوٹ کا فساد زیادہ ہے اور اتنے ظلم کا تحمل اس مالدار پر ایسا گراں نہیں حدیث سے ثابت اور فقہ کا قاعدہ مقررہ بلکہ عقل و نقل کا ضابطہ کلیہ ہے کہ من ابتری ببلیتین اختار اھو نہما جو شخص دو بلاؤں میں گرفتار ہو ان میں جو آسان ہے اسے اختیار کرے ہذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی (یہ وہ کچھ ہے جو میرے پاس تھا اور حق کا پورا پورا علم تو میرے رب ہی کے پاس ہے۔ ت) در مختار میں ہے :

الکذب مباح لاحیاء حقہ و دفع الظلم عن نفسه و المراد التعرض لان عین الکذب حرام قال وھو الحق قال تعالیٰ قتل الخساصون

جھوٹ حرام ہے اور یہی حق ہے البتہ اپنے حق کے اظہار اور احیاء کے لئے یا اپنی ذات کو ظلم و نقصان سے بچانے کے لئے جھوٹ سے کام لینا مباح ہے بشرطیکہ جھوٹ بصورتِ تعرض یعنی اشارہ کنایہ یا ذومعانی الفاظ میں ہو اس لئے

الكل عن المجتبیٰ وفي الوهبانية قال
 وللصلح جان الكذب اودفع ظالم
 واهل لترضى والقتال ليظفروا
 فرمایا: صلح یا دفع ظلم کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے بیوی کی رضا جوئی کے لئے اور جنگ میں حوصلہ افزائی کے لئے بھی جھوٹ بولنا مباح ہے۔ (ت)
 رد المحتار میں ہے:

الكذب مباح لاجلاء حقه كالشفيع يعلم
 بالبيع بالليل فاذا اصابه ليشهد
 ويقول علمت الان وكذا
 الصغيرة تبلغ في الليل و
 تختار نفسها من الزوج وتقول
 رأيت الدم الان واعلم ان
 الكذب قد يباح وقد يجب
 والضابط فيه كما في تبیین
 المحارم وغيره عن الاحياء
 ان كل مقصود محمود يمكن
 التوصل اليه بالصدق والكذب
 جميعا فالكذب فيه حرام
 وان امكن التوصل اليه
 بالكذب وحده فمباح ان
 ابيح تحصيل ذلك المقصود وواجب
 ان وجب كما لو رأى معصوما اختفى من ظالم
 يريد قتله او اذاعة فالكذب هنا

اپنا حق ثابت کرنے کے لئے جھوٹ بولنا مباح ہے جیسے شفعہ کرنے والے کو بیع کا علم رات کو ہوا تھا صبح کے وقت یہ گواہی دے کہ مجھے ابھی ابھی سودے کے بارے میں علم ہوا ہے اسی طرح نابالغ لڑکی رات کو بالغ ہوئی اور اس نے شوہر سے صبح یہ کہا کہ میں نے ابھی ابھی خون حیض دیکھا ہے۔ جان لیجئے کہ جھوٹ کبھی مباح اور کبھی واجب ہوتا ہے اس میں ضابطہ جیسا کہ تبیین المحارم وغیرہ میں احیاء العلوم کے حوالہ سے مذکور ہے کہ ہر اچھا مطلوب جس تک صدق و کذب دونوں رسائی ہو سکے تو اس صورت میں جھوٹ بولنا حرام اور ہر اچھا مطلوب جس تک رسائی صرف کذب سے ہو سکے تو جھوٹ بولنا مباح ہے جبکہ اس مطلوب کے حاصل کرنا مباح ہو اور اگر مطلوب حاصل کرنا واجب ہو تو پھر جھوٹ بولنا واجب جیسا کہ بے گناہ (معصوم) کو دیکھے جو کسی ایسے ظالم سے روپوش ہو رہا ہے جو اسے مار ڈالنے یا ایذا پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہو تو ایسی صورت میں

(اس مظلوم کو بچانے کے لئے) جھوٹ بولنا اور یہ کہنا کہ میں نے اسے نہیں دیکھا یا مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں واجب ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ظالم کسی کی امانت کے متعلق پوچھے جس کے لینے کا وہ ارادہ رکھتا ہو تو اس امانت کے بارے میں لاعلمی کا اظہار اور انکار کر دینا ضروری یعنی واجب ہے حاصل یہ کہ جب کوئی مقصود و مطلوب بغیر جھوٹ کئے پورا نہ ہو اس صورت میں جھوٹ بولنا مباح ہے خواہ اس کا تعلق جنگ سے ہو یا مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے سے ہو یا جس کا نقصان ہوا ہو اس کی دلجوئی کے لئے ہو اور اگر بادشاہ وقت اس سے الگے گناہ کے بارے میں دریافت کرے جو اس سے درپردہ سرزد ہوا ہو جیسے بدکاری۔ شراب نوشی وغیرہ تو اس کے لئے روا ہے کہ صاف

کہہ دے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا کیونکہ اس کا ظاہر کرنا دوسرا گناہ ہے اور اس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ کسی اور مسلمان بھائی کے بارے میں دریافت کئے پر بھائی کا بھیجید ظاہر کرنے سے انکار کر دے، اور مناسب ہے کہ آدمی جھوٹ کے فساد کا سچائی کے نتیجے سے تقابل کرے۔ اگر سچائی سے فساد کا اندیشہ ہو تو جھوٹ اختیار کرے اور معاملہ اس کے برعکس ہو یا ترجیح دینے میں شک ہو تو ایسی صورت میں جھوٹ کہنا حرام ہے اور اگر اس کا تعلق اس کی اپنی ذات سے ہو تو جھوٹ نہ بولنا مستحب ہے، اور اگر کسی دوسرے سے تعلق ہو تو دوسرے کے حق میں چشم پوشی سے کام لینا یا صرف نظر کرنا جائز نہیں ہے اور ہوشیاری چشم پوشی نہ کرنے میں ہے کیونکہ یہ مباح ہے۔ (ت)

مسئلہ از دولت پور ضلع بلندشہر مرسلہ شیر محمد خاں صاحب ۵ شعبان ۱۳۲۹ھ
کسی امر کا وعدہ مستحکم حلف شرعی محمدیہ سے کرے اسکے خلاف کرنا کیسا ہے؟

واجب و کذا الوسألہ عن ودیعة یرید
اخذہا یجب انکارہا ومہما کان لایتم
مقصود حرب او اصلاح ذات البین او استمالۃ
قلب المعنی علیہ الا بالکذب فیباخر ولو
سألہ سلطان عن فاحشۃ وقعت منہ
سراکزنا او شرب فلہ ان یقول ما فعلتہ
لان اظہارہا فاحشۃ اخری ولہ
ایضاً ان ینکر سراخیہ وینفی ان یتقابل
مفسدۃ الکذب بالمفسدۃ المترتبۃ
علی الصدق فان کانت مفسدۃ الصدق
اشد قلہ الکذب وان بالعکس او شک
حرم وان تعلق بنفسہ استحب ان لا ینکذب
وان تعلق بغيرہ لم تجز المسامحۃ بحق
غیرہ والحزم ترکہ حیث ابیح۔

الجواب

اگر وہ امر واجب و فرض تھا تو اس وعدہ کا خلاف کرنا حرام و ناجائز ہے اور اگر وہ امر ناجائز و حرام تھا جیسے کسی نے شراب پینے کا بخلف مستحکم وعدہ بخلف کیا تو اس کا خلاف کرنا فرض و واجب ہے اور اگر وہ مباح امر تھا اور کوئی عذر پیش آیا تو خلاف وعدہ جائز ہے اور بلا عذر نا پسند ہے ہاں وعدہ کرتے وقت ہی دل میں تھا کہ پورا نہ کرے گا تو ایسا وعدہ کرنا بھی حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ليس الخلف ان يعد الرجل ومن نيته ان يفى ولكن الخلف ان يعد الرجل ومن نيته ان لا يفى۔ رواه ابو يعلى في مسنده عن زيد بن اسر قسم مرضى الله تعالى عنه بسند حسن۔ والله تعالى اعلم۔

یہ وعدے کی خلاف ورزی نہیں کہ آدمی کسی سے وعدہ کرے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ وہ اسے پورا کرے، لیکن خلاف ورزی یہ ہے کہ آدمی کسی سے وعدہ کرے اور نیت یہ ہو کہ وہ اسے پورا نہ کرے۔ اسکو ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں زید بن اسرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بسند حسن اس کو روایت کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ اچھی طرح جانتا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۲۷

خود جھوٹ بولنا اور دوسرے شخص کو مجبور کر کے جھوٹ بولانا کیسا گناہ ہے؟

الجواب

بلا ضرورت شرعی جھوٹ بولنا اور بولانا کبیرہ گناہ ہے، قال اللہ تعالیٰ قتل الخراصون۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، مارے جائیں وہ لوگ جو اسکل پچھ سے باتیں بنانے والے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۲۸ مسئلہ محمد قاسم کھوکھر از دہا مونگی تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ پنجاب بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۱ ربیع الاول شریف ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے احناف رحمہم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ جو مقتدی اپنے امام کی نیک نامی کو گزند پہنچانے کی غرض سے پچشم حقارت عوام الناس میں اس کی توہین و بھوک کرے حالانکہ اس کو سابقہ کسی

دفعہ نہائش بھی کی گئی ہے مگر وہ اپنے ارادہ سے باز نہیں آتا ہے ایسے شخص کے حق میں از روئے شرع شریف بطور تنبیہ سوائے توبہ کے کچھ کفارہ لازم ہے اگر ہے تو کیا اور کس قدر۔ سابقہ ازیں اس شخص نے ایک شرعی معاملہ میں ناجائز امداد دینے پر کفارہ بھی ادا کیا ہوا ہے، جواب اس کا تفصیل مع اپنے دستخط و مہر ثبت تحریر فرمادیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزا و خیر عطا فرمائے۔ والسلام

الجواب

جو الزام وہ امام پر رکھتا ہے اگر جھوٹا ہے تو مفتری ہے اور سخت عذاب کا مستحق صحیح حدیث میں ہے جو کسی مسلمان پر جھوٹا الزام رکھے وہ سخت بدبو اور سخت گرم سپ جو دوزخیوں کے بدن سے بہہ کر مثل دریا کے ہو جائے گا اُس میں ڈالا جائے گا اور حکم دیا جائیگا کہ اسی میں رہ جب تک کہ اپنے کلمے ہوئے کا ثبوت نہ دے دے اور کہاں سے دے سکے گا جبکہ جھوٹی بات ہے اور اگر الزام سچا ہے مگر امام میں وہ عیب خفیہ ہے جسے وہ چھپاتا ہے اور ظاہر نہیں کرنا چاہتا یہ اُس پر مطلع ہو گیا اور اُسے شائع کرتا ہے تو تین گنا ہوں کا مرتکب ہے اشاعت فاحشہ ایک اور امام کے پس پشت کہا تو غیبت جسے صحیح حدیث میں فرمایا: الغيبة أشد من الزنا۔ غیبت زنا سے سخت تر ہے۔

اور جو امام کے بر رو کہا تو یہ ایذا ہے اور صحیح حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من أذى مسلماً فقد أذى من أذى من أذى الله - رواه الطبرانی في الأوسط عن انس رضي الله تعالى عنه بسند حسن۔ جس نے کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی (طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن اسے روایت کیا۔ ت)

اُس پر توبہ فرض ہے اور امام سے معافی چاہنا اور اُسے راضی کرنا بھی کہ حق العبد ہے مگر اس کے سوا کوئی مالی کفارہ وغیرہ کچھ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۲۸ مسئلہ از ضلع خاندیس محلہ ستارہ مسئلہ حافظ ایس محبوب بھوساول ۷ رمضان ۱۳۳۹ھ

زید ایک دوسرے کی غیبت کرے تو اُس کو کیا کرنا چاہئے؟ بینوا تو جبروا

۳۰۶/۵	دارالکتب العلمیہ بیروت	حدیث ۶۷۴۱ و ۶۷۴۲	۱۰ شعب الایمان
۹۱/۸	دارالکتب بیروت		مجمع الزوائد باب ما جاء فی الغیبة الخ
۳۷۲/۴	مکتبہ المعارف ریاض	حدیث ۳۶۳۳	۱۱ المعجم الاوسط للطبرانی

الجواب

غیبت حرام ہے مگر مواضع استثناء میں، مثلاً فاسق کی غیبت اس کے فسق میں جائز ہے، حدیث میں فرمایا: لا غیبة لفاسق (اگر فاسق کی غیبت کی جائے تو وہ غیبت نہیں۔ ت) اور بد مذہب کی برائیاں بیان کرنا بہت ضرور ہے حدیث میں ہے،

اترعوون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ
الناس اذکروا الفاجر بما فیہ
یحدسہ الناس یلہ
کیا تم بدکار کا ذکر کرنے سے گھبراتے ہو تو پھر کب
لوگ اسے پہچانیں گے، لہذا بدکار میں جو کچھ نقص
اور خرابیاں ہیں انہیں بیان کرو تاکہ لوگ اس سے
بچیں۔ (ت)

ہاں جس کی غیبت جائز نہیں وہ سخت کبیرہ، حدیث میں فرمایا: الغیبة اشد من الزنا (غیبت زنا کرنے سے بدتر ہے۔ ت) اسے سمجھنا چاہیے توبہ لینا چاہیے، نہ ماننے تو اسے چھوڑ دینا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

www.alukah.net/forum

۳۳۴/۲	دار الکتب العلمیہ بیروت	حدیث ۳۰۸۰	۱۔ کشف الخفائر
۳۸۲/۱	دار الکتب العربیہ بیروت	محمد بن احمد الرواطی	۲۔ تاریخ بغداد ترجمہ ۳۴۹
ص ۲۱۳	دار صادر	نوادیر الاصول للترمذی الاصل السادس والستون والمائة	
ص ۴۱۵	مجتبائی دہلی	باب حفظ اللسان والغیبة الفصل الثالث	۳۔ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب
۳۰۶/۵	دار الکتب العلمیہ بیروت	حدیث ۶۴۴۱ و ۶۴۴۲	شعب الایمان

دعویٰ و قضاء و شہادۃ

مسئلہ ۱۳۵ از مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ مرسلہ صاحبزادہ گرامی قدر مولوی سید محمد میاں صاحب زیدت برکاتہم
۳ صفر المظفر ۱۳۳۳ھ

کیا حکم ہے بروئے شرع مطہر مطابق مذہب حنفی مسئلہ ذیل میں :

(۱) وہ کچھ بایں اور وہ حکام جو اپنے فیصلوں اور کارروائی متعلقہ مثل گواہی گواہان وغیرہ میں پابندی شریعت محمدیہ ملحوظ نہیں رکھتے بلکہ خود ساختہ قواعد پر عمل درآمد کرتے ہیں اگر اتفاق سے کوئی امر شریعت حقہ کے مطابق ہو جائے یہ اور بات ہے ایسی کچھ لوگوں اور ایسے حکاموں کو بالخصوص جبکہ وہ کفار کی ہوں اور وہ حاکم بھی کفار سے ہو عدالت اور حاکم کو عادل یا منصف اور ان کارروائیوں کو فیصلوں کو عادلانہ اور منصفانہ کہنا آیا یہ شرعاً کفر ہے یا کیا ؟

(۲) بیان دعویٰ و جواب دعویٰ و امثالہا جن میں آج کل کے پیروکار و کلا قانونی اپنے حسب عادت ایسے الفاظ استعمال کرتے اور پھر ان کی تصدیق و تسلیم فریقین سے ایسے الفاظ سے کراتے ہیں کہ یہ عرضی دعویٰ وغیرہ ہم کو تسلیم اور ہمارے نزدیک اور علم میں کل مضمون مندرجہ عرضی دعویٰ ہذا صحیح ہے بلکہ بعض دفعہ لفظ لفظ صحیح بھی کہلاتے لکھاتے ہیں اب بعض فریقین تو وہ ہیں جو ان الفاظ کی موجودگی پر مطلع پھر ان کو سن بھی لیا ہو جب بھی توجہ ان کی نفس مطلب سے زائد ہونے کی وجہ سے ان پر کچھ لچا نہیں کرتے غافلانہ کبھی عرضی دعویٰ وغیرہ کو تسلیم کرتے ہیں بعض وہ ہیں جو ان الفاظ کو برا جانتے تسلیم نہیں کرتے ہیں مگر

چونکہ اب عادت عام ہے لہذا لکھ دیتے ہیں کہ یہ سب عرضی دعویٰ وغیرہ ہم کو تسلیم ہے یا اور جیسے پروکار کرتا ہے ویسے بھی لکھ دیتے ہیں اب ان میں سے ہر ہر کا کیا حکم ہے اگر فریق آخر الذکر لفظ سب بلکہ تاکیدی لفظ بھی تسلیم ہونا لکھ دیں مگر یہ نیت کرے کہ نفس بیان دعویٰ جو اس عرضی دعویٰ میں ہے وہ تسلیم ہے نہ اس کے الفاظ قبیحہ نفس مطلب پر زائد تو کیا حکم ہے؟

(۳) بعض کاغذات ایسے ہوتے ہیں جن میں حکومت کی جانب سے یہ الفاظ لکھے ہوتے ہیں اور ان کی تصدیق و تسلیم منجانب حکومت چاہی جاتی ہے یا فریقین کو اپنے اپنے کاموں میں ان کو جاری کرانے کی ضرورت پڑتی ہے جیسے سمن وغیرہ یا حاکم خود ایسا جملہ کہلواتا ہے جس میں یہ الفاظ آتے ہیں ایسی حالت میں ان تصدیق کرنے والوں سمن اجرا کرنے والوں اور ان الفاظ کہنے والوں کا کیا حکم ہے اور انھیں کیا زیبا ہے؟

(۴) پروکار قانونی اپنی بحثوں میں حسب عادت خود بلا اجازت صریح مؤکلان ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور وہ بحث ہر پروکار کے اپنے مؤکل کے حق میں حاکم کے یہاں مسلّمہ مؤکل ہوتی ہے اور اگر مؤکل موجود ہوں تو اس پر ساکت ہی رہتے ہیں تو اگر وہ دل سے ان الفاظ مخصوصہ کو نہ تسلیم کریں یا ان سے غافل رہیں لحاظ ہی نہ کریں اور اصل مطلب کی بحث گومائیں تو پروکار کے ایسے الفاظ استعمال کرنے سے ان پر ان کے سکوت کی وجہ سے کوئی قباحت آتی ہے اگر ہاں تو پروکار کہنے والے کے برابر یا کم زائد؟

(۵) انگریزی جو کچھری بنام منصفی ہے عام طور پر اس کو منصفی اور اس کے حاکم کو منصف کہتے ہیں اور اس سے مراد وہی مخصوص کچھری اور اس کا حاکم ہوتا ہے انصاف کے اصلی معنی سے نیت کا ذہن یہ کہتے وقت خالی ہوتا ہے اس صورت میں یہ اطلاق کیسا ہے؟

(۶) اگر لفظ عدالت سے صرف کچھری حکومت مراد لیا جائے اور عادل منصف سے صرف حاکم تو ان الفاظ کا اطلاق کفار فجّار پر صحیح ہوگا یا نہیں؟ بیتنوا تو جردا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

سلطنت اگرچہ اسلامیہ ہو اور حاکم مسلم بلکہ خود سلطان اسلام اور حکم خلاف ما انزل اللہ کرے اسے عادل کہنے کو ائمہ نے کفر بتایا۔ ہندیہ میں امام علم الہدی ابو منصور ماتریدی قدس سرہ سے ہے:

من قال لسلطان زماننا جس نے اپنے زمانے کو سلطان کو عادل

عادل فقد کفر لے

کہا اس نے کفر کیا۔ (ت)

امام مدوح اپنے وقت کے سلطان اسلام کی نسبت ایسا فرما رہے ہیں ان کے وصال کو ۱۰۰۱ برس ہوئے، کاغذ دعویٰ و جواب دعویٰ کی تصدیق سے تصدیق مضمون مراد ہوتی ہے اگرچہ یوں نہیں لکھا ہو کہ لفظ لفظ صحیح ہے اس کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ اس کا کوئی ایجاب یا سلب خلاف واقع نہیں تعقوتِ اطلاقات الفاظ کی طرف اصلاً نظر نہیں ہوتی نہ وہ کسی طرح اس سے مفہوم ہو تو خود ان پر کسی صورت میں کچھ الزام نہیں سوا اس کے کہ سکوت علی النکر ہوا وہ وقت قدرت و عدم فقہ و جہل مرکب و ربائے اجابت حرام و الآلاہ شرط سوم کی مثال یہ ہے مثلاً دارٹھی منڈانا، ہر مسلمان جانتا ہے کہ شرعاً حرام ہے، تو لازم نہیں کہ یہ دارٹھی منڈے سے کہتے پھر یے کہ یہ حرام ہے اسے چھوڑ دے، ہاں جو اپنے قابو کا ہو اس سے کہنا ضرور ہے، یہی صورت تصدیق کا غذا و اجراء میں ہے کہ وہاں بھی تصویب اطلاق لفظ نہ مراد نہ مفہوم اور قدرت علی التغیر معدوم رہا ایسا جملہ کہلوانا اس سے بھی وہ مضمون ادا کرنا مقصود ہوتا ہے نہ کہ نقل باللفظ تو نقل بالمعنی میں وسعتِ عقلم جو با وصف قدرت تبدیل لفظ نہ کرے وہ ضرور مخالفت شرع کا مرتکب ہے اور اس لفظ کے لائق حکم شرعی کا مستوجب تہی ہوا ہے و کار بھی اصل ادا کے مطالب میں اس کا وکیل ہے نہ کہ تعبیر ہر لفظ میں اور سکوت کا حکم گزرا ہے اجتماع شرائط رابعہ جرم نہیں جو لفظ شرعاً ناجائز اور کسی شے کا مثل علم ہو گیا اس سے بطور علم بے ارادۃ اصل معنی وضع اول اخلاق اس جرم میں نہیں آ سکتا جیسے جار عبد العزی الفاظ محررہ اپنے اصل معنی سے تجرید کر کے کسی معنی جائز پر محمول بنا کر بولنا بھی بلا ضرورت طبعیہ حرام ہے کہ لفظ کا اطلاق ہی حرام تھا وہ موجود ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۷۱ از سہارنپور مدرسہ مخزن العلوم محلہ لکھی دروازہ مسئلہ محمد اسحق و محمود حسن ۲۴ رمضان ۱۳۳۹ء کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک قاضی شہر ترک موالات پر باوجود فرض ہونے مسئلہ مذکورہ کے عامل نہیں آنریری مجسٹریٹ بھی ہے خلاف شرع انگریز قوانین کے مطابق مقدمات فیصل کرتا ہے مسلمانوں کی شکست پر موجودہ زمانے کی جنگ میں اعدائے اسلام کی خوشی کے جلسہ و جلوس میں شریک ہوا بارہ سال سے مجرد ہوا وجود استطاعت نکاح نہ کرے اور سود دیتا ہو تو اس کے پچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسی حالت میں اس کو قاضی شہر تسلیم کیا جائے یا نہیں؟ اور اس کے لئے کیا حکم ہے؟ بتینواتوجروا۔

الجواب

خلاف شرع مقدمہ فیصل کرنا حرام ہے، قرآن عظیم میں اس کے لئے تین لفظ ارشاد ہوئے، فاسقون، ظالمون، کفرون۔ اور معاذ اللہ شکست اسلام پر اگر دل سے خوشی ہو کفر و رذہ فسق۔ سود دینا اگر سچی ضرورت و مجبوری و ناچاری سے ہے حرج نہیں ورنہ وہ بھی فسق ہے۔ صحیح مسلم شریف میں،
لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت
اکل الربا ومؤكله وکاتبه وشاهدیه فرمائی سود کھانے والے اور سود دینے والے اور
وقال هم سواءی اس کا کاغذ لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر،
اور فرمایا وہ سب برابر ہیں۔

ایسا شخص امام و قاضی بنانے کے لائق نہیں اگرچہ یہاں قاضی شہر نکاح خواں کو کہتے ہیں کہ اس میں
اس کی تعظیم ہے اور فاسق کی تعظیم منع۔ تبیین الحقائق میں ہے،
لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیہم اس لئے کہ اس کو آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے
اھانتہ شرعاً۔ حالانکہ شریعت میں لوگوں پر اس کی توہین
واجب ہے (ت)

ربا بارہ برس سے مجرد ہونا یہ کوئی ایسی وجہ نہیں جس پر جرماً مواخذہ کیا جائے۔ ترک مولات ہر کافر سے مطلقاً
فرض ہے اور آج سے نہیں ہمیشہ سے فرض ہے یہود و نصاریٰ و مجوس کی طرح بلکہ ان سے بھی زائد ہنود
سے بھی اتحاد و موافقت حرام قطعی ہے اور مجرد معاملات جائزہ کسی کافر اصلی سے اصلاً منع نہیں، اس کی
تفصیل ہماری کتاب المحجة المؤتمنة میں ہے۔ حکم شرعی کو الٹ دینا اور اسے حکم شرعی ٹھہرانا
دو ہر اہرم اور سخت ابتداء فی الدین ہے واللہ یہودی من یشاء الی صراط مستقیم (اور اللہ تعالیٰ جس کو
چاہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۷ از یونادر علاقہ پران ملک مالوہ مسئلہ قاسم علی ۱۸ ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قاضی تارک نماز پنجگانہ رنڈیوں کو اپنے گھر نچوائیں

۱۔ صحیح مسلم کتاب المساقاة باب الربا قیدی کتب خانہ کراچی ۲۴/۲
۲۔ تبیین الحقائق باب الامارۃ والحدیث فی الصلوۃ المطبعة الکبریٰ بولاق مصر ۱۳۲/۱
۳۔ القرآن الکریم ۲/۲۱۳

عہ کتاب المحجة المؤتمنة فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور جلد ۴ صفحہ ۴۱۹ پر مرقوم ہے۔

لوگوں کو جمع کر کے، گویا اعلان کے ساتھ بلوا کے شریکِ معصیت کریں، کیا ایسے کام کی اجازت ہے؛ اور ایسا شخص مسلمانوں کا قاضی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جبر و

الجواب

شرع مطہر میں ایسے ناپاک کام سخت حرام ہیں اور ایسا فاسق فاجر مرتکب کبار قاضی بنانے کے لائق نہیں، اسے قاضی بنانا حرام ہے۔ تبیین الحقائق میں ہے :
 فان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیہم
 اہانتہ شرعاً
 چونکہ اس کو آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے جبکہ
 شریعت میں لوگوں پر اس کی توہین و تذلیل واجب ہے۔
 واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

www.al-islam-network.org

حُسن سلوک و حقوق العباد

ہدایا و تحائف وغیرہ کا لین دین

مسئلہ ۳۸ از امانہ مرسلہ مولوی وصی علی صاحب ناسب ناظم کلکٹری امانہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں: اکثر عورات طوائف اپنے باغ کی پیداواری
میں سے کبھی کبھی کچھ ترکاری یا پودینہ یا اور پھلوں میں سے اور کبھی شیرینی گلگلے کچھڑا وغیرہ بطور ہدیہ و تحفہ کے
بھیجا کرتی ہیں اُن کا لینا عام مسلمانوں کو یا اس کے طبیب معالج کو شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟ بینوا تو جبر و
(بیان فرمائیے اجر پائیے - ت)

الجواب

رند یوں کے مال یا نج قسم ہیں، ایک وہ چیز جو انھیں کسی فعل حرام مثلاً زنا یا غنا یا رقص کی اجرت یا آشنائی کی رشوت میں دی گئی
یہ نفع ہو یا جنس مطلقاً حرام، اور حکم مقصوبہ میں ہے کہ وہ خود اس کی مالک نہیں ہوتیں کما نفع علیہ
فی المہندیۃ و در المختار وغیرہما (جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ اور در مختار وغیرہ میں صراحتاً فرمایا گیا
ہے - ت)

دوسرے وہ چیز جو انھوں نے اُس جنس حرام سے حاصل کی مثلاً کسی نے اجرت یا رشوت مذکورہ
میں کچھ تھان گھلن کے دئے رندی نے انھیں بیچ کر روپیہ حاصل کیا اُن تھانوں سے ناچ وغیرہ خرید کیا یہ

بھی مطلقاً حرام ہے فان الحرام اذا كان البذل ایضا (کیونکہ جب حرام کا بدل ہو تو وہ بدل بھی حرام ہے۔ ت)

تیسرے وہ چیز جو انہوں نے اسے نقد حرام کے بدلے یوں حاصل کی کہ اُس کے نقد پر عقد واقع ہوا اور وہی ادا کیا مثلاً جو روپیہ رندی کو رشوت یا اجرت میں ملایا رشوت و اجرت میں ملے ہوئے مثلاً تھانوں کو بیع کر حاصل کیا اُس نے بائع کو وہی روپیہ دکھا کر کہا کہ اس کے عوض شیرینی یا گھیوں یا گوشت یا فلاں شے کی تخم یا درخت کی قلم دے دے یا روپیہ اس کے سامنے ڈال دیا کہ فلاں فلاں چیز دے اس نے دیں اس نے وہی زر حرام من دے دیا اس صورت میں بھی جو کچھ حاصل کیا مذہب صحیح پر سب حرام و غضب ہے،

وقول من قال بطله لعدم تعلق العقد بينه اور جس نے اس کے حلال ہونے کی بات کی اس بل مثله لعدم تعيينه وان كان قياساً لئے کہ عین شے کے ساتھ عقد متعلق نہیں بلکہ مثل لکنہ خلاف الاستحسان کما افاده غیر متعین کے ساتھ متعلق ہے اگرچہ قیاس کا فی الفتوح۔

وجہ سے حرام ہے جیسا کہ فتح القدر میں (محقق ابن ہمام نے) اس کا افادہ دیا (ت)
چوتھی وہ چیز کہ نقد حرام سے خریدی مگر عقد و ادا دونوں مال حرام پر جمع نہ ہوئے مثلاً زر حرام کہ خود اجرت و رشوت میں ملایا ایسی جنس جو پائی تھی اُسے بیع کر حاصل کیا وہ روپیہ دکھا کر کہا کہ اس کے عوض دے دے جب اس نے دی من میں حلال روپیہ دیا وہ حرام روپیہ الگ کر لیا یہاں عقد حرام پر ہوا مگر ادا اُس سے ادا نہ ہوئی یا بغیر روپیہ دکھائے یا اس کی طرف اشارہ کئے تو یہی کہا کہ ایک روپیہ کی فلاں شے دے اُس نے دی اب من میں زر حرام دیا کہ یہاں ادا تو اس سے ہوئی مگر عقد اس پر واقع نہ ہوا تھا اس صورت میں علماء مختلف ہیں بہت سے علماء اسے بھی حرام مطلق بتاتے ہیں،

فان الفساد اذا كانت لعدم الملك عمل کیونکہ فساد جب عدم ملکیت کی وجہ سے ہو تو پھر فیما يتعين وما لا يتعين اصلاً و بديلاً متعین، غیر متعین۔ اصل اور بدل سب میں علی الاطلاق۔

اور بہت سے علماء نے امام کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتویٰ دیا کہ یوں جو چیز مول لے وہ حرام نہیں، نقد حرام کی خباثت اس کے بدل میں جبھی آتی ہے کہ عقد و ادا دونوں اس پر مجتمع ہوں تنویر الابصار میں ہے،

بہ یفتی ومثله فی الذخیرۃ اسی قول کے مطابق فتویٰ دیا گیا اور اسی کی مثل

وغیرہا کما فی جامع الرموز وعلیہ
مشت المتون المعتمدة النقایة
والاصلاح والغیر۔
تو غیرہ وغیرہ میں ہے جیسا کہ جامع الرموز میں ہے
تمام متون معتبرہ کی یہی روش ہے مثلاً النقایہ،
الاصلاح اور الغرر وغیرہ۔ (ت)

پانچویں مال مثلاً زندگی نے کسی سے قرض لیا یا اُسے گانے نہ چنے زنا وغیرہ محرمات کی اجرت اور
آشنائی کی رشوت سے جُدا کسی نے ویسے ہی کچھ انعام دیا بہہ کیا یا سینے پر رونے وغیرہ یا افعال جبائزہ کی
اجرت میں لیا کہ یہ سب حلال ہے اور اس سے جو کچھ حاصل کیا جائے گا وہ بھی حلال ہے،
فی فتاویٰ الامام قاضی خات الرجل اذا
کانت معرباً بمغنیان ان اعطى بغير
شرط قالوا یباح وان کانت یاخذها
على شرط ذوال المال على صاحبه ان کان
یعرفه وان لم یعرفه یتصدق به اه
وتفصیل القول فی الحظر من فتاویٰ
فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی مرد
گو یا کو بغیر شرط کے کچھ دے دے یا گو یا اس
شرط پر لے لے کہ بصورت تعارف اور پہچان کے
وہ مال وصول کردہ اصل مالک کو واپس کر دے گا
اور مالک کا پتا نہ لگ سکے کی صورت میں وہ مال
صدقہ کر دے گا اھ اور اس قول کی تفصیل ہمارے
فتاویٰ کی بحث حظر میں موجود ہے (ت)

پس اگر معلوم ہو کہ یہ تحفہ جو وہ لائی ہے اگلے تین ماہوں سے ہے تو طیب و غیر طیب کسی کو لینا جائز
نہیں اور اگر معلوم ہو کہ قسم پنجم سے ہے تو سب کو لینا حلال اور قسم چہارم میں لے لے تو گنہگار نہیں، یہ سب
اُس حال میں ہے کہ تحفہ کا حال اُس لینے والے کو معلوم ہو کہ کس قسم کا ہے اور بحال عدم علم جب کہ اس کا
اکثر مال وجہ حرام سے ہو کہ زندگیوں میں غالب یہی ہے تو بہت علماء اس کا تحفہ لینا مطلقاً حرام بتاتے ہیں
جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ خاص چیز وجہ حلال سے ہے مگر اصل مذہب و قول صحیح و معتبر یہ ہے کہ بحال
ناواقفی لینا جائز ہے جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ خاص چیز وجہ حرام سے ہے، مگر مذہب سیدنا امام محمد
رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

به ناخذ ما لم نعرف شیئاً حراماً
بعینه وهو قول ابی حنیفہ
جب تک ہم کسی چیز کو بعینہ حرام نہ جانیں تو وہ
جائز ہے، ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اور یہی

واصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ذکرہ فی
الہندیۃ عن الظہیریۃ عن ابی الیث
عن محمد بن حمہ اللہ تعالیٰ۔
قول حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ
تعالیٰ عنہم کا ہے۔ اس کو ہندیہ میں بحوالہ ظہیریہ
اس نے ابو الیث سے اس نے امام محمد رحمہ اللہ
تعالیٰ سے روایت کیا۔ (ت)

تاہم شک نہیں کہ اگرچہ فتویٰ جواز ہے تقویٰ احتراز ہے، وقد فصلنا القول فیہ فی فتاوانا (ہم نے
اس کو تفصیل کے ساتھ اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے۔ (ت) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۱۳۹

کیا فرماتے ہیں علمائے دین حقیقی مادر اور سوتیلی ماں کے حق حقوق کے بارہ میں، حقیقی اور سوتیلی
ماں میں اور ان کے حق حقوق میں کیا فرق ہے؟ سوتیلی ماں کو مثل حقیقی والدہ کے سمجھنا چاہئے یا حفظ
مراتب میں دونوں کے کچھ فرق کرنا چاہئے اور کس قدر؟ بینوا تو بھرا۔

الجواب

حقیقی ماں اور سوتیلی کے حقوق میں زمین آسمان کا فرق ہے، حقیقی ماں بذات خود مستحق ہر گونہ
خدمت و ادب و تعظیم و اطاعت کی ہے اور اسے ایذا دینی معاذ اللہ و رسول کو ایذا دینی ہے، اور سوتیلی
ماں کا اپنا ذاتی کوئی حق نہیں جو کچھ ہے باپ کے ذریعہ سے ہے یعنی وہ بات نہ ہو جس میں باپ کو ایذا ہو
کہ باپ کی ایذا اللہ و رسول کی ایذا ہے جل جلالہ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۴۱ از نجیب آباد ضلع بجنور مسئلہ جناب احمد حسین خاں صاحب ۱ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ

(۱) مرید کے پیر پر کیا حقوق کیا ہیں؟

(۲) پیر کے مرید پر کیا کیا حقوق ہیں؟

الجواب

(۱) مرید کا پیر پر حق یہ ہے کہ اُسے مثل اپنی اولاد کے جانے، جو بات بُری دیکھے اس سے منع کرے،
روکے، نیکیوں کی ترغیب دے۔ حاضر و غائب اُس کی خیر خواہی کرے، اپنی دُعائیں اُسے شریک کرے،
اُس کی طرف سے براہ نادانی جو گستاخی بے ادبی واقع ہو اس سے درگزر کرے، اس پر اپنے نفس کے لئے
ناراض نہ ہو، اس کی ہدایت کے لئے غصہ نہ ظاہر کرے اور دل میں اس کی بھلائی کا خواستگار رہے،

اُس کے مال سے کچھ طلب نہ رہے، تا بمقدور اس کی ہر شکل میں مددگار رہے وغیرہ وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 (۲) پیر کے حقوق مرید پر شمار سے افزود ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ
 ہو کر رہے، اس کی رضا کو اللہ کی رضا اس کی ناخوشی کو اللہ کی ناخوشی جانے، اسے اپنے حق میں تمام اولیائے زمانہ
 سے بہتر سمجھے، اگر کوئی نعمت بظاہر دوسرے سے ملے تو اسے بھی پیر ہی کی عطا اور اسی کی نظر توجہ کا صدقہ جانے،
 مال اولاد جان سب اس پر تصدق کرنے کو تیار رہے، اس کی جو بات اپنی نظر میں خلاف شرع بلکہ معاذ اللہ کبیر
 معلوم ہو اس پر بھی نہ اعتراض کرے، نہ دل میں بدگمانی کو جگہ دے بلکہ یقین جانے کہ میری سمجھ کی غلطی ہے،
 دوسرے کو اگر آسمان پر اڑتا دیکھے جب بھی پیر کے سوا دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کو سخت آگ جانے،
 ایک باپ سے دوسرا باپ نہ بنائے، اس کے حضور بات نہ کرے، ہنسنا تو بڑی چیز ہے اس کے سامنے
 آنکھ کان دل بہت تن اُسی کی طرف مصروف رکھے، جو وہ پوچھے نہایت نرم آواز سے بکمال ادب بتا کر جلد خاموش
 ہو جائے۔ اس کے کپڑوں اس کے بیٹھنے کی جگہ اس کی اولاد، اس کے مکان، اس کے محلہ، اس کے شہر
 کی تعظیم کرے۔ جو وہ حکم دے کیوں نہ کہے دیر نہ کرے، سب کاموں پر اسے تقدیم دے۔ اس کی غیبت
 میں بھی اس کے بیٹھنے کی جگہ نہ بیٹھے۔ اس کی موت کے بعد بھی اُس کی تدفین سے نکاح نہ کرے۔ روزانہ
 اگر وہ زندہ ہے اس کی سلامت و عافیت کی دعا بکثرت کرتا رہے۔ اور اگر انتقال ہو گیا تو روزانہ اس کے
 نام پر فاتحہ و درود کا ثواب پہنچائے۔ اس کے دوست کا دوست، اس کے دشمن کا دشمن رہے۔
 غرض اللہ و رسول جل جلالہ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اس کے علاوہ کو تمام جہان کے علاقہ پر دل
 سے ترجیح دے اور اسی پر کار بند رہے وغیرہ وغیرہ۔ جب یہ ایسا ہو گا تو ہر وقت اللہ عز و جل و سید عالم
 صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضرات مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مدد زندگی میں نزع میں قبر میں حشر
 میں میزان پر صراط پر حوض پر ہر جگہ اس کے ساتھ رہے گی۔ اس کا پیر اگر خود کچھ نہیں تو اس کا پیر تو کچھ
 ہے یا پیر کا پیر یہاں تک کہ صاحب سلسلہ حضور پر نور غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر یہ سلسلہ مولیٰ علی کرم اللہ
 تعالیٰ وجہہ اور اُن سے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن سے اللہ رب العالمین تک مسلسل
 چلا گیا ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ پیر چاروں شرائط بیعت کا جامع ہو پھر اس کا حسن اعتقاد سب کچھ پھیل
 لاسکتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۲۲۰ھ ازخیر آباد ضلع سیتا پور محلہ میاں سرائے قدیم مدرسہ عربیہ مرسلہ مولوی سید فخر الحسن صاحب
 تفصیل حقوق اللہ و حقوق العبد کے دیکھنے کی خاص ضرورت درپیش ہے اگر کتب دینیہ میں سے کسی
 کتاب میں مفصلاً حقوق درج ہوں تو نام کتاب سے مع پستہ باب و فصل مشکور فرمائی جائے ورنہ

ایسی کچھ ہدایت فرمائی جائے جس سے پورے طور پر تفصیل حقوق اللہ و حقوق العبد کی دریافت ہو جائے۔

الجواب

حقوق اللہ و حقوق العباد بیشمار ہیں بلکہ تمام شریعت مطہرہ بلکہ فقہین اکبر و اصغر سب انھیں کی تفصیل میں ہیں تمام علوم دینیہ کا کوئی حکم ان سے باہر نہیں۔ فتاویٰ فقیر میں حقوق والدین و حقوق زوجین و حقوق اولاد کا قدرے بیان ہے، کتاب مستطاب احیاء العلوم شریف میں زیادہ تفصیل ہے جلد ثانی کتاب آداب الاخوانہ ملاحظہ ہو۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۳ مستفسرہ محمد میاں طالب علم بہاری بریلی محکمہ سوداگران
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں،

- (۱) والدین کا حق اولاد بالغ کو تنبیہ خیر واجب ہے یا فرض؟
- (۲) حق والدین اولاد پر کس قدر ہے؟

الجواب

(۱) جو حکم فعل کا ہے وہی اس پر آگاہی دینی ہے فرض پر فرض، واجب پر واجب، سنت پر سنت، مستحب پر مستحب۔ مگر بشرط قدرت بقدر قدرت بامید منفعت، ورنہ !
علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم لہ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(لوگو!) اپنی جانوں کی فکر کرو، لہذا انھیں کچھ نقصان نہیں جو بھٹک گیا جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو۔
واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

(۲) اتنا ہی کہ ادا ناممکن ہے مگر یہ کہ وہ مرجائیں اور یہ ان کو از سر نو زندہ کر سکے تو کرے کہ وہ اس کے وجود کا سبب ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۵ از شہر مدرسہ اہلسنت و جماعت مسئلہ مولوی محمد افضل صاحب کابلی طالب علم درجہ اول مدرسہ مذکور ۱۶ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ

اگر شخص بچہ خود را تسلیم علم دین نکرد بغیر
انگریزی و ناگری و علم خدا و رسول را بچہ
نمی داند کہ چہ امرست و چہ نہی الحال
اگر والد نے اپنے بیٹے کو دین اسلام نہ سکھایا
لہذا وہ بچہ انگلش اور ناگری کچھ بغیر اللہ تعالیٰ
اور اس کے رسول گرامی کے علم کو نہیں جانتا کہ

ایں چنیں پدر را بر پسر حق است یا نه؟ بیستوا
ان کا حکم اور نہی کیا ہے؟ لہذا اب اس طرح کے
والد کا اپنے بیٹے پر کوئی حق ہے یا نہیں؟ بیان
فرماؤ اور اجر پاؤ۔ (ت)

الجواب

پدر اگر در حق پسر تقصیر کر د حقوق پدر ذمہ پسر
ساقط نتوان شد۔ واللہ تعالیٰ اعلم
بحال ہیں وہ بیٹے کبھی ساقط (اور معاف) نہیں ہو سکتے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ بخوبی
جانتا ہے (ت)

۲۶ مسئلہ مولوی نذیر احمد صاحب ساکن سمویان رگنہ نواب گنج بریلی ۲۷ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مسائل مفصلہ ذیل میں،

(۱) بی بی کے حقوق شوہر پر کیا ہیں؟

(۲) شوہر کے حقوق بی بی پر کیا ہیں؟ بیستوا توجروا

الجواب

(۱) نفقہ سکنی مہر حسن معاشرت نیک باتوں اور حیا و حجاب کی تعلیم و تاکید اور اس کے خلاف سے
منع التہدید ہر جائز بات میں اس کی دلجوئی اور مردانہ خدا کی سنت پر عمل کی توفیق ہو تو ماورائے
مناہی شرعیہ میں اس کی ایذا کا تحمل کمال خیر ہے اگرچہ یہ حق زن نہیں۔

(۲) امور متعلقہ زن شوی میں مطلقاً اس کی اطاعت کہ ان امور میں اس کی اطاعت والدین پر بھی
مقدم ہے اس کے ناموس کی شدت حفاظت اس کے مال کی حفاظت ہر بات میں اس کی خیر خواہی
ہر وقت امور جائز میں اس کی رضا کا طالب رہنا اسے اپنا مولیٰ جاننا، نام لے کر نہ پکارنا، کسی
سے اس کی بیجا شکایت نہ کرنا اور خدا توفیق دے تو بجا سے بھی احتراز کرنا بے اس کی اجازت
کے آٹھویں دن سے پہلے والدین یا سال بھر سے پہلے اور محارم کے یہاں جانا وہ ناراض ہو تو
اس کی انتہائی خوشامد کر کے اسے منانا اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ کر کہنا کہ یہ میرا ہاتھ تھا رکھو
ہاتھ میں ہے یہاں تک کہ تم راضی ہو یعنی میں تمہاری مملوکہ ہوں جو چاہو کرو مگر راضی ہو جاؤ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴۸ از قصہ حسن پور ضلع مراد آباد تحصیل چنور مرسلہ اشرف علی خاں ۲۴ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ
 (۱) ایک شخص کا ایک عورت ناکتہ سے یعنی بلا نکاحی کنواری عورت سے باہمی محبت تھی کوئی تعلق
 ناجائز نہ تھا پھر اس کا نکاح ایک دوسرے مرد سے ہو گیا، بعد نکاح کے پہلے شخص نے اس
 عورت سے زنا کیا، اس کے شوہر کو معلوم نہ ہوا، کچھ مدت کے بعد زنا کر نیا لے شخص نے اس کے
 شوہر سے اس طرح معافی چاہی کہ میں نے جو کچھ تمہارا گناہ کیا ہے اس کو معاف کر دیا جو کچھ
 کہا سنا ہے معاف کر دو۔ اس نے کہا کہ معاف کیا۔ پھر وہ عورت مر گئی۔ اب آپ یہ فرمائیے گا
 کہ آیا یہ معافی جواد پر تحریر ہے کافی ہے یا نہیں؟ اور اگر نا کافی ہے تو کس طرح معافی لینا چاہئے
 تاکہ یہ گناہ عظیم اللہ تعالیٰ معاف کر دے۔

(۲) وہ کون کون سے گناہ ہیں جو اللہ اس وقت معاف کرے گا بیشتر اس کا بندہ جس کے ساتھ گناہ ہوا
 ہے معاف کرے جیسا کہ شوہر والی عورت کا زنا۔

الجواب

(۱) یوں کہنا کہ جو کہا سنا ہے معاف کر دو، اصلاً کافی نہیں کہ زنا کے منے میں داخل نہیں
 اور یوں کہنا کہ میں نے جو تیرا گناہ کیا ہے معاف کر دے، یہ اگر ایسی قسموں کے ساتھ کہا کہ زنا کو بھی شامل ہوا
 اور اس نے اسی عزم کے طور پر معاف کیا تو معاف ہو گیا اور اگر اتنی ہی گول محل لفظ تھے جس سے اس کا
 ذہن ایسی بڑی بات کی طرف نہ جاسکے بلکہ باتیں مثلاً بڑا بھلا کہنا غیبت کرنا یا کچھ مال دبا لینا ان کی طرف ذہن
 جائے تو یہ معافی انھیں باتوں کے لئے خاص رہے گی اور قول اظہر زنا کو شامل نہ ہوگی لہذا اسے
 اس سے یوں کہنا چاہئے کہ دنیا میں ایک مرد دوسرے کا جس جس قسم کا گناہ کر سکتا ہے جسم یا جان یا مال
 یا آبرو وغیرہ وغیرہ کے متعلق ان سب میں چھوٹے سے چھوٹا یا بڑے سے بڑا جو کچھ بھی مجھ سے تمہارے حق
 میں واقع ہوا سب لوجہ اللہ معاف کر دو، اور اس قسم کو خوب اس کے ذہن میں کر دے اور اس کے بعد
 وہ صاف معاف کرے تو امید واثق ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ معاف ہو جائے۔

(۲) تمام حقوق العباد ایسے ہی ہیں کہ جب تک صاحب حق معاف نہ کرے معافی نہ ہوگی واللہ
 تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۱ از ڈاکخانہ چیکانگ محلہ میدنگ ضلع اکیاہ مرسلہ محمد عمر ۵ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
 ایک شخص نے ایک غیر عورت سے زنا کیا اور اسی عورت کا والدین اور برادران اور خورداران وغیرہ
 موجود ہیں اب وہ شخص زنا کار اس زانیہ عورت سے معافی لینا چاہتا ہے آیا فقط اس زانیہ سے معافی لینا

چاہئے یا والدین اور برادران اور خورداران سے بھی معافی لینا ضروری ہے اور اگر حقوق العباد معاف ہو تو حقوق اللہ معاف ہو گا یا نہیں؟ یا توبہ استغفار سے ہو گا؟

الجواب

حقوق اللہ معاف ہونے کی دو صورتیں ہیں :

اول توبہ ، قال اللہ تعالیٰ :

هو الذي يقبل التوبة عن عباده ويعفو
عن السيئات

وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہ معاف کرتا ہے (ت)

دوم عفو الہی ، قال اللہ تعالیٰ :

فيغفر لمن يشاء ويعذب من
يشاء

اللہ تعالیٰ جس کو چاہے معاف فرما دے ، اور جس کو چاہے سزا دے۔ (ت)

وقال تعالیٰ :

ان الله يغفر الذنوب جميعا انه هو
الغفور الرحيم

یقیناً اللہ تعالیٰ سب گناہ بخش دیتا ہے کیونکہ وہی گناہ بخشتے والا اور مہربان ہے۔ (ت)

اور حقوق العباد معاف ہونے کی بھی دو صورتیں ہیں :

(۱) جو قابل ادا ہے ادا کرنا ورنہ ان سے معافی چاہنا ، صحیح بخاری شریف میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من كانت له مظلمة لاخيه من
عرضه او شئ فليتحلل منه
اليوم قبل ان لا يكون دينار
ولا درهم ان كان له عمل
صالح اخذ منه بقدر مظلمته وان
لم يكن له حسنات اخذ من سيئات

جس کے ذمہ اپنے بھائی کا آبرو وغیرہ کسی بات کا مظلمہ ہو اسے لازم ہے کہ یہیں اس سے معافی چاہ لے قبل اس وقت کے آنے کے کہ وہاں نہ روپیہ ہو گا نہ اشرفی ، اگر اس کے پاس کچھ نیکیاں ہوں گی تو بقدر اس کے حق کے اس سے لے کر اسے دی جائیں گی ورنہ اس کے گناہ اس پر

رکھے جائیں گے۔

صاحبہ فحمل علیہ

(۲) دوسرا طریقہ یہ کہ صاحبِ حق بلا معاوضہ لئے معاف کر دے، قال تعالیٰ :

فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا ۖ

وَقَالَ تَعَالَى :

الَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُ اللَّهُ لَهُمْ ۖ

کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔ (ت)

اور بعض طرق جامعہ جن سے حقوق اللہ و حقوق العباد باذن اللہ تعالیٰ سب معاف ہو جاتے جن کی تفصیل ہم نے تعلیقات ردالمحتار میں ذکر کی۔

منہا شهادة البحر و منها قتل الصبر و منها الحج المبرور غیر ذلک۔

اُن میں سے دریائی شہادت ہے اُن میں سے روک کر نشانہ سے مار ڈالنا ہے، اور اُن میں سے حج مقبول۔ اور اسی فوج کے دوسرے کام ہیں۔ (ت)

عورت اگر معاذ اللہ زانیہ ہے یعنی زنا اُس کی رضا سے ہوا تو اس میں اس کا کچھ حق نہیں، تو اس سے معافی کی حاجت کیا بلکہ خود اوروں کے حق میں گرفتار ہے جبکہ شوہر یا محارم کہتی ہو زنا کی اطلاع شوہر یا اولیائے زن کو پہنچ گئی تو بلاشبہ اُن سے معافی مانگنا ضرور ہے بے اُن کے معاف کئے معاف نہ ہوگا اور اگر اطلاع نہ پہنچی تو اب بھی اُن کا حق متعلق ہوا یا نہیں، دربارہ غیبت علما نے تصریح فرمائی کہ متعلق نہ ہوگا اور اُس وقت اُن سے معافی مانگنے کی حاجت نہیں صرف توبہ و استغفار کافی ہے، شرح فقہ اکبر میں ہے :

قال الفقيه ابواللیث رحمہ اللہ تعالیٰ قد تکلم الناس فی توبۃ المغتابین هل تجوز من غیر ان يستحل من صاحبه قال

فقہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لوگوں نے غیبت کرنے والوں کی توبہ کے بارے میں اختلاف کیا ہے، کیا جس کی غیبت کی اُس سے معاف کر ائے بغیر توبہ کرنی جائز ہے یا نہیں ؟

۱۔ صحیح البخاری ابواب النظام والقصاص باب من کانت له مظنة الخ قديمی کتب خانہ کراچی ۳۳۱/۱

۲۔ القرآن الکریم ۱۰۹/۲

۳۔ " " ۲۲/۲۳

بعض نے فرمایا کہ جائز نہیں۔ اور اس کی ہمارے
نزدیک دو صورتیں ہیں، اُن میں سے ایک یہ ہے
کہ جس شخص کی غیبت کی گئی اس کو غیبت کی اطلاع
ہو گئی تو پھر توبہ کرنے کی صورت یہ ہے کہ اس سے
معاف کرائے اور اگر اسے اطلاع نہیں ہوئی
تو اس صورت میں صرف اللہ تعالیٰ سے معافی
مانگے اور اپنے دل میں یہ عہد کرے کہ پھر ایسا کبھی نہ کریگا۔

بعضہم لایجوزن وهو عندنا علی وجہین
احدھما ان کان ذلک القول قد بلغ الی
الذی اغتابہ فتوبتہ ان یتحل منه
وان لم یبلغ الیہ فلیستغفر اللہ
مبخرنہ ویضمر ان لا یعود الی
مشئلہ

درمختار میں ہے:

اگر غیبت کی اطلاع (جس کی غیبت کی گئی) اسکو
نہ ہو تو پھر صرف ندامت کافی ہے۔ (ت)
اور دربارہ زنا اس کی کوئی تصریح نظر سے نہ گزری، ظاہراً یہاں بھی یہی حکم ہونا چاہیے۔
وقد جاء فی الحدیث الغیبة
اشد من الزنا ویلہ

مگر ازاں جا کہ اس بارے میں کوئی تصریح نظر سے نہ گزری معافی چاہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اگر اُس
نے معاف کر دیا تو اطمینان کافی ہے مگر طلب معافی میں نہ تو صاف تصریح زنا ہو کہ شاید اس کے بعد معافی
نہ ہو بلکہ ممکن کہ اس سے فتنہ پیدا ہو اور نہ اتنی ہی اجمالی بات پر قناعت کی جائے کہ مجھے اپنے سب حق
معاف کر دے کہ اس میں عند اللہ اتنے ہی حقوق معاف ہونگے جہاں تک اس کا خیال پہنچے لہذا تعمیم عام
کے الفاظ ہونا چاہئیں جو ہر قسم گناہ کو یقیناً عام بھی ہو جائیں اور وہ تصریح خاص باعث فتنہ بھی نہ ہو مثلاً
چھوٹے سے چھوٹا بڑے سے بڑا جو گناہ ایک مرد دوسرے کا کر سکتا ہے جان مال عزت آبرو ہر شے کے
متعلق اس میں سے جو تیرا میں نے گناہ کیا ہو سب مجھے معاف کر دے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے:
فی النوائل، مجمل لد علی آخر دین

لہ منہ الروض الا زھر شرح الفقہ الاکبر مطلب یجب معرفۃ المكفات الخ مصطفیٰ البانی مصر ص ۱۵۹
لہ درمختار کتاب الخطر والاباحۃ فصل فی البیح مطبع مجتبائی دہلی ۲۵۱/۲
لہ شعب الایمان حدیث ۶۴۴ و ۶۴۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۶/۵

وهو لا يعلم بجميع ذلك فقال له المديون
ابنني مالك على فقال الدائن ابرأتك قال
نصير ولا يبرأ الا عن مقدار ما يتوهم اي يظن انه
عليه وقال محمد بن سلمة يبرأ عن الكل
قال الفقيه ابو الليث حكم القضاء ما قاله
محمد بن سلمة وحكم الاخرة ما قاله
نصير وفي القنية من عليه حقوق فاستحل
صاحبها ولم يفصلها فجعله في حل بعد ان
علم انه لو فصله يجعله في حل والا فلا
قال بعضهم انه حسن وان روى انه يصير
في حل مطلقاً وفي الخلاصة ثم جيل قال
لا يخرج حلتي من كل حق هو لك فأبرأه ان
كان صاحب الحق عالماً
به برئ حكماً بالاجماع
واما ديانة فعند محمد لا يبرأ وعند
ابي يوسف يبرأ وعليه الفتوى اه و
فيه انه خلاف ما اختاره ابو الليث و
لعل قوله مبني على التقوى

وہ اس کی پوری تفصیل نہ جانتا ہو تو مقروض نے
قرضخواہ سے کہا جو کچھ بھی تیرا میرے ذمے ہے اس
سے میری برائت کر دے۔ اس پر قرضخواہ نے
کہا میں نے تیری برائت کر دی۔ امام نصیر نے فرمایا
اس کی صرف اتنی ہی مقدار سے برائت ہو جائیگی
کہ جتنی مقدار کا قرضخواہ کو وہم ہوا ہو کہ اس قدر قرض
مقروض پر ہے لیکن محمد بن سلمہ نے فرمایا کہ سب سے
اس کی برائت ہو جائے گی۔ فقیہ ابو الليث نے
فرمایا قضاء میں تو وہی حکم ہے جو کچھ محمد بن سلمہ نے
فرمایا لیکن آخرت کا حکم وہ ہے جو کچھ امام نصیر نے
فرمایا۔ اور قنیہ میں ہے اگر کسی پر حقوق ہوں اور اس نے
صاحب حقوق سے معاف کر دینے کی درخواست کی
لیکن اُن کی (اس کے آگے) کچھ تفصیل نہ بیان کی
اور صاحب حقوق نے انھیں معاف کر دیا اس
عذر سے کہ وہ جانتا ہے کہ اگر اُن کی اس کے سامنے
تفصیل پیش کی جاتی تو وہ لامحالہ معاف کر دیتا
تو اس صورت میں وہ معاف ہو جائیں گے ورنہ
بصورت دیگر وہ معاف نہ ہوں گے۔ بعض نے
فرمایا کہ یہ اچھی تفصیل ہے۔ اگرچہ یہ بھی مروی ہے کہ وہ حقوق مطلقاً معاف ہو جائیں گے۔ خلاصہ میں ہے
کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ تیرا جو بھی میرے ذمے حق ہے وہ مجھے معاف کر دے یعنی
میرے لئے حلال کر دے، تو اس نے برائت کر دی۔ اگر صاحب حق اُن تمام حقوق کا علم رکھتا ہے تو پھر
معاف کروانے والا حکماً بالاتفاق بری ہو جائے گا۔ رہا معاملہ دیانت تو اس میں امام محمد علیہ الرحمۃ

کے نزدیک بری الذمہ ہو گا لیکن قاضی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بری الذمہ ہو جائے گا، اور اسی پر فتویٰ ہے احمد۔ اور اس میں یہ اشکال ہے کہ یہ صورت اُس کے مخالف ہے جو فقہ ابو اللیث سمرقندی نے اختیار کیا، شاید فقہ موصوف کا قول تقویٰ پر مبنی ہو۔ (ت)

بالجملہ امر مشکل ہے جو سچے دل سے مولیٰ عز وجل کی طرف رجوع لاتا ہے اُس کا کرم ضرور اُسے قبول فرماتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۵۱ مسئلہ از فیض آباد مسجد مظہرہ مرسلہ شیخ اکبر علی مؤذن و مولوی عبد العلی ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۶۶ھ
(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سائل کو یا کسی ناشی کو جو اُن کے پاس حاضر ہو معافی مانگی تو بہ کی تو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح پیش آئے؟
(۲) کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو مسافر و مہمان معزز رئیس دنیا جس سے آمدنی ہو ساتھ کھانا کھلایا اور غریبوں پر توجہ نہیں کی شریعت میں جائز ہے؟

الجواب

(۱) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی سائل کو جس کا سوال ناخقی نہ تھا زجر نہ فرمایا، ناشیوں کی ہمیشہ بات سُنی، اور اگر حق پر تھا تو داد دے دی اور یا درسی فرمائی، جس نے توبہ کی توبہ قبول فرمائی، جس نے معافی مانگی اُسے معافی دی اگرچہ بعض مصلحت دینیہ سے بدیر مگر حدود اللہ میں کہ بعد وجوب حد اس سے درگزر کا حکم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غریب نوازی ہی کو شریعت لائے ہیں، شبانہ روز سرکار سے غریبوں امیروں سب کی پرورش جاری ہے مگر یہ بھی حکم فرمایا ہے:

انزلوا الناس منازلهم۔ لہ

لوگوں کو ان کے مراتب و درجات کے مطابق اتار دو (یعنی

ان کے مقام کے مطابق ان کی عزت افزائی اور

مہمان نوازی کرو)۔ (ت)

اور حدیث میں ہے:

اذا اتاكم كريم قوم فاكرموا۔ لہ

جب کسی قوم کا معزز تمہارے یہاں آئے تو اسکی عزت کرو۔

۱۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب تنزیل الناس منازلهم آفتاب عالم پریس لاہور ۳۰۹/۲

۲۔ سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب اذا اتاکم الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۷۲

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حضور ایک سائل حاضر ہوا اسے ٹکڑا عطا فرمایا ایک ذی عزت مسافر گھوڑے پر سوار حاضر ہوا اس کی نسبت فرمایا کہ باعزاز اتار کر کھانا کھلایا جائے، سائل کی حاجت اسی قدر تھی اور کسی رئیس کو ٹکڑا دیا جائے تو باعث اس کی ٹسکی اور ذلت کا ہو لہذا فرق مراتب ضرور ہے اور اصل مداریت پر ہے اگر سائل کو بوجہ اس کے فقر کے ذلیل سمجھے اور غنی کو بوجہ اس کی دنیا کے عزت دار جانے تو سخت بیجا سخت شفیق ہے اور اگر ہر ایک کے ساتھ خلق حسن منظور ہے تو جتنا جس کے حال کے مناسب ہے اس پر عمل ضرور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۳ ازہرام پور ضلع گوندہ محلہ پور نیلیا تالاب مرسلہ حافظ محمد عین اللہ صاحب ۴ رجب ۱۳۴۲ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں :

(۱) ایک شخص عالم ہے اور اس کو اہل اسلام اور برادری پیشوا جانتے ہیں اور وہ عیال دار ہے اگر برادری میں شادی نکاح میں نیو تا مروت جے لے لے اور کھانا بھی کھائے اور ان کو بطریق نیو تا کچھ نقد دے اور اپنے یہاں کسی لڑکے کی شادی کرے اور برادری کو نیو تا دے کہ مدعو کرے تو وہ برادری میں منسلک ہو جائے گا اور علم کے درجہ سے گرجائے گا اور پیشوا نہ رہے گا اور برادری کے ہر معاملہ جائز و ناجائز میں شریک ہو نا اور تسلیم کرنا اس پر واجب ہو گا۔

(۲) ایک شخص قناعت گزیں ہے اور بکچہ فتوح غیب کوئی وجہ معاش نہیں رکھتا اور قوم اس کو پیشوا جانتی ہے اور مدخیرات سے اس کو دیتی ہے اور عیال دار ہے اگر وہ بلا اکراہ و اجبار مثل مذکورہ رسم نیو تا جاری رکھے تو درجہ توکل سے گرجائے گا اور خیرات وغیرہ سے لینا ناجائز ہو گا اور شرکت برادری ہر خیر و شر میں اس پر واجب ہوگی۔

الجواب

(۱) جو عالم دین اور پیشوائے مسلمین ہوا سے برادری سے میل جول اور ان کی جائز تقریبوں میں شرکت اور جائز رسموں میں موافقت اور اپنی تقریبوں میں انھیں شریک کرنا ہرگز نہ ممنوع ہے نہ اس کو درجہ سے کچھ کم کر دے وہ کہ تمام عالم سے افضل و اعلیٰ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے غلاموں سے ایسے برتاؤ رکھتے۔ ہاں ناجائز تقریبوں میں شریک ہو نا ناجائز رسموں میں ساتھ دینا یہ ضرور ناجائز اور عالم و پیشوا کے لئے سخت تر ناجائز، یہ ضرور درجہ گرا دینے والی چیز ہے اور یہ محض غلط ہے کہ برادری سے میل جول ناجائز باتوں میں شرکت پر بھی مجبور کرے گا کیوں مجبور کرے گا جب یہ عالم ہے اور وہ اسے پیشوا مانتے ہیں صاف کہہ دے کہ فلاں بات ناجائز ہے میں اسے نہیں کر سکتا اور تم بھی نہ کرو۔

(۲) شرکت برادری کا جواب اُوپر آگیا، اور اگر صاحبِ نصاب وقادر علی الاکتساب ہے تو اسے اب بھی صدقات واجبہ لینا جائز نہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تحل الصدقة لغنی ولذی مرة سوی لہ کسی مالدار کسی تندرست اور طاقتور کے لئے صدقہ

وخیرات حلال نہیں۔ (ت)

اور نظرِ مسببِ جل و علا پر رکھ کر جائز اسبابِ رزق کا اختیار کرنا ہرگز منافی توکل نہیں، توکل ترک اسباب کا نام نہیں بلکہ اعتماد علی الاسباب کا ترک ہے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اعقلها وتوکل علی اللہ بر توکل پاکے اشر اوٹ کو باندھ کر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجئے۔

راہبند۔ واللہ تعالیٰ اعلم واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۱۵ از شہر محلہ بھونڈا دروازہ مسئلہ شیخ نعیم اللہ صاحب چٹا میاں ۴ شوال ۱۳۳۸ھ

ذمہ زید حقوق العباد ہوں تو ان کا کیا کفارہ ہے اور کفارہ نہ ہو تو سبکدوشی کی کیا صورت ہے؟

بیٹو! توجروا۔

الجواب

جس کا مال دیا ہے فرض ہے کہ اتنا مال اُسے دے، وہ نہ رہا ہو اس کے وارث کو دے، وہ نہ ہوں فقیر کو دے۔ بے اس کے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ اور جسے علاوہ مال کچھ ایذا دی ہو یا بُرا کہا ہو اس سے معافی مانگے یہاں تک کہ وہ معاف کر دے جس طرح ممکن ہو معافی لے۔ وہ نہ رہا ہو اور تھا مسلمان تو اس کے لئے صدقہ و تلاوت و نوافل کا ثواب پہنچاتا رہے، اور کافر تھا تو کوئی علاج نہیں سوا اس کے کہ اپنے رب کی طرف رجوع اور توبہ و استغفار کرتا رہے وہ مالک وقادر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۶ از شہر محلہ ذخیرہ مسئلہ منشی شوکت علی صاحب ۲۴ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا ارشاد ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ عورت پر مرد کے اور مرد پر عورت کے کیا کیا حق ہیں؟ بیٹو! توجروا۔

الجواب

مرد پر عورت کا حق نان و نفقہ دینا، رہنے کو مکان دینا، مہر و وقت پر ادا کرنا، اُس کے ساتھ

بجلائی کا برتاؤ رکھنا، اسے خلافِ شرع باتوں سے بچانا۔ قال تعالیٰ :
 دعا شرودھن بالمعروف (عورتوں سے اچھی طرح رہنا سہنا کہہنا۔ ت)
 اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

یا ایہا الذین آمنوا قوا انفسکم واهلبکم
 ناسرا ۱؎ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں
 کو آگ سے بچاؤ۔ (ت)

اور عورت پر مرد کا حق خاص امور متعلقہ زوجیت میں اللہ و رسول کے بعد تمام حقوق حتیٰ کہ ماں باپ
 کے حق سے زائد ہے ان امور میں اس کے احکام کی اطاعت اور اس کے ناموس کی نگہداشت عورت پر
 فرض الہم ہے، بے اس کے اذن کے محارم کے سوا کہیں نہیں جاسکتی اور محارم کے یہاں بھی ماں باپ کے
 یہاں ہر ٹھوس دن وہ بھی صبح سے شام تک کے لئے اور بہن بھائی، چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی کے یہاں
 سال بھر بعد اور شب کو کہیں نہیں جاسکتی۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
 "اگر میں کسی کو غیر خدا کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوھر کو
 سجدہ کرے۔" ۲؎

اور ایک حدیث میں ہے :

"اگر شوھر کے نتھنوں سے خون اور پیپ بہہ کر اس کی ایڑیوں تک جسم بھگ گیا ہو اور
 عورت اپنی زبان سے چاٹ کر اسے صاف کرے تو اس کا حق ادا نہ ہوگا۔" ۳؎
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۴ از ریاست بھرت پور شرقی راجپوتانہ ڈیرہ سید بشر الدین احمد عرف سید فقیر احمد صاحب
 جعدار تہ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ ۲۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

چہ میفرماید علمائے دین اہدی و مفتیان دین الہی کے علماء اور شرع محمدی کے مفتی
 شرع محمدی اندریں مسئلہ اخبار و آثار یکہ حضرات اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ احادیث

۱۔ القرآن الکریم ۱۹/۴ ۲۔ القرآن الکریم ۶/۶۶

۳۔ جامع الترمذی ابواب الرضا باب ما جاز فی حق الزوج علی المرأة امین کمپنی دہلی ۱۳۸/۱

کنز العمال برمز حم حدیث ۴۵۸۶۵ ۴۔ موسستہ الرسالہ بیروت ۵۵۸/۱۶

۵۔ مستند امام احمد بن حنبل حدیث معاذ بن جبل ۲۳۹/۵ ۶۔ المکتب الاسلامی بیروت

کنز العمال برمز کر حدیث ۴۵۸۶۱ ۷۔ موسستہ الرسالہ بیروت ۵۵۴/۱۶

در مواخذہ و تصفیہ حقوق العباد در
محشر وارد اند مخصوص بمؤمنان بذکر مؤمنان
ہستند یا لعموم بمؤمنان یعنی مؤمن و
غیر مؤمن بذکر مؤمن اند۔ بالعموم حقوق
مخلوقات بذکر انسان مؤمن۔ و اگر خصمان
علاوہ انسان ہم باشند یا انسان زندہ تمانہ
باشد یا از یاد و ارفقت باشد یا قدرت
ادائے حقوق نباشد یا گمان عفو از صاحبان
حقوق نباشد یا صاحبان حقوق با وجود طلب
عفو بکل نسا زند۔ پس از روئے شرع شریف
حسب مذہب حنفیہ تا تردید چارہ برائت مؤمن
ہست یا دخول نار واجب و حسان نجات
لابدست۔ بگوینا تو جبروا۔

کے مطابق مؤمن کے بری الذمہ ہونے کی کیا صورت ہے، یا آگ میں جانا ضروری اور رہائی پانے سے
محروم ہونا لازمی ہے، جو بھی صورت ہو بیان فرماؤ اور اجر و ثواب پاؤ۔ (ت)

الجواب

اخبار و آثار در مطلق حقوق ست مؤمن را باشد
یا کافر ذمی را انسان را باشد یا حیوان و قد
نصوان خصومة الدابة اشد من
خصومة الذمى و خصومة
الذمى اشد من خصومة
السلوك كما في الخانية و
الدنم وغيرهما، و باجماع

اخبار اور آثار مطلق حقوق کے متعلق وارد ہیں،
خواہ مؤمن ہو یا کافر ذمی، انسان ہو یا حیوان۔
اس لئے کہ ائمہ کرام نے تصریح فرمائی کہ جانوروں
کا جھگڑنا اور فریق مخالفت ہونا کافر کی مخالفت
سے زیادہ سخت ہے، اور ذمی کی مخالفت مسلمان
کی مخالفت سے زیادہ سخت ہے جیسا کہ فتاویٰ
قاضیان اور درمختار وغیرہ میں مذکور ہے۔ اور

اہلسنت یسبح وعید در حق مسلم قطعی نیست قال
 اللہ تعالیٰ ان اللہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان
 یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء
 انچہ در اشدیت خصوصت ذمی گفتر اندانہ لایرجی
 منه العفو فلیبقی فی خصوصتہ فاقول اے
 یطول خصوصتہ ولیس فیہ ان الوعید یتقد
 ولابد حقوق واصحاب ہمہ را مالک حقیقی حضرت حق
 ست عز جلالہ فی فعل ما یشاء ویحکم ما یرید
 نسأل اللہ العفو والعافیۃ - واللہ تعالیٰ اعلم
 اور اس میں یہ نہیں کہ عذاب کی ممکن فرو نافر ہوگی۔ حقوق واصحاب سب کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے کہ
 جس کی عزت بڑی ہے۔ لہذا وہ کرتا ہے جو چاہے۔ اور فیصلہ کرتا ہے جس کا ارادہ فرماتے۔ ہم اللہ تعالیٰ
 سے معافی اور عافیۃ مانگتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

رسالہ

الحقوق لطرح الحقوق

۱۳

۵

۰۴

(نافرمانی کو ختم کرنے کے لئے حقوق کی تفصیل)

www.alahazrat.com

بسم الله الرحمن الرحيم ط

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

۱۵۸ھ ۱۲ شعبان ۱۳۱۱ھ

۶۱۶ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں :

مسئلہ اولی

پسر نے اپنے باپ کی نافرمانی اختیار کر کے کل جائیداد پدر پر قبضہ کر لیا اور باپ کے پاس واسطے اوقات بسری کے کچھ نہ چھوڑا بلکہ درپے تذلیل و توہین پدر کے ہے اور اللہ جل شانہ نے واسطے اطاعت پدر کے کلام اپنے میں فرمایا ہے، صورت ہذا میں اس نے خلاف فرمودہ خدا کیا وہ منکر حکم خدا ہوا یا نہیں؟ اور منکر کلام ربانی کے واسطے کیا حکم شرع شریف ہے؟ اور وہ کہاں تک گنہگار ہے؟
بیّنوا توجسروا (بیان فرماؤ، اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

پسر مذکور فاسق فاجر مرتکب کبائر عاق ہے اور اسے سخت عذاب و غضب الہی کا استحقاق

باپ کی نافرمانی اللہ جبار و قہار کی نافرمانی ہے اور باپ کی ناراضی اللہ جبار و قہار کی ناراضی ہے، آدمی ماں باپ کو راضی کرے تو وہ اس کے جنت میں اور ناراض کرے تو وہی اس کے دوزخ میں۔ جب تک باپ کو راضی نہ کرے گا اس کا کوئی فرض کوئی نفل، کوئی عمل نیک اصلاً قبول نہ ہوگا۔ عذاب آخرت کے علاوہ دنیا میں ہی جیتے جی سخت بلا نازل ہوگی مرتے وقت معاذ اللہ کلمہ نصیب نہ ہونے کا خوف ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

طاعة الله طاعة الوالد ومعصية الله
معصية الوالد۔ رواه الطبرانی عن
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اللہ کی اطاعت ہے والد کی اطاعت، اور اللہ کی معصیت ہے والد کی معصیت (طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

رضا الله في رضا الوالد ومسخط الله في
مسخط الوالد۔ رواه الترمذی وابن حبان
فی صحیحہ والحاکم عن عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے (ترمذی اور ابن حبان نے اپنی تصحیح میں اور حاکم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

تیسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

هما جنتك ونارك۔ رواه ابن ماجه عن
ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ماں باپ تیری جنت اور تیری دوزخ ہیں (ابن ماجہ نے ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

چوتھی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

الولد اوسط ابواب الجنة فانت شئت
فاضع ذلك الباب او احفظه۔ رواه

والد جنت کے سب دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے اب تو چاہے تو اس دروازے کو اپنے ہاتھ

الترمذی فی صحیحہ و ابن ماجہ و ابن حبان سے کھودے خواہ نگاہ رکھ (ترمذی نے اپنی صحیح میں
عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابوالدرداء سے

اسے روایت کیا۔ ت)

پانچویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا یدخلون الجنة العاق لوالدیہ
والدیوث والرجلة من النساء۔ رواہ
النسائی والبزار باسناد جید والحاکم عن
ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
تین اشخاص جنت میں نہ جائیں گے: ماں باپ
کی نافرمانی کرنے والا اور دیوث اور وہ عورت
کہ مردانی وضع بنائے۔ (نسائی اور بزار نے
اسناد جید کے ساتھ اور حاکم نے ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

چھٹی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا یقبل اللہ عن وجہ منہم صرفا و
لا عدلا عاق و منان و مکذب بقدر۔
رواہ ابن ابی عاصم فی السنن بسند حسن
عن ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
تین شخصوں کا کوئی فرض و نفل اللہ تعالیٰ قبول
نہیں فرماتا: عاق اور صدقہ دے کر احسان جتانے
والا اور ہرنگی و ہدی کو تقدیر الہی سے نہ ماننے
والا (ابن ابی عاصم نے السنن میں سند حسن کے
ساتھ ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

ساتویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کل الذنوب یؤخر اللہ منہا ما شاء الی
یوم القیمة الا عقوق الوالدین فان
اللہ یعجلہ لصاحبه فی الحیاة قبل المات
سب گناہوں کی سزا اللہ تعالیٰ چاہے تو قیامت
کے لئے اٹھا رکھتا ہے مگر ماں باپ کی نافرمانی
کہ اس کی سزا جیتے جی پہنچاتا ہے۔

۱۲/۲ جامع الترمذی ابواب البر والصلة باب ما جاء من فضل فی رضا الوالدین امین کمپنی دہلی
۳۵۴/۱ سنن النسائی کتاب الزکوة باب المنان بما اعطی نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
۴۲/۱ المستدرک للحاکم کتاب الایمان ثلاثة لا یدخلون الجنة دار الفکر بیروت
۱۵۱/۱ العلل المتناہیة باب ذکر القدر والقدریة حدیث ۲۳۹ دار نشر الکتب الاسلامیہ
۲۰۶/۴ مجمع الزوائد باب ما جاء من یکنز بالقدر دار الکتب العربیہ بیروت

مرادہ الحاکم والاصبہانی والطبرانی (حاکم اور اصبہانی اور طبرانی نے ابی بکر رضی اللہ عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

آنکھوں حدیث میں ہے، ایک جوان نزع میں تھا اسے کلمہ تلقین کرتے تھے نہ کہا جاتا تھا یہاں تک کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور فرمایا: کہ لا الہ الا اللہ، عرض کی نہیں کہا جاتا۔ معلوم ہوا کہ ماں ناراض ہے، اسے راضی کیا تو کلمہ زبان سے نکلا۔ (دواۃ الامام احمد والطبرانی عن عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (امام احمد اور طبرانی نے عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

مگر ان امور سے وہ عاصی اور اس کا فعل مخالف حکم خدا ہوا، اس کا منکر خدا ہونا لازم نہیں آتا جب تک یہ نہ کہے کہ باپ کی اطاعت شرعاً ضروری نہیں یا معاذ اللہ باپ کی توہین و تذلیل جائز ہے جو مطلقاً بلاتویل ایسا اعتقاد رکھتا ہو وہ بے شک منکر الہی ہوگا اور اس پر صریح الزام کفر، والعیاذ باللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ثانیہ

سوتی مادر پر تھمت بد طرح طرح کی لگائے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور سوتیلی مادر کا حق پسر علاقہ پر ہے یا نہیں؟

الجواب

حقوق تو مسلمان پر ہر مسلمان رکھتا ہے اور کسی مسلمان کو تھمت لگانا حرام قطعی ہے خصوصاً معاذ اللہ اگر تھمت زنا ہو، جس پر قرآن عظیم نے فرمایا: یعظکم اللہ ان تعودوا المشلہ ابدانکم مؤمنین۔ اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب ایسا نہ کرنا اگر ایمان رکھتے ہو۔

۱۔ المستدرک للحاکم کتاب البر والصلۃ باب کل الذنوب یؤخر اللہ ما شمارہا دار الفکر بیروت ۱۵۶/۴

کفر، العمال حدیث ۴۵۵۴ بیروت و الدر المنثور تحت آیات ۱۴/۲۳، ۲۴ و ۱۴۴/۴

۲۔ شعب الایمان حدیث ۸۹۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸/۶

ف تلاش کے باوجود احمد و طبرانی سے ان الفاظ کے ساتھ حدیث نہیں مل سکی شعب الایمان میں انہی الفاظ ملاحظہ ہو۔
۳۔ القرآن الکریم ۱۴/۲۳

تمت زنا لگانے والے کو اتنی کوڑے لگتے ہیں اور ہمیشہ کو اس کی گواہی مردود ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا نام فاسق رکھا، یہ سب احکام ہر مسلمان کے معاملے میں ہیں اگرچہ اس سے کوئی رشتہ علاقہ اصلاً نہ ہو، اور سوتیلی ماں تو ایک عظیم و خاص علاقہ اس کے باپ سے رکھتی ہے جس کے باعث اس کی تعظیم و حرمت اس پر بلاشبہ لازم، اسی حرمت کے باعث رب العزت جل و علانے اسے حقیقی ماں کی مثل حرام ابدی کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان ابراب یوصلۃ الرجل اهل و دابیہ۔ بیشک سب نکو کاریوں سے بڑھ کر نکو کاری یہ ہے
 رواہ مسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ کہ فرزند اپنے باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے (مسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

دوسری حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ماں باپ کے ساتھ نکو کاری کے طریقوں میں یہ بھی شمار فرمایا:

واکرم صدیقہما۔ ابو داؤد و ابن ماجہ و ان کے دوست کی عزت کرنا۔ (ابو داؤد، ابن حبان فی صحاحہما عن مالک بن ربیعۃ ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحاح میں مالک بن ربیعۃ الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

باپ کے دوستوں کی نسبت یہ احکام تو اس کی منکوحہ اس کی ناموس کی تعظیم و تکریم کیوں نہ اچھی و آگہ ہوگی خصوصاً جبکہ اس کی ناراضی میں باپ کی ناراضی ہو کہ باپ کی ناراضی اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ثالثہ

اولاد پر حتیٰ پدر زیادہ ہے یا حتیٰ مادر؟ بینوا توجردا (بیان فرماؤ، اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

اولاد پر ماں باپ کا حق نہایت عظیم ہے اور ماں کا حق اس سے اعظم، قال اللہ تعالیٰ:
 ۱۔ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل صلۃ اصدقاہ الاب والام قیدی کتب خانہ کراچی ۲/۳۱۴
 ۲۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی بر الوالدین آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۴۴
 ۳۔ سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب صل من کان ابوک لصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۹

ووصینا الانسان بوالديه احسانا حملته
امہ کرھا ووضعتہ کرھا و حملہ وفضالہ
ثلثون شهرا لہ
اور ہم نے تاکید کی آدمی کو اپنے ماں باپ کے
ساتھ نیک برتاؤ کی، اسے پیٹ میں رکھے رہی
اس کی ماں تکلیف سے، اور اسے جنا تکلیف
سے، اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ پھٹنا تیس مہینے میں ہے۔

اس آیه کریمہ میں رب العزت نے ماں باپ دونوں کے حق میں تاکید فرما کر ماں کو پھر خاص
الگ کر کے گنا اور اس کی ان سختیوں اور تکلیفوں کو جو اسے حمل و ولادت اور دوبرس تک اپنے خون کا
عطر پلانے میں پیش آئیں جن کے باعث اس کا حق بہت اشد و اعظم ہو گیا شمار فرمایا اسی طرح دوسری
آیت میں ارشاد فرمایا:

ووصینا الانسان بوالديه حملته
امہ وھنا علی وھن وفضالہ فی
عامین ان اشکری ولو الدیک لہ
تاکید کی ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے
حق میں کہ پیٹ میں رکھا اسے اس کی ماں نے
سستی پر سختی اٹھا کر، اور اس کا دودھ پھٹنا
دوبرس میں ہے یہ کہ حق ماں میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

یہاں ماں باپ کے حق کی کوئی نہایت نہ رہی کہ انہیں اپنے حق جلیل کے ساتھ شمار کیا،
فرماتا ہے، شکر بجا لا میرا اور اپنے ماں باپ کا، اللہ اکبر اللہ اکبر وحبینا اللہ ونعم الوکیل
ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، یہ دونوں آیتیں اور اسی طرح بہت حدیثیں دلیل ہیں
کہ ماں کا حق باپ کے حق سے زائد ہے، ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں،

سألت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ای الناس اعظم حقاً علی المرأة
قال نہ وجہا قلت فای الناس اعظم حقاً
علی الرجل قال امہ۔ رواہ البزار بسند
حسن والمحاکمہ۔
یعنی میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم سے عرض کی عورت پر سب سے بڑا حق
کس کا ہے، فرمایا شوہر کا، میں نے عرض کی او
مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے، فرمایا
اس کی ماں کا۔ (بزار نے بسند حسن اور حاکم نے
اسے روایت کیا۔ ت)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

جاء رجل الى رسول الله صلى الله تعالى وسلم فقال يا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من احق الناس بحسن صحابتي قال امك قال ثم من قال امك قال ثم من قال امك قال ثم من قال ابوك - رواه الشيخان في صحيحهما -

ایک شخص نے خدمتِ اقدس حضور پر نور صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ سب سے زیادہ کون اس کا مستحق ہے کہ میں اس کے ساتھ نیک رفاقت کروں، فرمایا تیری ماں، عرض کی پھر، فرمایا تیری ماں، عرض کی پھر، فرمایا تیری ماں، عرض کی پھر، فرمایا تیرا باپ۔ (امام بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں اسے روایت کیا ہے)

تیسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اوصى الرجل بامه اوصى الرجل بامه اوصى الرجل بامه اوصى الرجل بامه
اوصى الرجل بامه اوصى الرجل بامه اوصى الرجل بامه اوصى الرجل بامه
رواه الامام احمد وابن ماجه والحاكم والبيهقي في السنن عن ابى سلامه -
حق میں۔ (امام احمد اور ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی نے سنن میں ابی سلامہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

مگر اس زیادت کے یہ معنی ہیں کہ خدمت میں دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے مثلاً تنہا روپے ہیں اور کوئی خاص وجہ مانع تفضیل مادر نہیں تو باپ کو پچیس^۲ دے ماں کو پچھتر^۱، یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو، یا دونوں سفر سے آئے ہیں پہلے

۱۔ صحیح البخاری کتاب الادب باب من احق الناس بحسن الصحبة قديمي كتب خانه کراچی ۸۸۳/۲
صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب بر الوالدین " " " ۳۱۲/۲
۲۔ مسند احمد بن حنبل حدیث خداش ابی سلامہ المكتبة الاسلامی بیروت ۳۱۱/۴
سنن ابن ماجہ ابواب الادب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۸
المستدرک للحاکم کتاب البر والصلۃ باب بر امک دار الفکر بیروت ۱۵۰/۴
السنن الکبریٰ کتاب الزکوٰۃ باب الاختیار فی صدقة التطوع دار صادر بیروت ۱۷۹/۴

اول دیائے پھر باپ کے، وعلیٰ ہذا القیاس نہ یہ کہ اگر والدین میں باہم تنازع ہو تو ماں کا
 سے معاذاً اللہ باپ کے درپے ایذا ہو یا اس پر کسی طرح درستی کرے یا اسے جواب دے
 یا بے ادبانہ آنکھ ملا کر بات کرے، یہ سب باتیں حرام اور اللہ عزوجل کی معصیت ہیں، نہ ماں کی
 اطاعت ہے نہ باپ کی، تو اسے ماں باپ میں سے کسی کا ایسا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں وہ دونوں
 اس کی جنت و نار ہیں، جسے ایذا دے گا دوزخ کا مستحق ہو گا والیاء باللہ، معصیت خالق میں کسی کی
 اطاعت نہیں، اگر مثلاً ماں چاہتی ہے کہ یہ باپ کو کسی طرح کا آزار پہنچائے اور یہ نہیں مانتا تو وہ
 ناراض ہوتی ہے ہونے دے اور ہرگز نہ مانے، ایسے ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملہ میں انکی
 ایسی ناراضیاں کچھ قابل لحاظ نہ ہوں گی کہ یہ ان کی نوری زیادتی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی
 چاہتے ہیں بلکہ ہمارے علمائے کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کو ترجیح ہے جس کی
 مثالیں ہم لکھ آئے ہیں، اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم و آقا ہے۔ عالمگیری
 میں ہے،

اذا تعذر علیہ جمع مراعاة حق
 الوالدین بان یتأذى احدہما
 بمراعاة الآخر یرجع حق الاب فیما
 یرجع الی التعظیم والاحترام وحق الام
 فیما یرجع الی الخدمة والانعام وعن
 علاء الاثمۃ الحمائی قال مشائخنا رحمہم
 اللہ تعالیٰ الاب یقدم علی الام فی الاحترام
 والام فی الخدمة حق لو دخل علیہ
 فی البیت یقوم للاب ولو سأل امہ
 ماء ولم یأخذ من یدہ
 احدہما فیدأ بالام
 کذا فی القنیۃ، واللہ سبحنہ

جب آدمی کے لئے والدین میں سے ہر ایک کے
 حق کی رعایت مشکل ہو جائے مثلاً ایک کی رعایت
 سے دوسرے کو تکلیف پہنچتی ہے تو تعظیم احترام
 میں والد کے حق کی رعایت کرے اور خدمت
 میں والدہ کے حق کی۔ علامہ حمای نے فرمایا
 ہمارے امام فرماتے ہیں کہ احترام میں باپ
 مقدم ہے اور خدمت میں والدہ مقدم ہوگی
 حتیٰ کہ اگر گھر میں دونوں اس کے پاس آئے
 ہیں تو باپ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو اور اگر
 دونوں نے اس سے پانی مانگا اور کسی نے اس
 کے ہاتھ سے پانی نہیں پکڑا تو پہلے والدہ کو پیش
 کرے، اسی طرح قنیہ میں ہے۔ واللہ سبحنہ

و تعالیٰ اعلمہ و علمہ جل مجدہ احکم۔ و تعالیٰ اعلمہ و علمہ جل مجدہ احکم۔ (ت)

مسئلہ رابعہ

مابین زن و شوہر حق زیادہ کس کا ہے اور کہاں تک؟

الجواب

زن و شوہر میں ہر ایک کے دوسرے پر حقوق کثیرہ واجب ہیں ان میں جو بجا نہ لائے گا اپنے گناہ میں گرفتار ہوگا، اگر ایک اداۓ حق نہ کرے تو دوسرا اسے دستاویز بنا کر اس کے حق کسقاط نہیں کر سکتا مگر وہ حقوق کہ دوسرے کے کسی حق پر مبنی ہوں اگر یہ اس کا ایسا حق ترک کرے وہ دوسرا اس کے یہ حقوق کہ اس پر مبنی تھے ترک کر سکتا ہے جیسے عورت کا نان و نفقہ کہ شوہر کے یہاں پابند رہنے کا بدلہ ہے، اگر نا حق اس کے یہاں سے چلی جائے گی جیب تک واپس نہ آئیگی کچھ نہ پائے گی، غرض واجب ہونے مطالبہ ہونے، بے وجہ شرعی ادا نہ کرنے سے گنہگار ہونے میں تو حقوق زن و شوہر برابر ہیں یا شوہر کے حقوق عورت پر بکثرت ہیں اور اس پر وجوب بھی اشد و اکثہم اس پر حدیث لکھ چکے کہ عورت پر سب سے بڑا حق شوہر کا ہے یعنی ماں باپ سے بھی زیادہ، اور مرد پر سب سے بڑا حق ماں کا ہے یعنی زوجہ کا حق اس سے بلکہ باپ سے بھی کم، ذلک بہا فضل اللہ بعضہم علی بعض (یہ اللہ تعالیٰ کا بعض پر بعض کا فضل ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۲ مسئلہ منشی شوکت علی صاحب فاروقی ۱۴ ربیع الآخر ۱۳۲۰ھ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اندریں مسئلہ (آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، اس مسئلہ کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے۔ ت) کہ بعد فوت ہو جانے والدین کے اولاد پر کیا حق والدین کا رہتا ہے؟ بتینو ابالکتاب توجروا بالاثواب۔

الجواب

(۱) سب سے پہلا حق بعد موت ان کے جنازے کی تجہیز، غسل و کفن و نماز و دفن ہے اور ان کاموں میں سنن و مستحبات کی رعایت جس سے ان کے لئے ہر خوبی و برکت و رحمت و وسعت کی امید ہو۔ (۲) ان کے لئے دُعا و استغفار ہمیشہ کرتے رہنا اس سے کبھی غفلت نہ کرنا۔

(۳) صدقہ و خیرات و اعمال صالحہ کا ثواب انھیں پہنچاتے رہنا حسب طاقت اس میں کمی نہ کرنا، اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھنا، اپنے روزوں کے ساتھ ان کے واسطے بھی روزے رکھنا بلکہ جو نیک کام کرے سب کا ثواب انھیں اور سب مسلمانوں کو بخش دینا کہ ان سب کو ثواب

پہنچ جائے گا اور اس کے ثواب میں کمی نہ ہوگی بلکہ بہت ترقیاں پائے گا۔

(۴) ان پر کوئی قرض کسی کا ہو تو اس کے ادا میں حد درجہ کی جلدی و کوشش کرنا اور اپنے مال سے ان کا قرض ادا ہونے کو دونوں جہان کی سعادت سمجھنا، آپ قدرت نہ ہو تو اور عزیزوں قریبوں پھر باقی اہل خیر سے اس کی ادا میں امداد لینا۔

(۵) ان پر کوئی قرض رہ گیا تو بقدر قدرت اس کے ادا میں سعی بجالانا، حج نہ کیا ہو تو ان کی طرف سے حج کرنا یا حج بدل کرانا، زکوٰۃ یا عشر کا مطالبہ ان پر رہا تو اسے ادا کرنا، نماز یا روزہ باقی ہو تو اس کا کفارہ دینا و علیٰ ہذا القیاس ہر طرح ان کی برأت ذمہ میں جدوجہد کرنا۔

(۶) انھوں نے جو وصیت جائزہ شرعیہ کی ہو حتیٰ الامکان اس کے نفاذ میں سعی کرنا اگرچہ شرعاً اپنے اوپر لازم نہ ہو اگرچہ اپنے نفس پر بار ہو مثلاً وہ نصف جائداد کی وصیت اپنے کسی عزیز غیر وارث یا اجنبی محض کے لئے کر گئے تو شرعاً تہائی مال سے زیادہ میں بے اجازت و ارشاد نافذ نہیں مگر اولاد کو مناسب ہے کہ ان کی وصیت مانیں اور ان کی خوشخبری پوری کرنے کو اپنی خواہش پر مقدم جانیں۔

(۷) ان کی قسم بعد مرگ بھی سچی ہی رکھنا مثلاً ماں باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرا بیٹا فلاں جگہ نہ جائیگا یا فلاں سے نہ ملے گا یا فلاں کام کرے گا تو ان کے بعد یہ خیال نہ کرنا کہ اب وہ تو نہیں ان کی قسم کا خیال نہیں بلکہ اس کا ویسے ہی پابند رہنا جیسا ان کی حیات میں رہتا جب تک کوئی حرج شرعی مانع نہ ہو اور کچھ قسم ہی پر موقوف نہیں ہر طرح امور جائزہ میں بعد مرگ بھی ان کی مرضی کا پابند رہنا۔

(۸) ہر جمعہ کو ان کی زیارت قبر کے لئے جانا، وہاں یسٹ شریف پڑھنا ایسی آواز سے کہ وہ سنیں اور اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچانا، راہ میں جب کبھی ان کی قبر آئے بے سلام و فاتحہ نہ گزرنا۔

(۹) ان کے رشتہ داروں کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کئے جانا۔

(۱۰) ان کے دوستوں سے دوستی نباہنا ہمیشہ ان کا اعزاز و اکرام رکھنا۔

(۱۱) کبھی کسی کے ماں باپ کو بُرا کہہ کر جواب میں انھیں بُرا نہ کہلوانا۔

(۱۲) سب میں سخت تر و عام تر و دام تر یہ حق ہے کہ کبھی کوئی گناہ کر کے انھیں قبر میں ایذا نہ پہنچانا، اس کے

سب اعمال کی خبر ماں باپ کو پہنچتی ہے، نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ان کا چہرہ فرحت سے چمکتا اور محتاب ہے، اور گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں اور ان کے قلب پر صدمہ ہوتا ہے، ماں باپ کا یہ حق نہیں کہ انھیں قبر میں بھی رنج پہنچائے۔

اللہ غفور رحیم عزیز کریم جل جلالہ صدق اپنے رُفوف رحیم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا ہم سب مسلمانوں کو نیکیوں کی توفیق دے گناہوں سے بچائے، ہمارے اکابر کی قبروں میں ہمیشہ نور و سرور پہنچائے کہ وہ قادر ہے اور ہم عاجز، وہ غنی ہے ہم محتاج، وحسبنا اللہ نعم الوکیل نعم المولے ونعم النصیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم، وصلی اللہ تعالیٰ علی الشفیع علی الرقیع العفو الکریم الرؤف الرحیم سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین آمین والحمد للہ رب العالمین۔

اب وہ حدیثیں جن سے فقیر نے یہ حقوق استخراج کئے ان میں سے بعض بقدر کفایت ذکر کروں :
حدیث ۱: کہ ایک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! ماں باپ کے انتقال کے بعد کوئی طریقہ ان کے ساتھ نکوئی کا باقی ہے جسے میں بجا لاؤں۔ فرمایا:

نعم اربعة الصلاة عليهما والاستغفار لهما
وانفاذ عهدهما من بعدهما واکرام صديقيهما
وصلۃ الرحم التي لا مرجع لك الا من قبلهما
فهذا الذي بقى من برهما بعد موتهما۔ رواه
ابن النجار عن ابی اسيد الساعدی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع القصۃ، ورواه البیهقی
فی سننہ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لا یبقی للولد من بر الوالد الا اربع الصلوۃ
علیہ والدعاء له وانفاذ عہدہ من
بعده وصلۃ رحمہ واکرام صديقيہ۔
اس کے لئے دعا، مغفرت کرنا، اس کی وصیت نافذ کرنا، اس کے رشتہ داروں سے نیک برتاؤ کرنا، اسکے دوستوں کا احترام کرنا۔ (ت)

پاں چار باتیں ہیں: ان پر نماز، اور ان کے لئے دعا، مغفرت، اور ان کی وصیت نافذ کرنا، اور ان کے دوستوں کی بزرگی داشت، اور جو رشتہ صرف انھیں کی جانب سے ہونیک برتاؤ سے اس کا قائم رکھنا۔ یہ وہ نکوئی ہے کہ ان کی موت کے بعد ان کے ساتھ کرنی باقی ہے (ابن النجار نے ابی اسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مع قصہ کی روایت کیا۔ اور یہی بتی بنے اپنی سنن میں انھیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے: والد کے ساتھ نیکی کی چار باتیں ہیں: اس پر نماز پڑھنا، اسکے رشتہ داروں سے نیک برتاؤ کرنا، اسکے

حدیث ۲: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

استغفار الولد لابیه من الموت من البر۔
سرواۃ ابن النجاشی عن ابی اسید بن مالک
بن زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔
ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک سے یہ بات ہے
کہ اولاد ان کے بعد ان کے لئے دعا و مغفرت
کرے (ابن النجاشی نے ابی اسید بن مالک بن
زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا ہے)

حدیث ۳: کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

اذا ترک العبد الدعاء للوالدین فانه ینقطع
عنه الرزق۔ سرواۃ الطبرانی فی التاریخ
والدیلمی عن انس بن مالک رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ۔
آدمی جب ماں باپ کے لئے دعا چھوڑ دیتا ہے
اس کا رزق قطع ہو جاتا ہے (طبرانی نے تاریخ
میں اور دیلمی نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے اسے روایت کیا ہے)

حدیث ۴ و ۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

اذا تصدق احدکم بصدقة تطوعا فلیعلمها
عن ابویہ فیکون لہما اجرہا ولا ینقص
من اجرہ شیئا۔ سرواۃ الطبرانی فی الاوسط
وابن عساکر عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما ونحوہ الدیلمی فی مسند الفردوس
عن معویۃ ابن جیدۃ القشیری رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ۔
جب تم میں سے کوئی شخص کچھ نفل خیرات کرے تو
چاہئے کہ اسے اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے
کہ اس کا ثواب انھیں ملے گا اور اس کے ثواب میں
کچھ نہ کٹے گا (اس حدیث کو طبرانی نے اوسط
میں اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے روایت کیا اور ایسے ہی دیلمی مسند الفردوس
میں معاویہ ابن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)

۴۶۳/۱۶	موسسۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۴۵۴۴۹	۱۶
۴۸۲/۱۶	” ” ” ”	حدیث ۴۵۵۵۶	۱۶
۴۶۹/۷	مکتبۃ المعارف ریاض	حدیث ۶۹۴۶	۷
۴۸۵/۲	دار الکتب العلمیہ بیروت	حدیث ۷۹۴۳	۲
۱۰۹/۴	” ” ” ”	حدیث ۶۳۴۲	۴

حدیث ۶: کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! میں اپنے ماں باپ کے ساتھ زندگی میں نیک سلوک کرتا تھا اب وہ مر گئے ان کے ساتھ نیک سلوک کی کیا راہ ہے؟ فرمایا: ان من البر بعد الموت ان تصلي لهما مع صلوٰتک وتصوم لهما مع صیامک۔ رواہ الدارقطنی۔

(اسے دارقطنی نے روایت کیا۔ ت)
یعنی جب اپنے ثواب ملنے کے لئے کچھ نفل نماز پڑھے یا روزے رکھے تو کچھ نفل نماز ان کی طرف سے کہ انھیں ثواب پہنچائے یا نماز روزہ جو نیک عمل کرے ساتھ ہی انھیں ثواب پہنچنے کی بھی نیت کرے کہ انھیں بھی ثواب ملے گا اور تیرا بھی کم نہ ہوگا،
کہا یدل علیہ لفظ مع انہ یحتمل الوجہین بل هذا الصق بالمعیة۔
جیسا کہ لفظ ”مع“ اس پر ڈال ہے کیونکہ اس میں مذکورہ دونوں احتمال ہیں بلکہ آخری وجہ نیت کو زیادہ مناسب

محیط پھر تاتا رہا نیت پھر ردالمحتار میں ہے،
الافضل لمن يتصدق نفلا ان يشوی لجميع المؤمنين والمؤمنات لانها تصل اليهم ولا ينقص من اجره شيء
جو شخص نفلی صدقہ دے اس کے لئے افضل یہ ہے کہ تمام ایمان والوں کی نیت کرے کیونکہ انھیں بھی ثواب پہنچے گا اور اس کا ثواب بھی کم نہ ہوگا۔ ت)

حدیث ۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
من حج عن والديه او قضی عنهما مغرما بعثہ اللہ یوم القیامة مع الابوار۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط والدارقطنی فی

ردالمحتار بحوالہ الدارقطنی کتاب الحج باب الحج عن الغير دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۳۷
۲۳۶/۲
۳۹۳/۸
۲۶۰/۲
معجم الاوسط حدیث ۷۷۹۶
باب المواقیف حدیث ۱۱۰ نشر السنۃ ملتان

السنن عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سنن میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
عنہما۔ (روایت کیا۔ ت)

حدیث ۸: امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اتنی ہزار قرض تھے وقت وفات اپنے
صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلا کر فرمایا،

بع فیہا اموال عمر فان وقت والا میرے دین (قرض) میں اول تو میرا مال بیچنا
فصل بنی عدی فان وقت والا فصل قریشا اگر کافی ہو جائے فیہا ورنہ میری قوم بنی عدی سے
ولا تعدہم۔ مانگ کر پورا کرنا اگر یوں بھی پورا نہ ہو تو قریش
سے مانگنا اور انکے سوا اوروں سے سوال نہ کرنا۔

پھر صاحبزادہ موصوف سے فرمایا، اضمنہا تم میرے قرض کی ضمانت کر لو۔ وہ ضامن ہو گئے اور
امیر المؤمنین کے دفن سے پہلے اکابر مہاجرین و انصار کو گواہ کر لیا کہ وہ اتنی ہزار مجھ پر ہیں، ایک ہفتہ
نہ گزرا تھا کہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ سارا قرض ادا فرمادیا۔ دواۓ ابن سعد فی الطبقات
عن عثمان بن عمرو (۱) سے ابن سعد نے طبقات میں عثمان بن عمرو سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۹: قبیلہ جہینہ سے ایک بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی، یا رسول اللہ! میری ماں نے حج کرنے کی منت مانی تھی وہ
ادانہ کر سکیں اور ان کا انتقال ہو گیا کیا میں اُن کی طرف سے حج کر لوں، فرمایا،

حیی عنہا رأیت لوکان علی املک دین یا اس کی طرف سے حج کر، بھلا تو دیکھ تو تیری
اکنت قاضیة اقضوا للہ فاللہ احق ماں پر اگر دین ہوتا تو تُو ادا کرتی یا نہیں؟
بالوفاء۔ دواۓ البخاری عن ابن عباس یونہی خدا کا دین ادا کرو کہ وہ زیادہ حق ادا رکھتا
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ہے (۱) سے بخاری نے ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
اذا حج الرجل عن والدیہ انسان جب اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے

۱/۲۵۸ الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر استخلاف عمر رضی اللہ عنہ دار صادر بیروت

۱/۲۵۰ صحیح البخاری ابواب العمر باب الحج والذکر عن المیت قدیمی کتب خانہ کراچی

۲/۱۰۸ کتاب الاعتصام باب شہادت احدی معلن الخ قدیمی کتب خانہ کراچی

تقبل منه ومنهما واستبشرت
ارواحهما في السماء وكتب عند
الله برا - رواه الدارقطني له عن
نريد بن ارقم رضي الله
تعالى عنه -

وہ حج اس کی اور اس کے والدین کی طرف سے
قبول کیا جاتا ہے اور ان کی روہیں آسمان میں
اس سے شاد ہوتی ہیں ، اور یہ شخص اللہ عز وجل
کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک
کرنے والا لکھا جاتا ہے (اسے دارقطنی نے
نريد بن ارقم رضي الله تعالى عنه سے روایت
کیا - ت)

حدیث ۱۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

من حج عن ابيه وامه فقد قضى
عنه حجتہ فكان له فضل عشر حجج
رواه الدارقطني عن جابر بن عبد الله رضي الله
تعالى عنهما -

جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے ان کی
طرف سے حج ادا ہو جائے اور اسے دس حج کا
ثواب زیادہ ملے - (دارقطنی نے جابر بن عبد اللہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا - ت)

حدیث ۱۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

من حج عن والديه بعد وفاتهما كتب له
عتق من النار وكان للمحجوج عنهما
اجر حجة تامة من غير ان ينقص من
اجورهما شيئا - رواه الاصبهاني في
التريغيب والترغيب في الشعب عن ابن عمر
رضي الله تعالى عنهما -

جو اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کی طرف سے
حج کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ سے
آزادی لکھے اور ان دونوں کے واسطے پورے
حج کا ثواب ہو جس میں اصل کمی نہ ہو - (اسے
اصبہانی نے تریغیب میں اور بیہقی نے شعب
میں ابن عمر رضي الله تعالى عنہما سے روایت
کیا - ت)

حدیث ۱۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

۲۶۰/۲	سنن الدارقطني	کتاب الحج باب المواقيت	حدیث ۱۰۹	نشر السنۃ ملتان
۲۲۰/۲	"	"	"	"
۲۰۵/۶	"	"	"	"
	شعب الایمان	حدیث ۹۱۲	دار الکتب العلمیۃ بیروت	

من بر قسمہما وقضی دینہما ولم یتسب
لہما کتب بارادان کان عاقا فی حیاتہ و
من لم یبر قسمہما ولم یقض دینہما و
استسب لہما کتب عاقا وان کان بارا فی
حیاتہ - رواہ الطبرانی فی الاوسط عن
عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ -
اگرچہ ان کی حیات میں نکو کار تھا (اسے طبرانی نے اوسط میں عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت کیا - ت)

حدیث ۱۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:
من نماز قبر ابویہ او احدہما فی کل یوم جمعة
مئة غفران للہ وکتب برا - رواہ الامام الترمذی
العارف باللہ الحکیم فی نوادر الاصول
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما -
ترمذی نے نوادر الاصول میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا - ت)

حدیث ۱۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:
من نماز قبر ابویہ او احدہما یوم الجمعة
فقرا عندہ یس غفرلہ - رواہ ابن
عساکر عن الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ وفي لفظ من نماز قبر والدیہ او احدہما
فی کل جمعة فقرا عندہ یس غفرلہ
بعد دکل حرف منها - رواہ ہود الخلیل
جو شخص روز جمعہ اپنے والدین یا ایک کی زیارت قبر
کرسے اور اس کے پاس یس پڑھے بخش دیا جائے
(اسے عدی نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا - اور دیگر الفاظ میں - ت) جو جمعہ
والدین یا ایک کی زیارت قبر کر کے وہاں یس
پڑھے یس شریف میں جتنے حرف ہیں ان سب کی

و ابوشیخ والدیلمی وابن النجار والرافعی
وغیرہم عن ام المؤمنین الصدیقة
عن ابیہا الصدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم۔

گفتی کے برابر اللہ تعالیٰ اس کے لئے مغفرت فرمائے
(اسے روایت کیا ترمذی، ابیہی اور ابوشیخ اور دیلمی
اور ابن نجار اور رافعی وغیرہم نے ام المؤمنین صدیقة
سے انہوں نے اپنے والد گرامی صدیق اکبر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے۔ ت)

حدیث ۱۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

من نماز قبر ابویہ او احدہما احتسابا
کان کعدل حجة مبرورة ومن کان
ذوار الیہما ثمارت الملئکة قبرہ۔ مرواۃ
الامام الترمذی الحکیم وابن عدی
عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

جو بہ نیتِ ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک
کی زیارتِ قبر کرے حج مقبول کے برابر ثواب
پائے، اور جو بکثرت ان کی زیارتِ قبر کیا کرتا ہو
قرشتے اس کی قبر کی زیارت کو آئیں (حکیم ترمذی
اور ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے اسے روایت کیا۔ ت)

امام ابن الجوزی محدث کتاب عیون الحکایات میں بسند خود محمد بن العباس وراق سے روایت
فرماتے ہیں ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ سفر کو گیا راہ میں باپ کا انتقال ہو گیا وہ جنگل درختان مقل
یعنی گول کے پیڑوں کا تنہا ان کے نیچے دفن کر کے بیٹا جہاں جانا تھا چلا گیا جب پلٹ کر آیا اس منزل
میں رات کو پہنچا باپ کی قبر پر نہ گیا تو ناگاہ سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے،

رأيتك تطوى الدوم ليلا ولا تترى
وبالدوم ثا ولو ثويت مكانه
(میں نے تجھے دیکھا کہ تورات میں اس جنگل کو طے کرتا ہے اور وہ جوان پیڑوں میں ہے
علیک یا اهل الدوم ان تتکلما
فما باهل الدوم عاج فسلما)

لہ اتحات السادة للفقہین بحوالہ ابی الشیخ وغیرہ بیان زیارة القبور والدار لیت دار الفکر بیروت ۱۰/۳۶۳
لہ نوادر الاصول للترمذی الاصل الخامس عشر دار صادر بیروت ص ۲۴
لہ الکامل لابن عدی ترجمہ حفص بن سلمہ الخ دار الفکر بیروت ۲/۸۰۱
لہ شرح الصدور بحوالہ عیون الحکایات باب زیارة القبور وعلم الموتی خلافت اکیڈمی منگورہ سوٹ ص ۹۱

اس سے کلام کرنا اپنے اوپر لازم نہیں جانتا حالانکہ ان درختوں میں وہ مقیم ہے کہ اگر اس کی جگہ تو ہوتا اور وہ یہاں گزرتا تو وہ راہ سے پھر کر آتا اور تیری قبر پر سلام کرتا۔ ت)

حدیث ۱۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من احب ان یصل اباہ فی قبرہ فلیصل
 اخوان ابیہ من بعدہ - رواہ ابو یعلیٰ وابن جابر
 عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
 جو چاہے کہ باپ کی قبر میں اس کے ساتھ حسن سلوک کرے وہ باپ کے بعد اس کے عزیزوں و دوستوں سے نیک برتاؤ رکھے (ابو یعلیٰ و ابن جابر نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۸: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من البر ان یصل صدیق ابیک - رواہ
 الطبائانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما۔
 باپ کے ساتھ نیکوکاری سے ہے یہ کہ تو اسکے دوست سے اچھا برتاؤ کرے۔ (طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان البر ان یصل الرجل اهل وداہیہ
 بعد ان یولی الالب - رواہ الائمة احمد
 والبخاری فی الادب المفرد و
 مسلم فی صحیحہ و ابو داؤد و الترمذی
 عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما۔
 بے شک باپ کے ساتھ سب نیکو کاریوں سے بڑھ کر یہ نیکوکاری ہے کہ آدمی باپ کے بعد اس کے دوستوں سے اچھی روش پر نبا ہے (اسے ائمہ کرام احمد اور بخاری نے ادب المفرد میں اور مسلم نے اپنی صحیح میں اور ابو داؤد اور ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

احفظ وداہک لا تقطعه فیطفہ اللہ
 اپنے ماں باپ کی دوستی پر نگاہ رکھ اسے قطع

۲۶۰/۵	مؤسسۃ علوم القرآن بیروت	حدیث ۵۶۴۳	لحسنہ البعلی
۱۴۹/۸	مکتبۃ المعارف ریاض	۷۲۹۹	المعجم الاوسط
۳۱۴/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی		صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل صلۃ اصدق الالب والام
۲۶۵/۱۶	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت	حدیث ۴۵۴۶۲	کنز العمال بحوالہ حم خدم، د، ت حدیث ۴۵۴۶۲

تورک - رواہ البخاری فی الادب المفرد
والطبرانی فی الاوسط والبیہقی
فی الشعب عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما -

نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ فوراً تجھاد دے گا (اسے بخاری
نے ادب المفرد میں اور طبرانی نے اوسط میں اور
بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

تعرض الاعمال یوم الاثنين والخميس على
الله تعالیٰ وتعرض على الانبياء وعلى الابرار
والامهات یوم الجمعة فیفرحون بحسناتهم
ویزدادون وجوہہم بیضاء ونزہة فائقوا
الله ولا تؤذوا موتاكم۔ رواہ الامام
الحکیم عن والد عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ
عنہ -

ہر دو شنبہ و پچھنبہ کو اللہ عز وجل کے حضور اعمال
پیش ہوتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ
والتسلیم اور ماں باپ کے سامنے ہر جمعہ کو، وہ
نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی صفائی
و تالش بڑھ جاتی ہے، تو اللہ سے ڈرو اور اپنے
مردوں کو اپنے گناہوں سے رنج نہ پہنچاؤ (اسے
امام حکیم نے اپنے والد عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت کیا۔ ت)

بالجملہ والدین کا حق وہ نہیں کہ انسان اس سے کبھی عمدہ برا ہو وہ اس کے حیات و وجود کے سبب
ہیں تو جو کچھ نعمتیں دینی و دنیوی پائے گا سب انھیں کے طفیل میں ہوں گی کہ ہر نعمت و کمال وجود پر موقوف
ہے اور وجود کے سبب ہوئے تو صرف ماں باپ ہونا ہی ایسے عظیم حق کا موجب ہے جس سے بری الذمہ
کبھی نہیں ہو سکتا نہ کہ اس کے ساتھ اس کی پرورش میں ان کی کوششیں اس کے آرام کے لئے ان کی
تکلیفیں خصر صاپٹ میں رکھنے، پیدا ہونے میں، دوو پھلانے میں ماں کی اذیتیں ان کا شکر کہاں تک
ادا ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ اس کے لئے اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے
اور ان کی ربوبیت و رحمت کے مظہر ہیں، ولہذا قرآن عظیم میں اللہ جل جلالہ نے اپنے حق کے ساتھ ان کا
ذکر فرمایا کہ ان اشکری ولوالدیکم حق ماں میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

لے المجمع الاوسط حدیث ۸۶۲۸ مکتبۃ المعارف ریاض ۲۸۸/۹

کنز العمال بحوالہ خد، طس، حب عن ابن عباس حدیث ۴۵۴۶۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴۶۴/۱۶

لے نوادر الاصول للترمذی الاصل السابع والستون والمائۃ الحزب دار صادر بیروت ص ۲۱۳

سے القرآن الحکیم ۱۳/۳۱

حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی، یا رسول اللہ! ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا کیا ب ہو جاتا میں ۶ میل تک اپنی ماں کو گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں کیا میں اب اس کے حق سے بری ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لعلہ ان يكون بطلقة واحدة۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تیرے پیدا ہونے میں جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں شاید ان میں سے ایک میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے (اسے طبرانی نے اوسط میں بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اللہ عز وجل عقوبت سے بچائے اور ادائے حقوق کی توفیق عطا فرمائے آمین آمین برحمتک یا ارحم الراحمین وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعين آمين والحمد لله رب العالمين - والله تعالى اعلم۔

مسئلہ ۶۳۲ از بینگالہ ضلع کمر لا موضع ہر منڈل مرسلہ مولوی عبد الجبار صاحب ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کچھ لیاقت رکھنے والا اپنے والدین صالحین کے ساتھ جنگ و جدال و زور و ضرب و ظلم و ستم کرتا ہے اور خود اپنے والدین کو طعن تشنیع و دشنام کرتا ہے اور لوگوں سے کرواتا ہے، اور وہ شخص غاصب و کاذب و سارق کے ساتھ موصوف ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا مکروہ؟ اگر مکروہ ہے تو کون قسم کی مکروہ ہے؟ اور ایسے شخص کے پیچھے جو کوئی بسبب ناواقف کے نماز پڑھے تو نماز اس کو دوبارہ پڑھنا ہوگی یا نہیں؟ اور ایسے عاق والدین کو دعوت کرنا کرنا صدقہ وغیرہ دینا دلوانا درست ہے یا نہیں؟ اور اس کے مکان میں دعوت کھانا کیسی ہے اور وہ شخص از روئے شرع شریف کے کس تعزیر کے لائق ہے اور اس کی تائید کرنے والے پر از روئے شرع شریف کیا حکم ہے با دلائل قرآن و حدیث و اقوال ائمہ ارشاد فرمایا جائے۔

الجواب

ایسا شخص افق الفاسقین و اجث مہین و مستحق غضب شدید رب العالمین و عذاب عظیم و نازحیم ہے۔

حدیث ۱: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لہ کنز العمال بحوالہ طس عن بریدہ حدیث ۵۵۰۶ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶/۴۴
مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الصغیر کتاب البر والصلة باب ما جاء فی البر وحق والدین دارالکتب بیروت ۸/۱۳۶

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا۔ (ت)

حدیث ۴ : رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے :

ملعون من عتق والدیه ملعون من عتق والدیه ملعون من عتق
والدیه ملعون من عتق والدیه - ۵۱
الطبرانی والحاکم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ -

حدیث ۵: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لعن اللہ من سب والدیہ - رواہ ابن حبان
عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ -

سے اسے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۶: کہ ایک جوان کو نزع کے وقت کلمہ تمقین کیا، نہ کہہ سکا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہوئی
تشریف لے گئے، فرمایا: کہ لا الہ الا اللہ۔ کہا: مجھ سے نہیں کہا جاتا۔ فرمایا: کیوں؟ کہا: وہ شخص اپنی
ماں کو ستاتا تھا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی ماں کو بلا کر فرمایا: یہ تیرا بیٹا ہے؟ عرض
کی: ہاں۔ فرمایا:

رايت لو اجبت نار ضحمة ففيل لك ان شفعت
له خيلناه والاحرقناه اكنث تشفيعت
له۔

مجلس سُن تو اگر ایک عظیم الشان آگ بھڑکائی جائے
اور کوئی تجھ سے کہے کہ تو اس کی شفاعت کرے
جب تو ہم اسے چھوڑتے ہیں ورنہ جلا دیں گے، کیا اس وقت
تو اس کی شفاعت کرے گی۔

عرض کی: یا رسول اللہ! جب تو شفاعت کروں گی۔ فرمایا، تو اللہ کو اور مجھے گواہ کر لے کہ تو اس سے راضی ہوگئی۔ اس نے عرض کی، الہی! میں تجھے اور تیرے رسول کو گواہ کرتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے

له الترغيب والترهيب بحواله الطبراني والحاكم من اللواط حديثه مصطفیٰ ابیانی مصر ۲۸۶/۳

۲۵ موارد النظمان باب فی الکبائر حدیث ۵۳ المطبعة السلفیه ص ۴۳

راضی ہوئی، اب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو ان سے فرمایا، اے لڑکے! کہ لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدًا عبدہ ورسولہ۔ جو ان نے کلمہ پڑھا اور انتقال کیا،
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

الحمد لله الذي القذبة في من الناس.
سرداء الطبرانی عن عبد الله بن أبي اوفى
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
شکر اس خدا کا جس نے میرے وسیلے سے
اس کو دوزخ سے بچا لیا۔ (۱) اے طبرانی نے
عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا۔ ت)

حدیث ۷: عوام بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ کہ اجلۃ ائمۃ تبع تابعین سے ہیں ۴۸ھ میں انتقال کیا
فرماتے ہیں میں ایک محلے میں گیا اس کے کنارے پر قبرستان تھا عصر کے وقت ایک قبر شق ہوئی اور
اس میں سے ایک آدمی نکلا جس کا سر گدھے اور باقی بدن انسان کا، اس نے تین آوازیں گدھے کی
طرح کیں پھر قبر بند ہو گئی، ایک بڑھیا بیٹھی کات رہی تھی ایک عورت نے مجھ سے کہا ان بڑی بی کو
دیکھتے ہو؟ میں نے کہا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ کہا: یہ قبر داخل کی ماں ہے وہ شراب پیتا تھا جب
شام کو آتا ماں نصیحت کرتی کہ اے بیٹے! خدا سے ڈر کب تک اس ناپاک کو پئے گا؟ یہ جواب دیتا
کہ تو تو گدھے کی طرح چلتی ہے، یہ شخص عصر کے بعد مراجع سے ہر روز بعد عصر اس کی قبر شق ہوتی ہے
اور یوں تین آوازیں گدھے کی کر کے پھر بند ہو جاتی ہے رداء الاصبہانی وغیرہ (اصبہانی وغیرہ نے
اسے روایت کیا ہے۔ ت)

اسی طرح غضب و کذب و سرقت کی حرمتیں ضروریات دین سے ہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز سخت مکروہ
ہے، مکروہ تحریمی قریب بحرام اور واجب الاعادہ ہے کہ نادانستہ پڑھ لی ہو تو پھر نادانستہ ہے صغیری
میں ہے،

یکروہ تقدیم الفاسق کراہۃ تحریمہ۔ فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے ۲ صغیری (ت)
غنیہ میں ہے،

وقد موافقاً سقايثون بناء على ان كراهة
تقديمه كراهة تحريمية
فاسق کو امام بنانے والے گناہگار ہوں گے،
کیونکہ اسے امام بنانا مکروہ تحریمی ہے ۱۲ غنیہ (ت)
در مختار میں ہے،

كل صلوة ادیت مع كراهة التحريم وجب
اعادتها۔
ہر وہ نماز جو کراہت تحریم کے ساتھ ادا کی گئی ہو
اس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے ۱۲ (ت)

ایسے اشد فاسق فاجر سے شرعاً بغض رکھنے کا حکم ہے اور جس بات میں اس کا اعزاز و اکرام
نکلے بے ضرورت و مجبوری ناجائز و ممنوع ہے۔ تبیین الحقائق و مراقی الفلاح و فتح المعین و حاشیہ
در مختار للعلامة الطحاوی وغیرہ میں ہے،

الفاسق وجب علیهم اهانتہ شرعاً۔
شرعی طور پر فاسق کی توہین واجب ہے ۱۲ (ت)
اس کی دعوت کرنا کرنا اس کے یہاں دعوت کھانا کچھ نہ چاہئے۔ سنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصی فہتم
علماؤہم فلم ینتہوا فجالسواہم
واکلوہم وشاربوہم فضرب اللہ
قلوب بعضہم ببعض فلعنہم علی
لسان داؤد وعیسى بن مریم
ذلک بما عصوا وکانوا
یعتدون۔
جب بنی اسرائیل گناہوں میں پڑے ان کے علماء
نے منع کیا وہ باز نہ آئے یہ علماء ان کے پاس انکے
جلسوں میں بیٹھے ان کے ساتھ کھانا کھایا پانی پیا
تو اللہ تعالیٰ نے ان مجرموں کے دلوں پر اثران پائس
بیٹھنے والوں پر بھی ڈالا کہ سب ایک سے ہو گئے
پھر ان سب پر داؤد و عیسٰی بن مریم علیہم الصلوٰۃ
والسلام کی زبان سے لعنت فرمائی یہ بدلہ تھا
ان کے گناہوں اور حد سے بڑھنے کا۔

۱۱ غنیہ المستل " " " " فصل فی الامامة سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳
۱۲ در مختار کتاب الصلوٰۃ باب قضاء الفرائض مطبع مجتبائی دہلی ۱۰/۱
۱۳ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار کتاب الصلوٰۃ فصل فی الاجابة دار المعرفہ بیروت ۲۴۲/۱
تبیین الحقائق باب الامامة المطبعة الکبریٰ بولاق مصر ۱۳۴/۱
فتح المعین کتاب الصلوٰۃ باب الامامة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۰۸/۱
۱۴ مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ داؤد و الترمذی کتاب الادب باب الامر بالمعروف مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۳۸

وہ سخت سے سخت تئیر کے قابل ہے جس کی مقدار حاکم شرع کی رائے پر سپرد ہے اور اگر سرقہ شہادت شرعیہ سے ثابت ہو جائے تو حاکم شرع اس کا پتہ کلائی سے کاٹ دے گا اس کی تائید کرنے والے سب سخت گناہگار ہیں قال اللہ تعالیٰ:

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان یٰۤاَہل الذلۃ ذلکم فی الذلۃ لعلکم تترعون
اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔ (ت)
ابھی حدیث سن چکے کہ پاس بیٹھے، ساتھ کھانے والوں پر لعنت اُتری۔ پھر تائید کرنے کو انیوالوں کا کیا حال ہوگا، اللہ عزوجل پناہ دے اور مسلمانوں کو توفیقِ توبہ بخشے، آمین!

ربا صدقہ دینا دلانا، اگر اسے محتاج ضرورت مند تنگناہموکا دیکھیں تو حرج نہیں جبکہ گناہوں میں اسکی تائید و اعانت کی نیت نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فی کل ذات کبد حواء اجرو۔ رواہ الشیخان
عن ابی ہریرۃ و فی الباب عن عبد اللہ بن عمرو
عن سراقۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم
ہر گم جگروالی میں ثواب ہے۔ (امام بخاری اور مسلم
نے ابو ہریرہ سے اور اس باب میں عبد اللہ بن عمرو سے
انھوں نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم

عنہم۔
صحیح حدیث میں ہے کہ کتے کو بھی پانی پلانا ثواب ہے حتیٰ غض اللہ تعالیٰ بہ البغی کما فی
الصالح (حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس سبب سے فاحشہ عورت کی مغفرت فرمائی۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسلم ۱۶۴۱ مریع الآخر شریف ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کو جب مرض الموت میں اپنے مرگ کا یقین ہوا تو
اپنے شوہر زید کو بمواجہہ موجود میں مخاطب کر کے عفو حقوق و تقصیرات کی مستدعی ہوئی اور اپنے جملہ حقوق
زید کو معاف کئے دین مہر کو تفصیل علیحدہ معاف کیا زید نے بھی اپنے حقوق و قصور خدات کی معافی دی
اب اس صورت میں کسی قسم کا مواخذہ ایک کا دوسرے پر عند اللہ باقی تو نہ رہا یا لفظ محل جملہ حقوق و قصور کافی

لہ القرآن الکریم ۲/۵

۱۔ صحیح البخاری، کتاب المساقات ۳۱۸/۱۔ ابواب المظالم ۳۳۳/۱۔ کتاب الادب ۸۸۹/۲۔ قدیمی کتب خانہ کراچی
صحیح مسلم کتاب قتل الحیات باب فضل سقی البہائم المحرمۃ۔ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۳۷/۲
مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمرو المکتب الاسلامی بیروت ۲۲۲/۲
۲۔ صحیح مسلم کتاب قتل الحیات باب فضل سقی البہائم المحرمۃ۔ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۳۷/۲

نہ تھا علیحدہ علیحدہ ہر خط و حق کی تشریح ضرورت تھی اور زید دین مہر سے بری ہو گیا یا یہ معافی زمانہ مرض الموت کی حکم وصیت میں منظور ہو کر دوشلٹ کا مواخذہ دار رہے گا اگرچہ ورثاء دنیا میں شرم یا رسم کے باعث مستقاضی نہ ہوں۔ بتینوا توجروا۔

الجواب

عام حقوق کی معافی جو زید نے ہندہ اور ہندہ نے زید کو کی ان میں ہندہ کے حقوق مالیہ مثل مہر و دیگر دیون کی معافی تو اجازت وارثان ہندہ پر موقوف رہے گی کما بیتناہ فی الہبۃ من فئاوانا (جیسا کہ ہمارے فئاوی میں ہبہ کے باب میں بیان کیا گیا ہے۔ ت) ان کے سوا ہندہ کے حقوق غیر مالیہ اور زید کے حقوق مالیہ وغیرہ مالیہ جو کچھ معاف کنندہ زید خواہ ہندہ کے علم میں تھا وہ سب معاف ہو گیا اور جو علم میں نہ تھا مگر معمولی حقوق سہل و آسان سے تھا کہ بالخصوص معلوم ہوتا تو معافی میں باک نہ ہوتا وہ بھی معاف ہو گیا اور جو اتنا کثیر یا عظیم یا شدید تھا کہ اگر تفصیلاً بتایا جائے تو صاحب حق معاف نہ کرے ایسے عام مجمل لفظ میں ان حقوق کی معافی ہو جانا علماء میں مختلف فیہ ہے بعض بنظر ظاہر لفظ سب کی معافی مانتے ہیں اور بعض بالخصوص تفصیلاً ان کا ہتا کر معافی مانگنا ضروری جانتے ہیں اول اوسع ہے اور ثانی احوط۔ مع الروض الازہر میں ہے :

کیا مقروض کے لئے یہ کافی ہے کہ قرض خواہ سے کہے کہ مجھ پر تمہارا قرض ہے مجھے معاف کر دے یا ضروری ہے کہ قرض کی مقدار معین کرے ؟ تو ازل میں ہے کہ ایک آدمی کا دوسرے پر قرض ہے اور اسے تمام قرض کا علم نہیں مقروض اسے کہتا ہے کہ تو مجھے اپنا قرض معاف کر دے، اس نے کہا میں نے تجھے معاف کر دیا۔ نصیر کہتے ہیں کہ اسی قدر معاف ہو گا جتنا کہ اس کے گمان میں تھا محمد بن سلمہ کہتے ہیں کہ تمام معاف ہو جائے گا۔ فقیہ ابواللیث نے فرمایا : قاضی کا فیصلہ وہی ہے جو محمد بن سلمہ کا قول ہے، اور آخرت کا حکم وہ ہے جو نصیر نے فرمایا، قنینہ میں ہے کہ جس شخص پر کسی کے

هل يكفيه ان يقول لك على دين
فاجعلني في حل ام لا بدات يعين
مقداراً ؟ فقہ النوازل راجل
له على اخردين. وهو لا يعلم
بجميع ذلك فقال له المديون
ابرتني مما لك على فقال
الدائن ابواتك، فقال نصير
لا يبرأ الا مقدار ما يتوهم
اعين يظن انه عليه، وقال محمد بن سلمة
يبرأ عن الكل، قال الفقيه ابوالليث حكم
القضاء ما قاله محمد بن سلمة وحكم الآخرة
ما قاله نصير، وفي القنية من عليه

حقوق فاستحل صاحبہا ولم يفصلها
فجعلہ فی حل یعذر ان علم انہ
فصلہ یجعلہ فی حل والا فلا قال
بعضہم انہ حسن وان روی انہ یصیر فی حل
مطلقا ، وفي الخلاصة رجل
قال لاخر حلفني من كل
حق هو لك ففعل فابراه
ان كان صاحب الحق
عالمًا به برئ حكما بالاجماع
واما ديانة فعند محمد رحمه
الله تعالى لا يبرأ عند ابی یوسف
یبرأ علیہ الفتوى انتهى
وفیه انه خلاف ما اختار
ابواللیث ولعل قولا به مبني
على التقوى اه ما في
منه الروض اقول وفي
مخالفته لما اختار الفقيه
نظروا في الكلام ههنا في
البراءة من الحقوق المجهولة
لصاحبها اصلا و ثمة فيما
اذا ظن مقداما و كانت
الواقعة انريد و بينهما
بوت بين فان من

کچھ حق ہوں وہ صاحب حق سے کہے کہ مجھے معاف
کر دے اور حقوق کی تفصیل نہ کرے صاحب حق
اسے معاف کر دے، تو اگر یہ معلوم ہو کہ صاحب حق
حقوق کی تفصیل کو جان کر بھی معاف کر دے گا تو
معاف ہو جائیں گے ورنہ نہیں۔ بعض علمائے
فرمایا: یہ تفصیل عمدہ ہے۔ یہ بھی روایت ہے کہ
اسے بہر صورت حقوق معاف ہو جائیں گے بظاہر
میں ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو کہا تم مجھے
اپنا ہر حق معاف کر دو، اس نے معاف کر دیا، اگر
صاحب حق کو علم ہے پھر تو معافی مانگنے والا قضاء
و دیانۃ (یعنی فیصلے کے اعتبار سے بھی اور
عند اللہ بھی) بری ہو جائے گا اور اگر اسے علم
نہیں تو بالاتفاق یہ فیصلہ ہو گا کہ وہ بری ہو گیا،
ربا دیانۃ (عند اللہ) تو امام محمد کے نزدیک بری
نہیں ہو گا امام ابو یوسف کے نزدیک ہی ہو جائے گا
اسی پر فتویٰ ہے انتہی اس میں اعتراض ہے کہ یہ
فقہ ابو اللیث کے مختار کے خلاف ہے ہو سکتا ہے
ان کا قول فتویٰ برہنی ہو۔ من الروض کا کلام
ختم ہوا۔ اقول (میں کہتا ہوں) کہ فقہ
ابو اللیث کے مختار کے خلاف ہونے میں کلام ہے
کیونکہ خلاصہ میں اس بارے میں گفتگو ہے کہ ایک
شخص کو حقوق کا بالکل علم نہیں وہ انھیں معاف
کر دیتا ہے اور فقہ ابو اللیث کی کلام اس میں ہے

جعل في حل مطلقا لم
يرد خصوص ما في علمه
اصا من جعل في حل من حق معلوم
له فانما يذهب ذهنه الى قدر ما في
علمه ، والله تعالى اعلم -

علم میں ہیں اور جو شخص کسی معین حق کو معاف کرتا ہے تو اس کا ذہن اسی طرف جاتا ہے کہ جتنا مجھے علم ہے
اسی قدر معاف کر رہا ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
نیز منہ الروض میں ہے :

هل يكفيه ان يقول اغتبتك فاجعلني
في حل ام لا بد ان يبين ما اغتتاب ؟
ففي منك ابن العجسى لا يعلمه بها
ان علم ان اعلامه يشير فتنه ،
ويبدل عليه ان الابرار من الحقوق
المجهولة جائز عندنا لكن سبق
انه هل يكفيه حكومة وديانة ام
ما في من الروض اقول و
في جريان الخلاف
المذكور ههنا نظرات
الغيبية لا تصير من حقوق
العبد ما لم تبلغه
واذا بلغت لم تكن من
الحقوق المجهولة وقد قال
في المنه نفسه مانعه قال الفقيه ابواليث

کہ ایک شخص کے گمان میں حقوق کی ایک مقدار ہے
جبکہ وہ درحقیقت زیادہ تھے اور ان دونوں صورتوں
میں بہت بڑا فرق ہے کیونکہ جو شخص مطلقاً اپنے
حقوق معاف کر دیتا ہے اس کا ارادہ یہ نہیں
ہوتا کہ میں صرف وہ حقوق معاف کر رہا ہوں جو مجھے
علم میں ہیں اور جو شخص کسی معین حق کو معاف کرتا ہے تو اس کا ذہن اسی طرف جاتا ہے کہ جتنا مجھے علم ہے

کیا یہ کافی ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے کچھ
کہ میں نے تمہاری غیبت کی ہے مجھے معاف کر دو
یا یہ ضروری ہے کہ یہ بھی بتائے کہ میں نے تمہاری
یہ غیبت کی ہے۔ ابن العجسی کے منک میں ہے کہ
اگر یہ سمجھا ہے کہ غیبت کے تفصیلاً بتانے سے فتنہ
پیدا ہوگا تو اس کا اظہار نہ کرے ہمارے نزدیک
نا معلوم حقوق کے معاف کرنے کا جواز اس پر
دالالت کرتا ہے لیکن یہ بات گزر چکی ہے کہ آیا
فیصلے کے اعتبار سے کافی ہے یا دیانت کے
طور پر (امام حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں) اقول
(میں کہتا ہوں کہ) یہاں گزشتہ اختلاف کے جاری
ہونے میں کلام ہے کیونکہ غیبت اس وقت تک
بند ہے کا حق نہیں بنتی جب تک کہ نہ پہنچ جائے، جب پہنچ
جائے تو نا معلوم حقوق میں سے نہ رہے گی۔ خود
منہ الروض میں ہے کہ فقیر ابوالیث نے فرمایا

کہ غیبت کرنے والا صاحب غیبت (جس کی غیبت کی گئی) سے معافی مانگے بغیر توبہ کرے تو اس میں لوگوں نے مختلف باتیں کہی ہیں بعض نے کہا جائز ہے اور بعض نے کہا ناجائز ہے۔ ہمارے نزدیک اس کی دو صورتیں ہیں،

(۱) وہ بات اس شخص تک پہنچ گئی جس کی غیبت کی گئی تھی تو اس کی توبہ یہ ہے کہ اس شخص سے معافی مانگے۔

(۲) اور اگر غیبت اس شخص تک نہیں پہنچی تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا مانگے اور اپنے دل میں یہ عہد کرے کہ پھر غیبت نہیں کروں گا۔

روضة العلماء میں ہے کہ میں نے ابو محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ اگر غیبت اس شخص تک نہیں پہنچی جس کی غیبت کی گئی تھی تو غیبت کرنے والے کو توبہ فائدہ مند ہوگی یا انھوں نے فرمایا، ہاں کیونکہ اس نے بندے کے حق کے متعلق ہونے سے پہلے توبہ کر لی ہے، غیبت بندے کا حق اس وقت ہوگی جب اس تک پہنچ جائیگی، میں نے کہا کہ اگر توبہ کے بعد اس شخص تک غیبت پہنچ جائے فرمایا کہ اس کی توبہ باطل نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ دونوں کو بخش دے گا غیبت کرنے والے کو توبہ کی وجہ سے اور جس کی غیبت کی گئی اسے اس تکلیف کی وجہ سے جو اسے

غیبت میں کر رہا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اکرم ہے اس کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کسی کی توبہ قبول فرما کر رد فرما

قد تكلم الناس في توبة المغتابين هل تجوز من غير ان يستحل من صاحبه؟ قال بعضهم يجوز وقال بعضهم لا يجوز وهو عندنا على وجهين احدهما ان كان ذلك القول قد بلغ الى الذي اغتابه فتوبته ان يستحل منه وان لم يبلغ اليه فليستغفر الله سبحانه ويضمر ان لا يعود الى مثله، وفي روضة العلماء سألت ابا محمد رحمه الله تعالى فقلت له اذا تاب صاحب الغيبة قبل وصولها الى المغتاب عنه هل تنفع توبته قال نعم فانه تاب قبل ان يصير الذنب ذنبا اى ذنبا يتعلق به حق العبد لانها انها تصير ذنبا اذا بلغت اليه، قلت فان بلغت اليه بعد توبته؟ قال لا تبطل توبته بل يغفر الله تعالى لهما جميعا المغتاب بالتوبة والمغتاب عنه بما يلحقه من المشقة لانه تعالى كريم ولا يجمل من كرمه رد توبته بعد قبولها بل يعفو عنهما جميعا انتهى الخ۔

غیبت میں کر رہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اکرم ہے اس کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کسی کی توبہ قبول فرما کر رد فرما بلکہ دونوں کو بخش دے گا انتہی الخ۔ (ت)

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ ایسے حقوق عظیمہ شدیدہ جن کی تفصیل بیان ہو تو صاحبِ حق سے معافی کی امید نہ ہو ظاہراً مجرد اجمال الفاظ سے معاف نہ ہو سکیں کہ وہ دلالتِ مخصوص میں مگر اگر ان الفاظ سے معافی چاہی کہ دنیا بھر میں سخت سے سخت جو حق متصور ہو وہ سب میرے لئے فرض کر کے معاف کر دئے اور اس نے قبول کیا تو اب ظاہراً تمام حقوق بلا تفصیل بھی معاف ہو جائیں گے،

لنص على التعميم مع النصيص بالتخصيص
على كل حق شديد عظيم والصريح يفوق
الدلالة كما نصوا عليه في غير ما مسألة
والله سبحانه وتعالى اعلم۔

کیونکہ اس نے کہہ دیا ہے کہ مجھے ہر حق معاف کر دے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا ہے کہ ہر بڑے سے بڑا حق میرے بارے میں فرض کر کے معاف کر دے اور تصریح دلالت پر فوقیت رکھتی ہے جیسے کہ علمائے بہت مسائل میں تصریح کی ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۵ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد حقوق والدین کے استاد کے حقوق کس قدر ہیں جس استاد نے کچھ علم دینی اور دنیوی کی تعلیم حاصل کی ہو اور ان علوم کے فیضان سے منافع دنیاوی اس کو و نیز دینی حاصل ہوئے ہوں ایسے استاد کے کچھ حقوق ایسے ہیں کہ آئینہ شریف و حدیث صحیح سے بیان فرمائیے گا۔

الجواب

عالمگیری میں نیز امام حافظ الدین کروری سے ہے :

قال النزند وليست حق العالم على الجاهل
وحق الاستاذ على التلميذ واحد على السواد
هو ان لا يفتخر بالكلام قبله ولا يجلس
مكانه وان غاب ولا يرد على كلامه ولا يتقدم
عليه في مشيئه

یعنی فرمایا امام زند وستی نے کہ عالم کا حق جاہل اور استاد کا حق شاگرد پر یکساں ہے اور وہ یہ کہ اس سے پہلے بات نہ کرے اور اس کے بیٹھنے کی جگہ اس کی غیبت (عدم موجودگی) میں بھی نہ بیٹھے اور چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے۔

اسی میں غرائب سے ہے :

ينبغي لرجل ان يراعي حقوق استاذه
آدمی کو چاہئے کہ اپنے استاذ کے حقوق و آداب کا

نا پسندیدہ چیز ناپسند عمل نے آئی نہیں ہوتی۔ تے نافرمانی احکام کا جواب اسی تقریر سے واضح ہو گیا اس کا وہ حکم کہ خلاف شرع ہوسٹنی کیا جائے گا بکمال ناجزی و زاری معذرت کرے اور بچے اور اگر اس کا حکم مباحات میں ہے تو حتی الوسع اس کی بجائے اور میں اپنی سعادت جانے اور نافرمانی کا حکم معلوم ہو چکا اس نے اسلام کی گرہوں سے ایک گرہ کھول دی۔ علماء فرماتے ہیں جس سے اس کے استاد کو کسی طرح کی ایذا پہنچے وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا اور اگر اس کے احکام واجبات شرعیہ ہیں جب تو ظاہر ہے کہ ان کا لزوم اور زیادہ ہو گیا ان میں اس کی نافرمانی صریح راہ جہنم ہے، والیہا ذی اللہ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۶۶

چہ می فرمایند علمائے دین اندر میں مسئلہ کہ در ضلع ہزارہ از اخلاص پنجاب دستور آئینہ نیست کہ اہل علم و تقویٰ را در مساجد بہر امامت معین می کنند کہ ہم بمسجد نشینند و اذان گویند و امامت نمایند و ہر کہ از طلبہ علم آید اورا درس قرآن عظیم و علوم دینیہ و چوں ایشان را از اشتغال بخواج خود بازاری دارند لا جرم تکفل معیشت آنان می کنند و حسب مقدور ہدایا و نذورات بخدمت ایشان می گزارند ہم بریں معمول مردے شریف النسب کبیر السن عالم دین و رع متقی کہ از نسل پاک حضرات سادات ست بمسجد سے از زمانہ دراز مقرر و کار ہائے مذکورہ بحسن انتظام انجام میداد و طلبہ را قرآن و فقہ می آموخت مردے از قوم گوجر کہ دریں دیار از اراذل و اجلاف معدود و شہوند پیشہ آبائی ترک گرفته راہ تعلیم پیش گرفت و بریں سید قرآن خواند و کنز و فتاویٰ و غمیر ہما کتب دینیہ نیز باز ہوائے فلسفہ و سرش

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ضلع ہزارہ میں رواج ہے کہ اہل علم و تقویٰ کو امامت کے لئے مقرر کرتے ہیں وہ مسجد میں رہتے ہیں اذان کہتے ہیں امامت کراتے ہیں اور جو طالب علم آئے اسے قرآن مجید اور علوم دینیہ پڑھاتے ہیں، چونکہ وہ اپنی ضروریات پورا کرنے کی طرف توجہ نہیں دے سکتے اس لئے لوگ ان کی ضروریات پورا کرنے کا ذمہ لے لیتے ہیں اور حسب طاقت ہدیے اور نذرانے ان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اسی طریقے پر ایک شخص شریف النسب، معمر، عالم دین، متقی، پرہیزگار جو سادات کی نسل پاک سے ہے مدت سے ایک مسجد میں مستقر تھا اور مذکورہ بالا کام اچھی طرح ادا کرتا تھا طلباء کو قرآن مجید اور فقہ پڑھاتا تھا گوجر قوم (جو لوگ اس علاقہ میں کم مرتبہ شمار کئے جاتے ہیں) کے ایک آدمی نے اپنا آبائی پیشہ ترک کر کے علم حاصل کرنا شروع کر دیا اور انہی سید صاحب سے قرآن مجید، کنز و قدوری وغیرہ کتب دینیہ پڑھیں

جنید و بعضے مردمان چرنے از طبیعیات و
الہیات آنان آچنان کہ معتبر در رس ہندیان
ست خواند خود را عالمی کبیر گرفت و با ستاد
اول کہ معلم علم دین بود بسر کشے بر آمد و از طلح اورار
معلوم کہ نصیب النبی می شود برون ثابت شود از منصب امامت
بر آوردن و خود بجائے او قیام کردن خواست
و بر بنائے حرفے چند کہ از علوم فلسفہ آموختہ است
خود را براں فقیہ فضل نہاد و اولی تر بامامت و
نمود حالانکہ نہ ہمار نہ در علم دین ہم سنگ او بود نہ در
ورع و تقوی ہم رنگ او حتی کہ از حق استاذیش
منکر شد و در ابتدای امر قرآن و غیرہ آموختن را
وقعی نہ نہاد و موجب حقوق استاذی نہ الست
آیا ایں چنین کس سزائے امامت الست یا نہ ؟
و اگر باشد پس اولی بامامت آل سیدست
یا ایں کس و بہر حال آیا روا باشد کہ آل پیر
فقیہ شریف متقی را بے قصوری از منصب امامت
بر اندازد و اینکس را بجائیش مقرر سازند و
معلوم ست کہ دریں اضلاع آچنانکہ منصب امامت
موجب اعزاز و کرامت ست ہمچنان در معزول
از ان تذلیل و ابانت اگر کسے بور غلامیدن مقصدی
ایں کار شد شرعاً خاطی و آثم بود یا نہ ؟ بیستوا
توجہ روا۔

پھر اسے فلسفے کا خطبہ ہوا تو کچھ لوگوں نے طبیعیات و
الہیات کا ایک حصہ پڑھا جیسے کہ ہندوستان کے
مدارس کا طریقہ ہے اور اپنے آپ کو بہت بڑا عالم
سمجھنا شروع کر دیا اور جس استاذ نے اسے علم دین
پڑھایا تھا اس کا مقابلہ شروع کر دیا تھا اور آمدن کے
لاپچ میں استاد کو بر طرف کروا کر خود اس کی جگہ مقرر
ہونے کی کوشش شروع کر دی اور فلسفے کے چند
مسائل پڑھ لینے کی وجہ سے اس فقیہ پر اپنی فضیلت
بگھارنے لگا اور اپنے آپ کو امامت کا زیادہ حقدار
دکھانے لگا حالانکہ نہ علم دین میں اس کے برابر ہے
نہ تقوی و پرہیزگاری میں، حتی کہ اس کے حق استاذی
کا انکار کر دیا اور ابتداء میں قرآن مجید وغیرہ پڑھنے
کو کچھ اہمیت نہ دی اور نہ ہی اس بنا پر اسی
کے حق استاذی کو تسلیم کیا، آیا ایسا شخص امامت کے
لائق ہے یا نہیں؟ اور اگر امامت کے لائق ہے
تو امامت کے لئے زیادہ بہتر وہ سید صاحب ہیں
یا یہ شخص؟ بہر حال کیا تجاۓ ہے کہ اس معمر شریفین
(سید) فقیہ اور متقی کو بلا وجہ امامت سے ہٹا دیں
اور اس کی جگہ اس شخص کو مقرر کر دیں، اور یہ واضح
ہے کہ اس علاقے میں جس طرح کسی کو امامت
کے لئے مقرر کرنے میں اس کی عزت ہے اسی
طرح اسے امامت سے بر طرف کرنے میں اس کی

توہین اور بے عزتی ہے اگر کوئی شخص بہکانے پر اس کام کے درپے ہو جائے تو شرعاً گنہگار اور مجرم
ہوگا یا نہیں؟ بیان فرمائیں اور اللہ تعالیٰ سے اجر پائیں۔ (ت)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لئن شکرتکم لازیدنکم و لئن کفرتکم ان
عذاب الی لشدید ہر آئینہ اگر سپاس آرید بیشک
بمیزایم و بیشتر بخشم شمار او اگر ناسپاسی و زید
پس بد رستیکہ عذاب من سخت ست و فرمود جلالت
عظمتہ ان اللہ لا یحب کل مختال فخور ہے شک اللہ تعالیٰ
ہر اترانے والے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں
فرماتا، یہ بھی فرمایا، ہل نجزی الا الکفور ہم
ناشکرے ہی کو بدلہ دیں گے۔ سرور عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، من اولی معروف فافلہ
یجدلہ جزاء الا الشناء فقد شکرة و
من کتمہ فقد کفرت جس کے ساتھ نیکی کی گئی وہ
سوائے تکریم کے محسن کے لئے کچھ نہ کر سکا تو
اس نے اس کا شکریہ ادا کر دیا اور جس نے اس
احسان کو چھپایا وہ کافر نعت (ناشکر) ہوا۔
(بخاری (ادب المفرد)، ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان
مقدس از جابر بن عبد اللہ)

دوم استاد کے حقوق کا انکار جو کہ

بیشر مہی اللہ تعالیٰ عنہ، حق عزوجل فرماید
لئن شکرتکم لازیدنکم و لئن کفرتکم ان
عذاب الی لشدید ہر آئینہ اگر سپاس آرید بیشک
بمیزایم و بیشتر بخشم شمار او اگر ناسپاسی و زید
پس بد رستیکہ عذاب من سخت ست و فرمود جلالت
عظمتہ ان اللہ لا یحب کل مختال فخور ہے شک اللہ تعالیٰ
ہر اترانے والے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں
فرماتا، یہ بھی فرمایا، ہل نجزی الا الکفور ہم
ناشکرے ہی کو بدلہ دیں گے۔ سرور عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، من اولی معروف فافلہ
یجدلہ جزاء الا الشناء فقد شکرة و
من کتمہ فقد کفرت جس کے ساتھ نیکی کی گئی وہ
سوائے تکریم کے محسن کے لئے کچھ نہ کر سکا تو
اس نے اس کا شکریہ ادا کر دیا اور جس نے اس
احسان کو چھپایا وہ کافر نعت (ناشکر) ہوا۔
(بخاری (ادب المفرد)، ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان
مقدس از جابر بن عبد اللہ)

۱۔ القرآن الکریم ۴/۱۴

۲۔ " ۱۶/۳۱

۳۔ " ۱۴/۳۴

۴۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی شکر المعروف آفتاب عالم پریس لاہور ۳۰۴/۲
الترغیب والترہیب الترغیب فی شکر المعروف مصطفیٰ ابابا مصر ۴۴/۲
۵۔ جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ امین مکتبی دہلی ۲۴/۲

مسلمانوں بلکہ تمام عقل والوں کے اتفاق کے خلاف ہے، یہ بات ناشکری سے جدا ہے کیونکہ ناشکری تو یہ ہے کہ احسان کے بدلے کوئی نیکی نہ کی جائے اور انکار یہ ہے کہ سرے سے احسان ہی کو نہ مانا جائے اور یہ کہنا کہ استاذ نے تو مجھے صرف ابتداء میں پڑھایا تھا اس شخص کے لئے کچھ مفید نہیں کیونکہ اس بات پر اتفاق ہے اور حدیث شریف من لم یشکر القلیل ثم لیشکر الکثیر جس نے محض اچھے احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے زیادہ کا بھی شکر نہیں کیا۔ اس حدیث کو عبد اللہ بن امام نے زوائد میں باسناد (اس میں ہر ج نہیں) روایت کیا۔ اور امام بیہقی نے سنن میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور اس حدیث کا تتمہ ہے کہ امام بیہقی کے نزدیک اتم ہے اسکو ابن ابی الدنیاء نے اصطناع المعروف میں مختصر طور پر ذکر کیا ہے۔

سوم اس شخص نے نیکی کو حقیر جانا اور ابتداء ہی تعلیم کے احسان کی کچھ قدر نہ کی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، لا تحقرن من المعروف شیئاً ولو ان تلقی اخاک بوجه طلیق ہرگز کوئی شخص نیکی کو معمولی نہ سمجھے گو کہ اتنی ہو کہ تو اپنے بھائی کو مسکرا کر ملے۔ اسے مسلم نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دوم انکار حق و شکر کہ صریح خرق اجماع مسلمان بلکہ کافہ عقلاست و هذا غیر الکفر فانہ ترک العمل و هذا جحد الاصلی کما لا یخفی و تخصیص بکذا ابتداء سودش نہ یہ کہ اجماع مطلق است و در حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آمدہ من لم یشکر القلیل لم یشکر الکثیر ہر کہ اندک را شکر نہ کند بسیار را سپاس نیارد اخرجہ عبد اللہ بن الہمام فی الزوائد باسناد لا یاس بہ و البیہقی فی السنن عن نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و للحدیث تتمہ و هو عند البیہقی اتم و اورده ابن ابی الدنیاء فی اصطناع المعروف مختصراً۔

سوم آنکہ اس شخص کوئے و احسان است کہ تعلیم ابتدائی را بجوئے تسخید و مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود لا تحقرن من المعروف شیئاً ولو ان تلقی اخاک بوجه طلیق زہار، سچ نکوئے را خوار پندار اگرچہ اس قدر کہ برادر خود را برائے کشادہ پیش آئی۔ اخرجہ مسلم عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۔ مسند احمد بن حنبل عن نعمان بن بشیر
۲۔ شعب الایمان حدیث ۹۱۱۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/۸ و ۲۴ و ۳۷
۳۔ صحیح مسلم کتاب البر و الصلۃ باب استجاب طلاقۃ الوجه قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۲۹

و فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا نساء المسلمات لا تحقرن جاسرة لجاسرتها ولو فرسن شاة لے زنان مسلماناں ہرگز خورد و خوار نہ پذیرد هیچ زن ہمسایہ مرزن ہمسایہ خود را یعنی ہدیہ و تصدق اگرچہ تم کو پسند باشد اخرجہ الشیخان عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و در حدیث دیگر آمدہ ولو بظلف محقو اگرچہ سم سوختہ بود و تخصیص زنان از بہر آنست کہ مخط و کفران در طبع ایشان بیشتر از مردان است بچنانکہ مگر در ابتدائے کار تعلیم نصوص و تربیت روح کمتر و حقیر تر از تم سوختہ کو پسندست کہ اورا وقع نہ آرند و حق نہ شمارند۔

آپ نے یہ بھی فرمایا: یا نساء المسلمات لا تحقرن جاسرة لجاسرتها ولو فرسن شاة اے مسلمان عورتو! کوئی عورت بھی اپنی پڑوسن کے ہدیے کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ بکری کا تم ہی کیوں نہ ہو (بخاری و مسلم از ابو ہریرہ) ایک اور حدیث میں ہے و لو بظلف محقو اگرچہ جلا ہوا تم ہی ہو۔ عورتوں کو خاص طور پر اس لئے فرمایا کہ ناپسندیدگی اور ناشکری میں عورتیں مردوں سے بڑھ کر ہوتی ہیں۔ سبحان اللہ! شاید اس شخص نے پُر غلوں سے ابتدائی تعلیم اور روح کی پرورش کو چلے ہوئے تم سے بھی حقیر اور کم مرتبہ جانا کہ اسے کچھ اہمیت ہی نہیں دیتا اور نہ ہی اس کا کوئی حق شمار کرتا ہے۔

چہارم آنکہ ایں تحقیر راجست والیاذ باللہ تعالیٰ بسوئے تحقیر قرآن و مختصرات فقہ کہ ہر کہ اینہا آموخت گویا ہیج نیا موخت العظمتہ اللہ اگر کار بالزام کشیدی خود کفر قطعی بودے حالانکہ نرازاں کہ حرام اشد و خبث ابد باشد فسأل اللہ العفو والعافیۃ علما۔ فرمودہ اند مرے صالح پیش را معلیٰ بمعلوئے معین کردہیں کہ فرزند سورۃ فاتحہ آموخت پدر چار ہزار دینار بشکر فرستاد معلم گفت ہنوز چہ دیدہ اند کہ

چہ ہار تم خدا کی پناہ استاذ کی ابتدائی تعلیم کو حقیر جانا قرآن مجید اور فقہ کی مختصر کتابوں کی بے ادبی کی طرف راجح ہے گویا کہ جس نے انہیں پڑھا اس نے کچھ بھی نہیں پڑھا اگر وہ شخص اسے لازم پکڑتا تو معاملہ یقیناً کفر کی حد تک پہنچ جاتا اب بھی یہ بات شدید حرام اور بدترین خبیثت ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت طلب کرتے ہیں۔ علما فرماتے ہیں ایک نیک آدمی نے اپنے لڑکے کو ایک استاد کے سپرد کیا ابھی لڑکے نے سورۃ فاتحہ

۳۴۹/۱

قدیمی کتب خانہ کراچی

کتاب المہبتہ

صحیح البخاری

۳۳۱/۱

" " "

صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب الحث علی النفاق

۳۵۸/۱

فور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

باب رد السائل

سنن النسائی

اینها بخشیدہ اند پدر گفت زیں باز پسرم
را معلم نباشی کہ عظمت و تکران در دل
نداری ، والعیاذ باللہ سبحنہ و
تعالیٰ ۔

پڑھی تھی کہ باپ نے چار ہزار دینار شکریے کے طور
پر بھیجے ، استاد نے کہا ابھی آپ نے کیا دیکھا ہے
کہ اتنی مہربانی فرمائی ، باپ نے کہا اس کے بعد
میرے لڑکے کو ہرگز نہ پڑھانا کہ تمہارے دل میں
قرآن مجید کی عزت ہی نہیں ہے ۔ والعیاذ باللہ
سبحنہ و تعالیٰ ۔

پنجم آنکہ باستاذ بمقابلہ برآمد و
انہم زائد ناپاسی ست زیرا کہ او ترک شکر ست
و این ایقان خلاف الاتری ان من لم یذکر
النعمة فقد کفر ہا کہما اثبتنا بالاحادیث
ومن قابلہا یا ساۃ فقد زاد و این در رنگ
عقوق با پدرست چرا کہ اوستاذ را
در وزان پدر نہ سادہ اند لهذا معظمت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ انما
انالکم بمنزلۃ الوالد اعلمکم
ہیں ست کہ من شمارا بجائے پدرم علم می آموزم
شمارا اخرجہ احمد والدارمی و ابوداؤد و
النسائی و ابن ماجہ و ابن جبات عن
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ علماء گفتہ اند
حق استاذ را برحق والدین مقدم دارد کہ از ایشان
حیات بدن ست و این سبب حیات روح ست

پنجم استاذ کا مقابلہ کرنا یہ بھی ناشکری
سے زائد ہے کیونکہ ناشکری تو یہ ہے کہ شکر
نہ کیا جائے اور مقابلے کی صورت میں بجائے شکر
کے اس کی مخالفت بھی ہے دیکھئے جو شخص احسان
کو پیش نظر نہیں رکھتا اس نے احسان کی ناشکری
ہے جیسے کہ ہم نے احادیث سے ثابت کیا جس نے
احسان کے بدلے برائی کی اس نے تو ناشکری
سے بھی بڑا گناہ کیا اور یہ اسی طرح ہے کہ جیسے
باپ کی نافرمانی کی جائے کیونکہ استاذ کو باپ
کے برابر شمار کیا گیا ہے ، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : انما انا لکم بمنزلۃ
الوالد اعلمکم میں تمہارے لئے باپ کی حیثیت
رکھتا ہوں میں تمہیں علم سکھاتا ہوں ۔ اسے امام
احمد ، دارمی ، ابوداؤد ، نسائی ، ابن ماجہ اور ابن حبان
نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ۔

سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب کراہیۃ استقبال القبۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۳/۱
سنن النسائی باب النہی عن الکفر فی استطابۃ باقل نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۶/۱
سنن ابن ماجہ باب الاستنجاء بالمجارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۷

فی عین العلم بوالدین فالعقوق من
الکبائر ویقدم حق المعلم علی حقهما
فهو سبب حیوة الروح اه ملخصاً
علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ در تیسرے شرح
جامع صغیر می آورد

من علم الناس ذاک خیر اب
ذاک ابوالروح لا ابوالنطفۃ
و خود پیدا است کہ شامت عقوق از کجای تا کجا
ست تا آنکہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اور در جنب اشراک باللہ داشت و از سخت
ترین کبائر انگاشت فقد اخرج الشیخان
والترمذی عن ابی بکرۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم الا انبشکم باکبر
الکبائر ثلثا قلنا بلای یا رسول اللہ
قال الاشرک باللہ وعقوق الوالدین
المحدث ، و خود اگر احادیث اس
باب شہردن گیریم و فستری بالیست

بلکہ علماء فرماتے ہیں کہ استناذ کے حق کو والدین کے
حق پر مقدم رکھنا چاہئے کیونکہ والدین کے ذریعے
بدن کی زندگی ہے اور استناذ روح کی زندگی کا
سبب ہے۔ عین العلم میں ہے، والدین کے
ساتھ نیکی کرنی چاہئے کیونکہ ان کی نافرمانی بہت
بڑا گناہ ہے اور استناذ کے حق کو والدین کے حق
پر مقدم رکھنا چاہئے کیونکہ وہ روح کی زندگی کا
ذریعہ ہے (ملخصاً) علامہ مناوی جامع صغیر کی شرح
تیسری میں نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص لوگوں کو علم سکھائے
وہ بہترین باپ ہے کیونکہ وہ بدن کا نہیں روح
کا باپ ہے ظاہر ہے کہ نافرمانی کی شامت کہاں
تک ہے، حتیٰ کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے اسے شرک کے پہلو میں شمار کیا اور بدترین کبیرہ گناہ
خیال فرمایا۔ امام بخاری، مسلم اور ترمذی نے حضرت
ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں
تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتا دوں؟ یہ بات آپ
نے یقین دفعہ فرمائی صحابہ نے عرض کی، فرمائیے۔
آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا

لعین العلم الباب الثامن امرت پریس لایور ص ۳۳۲ تا ۳۳۵
۲۵ التیسرے شرح الجامع الصغیر تحت حدیث انما انکم بمنزلة الوالد مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/۲۶۱
۳۰ صحیح البخاری کتاب الشہادت باب ما قبل فی شہادۃ الزور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۶۲
صحیح مسلم کتاب الایمان باب الکبائر " " " " ۱/۶۴
جامع الترمذی ابواب البر والصلة ۲/۱۲ ابواب الشہادت ۲/۵۴ ۶ امین کمپنی دہلی

اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ اور اگر اس قسم کی حدیثیں گنا شروع کر دی جائیں تو ان کے لئے دوزخ درکار ہوگا۔

نوشتم آنکہ اس معنی باباق غلام از آقائے خود ماناست طبرانی از ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت دارد کہ مولائے عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود من علم عبدًا ایة من کتاب اللہ تعالیٰ فهو مولاه ہر کہ بندہ را آیت از کتاب خدا عز وجل آموخت آقائے او شد و از امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ فی آرند کہ فرمود من علمنی حرفًا فقد صیرنی عبدًا ان شاء باع وان شاء اعتق ہر کہ مرا حرفی آموخت پس بہ تحقیق مرا بندہ خود ساخت اگر خواہد فروشد و اگر خواہد آزاد کند، و امام شمس الدین سخاوی در مناقبہ از امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ بن الحجاج رحمہ اللہ تعالیٰ نے آرد کہ گفت من کتبت عنہ اربعۃ احادیث او خمسۃ فانا عبدہ حتی اصوت ہر کہ از وی پاریا پنج حدیث نوشتم بندہ اش شدم تا آنکہ بمیرم بلکہ در لفظ دیگر گفت ما کتبت عن احد حدیثا

نوشتم یہ اسی طرح ہے جس طرح ایک غلام اپنے آقا سے بھاگ جائے، طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من علم عبدًا ایة من کتاب اللہ تعالیٰ فهو مولاه جس نے کسی آدمی کو قرآن مجید کی ایک آیت پڑھائی وہ اس کا آقا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں من علمنی حرفًا فقد صیرنی عبدًا ان شاء باع وان شاء اعتق ہر کہ مرا حرفی آموخت پس بہ تحقیق مرا بندہ خود ساخت اگر خواہد فروشد و اگر خواہد آزاد کند، و امام شمس الدین سخاوی در مناقبہ از امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ بن الحجاج رحمہ اللہ تعالیٰ نے آرد کہ گفت من کتبت عنہ اربعۃ احادیث او خمسۃ فانا عبدہ حتی اصوت ہر کہ از وی پاریا پنج حدیث نوشتم بندہ اش شدم تا آنکہ بمیرم بلکہ در لفظ دیگر گفت ما کتبت عن احد حدیثا

۱۳۲/۸	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	حدیث ۵۲۸	لہ المعجم البکیر
۴۲۱	دار الکتب العلمیہ بیروت	تحت حدیث ۱۱۵۵	لہ المقاصد الحسنۃ

للعلم السکينة والوقار وتواضعوا لمن
تعلمون منه علم آموزید و بہر علم سکون و
مہابت آموزید و پیش استاد کہ شمار تعلیم کردہ
است تواضع و فروتنی و زید بخردان سعادت مند
اگر بر استاد چہر بند ہم از برکت و فیض استاد
دانند و بیشتر از پیشتر روئے برخاک پالیش مالند
صخر کا خراہی باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست
و بخردان شریہ اند چون سرخسہ توانائی یا بند
بر پدر پیر بسہرہنگی شتابند و سر از خط فرمانش
تابند زود بینی کہ چون بر پیری رسند کفران
از دست خود چشند کما تدین تدان و لعذاب
الآخرۃ اشد و البقی۔

للعلم السکينة والوقار وتواضعوا لمن
تعلمون منه علم سیکھو اور علم کے لئے ادب
احترام سیکھو جس استاد نے تجھے علم سکھایا ہے
اس کے سامنے عاجزی اور انکساری اختیار کرو
عقل مند اور سعادت مند اگر استاد سے بڑھ بھی
جائیں تو اسے استاد کا فیض اور اس کی برکت
سمجھتے ہیں اور پہلے سے بھی زیادہ استاد کے
پاؤں کی مٹی پر سر ملتے ہیں صخر

آفراسے باد صبا اسب تیرا ہی احسان ہے
بے عقل اور شریر اور نا سمجھ جب طاقت و توانائی
حاصل کر لیتے ہیں تو بوڑھے باپ پر ہی زور آزمائی
کرتے ہیں اور اس کے حکم کی خلاف ورزی اختیار
کرتے ہیں جگہ نظر آجائے گا کہ جب خود بوڑھے ہوں
گے تو اپنے کئے ہوئے کی جزا اپنے ہاتھ سے
چکیں گے، جیسا کرو گے ویسا بھرو گے، اور آخرت کا عذاب سخت اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔

ہشتم آنکہ علماء فرماتے ہیں کہ استاد کا
شاگرد پیر بھی حق ہے کہ استاد کے بستر پر
نہ بیٹھے اگرچہ استاد موجود نہ ہو، در مختار کے حاشیہ
رد المحتار میں منع الغفار سے انھوں نے فتاویٰ
بزازیہ سے انھوں نے امام زہد وستی سے نقل
کیا کہ عالم کا حق جاہل پر اور استاد کا حق شاگرد
پر برابر ہے کہ اس سے پہلے بات نہ کرے
اس کی جگہ نہ بیٹھے اگرچہ وہ موجود نہ ہو اور اسکی

ہشتم آنکہ علماء فرمودہ اند
از حق استاد بر شاگرد آنست کہ بر فراش او
نہ نشیند اگرچہ استاد حاضر نہ باشد، فی
رد المحتار حاشیۃ الدر المختار عن منہم الغفار عن
الفتاویٰ البزازیۃ عن الامام الزہد وستی
قال حق العالم علی الجاہل وحق الاستاذ
علی التلمیذ واحد علی السواء وهو ان لا یفتم
الکلام قبلہ ولا یجلس مکانہ وان غاب

ولا یؤد علیہ کلامہ ولا یتقدم علیہ فی مشیہ پس چگونہ روا باشد کہ اوستا ذرا بزور از منصبش افگند و خود بجایش برآمدہ لافہا زنند حالانکہ از مجلس تمامعاش و از منصب تافراش فرقی کہ ہست پیدا است۔
بستر اور مرتبے میں واضح فرق ہے (یعنی جب استاذ کی جگہ اور اس کے بستر پر بیٹھنا نہیں چاہئے تو اس کے ذریعہ معاش اور مرتبے کو چھیننا کس طرح درست ہوگا)

نہم ہمچنین فرمودہ اند کہ تکیہ زرا در رفتن و سخن گفتن بر اوستا ذ تقدم و سبقت نمی رسد کما سمعت انفا پس چساں گوارا آید کہ اورا بالجبر پستتر نمایند و خود پیشی و پیشی گرفتہ بر منصب امامت بر آیند۔
فہم اسی طرح علماء نے فرمایا ہے کہ شاگرد کو بات کرنے اور چلنے میں استاذ سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے جیسے کہ ابھی گزرا، پھر یہ کس طرح درست ہوگا کہ اوستا ذ کو مجبور کر کے پیچھے ہٹا دیا جائے اور خود منصب امامت سنبھال لیا جائے۔

دہم سید موصوف اگرچہ اس شخص کے استاذ نہ ہوں آخر مسلمان تو ہیں اور یہ کام جو اس شخص نے اختیار کیا ہے واضح ہے اس میں سید صاحب کی تکلیف ہے اور مسلمان کو بغیر کسی شرعی وجہ کے تکلیف دینا قطعی حرام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغير ما اکتسبوا فقد اخطاوا بہتانا واثما مبینا ۵ انا لکے سید موصوف کو اوستا ذ ایں کس مباحش اما آخر مسلمان نیست و ایں کار کہ فلاں خواست بالبداهت موجب ایذائے اوست و ایذائے مسلم بے وجہ شرعی حرام قطعی قال اللہ تعالیٰ والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغير ما اکتسبوا فقد اخطاوا بہتانا واثما مبینا ۵ انا لکے سید موصوف کو اوستا ذ ایں کس مباحش اما آخر مسلمان نیست و ایں کار کہ فلاں خواست بالبداهت موجب ایذائے اوست و ایذائے مسلم بے وجہ شرعی حرام قطعی قال اللہ تعالیٰ والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغير ما اکتسبوا فقد اخطاوا بہتانا واثما مبینا ۵ وہ لوگ جو ایماندار مردوں

اور عورتوں کو بغیر کسی جرم کے تکلیف دیتے ہیں
بے شک انہوں نے بہتان اور کھانا گناہ اپنے
ذمے لے لیا۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں، من اذی مسلماً فقد اذانی ومن
اذانی فقد اذی اللہ جس نے مسلمان کو تکلیف
دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے
تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی یعنی
جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی بالآخر اللہ تعالیٰ
اسے عذاب میں گرفتار فرمائے گا۔ طبرانی نے اوسط
میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت
کیا۔ و امام اجل رافعی نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ
روایت کی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
ولیس منا من غش مسلماً او ضررہ او ہاکرہ
یعنی وہ شخص ہمارے گروہ میں سے نہیں ہے جو
مسلمان کو دھوکا دے یا تکلیف پہنچائے یا اس کے

بہتان و گناہ آشکارا بر خود برداشتند، سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماید من اذی مسلماً
فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ہر کہ
مسلماً نے رازدار داد مرا اذیت رسانید و ہر کہ
مرا اذیت رساند حتی تعالیٰ را ایذا کرد، اے وہ ہر کہ
او سبحانہ را ایذا کرد پس سرانجام ست کہ بگردد
اور اخرجہ الطبرانی فی الاوسط عن انس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن، و امام اجل
رافعی از سیدنا علی کرم اللہ وجہہ روایت کرد
مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود لیس
منا من غش مسلماً او ضررہ
او ماکرہ از گروہ ما نیست آنکہ ہر غایبی
مسلمانے خواہد یا با و ضررے رساند یا با وے
بمکر پیش آید و احادیث دریں باب بسیار است
بحیث لا مطیع فی الاستغفار۔

ساتھ کر کے، اس بارے میں بیشمار حدیثیں ہیں۔

یا زہم ۱۱ یہ بات اس مسلمان کی بے عزتی
کا سبب ہے جیسے کہ سوال کرنے والے نے
بیان کیا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا، من اذل عندہ مؤمن فلم ینصرہ
وہو لقد رعل ان ینصرہ اذ لہ اللہ علی
رؤس الا شہاد یوم القیامۃ یعنی جس شخص کے

یا زہم ۱۱ آنکہ ایں معنی موجب تذلیل
اں مسلمان ست کہ ابین السائل و مصطفیٰ
نہ مرد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اذلی
عندہ مؤمن فلم ینصرہ وہو
یقدر علی ان ینصرہ اذ لہ اللہ علی رؤس
الاشہاد یوم القیامۃ یعنی ہر کہ پیش او

تذلل مسلمانے کردہ شود و او با وصف قدرت قیام
بنصرت ننماید حتی تجل و علا اور از قیامت بر ملا
ذلیل و رسوا فرماید اخرجه الا مام احمد
عن متھل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ
عنه باسناد حسن العظمتہ للہ چوں سکوت بر تذلل
مسلم باعث چنین عذاب مولم ست قیاس می باید کرد
کہ خود بہ تذلیلش پرداختن و در وجه اعزازی کہ
اورا پیش مسلمانان ست بے وجه رخنہ انداختن
چہ قدر موجب عتاب و غضب رب الارباب باشد
والعیاذ باللہ۔
کی کوشش کرنا کس قدر عذاب اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا سبب ہوگا۔

دوازدهم آنکہ شاعت حسد خود
ز چنانست کہ محتاج بیان ست و اگر بیخ نبوت
جز آنکہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ است
لا یجتمع فی جوف عبد الا یمان و الحسد
بہم نشود در دل بندہ ایمان و حسد اخرجه
ابن جبان فی صحیحہ و من طریقہ البیہقی
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
و فرمودہ است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ایاکم و الحسد فان الحسد یاکل
الحسنات کما تاكل النار الحطب او قال
دوازدهم حسد دیر کوشش کرنا کہ
کسی کا مرتبہ چھن جائے کی برائی محتاج بیان
نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
ہیں : لا یجتمع فی جوف عبد الا یمان و
الحسد آدمی کے دل میں ایمان اور حسد جمع نہیں
ہوتے۔ اسے ابن جبان نے اپنی صحیح میں اور
بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا : ایاکم و الحسد فان الحسد یاکل
الحسنات کما تاكل النار الحطب و قال

العشب دور باشد از حد کہ حسد می خورد و حنات
را چنانکہ میخورد آتش بہیزم را یا فرمود گیارہ را۔
اخرجه ابو داؤد والبیہقی عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، وابن ماجہ وغیرہ
عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولفظہ الحسد
یا کل الحسنات کما تاكل النار المحطبات المحدث
و در مسند الفردوس از مغویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ مرویست کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرمود الحسد یفسد الایمان کما یفسد الصبیر
العسل حسد تباہ می کند ایمان را چنانکہ تباہ میکند
صبیر شہد را ، و صبیر بفتح صاد کسر بار عصارہ درختیت
بہ تلخی معروف باز حسد نیست جز آنکہ از کس زوال
نعمتی خواہند کما عرفہ بذلك العلماء
پس بخودی خود قیام باز الہ آن نمودن پیدا
ست کہ وبال و نکالش تا بجای رسیدنی
ست۔

سید زہم آنکہ شارع صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم بکمال رحمت و عنایت کہ بر حال
مسلمانان وارد رواند اشقتہ است کہ خطبہ
بر خطبہ مسلمانان کند یا سوم بر سوم و سے نمایند

سید زہم آنکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو مسلمانوں کے ساتھ بحد شفققت ہے
اس کے باوجود آپ نے اس بات کو جائز نہ رکھا
کہ ایک مسلمان نے کسی عورت کو نکاح کا پیغام

- | | | | |
|-------|--------------------------|-----------|-------------------------|
| ۳۱۶/۲ | آفتاب عالم پریس لاہور | ۱۱۲۹ | دار الکتب العلمیۃ بیروت |
| ۲۶۶/۵ | دار الکتب العلمیۃ بیروت | ۶۶۰۸ | حدیث |
| ۳۲۰ ص | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | باب الحسد | باب الزہد |
| ۳۱۶/۱ | دار الکتب العلمیۃ بیروت | ۱۱۲۹ | حدیث |

اخرج الاثمة احمد والشيخان عن ابى هريرة
رضى الله تعالى عنه ان النبی صلی الله
تعالى علیه وسلم قال لا یخطب الرجل
على خطبة اخیه ولا یسوم على سومه
وفي الباب عن عقبه بن عامر وعن ابن عمر
رضی الله تعالى عنهم یعنی یکے می خرد و یا بے
و مشتری بر چیزے تراضی کرده اند دیگرے آید
بہا افزاید و خود ببرد یا یکے مرد زنے را
خواستگاری کرده است و رائے
بر تزویج و تہار بگرفتہ دیگرے برخیزد
و سببے انگیزد و مخطوبہ اورا بجالہ خود کشید
ایں ہمہ ممنوع و نارواست حالانکہ
دریں صورتها محض تہار دادست نہ حصول
پس چہاں حلال باشد کہ بر مسلمانے دست
تعدی دراز نمایند و ازوے نعمت
موجودہ حاصلہ بر بایند ایں خود ستم
صریح است و مصطفیٰ صلی الله تعالى علیه
وسلم فرمود الظلم ظلمات یوم القیامۃ ستم
تاریکیہا ست روز قیامت اخرجہ البخاری و مسلم

دے رکھا ہو تو دوسرا بھی دے دے یا ایک آدمی
سودا کر رہا ہو دوسرا بھی سودا کرنے لگ جائے
(امام احمد، بخاری و مسلم از ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا، لا یخطب الرجل علی خطبۃ
اخیہ ولا یسوم علی سومہ اس سلسلہ میں
عقبہ بن عامر اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے
بھی روایت ہے یعنی ایک آدمی کوئی چیز خرید
رہا ہے خریدار اور فروخت کنندہ دونوں راضی
ہو چکے ہیں ایک اور آدمی زیادہ قیمت دے کر وہ
چیز لے جاتا ہے، یا ایک مرد نے کسی عورت کو
نکاح کا پیغام دے رکھا ہے اور دونوں رضامند
ہو چکے ہیں ایک اور آدمی کسی طریقے سے اس
عورت کے ساتھ نکاح کر لیتا ہے یہ سب ناجائز
اور ممنوع ہے حالانکہ ان صورتوں میں صرف
رضامندی تھی کچھ حاصل نہ ہوا تھا، جب یہ ناجائز
ہے تو یہ کس طرح جائز ہوگا کہ کسی کو ایک نعمت
حاصل ہو اور اس پر زیادتی کر کے اس نعمت کو
چھین لیا جائے یہ صریح ظلم ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ

لے صحیح البخاری کتاب البیوع ۲۸۴/۱ و کتاب الشروط ۳۷۶/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم الجمع بین المرأة و غماتها " " " ۴۵۳/۱
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامیہ ۵۰۸/۲ و ۵۲۹
لے صحیح البخاری ابواب المظالم باب الظلم ظلمات یوم القیامۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۲۱/۱
جامع الترمذی ابواب البیوع باب ما جاء فی الظلم امین کمپنی دہلی ۲۴/۲

والترمذی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ویسنده است قول اوسجحة وتعالیٰ
اللعنة الله على الظالمین - والعیاذ
باللہ تعالیٰ -

علیہ وسلم فرماتے ہیں : الظلم ظلمات یوم
القیمة ظلم قیامت کے روز کئی اندھیروں کے برابر
ہوگا (بخاری، مسلم، ترمذی از ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما) اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان
کافی ہے اللعنة الله على الظالمین ظالموں پر
خدا کی لعنت - والعیاذ باللہ تعالیٰ -

چہار دھم خاص طور پر یہ برائیاں
جس مسلمان کے ساتھ کی جا رہی ہیں بوڑھا اور
معترب، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا، لیس منا من لم یرحم صغیرنا و
یعرف شرف کبیرنا وہ ہم میں سے
نہیں جو بچوں پر مہربانی نہیں کرتا اور بزرگوں کی
عزت کو نہیں پہچانتا (امام احمد، ترمذی، حاکم
از عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ
عنہما) یہ بھی فرمایا، لیس منا من لم یرحم
صغیرنا و لم یؤقر کبیرنا وہ شخص ہمارے
طریقے پر نہیں جو بچوں پر مہربانی نہیں کرتا
اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا (امام احمد، ترمذی،

چہار دھم آنکہ اس مسلمان کہ
باوے اس چنی بدیہا میرو د بالخصوین پرو
کبیر السن ست و سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فرمود لیس منا من لم یرحم صغیرنا
و یعرف شرف کبیرنا ازمانیت ہر کہ مہر
نکند بر خرد ما و بزرگی نشناسد ہر کلاں ما اخرجہ
احمد و الترمذی و الحاکم عن عبد اللہ
بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما
بسنده حسن بل صحیحہ و فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم لیس منا من لم یرحم صغیرنا و لم
یؤقر کبیرنا یعنی بروکش مانیت ہر کہ بر خرد
رحم و مر پیراں را توقیر نکند اخرجہ الادوات

لہ القرآن الکریم ۱۸/۱۱

۲۲۲/۱۸۵/۲ المکتب الاسلامی بیروت
جامع الترمذی ابواب البر والصلة باب ما جاز فی رحمة الصبیان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۴/۲
المستدرک للحاکم کتاب الایمان دار الفکر بیروت ۶۲/۱

وابن جبان عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
عنہما واسنادہ حسن وینحویہ للطبرانی فی
المعجم الکبیر عن واثلۃ بن الاسقع
رضی اللہ عنہ و فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم
یعرف حق کبیرنا و لیس منا من غشنا
ولا یکون المؤمن مؤمنا حتی یحب المؤمنین
للمؤمنین ما یحب لنفسه یعنی از مانیست
ہر کہ بر خورد سالان شفقت و مرسل خورد
را حق نشناسد و نہ آنکہ مومنان را خیانت
کند و مسلمان مسلمان نمی شود تا آنکہ ہمہ مؤمنین
را ہماں خواہد کہ از ہر جان خود میخواید اخرجہ
الطبرانی فی الکبیر عن ضحیۃ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ باسناد فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ان من اجلال اللہ تعالیٰ اکرام الشیبة
المسلم الحدیث، از تعظیم خداست بزرگداشتن
مسلمان سپید موی اخرجہ ابوداؤد عن
ابی موسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

وابن جبان از ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
وطبرانی از واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ
عنہ (یہ بھی فرمایا: لیس منا من لم یرحم
صغیرنا ولم یعرف حق کبیرنا
ولیس منا من غشنا ولا یکون
المؤمن مؤمنا حتی یحب المؤمنین
ما یحب لنفسه وہ ہم میں سے نہیں جو بچوں
پر شفقت نہیں کرتا اور بڑوں کا حق نہیں پہچانتا
اور وہ شخص جو مومنوں کے ساتھ خیانت کرتا ہے
اور آدمی اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب
تک دوسروں کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے
لئے پسند کرتا ہے (طبرانی از ضحیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان
من اجلال اللہ تعالیٰ اکرام ذی الشیبة
المسلم اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے یہ بھی ہے کہ
سفید بالوں والے مسلمان کی عزت کی جائے۔
(ابوداؤد از ابو موسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

پانزدہم آنکہ آں پیر بالتخصیص
علم دینی دارد و با علما بد بودن و بدی نمودن

پانزدہم وہ معمر بالخصوص علم دین سے
بہرہ ور ہے اور علماء کے ساتھ برا ہونا اور انکے

لہ جامع الترمذی ابواب البر والصلة باب ما جاء فی رحمة الصبيان امین مکتبی دہلی ۱۲/۲
مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس المکتب الاسلامی بیروت ۲۵۴/۱
المعجم الکبیر حدیث ۱۲۲۷۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۴۹/۱۱
لہ عن ضمیرہ بن ابی ضمیرہ حدیث ۸۱۵۳ " " " " ۳۶۸/۸
سنن ابی داؤد کتاب الادب باب تنزیل الانس منازلہم آفتاب عالم پریس لاہور ۳۰۹/۲

نچندان بدست کہ بگفتن آید، سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماید لیس من امتی من لم یجل کبیرنا ویرحم صغیرنا ویعرف لعالمنا حقہ از امت من نیست آنکہ تعظیم نکنند بزرگ ما را و شفقت ننمایند خورد ما را و حق نشناسد عالم ما را اخرجہ احمد فی المسند والحاکم فی المستدرک والطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن، و فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلثۃ لا یتخفن بحقہم الا منافق ذوالشیبۃ فی الاسلام و ذوالعلم و امام متعسطنین شخص ہیں جن کے حق کو صرف منافق خفینہ کہتا ہے (۱) وہ مسلمان جس کے بال سفید ہو چکے ہوں (۲) عالم (۳) عادل بادشاہ (طبرانی نے اس حدیث کو ایسی سند سے روایت کیا جسے امام ترمذی نے ایک اور حدیث روایت کرتے ہوئے حسن قرار دیا)

شانزدھم بالخصوص وہ عالم سید ہیں اور ان کی دشمنی سخت ہلاکت کا سبب ہے ابو الشیخ ابن جہان اور دہلی کی روایت میں ہے من لم یعرف حق عتوقی والا نصاب

نچندان بدست کہ بگفتن آید، سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماید لیس من امتی من لم یجل کبیرنا ویرحم صغیرنا ویعرف لعالمنا حقہ از امت من نیست آنکہ تعظیم نکنند بزرگ ما را و شفقت ننمایند خورد ما را و حق نشناسد عالم ما را اخرجہ احمد فی المسند والحاکم فی المستدرک والطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن، و فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلثۃ لا یتخفن بحقہم الا منافق ذوالشیبۃ فی الاسلام و ذوالعلم و امام متعسطنین شخص ہیں جن کے حق کو صرف منافق خفینہ کہتا ہے (۱) وہ مسلمان جس کے بال سفید ہو چکے ہوں (۲) عالم (۳) عادل بادشاہ (طبرانی نے اس حدیث کو ایسی سند سے روایت کیا جسے امام ترمذی نے ایک اور حدیث روایت کرتے ہوئے حسن قرار دیا)

شانزدھم آنکہ ایں ذی علم بالخصوص سیدست و تعظیم ایں نسل طاہر و نسب فاخر از اہم واجبات و ایذائے آناں و بدخواہی ایشان از اشد موبقات در حدیث ابو الشیخ

ابن جنان ودیلمی آمدہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم فرمود من لم یعرف حق عزتی و
 الانصار والعرب فهو لاحدی ثلث اما
 منافق واما ولد زانیة واما امرأ حملت
 به امه لغیر طهر۔ ہر کہ نشناست حق آل من
 وحق انصار واہل عرب آل بہر یکے از سہ وجہ است
 یا منافق است یا بچہ زنا یا مردی کہ مادرش باو در
 ایام بے نیازی بارور شدہ است و اخراج
 ابن عساکر و ابو نعیم عن امیر المؤمنین
 علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الایضای رفعہ الی
 النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اذی
 شعرة منی فقد اذانی ومن اذانی فقد
 اذی اللہ، ثم اذ ابو نعیم فعلیہ لعنة اللہ
 مل السماء و مل الارض یعنی سید عالم
 فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر کہ از من موی
 (یعنی ادنی متعلقہ) را ایذا داپس بہ تحقیق مرا
 آزار رسانید و ہر کہ مرا آزار رسانید پس
 بدرستی کہ حق عزوجل را اذیت کرد پس بدو نفرین
 خداست پیری آسمان و پیری زمین و احادیث
 در جلال عمرت طاہرہ و تاکید حقوق
 آنہا خیمہ بسر حد تو اتر زدہ است، و

والعرب فهو لاحدی ثلث اما منافق و
 اما ولد زانیة واما امرأ حملت
 امه فی غیر طهر جو شخص میری آل انصار
 اور اہل عرب کا حق نہیں پہچاننا وہ یا تو منافق
 ہے یا حرام زادہ یا اس عورت کا بچہ ہے
 جو بے نیازی کے دنوں میں حاملہ ہوئی ہو۔
 ابن عساکر اور ابو نعیم نے حضرت امیر المؤمنین
 علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ نبی اکرم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من
 اذی شعرة منی فقد اذانی
 ومن اذانی فقد اذی اللہ،
 ثم اذ ابو نعیم فعلیہ لعنة اللہ مل
 السماء والارض یعنی سید عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :
 جس شخص نے میرے ایک بال (یعنی معمولی سا
 تعلق رکھنے والے) کو تکلیف دی بے شک
 اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف
 دی اس نے اللہ کو تکلیف دی اس پر
 زمین و آسمان کے بھرنے کے برابر خدا کی
 لعنت، آل پاک کی عمرت اور انکے حقوق
 کی تاکید کے متعلق حدیثیں حد تو اتر کو

۱۔ الفردوس بماؤثر الخطاب حدیث ۵۹۵۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴/۶۲۶
 ۲۔ کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن علی بن ابی طالب حدیث ۳۴۱۵۴ موسستہ الرسالہ بیروت ۱۲/۹۵
 ۳۔ بحوالہ ابن المغفل حدیث ۳۵۲۵۲ " " " " ۱۲/۳۴۹

بِاللّٰهِ التَّوْفِیْقِ۔

پہنچی ہوئی ہیں وبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقِ۔

28
28

ہفدہم جب سید موصوف موصوف سائل کے کہنے کے مطابق علم و تقویٰ عمر اور نسب میں اعلیٰ اور افضل ہیں تو وہی امت کی عزت و تعظیم کے لائق ہے اور یہ چاروں باتیں امامت کے زیادہ حقدار ہونے کا سبب ہیں جیسے کہ تنویر الابصار وغیرہ فقہ کی بڑی بڑی کتابوں میں تصریح ہے پس ایسے شخص کے ساتھ جھگڑا شرعیّت کے حکم کے خلاف ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی قائم کی ہوئی حدوں سے پھانڈ گیا اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔

ہشتم یہ شخص چاہتا ہے کہ اپنے علم کو دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف میں ہے، من اکل بالعلم طمس اللہ وجہہ و ردّہ علی عقبیہ و کانت النار اولیٰ بہ جو شخص علم کو دنیا کمانے کا ذریعہ بناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو بگاڑ دے گا اور اسے اسکی ایڑیوں پر واپس لوٹا دے گا اور دوزخ کی آگ اس کے زیادہ لائق ہے دشیرازی نے القاب میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

ہفدہم آنکہ چون سید موصوف حسب تصریح سائل ہم بعلم و ہم بتقویٰ و ہم بسن و ہم بنسب اجل و افضل ست مستحق بکرامت امامت و تعظیم تقدیم ہوں است کہ ایں ہر چہ چار از وجہ احقیق ست کما صرح بہ فی تنویر الابصار وغیرہ عامۃ الاسفار پس منازعش باوے صراحتہ برخلاف حکم شرع ست و من یتعد حد و داللہ فقد ظلم نفسه۔

ہشتم آنکہ ایں کس میخوابد کہ علم خود را ذریعہ تحصیل دنیا کند و در حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آمدہ است من اکل بالعلم طمس اللہ علی وجہہ و ردّہ علی عقبیہ و کانت النار اولیٰ بہ یعنی ہر کہ علم را ذریعہ جلب مال نماید حتی عز و جل روئے اور اسخ فرماید و او را بر ہر دو پاشند اش، باز گرداند و آتش دوزخ باو سزاوار تر باشد اخرجہ الشیرازی فی الالقاب عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و در حدیث دیگرست کہ من مود صلی اللہ

۱/۶۵ القرآن الکریم

۱/۶۵ کنز العمال بحوالہ شیرازی فی الالقاب حدیث ۲۹۰۳۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۹۶/۱۰

تعالیٰ علیہ وسلم من انما داد علما ولم یزد
 ولم یزد فی الدنیا ما ھذا لم یزد
 من اللہ الا بعدا جس شخص نے علم زیادہ حاصل
 کیا لیکن دنیا سے بے رغبتی زیادہ نہ ہوئی اسے
 اللہ تعالیٰ سے دُوری کے سوا کچھ نہ ملا (دیلی
 از حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس بارے
 میں بے شمار حدیثیں وارد ہیں۔

نوزدھم وہ شخص جس کے نزدیک
 طبع شدہ فلسفہ سیکھنا اور کافروں کی بیہودگی
 کے باقی ماندہ حصے کو گہاگری کے ذریعے جمع کرنا
 بہت بڑا کام ہے اور فزوناز کا باعث ہے
 جس کی بنا پر اپنے آپ کو اس سید فقیر سے
 امامت کے زیادہ لائق سمجھتا ہے حالانکہ فلسفیوں
 کے یہ علوم یعنی طبیعیات اور الہیات جو بدترین
 گمراہیوں سے پُر ہیں حتیٰ کہ ان میں کفر و شرک
 اور ضرورت دین کے انکار کے ڈھیر لگے ہوئے
 ہیں اور بہت سی باتیں قرآن مجید اور انبیاء و
 مرسلین کے ارشادات کے مخالف ہیں جیسا
 کہ ہم نے بعض باتوں کی تفصیل اپنے رسالے
 مقام الحدید علی خد المنطق المجید (جدید
 منطق کے منہ پر لوہے کے گرز) میں کی ہے
 ہم نے اس میں اس زمانے کے فلسفے کے
 دعویداروں پر قیامت قائم کر دی ہے ان

تعالیٰ علیہ وسلم من انما داد علما ولم یزد
 فی الدنیا ما ھذا لم یزد من اللہ الا
 بعدا ہر کہ در علم افزود و در دنیا بے رغبتی
 نیفزود و از خدا نیفزود و مگر دوری اخراجہ
 الدیلمی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و
 احادیث دریں باب بسیارست۔

نوزدھم آنکہ حرفے چند از فلسفہ
 مزخر فہ آموختن و اندک فضلہ از کفار سفسطہ
 بگد یہ اندوختن پیش او گرامی کار لیست بدیع و
 منبع باعث فخر و شرف رفیع کہ بر بنائش خود را
 از ان سید فقیر افضل و اولیٰ تر بامامت
 می انگار د حالانکہ ایں علوم فلاسفہ اعنی طبعیہ
 و الہیات آنہا کہ ملو و مشحون ست از ضلالت
 شنیعہ و بطلالت فطیعہ تا آنکہ در دے انبارا
 ست از کفر و شرک و انکار ضروریات دین و
 خروارہ از مضادات قرآن و محادات فرمان انبیا
 و مرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین ،
 و قد فصلنا بعضها عنقریب فی رسالتنا
 ستینا ہا مقام الحدید علی خد المنطق
 المجید اقمنا فیہا الطامۃ الکبریٰ
 علی المتھورین من متفلسفی
 الزمان و باللہ التوفیق و

عليه التكلان قطعاً از علوم محرمه است
 في الدر المختار اعلو ان تعلم العلم يكون
 فرض عين (الى ان قال) وحراما وهو
 علم الفلسفة والشعبدة والتنجيم والهرل
 وعلوم الطباعين والسحر وعلامه زين بن
 نجيم مصري رحمه الله تعالى در اشباه والنظائر
 فرمايد العلم قد يكون حراما وهو علم
 الفلسفة الخ، علامه ابن حجر مكي رحمه الله تعالى
 در فتاوى خردش فرمود ما كان منه (اع
 من الطبيعي) على طريق الفلاسفة حرام
 وبه ران ست اما الاشتغال بالفلسفة
 والمنطق فقد اُفتي بتحريمه ابن الصلاح
 وشم على المشتغل بهما واطال في
 ذلك ويجب على الامام اخراج اهلها
 من مدارس الاسلام وسجنهم وكف
 شرمهم قال وان زعم انه غير معتقد
 لعقائد هم فان حاله يكذب به بين چساں
 روشن و سپید میگوید کہ فلسفہ حرام است و
 بر باد شاہ اسلام واجب کہ اہل آں را از مدارس
 اسلام بیرون کند و زنداں فرماید تا شر آنہا

علوم کا (بغیر تردید کے) پڑھنا قطعاً
 حرام ہے۔ در مختار میں ہے: بیشک علم کا پڑھنا
 فرض عین ہے، یہاں تک کہ انھوں نے فرمایا اور
 کبھی علم کا پڑھنا حرام ہوتا ہے جیسے کہ علم فلسفہ،
 شعبدہ، نجوم، رمل، حکمت، طبعیہ اور جادو۔
 علامہ زین بن نجیم مصری رحمہ اللہ تعالیٰ اشباہ والنظائر
 میں فرماتے ہیں: علم کا پڑھنا کبھی حرام ہوتا ہے
 جیسے کہ فلسفہ۔ علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ
 اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں: حکم طبعیہ کا جو حصہ
 فلاسفہ کے طریقے پر ہو اس کا پڑھنا حرام ہے۔
 اسی میں ہے: ابن صلاح نے فلسفہ اور منطق کی
 حرمت کا فتویٰ دیا اور انھیں پڑھنے والے پر
 سخت طعن و تشنیع کی اور اس بارے میں طویل
 گفتگو کی بادشاہ اسلام پر واجب ہے کہ ایسے
 لوگوں کو اسلامی مدارس سے نکال کر قید کر دے
 اور ان کے شر کے دروازے کو بند کر دے اگرچہ
 ان کا خیال یہ ہو کہ ہم فلاسفہ کے عقائد کے قائل
 نہیں کیونکہ ان کی حالت خود انھیں جھٹلا رہی ہے
 اگر فلاسفہ کے عقائد کو پسند نہیں کرتا تو فلسفہ کا
 پابند کیوں ہے کبھی ایسا بھی دیکھا ہے کہ انسان

۶/۱	مطبع مجتہائی دہلی	مقدمۃ الكتاب	۱ در مختار
۲۵۸/۲	ادارۃ القرآن کراچی	الفن الثالث	۲ الاشباہ والنظائر
ص ۳۵	مطبعة الجمالية مصر		۳ فتاویٰ حدیثیہ مطلب حل یجوز علم التنجیم
	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵۰/۱	باب الاستیفاء	۴ الفتاویٰ الفقہیۃ

ایک چیز کو ناپسند رکھنا جو پھر اپنی مرضی سے اپنی تمام عمر اس میں صرف کر دے، راتیں اس کے پیچھے گزار دے اور مدتوں اس کے ساتھ وابستہ رہے اور اس کے حاصل کرنے پر فخر کرے ہرگز نہیں یہ سب پسندیدگی کی علامتیں ہیں ورنہ دشمن کے ساتھ ایک لحظہ گزارنا بھی مشکل ہوتا ہے جدائی کے کو سے (دین سے دور کرنے والے) کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہوتا، علامہ نے فلسفہ کے متعلق جو فرمایا ہے وہ صحیح ہے، اسی لئے امام اوزاعی نے فرمایا فلسفے کا حرام ہونا درست ہے۔ رہا منطقی کا مسئلہ تو فلاسفہ کا منطقی ٹھہرا حرام، علامہ کی کلام خود اس طرف اشارہ کر رہی ہے (کیونکہ ان کے منطقی میں ان کے مذہب کے مطابق مثالیں درج ہوتی تھیں کچھ دور نہیں تھا کہ ان کے بار بار تکرار سے ذہن میں بیٹھ جائیں ۱۲)۔

فقیر کہتا ہے کہ فلسفے کے حرام ہونے اور اس کی برائی کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام ابو عبد الرحمن دارمی نے سنن میں سیدنا جابر

بمسلمانان نرسد و مرد متفلسف کہ دریں جہالات مستی بعلم توغل دارد و عمر می گزارد اگر دعوی کند کہ من بدل عقائد آنہارا بجائے نداده ام خود حال او بہر تکذیب او بسندست کہ اگر نہ پسندست چراپائے بندست بیچ دیدہ آنساں ہر چیزے را کہ دشمن دارد باختیار خود باوے عمر گزارد و شبہا باوے سحر کند و مدتہا جنگ بدامنش زند و بخصولش غلغلہ تغافل کند و کلہ گوشہا بر آسمان شکند حاش للہ ایں ہمہ علامات رضا و ایثارست ورنہ با دشمن ساعنی بسر بردن و شوارست یا غواب البین لیت بینی و بینک بعد المشرقین ایں ست تقریر کلامش بر حسب مراسم رحمہ اللہ تعالیٰ و ما ذکرہ فی الفلسفہ صحیح و من ثم قال الاوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریمہا هو الصحیح الصواب و اما ما ذکرہ فی المنطق الفلاسفہ هو الذی یحرم الاشتغال بہ و یدل لذلك قوله کف شرهم و قوله و معتقد لعقائدہم آھ ملتقطاً و فیہ طول کثیر۔

فقیر میگویم واللہ سبحنہ یغفر لی از اول دلیل بر تحریم و تفلسف و تبیح حاش حدیثی ست کہ امام ابو عبد الرحمن دارمی در سنن خودش از سیدنا

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کردہ
 ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 اتي رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 بنسخة من التوراة فقال يا رسول اللہ هذه
 نسخة من التوراة فسكت فجعل يقرأ و
 وجه رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 يتغير فقال ابو بكر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 شككتك التواكل ما ترى ما بوجه
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 فنظر عمر الى وجه رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم فقال اعوذ بالله من غضب اللہ
 وغضب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 رضينا بالله رباً وبالإسلام ديناً وبمحمد
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نبياً فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم والذي نفس محمد صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم بيده لو بد لكم موسى
 فاتبعتموه وتركتموني لضللتم عن سواء
 السبيل ولو كان حيا وادرك نبوتي لاتبعتني
 يعني عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیش سید عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نسخة از توریت آورد
 وعرض داشت کہ یا رسول اللہ! ای نسخہ ایست
 از توریت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی
 ہے کہ : ان عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ اتي رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم بنسخة من التوراة فقال يا رسول اللہ
 هذه نسخة من التوراة فسكت فجعل يقرأ و
 وجه رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 يتغير فقال ابو بكر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 شككتك التواكل ما ترى ما بوجه رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فنظر عمر
 الى وجه رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم فقال اعوذ بالله من غضب اللہ
 وغضب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 رضينا بالله رباً وبالإسلام ديناً وبمحمد
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نبياً فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم والذي نفس محمد صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم بيده لو بد لكم موسى
 فاتبعتموه وتركتموني لضللتم عن سواء
 السبيل ولو كان حيا وادرك نبوتي لاتبعتني
 یعنی عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں توراۃ کا
 ایک نسخہ لائے اور عرض کی : یا رسول اللہ!
 یہ توراۃ کا ایک نسخہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

پاسخ نداد و سکوت فرمود عرضی اللہ تعالیٰ عنہ
خواندن گرفت و چہرہ مبارک سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم از حالی بجالی گردید بحجت شدت
غضب و عرازیں معنی آگاہی نہ داشت تا آنکہ صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت اے عمر ترا بگریند زنان
گریہ کنان نمی بینی حالتیکہ در رُوئے مبارک
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا است
آنگاہ عسر نظر بالا کرد و جانب چہرہ اقدس
دید فوراً گفت بخدا پناہ میبرم از غضب خدا
و رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پسندیدم خداے را پروردگار و اسلام را دین
و محمد را نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وازیں کلہا غضب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فردے نشست پس سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود بخداے
کہ جان محمد بقبضہ قدرت اوست
اگر ظاہر شود بر شما موسیٰ علیہ السلام و
شما اتباع او کنید و مرا بگزارد ہر آئینہ راہ
راست گم کردہ با شید و اگر موسیٰ بدینا بودے
و زمانہ ظہور نبوت و ریافتی بدرستی کہ مرا پیروی
کردی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حال چشم انصاف
کشادنی ست تو بیت کہ کلام الہی ست و قرآن
بر تصدیقش نازل محض بوجہ اختلاط تحریفات کادش
بجائے رسید کہ قرأتش چنداں موجب غضب
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم این فلسفہ ملعونہ بکفر و

علیہ وسلم خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا ،
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھنا شروع
کر دیا ، سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
چہرہ مبارک شدت غضب کی وجہ سے ایک حالت
سے دوسری حالت کی طرف بدل رہا تھا ، حضرت
عمر فاروق کو اس کی خبر نہ تھی کہ حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : اے عمر ! تجھے
رونے والی عورتیں روئیں تم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے چہرہ انور کی حالت نہیں دیکھ رہے ۔
تب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
حضور کے چہرہ انور کو دیکھا اور فوراً کہا اللہ تعالیٰ او
اس کے رسول کے غضب سے خدا کی پناہ ہم اللہ
کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوئے
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس
ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے
اگر تم پر موسیٰ علیہ السلام ظاہر ہوتے اور تم مجھے چھوڑ کر
ان کی اتباع کرتے تو راہ راست سے بھٹک جاتے
اور اگر موسیٰ علیہ السلام دنیا میں ہوتے اور میری نبوت
کے ظہور کے زمانے کو پاتے تو میری پیروی کرتے ۔
اب انصاف کی آنکھ کھولنی چاہیے کہ توراۃ کلام الہی
ہے اور قرآن مجید نے اس کی تصدیق کی ہے لیکن
صرف اس بنا پر کہ اس میں تحریف ہو چکی ہے اس کا
پڑھنا سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس قدر
ناراضگی کا سبب بنایہ مردود فلسفہ جو کہ کفر و ضلالت

ضلال مشرک کہ جہلی چند است برہم نسبتہ و راہ
 دین برخدا مشربستہ در بقعہ یقین از گلوئے شان
 گستہ العترة لله چہ جائے آن دارد کہ او
 را اجر عظیم پندارند و عمر با نظر برے گمارند
 و تخم و دادش بدلہا کارند یا اینہم سلامت
 روند غضب اشدر استحق نشوند لا دالہ الا لکون
 ولو کبر المبطلون یا زاحمہ در مسند
 و بہیقی در شعب الایمان از جابر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ چنان آوردہ اند کہ عمر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ با قدس بارگاہ عالم پناہ سید عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر آمد و
 بعرض قدسی رساند کہ انا نسمع احادیث
 من یہود تعجبنا اشتری
 ان نکتب بعضہا ما از
 یہود حدیثہا می شنویم کہ ما را خوش می آید
 آیا بروانگی باشد کہ چیزے از انہا
 بنویسیم سید عالم فرمود صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم امتہو کون انتم
 کما تہوکت الیہود و
 النصاری آیا متحیرید در دین
 اسلام و کمال و تمام و اغنائے تام او
 کہ در احادیث دیگران طبع دارید چنانکہ
 یہود و نصاری در دین خود متحیر شدند و
 بر علم الہی قناعت ناکردہ در این و آن
 فتاند و در قیل و قال زدند لہذا جئتکم

سے بھرا ہوا اور جہالتوں کا مجموعہ ہے اور جس نے
 دین کے خادموں کے لئے دین کا راستہ بند
 کیا ہوا ہے اور فلسفیوں نے دین کی زنجیر اپنے
 گلے سے اتار پھینکی ہے وہ کب اس لائق ہے
 کہ اس کا بہت بڑا ثواب لگانا کیا جائے اور عمر
 اس پر صرف کر دی جائیں اور اس کی محبت کو دل
 میں جگہ دی جائے اس کے باوجود محفوظ رہیں اور
 شدید غضب کے مستحق نہ ہوں بخدا اس طرح
 نہیں ہو سکتا اگرچہ جھوٹے اسے پسند نہ کریں۔ امام
 احمد نے مسند میں اور بہیقی نے شعب الایمان
 میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
 کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت
 میں حاضر ہو کر عرض پر داڑ ہوئے کہ انا نسمع
 احادیث من یہود تعجبنا افتری ان
 نکتب بعضہا ہم یہودیوں سے کئی ایسی باتیں
 سُنتے ہیں جو ہمیں اچھی لگتی ہیں کیا ہمیں اجازت ہے
 کہ ہم ان میں سے کچھ باتیں لکھ لیا کریں۔ نبی اکرم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: امتہو کون
 انتم کما تہوکت الیہود و النصاری کیا تم
 دین اسلام کے مکمل اور کافی ہونے میں متحیر
 ہو کہ دوسروں کی باتوں کی طرف توجہ دیتے ہو
 جیسے کہ یہودی اور عیسائی اپنے مذہب میں متحیر
 ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے پر اکتفا
 نہ کر کے ادھر ادھر مصروف ہو گئے لہذا جئتکم

بہا بیضاء و نقیۃ من ایں ملت و شریعت
 راسخ و روشن و صاف و پاکیزہ آوردہ ام
 کہ نہ بیخ شبہ را در و دخل نہ با وے سوئے
 چہرے و گر حاجتی و لوکان موسیٰ حیا
 ما و سعه الا اتباعی و خودیہود و احادیث
 آنہا چہ لائق التفات باشد اگر موسیٰ ہم بدینا
 بودے اور انیز جز پروی من گنجائش نہ داشتی
 صلے اللہ تعالیٰ علیک و سلم و معلوم ست کہ احادیث
 مجموعہ را خوش آید رضی اللہ تعالیٰ عنہ زہار معانی
 ملت و منافی شریعت نباشد باینہم نہی نمودند و است
 را بر استغفار بشرع مطہر از ہذا غبارش دلالت
 فرمودند فکیف کہ دامن کفار یونان گیرند و بحر صافی را
 پس پشت انداختہ در تیرہ ضلالت بتلخی میرند لایانی
 ذلک الامم سفہ نفسہ
 بالجملہ ضرور فلسفہ و ضلال متفلسفہ از
 شمس ازہرہ و از اس انظر پس در
 تحریرش اریاب نکند مگر مریض
 القلب ضعیف الایمان و العیاذ
 باللہ و علیہ التکلات بیاتاعنان
 بمطلب گردانیم متفلسفہ مذکور ایں
 حرام علماء را ذریعہ تفاخر و

بہا بیضاء نقیۃ میں تمہارے پاس یہ واضح اور
 پاکیزہ شریعت لایا ہوں کہ اس میں نہ تو شک و شبہ
 کی گنجائش ہے اور نہ کسی اور چیز کی ضرورت
 و لوکان موسیٰ حیا ما و سعه الا اتباعی اگر موسیٰ
 علیہ السلام دنیا میں ہوتے تو انہیں بھی میری
 پروی کے سوا چارہ نہ ہوتا۔ ظاہر ہے کہ جو
 باتیں عسہ فاروق رضی اللہ عنہ ایسی شخصیت
 کو پسند آتی ہوں وہ ہرگز شریعت کے مخالف
 نہ ہوں گی اس کے باوجود حضور نے منع فرمایا
 اور بتا دیا کہ شریعت مطہرہ کے ہوتے ہوئے کسی
 اور چیز کی ضرورت نہیں، یہ کس طرح جائز ہوگا
 کہ صاف و شفاف دریا (شریعت مقدسہ) کو
 پس پشت ڈال کر یونان کے کافروں کا دامن
 تھاما جائے اور مگر ابی کے جنگل میں مصیبت کی
 موت مولیٰ جئے یہ وہی شخص کر سکتا ہے جس نے
 اپنے آپ کو حقیر و ذلیل بنا دیا ہو۔ الحاصل یہ
 فلسفے کا نقصان اور فلسفے کے دعویداروں کی
 مگر ابی گزشتہ دن اور سورج سے زیادہ ظاہر
 ہے لہذا اس کی حرمت میں صرف وہی شخص شک
 کرے گا جس کا دل بیمار اور ایمان کمزور ہو، نفوذ
 باللہ من ذالک۔ آئیے تاکہ اصل مطلب کی طرف

۱۔ مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ احمد و بیہقی فی الشعب باب الاعتصام بالکتاب السنۃ مطبع مجتہاتی دہلی ص ۳۰
 مسند احمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۸۴/۳
 شرح السنۃ للبخاری باب حدیث اہل الکتاب ۲۴۰/۱

وسیلہ تفصیل و باعث تقدیم در مناجات
رب جلیل و انست پیداست کہ کدام تحسین
بالا تر ازین باشد و ایں معنی العیاذ باللہ
پہلو بکفر زند چنانکہ علماء و فرسہ و ع کثیرہ
تفصیل کردہ اند و امام عبد الرشید بخاری
تلمیذ امام اجل ظہیری و امام فقیہ النفس
قاضی حنان رحمہ اللہ تعالیٰ در خلاصہ
فرمایہ من قال احسنت لہما ہو
قبیح شرعاً و جودت کفر
یا رب مگر متفلسفان بر خوشتن نمی بخشایند
کہ ہر فعل محرم بس ناکردہ زبان بتکبر
تفاخر مے کشایند کلا بل
مرات علی قلوبہم ما کانوا
یکسبون ، و نسأل اللہ
العافیۃ۔

توجہ دیں کہ مذکورہ بالا شخص فلسفے کا دعویٰ دار اُس
چیز پر فخر کرتا ہے کہ بنا بریں اپنے آپ کو فضیلت
والا اور امامت کے زیادہ لائق سمجھتا ہے جسے
علمائے حرام کہاتے واضح ہے کہ اس سے بڑھ کر
اس حرام فعل کی تعریف و تحسین اور کیا ہو سکتی ہے
نعوذ باللہ من ذلک اس میں تو ایک پہلو کفر کا
بھی نکلتا ہے چنانچہ علماء نے بہت سے مسائل
میں تصریح کی ہے، امام اجل ظہیری اور امام
فقیہ النفس قاضی حنان کے شاگرد امام عبد الرشید بخاری
رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، خلاصہ میں ہے کہ
من قال احسنت لہما ہو قبیح شرعاً
اجودت کفر (جس شخص نے شرعی قبیح کے
مرکب کو کہا کہ تو نے اچھا کیا تو وہ کافر ہو گیا)
بار الہا! شاید یہ فلسفے کے دعویٰ دار اپنے اوپر
رحم نہیں کرتے کہ حرام فعل کی بنا پر فخر اور تکبر
کرتے ہیں، ہاں ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی
سیاہی چھا چکی ہے۔

بسم اللہ فلسفے کی فضیلت کو ترجیح دینا
(فقہ کی فضیلت پر) کیونکہ امامت کے زیادہ لائق
ہونے کے دعویٰ کی یہی وجہ ہو سکتی ہے اس میں
ضمناً علم دین کی توہین ہے جیسے کہ ظاہر ہے
اور علم دین کی صراحت توہین کفر ہے یہاں چونکہ

بسم اللہ آنکہ فضل تفلسف را بر فضل
تلفظ ترجیح دادن کہ ادعائے اولویت بامامت
را غشاء و منزع ہوں تو اند بود متضمن تحقیر
علم دین است کما لا یخفی و تحقیرش
بر وجہ صریح کفر قطعی است اینجا چون

پائے تضمن در میان ست نزاع لزوم و التزام
عیان ست کما بینا فی مقام الحدید
والله الهادى الى المسلك
السديد -

یہ بات ضمناً آگئی ہے اس لئے یہی کہا جائے گا
کہ علم دین کی توہین لازم آئی ہے اس شخص نے
اس کا التزام نہیں کیا (اس لئے کفر کا قول نہیں
کیا جائے گا) جیسے کہ ہم نے "مقام الحدید" میں
بیان کیا۔

ایں بےست وجہ است، پنج وجہ
مفید فقیہ و بید سفید کہ برنج ارتحال
بحال استعجال سپرد خاتمہ نموده شد و مانا کہ
اگر غوری رود و وجہ دیگر منجلی شود اما ہمیں قدر
پسندست و تطویل محل ناپسند حالاً مسلمانان
نگہ کنند کہ شرع مطہر امامت فاسق را نہ پسندید
تتا آنکہ بسیارے از علماء امامتش را مکروه تحریری
قریب حرام و آناں را کہ بتقدیمش بر دارند
بتلائے اناام گفته اند علامہ ابراہیم علی رحمہ اللہ
در شرح کبیر غنیہ عبارت فتاویٰ الحجۃ نقل کردہ
میفرماید فیہ اشارۃ الی انہم لو قد موا
فاسقا یا ثمنون بناء علی انت کراہۃ
تقدیمہ کراہۃ تحریم لعدم اعتنائہ
باموردینہ و قساہلہ فی الاتیان بلوانہ
فلا یبعد منہ الاخلال ببعض شروط الصلوۃ
وفعل ما یتا فیہا بل هو الغالب
بالنظر الی فسقہ ولذا لم تجز
الصلوۃ خلفہ اصلاً عند
مالک وروایۃ عن احمد
و ہمیں است ارشاد امام زلیخ در تبیین الحقائق

یہ سبب عمدہ اور بہترین وجہیں فقیہ کے لئے
مفید اور بیوقوف کے لئے تباہ کن قلم برداشتہ
فی البدیہ لکھ دی گئی ہیں اگر مزید غور کیا جائے تو
اور وجہ بھی ظاہر ہو سکتی ہیں تاہم انہیں پر اکتفا
کیا جاتا ہے زیادہ کی ضرورت نہیں۔ اب مسلمانوں
کو غور کرنا چاہئے کہ شریعت مقدسہ نے فاسق کی
امامت کو پسند نہیں کیا حتیٰ کہ بہت سے علماء نے
اسے مکروہ تحریمی اور حرام کے قریب فرمایا ہے اور
ایسے شخص کو امام بنانے والوں کو گناہ عظیم کا مبتلا
قرار دیا ہے، علامہ ابراہیم علی کبیری شرح غنیہ میں
فتاویٰ حجہ سے نقل کر کے فرماتے ہیں: اس میں
اشارہ ہے کہ فاسق کو امام بنانے والے گنہگار
ہوں گے کیونکہ اسے امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اس لئے
کہ وہ امور دین کا چنڈاں خیال نہیں کرتا اور شریعت
کے لازمی امور کے ادا کرنے میں سستی سے کام لیتا
ہے کچھ بعید نہیں کہ وہ نماز کی بعض شرطوں کو بھی
ترک کر دے اور نماز کے مخالف کوئی کام کر بیٹھے
بلکہ اس کے فسق کے پیش نظر غالب یہی گمان ہے
اسی لئے امام مالک کے نزدیک اس کے پیچھے
نماز بالکل جائز نہیں۔ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق

شرح کنز الدقائق وعلامہ حسن شرنبلالی درمراقی الفلاح شرح
متن خودش نور الایضاح ذکر کردش و علامہ
سید احمد طحاوی در حاشیہ مراقی رحمۃ اللہ علیہم
اجمعین سبحن اللہ چون امامت فاسق بفسق واحد
را نوبت باینجا رسیدست ایں کسے کہ وجوہ
عدیدہ از فسق جمع کردہ کہ از انہا بعضے روئے
بسوئے کفر آورده والعیاذ باللہ بیچ محل آں
باشد کہ امام کردن اور وادارند یا در حرمت
اقتدائش نزاعی آرند گیرم کہ نماز پس فاسق
وجہ علت دارد اما کسیکہ در نفس اسلا مش
خلافت را گنجائشے باشد کیست کہ امامت او
را حلال انگارد الا تری انت فی

تقدیرہ تعظیمة و هو حرام عند
الشرح بالقطع معہذا علماء ما
از امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت
کرده اند کہ امامت متکلمان جائز نیست
اگرچہ با اعتقاد صحیح باشند کہا نقلہ
الامام الاجل المہند وافی
والزاهدی صاحب القنیة
والمجتبی والامام البخاری
صاحب الخلاصة والامام
العلامة المحقق حیث اطلق فی الفتح
وہیں معنی فتوای امام اجل شمس الامم حلوانی رحمۃ اللہ

میں امام زلیخی کے ارشاد کا بھی یہی مطلب ہے۔ علامہ حسن
شرنبلالی نور الایضاح کی شرح مراقی الفلاح
میں اور علامہ سید احمد طحاوی نے حاشیہ مراقی
میں بھی اسی طرح فرمایا سبحان اللہ جب اس
شخص کی امامت درست نہیں جس میں ایک فسق
پایا جاتا ہو تو اس شخص کو امام بنانا کس طرح
درست ہوگا جس میں کسی وجہ سے فسق پایا جاتا
ہے اور بعض وجہیں کفر تک پہنچاتی ہیں (نفوذ
باللہ من ذلک) کیا کچھ گنجائش ہے کہ علماء ایسے
شخص کے امام بنانے کو جائز رکھیں یا اس کی
اقتدار کے ناجائز ہونے میں کچھ اختلاف کریں یہ
درست ہے کہ فاسق کے پیچھے نماز ہونے کی ایک
صورت ہے لیکن جس شخص کے اسلام ہی میں
اختلاف پایا جاتا ہو اس کی امامت کو کون حلال
گمان کرے گا کیا تجھے خبر نہیں کہ اسے امام بنانے
میں اس کی تعظیم ہے اور وہ شرعاً قطعی طور پر
حرام ہے اس کے باوجود ہمارے علماء امام
ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کرتے ہیں کہ متکلمین کی امامت جائز نہیں اگرچہ
ان کا عقیدہ صحیح ہو جیسے کہ امام اجل ہندوانی
زاہدی صاحب قنیہ و مجتبیٰ امام بخاری صاحب
خلاصہ اور ابن ہمام صاحب فتح القدیر نے نقل
کیا، امام الامم شمس الامم حلوانی کے فتویٰ میں

تعالیٰ علیہ بجز مبارکش یافتہ اند کما نص
 علیہ فی الخلاصة و ایں روایت
 را ہمہ ائمہ مدوحین بقبول و تقریر گرفتہ اند
 و در توضیح مراد و تنقیح مفادش طرق عدیدہ
 رفتہ محط کلام اکثرے آنست کہ اینجا مراد بمبتکلم
 کہست کہ در فنون کلامیہ زائد بر حاجت توغل
 دارد و در تکثیر شکوک و شقاشق عقلیہ عمر عزیز
 ضایع بردا فاذلک الامام الہند وافی
 و علامہ عبد الغنی نابلسی در حدیقہ ندیہ شرح مجید
 گوید المروئی عن ابی یوسف رحمہ اللہ
 تعالیٰ ان امامۃ المتکلم و ان کان
 یحق لا تجوز محمول علی الزائد
 علی قدر الحاجة و المتوغل فیہ کما
 قیل من طلب الدین بالکلام تزندق
 و لا یرید المتکلم علی قانون
 الفلاسفۃ لانہ لا یطلق علی
 مباحثہم علم الکلام لخر وجہ
 عن قانون الاسلام و
 هو من اجزاء الحد، کما
 فی البزانیۃ، پس امامت
 متفلسفان اولیٰ واجبہ بعدم جوازست
 کما لا یخفی، بالجملہ شرع مطہر
 نہ ہار نہ پسند کہ سید موصوف را

جو ان کے خط مبارک سے پایا گیا ہی بات لکھی ہے
 جیسے کہ خلاصہ میں ہے اس روایت کو تمام
 ائمہ کاملین نے قبول کیا اور اس کی مراد مختلف
 طریقوں سے بیان فرمائی ہے، اکثر اس طرف
 گئے ہیں کہ اس جگہ متکلم سے مراد وہ شخص ہے
 جو علم کلام کے مختلف فنون میں ضرورت سے
 زیادہ انہماک رکھتا ہو اور شکوک و شبہات کی
 کثرت میں عمر عزیز کو ضائع کر دے، یہ مطلب
 امام ہند وافی نے بیان فرمایا، علامہ عبد الغنی
 نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف
 سے جو یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ متکلم اگرچہ
 صحیح عقائد رکھتا ہو اس کی امامت ناجائز ہے
 اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ضرورت سے
 زیادہ علم کلام میں توجہ اور توغل رکھتا ہو اس کے
 پیچھے نماز ناجائز ہے جیسے کہا گیا ہے کہ جس نے
 کلام کے ذریعے علم دین کو طلب کیا وہ زندق ہو گیا
 متکلم سے امام ابو یوسف کی مراد وہ شخص نہیں
 جو فلاسفہ کے قانون پر کلام کرتا ہو کیونکہ فلسفیوں
 کی بحثوں کو علم کلام نہیں کہا جاتا کیونکہ وہ تو
 قانون اسلام ہی سے خارج ہیں اور یہ
 اجزاء حد میں سے ہے، جلیا کہ بزازیہ میں ہے
 جب علم کلام میں غلو کرنیوالوں کے پیچھے نماز ناجائز ہے تو فلسفہ
 کے دعویداروں کے پیچھے بطریق اولیٰ ناجائز ہوگی

جیسا کہ مخفی نہیں۔ الحاصل شریعت مطہرہ ہرگز پسند نہیں کرے گی کہ سید موصوف کو اسے فضائل اور مستحق ہونے کے باوجود منصب امامت سے برطرف کر دیا جائے اور اس شخص کو تمام گناہوں ممنوع حرکتوں کے باوجود ان کی جگہ مقرر کر دیا جائے یقیناً جو شخص یہ ناپسندیدہ کام کرے گا وہ گناہ اور اس کی امداد، ایذا، ظلم، شان سیادت اور علم کی توہین اور بہت ساری سابقہ قباحتوں میں فلسفے کے اس دعویدار کا شریک ہو گا جیسے کہ صاحب شرح صدر پر مخفی نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تعاونوا علی الاثم والعدوان گناہ و ظلم میں ایک دوسرے کی امداد نہ کرو۔ حاکم، عقیلی، طبرانی، ابن عدی اور خطیب بغدادی نے اسی سندوں سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من استعمل رجلاً من عصابہ و فیہم من هو ارضی اللہ منہ فقد خاف اللہ و رسولہ و المؤمنین یعنی ہر کہ مروی را از جماعتی بر کارے از کار ہائے ایشان نصب کرد و در ایشان کسی ست کہ پسندیدہ ترست

با وصف چنین فضائل و استحقاق کل از منصب امامت بہ آرد و ایس کس را با آنہ معاصی و مناہی و ذواہی و تباہی بجایش بردارد لا حیرم ہر کہ بایں کار و اجب الانکاء پردازد و شریک آن متفلسف باشد در اثم و معاویش در ایذا و ظلم مستحق بشان سیادت و علم و مورد بسیاری از شنائع مذکورۃ الصدۃ کما لا یخفی علی المنشرح الصدر و اللہ الہادی فی کل ورد و صدور حضرت حق جل و علا فرماید لا تعاونوا علی الاثم والعدوان و ہمدگر مکنید برگناہ و ستم و حاکم و عقیلی و طبرانی و ابن عدی و خطیب بغدادی با سید خود ہا از عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کنند کہ جناب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می فرمایند من استعمل رجلاً من عصابہ و فیہم من هو ارضی اللہ منہ فقد خاف اللہ و رسولہ و المؤمنین یعنی ہر کہ مروی را از جماعتی بر کارے از کار ہائے ایشان نصب کرد و در ایشان کسی ست کہ پسندیدہ ترست

۱۵ القرآن الکریم ۲/۵

۱۵ المستدرک للحاکم
الضعفاء الکبیر ترجمہ ۲۹۵ حسین بن قیس

دار الفکر بیروت ۹۲/۴
دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۴۸/۱

دارقطنی اور سیہقی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اجعلوا ائمتکم خیارکم فانہم وفدکم فیما بینکم و بین ربکم بہتر ان خود را امام کنید کہ ایشان سفیر شما بین شما و پروردگار شما عزوجل و فی الباب عن واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت دارند ، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا اجعلوا ائمتکم خیارکم فانہم وفدکم فیما بینکم و بین ربکم بہتر ان خود را امام کنید کہ ایشان سفیر شما بین شما و پروردگار شما عزوجل و فی الباب عن واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر۔

خلاصہ جواب : یہ شخص بدترین فاسق و فاجر ہے اور بے شمار وجوہ کی بنا پر سخت سزا کا مستحق ہے اس کی امامت ناجائز اور ممنوع ہے اور مسلمانوں کو اس کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیے اور ہرگز اجازت نہیں کہ اس سید فقیہ کو امامت سے برطرف کیا جائے اور فلسفے کے اس دعویدار بیوقوف کو اس کی جگہ مقرر کیا جائے جو شخص اس کام کے درپے ہوگا خود اس کے لئے سزا ضروری ہے بلکہ اس شخص کو چاہئے کہ مذکورہ بالا خرابیوں سے باز آئے اور ناشکری کا داغ اپنے ماتھے سے دھوئے اور مردود فلسفے کو رخصت کرے اور علم دین کی فضیلت اور اس کے حق کی بزرگی پر ایمان لائے فلسفہ پرستی تکلف اور بیہودگی کو بڑا سمجھے اور ناپسند رکھے اور از سر نو کلمہ طیبہ اسلام پڑھ کر اسلام کی تجدید

الحاصل خلاصہ حکم آنست کہ ایس کس از بدترین فاسق و فجارست و بوجوہ چند در چند تعذیرہ شدیدہ را سزاوار و امامتش ممنوع و ناجائز و ایس مسلمانان را از صحبتش استرازا اولی و زہار رخصت نباشد کہ آن سید فقیہ را از امامت براندازند و ایس متکلف سفیہ را بجایش مقرر و موقر سازند کہ مقصدی ایس کار شود خود واجب التعزیر و گنہگار شود تقدیم کو امامت از کجا بلکہ ایس کس آئی شاید کہ از شاعات مذکورہ خود باز آید داغ کفران از جبینش و فلسفہ ملعونہ را و داغ گوید و بر فضل علم و بزرگی حقش ایمان آرد تکلف و تقلب و تشدق تصلف را قبیح پندارد و شفیع انگار دوازہ سہ نو کلمہ طیبہ اسلام خواند و بعد ازاں تجدید نکاح بتقدیم رساند فان ذلك هو الاحوط کما

یظہر بما ارجعة الدار المختار وغیرہ من اس کے بعد تجدید نکاح کرے، اسی میں احتیاط
اسفار الکملۃ، واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم ہے، جیسے کہ درمختار وغیرہ دیکھنے سے ظاہر ہو جائیگا
وعلیمہ جل مجدہ اتم واحکم فقط۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلیمہ جل مجدہ اتم واحکم فقط۔

رسالہ
الحقوق لطرح العقوق
ختم ہوا

www.alhazratnetwork.org

رسالہ

مشعلۃ الارشاد فی حقوق الاولاد

((والدین پر) اولاد کے حقوق کے بارے میں راہنمائی کی قندیل)

مسئلہ ۱۶۷ از سرورین ضلع ایٹک محلہ کاکڑاڈگان حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۰ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ باپ پر بیٹے کا کس قدر حق ہے، اگر ہے اور وہ ادا نہ کرے
تو اس کے واسطے حکم شرعی کیا ہے؟ مفصل طور پر ارقام فرمائیے۔ بیٹنوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)
الجواب

اللہ عزوجل نے اگرچہ والد کا حق ولد پر نہایت اعظم بتایا یہاں تک کہ اپنے حق کے برابر اس کا ذکر فرمایا
کہ اِنَّ الشُّكْرَ لِيْ وَلِوَالِدِيْكَ لِحَقٍّ مَّا مَرَّ اَوْ رَآهُ اَوْ سَمِعَهُ اَوْ بَاحَثَهُ اَوْ تَمَسَّكَ اَوْ تَمَسَّكَ اَوْ تَمَسَّكَ اَوْ تَمَسَّكَ اَوْ تَمَسَّكَ
ولد مطلق اسلام پھر خصوص جوار پھر خصوص قرابت، پھر خصوص عیال، ان سب حقوق کا جامع ہو کر سب سے زیادہ
خصوصیت خاصہ رکھتا ہے، اور جس قدر خصوص بڑھتا جاتا ہے حق اس قدر آگے ہوتا جاتا ہے۔ علمائے کرام نے
اپنی کتب جلیلہ مثل احیاء العلوم وعین العلوم و مدخل وکیمیائے سعادت و ذخیرۃ الملوک وغیرہ میں حقوق ولد سے
نہایت مختصر طور پر کچھ تعرض فرمایا مگر میں صرف احادیث مرفوعہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی طرف توجہ کرتا ہوں فضل الہی جل وعلا سے امید کہ فقیر کی یہ چند حرفی تحریر ایسی نافع و جامع واقع ہو

کہ اس کی نظیر کتب مطولہ میں نہ ملے اس بارہ میں جس قدر حدیثیں بحمد اللہ تعالیٰ اس وقت میرے حافظہ و نظر میں ہیں انھیں بالتفصیل مع تحریجات لکھے تو ایک رسالہ ہوتا ہے اور غرض صرف افادہ احکام لہذا سر دست فقط وہ حقوق کہ یہ حدیثیں ارشاد فرما رہی ہیں کمال تلخیص و اختصار کے ساتھ شمار کروں، و باللہ التوفیق،

(۱) سب سے پہلا حق وجود اولاد سے بھی پہلے یہ ہے کہ آدمی اپنا نکاح کسی رذیل کم قوم سے نہ کرے کہ بری رگ ضرور رنگ لاتی ہے۔

(۲) دیندار لوگوں میں شادی کرے کہ بچہ پرانا و ماموں کی عادات کا بھی اثر پڑتا ہے۔

(۳) رنگیوں جہتیوں میں قرابت نہ کرے کہ ماں کا سیاہ رنگ بچہ کو بد نما نہ کر دے۔

(۴) جماع کی ابتدا برسم اللہ سے کرے ورنہ بچہ میں شیطان شریک ہو جاتا ہے۔

(۵) اس وقت شرمگاہ زن پر نظر نہ کرے کہ بچہ کے اندھے ہونے کا اندیشہ ہے۔

(۶) زیادہ باتیں نہ کرے کہ گونگے یا تو تلمے ہونے کا خطرہ ہے۔

(۷) مرد و زن کپڑا اور ٹھلیں جانوروں کی طرح برہنہ نہ ہوں کہ بچہ کے بے حیا ہونے کا خدشہ ہے۔

(۸) جب بچہ پیدا ہو فوراً سیدھے کان میں اذان باتیں میں تکبیر کے کہ خلل شیطان وام الصبیان سے بچے۔

(۹) چھوہارا وغیرہ کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈالے کہ عداوت اخلاق کی فال حسن ہے۔

(۱۰) ساتویں اور نہ ہو سکے تو چودھویں ورنہ اکیسویں دن عقیقہ کرے، دختر کے لئے ایک پسر کے لئے دو کہ اس میں بچے کا گویا رہن سے چھڑانا ہے۔

(۱۱) ایک دان دانی کو دے کہ بچہ کی طرف سے شکرانہ ہے۔

(۱۲) سر کے بال اُتروائے۔

(۱۳) بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کرے۔

(۱۴) سر پر زعفران لگائے۔

(۱۵) نام رکھے یہاں تک کہ کچے بچے کا بھی جو کم دنوں کا گر جائے ورنہ اللہ عزوجل کے یہاں شاکا ہوگا۔

(۱۶) بُرا نام نہ رکھے کہ بد فال ہے۔

(۱۷) عبد اللہ، عبد الرحمن، احمد، حامد وغیرہ باجادات و حمد کے نام یا انبیاء اولیاء یا اپنے بزرگوں میں جو نیک لوگ گزرے ہوں ان کے نام پر نام رکھے کہ موجب برکت ہے خصوصاً نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ اس مبارک نام کی بے پایاں برکت بچہ کے دنیا و آخرت میں کام آتی ہے۔

- (۱۸) جب محمد نام رکھے تو اس کی تعظیم و تکریم کرے۔
- (۱۹) مجلس میں اس کے لئے جگہ چھوڑے۔
- (۲۰) مارنے بڑا کئے میں احتیاط رکھے۔
- (۲۱) جو مانگے بوجہ مناسب دے۔
- (۲۲) پیار میں چھوٹے لقب بقیہ نام نہ رکھے کہ پڑا ہوا نام مشکل سے چھوٹتا ہے۔
- (۲۳) ماں خواہ نیک و ایہ نمازی صالحہ شریعت القوم سے دو سال تک دودھ پلوائے۔
- (۲۴) رضیل یا بد افعال عورت کے دودھ سے بچائے کہ دودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے۔
- (۲۵) بچے کا نفقہ اس کی حاجت کے سب سامان مہیا کرنا خود واجب ہے جن میں حفاظت بھی داخل۔
- (۲۶) اپنے جوان و ادائے واجبات شریعت سے جو کچھ بچے اس میں عزیزوں قریبوں محتاجوں غریبوں سب پہلے حق عیال و اطفال کا ہے جو ان سے بچے وہ اوروں کو پہنچے۔
- (۲۷) بچہ کو پاک کمائی سے روزی دے کہ ناپاک مال ناپاک ہی عاداتیں ڈالتا ہے۔
- (۲۸) اولاد کے ساتھ تنہا خوری نہ برتے بلکہ اپنی خواہش کو ان کی خواہش کے تابع رکھے جس اچھی چیز کو ان کا جی چاہے انھیں دے کر ان کے طفیل میں آپ بھی کھائے زیادہ نہ ہو تو انھیں کو کھلائے۔
- (۲۹) خدا کی ان امانتوں کے ساتھ مہر و لطف کا برتاؤ رکھے۔ انھیں پیار کرے بدن سے پسائے کندھے پر چڑھائے۔
- (۳۰) ان کے ہنسنے کھیلنے پہننے کی باتیں کرے ان کی دلجوئی و دلہاری رعایت و محافظت ہر وقت حتیٰ کہ نماز و خطبہ میں بھی ملحوظ رکھے۔
- (۳۱) نیا میوہ نیا پھل پہلے انھیں کو دے کہ وہ بھی تازے پھل ہیں نئے کو نیا مناسب ہے۔
- (۳۲) کبھی کبھی حسب ضرورت انھیں شیرینی وغیرہ کھانے پہننے کھیلنے کی اچھی چیز کہ شرمناک جائز ہے دیتا رہے۔
- (۳۳) بھلانے کے لئے جھوٹا وعدہ نہ کرے بلکہ بچے سے بھی وعدہ وہی جائز ہے جس کو پورا کرنے کا قصد رکھتا ہو۔
- (۳۴) اپنے چند بچے ہوں تو جو چیز دے سب کو برابر و یکساں دے، ایک کو دوسرے پر بے فضیلت دینی ترجیح نہ دے۔
- (۳۵) سفر سے آئے تو ان کے لئے کچھ تحفہ ضرور لائے۔

(۲۶) بیمار ہوں تو علاج کرے۔

(۲۷) حتی الامکان سخت و موذی علاج سے بچائے۔

(۲۸) زبان کھلے ہی اللہ اللہ پھر پورا کلمہ لا الہ الا اللہ بھر پور کلمہ طیبہ سکھائے۔

(۲۹) جب تمیز آئے ادب سکھائے کھانے پینے پونے اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے چیا، لحاظ، بزرگوں کی تعظیم، ماں باپ، استاد اور دختر کو شوہر کے بھی اطاعت کے طرق و آداب بتائے۔

(۳۰) قرآن مجید پڑھائے۔

(۳۱) استاد نیک صالح ہستی، صحیح العقیدہ سن رسیدہ کے سپرد کرے اور دختر کو نیک پار ساعورت سے پڑھوائے۔

(۳۲) بعد ختم قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید رکھے۔

(۳۳) عقائد اسلام و سنت سکھائے کہ لوح سادہ فطرت اسلامی و قبول حق پر مخلوق ہے اس وقت کا بتایا پتھر کی بکیر ہوگا۔

(۳۴) حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم اُن کے دل میں ڈالے کہ اصل ایمان و عین ایمان ہے۔

(۳۵) حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آل و اصحاب و اولیاء و علماء کی محبت و عظمت تعلیم کرے کہ اصل سنت و زیور ایمان بلکہ باعث بقائے ایمان ہے۔

(۳۶) سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کر دے۔

(۳۷) علم دین خصوصاً وضو، غسل، نماز و روزہ کے مسائل توکل، قناعت، زہد، اخلاص، تواضع، امانت، صدق، عدل، حیا، سلامت، صدور و لسان وغیرہا خوبیوں کے فضائل حرص و طمع، حُب دنیا، حُب جہا، ریا، عُجب، تکبر، خیانت، کذب، ظلم، فحش، غیبت، حسد، کینہ وغیرہ بُرائیوں کے ردائل پڑھائے۔

(۳۸) پڑھانے سکھانے میں رفتی و نرمی ملحوظ رکھے۔

(۳۹) موقع پر چشم نمائی تنبیہ تہدید کرے مگر کوسنانہ دے کہ اس کا کوسنان کے لئے سبب اصلاح نہ ہوگا بلکہ اور زیادہ فساد کا اندیشہ ہے۔

(۵۰) مارے تو منہ پر نہ مارے۔

(۵۱) اکثر اوقات تہدید و تنویف پر قانع رہے کوڑا چھی اس کے پیش نظر رکھے کہ دل میں رعب رہے۔

(۵۲) زمانہ تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کا بھی دے کہ طبیعت نشاط پر باقی رہے۔

(۵۳) مگر زہار زہار بری صحبت میں نہ بیٹھنے دے کہ یار بد یار بد سے بدتر ہے۔
 (۵۴) نہ ہرگز ہرگز بہار دانش، مینا بازار، شبنم غنیمت وغیرہ کتب عشقیہ و غزلیات فقیہہ دیکھنے دے کہ نرم لکڑی
 جہ جھکائے جھک جاتی ہے۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورۃ یوسف شریف کا ترجمہ
 نہ پڑھایا جائے کہ اس میں بکر زنان کا ذکر فرمایا ہے، پھر بچوں کو خرافات شاعرانہ میں ڈالنا کب
 بجا ہو سکتا ہے۔

(۵۵) جب دس برس کا ہو نماز مار کر پڑھائے۔
 (۵۶) اس عمر سے اپنے خواہ کسی کے ساتھ نہ سلائے جدا بچھونے جدا پلنگ پر اپنے پاس رکھے۔
 (۵۷) جب جوان ہو شادی کر دے، شادی میں وہی رعایت قوم و دین و میرت و صورت ملحوظ رکھے۔
 (۵۸) اب جو ایسا کام کہنا ہو جس میں نافرمانی کا احتمال ہو اسے امر و حکم کے صیغہ سے نہ کہے بلکہ برقی و نرمی
 بطور مشورہ کہے کہ وہ بلائے حقوق میں نہ پڑ جائے۔
 (۵۹) اسے میراث سے محروم نہ کرے جیسے بعض لوگ اپنے کسی وارث کو نہ پہنچنے کی غرض سے کل جائیداد دوسرے
 وارث یا کسی غیر کے نام لکھ دیتے ہیں۔

(۶۰) اپنے بعد مرگ بھی ان کی فکر رکھے یعنی کم سے کم دو تہائی ترکہ چھوڑ جائے ثلث سے زیادہ خیرات
 نہ کرے۔

یہ سب تھقی تو پسرو و دختر سب کے ہیں بلکہ دو حق اخیر میں سب وارث شریک اور خالص پسر
 کے حقوق سے ہے کہ اسے لکھنا، پیرنا، سب پہنکری سکھائے۔ سورۃ مائدہ کی تعلیم دے۔ اعلان کے ساتھ
 اس کا عقد کرے۔ خالص دختر کے حقوق سے ہے کہ اس کے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ کرے بلکہ نعمت الہیہ جانے
 اسے سینا پر ونا کا تنا کھانا پکانا سکھائے، سورۃ نور کی تعلیم دے، لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ احتمال فتنہ
 ہے، بیٹیوں سے زیادہ دلجوئی رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے، دیکھنے میں انھیں اور بیٹوں کو
 کانٹے کی تول برابر رکھے، جو چیز دے پہلے انھیں دے کہ بیٹوں کو دے، نورس کی عمر سے نہ اپنے پاس
 سلائے نہ بھائی وغیرہ کے ساتھ سونے دے، اس عمر سے خاص نگہداشت شروع کرے، شادی برات میں
 جہاں گانا ناچ ہو ہرگز نہ جانے دے اگرچہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو کہ گانا سخت سنگین جادو ہے۔

اور ان نازک شیشوں کو تھوڑی ٹھیس بہت ہے بلکہ ہنگاموں میں جانے کی مطلق بندش کرے گھر کو ان پر
 زنداں کرے بالا خانوں پر نہ رہنے دے، گھیر مٹی لباس و زیور سے آراستہ کرے کہ پیام رغبت کے ساتھ
 آئیں، جب کفو طے نکاح میں دیر نہ کرے، حتی الامکان بارہ برس کی عمر میں بیاہ دے، زہار کسی فاسق

فاجر خصوصاً بد مذہب کے نکاح میں نہ دے۔

یہ رائی حق ہیں کہ اس وقت کی نظر میں احادیث مرفوعہ سے خیال میں آئے ان میں اکثر تو مستحبات ہیں جن کے ترک پر اصلاً مواخذہ نہیں۔ اور بعض آخرت میں مطالبہ ہو مگر دنیا میں بیٹے کے لئے باپ پر گرفت و جبر نہیں، نہ بیٹے کو جائز کہ باپ سے جدال و نزاع کرے سوا چند حقوق کے کہ ان میں جبر حاکم و چارہ جوئی و اعتراض کو دخل ہے۔

اول نفقہ کہ باپ پر واجب ہو اور وہ نہ دے تو حاکم جبراً مقرر کرے گا، نہ مانے تو قید کیا جائے گا حالانکہ فردغ کے اور کسی دین میں اصول مجبوس نہیں ہوتے۔

فی رد المحتار عن الذخیرۃ لایحبس والد وان
علاقۃ دین ولدا وان سفل الا فی النفقۃ لان
فیہ اتلاف الصغیر
فتاویٰ شامی میں ذخیرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے
والد اپنے بیٹے کے قرض کے سلسلے میں قید نہیں
کیا جاسکتا خواہ سلسلہ نسب اوپر تک بلحاظ باپ
اور نیچے تک بلحاظ بیٹا چلا جائے البتہ نان نفقہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں والد کو قید کیا جائے گا کیونکہ
اس میں چھوٹے کی حق تلفی ہے۔ (ت)

دوم رضاعت کہ ماں کے دودھ نہ ہو تو دانی رکھنا بے تنخواہ نہ ملے تو تنخواہ دینا، واجب نہ دے تو جبراً لی جائے گی جبکہ بچے کا اپنا مال نہ ہو، یوں ہی ماں بعد طلاق و مرد عدت بے تنخواہ دودھ نہ پلائے تو اسے بھی تنخواہ دی جائے گی کما فی الفتح و مرد المحتار و غیرہما (جیسا کہ فتح اور رد المحتار وغیرہ میں ہے۔ ت)

سوم حضانت کہ لڑکا سات برس، لڑکی نو برس کی عمر تک جن عورتوں مثلاً ماں نانی دادی ہیں خالہ پھنسی کے پاس رکھے جائیں گے، اگر ان میں کوئی بے تنخواہ نہ مانے اور بچہ فقیر اور باپ غنی ہے تو جبراً تنخواہ دلائی جائے گی کما و دخله فی مرد المحتار (جیسا کہ رد المحتار میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ ت)

چہارم بعدانتہا۔ حضانت بچہ کو اپنی حفظ و حیانت میں لینا باپ پر واجب ہے اگر نہ لے گا حاکم جبر کرے گا کما فی مرد المحتار عن شرح المجمع (جیسا کہ شرح المجمع سے رد المحتار میں نقل کیا گیا ہے۔ ت)

پنجم اُن کے لئے ترکہ باقی رکھنا کہ بعد تعلق حق ورثہ یعنی بحالت مرض الموت مورث اُس پر مجبور

ہوتا ہے یہاں تک کہ ثلث سے زائد میں اس کی وصیت بے اجازت و ورثہ نافذ نہیں۔
 ششم اپنے بالغ بچے پسرخواہ دختر کو غیر کفو سے بیاہ دینا یا مہر مثل میں غبن فاحش کے ساتھ
 مثلاً دختر کا مہر مثل ہزار ہے پانسو پر نکاح کر دیا یا بہو کا مہر مثل پانسو ہے ہزار باندہ لینا یا پسر کا نکاح کسی
 باندی سے یا دختر کا کسی ایسے شخص سے جو مذہب یا نسب یا پیشہ یا افعال یا مال میں وہ نقص رکھتا ہو جس کے
 باعث اُس سے نکاح موجب عار ہو ایک بار تو ایسا نکاح باپ کا کیا ہوا نافذ ہوتا ہے جبکہ نشہ میں نہ ہو مگر
 دوبارہ اپنے کسی نابالغ بچے کا ایسا نکاح کرے گا تو اصلاً صحیح نہ ہوگا کما قد منافی النکاح (جیسا کہ بحث
 نکاح میں ہم نے اسے پہلے بیان کر دیا ہے۔ ت)

ہفتم غنہ میں بھی ایک صورت جبر کی ہے کہ اگر کسی شہر کے لوگ چھوڑ دیں سلطان اسلام انہیں مجبور کریگا
 نہ مانیں گے تو ان پر جہاد فرمائے گا کما فی الدر المختار (جیسا کہ در مختار میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

رسالہ

مشعلۃ الارشاد فی حقوق الاولاد

ختم ہوا

رسالہ

اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد

(بندوں کے حقوق کا کفار ادا کرنے والے امور کے بارے میں انتہائی حیران کن امداد)

www.al-islam.org

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلہ ۱۶۸: حق العباد بھی کسی طرح معاف ہو سکتا ہے بغیر اس کے معاف کے جس کا حق ہے صاف ارقام فرمائیے اور حق العباد کس قدر ہیں؟ بیٹھو! توجہ دو! (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

حق العبد ہر وہ مطالبہ مالی ہے کہ شرعاً اس کے ذمہ کسی کے لئے ثابت ہو اور ہر وہ نقصان و آزار جو بے اجازت شرعی کسی قول فعل ترک سے کسی کے دین، آبرو، جان، جسم، مال یا صرف قلب کو پہنچایا جائے۔ تو یہ دو قسمیں ہوں گی، اول کو دیون، ثانی کو مظالم، اور دونوں کو تبعات اور کبھی دیون بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں قسم میں نسبت عموم خصوص من وجہ ہے یعنی کہیں تو دین پایا جاتا ہے مظلمہ نہیں جیسے خریدی چیز کی قیمت، مزدور کی اجرت، عورت کا مہر وغیرہ دیون کہ عقود جائزہ شرعیہ سے اس کے ذمہ لازم ہوئے اور اس نے ان کی ادا میں کمی و تاخیر ناروانہ برتی یہ حق العبد اس کی گردن پر ہے مگر کوئی ظلم نہیں۔ اور کہیں مظلمہ پایا جاتا ہے دین نہیں جیسے کسی کو مارا، گالی دی، بُرا کہا، غیبت کی کہ اس کی خبر اسے پہنچی، یہ سب حقوق العبد و ظلم ہیں مگر کوئی دین واجب الادا نہیں اور کہیں دین اور مظلمہ دونوں ہوتے ہیں جیسے کسی کا مال چرائیا، چھینا، لوٹا، رشوت

من صوم يوم تركه او صلاة تركها فان الله تعالى يغفر ذلک ان شاء و يتجاوز ان شاء و اما الديوان الذي لا يترك الله منه شيئاً فمظالم العباد بينهم القصاص لا محالة۔
رواه الامام احمد في المسند و الحاكم في المستدرک عن امر المؤمنين الصديقة رضى الله تعالى عنها۔

ترک کیا یا کوئی نماز چھوڑ دی اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے معاف کر دے اور درگزر فرمائے اور وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا وہ بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم ہے کہ اس میں ضرور بدلہ ہونا ہے (امام احمد نے مسند میں اور حاکم نے مستدرک میں اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی روایت فرمائی۔ ت)

یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لتؤذن الحقوق الى اهلها يوم القيامة حتى يقاد للشاة الجلاء من الشاة القرناء تنطحها۔ رواه الائمة احمد في المسند و مسلم في صحيحه و البخاري في الادب المفرد و الترمذی في الجامع عن ابی هريرة رضى الله تعالى عنه ۔

بیشک روز قیامت تمہیں اہل حقوق کو ان کے حق ادا کرنے ہوں گے یہاں تک کہ مُنڈی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا کہ اسے سینگ مارے (ائمہ کرام نے اس کو روایت کیا مثلاً امام احمد نے مسند میں امام مسلم نے صحیح مسلم میں امام بخاری نے الادب المفرد میں اور امام ترمذی نے جامع میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

ایک روایت میں فرمایا :

حتى الذرة من الذرة۔ رواه الامام احمد بسند صحيح۔

یہاں تک کہ چوٹی سے چوٹی کا عوض لیا جائیگا۔ (اسے امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ت)

پھر وہاں روپے اشرافیاں تو ہیں نہیں کہ معاوضہ حق میں دی جائیں طریقہ ادایہ ہو گا کہ اس کی نیکیاں صاحب حق کو دی جائیں گی اگر ادا ہو گیا غنیمت ورنہ اس کے گناہ اس پر رکھے جائیں گے یہاں تک کہ مسند احمد بن حنبل حدیث ۲۵۵۰ ولد اخبار القراء العربی بیروت ۳۴۲/۱

المستدرک للحاکم کتاب الاحوال باب جعل الله القصاص بين الدواب المکتب الاسلامی بیروت ۴/۵۶-۵۷
صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب نصر الاخ ظالماً او مظلوماً قیدی کتب خانہ کراچی ۳۲۰/۲
مسند احمد بن حنبل عن ابی هريرة المکتب الاسلامی بیروت ۳۰۱/۲
مسند امام احمد بن حنبل عن ابی هريرة رضى الله عنه المکتب الاسلامی بیروت ۳۶۳/۲

کہ ترازوئے عدل میں وزن پورا ہو۔ احادیث کثیرہ اس مضمون میں وارد، ازاں جملہ حدیث صحیح مسلم وغیرہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال
اتدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من
لا درہم لہ ولا متاع فقال ان المفلس من
امتی من یأتی یوم القیۃ بصلوۃ وصیام و
زکوۃ ویأتی قد اشم هذا وقد قذف هذا
واکل مال هذا وسفک دم هذا وضرب
هذا فیعطی هذا من حسناتہ وهذا من
حسناتہ فان فینت حسناتہ قبل ان یقضی
ما علیہ اخذ من خطایا ہم فطرحت علیہ
ثم طرح فی النار۔ والعیاذ باللہ سبحنہ
وتعالیٰ۔

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض
کی ہمارے یہاں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس
زر و مال نہ ہو۔ فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے
جو قیامت کے دن نماز، روزے، زکوٰۃ لے کر
آئے اور یوں آئے کہ اسے گالی دی اسے زنا
کی تہمت لگائی اس کا مال کھایا اس کا خون گرایا اسے
مارا تو اس کی نیکیاں اسے دی گئیں پھر اگر نیکیاں ختم
ہو چکیں اور حق باقی ہیں تو ان کے گناہ لے کر
اس پر ڈالے گئے پھر جہنم میں پھینک دیا۔
اللہ تعالیٰ پاک اور بلند و برتر ذات کی

پناہ۔ (ت)

غرض حقوق العباد بے ان کی معافی کے معاف نہ ہوں گے ولہذا مروی ہوا کہ حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الغیبة اشد من الزنا غیبت زنا سے سخت تر ہے۔ کسی نے عرض کی: یہ کیونکر؟ فرمایا:
الرجل یزنی ثم یتوب فیتوب اللہ علیہ
وان صاحب الغیبة لا یغفر لہ
حتی یغفر لہ صاحبہ۔ رواہ ابن ابی الدنیا
فی ذم الغیبة والطبرانی فی
الاوسط عن جابر بن عبد اللہ

زانی تو بہ کرے تو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور
غیبت والے کی مغفرت نہ ہوگی جب تک وہ
نہ بخشے جس کی غیبت کی ہے (ابن ابی الدنیا
نے ذم الغیبة (غیبت کی برائی میں) میں اور امام
طبرانی نے الاوسط میں حضرت جابر بن عبد اللہ

و ابی سعید الخدری و البیهقی عنہما و
عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم .
اور حضرت ابوسعید خدری سے اور امام بیہقی نے ان
دونوں کے علاوہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم
سے اس کی روایت فرمائی۔ (ت)

پھر یہاں معاف کر لینا سہل ہے قیامت کے دن اس کی امید مشکل کہ وہاں ہر شخص اپنے اپنے حال میں
گرفتار نیکیوں کا طلبگار برائیوں سے بیزار ہوگا پرانی نیکیاں اپنے ہاتھ آتے اپنی برائیاں اس کے سر
جاتے کسے بری معلوم ہوتی ہیں، یہاں تک کہ حدیث میں آیا ہے کہ ماں باپ کا بیٹے پر کچھ دین آنا ہوگا اُسے
روز قیامت پیشیں گے کہ ہمارا دین دے وہ کہے گا میں تمہارا بچہ ہوں، یعنی شاید رحم کریں، وہ تمنا
کریں گے کاش اور زیادہ ہوتا۔

الطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
عنه قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم یقول انه یكون للوالدین
علی ولدہما دین فاذا کان یوم القیمة
یتعلقان بہ فیقول انا ولد کما فیہودان
او یتمنیان لو کان اکثر من ذلک یہ
طبرانی میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرما ہے
تھے کہ والدین کا بیٹے پر دین ہوگا قیامت کے
روز والدین بیٹے پر لپکیں گے تو بیٹا کہے گا میں
تمہارا بیٹا ہوں تو والدین کو حق دلایا جائے گا
اور تمنا کریں گے کاش ہمارا حق اور زائد ہوتا۔ (ت)

جب ماں باپ کا یہ حال تو اوروں سے امید خام خیال، ہاں کریم و رحیم مانک و مولیٰ جل جلالہ و تبارک
تعالیٰ جس پر رحم فرمانا چاہیے گا تو یوں کہے گا کہ حق والے کو بے بہا قصور جنت معاوضہ میں عطا فرما کر عفو حق
پر راضی کر دے گا ایک کشتہ کرم میں دونوں کا بھلا ہوگا نہ اس کی حسنت اُسے دی گئیں نہ اس کی
سینات اس کے سر رکھی گئیں نہ اُس کا حق ضائع ہونے پایا بلکہ حق سے ہزاروں درجے بہتر افضل پایا رحمت
حق کی بندہ نوازی ظالم ناجی مظلوم راضی، فذلہ الحمد حمد اکیثا طیباً مبارکاً فیہ کما یحب ربنا و
یرضی (پھر اللہ تعالیٰ ہی کے لئے حمد و ثنا ہے جس کی ذات بہت زیادہ پاکیزہ اور بابرکت ہے۔ (ت)
حدیث میں ہے،

بینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
یعنی ایک دن حضور پر نور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم تشریف فرما تھے ناگاہ خندہ فرمایا کہ اگلے دن مبارک
ظاہر ہوئے، امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان کس
بات پر ہنسی آئی؟

وسلم جالس اذ رأینا اضحک حتی بدت
ثنا یاہ فقال لہ عسر ما اضحکک یا رسول اللہ
یا رسول اللہ باقی انت و امی۔

ارشاد فرمایا:

دو مرد میری امت سے رب العزت جل جلالہ کے
حضور زانوؤں پر کھڑے ہوئے، ایک نے عرض
کی: اے رب میرے با میرے اس بھائی نے
جو ظلم مجھ پر کیا ہے اس کا عوض میرے لئے لے۔ رب
تعالیٰ نے فرمایا: اپنے بھائی کے ساتھ کیا کریگا اس کی
نیکیاں تو سب ہو چکیں۔ مدعی نے عرض کی: اے
رب میرے! تو میرے گناہ وہ اٹھالے۔ یہ مشرما کہ
حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھیں
گریہ سے بہہ نکلیں، پھر فرمایا: بیشک وہ دن بڑا
سخت ہے لوگ اس کے محتاج ہوں گے کہ اُن کے
گناہوں کا کچھ بوجھ اور لوگ اٹھائیں۔ مولیٰ عز وجل
نے مدعی سے فرمایا: نظر اٹھا کر دیکھ۔ اس نے نگاہ
اٹھائی کہا اے رب میرے! میں کچھ شہر دیکھتا ہوں سونے
کے اور محسل سونے کے سراپا موتیوں سے جڑے
ہوئے یہ کس نبی کے ہیں یا کس صدیق یا کس شہید کے۔
مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اس کے ہیں جو قیمت
دے۔ کہا: اے رب میرے! بھلا ان کی قیمت کون
دے سکتا ہے؟ فرمایا: تو۔ عرض کی: کیوں کر؟

رجلان من امتی جثیا بین یدی رب العزۃ
فقال احدهما یارب خذ لی مظلمتی
من اخی فقال اللہ تعالیٰ للطالب کیف تصنع باخیک
ولم یبق من حسناتہ شیء قال یارب فیحمل
من اوزاری و فاضت عینا رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم بالبکاء ثم قال
ان ذلک الیوم عظیم یحتاج الناس ان
یحمل عنهم من اوزارهم فقال اللہ للطالب
ارفع بصرک فانظر فرفع فقال یارب اری
مدائن من ذهب وقصورا من ذهب مکملۃ
بالؤلؤ لای یج ہذا اولای صدیق ہذا
اولای شہید ہذا قال لمن اعطی الثمن
قال یارب ومن یملک ذلک قال انت تمدک
قال بہاذا قال بعفوک عن اخیک قال
یارب فانی قد عفوت عنہ
قال اللہ تعالیٰ فخذ بید
اخیک فادخلہ الجنة فقال رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند

فرمایا، یوں کہ اپنے بھائی کو معاف کرے۔ کہا: اے رب میرے بایر بات ہے تو میں نے معاف کیا۔
مولے جل مجدہؑ نے فرمایا: اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ لے اور جنت میں لے جا۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بیان کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور آپس میں صلح کرو کہ مولے عز وجل قیامت کے دن مسلمانوں میں صلح کرائے گا۔ (حاکم نے

مستدرک میں امام بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں ابویعلیٰ نے مسند اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
اذا التقى الخلائق يوم القيمة نادى مناديا
يا اهل الجمع تتاركو المظالم بينكم و
ثوابكم على۔ رواه الطبرانی عن انس ايضا
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔

جب مخلوق روز قیامت بہم ہوگی ایک منادی
رب العزّة جل وعلا کی طرف سے ندا کرے گا
اے مجمع والو! آپس کے ظلموں کا تدارک کرو اور
تمہارا ثواب میرے ذمہ ہے۔ (امام طبرانی نے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن اس کو روایت کیا ہے۔ ت)

اور ایک حدیث میں ہے حضور و الاصلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ نے فرمایا:

یعنی بیشک اللہ عز وجل روز قیامت سب انگوں
پچھلوں کو ایک زمین میں جمع فرمائے گا پھر زیر پرش
سے منادی ندا کرے گا اے توحید والو! مولیٰ تعالیٰ
نے تمہیں اپنے حقوق معاف فرمائے لوگ کھڑے ہو کر
آپس کے دنیاوی مظالم میں ایک دوسرے سے لپٹیں گے
منادی پکارے گا اے توحید والو! ایک دوسرے

ان الله يجمع الاولين والاخرين
يوم القيمة في صعيد واحد ثم ينادى
مناد من تحت العرش يا اهل
التوحيد ان الله عز وجل قد عفا
عنكم فيقوم الناس فيستعلق بعضهم
ببعض في ظلمات ثم ينادى مناديا اهل

لہ مستدرک للحاکم کتاب الاصول

الدر المنثور بحوالہ ابن ابی الشیخ و ابی یعلیٰ و الحاکم

لہ المعجم الاوسط حدیث ۵۱۴۰

دار الفکر بیروت ۵۶۶/م

مکتبۃ آیۃ العظمیٰ قم ایران ۱۶۱/۳

مکتبۃ المعارف الرياض ۶۶/۶

التوحيد ليعت بعضكم عن بعض وعلى الثواب. کو صاف کر دو اور ثواب دینا میرے ذمہ ہے۔
 مروا ان ایضا عن امرہا فی رضى الله تعالى (اسے بھی طہرائی نے سیدہ ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہا۔ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ ت)

یہ دولتِ کبریٰ و نعمتِ عظمیٰ کہ اکرم الاکرمین جلت عظمتہ اپنے محض کرم و فضل سے اس ذیل رُویاہ
 سراپا گناہ کو بھی عطا فرمائے۔ ص

کہ مستحق کرامت گنہگار انسند

(گنہگار شرف و بزرگی عطا کئے جانے کے لائق ہیں۔ ت)

اس وقت کی نظر میں اس کا جلیل وعدہ جلیل شرعہ صاف صریح بالتصریح یا کا لتصریح تصریح پانچ
 فرقوں کے لئے وارد ہوا،

اول حاجی کہ پاک مال، پاک کمائی، پاک نیت سے حج کرے، اور اُس میں لڑائی جھگڑے اور عورتوں
 کے سامنے تذکرہ جماع اور ہر قسم کے گناہ و نافرمانی سے بچے، اس وقت تک جتنے گناہ کئے تھے
 بشرط قبول سب معاف ہو جاتے ہیں، پھر اگر حج کے بعد فوراً امر گیا اتنی مہلت نہ ملی کہ حقوق اللہ عزوجل
 یا بندوں کے اس کے ذمہ تھے انھیں ادا یا ادا کی فکر کرتا تو امید و اتق ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اسے تمام حقوق
 سے مطلقاً درگزر فرمائے یعنی نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ بافرائض کہ بجا نہ لایا تھا ان کے مطالبہ پر بھی قلم عفو الہی
 پھر جائے اور حقوق العباد و دیون و مظالم مثلاً کسی کا قرض آتا ہو مال چھینا ہو بُرا کہا ہو اُن سب کو
 مولیٰ تعالیٰ اپنے ذمہ کرم پر لے لے اصحابِ حقوق کو روز قیامت راضی فرما کر مطالبہ و خصوصیت سے
 نجات بخشے، یوہیں اگر بعد کو زندہ رہا اور بقدر قدرت تدارک حقوق ادا کر لیا یعنی زکوٰۃ دے دی
 نماز روزہ کی قضا ادا کی جس کا جو مطالبہ آتا تھا دے دیا جسے آزار پہنچا تھا معاف کرا لیا جس مطالبہ کا
 لینے والا نہ رہا یا معلوم نہیں اُس کی طرف سے صدق کر دیا بوجہ قلت مہلت جو حق اللہ عزوجل یا بندہ کا
 ادا کرتے کرتے رہ گیا اس کی نسبت اپنے مال میں وصیت کر دی، غرض جہاں تک طرق برارت پر
 قدرتِ ملی تقصیر نہ کی تو اس کے لئے امید اور زیادہ قوی کہ اصل حقوق کی یہ تدبیر ہوگی اور اثم مخالفت حج
 سے دُھل چکا تھا، ہاں اگر بعد حج باوصف قدرت ان امور میں قاصر رہا تو یہ سب گناہ از سر نو اُس کے
 سر ہوں گے کہ حقوق تو خود باقی ہی تھے اُن کی ادا میں پھر تاخیر و تقصیر گناہ تازہ ہوئے اور وہ حج ان کے

ازالہ کو کافی نہ ہوگا کہ حج گزرے گناہوں کو دھو تا ہے آئندہ کے لئے پروانہ بیقیدی نہیں ہوتا بلکہ حج مبرور کی نشانی ہی یہ ہے کہ پہلے سے اچھا ہو کر پہلے فنا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم (بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر کی توفیق کے بغیر کسی میں نہیں - ت) مسئلہ حج میں بحمد اللہ تعالیٰ یہ وہ قول فیصل ہے جسے فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے بعد تنقیح دلائل و مذاہب و احاطہ اطراف و جوانب اختیار کیا جس سے اقوال ائمہ کرام میں توفیق اور دلائل حدیث و کلام میں تطبیق ہوتی ہے اس معرکہ الاربعہ کی نفیس تحقیق بعونہ تعالیٰ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے بعد ورود اس سوال کے ایک تحریر جدا گانہ میں لکھی، یہاں اس قدر کافی ہے وباللہ التوفیق (اللہ تعالیٰ ہی کے کرم سے توفیق حاصل ہوتی ہے - ت)

احادیث ابن ماجہ اپنی سنن میں کاملًا اور ابوداؤد مختصراً اور امام عبد اللہ ابن امام احمد زوائد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور ابویعلیٰ مسند اور ابن جبان ضعفا اور ابن عدی کامل اور بہقی سنن کبیری و شعب الایمان و کتاب البعث و النشور اور ضیاء مقدسی یا فادہ فی تفسیر حقاہ میں حضرت عباس بن مرداس اور امام عبد اللہ بن مبارک بسند صحیح اور ابویعلیٰ و ابن شیبہ بوجہ آخر حضرت انس بن مالک اور ابولعیم حلیۃ الاولیا اور امام ابن جریر طبری تفسیر اور حسن بن سفیان مسند اور ابن جبان ضعفا میں حضرت عبد اللہ بن عمر فاروق اعظم اور عبد الرزاق مصنف اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبادہ بن صامت اور وارقظنی و ابن حبان حضرت ابو ہریرہ اور ابن مندہ کتاب الصحابہ اور خطیب تلخیص المتشابه میں حضرت زید جہد عبد الرحمن بن عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بطریق عدیدہ و الفاظ کثیرہ و معانی متقاررہ راوی و
وہذا حدیث الامام عبد اللہ بن المبارک
عن سفین الثوری عن النبی بن عدی
عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال
وقع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم بعرفات وقد کادت
الشمس ان تغرب فقال یا بلال
انصت لی الناس فقام بلال
فقال انصتوا لرسول اللہ صلی اللہ
(یہ حدیث امام عبد اللہ ابن مبارک نے امام
سفیان ثوری سے انھوں نے زبیر بن عدی سے
اور انھوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کی ہے - ت) یعنی حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے عرفات میں وقوف فرمایا یہاں
تک کہ آفتاب ڈوبنے پر آیا اس وقت ارشاد ہوا
اے بلال! لوگوں کو میرے لئے خاموش کر، بلال
نے کھڑے ہو کر پکارا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

تعالیٰ علیہ وسلم قنصت الناس فقال
یا معاشر الناس اتأفی جبریل أنفا
فاقرأنی من ربی السلام وقال انت الله
عز وجل غفر لاهل عرفات واهل
المعشر وضمن عنهم التبعات فقام عمر
بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال یا رسول اللہ
هذا لنا خاصة قال هذا لكم ولمن اتى
من بعدکم الی یوم القيمة فقال
عمر بن الخطاب کثیر خیر اللہ
وطاب لہ

وسلم کے لئے خاموش ہو کر لوگ ساکت ہوئے حضور
پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے فرمایا
اے لوگو! ابھی جبریل مجھے میرے رب کا
سلام و پیام پہنچایا کہ اللہ عز وجل نے عرفات و
مشعر الحرام والوں کی مغفرت فرمائی اور ان کے
باہمی حقوق کا خود ضامن ہو گیا۔ امیر المؤمنین عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ
کیا یہ دولت خاص ہمارے لئے ہے؟ فرمایا
تمہارے لئے اور جو تمہارے بعد قیامت تک
آئیں سب کے لئے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا
اللہ عز وجل کی خیر کثیر و پاکیزہ ہے انتہی (ت)

والحمد للہ رب العلمین (اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت)
دوم شہید بکر کہ خاص اللہ عز وجل کی رضا چاہتے اور اُس کا بول بالا ہونے کے لئے سمندر میں
جہاد کرے اور وہاں ڈوب کر شہید ہو حدیثوں میں آیا کہ مولیٰ عز وجل خود اپنے دست قدرت سے اُس
کی رُوح قبض کرتا اور اپنے تمام حقوق اُسے معاف فرماتا اور بندوں کے سب مطالبے جو اُس پر تھے
اپنے ذمہ کرم پر لیتا ہے۔

احادیث ابن ماجہ سنن اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت ابو امامہ اور ابو نعیم علیہ میں حضور
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چھٹی حضرت صفیہ بنت عبد المطلب اور شیرازی کتاب الالقاب
میں حضرت عبد اللہ ابن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے راوی :

واللفظ لابن امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم یغفر لشہید البر
الذنوب کلہا الا الدین ، و
(حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ
ہیں۔ ت) یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں : جو خشکی میں شہید ہو
اس کے سب گناہ بخشے جاتے ہیں مگر حقوق العباد۔

یغفر لشہید البحر الذنوب کلہا اور جو دریا میں شہادت پائے اس کے تمام گناہ و والدین علیہ حقوق العباد سب معاف ہو جاتے ہیں۔

اللہم ادرقنا بحماہ عندک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک آمین (اے اللہ! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس بلند پایہ رتبہ کے طفیل جو ان کا تیری بارگاہ میں ہے ہمیں یہ دولت نصیب فرما آمین بت) سوم شہید صبر یعنی وہ مسلمان سنی المذہب صحیح العقیدہ جسے ظالم نے گرفتار کر کے بحالت بیکسی و مجبوری قتل کیا، سولی دی، پھانسی دی کہ یہ بوجہ اسیری قتال و مدافعت پر قادر نہ تھا بخلاف شہید جہاد کہ مارتا مارتا ہے اس کی بیکسی و بیدست پائی زیادہ باعث رحمت الہی ہوتی ہے کہ حق اللہ و حق العبد کچھ نہیں رہتا ان شاء اللہ تعالیٰ (اگر اللہ تعالیٰ چاہے۔ ت)۔

احادیث بزار ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بسند صحیح راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

قتل الصبر لا یسر بذنب الا محالاً۔ قتل صبر کسی گناہ پر نہیں گزرتا مگر یہ کہ اُسے مٹا دیتا ہے۔

نیز بزار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: قتل الرجل صبرا کفارة لما قبلہ من الذنوب علیہ۔ آدمی کا بوجہ صبر مارا جانا تمام گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

قال المناوی فی التیسیر ظاہرہ و ان کان المقتول عاصیا و مات بلا توبۃ ففیہ ردۃ علی الخوارج و المعتزلۃ اھ و ما یتنفی کتبت علی ہامشہ ما نصہ اقول بل لا محمل لہ سواہ

علامہ مناوی نے تیسیر میں فرمایا اس کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ اگرچہ مقتول گنہگار ہو اور بغیر توبہ مر جائے۔ پس اس میں خارجوں اور معتزلہ کا رد ہے اور مجھے یاد ہے کہ میں نے اس کے حاشیہ پر لکھا کہ جس کی عبارت یہ ہے میں کتابوں

لہ المعجم النجیر حدیث ۱۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳،

فانه ان لم يكن عاصيا لم يمس القتل بذنب وان كان تاب فكذا لك فان التائب من الذنب كمن لا ذنب له۔
 بلکہ اس کے علاوہ اس کا اور کوئی محل نہیں اس لئے کہ اگر مقتول گنہگار نہ ہو تو پھر قتل کا گناہ پر گزر نہ ہوگا (گناہ ہی نہ ہو تو اس پر گزر کیسا) اور اگر اس نے توبہ کر لی تو پھر بھی یہی حکم ہے اس لئے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے کہ جس کا کوئی گناہ ہی نہیں۔ (ت)

احادیث مطلق ہیں اور مخصوص مقصود و محدث عن البحر والخرج اور ہم نے سُنی المذہب کی تخصیص اس لئے کی کہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لو ان صاحب بدعة مكدبا بالقدر قتل مظلوما صابرا محتسبا بين الركن والمقام لم ينظر الله في شئ من امره حتى يدخله جهنم۔ رواه ابو الفرج في العلل من طريق كثير من سليم تا انس بن مالك رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فذكره۔
 اگر کوئی بد مذہب تقدیر ہر خیر و شر کا منکر خاص حجر اسود و مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان محض مظلوم و صابر مارا جائے اور وہ اپنے اس قتل میں ثواب الہی ملنے کی نیت بھی رکھے تاہم اللہ عز و جل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں داخل کرے و العیاذ باللہ تعالیٰ۔ (ابو الفرج نے العلل میں کثیر بن سلیم سے روایت کیا اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، پھر پوری حدیث کو ذکر کیا۔ ت)

چہارم۔ دیون جس نے بجا جت شرعیہ کسی نیک جائز کام کے لئے دین لیا اور اپنی چلتی ادا میں گئی نہ کہ کبھی تاخیر نار و روار کھی بلکہ ہمیشہ سچے دل سے ادا پر آمادہ اور تاحید قدرت اس کی فکر کرتا رہا پھر مجبوری ادا نہ ہو سکا اور موت آگئی تو مولیٰ عز و جل اس کے لئے اس دین سے درگزر فرمائے گا اور روز قیامت اپنے خزانہ قدرت سے ادا فرما کر دائن کو راضی کر دے گا اس کے لئے یہ وعدہ خاص اسی دین کے واسطے ہے نہ کہ تمام حقوق العباد کے لئے۔

احادیث احمد و بخاری وابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ اور طبرانی معجم کبیر میں بسند صحیح حضرت یحییٰ کردی اور حاکم مستدرک اور طبرانی کبیر میں حضرت ابو امامہ باہلی اور احمد و بزار و طبرانی و ابوالعیم بسند حسن

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق اور ابن ماجہ و بزار حضرت عبداللہ بن عمرو اور بیہقی مرسل قاسم مولائے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی واللفظ لمیمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ؛

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم من ادا ن ديناً يسوى قضاء اداء الله
عنه يوم القيمة
يعنى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فرماتے ہیں جو کسی
دین کا معاملہ کرے کہ اس کے ادا کی نیت رکھتا ہو
اللہ عز وجل اس کی طرف سے روز قیامت ادا
فرمائے گا۔

حدیث ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لفظ مستدرک میں یہ ہیں حضور اقدس صلوات اللہ وسلامہ علیہ
فرماتے ہیں؛

من تداين بدين وفي نفسه وفاؤه ثم مات
تجاوز الله عنه وارضى غريمه بما شاء الله
جس نے کوئی معاملہ دین کیا اور دل میں ادا کی نیت
رکھتا تھا پھر موت آگئی اللہ عز وجل اس سے درگزر
فرمائے گا اور دائن کو جس طرح چاہے راضی کرے گا۔

نیک و بابر کی قید حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ظاہر کہ اس میں ضرورت جہاد و ضرورت
تجہیز و تکفین مسلمان و ضرورت نکاح کو ذکر فرمایا بلکہ بخاری و ترمذی اور ابن ماجہ سنن اور حاکم مستدرک میں راوی
حضور سید العالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں؛

ان الله تعالى مع الدائن حتى يقضى دينه
ماله يكن دينه فيما يكره الله به
بیشک اللہ تعالیٰ قرضدار کے ساتھ ہے یہاں تک
کہ اپنا قرض ادا کرے جب تک کہ اس کا دین
اللہ تعالیٰ کے ناپسند کام میں نہ ہو۔

مجبوری رہ جانے کی قید حدیث ابن صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ثابت کہ رب العزت جل و علا
روز قیامت دیون سے پوچھے گا تو نے کسے میں یہ دین لیا اور لوگوں کا حق ضائع کیا عرض کرے گا اے
رب میرے! تو جانتا ہے کہ میرے اپنے کھانے پینے پہنے ضائع کر دینے کے سبب وہ دین نہ رہ گیا بلکہ
اٹی علی اما حرق و اما سرق و اما وضیعة آگ لگ گئی یا چوری ہو گئی یا تجارت میں ٹوٹا پڑا یوں رہ گیا

لے المعجم الکبیر حدیث ۱۰۴۹ ۴۳۲/۲۳ و حدیث ۴۹۴۹ ۲۹۰/۸ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت
السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب البیوع باب ما جاز فی جواز الاستقراض دار الفکر بیروت ۳۵۴/۵
کنز العمال بحوالہ طب عن میمون حدیث ۱۵۴۲۷ موسستہ الرسالہ بیروت ۲۲۱/۶
لے المستدرک للحاکم کتاب البیوع ان الله مع الدائن الخ دار الفکر بیروت ۲۳/۲
کنز العمال بحوالہ فتح، حدیث ۱۵۴۳۰ موسستہ الرسالہ بیروت ۲۲۱/۶

مولیٰ عزوجل فرمائے گا،

صدق عبدی فان احق من قضی عندک ۱
میرا بندہ سچ کہتا ہے سب سے زیادہ میں مستحق ہوں کہ
تیری طرف سے ادا فرما دوں۔

پھر مولیٰ سبحہ و تعالیٰ کوئی چیز منگا کر اس کے پلہ میزان میں رکھ دے گا کہ نیکیاں بُرائیوں پر غالب آجائیں گی
اور وہ بندہ رحمت الہی کے فضل سے داخل جنت ہوگا۔

چہ نجم اولیائے کرام صوفیہ صدق ارباب معرفت قدست اسرارہم ونفعنا اللہ ببرکاتہم فی الدنیا
والآخرة (ان کے راز پاک کر دئے گئے، اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا اور آخرت میں ان کی برکتوں سے فائدہ
پہنچائے۔ ت) کہ بعض قطعی قرآن روز قیامت ہر خوف و غم سے محفوظ و سلامت ہیں۔

قال تعالیٰ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ۲
ولا ہم یحزنون ۳
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، (لوگو!) آگاہ ہو جاؤ
یقیناً اللہ تعالیٰ کے دوست (ہر خوف اور غم سے
محفوظ ہوں گے) نہ انہیں کوئی ڈر ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (ت)

تو ان میں بعض سے اگر بقاضائے بشریت بعض حقوق الہیہ میں اپنے منصب و مقام کے لحاظ سے
کہ حسنات الابراہیمات المقربین کوئی تقصیر واقع ہو تو مولیٰ عزوجل اسے وقوع سے پہلے معاف
کر چکا کہ،

قد اعطیتکم من قبل ان تسألونی وقد اجتہمت
من قبل ان تدعونی وقد غفرت لکم
من قبل ان تعصونی ۴

میں نے تمہیں عطا فرما دیا اس سے پہلے کہ تم مجھ سے
کچھ مانگو، اور میں نے تمہاری درخواست قبول
کر لی قبل اس کے کہ تم مجھے پکارو، اور یقیناً
تمہاری نافرمانی کرنے سے پہلے میں نے تمہیں معاف
کر دیا۔ (ت)

یوہیں اگر باہم کسی طرح کی شک و شبہ یا کسی بندہ کے حق میں کچھ کمی ہو جیسے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ

۱۔ مسند امام احمد بن حنبل عن عبدالرحمن بن ابی بکر المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۸/۱

الترغیب والترہیب بحوالہ احمد والبخاری والطبرانی وابی نعیم مصطفیٰ البانی مصر ۶۰۲/۲

۲۔ القرآن الکریم ۶۲/۱۰

۳۔ مفتاح الغیب التفسیر البکر تحت آیت سورۃ القصص وما کنتم بجانب الغربی الم مطبعة البیت المہرۃ ۲۵۷/۲

علیم اجمعین کے مشاجرات کہ،

مستکون لا صاحبانی زلة یغفرها اللہ تعالیٰ لہم
لسابقتہم معی بہ

عنقریب میرے ساتھیوں سے کچھ لغزشیں ہونگی
جنہیں ان کی پیش قدمی کے باعث اللہ تعالیٰ

معاف فرمادیگا۔ (ت)

تو مولیٰ تعالیٰ وہ حقوق اپنے ذمہ کرم پر لے کر اربابِ حقوق کو حکم تجاوز فرمائے گا اور باہم صفائی
کرا کر آئنے سامنے جنت کے عالیشان تختوں پر بٹھائے گا کہ،

و نزعنا ما فی صدورہم من غل
اخوانا علی سرر متقبلین یہ
ان کے سینوں کو کینوں اور کدورتوں سے ہم
پاک صاف کر دیں گے پھر وہ بھائی بھائی ہو کر
ایک دوسرے کے آئنے سامنے تخت نشین ہونگے۔

اسی مبارک قوم کے سرور و سردار حضرات اہل بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جنہیں ارشاد ہوتا ہے،
اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم یہ
جو چاہو کرو کہ میں تمہیں بخش چکا۔

انہیں کے اکابر سادات سے حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے لئے بار بار
فرمایا گیا،

ما علی عثمان ماعمل بعد ہذہ ما علی عثمان
ما عمل بعد ہذہ یہ
آج سے عثمان کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں، آج سے
عثمان کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ کہتا ہے حدیث،
اذا احب اللہ عبداً لم یضرہ ذنب م و ا
الدلیلی فی مسند الفردوس و
جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرنے لگے
تو اسے کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا، محدث دہلوی نے

۱۔ الجامع الصغیر حدیث ۳۲۵۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۱/۱

۲۔ القرآن الکریم ۶۲/۱۰

۳۔ صحیح البخاری کتاب المغازی باب فضل من شہد بدر ا قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۶۴/۲

۴۔ جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب عثمان ابن عفان امین مکتبی دہلی ۲۱۱/۲

۵۔ الفردوس بآثار الخطاب حدیث ۲۴۳۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۷۷/۲

الدر المنثور بحوالہ القشیری وابن نجار تحت آیت ان اللہ یحب الذین انما منشورات مکتبۃ آیۃ العظمیٰ قاری ۲۶۱/۱

الامام القشیری فی رسالته وابن النجار
فی تاریخہ عن انس بن مالک
رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔
اسے مسند الفردوس میں، امام قشیری نے اپنے رسالہ
میں اور ابن نجار نے اپنی تاریخ میں حضرت انس
بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے اسے حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا۔ (ت)

کا عمدہ محل یہی ہے کہ محبوبانِ خدا اول تو گناہ کرتے ہی نہیں

ان المحب لمن یحب مطیع

(بے شک محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا ہے اس کا فرمانبردار مطیع ہوتا ہے)۔
وہذا ما اختارہ سیدنا الوالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اور اسی کو ہمارے والد گرامی (اللہ تعالیٰ
ان سے راضی ہو) نے پسند فرمایا۔ (ت) اور اچانک کوئی تقصیر واقع ہو تو واعظ و زاجر الہی انہیں
متنبہ کرتا اور توفیقِ انابت دیتا ہے پھر الذنب کمین کا ذنب لہٹے (گناہوں سے توبہ کرنے والا
اس آدمی کی طرح ہو جاتا ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔ (ت) اس حدیث کا ٹکڑا ہے وہذا اما مشی
علیہ المناذی فی التیسیر (یہ وہی ہے جس پر علامہ مناوی نے تیسیر میں روش اختیار فرمائی۔ (ت)
اور بالفرض ارادۃ الہیہ دوسرے طور پر بھی شانِ غفور و خفیر و اظہار مکان قبول و محبوبیت پر نافذ ہوا تو
عفو مطلق و ارضائے اہل حق سامنے موجود ضرر و ذنب کچھ اللہ تعالیٰ ہر طرح مفقود، والحمد للہ الکریم الودود،
وہذا ما زدہ بفضل الحمود (سب تعریف اس خدا کے لئے جو بزرگ و برتر، معزز اور بندوں کو دوست
رکھنے والا اور ان کا محبوب ہے۔ یہ وہ ہے جس کا میں نے اللہ تعالیٰ ستودہ صفات کے فضل و کرم سے
اضافہ کیا ہے۔ (ت)

فقیر عنقریب اللہ تعالیٰ لہ کے گمان میں حدیث مذکور ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا منادی مناد من تحت العرش
یا اہل التوحید، الحدیث (عرش کے نیچے سے ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا اے توحید پرستو، الحدیث)
میں اہل توحید سے یہی محبوبانِ خدا مراد ہیں کہ توحیدِ خالص تام کامل ہرگز نہ شرکِ خفی و اخفی سے پاک و منزہ
انہیں کا حصہ ہے بخلاف اہل دنیا جنہیں عبد الدینار عبد الدہم عبد طبع عبد ہوی عبد رغب فرمایا گیا۔

۱۵ الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۲۷۳۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۷۷/۲

۱۶ المعجم الاوسط حدیث ۱۳۵۸ مکتبۃ المعارف الریاض ۲۰۰/۲

وَقَالَ تَعَالَى اٰیٰتٍ مِّنْ اَتَّخَذَ الرَّهْمٰهُ هُوَ ۙ
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : (اے محبوب!) کیا
 آپ نے دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا رکھا ہے؟
 اور بیشک بے حصول معرفت الہی اطاعت ہوا اُسے نفس سے باہر آنا سخت دشوار، یہ بندگان خدا
 نہ صرف عبادت بلکہ طلب و ارادت بلکہ خود اصل ہستی و وجود میں اپنے رب جل مجدہ کی توحید کرتے ہیں لا الہ
 الا اللہ (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ ت) کے معنی عوام کے نزدیک لامعبود الا اللہ (اللہ
 تعالیٰ کے سوا کوئی ایسا نہیں جس کی عبادت کی جائے۔ ت)، خواص کے نزدیک لامقصود الا اللہ
 (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مقصود و مطلوب نہیں۔ ت)، اہل ہدایت کے نزدیک لامشہود الا اللہ
 (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسا نہیں کہ جس کی وحدانیت کی گواہی دی جائے اور جس کی بارگاہ میں مخلوق حاضر
 ہونے والی ہو۔ ت) ان اخص الخواص اور باب نہایت کے نزدیک لاموجود الا اللہ (اللہ تعالیٰ
 کے سوا حقیقتاً کوئی موجود نہیں۔ ت) تو اہل توحید کا سچا نام انھیں کو زیبا، ولہذا ان کے علم کو علم توحید
 کہتے ہیں۔

جعلنا اللہ تعالیٰ من خدامہم و
 تو اب اقدامہم فی الدنیا و الآخرۃ
 اور دنیا و آخرت میں ان کے قدموں کی مٹی بنادے
 وغفرلنا بجاہم عندہ
 اور ان کے اس مرتبہ عالیہ کے طفیل جو ان کا
 انہ اهل التقویٰ و اهل
 اس کی بارگاہ میں ہے ہمیں بخش دے بیشک
 وہی اس لائق ہے کہ اس سے خوف رکھا جائے
 اور وہی بخش دینے کی اہلیت رکھتا ہے۔ اے
 المغفرۃ آمین !
 اللہ! میری دعا قبول و منظور فرما۔ (ت)

امید کرتا ہوں کہ اس حدیث کی یہ تاویل تاویل امام غزالی قدس سرہ العالی سے احسن و اجود،
 وباللہ التوفیق۔

پھر ان سب صورتوں میں بھی جبکہ طرز یہی برقی لگی کہ صاحب حق کو راضی فرمائیں اور معاوضہ
 دے کر اُسی سے بخشوائیں تو وہ کلیہ ہر طرح صادق رہا کہ حق العبد بے معافی عہد معاف نہیں ہوتا۔
 غرض معاملہ نازک ہے اور امر شدید اور عمل تباہ اور اہل بعید اور کرم عظیم اور کرم عظیم اور ایمان

خوف ورجا کے درمیان ۔

و حسبنا الله ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم وصلى الله تعالى على شفيع المذنبين نجاۃ المہانکین مرتبجی البائسین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین والحمد لله رب العالمین واللہ سبحنہ وتعالی اعلم وعلمہ جل مجدۃ اتم واحکم ۔

اور ہمیں اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے، اور گناہوں سے کنارہ کش ہونے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قدرت اس کی توفیق و عنایت کے بغیر کسی میں نہیں، وہ بلند مرتبہ بزرگ و برتر ذات ہے، اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتیں ہوں گناہگاروں کیلئے سفارش کرنے والی ذات پر، تباہ حالوں کے وسیلہ نجات پر اور ناامید ہونے والوں کے مرکز امید پر یعنی ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ان کی سب اولاد اور ساتھیوں پر ۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، اور اللہ تعالیٰ پاک بلند و بالا سب سے بڑا عالم ہے اور اس عظمت والی ذات کا علم نہایت درجہ کامل اور محکم و مضبوط ہے ۔ (ت)

۴۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۰ھ

برسالة

العجب الامداد في مكفرات حقوق العباد

تتمم ہوا

سوگ نوح و عزرع و فرع

مسئلہ ۱۶۹ از محمد گنج ضلع بریلی مرسلہ عبد القادر خاں صاحب رامپوری ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں
(۱) اگر کسی شخص مسلمان کے تین بچے سال سال بھر کے یا دو دو برس یا تین تین کے کٹھائے الہی سے فوت ہو جائیں اور وہ شخص رنج کی حالت میں نماز پڑھ کر خدا کا شکر ادا کرے اور صبر کرے جب اس شخص نے اپنے بچوں کے مرنے پر اللہ کا شکر کیا اور صبر کیا تب اس صبر کی جزا بچوں کے والدین کو قیامت میں کچھ ملے گی یا نہیں؟ بیتوا توجروا۔

(۲) جو شخص بچوں کے مرنے پر چلا کر روتے ہیں اس چلا کے رونے سے میت پر کچھ تکلیف ہوتی ہے یا نہیں؟ بیتوا توجروا۔

(۳) چلا کے رونا جائز ہے یا ناجائز؟ بیتوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

(۱) اللہ عز و جل فرماتا ہے:

انما یوفی الصبرون اجرہم بغیر حساب
یوہیں ہے کہ صبر کرنے والوں کو ان کا اجر پورا پورا
دیا جائے گا بے شمار۔

اور فرماتا ہے :

اولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة و
اولئك هم الممتدون

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ما مسلم يموت له ثلثة لم يبلغوا الخنث الا
ادخله الجنة بفضل رحمته اياهم - رواه
الشيخان والنسائي وابن ماجه عن انس
بن مالك واحمد عن امه وعن عمرو بن
عبسة وعن ابى هريرة وابن جابر عن ابى ذر
والنسائي عن ابى هريرة وعبد الله بن احمد
في تروائد المسند والبولعلي بسند صحيح
والحاكم وصححه عن الحارث بن اقيش
رضي الله تعالى عنهم -

روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے اسے صحیح قرار دے کر حضرت حارث بن اقیش سے روایت کیا ہے ،
اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

ما من مسلم يموت له ثلثة من اولاد لم يبلغوا
الحنث الا تلقوه من ابواب الجنة الثمانية
من ايها شاء دخل - رواه ابن ماجه

ایسے ہی لوگوں پر درودیں ہیں ان کے رب کی طرف
سے اور مہربانی، اور یہی لوگ راہ پانے والے ہیں۔

جس مسلمان کے تین بچے نابالغی میں مر گئے اللہ تعالیٰ
اسے جنت میں داخل فرمائے گا اس رحمت کی برکت
سے جو ان بچوں پر فرمائے گا (امام بخاری، مسلم،
نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالک کے
حوالہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ احمد نے اپنی
والدہ، اور عمرو بن عبد اللہ اور ابو ہریرہ سے روایت
کیا۔ ابن جابر نے حضرت ابو ذر سے اور نسائی نے
حضرت ابو ہریرہ سے اور عبد اللہ بن احمد نے
زوائد المسند میں اور ابو یعلیٰ نے صحیح سند کے ساتھ
روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے اسے صحیح قرار دے کر حضرت حارث بن اقیش سے روایت کیا ہے ،

جس مسلمان کے تین بچے نابالغ مر گئے وہ جنت کے
آٹھوں دروازوں سے اس کا استقبال کریں گے
کہ جس سے چاہے داخل ہو۔ (ابن ماجہ نے اس کو

سہ القرآن الحکیم ۱۵۴/۲

سہ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ما قيل في اولاد المسلمين قديمي كتب خانہ کراچی ۱۸۴/۱

سنن ابن ماجہ ابواب ماجار فی الجنائز باب ماجار فی ثواب من اصيب الخ ايچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۶

سنن النسائي كتاب الجنائز باب ثواب من احتسب الخ نور محمد کارخانہ کراچی ۲۶۴/۱

سہ سنن ابن ماجہ ابواب ماجار فی الجنائز باب ماجار فی ثواب من اصيب الخ ايچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۶

کنز العمال حدیث ۶۵۶۰ موسسة الرسالہ بیروت ۲۸۴/۲

عن عتبة بن عبد السلمي رضي الله تعالى عنه بسند حسن -
سند حسن کے ساتھ عتبہ ابن عبد السلمی رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے روایت کیا ہے۔ (ت)

ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہی حدیث کہ پہلے مذکور ہوئی بیان فرمائی صحابہ نے
عرض کی: یا رسول اللہ او اتشان یا دو، فرمایا: او اتشان یا دو۔ عرض کی: او واحد یا ایک، فرمایا:
او واحد یا ایک۔ پھر فرمایا:

والذي نفسي بيده ان السقط للجرامه
يسرره الى الجنة اذا احتسبته - رواه
الامام احمد بسند صالح والطبراني
عن معاذ رضي الله تعالى
عنه -

قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے
کہ کچا بچہ جو گر جاتا ہے اگر ثواب الہی کی امید میں
اس کی ماں صبر کرے تو وہ اپنے نال سے اپنی ماں
کو جنت میں کھینچ لے جائے گا۔ (اس کو امام احمد
نے سند صالح کے ساتھ اور امام طبرانی نے حضرت
معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت
کیا ہے۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؛
اذا مات ولد العبد قال الله لملائكته
قبضتم ولد عبدی، فيقولون
نعم فيقول قبضتم ثمرة
فواده، فيقولون نعم، فيقول
ماذا قال عبدی، فيقولون
حمداً واسترجع، فيقول
ابنوا العبدی بيتاً في الجنة
وسمّوه بيت الحمد - رواه
احمد والترمذی وحسنه

جب مسلمان کا بچہ مرتا ہے اللہ عز و جل فرشتوں سے
فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی روح
قبض کر لی۔ عرض کرتے ہیں: ہاں۔ فرماتا ہے:
تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا۔ عرض کرتے ہیں:
ہاں۔ فرماتا ہے: پھر میرے بندے نے کیا کہا۔ عرض
کرتے ہیں: تیرا شکر ادا کیا اور اتنا اللہ و اتنا الیہ
سراجعون کہا۔ فرماتا ہے: میرے بندے کے لئے
جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام "حمد کامنہ"
رکھو۔ (امام احمد نے اسے روایت کیا ہے اور

وابن جبان فی صحیح التقاسیم والانواع
عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ
عنه - واللہ تعالیٰ اعلم۔
امام ترمذی نے اس کی تحسین فرمائی اور محدث ابن جبان
نے "صحیح التقاسیم والانواع" میں حضرت
ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو
روایت کیا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) چلا کے رونے سے مردے کو ضرور تکلیف ہوتی ہے۔ اہلسنت کے مذہب میں موت سے
روح نہیں مرقی، نہ اس کا علم و سمع و بصر زائل ہوتا ہے بلکہ ترقی پاتا ہے، جنازہ رکھا ہوتا ہے لوگ
جو کچھ کہتے کرتے ہیں مردہ سب سُنتا دیکھتا ہے۔ یہ سب امور احادیث کثیرہ سے ثابت ہیں کما بیستہ
فی "حیاء الموات فی بیان سماع الاموات" (جیسا کہ ہم نے اس مسئلہ کو "حیات الموات فی بیان
سماع الاموات" میں بیان کیا ہے۔ ت) چلا کے رونے سے زندے پریشان ہو جاتے ہیں ایذا پاتے
ہیں نہ کہ مردہ جس پر ابھی ایسی سخت تکلیف چلانے کی گزر چکی ہے اس کی پریشانی اس کی ایذا بیان سے
باہر ہے۔ پھر وہ تودار حق میں گیا اب اُسے ہر مصیبت رنج دیتی اور ہر حسد سرور بخشی ہے یہ امر اس کے لئے
صد گونہ ایذا کا باعث ہوتا ہے، کچھ ہو یا جان اس میں سب یکساں ہیں۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لا تؤذوا امواتکم بعویل - رواہ ابن مندہ
والدیلمی عن ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا۔
چلا کر رونے سے اپنے مردوں کو ایذا نہ دو (محدث
ابن مندہ اور دیلمی نے ام المومنین سیدہ ام سلمہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کو روایت کیا ہے۔ ت)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جنازے میں کچھ غورتیں دیکھیں فرمایا:
ارجعن ما نزلت غیر ما جورات النکت
لتفتن الاحیاء وتؤذین الاموات۔ رواہ
سعید بن منصور فی سننہ۔
پلٹ جاؤ وہاں سے بھری ثواب سے بری، تم
زندوں کو فتنوں میں ڈالتی اور مردوں کو ایذا دیتی ہو
(سعید بن منصور نے اس کو اپنی سنن میں روایت
کیا ہے۔ ت)

امام بکر بن عبداللہ مزی فی تابعی فرماتے ہیں:

مجھے حدیث پہنچی کہ جو مرتا ہے اس کی روح ملک الموت کے ہاتھ میں ہوتی ہے لوگ اسے غسل و کفن دیتے ہیں اور وہ دیکھتا ہے بڑ پچھ اُس کے گھر والے کرتے ہیں اُن سے بات نہیں کرتا کہ انھیں شور و فریاد سے منع کرے (امام ابو بکر بن ابی الدینا نے اسکو روایت کیا۔ ت)

انه مات ميت يموت الا و روحه في يد ملك الموت فهم يغسلونه و يكفنونه و هو يرى ما يصنع اهله فلم يقدر على الكلام لئلا يهجم عن الرنة و العويل - رواه الامام ابو بكر بن ابی الدینا -

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، ماں باپ پر اُن کی موت کے بعد آدمی کے اعمال پیش ہوتے ہیں، نیکیوں پر شاد ہوتے ہیں اور اُن کے مُنہ اور زیادہ چمکنے لگتے ہیں فاتقوا اللہ ولا تؤذوا امواتکم تو اللہ سے ڈرو اپنے مردوں کو اپنے گناہوں سے ایذا نہ دو۔ رواہ الامام الترمذی الحکیم عن والد عبد العزیز (امام حکیم ترمذی نے عبد العزیز کے والد سے اسکو روایت کیا ہے۔ ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

بیشک مُردے پر جو اس کے گھر والے روتے ہیں اس سے اسے عذاب و الم ہوتا ہے (اسکو بخاری و مسلم نے عمرو بن عسمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

ان الميت ليعذب ببكاء اهله عليه - رواه الشيخين عن عمرو وعمر رضي الله تعالى عنهما -

علماء فرماتے ہیں :

(حدیث مذکور میں) عذاب سے وہ احساس دُکھ مراد ہے جو میت کو حاصل ہوتا ہے جو انھیں روتے پٹتے سنتی ہے کیونکہ اس رویہ سے وہ درد و الم محسوس کرتی ہے، چنانچہ ملا علی قاری نے

المراد بالعذاب هو الالم الذي يحصل للميت اذ سمعهم يبكون او بلغه ذلك فانه يحصل له تألم بذلك نقله ملا علی القاری

شرح الصدور بحوالہ ابن ابی الدینا باب معرفة الميت من یفصله الخ خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص ۱۹۹
الجامع الصغیر بحوالہ الحکیم عن والد عبد العزیز حدیث ۳۳۱۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹
جامع الترمذی ابواب الجنائز باب ما جاء فی کراهية البکاء امین کمپنی دہلی ۱۱۹/۱

مرقات شرح مشکوٰۃ میں سید میرک شاہ محدث
بخاری کے حوالے سے اسے نقل فرمایا اس نے امام
شمس الدین محمد بن محمد بن محمد جزری سے نقل کیا
انہوں نے تصحیح المصابیح میں ذکر فرمایا اللہ تعالیٰ
سب کچھ بہتر جانتا ہے مگر میرے نزدیک حدیث
مذکور میں عذاب سے درد و کرب مراد ہے الخ میں
کہتا ہوں اس پر مطلع ہونے سے پہلے میرے دل
میں بھی یہی بات کھٹکتی تھی یہاں تک کہ میں نے
ان دونوں بزرگوں کے کلام میں اسے دیکھ لیا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے تمام خوبیاں، محاسن، محامد
میں۔ اور اللہ تعالیٰ پاک اور برتر بڑا عالم ہے۔ (ت)
(۳) میت پر چلا کر رونا جزع فرغ کرنا حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں،

لوگوں میں دو یا تین گھر ہیں کسی کے نسب پر طعن کرنا
اور میت پر نوحہ۔ (امام مسلم نے اس کو حفص ابو ہریرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ابن حبان
اور حاکم نے بھی اس کو روایت کیا ہے مگر حاکم نے
یہ اضافہ کیا "اور گریبان پھاڑنا"۔ (ت)

دو آوازوں پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے،
نعت کے وقت باجا اور مصیبت کے وقت چلانا
(محدث بزار نے اس کو صحیح سند کے ساتھ

فی السراۃ عن السید الشاہ میرک المحدث
عن الامام شمس الدین محمد بن محمد
بن محمد الجزری انه قال فی تصحیح
المصابیح عندی واللہ اعلم لکن المراد
بالعذاب الخ قلت وقد تخالغ صدری
قبل ان اطلع علیہ حتی رأیتہ
فیہما واللہ الحمد، واللہ سیخنہ و
تعالیٰ اعلم۔

ان دونوں بزرگوں کے کلام میں اسے دیکھ لیا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے تمام خوبیاں، محاسن، محامد
میں۔ اور اللہ تعالیٰ پاک اور برتر بڑا عالم ہے۔ (ت)
(۳) میت پر چلا کر رونا جزع فرغ کرنا حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں،

اثنان فی الناس هما بمنہم کفر فی
النسب والنیاۃ۔ رواہ مسلم عن
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و
رواہ ابن حبان والمحاکم و مراد اشق
الجیب۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:
صوتان ملعونان فی الدنیا
والآخرة مزمرا عند نعۃ و مرثۃ
عند المصیبة۔ رواہ البزار عن انس

۱۔ مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الجنائز باب البکاء علی المیت مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲/۲۲۲
۲۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اطلاق اسم الکفر علی الطعن فی النسب قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۸/۱
۳۔ کشف الاستار عن زوائد البزار کتاب الجنائز باب ماجاء فی النوح مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/۳۴۴

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت
کیا ہے۔ (ت)

چلا کر رونے والی جب اپنی موت سے قبل توبہ نہ کرے
تو قیامت کے دن کھڑی کی جائے گی یوں کہ اس کے
بدن پر گندھک کا کرتا ہوگا اور کھجلی کا دوپٹہ۔
(امام مسلم نے اسے ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ (ت)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ یسند صحیح۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:
النَّاحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا
تَقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ
مِنْ قَطْرَاتٍ وَدِرَاعٌ مِنْ جَرَبٍ
سَوَاهُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ۔

اور ایک روایت میں ہے:

اللہ تعالیٰ اسے گندھک کے کپڑے پہنائے گا
اور اوپر سے دوزخ کی لپٹ کا دوپٹہ اڑھائیگا۔
(ابن ماجہ نے اسکو ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

قَطَعَ اللَّهُ ثِيَابًا مِنْ قَطْرَاتٍ وَدِرَاعًا
مِنْ لَهَبِ النَّارِ۔ سَوَاهُ ابْنِ مَاجَةَ عَنْهُ۔

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یہ نوحہ کرنے والیاں قیامت کے دن جہنم میں
دو صفیں کی جائیں گی دوزخیوں کے دائیں بائیں
وہاں ایسے بھونکیں گی جیسے گتیاں بھونکتی ہیں۔
(امام طبرانی نے اس کو "الاوسط" میں حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت
کیا ہے۔ (ت)

أَنَّ هَؤُلَاءِ النَّوَائِمِ يَجْعَلْنَ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ صَفِيَّتٍ فِي جَهَنَّمَ صَفٍ عَنْ
يَمِينِهِمْ وَصَفٍ عَنْ يَسَارِهِمْ فَيَنْبَحْنَ
عَلَى أَهْلِ النَّارِ كَمَا تَبْحُ الْكَلَابُ۔ سَوَاهُ
الطَّبْرَانِيِّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

۱۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی الوعد للنائحۃ الخ قیدی کتب خانہ کراچی ۳۰۳/۱

۲۔ سنن ابن ماجہ الباب ماجہ فی الجنائز، باب فی النہی عن النیاحۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۴

۳۔ المعجم الاوسط للطبرانی حدیث ۵۲۲۵ مکتبۃ المعارف ریاض ۱۱۰/۶

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا برئ من خلق و سلق و خرق - رواہ
الشیخان عن ابی موسیٰ الاشعری رحمہ
اللہ تعالیٰ۔
میں بیزار ہوں اس سے جو بھدرا کرے اور چلا کر
روئے اور گریبان چاک کرے (بخاری و مسلم
نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ
سے اسے روایت کیا۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :
الاسمعون ان اللہ لا یعذب بدمع العين
ولا يحزن القلب ولكن يعذب بهذا
واشار الى لسانه او يرحم و ان
الميت يعذب ببكاء اهله عليه۔
سرویاہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما۔

ارے سُنئے نہیں ہو بیشک اللہ نہ آنسوؤں سے
روتے پر عذاب کرے نہ دل کے غم پر (اور زبان
کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) ہاں اس پر عذاب
ہے۔ یا رحم فرمائے اور بیشک مُردے پر عذاب
ہوتا ہے اس کے گھر والوں کے اس پر فوج کرنے
سے۔ (اس کو بخاری و مسلم نے حضرت عبد اللہ
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کر لیا ہے۔ ت)

عالمگیری میں جامع المضمرات سے ہے :
النوح العالي لا يجوز والبكاء مع سراقۃ القلب
لاباس یہ سہ

بلند آواز سے رونا اور بہن کرنا (اسلام میں)
جائز نہیں لیکن بغیر آواز کے رونا اور آنسو
بہانا مفعول نہیں۔ (ت)

در مختار میں ہے :

لا تصح الاجارة لأجل المعاصي مثل
الغناء والنوح والملاهي۔
گناہوں پر اجارہ (مزدوری کرنا) درست نہیں،
گانا بجانا رونا پیٹنا یہ افعال گناہ ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۶۰/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	۱۶۰/۱	صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحريم ضرب الخدود
۱۶۲/۱	" "	۱۶۲/۱	صحیح بخاری کتاب الجنائز باب البكاء عند المرض
۱۶۴/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	۱۶۴/۱	فتاویٰ ہندیہ کتاب الصلوۃ الفصل السادس
۱۶۹/۲	مطبع مجتبائی دہلی	۱۶۹/۲	در مختار کتاب الاجارہ فاسدہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اس حدیث کا ترجمہ کیا ہے اور اس سے میت پر نوحہ کرنے کا جواز بعض غیر مقلد نکالتے ہیں، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

عن انس قال لما ثقل النبي صلى الله تعالى عليه وسلم جعل يتغشاه فقالت فاطمة واکرب اياه فقال لها ليس على ابيك كرب بعد اليوم فلما مات قالت يا ابتاه اجاب سر بادعاه يا ابتاه من جنة الفردوس ماواه يا ابتاه الى جبرئيل نتعاه فلما دفن قالت فاطمة يا انس اطابت انفسكم ان تحثوا على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم التراب - رواه البخاري - [ترجمہ جواب میں مرحومہ]

الجواب

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرض سے گرا فی ہوئی، بے چینی نے غلبہ کیا، حضرت بتول زہرانے کہا اے میرے باپ کی بے چینی۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے بعد تیرے باپ پر کبھی کسی قسم کی بے چینی نہیں، جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا حضرت بتول زہرانے کہا اے باپ میرے اللہ کے بلانے پر تشریف لے گئے اے باپ میرے وہ کہ فردوس کے باغ میں جن کا ٹھکانا، اے باپ میرے ہم ان کے انتقال کی مصیبت جبریل سے بیان کرتے ہیں جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دفن کر چکے حضرت بتول زہرا نے فرمایا اے انس! تمہارے دلوں نے کیونکر گوارا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو خاک میں نہال کر دو۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی۔

حضرت بتول زہرانے یہ کلمات نہ صیحہ و فریاد کے ساتھ کہے نہ ان میں کوئی غلطی یا بے تحقیق وصف بیان فرمایا نہ کوئی کلمہ شکایت رب العزۃ و ناراضی قصائے الہی پر دال تھا، لہذا اس میں کوئی وجہ ممانعت نہیں۔ زرقانی میں ہے،

فقال لها لا كرب على ابيك بعد اليوم
وهذا يدل على انها لم ترفع
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی
سے فرمایا آج کے بعد تیرے والد گرامی کو گھبراہٹ

مثنوی شریف میں حضرت مجنوں رحمہ اللہ تعالیٰ کی حکایت تحریر فرمائی کہ کسی نے اُن کو دیکھا کمال محبت کے طور پر ایک کتے کے بوسے لے رہے ہیں، اعتراض کیا کہ کتا نجس ہے چنیں ہے چناں ہے۔ فرمایا تو نہیں جانتا

کاین طلسم بستہ مولیٰ ست ایں پاسبان کو چہ لیلیٰ ست ایں

(جیسے یہ اللہ کی بنائی ہوئی تصویر ہے، یہ (کتا) لیلیٰ کی گلی کا چوکیدار ہے۔ ت)

یہ کتا لیلیٰ کی گلی کا ہے مجاہد صادق کا جب دُنیا کے محبوبوں کے ساتھ یہ حال ہے جن میں ایک خُسن فانی کا کمال سہی ہزاروں عیب و نقص بھی ہوتے ہیں تو کیا کہنا ہے ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنہیں تمام اوصاف حمیدہ میں اعلیٰ کمال اور جن کا ہر کمال ابدی اور لازوال اور جو ہر عیب و نقص سے منزہ و بے مثال، اُن کا ہر علاقہ والائستی کے سر کا تاج ہے صحابہ ہوں خواہ ازواج خواہ اہلبیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ پھر کیا کہنا ہے اُن کا جو حضور کے جگر پارے اور عرش کی آنکھ کے تارے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

حسین متی وانا من حسین، احب اللہ صحت حسین میرا اور میں حسین کا، اللہ دوست رکھے
احب حسینا حسین سبط من الاسباط۔ اے جو حسین کو دوست رکھے، حسین ایک
نسل نبوت کی اصل ہے۔

یہ حدیث کس قدر محبت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے، ایک بار نام لے کر تین بار ضعیف کافی تھی مگر نہیں ہر بار لذت محبت کے لئے نام ہی کا اعادہ فرمایا، کما قالوا فی قول القائل

تالله یا ظبیات القاع قلن لنا الیلای متکن امر لیلیٰ من البشر

(خدا کی قسم اے ہموار زمین کے ہرنوں! ہمیں یہ بتادو کیا لیلیٰ تم میں سے ہے یا انسانوں میں سے ہے۔ ت)

کون سا سنی ہوگا جسے واقعہ بانگہ کربلا کا غم نہیں یا اُس کی یاد سے اُس کا دل محزون اور آنکھ پریم نہیں ہاں مصائب میں ہم کو صبر کا حکم فرمایا ہے، جزع فزع کو شریعت منع فرماتی ہے، اور جسے واقعی دل میں غم نہ ہو اُسے جھوٹا اظہار غم ریاء ہے اور قصداً غم آوری و غم پروری خلاف رضا ہے جسے اس کا غم نہ ہو ایسے بغیم نہ رہنا چاہئے

۱۔ مثنوی معنوی قصہ نواختن مجنوں آن سگ الخ نورانی مکتب خانہ پشاور دفتر سوم ص ۱
۲۔ جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب ابی محمد الحسن الخ امین کمپنی دہلی ۲۱۹/۲

بلکہ اس غم نہ ہونے کا غم چاہئے کہ اس کی محبت ناقص ہے اور جس کی محبت ناقص اس کا ایمان ناقص۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ جناب انتظام علی خاں چھتہ شیخ منگلو زیر جامع مسجد دہلی ۱۸ جمادی الآخرہ
ہر میلاد شریف میں شہادت کا بیان اور نوحہ اشعاروں کے پڑھتے ہی میلاد خواں خود روتے ہیں اور
دوسروں کو بھی رلاتے ہیں۔ مثال کہ زینب، کلثوم، صغریٰ وغیرہ وغیرہ اس طرح سے پڑھتی تھیں اور روتی تھیں
جائز ہے یا نہیں؟ یعنی اس طرح سے پڑھنا۔

الجواب

نوحہ ماتم حرام ہے بیان شہادت حسین ناجائز طور پر جاہلوں میں رائج ہے خود ہی ممنوع اور مجلس
میلاد مبارک میں کہ مجلس سرور عالم کے ساتھ اس کا ملانا اور حماقت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلیفہ مرسلین مسائل ذیل میں:

- (۱) بعض سنت جماعت عشرہ۔ محرم الحرام کو نہ تو دن بھر روتی پکاتے ہیں اور نہ بھاڑ دیتے ہیں کہتے
ہیں کہ بعد دفن تعزیر روتی پکاتی جائے گی۔
- (۲) ان دنوں دن میں کپڑے نہیں اتارتے ہیں۔
- (۳) ماہ محرم میں بیاہ شادی نہیں کرتے ہیں۔
- (۴) ان ایام میں سوائے امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے ہیں
آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے، اور چوتھی بات جہالت ہے ہر مہینہ ہر تاریخ میں ہر ولی
کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تعزیر اور اس سے متعلقہ بدعات

مسئلہ ۱۷۹ از بسوی ضلع بدایوں مرسلہ خلیل احمد صاحب ۹ شوال ۱۳۱۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیر کا بنانا اور دیکھنا اُن پر دل سے معتقد ہونا
اہل سنت و جماعت کو چاہئے یا نہیں؟ اور جو ایسا کرے اس پر بموجب شرع کیا حکم صادر ہوگا؟ میتنوا
توجہ روا (بیان فرمائیے اجر پائیے - ت)

الجواب

تعزیر رائجہ مجمع بدعات شنیعہ سیئہ ہے اس کا بنانا دیکھنا جائز نہیں، اور تعظیم و عقیدت سخت
حرام و اشد بدعت، اللہ سبحانہ و تعالیٰ مسلمان بھائیوں کو راہ حق کی ہدایت فرمائے، آمین! واللہ
سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۰ از عینے نگر ضلع کھیری ملک اودھ مرسلہ سید مظہر حسن صاحب ۱۵ صفر ۱۳۲۰ھ
جناب مولوی صاحب! ہم لوگ ساکنان عینے نگر ضلع کھیری و ڈاک خانہ خاص عینے نگر کے ہیں اور جٹا
کا نام سنا ہے کہ بریلی میں جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب محلہ سوداگران میں بہت بڑے مولوی ہیں اور
بہت اچھا حکم شریعت کا دیتے ہیں، ہمارے یہاں تھوڑے دنوں سے ایک شخص نے وہی بات مچائی
ہے کہ محمدی جھنڈا امت کھڑا کرو اور تعزیر میت بناؤ اور تعزیر پر جو مٹھائی چڑھاتے ہیں اُسے کھانے کو منع
کرتا ہے اور خدائی رات میں ڈھول بجانے کو منع کرتا ہے اور مولود شریف رنڈی اور بھانڈی کے یہاں

پڑھنے کو نہیں جاتا کہتا ہے مزدوری کر کے لاؤ شیرینی تو پڑھ دوں گا یا شیرینی مت لاؤ میں تمہارے یہاں ویسے ہی پڑھ دوں گا تو مولوی صاحب ہم کو شیرینی بغیر ثواب کیوں کریں اور ہم تعزیر وغیرہ بنانا چھوڑ دیں تو یہاں مسلمان کا نام بھی نہ رہے گا اب ایک مولوی صاحب آئے ہیں وہ مولود شریف اور گیارھویں کو بھی منع کرتے ہیں تو مولوی صاحب اور احمد کا جھگڑا خوب ہوا اور جھگڑا ہو کر یہ بات ٹھہری کہ وہ دو دین تین آدمی مل کر غزلیں سر ہلا کر نہ پڑھا کریں اور قصہ ہرنی کا نہ پڑھیں صحیح کتاب کی روایات پڑھا کریں اور کھڑے نہ ہوں جب سے احمد ویسے ہی کھڑا ہو کر مولود شریف پڑھتا ہے اور مولوی صاحب بھی ویسے ہی کھڑے رہتے ہیں اور جوڑ کے خمسہ پڑھتے اُن کے پڑھنے کو کہتے ہیں اور جو غزل خود پڑھتے ہیں۔

اب یہ بات ٹھہری ہے کہ جس بات کو تحریر مذکورہ بالا میں اچھا لکھ دینگے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلی کے وہ ہم سب مل کر کرینگے اور کسی بات کا جھگڑا نہیں ہے جو باتیں اس کاغذ میں اوپر درج ہیں ان میں سے جو جو بات بہتر اور ثواب زیادہ جس کے کہنے میں ہو وہ تحریر کر دیجئے گا اور گیارھویں کی بابت یہ فیصلہ ہو گیا ہے چاہے جس تاریخ میں فاتحہ کرو اور اس کا ثواب نذر اللہ کر کے حضرت بڑے پیر صاحب کی روح کو ایصالِ ثواب کریں، یہ مدت خیال کرو کہ اگر گیارھویں کو نہ کریں گے تو ہم کو کچھ نقصان ہوگا جس کا دل چاہے گیارھویں کرے جس کا دل چاہے دسویں نویں کرے ہر وقت ثواب ہے۔

اب ایک بات کو اور منع کرتے ہیں کہ غازی میاں سید سالار کے بیاہ میں مت جاؤ بہرائچ، اب ہمارے کچھ لوگ وہاں کو بھی نہیں جانا چاہتے ہیں یہاں تک کہ ان کے نشان کو بھی منع کرتے ہیں اور ہماری آپس میں شادی ہے آپ کے جواب آنے کے بعد شادی میں شریک ہوں گے، صاف صاف جواب لکھ دیجئے گا، بہت ثواب کے مرتکب ہوں گے، جواب کے واسطے ارسال خدمت منسلک ہے۔

الجواب

جھنڈا ایک توجہ دکان ہوتا ہے وہ لشکرِ سلطانِ اسلام کے ساتھ خاص ہے یہاں اس کا اصل محل نہیں کہ یہاں نہ سلطانِ اسلام نہ لشکرِ اسلام تو اُس جھنڈے کا کیا کام۔ اور اگر کسی اور غرض سے کوئی جھنڈا بنایا جاتا ہو تو اس کا معلوم ہونا چاہئے، اگر غرض محودہ اور اُس میں شہرت اور علامت کی حاجت ہے تو حرج نہیں وقد حققنا فی فتاوانا (اس کی تحقیق ہم نے اپنے فتاویٰ میں کر دی ہے) اور اگر غرض مذموم یا عبث و فضول ہے تو منع کرنا ٹھیک ہے تعزیر ممنوع ہے شرع میں کچھ اصل نہیں اور جو کچھ بدعات اُن کے ساتھ کی جاتی ہیں سخت ناجائز ہیں وفصلت بعضها فی الفتاویٰ (بیشک میں نے فتاویٰ میں بعض مسائل کی تفصیل بیان کر دی ہے۔ ت) مسلمان اتباع احکامِ شرع سے ہوتے ہیں

نہ امور ناجائزہ سے تعزیہ پر جو مٹھائی چڑھائی جاتی ہے اگرچہ حرام نہیں ہو جاتی مگر اس کے کھانے میں جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز شرعی کی وقعت بڑھانے اور اس کے ترک میں اس سے نفرت دلانی ہے لہذا نہ کھائی جائے۔ ڈھول بجانا حرام ہے اور جس رات کا نام خدائی رات رکھا ان میں بجائے عبادت گناہ معصیت کرنا گویا گناہ کو معاذ اللہ عبادت ٹھہرانا ہے اور یہ اور زیادہ حرام ہے۔ رنڈیوں، ڈوئیوں بھانڈوں کے یہاں جو مجلس میلاد شریف اُن کے حرام مال سے کی جائے ان میں شرکت ہرگز نہ کی جائے،

فان الله طيب لا يقبل الا الطيب ۛ
بلاشبہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چسپ نہ ہی قبول فرماتا ہے (ت)

بلکہ رنڈیوں ڈوئیوں کے یہاں کسی طرح جاننا چاہئے اگرچہ وہ حلال مزدوری کے مال سے مجلس کریں کہ ان کے یہاں جانے میں تہمت ہے اور تہمت سے بچنے کا حکم ہے۔ حدیث میں ہے،
من كانت يومئذ بالله واليوم الآخر
فلا يقفن مواقف التهم ۛ
جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ تہمت کی جگہ کھڑا نہ ہو۔

یہ سمجھنا محض غلط ہے کہ بغیر شیرینی کے ثواب نہ ہوگا، کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا ذکر اقدس ویسے ہی موجب ثواب نہیں! ہاں شیرینی میں زیادہ ثواب ہے کہ ذکر شریف کے ساتھ صدقہ فقراء و یدیہ اچھا بھی شامل ہو گیا قربت بدنی کے ساتھ قربت مالی بھی ہو گئی۔ مجلس میلاد شریف اعلیٰ مستحب و مندوب و بہتر و خوب ہے اور ان میں قیام بھی تحسن و مرغوب ہے اور گیارہویں شریف بھی حسن و محبوب ہے اور گیارہویں تاریخ کی تخصیص میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں، ہاں یہ سمجھنا غلط ہے کہ خاص گیارہویں ہی کو ثواب ملے گا اور دن نہ ملے گا۔ چند آدمیوں کا بل کر خوش الحانی سے پڑھنا بھی جائز ہے جبکہ شعر شرعاً اچھے ہوں اور راگنی کا قصہ نہ کریں مگر امر دلزادوں کو ان میں شریک نہ کیا جائے کہ ان میں فتنہ ہے۔ یہ سب مسائل بار بار ذکر ہو گئے ہیں۔ ہر فی کا قصہ جس قدر حدیث میں آیا ہے ضرور مقبول و معتبر ہے اور اس کا پڑھنا اور سُنانا سب ثواب ہے ہاں اپنی طرف سے کچھ پڑھا دیا ہو تو غلط ہے اُسے نکال دینا ضرور ہے۔ حدیث میں یہ قصہ یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جھگڑ میں تشریف رکھتے تھے کہ کسی کے پکارنے کی آواز آئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کسی کو نہ پایا پھر نظر

فرمائی تو ایک ہر فی بندھی ہوئی پائی اور اس نے عرض کی : اذن متی یا رسول اللہ یا رسول اللہ ! حضور میرے پاس تشریف لائیں۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر فی کے قریب تشریف لے گئے، فرمایا : تیری کیا حاجت ہے ؛ اُس نے عرض کی :

ان لی خشفین فی ذلک الجبل فحلتی حتی اذهب فارضیعہما ثم اسرجع الیک - اسی پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں حضور مجھے کھول دیں کہ میں جا کر انھیں دودھ پلاؤں پھر حضور کے پاس حاضر ہو جاؤں گی۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : تو اپنا سچا کرے گی ؛ ہر فی نے عرض کی : عذبنی اللہ عذاب العشار ان لم افعل۔ میں ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ پر ان لوگوں کا عذاب کرے جو ظلماً لوگوں سے مال تحصیل کرتے تھے۔

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے کھول دیا ، وہ گئی ، بچوں کو دودھ پلا کر واپس آئی ، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پھر باندھ دیا ، وہ باندھن میں جس نے یہ ہر فی باندھی تھی ہوشیار ہوا اور عرض کی : یا رسول اللہ ! حضور کا کوئی کام ہے کہ میں بچاؤں۔ فرمایا : ہاں یہ کہ تو اس ہر فی کو چھوڑ دے۔ اس نے چھوڑ دی۔ وہ ہر فی دوڑتی ہوئی یہ کہتی ہوئی چلی گئی کہ :

اشھدان لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہ۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور یہ کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ غازی میاں کا بیانہ کوئی چیز نہیں محض جاہلانہ رسم ہے نہ ان کے نشان کی کوئی اصل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶ محرم ۱۳۳۰ھ

علم تعزیر کو بنانا ، ڈھول تاشہ یا کسی انگریزی باجے کے ساتھ ہندو کہار بیلداروں سے اٹھوانا اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اسم مقدس کو بتشدید کہنا اور زور زور سے دونوں ہاتھ سے سینہ پیٹنا اور تعزیر کو بازاروں میں لئے پھرنے ، ہندو مسلمانوں کو بطور تاشہ کے دکھانا اور دسٹل محرم کو ایک میلہ لگانا اور امام بارگاہ میں تعزیر رکھ کر تاشہ ریوڑی ہندو مسلمانوں سے پڑھوانا اور امام بارگاہ پر نوبت رکھوانا اور اس میں روشنی کرنا اور خوب مرصع کرنا اور دسٹل محرم کو ہندو کہاروں یا

بلیداروں سے گڑھا کھدوا کر اس میں تعزیر دفن کر دینا اور تخت کو واپس لانا اور عوام الناس کی یہ مرادیں مانگنا اور اُن کا فقیر بنانا، گھر گھر سے مانگ کر نیا زولوانا اور رنگین ہرے ہرے کپڑے نئے نئے پہننا، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی مر جاتا ہے ایسی حالت میں یہ مراد مانگنا کہ یا حضرت امام حسین! آپ کی دُعا سے اگر ہمارا بچہ زندہ رہا تو ہم دس برس تک آپ کے نام کے بچے کو فقیر یا بہشتی یا پیک بنادینگے، اور بعد دس برس کے برادری محتاج یا مساکین کو نہایت خوشی اور جلوس کے ساتھ کھانا کھلا کر فقیری کو ختم کرائیں گے اور جابجا مرثیہ جا کر پڑھنا دھنیا بنا کر برادری میں بطور حصہ یا عیدی کی طرح بٹوں میں رکھ کر بچوں کے لئے بھیجنا اور کچھ اچکا کر برادری میں تقسیم کرنا اور خود کھانا محتاجوں کو کھلانا اور یہ کہاں سے ثابت ہوا ہے اور روٹیاں بچو اگر اس طرح لنگر لٹانا کہ ہاتھ میں گرے یا جہاں کہیں اس فعل کا کرنے والا کون ہے اور یہ افعال کس کے ہیں اور مومن کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے واقعہ میں ان دس ایام میں کیا کرنا چاہئے۔ بیتوا توجسروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

مسلمانوں کو ان ایام میں صدقات و خیرات و مہارث و حسنات کی کثرت چاہئے خصوصاً روزے خصوصاً روز عاشور کا کہ سال بھر کے روزوں کا ثواب اور ایک سال گزشتہ کے گناہوں کی معافی ہے کما ثبت فی الحدیث الصحیح (جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ ت) اور بہتر یہ ہے کہ نویں دسویں دونوں کا روزہ رکھے،

بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لئن بقیت الی قابل لا صومن التاسع
اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میں آئندہ سال میں زندہ رہا تو ضرور میں نو تاریخ کا بھی روزہ رکھوں گا (ت)

حضرت شہزادہ گلگوں قبا امام حسین شہید کربلا و دیگر شہدائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام پاک پر جس قدر ہو سکے تصدق و ایصال ثواب کریں بلکہ ان روزوں وغیرہ تمام حسنات کا ثواب اُسی جناب گردوں قباب کی نذر کریں گرمیوں میں اُن کے نام پر شربت پلائیں جاڑے میں چائے پلائیں اور نیک نیت پاک مال سے شربت چائے کھانے کو جتنا چاہیں لذیذ و بیش قیمت کریں سب خیر ہے کچھ پلاؤ فرنی جو چاہیں اور بے دقت میسر ہو برادری میں یا نٹلیں محتاجوں کو کھلائیں اپنے گھر والوں کو کھلائیں

نیک نیت سے، سب ثواب ہے۔

کما ثبت فی الاحادیث الصحاح حتی قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما اطعمت نفسك فهو لك صدقة لہ

جیسا کہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے، یہاں تک کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو کچھ تو اپنے آپ کو کھلائے وہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔ (ت)

رہا یہ کہ کچھ اکھاں سے ثابت ہوا، جہاں سے شادی کا پلاؤ دعوت کا زردہ ثابت ہوا۔ یہ تخصیصات عرفیہ ہیں نہ شرعیہ، ہاں جو اسے شرعاً ضروری جانے وہ باطل پر ہے۔ روٹیاں پکا کر تقسیم کرنا بھی خیر ہے مگر پھینکنا منع ہے اور اُن کا پاؤں کے نیچے آنا یا ناپاک جگہ گرنا سخت شدید مواخذہ کا موجب، ایک تو روٹی کی بھرتی جس کی تعظیم کا حدیث میں حکم فرمایا، دوسرے نیاز کی چیز کی بے توقیری نیاز کی چیز معظّم ہوتی ہے کما دلّ علیہ حدیث نفیس فی بہجۃ الاسرار (جیسا کہ اس پر ایک عمدہ حدیث دلالت کرتی ہے جو بہجۃ الاسرار میں مذکور ہے۔ ت) بے ادب و بایوں کا کہنا کہ اس میں تو صدقہ کے سبب سے اور خجاست آگئی، اُن کی قلبی خجاست ہے کہ محبوبانِ خدا کے نام سے انھیں عداوت ہے جیسی بننا اگر بدعات سے خالی ہو اور بدعات سے خالی ہو اور محض نام و نقل نہ ہو بلکہ کام اور فعل ہو یعنی پانی بھر بھر کر مسلمانوں کو پلائیں وضو کرائیں تو ضرور اچھا کام اور باعث اجر ہے اور اس کا ثواب بھی نذر شہدائے کرام ہو سکتا ہے اور پیک بننا زری نقالی اور بہودہ بے معنی ہے اور گھنٹے لٹکانا حدیث میں منع فرمایا، یوہیں فقیر بن کر بلا ضرورت و مجبوری بھیک مانگنا حرام، کما نطق بہ احادیث مستفیضۃ (جیسا کہ بہت سی مشہور و معروف حدیثیں اس معنی پر ناطق ہیں۔ ت) اور ایسوں کو دینا بھی حرام لانہ اعانة علی المعصیۃ کما فی الدر المختار (اس لئے کہ یہ گناہ کے کام پر دوسرے کی امداد کرنا ہے جیسا کہ در مختار میں مذکور ہے۔ ت) اور وہ منت ماننی کہ دس برس تک ایسا کریں گے سب مہمل و ممنوع ہے۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا نذر فی معصیۃ لہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گناہ کے کام میں کوئی نذر (منت) نہیں۔ (ت)

ہاں سیدنا حضرت عالی مقام علی جدہ الکریم ثم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے اپنی حاجت میں استمداد و استعانت و طلب دعا و شفاعت جائز و محبوب،
 قال اللہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ
 وقال اللہ تعالیٰ اولئک الذین یدعون الی ربہم الوسیلۃ تک رسائی کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔
 اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یہی وہ ہیں جن کی

وہ عبادت کرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔ (ت)
 دھنیا بنانے کھانے بٹوں میں رکھ کر بچوں کو بھیجنے میں فی نفسہ کچھ حرج نہ تھا مگر وہ مہنی جس کی بنا
 پر یہ کیا جاتا ہے شرعاً ناجائز ہے، اس کی اصل یوں ہے کہ پان کھانے کے عادی ہیں محرم کے عشرہ میں
 سوگ کے خیال سے پان چھوڑ دیتے ہیں اُس کی جگہ پر دھنیا ایجاد ہوا ہے شریعت نے عورت کو شوہر کی
 موت پر چار مہینے دس دن سوگ کا حکم دیا ہے اور دس دن کی موت کے تیسرے دن تک اجازت دی ہے
 باقی حرام ہے اور ہر سال سوگ کی تجدید تو کسی کے لئے اصلاً حلال نہیں پھر حقیقت دیکھئے تو دعویٰ غم
 بھی جھوٹا۔ غم میں آدمی سے پان نہ کھایا جائے تو دھنئے کے یہ تکلفات کہ وقت میں اس سے سو جگہ
 زائد اور خرچ بھی زیادہ اور لذت بھی افزوں، یہ ضرور ہو سکیں گے، یوہیں عشرہ محرم کے سبز رنگے ہوئے
 کپڑے بھی ناجائز ہیں یہ بھی سوگ کی غرض سے ہیں، سوگ میں اصل سیاہ لباس ہے وہ تو رافضیوں نے
 لیا اور انھیں زیبا بھی تھا کہ ایک تو اُن کے دلوں کی بھی یہی رنگت ہے۔ دوسرے یہ کہ سیدنا امام شافعی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

الشیعة نساء هذه الامۃ - شیعة اس امت کی عورتیں ہیں۔

سوگ و ماتم عورتوں ہی کو خوب آتے ہیں۔ ہمارے جاہل سُنی بھائی سیاہی سے توجھے کہ رافضیوں کی
 مشابہت نہ ہو مگر اس سے قریب تر رنگت سبزی پائی اسے اختیار کیا، سبزی جب گہری ہوگی سیاہی
 لے آئے گی ہلکی سیاہی کو سبزی کہتے ہیں، آسمان نیلا ہے اسے عربی میں خضواء، فارسی میں چرخ سبز و فام
 کہتے ہیں اردو میں مسیں بھگئے کو، اس وقت بالوں کی سیاہی خوب گہری نہیں ہوتی۔ سبزہ آغاز کو کہتے ہیں

۱۰ العشر آن الکریم ۳۵/۵

۱۱ " " ۵۴/۱۴

۱۲

لہذا اُس نیت سے یہ بھی ناجائز، مسلمان کو چاہئے عشرہ مبارک میں تین رنگوں سے بچے، سیاہ، سبز، سرخ۔
 سیاہ، سبز کی وجہیں تو معلوم ہو گئیں اور سرخ آج کل ناصبی خبیث خوشی کی نیت سے پہنتے ہیں۔ سیاہ میں
 اودا، نیلا، کاسنی۔ سبز میں کاہی، دھانی، پستی۔ سرخ میں گلابی، عنابی، نارنجی سب داخل ہیں۔ غرض
 جس پر ان میں کوئی رنگ صادق آئے اگر سوگ یا خوشی کی نیت سے پہنتے جب تو خود ہی حرام ہے ورنہ ان کی
 مشابہت سے بچنا بہتر ہے، یوں مرثیے کہ رائج ہیں سب حرام و ناجائز ہیں۔ حدیث میں ہے،
 نفی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرثیوں
 وسلم عن المراقی۔
 سے منع فرمایا۔

اور ماتم کرنا، چھاتی پیٹنا بھی حرام ہے نطق بتحریمہ احادیث بالغۃ حد الاشتہار
 (درجہ شہرت تک پہنچی ہوئی حدیثیں اس کے حرام ہونے پر ناظر ہیں۔ ت) حسن حسن بشید کہنا تو
 جہالت ہی تھا مگر ماتم سخت منع ہے۔ یوں علم، تعزیر، تخت، جریدے، باجے، کھیل تماشے سب
 بیہودہ و بدعت و منوع ہیں۔ یوں تعزیر، چڑھاوا، امام بارے کا مکان، اس کی نوبت، روشنی، آرائش
 سب بشرح صدر ہیں۔ غم و الم کا نام اور لہو و لعب کی یہ دُصوم و حام اور اس پر امید خوشنودی حضرت
 امام۔ اور اس المی مت کا کیا ٹھکانا کریا تو تعزیر کی وہ تعظیم کہ گویا معاذ اللہ بعینہ یہی نفس مبارک حضور پر نور
 امام عالی مقام ہے بلکہ اُس سے بھی زائد یہاں تک کہ اُسے سجدہ کرنے سے بھی باک نہیں۔ اور کہاں یہ
 حرکت کہ کہاں بیدار و غیر عم کفار سے اٹھائے پھریں اور اس پر پڑھایہ جائے کہ اے مومنو! اٹھاؤ جنازہ
 حسین کا۔ استغفر اللہ۔ پھر گلی کوچوں میں گشت پھر توڑناڑ کر دبا دینا کتنی شتر گری ہے پھر مصنوعی کربلا
 میں جسے حقیقی کے مثل ٹھہراتے ہیں، کوئی دقیقہ لغویات و ممنوعات کا اٹھا نہیں رکھتے، رنڈیوں کے قبولے
 تک ہوتے ہیں بلکہ تختوں پر ایک ایک رنڈی جلوہ گر ہوتی ہے، کہاں امام عالی مقام کی طرف نسبت اور
 کہاں یہ سخت شنیع حرکت۔ کاش اللہ عزوجل ہمارے بھائیوں کو سمجھ دیتا کہ ہزاروں روپے جویوں نیکی برباد
 گناہ لازم میں تباہ کرتے انھیں حضرات شہیدانِ پاک کے نام پر تصدق کرتے مساکین کو دیتے جاڑے
 میں اُن کے لحاف رضائی گرم کپڑے بناتے وغیرہ افعال حسنہ کرتے تو کتنا بہتر ہوتا۔ اللہ ہدایت دے
 آمین! واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۸۲ھ مستولہ مولانا ظفر الدین صاحب ۲۶ محرم الحرام ۱۳۳۰ھ

ملفوظات حضرت سید عبدالرزاق ہانسوی قدس سرہ میں یہ حکایتیں ہیں یا نہیں :

(۱) محرم کی دس تھی کہ حضرت مولانا ممدوح ایک تعزیر کے ساتھ ہوئے جو جلاہوں کا تھا اور مصنوعی کربلا میں دفن ہونے کے لئے لوگ لئے جاتے تھے آپ کی وجہ سے اور خدام و مریدین بھی ساتھ ہوئے کربلا تک ساتھ ساتھ رہے بلکہ دیر تک قیام فرمایا کچھ دنوں بعد بعض خاص مریدین نے پوچھا تو فرمایا کہ مجھے تعزیروں سے کچھ مطلب نہیں ہم تو امام عالی مقام کو دیکھ کر ساتھ ہوئے تھے کہ ان کے ساتھ اولیائے کرام کا مجمع تھا۔

(۲) انھیں بزرگ کا قصہ ہے کہ ایک دن عاشورہ کو مسجد میں بیٹھے وضو کر رہے تھے ٹوپی مبارک فصیل پر رکھی تھی کہ یکایک اُسی طرح سر پر پہنچے تشریف لے آئے اور ایک تعزیر کے ساتھ ہوئے اسی فقہ لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا کہ حضرت سیدۃ النساء تشریف فرما تھیں۔

دونوں روایتیں کہاں تک صحیح ہیں ؟

الجواب

دونوں حکایتیں محض غلط و بے اصل ہیں، تعزیر داروں کو نہ کوئی دلیل شرعی ملتی ہے نہ کسی محمد کا قول مجبورانہ حکایت بناتے ہیں۔ اسی ساخت کی حکایت کوئی شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کرتا ہے کوئی مولانا شاہ عبدالحمید صاحب سے، کوئی حضرت مولانا فضل رسول صاحب سے، کوئی مولوی فضل الرحمن سے، کوئی میرے حضرت جد امجد سے، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔ اور سب باطل و مصنوع ہیں۔ میں تو ابھی زندہ ہوں میری نسبت کہہ دیا کہ ہم نے اسے تعزیر شاید علم بتائے کہ ان کے ساتھ جاتے دیکھا اور اس حکایت کا کذب تو خود اسی سے روشن کر فرمایا : ”مجھے تعزیروں سے کچھ مطلب نہیں ہم تو امام عالی مقام کو دیکھ کر ساتھ ہوئے تھے کہ ان کے ساتھ اولیائے کرام کا مجمع تھا“ سبحان اللہ ! جب تعزیرے ایسے معظم و مقبول و محبوب بارگاہ ہیں کہ خود حضور پر نور امام انام علی جدہ الکریم ثم علیہ الصلوٰۃ والسلام بنفس نفیس ان کی مشایعت فرماتے ہیں ان کے ساتھ چلتے ہیں تو ان سے کچھ مطلب نہ ہونا اللہ عز وجل کے محبوب و معظم سے مطلب نہ ہونا ہے جو ولی تو ولی کسی مسلمان کی شان نہیں۔ پھر آگے تتمہ کلام ملاحظہ ہو کہ ان کے ساتھ اولیائے کرام کا مجمع تھا یہ کاف بیانیہ تو ہو نہیں سکتا ضرور تعلیلیہ ہے یعنی حضرت امام کے ساتھ ہونے پر بھی کچھ قوت نہ ہوتی مگر کیا کیجئے انکے ساتھ مجمع اولیاء تھا لہذا شامل ہونا پڑا۔ عیب بھی کرنے کو ہنر چاہئے، ہاں خوب یاد آیا ۲ جمادی الآخرہ ۱۳۲۷ھ کو تلہر سے ایک سوال آیا تھا کہ تو نے تعزیر داری کو جائز کر دیا ہے اس خبر کی کیا حقیقت ہے؟ ایک

رافضی بڑے فخر سے اس روایت کو نقل کرتا ہے ایضاً تیرا اور دیگر چند علمائے بریلی کا فتویٰ تیار ہوا ہے کہ آیت
تطہیر کے تحت میں ازواج مطہرات داخل نہیں، اس فتویٰ کی نقل اس رافضی کے پاس دیکھنے میں آئی ہے
فقط، اب فرمائیے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت درکار، جب زندوں کے ساتھ یہ برتاؤ ہے تو احیائے
عالم برزخ کی نسبت جو ہو کم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ امیر علی صاحب سرینا ضلع بریلی ۱۱ محرم ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو اشخاص سنت جماعت ہوں وہ منت، تعزیہ و علم و مہندی
کی مانتے ہیں ان کو اصل تعزیہ ار کے تعزیہ پر لیجا کر چڑھاتے ہیں اور شیرینی اور کھانا ہر قسم کا لیجا کر وہاں فاتحہ
دیتے ہیں اور اس کو بطور تبرک کے تقسیم کرتے ہیں اور گھر سے لیجاتے وقت چار چار قدم پر مرثیہ باواز بلند پڑھتے
ہیں اور ڈھول، تاشے، مجیرے وغیرہ کی آواز بلند ہوتی ہے اور اکثر چھاتی کوٹتے ہیں اس کو ماتم قرار دیتے ہیں
اکثر عورت کو دیکھا ہے کہ سات و نوٹاریخ کی شام سے اور دہلی کی فجر سے گشت کرتی ہیں علم و مہندی و تعزیہ اور
آدیوں وغیرہ کا نظارہ کرتی ہیں اور اکثر عشرہ کو صبح سے شام تک جس کو کر بلا شریف قرار دیا ہے ہر ایک تماشے
دیکھتے ہیں اکثر لوگ اور عورت تعزیہ کو دفن کر کے روٹی اور شیرینی قبر پر رکھ کر ماتم کرتے اور پھر فاتحہ دیتے
ہیں، دیگر زید سنت جماعت ہو کر تعزیہ پر جا کر ذکر شہادت یعنی جس کو مجلس قرار دیتے ہیں شوق سے جا کر
پڑھتے ہیں مرثیہ بھی دیگر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں یا ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں تخت یا علم
وغیرہ جائے عمر و دیکھنے نہ جائے اور شرکت تربت دے دیگر کہتا ہے کہ ان یوم میں فاتحہ سوائے
امام حسین علیہ السلام کے اور کسی پیغمبر اور اولیاء کرام کی نہیں ہوگی۔ دیگر زید کہتا ہے کہ تخت اور تعزیہ وغیرہ کا
کام اور خوشنمائی دیکھنے جائے تو کوئی نقصان نہیں ہے۔ دیگر زید کہتا ہے کہ دس یوم روزہ رکھنا حرام ہے
کیونکہ زید کی ماں نے بغرض لڑائی جیت کے رکھی تھی۔ ان سب سوالوں کا شرع میں کیا حکم ہے؟

الجواب

علم، تعزیہ، مہندی، اُن کی منت، گشت، چڑھاوا، ڈھول، تاشے، مجیرے، مرثیے، ماتم،
مصنوعی کر بلا کو جانا، عورتوں کا تعزیہ دیکھنے کو نکلنا، یہ سب باتیں حرام و گناہ و ناجائز و منع ہیں۔
فاتحہ جائز ہے روٹی شیرینی شربت جس چیز پر ہو، مگر تعزیہ پر رکھ کر یا اس کے سامنے ہونا جہالت ہے اور
اس پر چڑھانے کے سبب تبرک سمجھنا حماقت ہے ہاں تعزیہ سے جدا جو خالص سچی نیت سے حضرات
شہدائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نیاز ہو وہ ضرور تبرک ہے و باطنی خبیث کہ اسے خبیث کہتا ہے خود خبیث
ہے۔ تعزیہ داروں کے شربت میں بھی شرکت نہ کرے کہ تعزیہ میں شرکت کبھی جائے گی بلکہ الگ شربت

کمرے اور آجکل کہ جاڑے کا موسم ہے شربت کی جگہ چائے ہونا چاہئے۔ محرم وغیرہ ہر وقت ہر زمانہ میں تمام انبیاء اولیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ جائز ہے اگرچہ خاص عشرہ کے دن ہو۔ مگر غلط کہتا ہے اور شریعت مطہرہ پر اقرار کرتا ہے، جو کام ناجائز ہے اسے تماشے کے طور پر دیکھنے جانا بھی گناہ ہے۔ عشرہ محرم کے روزے بہت ثواب نہایت افضل ہے۔ حدیثوں میں انکی فضیلت ارشاد ہوئی ہے خصوصاً دسویں محرم کا روزہ کہ سال بھر کے روزوں کے برابر ثواب ہے اور ایک سال کے گناہوں کی معافی ہے۔ زید جھوٹا ہے اور شرع شریف پر اقرار کرتا ہے کہ ان روزوں کو حرام بتاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۵ از بدایوں محلہ جالندھری مسئلہ محمد ادریس خاں صاحب ۲۸ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بنا بر شوکت و بدبہ اسلام تعزیر بنانا اور نکالنا و علم و بیرق اور مہندی وغیرہ نکالنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز تعزیر کو حاجت روا سمجھنا یا یہ کہنا کہ تعزیر ہماری مت کا ہے اگر بند کریں نہ بنائیں تو ہمارا نقصان اولاد و مال ہوگا کیسا ہے؟ تعزیر دار یا تعزیر پرست کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا درست ہے یا نہیں؟

اجواب

علم، تعزیر، بیرق، مہندی جس طرح رائج ہیں بدعت ہیں اور بدعت سے شوکت اسلام نہیں ہوتی تعزیر کو حاجت روا یعنی ذریعہ حاجت روا سمجھنا جہالت پر جہالت ہے اور اسے مت جانا اور حماقت، اور نہ کرنے کو باعث نقصان خیال کرنا زنا و ہم ہے مسلمان کو ایسی حرکات و خیال سے باز آنا چاہئے بایں ہمہ تعزیر دار مسلمان ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ ضرور حلال ہے کوئی جاہل سا جاہل مسلمان بھی تعزیر کو معبود نہیں جانتا، تعزیر پرست کا لفظ و بابیہ شرک پرست کی زیادتی ہے جس طرح تعظیم و مکرم مزارات طیبہ پر مسلمانوں کو قبر پرست کا لقب دیتے ہیں یہ سب ان کا جہل و ظلم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۶ از سیٹاپور محلہ قضاہ مکان قاضی سید محمد رضا صاحب، ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیر بنانا کیسا ہے؟ اور اس پر شیرینی وغیرہ چڑھانا کیسا ہے؟ اور بنانے والے اور تعظیم کرنے والے کا عند الشرع کیا حکم ہے؟ اور جو شخص تعزیر کے ناجوازی کا قائل ہے اس کو کافر یا مرتد کہنا اور کافر سمجھ کر اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا کیسا ہے؟ اور تعزیر داری میں غلو کرنیوالے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بقیہ تو جہدوا۔

الجواب

تعزیر رائجہ ناجائز و بدعت ہے اور اس کا بنانا گناہ و معصیت اور اس پر شیرینی وغیرہ چڑھانا محض جہالت اور اس کی تعظیم بدعت و جہالت۔ اور جو تعزیر کو ناجائز کہے اس بنا پر اسے کافریا مرتد کہنا اشد عظیم گناہ کبیرہ ہے، کہنے والے کو تجدید اسلام و نکاح چاہئے، یوہیں اس وجہ سے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا مردود و باطل ہے البتہ اگر کسی وہابی کو کافر مرتد کہا تو مضائقہ نہیں، اور وہابی کے پیچھے نماز بیشک ناجائز ہے، جو تعزیر داری میں غلو رکھے یا اس سے معروف ہو اگرچہ غلو نہ رکھے اس کے پیچھے بھی نماز نہ چاہئے مگر پڑھیں تو ہو جائیگی یاں اسے امام بنانا منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۸۴۷ء مسئلہ مرسلہ جناب مولوی محمد ابو ذر از سنبل ضلع مراد آباد محلہ دیبا سرائے

۱۹۱ کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و جماعت رحمہم اللہ و کرمہم اللہ تعالیٰ مسائل ذیل میں :

- (۱) ایصالِ ثواب بر روح سیدنا امام حسین علیہ السلام بروز عاشورہ جائز ہے یا نہیں ؟
- (۲) تعزیر بنانا اور مہندی نکالنا اور شبِ عاشورہ کو روشنی کرنا جائز ہے یا نہیں ؟
- (۳) مجلسِ ذکرِ شہادت قائم کرنا اور اس میں مرزا سید احمد علیہ السلام وغیرہ روافض کے کلام پڑھنا بطور سوز خوانی یا تحت اللفظ جائز ہے یا نہیں اور اہل سنت کو ایسی مجالس میں شریک ہونا مکروہ ہے یا حرام یا جائز ہے ؟

- (۴) حضرت قاسم کی شادی کا میدانِ کربلا میں ہونا جس بنا پر مہندی نکالی جاتی ہے اہلسنت کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں ؟ در صورت عدم ثبوت اس واقعہ میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی صاحبزادی کی نسبت حضرت قاسم کی طرف کرنا خاندانِ نبوت کے ساتھ بے ادبی ہے یا نہیں ؟
- (۵) روز عاشورہ کو میلہ قائم کرنا اور تعزیوں کو دفن کرنا اور ان پر فاتحہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں ؟ اور بارہویں اور بیسیویں محرم اور بیسیویں صفر کو تہیا اور دسواں اور چالیسواں اور مجلسیں قائم کرنا اور میلہ لگانا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب

- (۱) روح پر فتوح ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصالِ ثواب بروز صواب عاشورا اور ہر روز مستحب و مستحسن ہے۔
- (۲) تعزیر مہندی روشنی مذکور سب بدعت و ناجائز ہے۔
- (۳) نفسِ ذکرِ شریف کی مجلس جس میں ان کے فضائل و مناقب و احادیث و روایات صحیحہ و معتبرہ سے

بیان جائیں اور غم پڑی نہ ہو مستحسن ہے اور مرثیے حرام خصوصاً رافضیوں کے کہ تیرائے ملعونہ سے مکر خالی ہوتے ہیں اہلسنت کو ایسی مجالس میں شرکت حرام ہے۔

(۴) زیر شادی ثابت زیر ہندی سوا اختراع اختراعی کے کوئی چیز۔ زیر غلط بیانی حد خاص تو ہیں تکالیف۔

(۵) عیشورہ کا میلہ لغو و لہو و ممنوع ہے۔ یوہیں تعزیروں کا دفن جس طور پر ہوتا ہے نیت باطلہ پر مبنی اور تعظیم بدعت ہے اور تعزیر پر فائزہ جہل و حق و بے معنی ہے۔ مجلسوں اور میلوں کا حال اوپر گزرا نیز ایصال ثواب کا جواب کہ ہر روز محمود ہے جبکہ بروجہ جائز ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹۲ از مراد آباد بازار سنبھل مرسلہ اللہ بخش صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے تعزیر پر جا کر یہ منت مانی کہ میں یہاں سے ایک خرما لے جاتا ہوں در صورت کام پورا ہونے کے سال آئندہ میں نفرتی خرما تیار کر کر چڑھاؤں گا۔ یقیناً توجروا

الجواب

یہ نذر محض باطل و ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹۳ از ملک برار مقام شیرپور ضلع حلقہ داروہ ضلع ایوت محل محمد زماں عرف شیخ جھو

چهار شنبہ بتاریخ ۱۲ ذوالقعدہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص تعزیر داری کو جائز کہتا ہے اگر کوئی انکار کرتا ہے تو سخت کلامی سے پیش آتا ہے چنانچہ پیش امام مسجد نیز واقع قلعہ داروہ ضلع ایوت محل ملک نے جب انکار کر کے کہا کہ تعزیر داری سخت منع ہے تو اس نے کہا کہ تم خلاف کہتے ہو اور تمہاری امامت جائز نہیں ہے تم سو رکھاتے اور حرام کھاتے ہو۔ اس پر تمام بستی کے مسلمانوں نے جمع ہو کر اس سے پوچھا تو تمام مسلمانوں کو کہا کہ تم سب سو رکھاتے ہو اور کہا کہ اجرت پر امامت جائز نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسے شخص کا قول کہاں تک صحیح ہے؟ کیا تعزیر داری درست ہے اور اجرت پر امامت جائز نہیں؟ اور جو تمام مسلمانوں کو سو رکھانیوالا بولے تو وہ گنہگار ہے فاسق ہے یا نہیں اسے توبہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ مسلمانوں کو ایسے شخص سے برتاؤ کیا رکھنا چاہیے؟ ایک مسلمان کی آمدنی کھیتی و تجارت سے بھی ہے اور سود سے بھی ہے ایسے شخص کے یہاں کھانا کھانا درست ہے یا نہیں؟ اگر کسی مسلمان نے اس کے یہاں کھانا کھایا تو اس کو سود کھانے والا کہیں گے یا ایسا کہنا اس کو جائز ہے یا نہیں؟ شاہ مدار کے مہینہ کے سولہ چراغوں کی عید کرنا کتب فقہ سے جائز ہے یا نہیں؟

بہ تاخذ ما لم نعرف شیئاً
حرام بعینہ

ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جب تک کسی معین چیز
کے حرام ہونے کو نہ جانیں۔ (ت)

من اذى مسلماً فقد اذنى ومضى اذنى
 فقد اذى الله ۛ
 جس نے کسی مسلمان کو بلاوجہ شرعی ایذا دی اس
 نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے
 اللہ عزوجل کو ایذا دی۔

وَمَا يَسْتَيْتِكُ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِ
مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

اگر تمہیں شیطان بھلا دے تو پھر یاد آنے کے بعد
ظالموں کے پاس نہ بیٹھو (ت)

۱۵ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۳۴۲/۵
۱۶ المعجم الاوسط حدیث ۳۶۳۳ مکتبہ المعارف ریاض ۳۴۳/۴
۱۷ الفتنہ آن الکریم ۶۸/۶

روضے تھے اُتروا کر رکھ کر شاہ اپنا خیال پورا کر لیتا تھا اور چونکہ یہ امر بھی حکم خدا و نیز کسی حدیث نبوی سے ثابت نہیں ہے اس لئے وہ کیا حکم رکھتا ہے اور جبکہ محرم کو جاہل لوگ سجدہ کرتے ہیں اور مفتیس لوگ تازیوں پر از قسم اناج پکا ہوا یا شیرینی چڑھاتے ہیں فاتحہ دیتے ہیں تازیہ کے ساتھ باجہ ہوتا ہے اور مرثیہ ایس وغیرہ کے جو مستحق نہیں ہیں ان کی تصنیف کے جو اصل واقع کے برخلاف طویل ہیں وہ سُراگنی اور کئی آواز سے ڈھپ سے پڑھتے ہیں بازار گلی کوچوں میں آل عبا کی عورتوں کی حالت وہ بیان کرتے ہیں معاذ اللہ تازیوں پر روٹی پکوا کر رکھتے ہیں کربلا ایک مخصوص جگہ مقرر کر کے وہاں روٹی یا نٹے ہیں اکثر یہاں بھی آگے پیچھے کی بحث میں لڑائیاں ہو جاتی ہیں عورتیں اکثر مسلمانوں کی بلا پردہ تازیوں پر جاتی ہیں تازیوں کا سوم چلم کرتے ہیں فاتحہ دلاتے ہیں معذرات گروہ تازیہ داری یہ ہیں ہمیشہ سے یہی رسم جاری ہے تا تعلیم یافتہ کہتے ہیں کہ ہم سجدہ نہیں کرتے محض یاد گاری امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و شہیدان و شب کربلا بناتے ہیں اور تازیہ کی وجہ سے صدقہ ہوتا، تازیہ یاد گاری کا باعث بعض کہتے ہیں پھری گد کہ کھیلنے کا موقع ملتا ہے، نتیجہ صد ہا سال سے یہ نکل رہا ہے کہ جا بجا لڑائی و فتنہ فساد اس تازیہ کے بدولت ہوتے ہیں، امر وہ کہ واقعہ قریب کا ہے جس میں بہت سے مسلمان جیل خانہ گئے قتل بھی ہوا ہزاروں روپیہ مسلمانوں کا مقدمہ بازی میں خرچ ہوا بہت سے گھروں پر ان ہو گئے۔ پس گزارش عالمان و مفتیان ~~میں~~ ^{میں} کہ تازیہ ~~بلائے~~ ^{بلائے} والے اُچھڑ دی کرنے والے، باجہ بجانے والے، اس گروہ میں شامل ہونے والے، اس طریقہ مذکورہ بالا کے بموجب صدقہ کے نام سے خرچ کرنے والے کس امر کے مستحق ہیں اور اس طریقہ سے خرچ کسی مد میں شمار ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب

تعز یہ جس طرح رائج ہے ضرور بدعت شنیعہ ہے، جس قدر بات سلطان تیمور نے کی کہ روضہ مبارک حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح نقل تسکین شوق کو رکھی وہ ایسی تھی جیسے روضہ منورہ و کعبہ معظمہ کے نقشے اُس وقت تک اس قدر عروج میں نہ تھا اب بوجہ شیعہ و شبیہ اس کی بھی اجازت نہیں، یہ جو باجے، تاشے، مرثیے، ماتم، برق پری کی تصویریں، تعز یہ سے مرادیں مانگنا اُس کی منتیں ماننا، اسے جھک جھکے سلام کرنا، سجدہ کرنا وغیرہ وغیرہ بدعات کثیرہ اُس میں ہو گئی ہیں اور اب اسی کا نام تعز یہ داری ہے یہ ضرور حرام ہے دبیر و ایس وغیرہ اکثر رواقض کے مرثیے تبرا پر مشتمل ہوتے ہیں اگرچہ جاہل نہ سمجھیں اور نہ بھی ہو تو جھوٹی ساختہ روایتیں خلاف شرع کلمات اہل بیت طہارت کی معاذ اللہ نہایت ذلت کے ساتھ بیان اور سرے سے غم پروری کے مرثیے کسی نے حلال کئے۔ حدیث میں ہے:

نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

وسلم عن العرائف لہ

مرثیوں سے منع فرمایا۔

اور اس کے سبب صدقہ خیرات ہونا جھوٹا عذر ہے اللہ کے بندے کے تعزیہ وغیرہ بدعات کو حرام جانتے ہیں نیاز و خیرات کرتے ہیں ربیع الاول شریف میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیازیں ہوتی ہیں ربیع الآخر شریف میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیازیں ہوتی ہیں ان میں کون سا تعزیہ ہوتا ہے اور بفرض غلط اگر تعزیہ ہی باعث خیرات ہو تو خیرات ایک مستحب چیز ہے اور بدعات حرام مستحب کے لئے حرام حلال نہیں ہو سکتا، عجب اُن سے کہ مستحب نہ کریں گے جب تک حرام اس کی یاد نہ دلائے، پھر یہ کہ ایک مباح بات ہے، مباح کے لئے حرام کیونکر حلال ہو سکتا ہے غرض عذرات سب بیہودہ ہیں اور ان افعال کے مرتکب سب گنہگار اور انھیں مدد دینا ناجائز اور علم تعزیہ تحت میں جو کچھ صرف ہوتا ہے سب اسراف و حرام اور تعزیہ کی نیاز لنگہ کالٹا ناروٹیوں کا زمین پر پھینکنا پاؤں کے نیچے آنا سب بیہودہ ہے ہاں نیاز کے طور پر سب بدعات سے بچ کر حضرات شہدائے کرام کی نیاز کریں تو عین برکت و سعادت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت ۱۹۷۳ء از لہر پور ضلع سیٹاپور مدرسہ اسلامیہ مدرسہ محمد فیض اللہ طالب العلم بنگالی ۶ شعبان ۱۳۳۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی سولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مدعی حنفیت کہتا ہے کہ تعزیہ چونکہ نفقہ ہے سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مقدسہ کا اور منسوب ہے سیدنا امام ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف، لہذا اس کا بنانا امر ضروری ہے اور باعثِ ثواب و قابلِ تعظیم و ذریعہ نجات ہمارے لئے ہے اور جو شخص ان کی تعظیم و بنانے کا مخالف ہے وہ یزید ہے پس امور ذیل تحقیق طلب ہیں: (۱) تعزیہ بنانا جائز ہے یا بدعت اور حرام اور باعثِ ثواب و تعظیم ہے یا باعثِ عذاب نازعیم ہے؟

(۲) اس کے بنانے میں کسی قسم کی امداد جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اس کا بنانے والا فاسق مشابہ اہل تشیع ہے یا نہیں اور بر تقدیر حرام و بدعت اس کا جائز سمجھنے والا کافر ہے یا اشد فاسق؟

(۴) مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں بھی اس کا ثبوت ہے یا نہیں برقرار ثنائی اس کا

بنائے والا قبیح امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے یا نہیں اور اس کا یہ دعویٰ کہ میں حنفی ہوں جس سے عوام بھی تعزیر بنانے کی طرف راغب ہوتے ہیں یہ دھوکا دینا ہے یا نہیں اور باعثِ مگرابی ہے یا نہیں؟ (۵) ایسے شخص کو اگر حنفی لوگ اپنا پیشوا و پر بنائیں تو جائز ہے یا حرام، اور مدین پر فسق بیعت واجب ہے یا نہیں اور ایسے شخص کی اقتدا فی الصلوٰۃ جائز ہے یا مکروہ بکراہت تنزیہی یا تحریمی یا حرام؟ (۶) منکرین تعزیر کو یزید یا بدین کہنا کیسا ہے اگر منکرین محل اس طعن و تشنیع کے نہیں ہیں تو یہ قول خود قائلین کی طرف رجوع کرتا ہے یا نہیں یعنی اس کا وبال و گناہ قائلین پر کتنا ہوگا اور حدیث شریف کے اس قاعدے کے تحت میں داخل ہوں گے یا نہیں کہ اگر کسی کو کافر کہے اور وہ فی الحقیقت ایسا نہیں تو قائل خود کافر ہوتا ہے۔

(۷) باقی تعزیر چونکہ عام مسلمانوں کے حضوری کا باعث ہوتا ہے پس بر تقدیر حرام و بدعت حاضرین و باقی دونوں گناہ میں مساوی ہیں یا اکمل و ناقص ہیں۔

الجواب

تعزیر جس طرح رائج ہے نہ ایک بدعت مجمعہ نہ عادات ہے نہ وہ روضہ مبارک کا نقشہ ہے اور ہوتا ماتم اور سینہ کوئی اور تاشے باجوں کے گشت اور خاک میں دبانا یہ کیا روضہ مبارک کی شان ہے اور پریوں اور براق کی تصویریں بھی شاید روضہ مبارکہ میں ہونگی امام عالی مقام کی طرف اپنی ہوسات مخترعہ کی نسبت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین ہے کیا توہین امام قابلِ تعظیم ہے کعبہ عظمیٰ میں زمانہ جاہلیت میں مشرکین نے سیدنا ابراہیم و سیدنا اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کی تصویریں بنائیں اور ہاتھ میں پائے دئے تھے جن پر لعنت فرمائی اور ان تصویروں کو محو فرما دیا یہ تو انبیائے عظام کی طرف نسبت تھی کیا اس سے وہ ملعون پائے معظم ہو گئے یا تصویریں قابلِ ابقا۔ اور اسے ضروری کہنا تو اور سخت تر اقرار ہے وہ بھی کس پر شرع مقرر ہے

ان الذین یفترون علی اللہ الکذاب لا یفلحون لہ
بے شک جو اللہ تعالیٰ کے ذمے جھوٹ لگاتے ہیں وہ کبھی کامیاب اور بامراد نہ ہوں گے۔ (ت)

اور اس کے منکر کو یزید کہنا فرضِ پلید ہے تعزیر میں کسی قسم کی امداد جائز نہیں۔
قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: گناہ اور زیادتی کے

والعدوات علیہ
 معاملات میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو (ت)
 طریقہ مذکورہ ضرور فسق و اتباع روافض ہے اور تعزیہ کو جائز سمجھنا فسق عقیدہ مگر انکار ضروریات دین
 نہیں کہ کافر ہو نہ اس سے حقیقت زائل ہو کہ گناہ منزل حقیقت ہو تو سوا اجلہ اکابر اولیاء کے کوئی حنفی نہ ہو سکے
 معتزلہ اصولاً بدین تھے اور فروغاً حنفی، جو قول باطل دوسرے کو کہا جائے اس کا وبال قائل پر آتا ہے
 بعینہ وہی قول پلٹنا مطلق نہیں کسی کو ناحق گدھا کہنے سے قائل گدھا نہ ہو جائے گا، یوہیں کسی مسلمان سُنی کو
 یزید کہنے والا یزید نہ ہو جائے گا بلکہ اس میں روافض کا پیرو۔ اُس کے پیچھے نماز مکہ وہ تحریمی ہے اور اس سے
 بیعت ممنوع و ناقابل ابقا۔ حاضریں میں ہر ایک پر اپنا گناہ ہے اور بانی دواعی پر اُن سب کے برابر۔
 لا ینقص من اوزارہم شیء (اور ان کے گناہوں میں سے کچھ کمی نہ ہوگی۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۲۰۴ از حبیب والا ضلع بجنور تحصیل دھامپور مسئلہ منظور احمد صاحب ۱۱ شوال ۱۳۳۷ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ بنانے اور ان پر ملیدے چڑھانے اور ایسی مجلسیں
 کرنا کہ جس میں اہلبیت کی قضیت اور رسوائی ہو اور نتیجہ یہ ہو کہ ان کو سجدے کئے جائیں اور منقبتیں اُن سے مانگی
 جائیں یہ فعل یا اس فعل میں شرکت کرنے والے کیسے ہیں جائز ہیں یا ناجائز؟ حالانکہ مسئلہ اصول کا ہے کہ
 فعل مستحب جب کسی لوازم کی وجہ سے وہ اپنے درجہ کو چھوڑ کر واجب یا فرضیت میں آجائے تو اُس وقت
 اُس کا ترک مستحب ہے تو اب بنا بر اصول کہ یہ مسائل مذکورہ بالا جائز ہیں یا نہیں نقصان ہے؟ مدلل
 تحریر کیجئے۔

الجواب

تعزیہ ناجائز ہے اور ایسی مجلس جس میں معاذ اللہ توہین اہلبیت کرام ہو قطعاً حرام اور اُن میں
 شرکت ناجائز و حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۲۰۵ سلطان الاسلام احمد صاحب اجمیر شریف
 تعزیہ بنا کے نکالنا، اس کے ساتھ ڈھول نفا رے بجانا، قبر کی صورت بنا کر جنازہ کی طرح نکالنا
 اس پر پھول وغیرہ چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ فقط
 الجواب
 یہ سب باتیں ناجائز ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۰۶ از ریاست راجگڑھ بیادہ ایجنسی بھوپال سنٹرل انڈیا، مسئلہ محمد اسماعیل سوار سالہ باڈی گارڈ
۱۵ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ محرم میں تعزیر بنانا اور اس سے فتیں مرادیں مانگنی، علم اٹھانے، مہندی چڑھانا، بچوں کو سبز کپڑے پہنانے اور ان کے گلوں میں ڈوریاں باندھ کر ان کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فقیر بنانا، دس روز تک سوگوار رہنا اور اس کے بعد سوگم اور دسواں چالیسواں کرنا، ایسے مرثیوں کا پڑھنا جس میں اہلبیت کے سرپیٹنے اور عین کرنے خلاف شرع امور کا ذکر ہے، اور یہ کہ ان مراسم کی ادائیگی کو حُبِّ اہلبیت سمجھنا عام طور سے ہمراہیانِ یزید کو عین مردود کا فرکنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا کہنا اور اُس کو مقتضائے حُبِّ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھنا، حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جملہ انبیاء سے بھی رتبہ میں بڑھ کر سمجھنا یا اس خیال کہ حضرات صوفیہ کرام نے بھی ایسا ہی سمجھا ہے اور ایسا سمجھنے کو عین ایمان کہنا کیسا ہے؟ بیٹنوا تو جروا

الجواب

حضرات ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواہ کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل کہنا کفر ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی صحابی کو بُرا کہنا افضل ہے۔ ہمراہیانِ یزید یعنی جو ان مظالم ملعونہ میں اس کے مدد و معاون تھے ضرور خبیث و مردود تھے اور کافر و ملعون کہنے میں اختلاف ہے، ہمارے امام کا مذہب سکت ہے، اور جو کہ وہ بھی مورد الزام نہیں کہ یہ بھی امام احمد وغیرہ بعض ائمہ اہلسنت کا مذہب ہے، سوم، دسواں، چالیسواں ایصالِ ثواب میں اور یہ تخصیصات عرفیہ ہیں اور ایصالِ ثواب مستحب۔ باقی مراسم کہ سوال میں مذکور ہوئے سب ممنوع و ناجائز ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۰۷ از سنبل ضلع مراد آباد محلہ کھگہ سرائے متصل زیارت حبیب اللہ شاہ

۲۱۹
مسئلہ محمد فاروق حسین صاحب ۱۹ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین جزام اللہ تعالیٰ خیر الجزاء عن المسلمین ان مسائل

میں کہ :

- (۱) حضرت قاسم بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نکاح جناب کبریٰ بنت حسین علیہ السلام سے بروز عاشورہ بمقام کربلا ہوا تھا یا نہیں اور روایات صحیح سے ثابت ہے یا نہیں نزدیک اہلسنت و جماعت کے؟
- (۲) تعزیر داری کس وقت سے جاری ہے؟
- (۳) تعزیر داری مروجہ، شبِ شہادت کو روشنی وغیرہ کرنا، بروز عاشورہ تعزیر کو دفن کرنا،

بروز ۱۲ محرم سوم کی فاتحہ دینا یوم عاشورہ کے حساب سے چالیسواں کرنا اہلسنت وجماعت کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟

- (۴) ایسی مجلسوں میں شریک ہونا جس میں مرثیہ وغیرہ ہوتے ہیں؟
 (۵) جو لوگ ڈھول تاشے بجاتے ہوں ان کو سبیل کا شربت پلانا یا میلہ میں سبیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسی سبیل موجب ثواب ہوگی یا موجب عذاب؟
 (۶) بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام کی زوجہ جناب شہربانو کہاں گئیں؟
 (۷) حضرت مسلم کے صاحبزادے کو قدیم شہید ہوئے یا نہیں؟ تاریخ طبری میں ہے کہ کوفہ میں صاحبزادے ہمراہ نہ تھے۔

- (۸) قولی کا سننا کن اشخاص کو جائز ہے؟
 (۹) تعزیہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟
 (۱۰) اگر تعزیہ بنائے تو کس قدر گناہ ہے؟
 (۱۱) انگوٹھے چومنا وقت تلاوت آیت کریمہ **ماکان محمد ابدا احد من منس علیکم** (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) (۱۲) تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ (ت) اور اذان میں لفظ اشھد ان محمد رسول اللہ پر جائز ہے یا نہیں؟
 (۱۳) بعد شہادت کس قدر مبارک و مشق کو روانہ ہوئے تھے اور کس قدر واپس آئے؟
 مہندی وغیرہ کا کس وقت سے رواج ہے؟

الجواب

- (۱) اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 (۲) بہت جدید، ہندوستانیوں کی ایجاد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 (۳) فاتحہ ہر وقت جائز ہے اور تعزیہ وغیرہ بدعات ناجائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 (۴) حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 (۵) پانی یا شربت ہر مسلمان کو پلا سکتے ہیں اور میلہ میں سبیل نہ لگائی جائے، نہ اس وجہ سے کہ سبیل کی مخالفت ہے بلکہ میلہ میں شرکت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

- (۶) مدینہ طیبہ - واللہ تعالیٰ اعلم
- (۷) یہ نہ مجھے اس وقت یاد، نہ تاریخ دیکھنے کی فرصت، نہ اس سوال کی حاجت -
- (۸) قوالی مع مزامیر سننا کسی شخص کو جائز نہیں - واللہ تعالیٰ اعلم
- (۹) ناجائز - واللہ تعالیٰ اعلم
- (۱۰) بدعت کا جو گناہ ہے وہ ہے گناہ کی ناپ تول دُنیا میں نہیں - واللہ تعالیٰ اعلم
- (۱۱) اذان سننے وقت جائز بلکہ مستحب ہے اور آیہ کریمہ سننے وقت جس طرح رائج ہے ناجائز ہے - واللہ تعالیٰ اعلم
- (۱۲) حدیث میں فرمایا آدمی کے اسلام کی خُربی یہ ہے کہ بیکار باتیں چھوڑے -
- (۱۳) مہندی ناجائز ہے اور اس کا آغاز کسی جاہل سقیہ نے کیا ہوگا - واللہ تعالیٰ اعلم

رسالہ

اعلیٰ الافادۃ فی تعزیرۃ الہند و بیان شہادۃ

۱۳

۲۱

(ہندوستان میں تعزیری اری اور بیان شہادت کے احکام سے متعلق بلند پایہ فوائد)

www.dawateislami.net

۲۲۰
تا ۲۲۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آن احسن تعزیرۃ لقلوب المسلمین فیما ہجم	دینی شعائر پر بدعات کے ہجوم کی وجہ سے مسلمانوں کے
من البساعات علی اعلام الدین	دلوں کے لئے بہترین تعزیرت، اللہ تعالیٰ
آن الحمد للہ سب العلمین و افضل الصلوٰۃ	رب العالمین کی حمد اور قیامت کے روز حق کی شہاد
واکمل السلام علی سید الشہداء بالحق	دینے والوں کے سردار پر بہترین صلوٰۃ اور کامل ترین
یوم القیام و علی آلہ وصحبہ الغرر	سلام اور ان کی آل و اصحاب ممتاز عزت
الکرام آمین !	والوں پر۔ آمین !

سوال اول ۲۴ صفر ۱۳۰۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیر داری کا کیا حکم ہے؟ بیٹنوا توجردوا
(بیان فرماؤ تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

تعزیر کی اصل اس قدر تھی کہ روضہ پر نور شہزادہ گلگوں قبا حسین شہید ظلم و جفا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ جدہ الہکیم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر بنیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر مکانات وغیرہ ہر چیز ہزار کی بنانا، رکھنا، سب جائز، اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی مثال بنیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز، جیسے صد یا سال سے طبقہ فطبقة ائمہ دین و علمائے معتقدین اعلیٰ شریفین حضور سیدہ الکوین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشے بناتے اور ان کے فوائد جلیلہ و منافع جزلیہ میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں جسے اشتباہ ہو امام علامہ تلمسانی کی فتح المسال وغیرہ مطالعہ کرے، مگر جہاں بخیر دے اس اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کر کے صد یا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الامان الامان کی صدائیں آئیں، اول تو نفس تعزیر میں روضہ مبارک کی نقل محفوظ نہ رہی، ہر جگہ نئی تراش نئی گھڑت جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں اور بیہودہ ططراق، پھر کوچہ کوچہ و دشت بدشت، اشاعت غم کے لئے اُن کا گشت، اور انکے گرد سینہ زنی، اور ماتم سازشی کی شور افگنی، کوئی ان تصویروں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے، کوئی مشغول طواف، کوئی سجدہ میں گرا ہے، کوئی اُن مایہ بدعات کو معاذا اللہ معاذا اللہ جلوہ گاہ حضرت امام علیٰ جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پتی سے مرادیں مانگتا مانتا ہے، حاجت مانا جانتا ہے، پھر باقی تماشے، باجے، تماشے، مردوں عورتوں کا راتوں کو میل، اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں۔ غرض عشرہ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت و محل عبادت ٹھہرا ہوا تھا، ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا پھر وبال ابتداء کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا، ریاء و تفاخر علانیہ ہوتا ہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے، روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزق الہی کی بے ادبی ہوتی ہے، پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اشاعت ہو رہی ہے، مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں، اب بہار عشرہ کے پھول کھلے، تماشے باجے بجتے چلے، طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم، بازار عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم، جشن یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرات شہداء رضوان اللہ

تعالیٰ علیہم کے جنازے ہیں، کچھ نوچ اتار باقی توڑ تاڑ دفن کر دے۔ یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم و وبال جدا گانہ رہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثناء کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے، آمین! اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے ہاں اگر اہل اسلام جائز طور پر حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کی ارواح طیبہ کو ایصالِ ثواب کی سعادت پر اقتصار کرتے تو کس قدر خوب و محبوب تھا اور اگر نظر شوق و محبت میں نقلِ روضہ انور کی حاجت تھی تو اسی قدر جائز پر قناعت کرتے کہ صحیح نقل بغرض تبرک و زیارت اپنے مکانون میں رکھتے اور اشاعتِ غم و تصنع الم و نوحہ زنی و ماتم کنی و دیگر امور شنیعہ و بدعاتِ قطعیہ سے بچتے اس قدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا مگر اب اس نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے ابتلا و بدعات کا اندیشہ ہے اور حدیث میں آیا ہے،

اتقوا مواضع التہم (تمت کے مواقع سے بچو۔ ت)

اور وارد ہوا،

من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یقفن جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے
مواقف التہم۔ وہ ہرگز تہمت کے مواقع میں نہ ٹھہرے۔ (ت)

لہذا روضہ اقدس حضور سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ صرف کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت کرے اور اسے بقصد تبرک بے آمیزش منہیات اپنے پاس رکھے جس طرح حرمین محترمین سے کعبہ معظمہ اور روضہ عالیہ کے نقشے آتے ہیں یا دلائل الخیرات شریف میں قبور پر نور کے نقشے لکھے ہیں والسلام علی من اتبع الهدی، واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

سوال دوم

از امر وہبہ مرسلہ مولوی سید محمد شاہ صاحب میلاد خواں ۲۲ شعبان ۱۳۱۱ھ
کیا ارشاد ہے علمائے دین متین کا اس مسئلہ میں کہ مجالس میلاد شریف میں شہادت نامہ کیا

۱۔ کشف الخفا۔ حدیث ۸۸ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳۴/۱

اتحاف السادة کتاب عجائب القلب بیا فی تفصیل مدخل الشیطان الی القلب دار الفکر بیروت ۲۸۳/۴

۲۔ مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحاوی کتاب الصلوٰۃ باب ادراک الفریقۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۴۹

پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بیٹنوا تو جروا۔

الجواب

شہادت نامے نشر یا نظم جو آج کل عوام میں رائج ہیں اکثر روایات باطلہ و بے سرو پا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں، ایسے بیان کا پڑھنا سننا وہ شہادت ہو خواہ کچھ، اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں اور، مطلقاً حرام و ناجائز ہے خصوصاً جبکہ وہ بیان ایسی خرافات کو متضمن ہو جن سے عوام کے عقائد میں ترزل و واقع ہو کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے، ایسے ہی وجہ پر نظر فرما کر امام حجۃ الاسلامی محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی وغیرہ ائمہ کرام نے علم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے۔ علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی صواعق محرقة میں فرماتے ہیں:

قال الغزالي وغيره يحرم على الواعظ وغيره
رواية مقتل الحسن والحسين وحكاية الم
امام غزالي وغيره نے فرمایا کہ داعظ کے لیے حرام
ہے کہ وہ شہادت حسنین کریمین اور اس کے
بے سرو پا واقعات لوگوں کو سنائے الخ (د)

پھر فرمایا:

ما ذكره من حرمه رواية قتل الحسين
وما بعده لا ينافي ما ذكرته في هذا
الكتاب لان هذا البيان الحق الذي
يجب اعتقاده من جلالة الصحابة
وبراءتهم من كل نقص بخلاف ما يفعله
الوعاظ الجهلة فانهم يأتون بالخبار
الكاذبة والموضوعة ونحوها ولا يثبتون
الحاصل والحق الذي يجب
اعتقاده الخ۔

امام حسین کی شہادت اور اس کے بعد کے واقعات
کی روایات کا حرام ہونا جو بیان کیا گیا وہ اس
کے خلاف نہیں جو کچھ میں نے اس کتاب میں ذکر
کیا کیونکہ یہ سچا بیان جو صحابہ کرام کی جلالت شان
اور ہر نقص و کمزوری سے ان کی برات پر مشتمل ہے
اس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے بخلاف اس کے
جو جاہل و اعطین بیان کرتے ہیں وہ جھوٹی بناوٹی
اور خود ساختہ خبریں لوگوں کے سامنے پیش کرتے
ہیں اور ان کا محمل نہیں بیان کرتے حالانکہ حق پر
عقیدہ رکھنا ضروری ہے الخ (د)

یونہی جبکہ اُس سے مقصود غم پروری و تصنع و حزن ہو تو یہ نیت بھی شرعاً ناجائز، شرع مطہر نے غم میں صبر و تسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دور کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ غم معدوم تبکلف و زور لانا نہ کہ تصنع و زور بنانا، نہ کہ اسے باعثِ قرب و ثواب ٹھہرانا، یہ سب بدعاتِ شنیعہ ووافض ہیں جن سے سُستی کو احتراز لازم، حاشا اللہ اس میں کوئی خوبی ہوتی تو حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفاتِ اقدس کی غم پروری سب سے زیادہ اہم و ضروری ہوتی، دیکھو حضور اقدس صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ کما ہ و ولادت و ماہ وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہے پھر علمائے امت و حامیانِ سنت نے اسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسمِ شادی و ولادت اقدس بنایا، امام ممدوح کتابِ موصوف میں فرماتے ہیں: آیاتہ شہدایا ان یشغلہ (ای یوم عاشوراء) بچے اور پرہیز کرے اس بات سے کہ کہیں ببدع الرافضة و نحوہم من یوم عاشورہ میں روافض اور ان جیسے لوگوں کی بدعات میں نہ مشغول ہو جائے جو رونا پیٹنا اور غم کرنا ہوتا ہے کیونکہ یہ امور مومنوں کے اخلاق سے نہیں ورنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یوم وصال ان چیزوں کا زیادہ حق رکھتا ہے (یعنی اگر رونے پیٹنے اور دکھ غم کے مظاہروں کی گنجائش اور اجازت ہوتی تو سب سے زیادہ یہ چیزیں آپ کے یوم وصال پر عمل میں آتیں اور دیکھی جاتیں)۔ (ت)

عوام مجلس خواں اگرچہ بالفرض صرف روایاتِ صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جو ان کے حال سے آگاہ ہے خوب جانتا ہے کہ ذکرِ شہادت شریف پڑھنے سے اُن کا مطلب یہی تصنع و رونا تبکلف لانا اور اُس رونے رلانے سے رنگ جانا ہے اس کی شاعت میں کیا شبہ ہے، بال اگر خاص بہ نیت ذکرِ شریف حضراتِ اہلبیت طہارت صلی اللہ تعالیٰ علیہم وعلیہم وبارک وسلم اُن کے فضائلِ جلیلہ و مناقبِ جمیلہ روایاتِ صحیحہ سے بروجہ صحیح بیان کرتے اور اس کے ضمن میں اُن کے فضلِ جلیل صبرِ جمیل کے انظار کو ذکرِ شہادت بھی آجاتا اور غم پروری و ماتم انگیزی کے انداز سے کامل احتراز ہوتا تو اس میں حرج نہ تھا مگر یہاں اُن کے اطوار اُن کی عادات اس نیتِ خیر سے یکسر جدا ہیں ذکرِ فضائلِ شریف مقصود ہوتا تو کیا اُن محبوبانِ خدا کی فضیلت صرف یہی شہادت تھی، بے شمار مناقبِ عظیم اللہ عز و جل نے انھیں عطا فرمائے

انہیں چھوڑ کر اسی کو اختیار کرنا اور اُس میں طرح طرح سے بالفاظِ رقت خیر و نوحہ و معافی حُزن انگیز و غم افزا بیان کو وسعتیں دینا انہیں مقاصدِ فاسدہ کی خبریں دے رہا ہے، غرض عوام کے لئے اُس میں کوئی وجہِ سالم نظر آنا سخت دشوار ہے پھر مجلسِ ملائک، ماتنس میلادِ اقدس تو عظیم شادی و خوشی و عیدِ اکبر کی مجلس ہیں اذکارِ غم و ماتم اُس کے مناسب نہیں، فقیر اُس میں ذکر و فات والا بھی جیسا کہ بعض عوام میں رائج ہے پسند نہیں کرتا حالانکہ حضور کی حیات بھی ہمارے لئے خیر اور حضور کی وفات بھی ہمارے لئے خیر، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس تحریر کے بعد علامہ محدث سیدی محمد طاہر فتنی قدس سرہ الشریف کی تصریحِ نظرِ فقیر سے گزری انہوں نے بھی اس رائے فقیر کی موافقت فرمائی والحمد للہ رب العالمین، آخر کتاب مستطاب مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں،

شهر السور والبهجة مظهر منبع الانوار
والوحدة شهر سبع الاول، فانه شهر
امونا باظهار الجور فيه كل عام، فلا شك
باسم الوفا فانه يشبه تجديد الماتم،
وقد نصوا على كراهيته كل عام في سيدنا
الحسين مع انه ليس له اصل في امهات
البلا والاسلامية، وقد تحاشوا عن اسمه
في اعراس الاولياء فكيف في سيد الاصفياء
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
کرتے ہیں تو حضور پر نور سید الاصفیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاملہ میں اُسے کیونکر پسند کر سکتے ہیں۔
فالحمد للہ علی ما الہم، واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

حوال سوم

از ریاست رامپور محلہ میانگاناں مرسلہ مولوی محمد کبھی صاحب محرم ۱۳۲۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہادت نامہ پڑھا کیسا ہے، اور اس میں اور

تعزیه داری میں فرق احکام کیا ہے؟ بیٹنوا توجروا۔

الجواب

ذکر شہادت شریف جبکہ روایات موضوعہ و کلمات ممنوعہ و نیت نامشروعہ سے خالی ہو عین سعادت ہے
عند ذکر الصلحین تنزل الرحمة علیہ صالِحین کے ذکر پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل
ہوتی ہے (ت)

اس کی تفصیل جیل فتاویٰ فقیر میں ہے اور اس میں اور تعزیه داری میں فرق احکام ایک مقدمہ کی
تمہید چاہتا ہے،

فاقول وبالله التوفیق (میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے توفیق حاصل ہوتی ہے)
شے کے لئے ایک حقیقت ہوتی ہے اور کچھ امور زوائد کہ لازم یا عوارض ہوتے ہیں احکام شرعیہ شے پر
بحسب وجود ہوتے ہیں مجرد اعتبار عقلی نا صالح وجود مطمح احکام شرع نہیں ہوتا کہ فقہ افعال مکلفین سے
باحث ہے جو فعلیت میں آ نہیں سکتا موضوع سے خارج ہے تغائر اعتبار سے تغائر احکام وہیں ہو سکتا ہے
جہاں وہ اعتبارات واقعہ مفارقة متعاقبہ ہوں کہ شے کبھی ایک کے ساتھ پائی جائے کبھی دوسرے کے
تو ہر دو انجائے وجود کے اعتبار سے مختلف حکم دیا جاسکتا ہے اور ایسی جگہ مقصود ہے کہ نفس شے کا حکم اُن
بعض احکام شے مع بعض الاعتبار سے جدا ہو مگر ذوائد کہ لازم الوجود ہوں اُن کے حکم سے جدا کوئی حکم
حقیقت کے لئے نہ ہو گا کہ لازم سے انفکاک محال ہے جب لازم میں یہ حال ہے تو ارکان حقیقت کہ
سلخ ماہیت میں داخل ہوں اُن سے قطع نظر ناممکن، پھر ماہیت عرفیہ میں کنیت تابع عرف ہے اور بعض اجزاء
سے سلخ ماہیت کا تغیر اعتبار شے نہیں بلکہ تغیر ماہیت عرفیہ ہے مثلاً نماز عرف شرع میں مجموعہ ارکان مخصوصہ
ہیأت معلوم کا نام ہے، اب اگر کوئی ان ارکان سے جدا بلکہ تبدیل ہیأت ہی کے ساتھ ایک صورت کا
نام نماز رکھے جو قعود سے شروع اور قیام پر ختم ہو اور اس میں رکوع پر سجود مقدم، تو یہ حقیقت نماز ہی
تبدیل ہو گی نہ کہ حقیقت حاصل اور اعتبار بتدل، جب یہ مقدمہ مہمد ہو لیا فرق احکام ظاہر ہو گیا شہادت نامہ
پڑھنے کی حقیقت عرفیہ صرف اس قدر کہ ذکر شہادت شریف حضرات ربیعائین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم مسلمانوں کے آگے پڑھا جائے، معاذ اللہ روایات کا موضوع و باطل یا ذکر کا تنقیص شان صحابہ
پر مشتمل ہونا ہرگز نہ داخل حقیقت ہے نہ لازم وجود، ولہذا جو لوگ روایات صحیحہ معتبرہ نفیضہ مظہرہ

مثل سرالشاہدین وغیرہ پڑھتے ہیں اُسے بھی قطعاً شہادت ہی پڑھنا اور مجلس کو مجلس شہادت ہی کہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ امور نامشروعہ کہ عارض ہو گئے ہنوز عوارض ہی سمجھے جاتے ہیں اور عوارض قبیحہ سے نفس شستی مباح یا حسن قبیح نہیں ہو جاتی بلکہ وہ اپنی حد ذات میں اپنے حکم اصلی پر رہتی اور نہ ہی عوارض قبیحہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے جیسے ریشمیں کپڑے پہن کر نماز پڑھنا کہ نفس ذات نماز کو معاذ اللہ قبیح نہ کہیں گے بلکہ ان عوارض و زوائد کو تو شہادت ناموں میں ان عوارض کا لحوق بعینہ ایسا ہے جیسے آج کل بعض جہال ہندوستان نے مجلس میلاد مبارک میں روایات موضوعہ و قصص بے سر و پایا بلکہ کلمات توہین ملائکہ و انبیاء علیہم الصلوٰۃ و الثناء پڑھنا اختیار کیا ہے، اس سے حقیقت بمثل نہ ہوتی، عوارض نے دائرہ عروض سے آگے قدم رکھا جو مجالس طیبہ ظاہر ہوتی ہیں انہیں بھی قطعاً مجالس میلاد مبارک ہی کہا جاتا ہے اور ہرگز کسی کو یہ گمان نہیں ہوتا کہ یہ کوئی دوسری شئی ہے جو اُن مجالس سے حقیقت جُدا گانہ رکھتی ہے بخلاف تعزیہ داری کہ اُس کا آغاز اگرچہ یوں ہی سنا گیا ہے کہ سلطان تیمور نے از انجا کہ ہر سال حاضری روضہ مقدسہ حضور سید الشہداء شہزادہ گلگوں قبا علی جدہ الکریم علیہ الصلوٰۃ و الثناء کو محل امور سلطنت و کیا تنظر شوق و تہرک تماشال روضہ مبارک بنوائی اور اس قدر میں کوئی تخرج شرعی نہ تھا مگر یہ امر حقیقت متعارفہ سے وجوداً و عدماً بالکل بے علاقہ ہے اگر کوئی شخص روضہ انور مدینہ منورہ و کعبہ معلکہ کے نقشوں کی طرح کاغذ پر تماشال روضہ حضرت سید الشہداء آئینہ میں لگا کر رکھے ہرگز نہ اُسے تعزیہ کہیں گے نہ اُس شخص کو تعزیہ دار، حالانکہ اُتنا امر قطعاً موجود ہے اور یہ ہر سال نئی نئی تراش و خراش کی کھچی پتیاں، کسی میں براق، کسی میں پریاں، جو گلی کو چے گشت کرائی جاتی ہیں ہرگز تماشال روضہ مبارک حضرت سید الشہداء نہیں کہ تماشال ہوتی تو ایک طرح کی نہ کہ صد ہا مختلف انہیں ضرور تعزیہ اور ان کے مرکب کو تعزیہ دار کہا جاتا ہے تو بد اہتہ ظاہر کہ حقیقت تعزیہ داری انہیں امور نامشروعہ کا نام ٹھہرا ہے نہ کہ نفس حقیقت عرفیہ ہی امر جائزہ ہو اور یہ نامشروعات امور زوائد و عوارض مفارقہ سمجھے جاتے ہوں، ولہذا فقیر نے اپنے فتاویٰ میں قدر مباح کو ذکر کر کے کہا کہ جہال بخیرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کر کے الخ، اور آخر میں کہا اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے۔ یہ اُسی فرق جلیل و نفیس کی طرف اشارہ تھا جو اس مقدمہ مہمدہ میں گزرا۔

بالجملہ شہادت نامے کی حقیقت ہنوز وہی امر مباح و محمود ہے اور شنائع زوائد و عوارض اگر اُن سے خالی اور نسبت نامحمود سے پاک ہو ضرور مباح ہے اور تعزیہ داری کی حقیقت ہی یہ امر ناجائزہ

ہیں اس قدر جائز ہے سے کوئی تعلق نہ رہا، نہ اس کے وجود سے موجود ہوتی ہے نہ اس کے عدم سے معدوم، تو یہ فی نفسہ ناجائز و حرام ہے۔ اس کی نظیر اہم سابقہ میں آغاز احصاء ہے، وود و سواع و یثوق و یثوق و یثوق صالین تھے ان کے انتقال پر ان کی یاد کے لئے ان کی صورتیں تراشیں، بعد مرورِ زمانہ کھلی نسلوں نے انہیں کو معبود سمجھ لیا تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان بتوں کی حالت اپنی انہیں ابتدائی حقیقت پر باقی تھی یہ شنائع زوائد عوارض خارجہ تھے، ولہذا شرائع الہیہ مطلقاً ان کے رد و انکار پر نازل ہوئیں، بخاری وغیرہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

کانوا اسما من جال صالحین من قوم نوح فلما هلكوا وحى الشيطان الى قومهم ان انصبوا الى مجالسيهم التي كانوا يجلسون انصابا وسموها باسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتى اذا هلك اولئك ونسخ العلم عبادت لہ

وود، سواع وغیرہ قوم نوح علیہ السلام کے نیک لوگوں کے نام تھے جب وہ وفات پا گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ ان کی مجلسوں میں جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے ان کے مجسمے بنا کر کھڑے کر دو اور ان کے اسماء کا ذکر کرو (یعنی انہیں یاد کرو) چنانچہ

لوگوں نے ایسا ہی کیا مگر وہ ان کی عبادت میں مشغول نہیں ہوئے تا آنکہ وہ لوگ دنیا سے رخصت ہو گئے اور علم مٹ گیا اور پچھلے لوگ یعنی بعد میں آنے والی نسل حقیقت سے نا آشنا ہوتے ہوئے ان کی پوجا کرنے لگی۔ (ت)

فاکھی عبید اللہ بن عبید بن عمیر سے راوی:

قال اول ما حدثت الاصلاء على عهد نوح وكانت الابناء تبر الآباء فمات من اجل منهم فجزع عليه ابنه فجعل لا يصبر عنه فاتخذ مثالا على صورته فكلما اشتاق اليه نظره ثم مات ففعل به كما فعل ثم تابعوا

عبداللہ ابن عبید نے کہا سب سے پہلی بت پرستی کا ظہور زمانہ نوح میں ہوا اور بیٹے اپنے آباء سے حسن سلوک کیا کرتے تھے، پھر ان میں سے کوئی شخص مر جاتا تو اس کا بیٹا اس کے لئے بیقرار اور بے چین ہو جاتا اور صبر نہ کر سکتا اور اپنی تسکین کے لئے اس کی مورتی بنا لیتا اور جب اصل کو دیکھنے کا شوق ہوتا تو اس شبیہ کو دیکھ کر

على ذلك فعات الاءاء فقال الاءاء ما
اتخذ اباؤنا هذه الا انها الهتهم
فعبدوها۔

پہلے باپ دادا مر گئے تو آنے والی اولاد کہنے لگی کہ یہ تو ہمارے پہلے باپ داداؤں کے معبود تھے پھر
یہ ان کی عبادت کرنے لگے (پس اس طرح بت پرستی کا آغاز ہوا)۔ (ت)

یہ فرق نفیس خوب یاد رکھنے کا ہے کہ اسی سے غفلت کر کے وہابیہ اصل حقیقت پر حکم عوارض
لگاتے اور تعزیر دار تبدیل حقیقت کو اختلاف عوارض ٹھہراتے اور دونوں سخت خطائے فاحش میں
پڑ جاتے ہیں وباللہ العصمة واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم (اور اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے بچاؤ
ممکن ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ بڑا عالم ہے۔ ت)

سوال چہارم

از دھام پور ضلع بجنور مرسلہ حافظ سید بنیاد علی صاحب ۸ محرم الحرام ۱۳۱۳ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یوم عشرہ میں سبیل لگانا اور کھانا کھلانے
اور لنگر لٹانے کے بارے میں دیوبند کے علماء مخالفت کرتے ہیں و نیز کتب شہادت کو بھی جو امر صحیح
ہو عند الشرع ارقام فرمائیے اور مجلس محرم میں ذکر شہادت اور مرثیہ سننا کیسا ہے؟ بیٹنوا توجروا
(بیان فرماد تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

پانی یا شربت کی سبیل لگانا جبکہ بنیت محمود اور خالصاً لوجه اللہ ثواب رسائی اذ اح طیبہ
ائمۃ اطہار مقصود ہو بلا شبہ بہتر و مستحب و کار ثواب ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا كثرت ذنوبك فاسق الماء على
الماء تتناثر كما يتناثر الورق من الشجر
جب تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پانی پر پانی
پلا گناہ جھڑ جائیں گے جیسے آندھی میں پتے کے

۱۔ فتح الباری بحوالہ فاکہ عن عبید اللہ بن عبید سورۃ نوح مصطفیٰ ابابانی مصر ۱/۲۹۵
الدر المنثور " " " " " منشورات مکتبہ آیۃ اللہ قم ایران ۶/۲۶۹

فی الریح العاصف۔ رواہ الخطیب عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
پتے۔ (اس کو خطیب نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا۔ ت)

اسی طرح کھانا کھانا لنگر بانٹنا بھی مندوب و باعث اجر ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان اللہ عز وجل یناہی ملکته بالذین یطعمون الطعام من عبیدہ۔ رواہ ابو الشیخ فی الثواب عن الحسن مرسلہ۔
اللہ تعالیٰ اپنے اُن بندوں سے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں فرشتوں کے ساتھ مہربانیاں فرماتا ہے کہ دیکھو یہ کیسا اچھا کام کر رہے ہیں (اس کو ابو الشیخ نے ثواب میں حسن سے مرسلہ روایت کیا)۔

مگر لنگر لٹانا جسے کہتے ہیں کہ لوگ چھتوں پر بیٹھ کر روٹیاں پھینکتے ہیں، کچھ ہاتھوں میں جاتی ہیں کچھ زمین پر گرتی ہیں، کچھ پاؤں کے نیچے ہیں، یہ منع ہے کہ اس میں رزق الہی کی بے تعظیمی ہے بہت علماء نے تو روپوں پیسوں کا لٹانا جس طرح دُلمن دُلہا کی نچھاور میں معمول ہے منع فرمایا کہ روپے پیسے کو اللہ عز وجل نے خلق کی حاجت روائی کے لئے بنایا ہے تو اسے پھینکنا نہ چاہئے، روٹی کا پھینکنا تو سخت بہیودہ ہے، بزازیہ کتاب انکار ہیئہ، النوع الرابع فی الہدیۃ والمیراث میں ہے،

ہل یمباح نثر الدس اہم قیل لا و قیل لا باس بہ و علیٰ ہذا الدنانیر و الفلوس و قد یستدل من کرہ بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم الدراہم والدنانیر خاتمان من خواتیم اللہ تعالیٰ فمن ذہب بخاتم من خواتیم اللہ تعالیٰ قضیت حاجتہ ۛ
کیا دراہم لٹانا مباح ہے، بعض نے کہا مباح نہیں اور بعض نے کہا کوئی حرج نہیں ہے، اسی حکم میں دنانیر اور پیسے ہیں، ناپسند کھنے والوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کہ در اہم و دنانیر اللہ تعالیٰ کی مُہروں سے مُہریں ہیں تو جس نے کوئی مُہر پائی اس نے اللہ تعالیٰ کی مُہر سے حاجت پائی ہے استدلال کیا۔ (ت)

۱۔ تاریخ بغداد ترجمہ ۳۲۶۳ اسحق بن محمد دار الکتاب العربی بیروت ۴/۳۰۳ و ۴۰۴
۲۔ الترغیب والترہیب بحوالہ ابی الشیخ فی الثواب الترغیب فی الطعام حدیث ۲۱ مصطفیٰ البانی مصر ۶۸
۳۔ فتاویٰ بزازیہ علی ہامش فتاویٰ ہندیہ کتاب انکار ہیئہ النوع الرابع فی الہدیۃ والمیراث نورانی کتب خانہ پشاور ۶/۳۶۴

کتاب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ دروایات باطلہ پر مشتمل ہیں، یہ تو ہیں
 مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا سنا سب گناہ و حرام ہے۔ حدیث میں ہے،
 نفی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
 سلم عن السرائی - رواہ ابو داؤد والحاکم
 منع فرمایا (اسے ابو داؤد اور حاکم نے
 عن عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 روایت کیا - ت)

ایسے ہی ذکر شہادت کو امام حجۃ الاسلام وغیرہ علمائے کرام منع فرماتے ہیں کما ذکرہ امام
 ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقة (جیسا کہ امام ابن حجر مکی نے صواعق محرقة میں اسے
 روایت کیا ہے - ت) ہاں اگر صحیح روایات بیان کی جائیں اور کوئی کلمہ کسی نبی یا ملک یا اہلبیت یا صحابی
 کی توہین شان کا مبالغہ مدح وغیرہ میں مذکور نہ ہو نہ وہاں یمن یا نوحہ یا سینہ کوئی یا گریبان درمی یا ماتم
 یا قصع یا تجدید غم وغیرہ ممنوعات شرعیہ نہ ہوں تو ذکر شریف فضائل و مناقب حضرت سیدنا امام حسین
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بلاشبہ موجب ثواب و نزول رحمت ہے عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة (صالحین
 کے ذکر پر رحمت الہیہ نازل ہوتی ہے - ت) ولہذا امام ابن حجر مکی بعد بیان مذکور کے فرماتے ہیں،
 ما ذکر من حرمة رواية قتل الحسين
 وما بعده لا یسا فی ما ذکرته فی هذا
 الكتاب لان هذا البیان
 الحق الذی یحب اعتقاده من
 جلالة الصحابة وبراءتهم من کل
 نقص، بخلاف ما یفعله الوعاظ الجہلۃ
 فانهم یأتون بالاکخبار الکاذبة
 الموضوعة ونحوها ولا یبینون
 شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کی
 حرمت اور اس کے بعد جو کچھ ذکر کیا وہ میری
 اس کتاب میں ذکر کردہ روایات کے
 منافی نہیں ہے کیونکہ یہ صحابہ کرام کی جلالت
 اور ہر نقص سے ان کی برات پر مشتمل حق
 کا بیان ہے بخلاف جاہل و اعظمین
 کے کہ وہ جھوٹ اور موضوع قسم کی خبریں
 سناتے ہیں اور صحیح محمل اور قابل اعتقاد

۱۵ سنن ابن ماجہ ابواب ماجہ فی الجنائز باب ماجاء فی البکاء علی المیت ایچ ایم سعید پبلی کراچی ۱۵
 المستدرک للحکم کتاب الجنائز البکاء علی المیت دار الفکر بیروت ۳۸۳/۱
 ۱۶ اتحاف السادة المتقين کتاب آداب العزلة الباب الثانی ۳۵۰/۶

المحامل والحق الذي يجب اعتقاده
والله سبحانه وتعالى اعلم۔
کھ بیان نہیں کرتے ۔ واللہ سبحنہ
وتعالیٰ اعلم (ت)

سوال پنجم

از مفتی گنج ضلع پٹنہ ڈاک خانہ ایکٹنگ سرائے مرسلہ محمد نواب صاحب قادری و دیگر مسکن مفتی گنج
۲۷ رمضان شریف ۱۳۱۸ھ

یہاں عشرہ محرم میں مجلس مرثیہ خوانی کی ہوتی ہے، اور مرثیہ صوفیہ کرام کے پڑھے جاتے ہیں اور
سینہ کو بی وین نہیں ہوتا اور میر مجلس سنی المذہب ہے، ایسی مجلس میں شرکت یا اس میں مرثیہ خوانی کا
کیا حکم ہے؟ بیٹنوا توجسوا۔

الجواب

جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسینؑ و اہلبیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہو جس میں
روایات صحیحہ معتبرہ سے اُن کے فضائل و مناقب و مدارج بیان کئے جائیں اور ماتم و تجدید غم وغیرہ امور مخالفہ
شرع سے بیکھر پاک ہو فی نفسہ حسن و محمود ہے خواہ اس میں نثر پڑھیں یا نظم، اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس
ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہداء ہے عرف حال میں بنام مرثیہ موسوم ہو کہ اب یہ وہ مرثیہ
نہیں جس کی نسبت ہے :

نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عن المراثی۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرثیوں سے
منع فرمایا ۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم (ت)

سوال ششم

از نواب گنج ۲۰ محرم الحرام ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان صورتوں میں :

۱۔ الصواعق المحرقة الخاتمة فی بیان اعتقاد اہل التمتہ مکتبہ مجیدیہ ملتان ص ۲۲۴
۲۔ المستدرک للحاکم کتاب الجنائز البکار علی المیت دار الفکر بیروت ۲۸۳/۱
سنن ابن ماجہ ابواب ماجہ فی الجنائز باب ماجہ فی البکار علی المیت ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۵

(۱) ایک شخص کہتا ہے کہ میں تعزیر کا چرٹھا ہوا نہیں کھاتا ہوں حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نیاز کا کھانا ہوں۔

(۲) ایک شخص کہتا ہے تعزیر پر کیا منحصر ہے چرٹھونا کوئی ہو میں نہیں کھاتا ہوں نیاز کا کھانا ہوں۔

(۳) ایک شخص کہتا ہے کہ عشرہ محرم الحرام میں جو کچھ کھانے پینے وغیرہ میں ہوتا ہے دس روز تک تعزیر کا چرٹھا ہوتا ہے۔

(۴) ایک شخص کہتا ہے تعزیر ثبت ہے بہ سبب لگانے صورت کے۔

(۵) ایک شخص کہتا ہے کہ یہ صورت وہ ہے جو براق اور خوب جنت میں ہیں۔

(۶) ایک شخص کہتا ہے کہ تعزیر اور مسجد میں کچھ فرق نہیں بلکہ کہتا ہے کہ مسجد میں کیا ہے وہ اینٹ گارا ہی تو ہے جو وہاں سجدے کرتے ہو اور تعزیر میں ابرق کا کاغذ وغیرہ ہیں۔

(۷) ایک شخص نے کہا کہ بھائی یہ باتیں شرع کی ہیں لیکہ کہ شرع کے سپرد کرو، آپس میں جھگڑا مت کرو۔

(۸) ایک شخص کہتا ہے کہ تم شرع نہیں سمجھتے۔

(۹) ایک شخص نے کہا کہ جس حالت میں تم شرع کو نہیں سمجھتے ہو تو میں تعزیر کے چرٹھونے کو حرام سمجھتا ہوں۔

اجواب

(۱) پہلا شخص اچھی بات کہتا ہے واقعی حضرت امام کے نام کی نیاز کھانی چاہئے اور تعزیر کا چرٹھا ہوا کھانا نہ چاہئے، اگر اس کے قول کا یہ مطلب ہے کہ وہ تعزیر کا چرٹھا ہوا اس نیت سے نہیں کھاتا

کہ وہ تعزیر کا چرٹھا ہوا ہے بلکہ اس نیت سے کھاتا ہے کہ وہ امام کی نیاز ہے تو یہ قول غلط اور

بیہودہ ہے، تعزیر پر چرٹھانے سے حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نیاز نہیں ہو جاتی، اور

اگر نیاز دے کر چرٹھائیں یا چرٹھا کر نیاز دلائیں تو اس کے کھانے سے احتراز چاہئے اور وہ نیت

کا تفرقہ اس کے مفسدہ کو دفع نہ کرے گا، مفسدہ اس میں ہے کہ اس کے کھانے سے جاہلوں کی

نظر میں ایک امر ناجائز کی وقعت بڑھانی یا کم از کم اپنے آپ کو اس کے اعتقاد سے متہم کرتا ہے،

اور دونوں باتیں شنیع و مذموم ہیں لہذا اس کے کھانے پینے سے احتراز چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) دوسرے شخص کی بات میں ذرا زیادتی ہے اولیاء کرام کے مزارات پر جو شیرینی کھانا بہ نیت تصدق

لے جاتے ہیں اسے بھی بعض لوگ چرٹھونا کہتے ہیں اس کے کھانے میں فقیر کو اصل حرج نہیں۔

(۳) تیسرے شخص نے نیاز اور تعزیر کے چرٹھا وے میں فرق نہ کیا یہ غلط ہے چرٹھونا وہی ہے جو تعزیر

پر یا اس کے پاس لے جا کر سب کے سامنے نذر تعزیر کی نیت سے رکھا جائے باقی سب کھانے

شریت وغیرہ کہ عشرہ محرم میں بہ نیت ایصالِ ثواب ہوں وہ چڑھاوا نہیں ہو سکتے۔
(۴) مجسم تصویر کو بُت کہتے ہیں اس معنی پر وہ تصویریں کہ تعزیہ میں لگائی جاتی ہیں اور مجازاً اکل کو بھی کہہ سکتے ہیں اور اگر بُت سے مراد معبود مطلق ہو تو یہ سخت زیادتی ہے انصاف یہ کہ کوئی جاہل سا جاہل بھی تعزیہ کو معبود نہیں جانتا۔

(۵) اس شخص کا یہ محض افتراء ہے کہاں خور و براق اور کہاں یہ کاغذ پتی کی مُرتیں جس سے کہیں زیادہ خوبصورت کسکروں کے یہاں روزِ نبی ہیں، اور اگر ہو بھی تو خور و براق کی تصویریں بنانی کسبِ حلال ہیں۔

(۶) یہ شخص صریح گمراہ و بد عقل و بد زبان ہے، مسجد کو کوئی سجدہ نہیں کرتا نہ اس کی حقیقت اینٹ کا راز ہے بلکہ وہ زمین کہ نماز و عبادتِ الہی بجالانے کے لئے تمام حقوقِ عباد سے جُدا کر کے اللہ عزوجل کے حکم سے اس کی طرفِ تقرب کے واسطے خاص ملک الہی پر چھوڑی گئی اب وہ شعائر اللہ سے ہو گئی اور شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم، قال اللہ تعالیٰ،

وَمَنْ يَعْلَمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَاَنْهَاهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ
اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے (ت)

اس مجموعہ بدعات کو اس سے کیا نسبت، مگر جہلِ مرکب سخت مرضی ہے، والیاء باللہ۔
(۷) اس شخص نے اچھا کیا مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ جو بات نہ جانے خود اس پر کوئی حکم نہ لگائے بلکہ اہل شرع سے دریافت کرے، قال اللہ تعالیٰ،

فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ
اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔ (ت)

(۸) اس کے قول کا اگر یہی مطلب ہے کہ تم لوگ بے علم ہو آپس میں بحث نہ کرو اہل شرع پوچھو تو اچھا کیا، اور اگر یہ مراد ہے کہ تعزیہ شرعاً اچھی چیز ہے تم شرع نہیں سمجھتے تو یہ بہت بُرا کہا اور شرع پر افتراء کیا اور اگر یہ مقصود ہو کہ شرع سے تو مذمت صاف ظاہر ہے مگر تم لوگ نہیں سمجھتے تو یہ بھی اچھا کیا۔

(۹) اس کا قول حد سے گزرا ہوا ہے تعزیہ کا چڑھاوا کھانا اُن وجہ سے جو ہم نے ذکر کیں مکروہ و ناپسند ضرور ہے مگر حرام کہنا غلط ہے، فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”اس بکری کو جو ہندو نے اپنے بُت کے نام پر مسلمان سے ذبح کرایا اور مسلمانوں نے اللہ عز و جل کی تکبیر کہہ کر ذبح کر دی تصریح فرمائی کہ حلال ہے ویکرہ للمسلم مسلمان کے لئے مکروہ ہے۔“

جب وہاں صرف کراہت کا حکم ہے تو یہاں تحریم کیونکر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال، منقلم

از اترولی ضلع علی گڑھ محلہ مُغلاں مرسلہ اکرام عظیم صاحب ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۱ھ
مجلس مرثیہ خوانی اہل شیعہ میں اہلسنت و جماعت کو شریک و شامل ہونا جائز ہے یا نہیں؟
بیٹنوا توجروا۔

الجواب

حرام ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”من کثر سواد قوم فهو منهم“ جس نے کسی قوم کا شخص کثیر بنایا وہ ان میں کا ہے۔ (ت)

وہ بد زمان ناپاک لوگ اکثر تیرا تک جاتے ہیں اس طرح کہ جاہل سُفھے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور متواتر سُنا گیا ہے کہ سُنیوں کو جو شریعت دیتے ہیں اس میں نجاست ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اپنے یہاں کے ناپاک فلتین کا مانی ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو وہ روایات موضوعہ و کلمات شنیعہ و ماتم حرام سے خالی نہیں ہوتی اور یہ دیکھیں سُنیوں کے اور منع نہ کر سکیں گے ایسی جگہ جانا حرام ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔
تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔
واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۱۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب الذبائح الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۲۸۶/۵
۲۔ المقاصد الحسنہ حدیث ۱۱۷۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۲۶۶
۳۔ القرآن الکریم ۶/۶

سوال، ہشتم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تعزیر بنانا اور اس پر نذر نیا ز کرنا عرائض بامید حاجت براری لٹکانا اور بدعت حسنة اس کو داخل حسنات جاننا اور موافق شریعت ان امور کو اور جو کچھ اس سے پیدا اور یا متعلق ہوں کتنا گناہ ہے، اور زید اگر ان باتوں کو جو فی زمانہ متعلق تعزیر داری و الم داری کے ہیں موافق مذہب اہلسنت کے تصور کرے تو وہ کس قسم کے مرتکب ہوا اور اُس پر شرع کی تعزیر کیا لازم آتی ہے اور ان امور کے ارتکاب سے وہ شرک خفی یا جلی میں مبتلا ہے یا نہیں، اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں، در صورتیکہ وہ امور مذکورہ بالا کو داخل عقیدت اہلسنت و جماعت بنظر ثواب عمل میں لاتا ہو۔ بیٹنوا توجروا۔

الجواب

افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں بدعت مسیئہ و ممنوع و ناجائز ہیں انہیں داخل ثواب جاننا اور موافق شریعت مذہب اہلسنت ماننا اس سے سخت تر و خطائے عقیدہ و جہلِ اشیائے شرعی تعزیر حاکم شرع سلطان کی رائے پر مفوض ہے بایں ہمہ وہ شرک و کفر ہرگز نہیں، نہ اس بنا پر عورت نکاح سے باہر ہو، عرائض بامید حاجت براری لٹکانا محض بدعت توہم ہے جو اس کا جہل ہے کہ امور ممنوعہ لائق توہم نہیں ہوتے باقی حاجت روا بالذات کوئی کلمہ گو حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی نہیں جانتا کہ معاذ اللہ تعالیٰ شرک ہو، یہ وہابیہ کا جہل و ضلال ہے، واللہ تعالیٰ اعلم فقط

رسالہ

اعالی الافادۃ فی تعزیر الہتد و بیان شہادۃ

ختم ہوا

تشبہ بالغیر

شعار کفار وغیرہ

مسئلہ ۲۲۸ از پہلی بحیث محلہ محمد واصل مرسلہ مولوی محمد وصی احمد صاحب سورتی ۲۴ صفر ۱۳۱۲ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دھوتی لباس ہند ہے یا کہ
 خاص ہندو کا لباس ہے، ایک عالم صاحب کہتے ہیں کہ دھوتی لباس ہندو ہے اور بموجب من تشبہ
 بقوم فہو منہم (جو کوئی کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے گا تو وہ انہی میں سے شمار ہوگا۔ ت)
 کے جو مسلمان دھوتی پہنے وہ ہندو ہے اور نماز روزہ وغیرہ کوئی عمل صالح اس کا مقبول نہیں مسلمانوں
 کو دھوتی پہننے والے کے ساتھ مناکحت و نشست پر خاست کھانا پینا کھلانا پلانا صاحب سلامت سب
 منع ہے بلکہ دھوتی پہننے والا سلام علیک کرے تو اس کے سلام کا جواب بھی نہ دے، پس دھوتی
 پہننے والے کے ساتھ وہی برتاؤ چاہئے جیسا کہ عالم صاحب کہتے ہیں یا کہ مسلمانوں کا سا، اس بارہ میں
 جو حکم شریعت ہوا ارشاد فرمایا جائے۔ بیٹنوا تو جدوا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

34
34

اقول وبالله التوفيق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے کہتا ہوں۔ ت) اس جنس مسائل میں حق تحقیق و تحقیق حق یہ ہے کہ تشبیہ و کو وجہ پر ہے، التزامی و لزومی۔ التزامی یہ کہ یہ شخص کسی قوم کے طرز و وضع خاص اسی قصد سے اختیار کرے کہ اُن کی سی صورت بنائے اُن سے مشابہت حاصل کرے حقیقتہً تشبیہ اسی کا نام ہے فان معنی القصد والتكلف ملحوظ فيه كما لا يخفى (اس لئے کہ قصد اور تکلف کے مفہوم کا اس میں لحاظ رکھا گیا ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت)۔ اور لزومی یہ کہ اس کا قصد تو مشابہت کا نہیں مگر وہ وضع اس قوم کا شعار خاص ہو رہی ہے کہ خواہی بخواہی مشابہت پیدا ہوگی، التزامی میں قصد کی تین صورتیں ہیں:

اول یہ کہ اُس قوم کو محبوب و مرضی جان کر اُن سے مشابہت پسند کرے یہ بات اگر مبدع کے ساتھ ہو بدعت اور کفار کے ساتھ معاذ اللہ کفر، حدیث من تشبه بقوم فهو منهم (جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے تو وہ انہی میں سے شمار ہوگا۔ ت) حقیقتہً صرف اسی صورت سے خاص ہے غرض العیون والبصائر میں ہے: اتفق مشائخنا ان من رأى امرا الكفار حسنا فقد كفر حتى قالوا فى رجل قال ترك الكلام عند اكل الطعام حسن المجوس او ترك المضاجعة عندهم حال الحيض حسن فهو كافر لیه ہمارے مشائخ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کوئی کافر کو جسنا فقد كفر حتى قالوا فى رجل قال ترك الكلام عند اكل الطعام حسن المجوس او ترك المضاجعة عندهم حال الحيض حسن فهو كافر لیه ہے یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا کہ جو کوئی کھانا کھاتے وقت باتیں نہ کرنے کو اور حالت حیض میں عورت کے پاس نہ لیٹنے کو مجوسیوں اور آتش پرستوں کی اچھی عادت کچھ تو وہ کافر ہے۔ (ت)

دوم کسی غرض مقبول کی ضرورت سے اسے اختیار کرے وہاں اُس وضع کی شناخت اور اس غرض کی ضرورت کا موازنہ ہوگا اگر ضرورت غالب ہو تو بقدر ضرورت کا وقت ضرورت یہ تشبیہ کفر کیا معنی ممنوع بھی نہ ہوگا جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی کہ بعض فتوحات میں منقول روٹیوں کے لباس پہن کر بھیس بدل کر کام فرمایا اور اس ذریعہ سے کفار اشرار کی بھاری جماعتوں پر باذن اللہ غلبہ پایا اسی طرح سلطان مرحوم صلاح الدین یوسف انار اللہ تعالیٰ برہانہ کے زمانے میں جبکہ تمام کفار یورپ

لے سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب لبس الشهرة آفتاب عالم پریس لاہور ۲۰۳/۲
لے غزیمون البصائر مع الاشباه والنظائر الفہم الثانی کتاب السیر باب الرد إدارة القرآن کراچی ۱/۲۹۵

نے سخت شورش مچائی تھی دو عالموں نے پا دیوں کی وضع بنا کر دورہ کیا اور اُس آتشِ تعصب کو بجھا دیا۔
خلاصہ میں ہے :

لو شد الزنار علی وسطہ ودخل دار الحرب
لتخليص الاسارى لا يكفر ولو دخل لاجل
التجارة يكفر ذكره القاضى الامام
ابو جعفر الاستروشنى ^۱
اگر کوئی شخص اپنی کمر میں زنار باندھے اور قیدیوں کو
پھڑانے کے لئے دارِ حرب میں داخل ہو تو کافر
نہیں ہوگا اور اگر اس مدت میں تجارت کرنے
کے لئے جائے تو کافر ہو جائے گا۔ امام ابو جعفر
استروشنی نے اس کو ذکر کیا ہے۔ (ت)

ملقط میں ہے :

اذا شد الزنار واخذ الغل او لبس
قلنسوة المجوس جادا او هانلا
يكفر الا اذا فعل خديعة
في الحرب ^۲
جب کسی شخص نے زنار باندھا یا طوق لیا یا آتش
پرستوں کی ٹوپی پہنی خواہ سنجیدگی کے ساتھ یا ہنسی
مذاق کے طور پر تو کافر ہو گیا، مگر جنگ میں (دشمن
کو مغالطے میں ڈالنے کے لئے) بطور تدبیر اس کے
تو کافر نہ ہوگا۔ (ت)

منع الروض میں ہے :

ان شد المسلم الزنار ودخل دار الحرب
للتجارة كفراى لانه تلبس بلباس
كفر من غير ضرورة شديدة و
لا فائدة مترتبة بخلاف من
لبسها لتخليص الاسارى على
ما تقدم ^۳
اگر مسلمان زنار باندھ کر دارِ الکفر میں کاروبار کیلئے
جائے تو کافر ہو جائے گا اس لئے کہ اس نے
بغیر کسی شدید مجبوری کے اور بغیر کسی ترتیب فائدہ
کے لباسِ کفر پہنا (جو اس کے لئے روانہ تھا)
بخلاف اس شخص کے جس نے قیدیوں کو آزاد
کرانے کے لئے لباسِ کفر (برائے جیل) استعمال
کیا، جیسا کہ پہلے ذکر ہوا (ت)

۱۔ خلاصۃ الفتاوی کتاب الفاظ الکفر الفصل الثانی المجلس السادس مکتبہ جمعیۃ کوئٹہ ۳۸۴/۴
۲۔ منع الروض الا زہر بحوالہ الملتقط فصل فی الکفر صریحاً وکنائیہ مصطفیٰ اباباذی مصر ص ۱۸۵
۳۔ منع الروض الا زہر علی الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً وکنائیہ مصطفیٰ اباباذی مصر ص ۱۸۵

سوم نہ تو انہیں اچھا جانتا ہے نہ کوئی ضرورت شرعیہ اس پر حاکی ہے بلکہ کسی نفع دنیوی کے لئے یا یوہیں بطور ہزل و استہزاء اس کا مرتکب ہوا تو حرام و ممنوع ہونے میں شک نہیں اور اگر وہ وضع اُن کفار کا مذہبی دینی شعار ہے جیسے زنار، قشقہ، چٹیا، چلیپا، تو علمائے اس صورت میں بھی حکم کھنڈ دیا کما سمعت انفا (جیسا کہ تم نے ابھی سنا۔ ت) اور فی الواقع صورت استہزاء میں حکم کھنڈ ظاہر ہے کما لایخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت) اور لازمی میں بھی حکم مانعت ہے جبکہ اکراہ وغیرہ مجبوریات نہ ہوں جیسے انگریزی منڈا، انگریزی ٹوپی، جاکٹ، پتلون، الٹا پردہ، اگرچہ یہ چیزیں کفار کی مذہبی نہیں مگر آخر شعار ہیں تو اُن سے بچنا واجب اور ارتکاب گناہ۔ ولہذا علماء نے فساق کی وضع کے کپڑے موزے سے مانعت فرمائی۔ فتاویٰ خانیہ میں ہے:

الاسکاف او الخیاط اذا استوجبر علی خیاطۃ
شئ من نری الفساق ویعطی لہ فی
ذلک کثیرا جولا یتحب لہ امت یعمل
لانہ اعانة علی المعصیۃ۔
موجی یا درزی فساق و فجار کی وضع کے مطابق معمول
سے زیادہ اجرت پر لباس تیار کرے تو اس
کے لئے یہ کام مستحب نہیں اس لئے کہ یہ گناہ پر
امداد و اعانت ہے۔ (ت)

مگر اس کے تحقق کو اُس زمان و مکان میں اُن کا شعار خاص ہونا قیلاً ضرور جس سے وہ پہچانے
جاتے ہوں اور اُن میں اور اُن کے غیر میں مشترک نہ ہو ورنہ لزوم کا کیا محل، ہاں وہ بات فی نفسہ شرعاً
مذموم ہوتی تو اس وجہ سے ممنوع یا مکروہ رہے گی نہ کہ تشبیہ کی راہ سے، امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں
در بارہ طلیسان کہ پوششی یہودی تھی فرماتے ہیں:

اما ما ذکرہ ابن القیم من قصۃ الیہود
فقال الحافظ ابن حجر انہا یصح
الاستدلال بہ فی الوقت الذی تکون
الطیالسة من شعار ہم وقد ارتفع
ذلک فی ہذہ الان منۃ فصام
داخلا فی عموم البیاح وقد ذکرہ
ابن عبد السلام رحمہ اللہ تعالیٰ فی امثلة
ربا یہ کہ جو کچھ حافظ ابن قیم نے یہودیوں کا واقعہ
بیان کیا ہے تو اس بارے میں حافظ ابن حجر نے
فرمایا کہ یہ استدلال اس وقت درست تھا جبکہ
مذکورہ چادر اُن کا (مذہبی) شعار ہوا کرتی تھی لیکن
اس دور میں یہ چیز ختم ہو رہی ہے لہذا اب یہ
عموم مباح میں داخل ہے، چنانچہ علامہ ابن عبد السلام
رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بدعت مباح کی مثالوں

البدعة المباحة^۱۔

میں ذکر فرمایا ہے۔ (ت)

امام اہل فقیہ النفس فخر الملة والدين قاضی خاں پھر امام محمد بن محمد ابن الحاج حلبی علیہ شرح منیہ فصل مکروہات الصلوٰۃ پھر علامہ زین بن نجیم مصری بحر الرائق پھر علامہ محمد بن علی دمشقی در مختار میں فرماتے ہیں، التشبه باهل الكتاب لا يكره في كل شئ فانا ناكل ونشرب كما يفعلون ان الحرام التشبه بهم فيها كان مذموما او فيما يقصد به التشبه^۲۔ ہر چیز میں اہل کتاب سے مشابہت مکروہ نہیں جیسے کھانے پینے وغیرہ کے طور طریقے میں کوئی کراہت نہیں۔ ان سے تشبہ ان کاموں میں حرام ہے جو مذموم یعنی بُرے ہیں یا جن میں مشابہت کا ارادہ کیا جائے۔ (ت)

علامہ علی قاری منہ الروض میں فرماتے ہیں،

انا ممنوعون من التشبه بالكفرة واهل البدعة المنكرة في شعارهم لانهيون عن كل بدعة ولو كانت مباحة سواء كانت من افعال اهل السنة او من افعال الكفر واهل البدعة فالمدار على الشعار^۳۔ ہمیں کافروں اور منکر بدعات کے مرتکب لوگوں کے شعار کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے ہاں اگر وہ بدعت جو مباح کا درجہ رکھتی ہو اس سے نہیں روکا گیا خواہ وہ اہل سنت کے افعال ہوں یا کفار اور اہل بدعت کے۔ لہذا مدار کار شعار ہونے پر ہے۔ (ت)

فتاویٰ عالمگیری میں محیط سے ہے،

قال هشام في نوادره و رأيته على ابي يوسف رحمه الله تعالى نعلين محفوفين بمسامير الحديد فقلت له اترى بهذا الحديد بأسا قال لا فقلت له انت سفينة و ہشام نے نوادر میں فرمایا میں نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایسے جوتے پہنے ہوئے دیکھا جن کے چاروں طرف لوہے کی کیلیں لگی ہوئی تھیں، میں نے ان سے عرض کی کیا آپ اس لوہے سے کوئی حرج سمجھتے ہیں؟ تو فرمایا کہ نہیں، میں نے

۱۔ المواہب اللدنیۃ النوع الثانی اللباس لبس الطیلسان المكتب الاسلامی بیروت ۲/۴۵۰
۲۔ در مختار کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ مطبع مجتبائی دہلی ۹۰/۱
۳۔ منہ الروض الاذھر علی الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحا مصطفیٰ البانی مصر ص ۱۸۵

ثور بن یزید کرھا ذلک لانه تشبہ بالرهبان
فقال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کان
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یلبس النعال التي لهما شعوس وانها من
لباس الرهبان الخ

عرض کی لیکن سفیان اور ثور بن یزید تو انھیں پسند
نہیں فرماتے کیونکہ ان میں عیسائی راہبوں سے
مشابہت پائی جاتی ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ایسے جوتے پہنتے تھے جن کے بال ہوتے
تھے حالانکہ یہ بھی عیسائی راہبوں کا لباس تھا الخ (ت)

اس تحقیق سے روشن ہو گیا کہ تشبہ وہی ممنوع و مکروہ ہے جس میں فاعل کی نیت تشبہ کی ہو
یا وہ شے اُن بد مذہبوں کا شعار خاص یا فی نفسہ شرعاً کوئی حرج رکھتی ہو، بغیر ان صورتوں کے ہرگز کوئی
وجہ ممانعت نہیں۔ اب مسئلہ مسئلہ کی طرف، چلے دھوتی باندھنے والے مسلمانوں کا یہ قصد تو ہرگز
نہیں ہوتا کہ وہ کافروں کی سی صورت بنائیں، نہ مدعی نے اس پر بنائے کلام کی بلکہ مطلقاً دھوتی باندھنے کو
ان سخت شدید اختراعی احکام کا مورد قرار دیا نہ زہار قلب پر حکم روا نہ بدگمانی جائز،

قال اللہ تعالیٰ ولا تقف ما یسئلك بعد علم ان یسمع
والبصر والفؤاد کل اولئک کانت عنہ
مسئولاً

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اُن باتوں کے پیچھے
نہ پڑو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں۔ بے شک کان،
آنکھ اور دل کے متعلق (بروز قیامت)

پوچھا جائے گا۔ (ت)

اور فی نفسہ دھوتی کی حالت کو دیکھا جائے تو اس کی اپنی ذات میں کوئی حرج شرعی بھی نہیں
بلکہ سائر ماموریہ کے افزائے سے ہے اصل سنت و لباس پاک عرب یعنی تہبند سے صرف لٹکتا چھوڑنے
اور پیچھے گھس لینے کا فرق رکھتی ہے اس میں کسی امر شرعی کا خلاف نہیں تو دو وجہ ممانعت تو قطعاً
منقضی ہیں۔ رہا خاص شعار کفار و کفارہ، وہ بھی باطل۔ بھنگالہ وغیرہ پورب کے عام شہروں میں تمام سکا
ہند و مسلمان سب کا یہی لباس ہے۔ یوہیں سب اضلاع ہند کے دیہات میں ہندو مسلمین یہی
وضع رکھتے ہیں۔ رہے وسط ہند کے شہری لوگ، اُن میں بھی فنا کے شہر اور غوث شہر کے اہل حرفہ وغیرہم
جنھیں کم قوم کہا جاتا ہے بعض ہر وقت اور بعض اپنے کاموں ضرورتوں کی حالت میں دھوتی باندھتے ہیں۔

ہاں یہاں کے معزز شہریوں میں اس کا رواج نہیں مگر اس کا حاصل اس قدر کہ اپنی تہذیب کے خلاف جاتے ہیں نہ یہ کہ جو باندھے اُسے فعل کفر کا ترکب سمجھیں تو غایت یہ کہ اُن اضلاع کے شہری و جاہلست دار آدمی کو گھر سے باہر اس کا باندھنا مکروہ ہو گا کہ بلاوجہ شرعی عرف و عادت قوم سے خروج بھی سبب شہرت و باعث کراہت ہے۔ علامہ قاضی عیاض مالکی، امام اجل ابو زکریا نووی شافعی شارحان صحیح مسلم پھر عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی حنفی شارح طریقہ محمدیہ فرماتے ہیں،

خروجہ عن العادة شهرة و مکروہ۔ عادت اور عرف کی خلاف ورزی مکروہ اور

باعث شہرت ہے (ت)

اور اگر وہاں کے مسلمان اسے لباس کفار سمجھتے ہوں تو اجتر از مکرہ ہے، حرج پیچھے گھر سے ہے، ورنہ تہ بند تو عین سنت ہے۔ اس سے ذائد کچھ لفظائیاں شخص مذکور نے کہیں محض بے اصل و باطل اور علیہ صدق و صواب سے عاطل ہیں، بالفرض اگر دھوتی باندھنا مطلقاً ممنوع بھی ہوتا تاہم اس میں اتنا وبال نہ تھا جو شرع مطہر پر دانستہ افترا کرنے میں۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ، فی سبیل اللہ ہدایۃ اور اللہ تعالیٰ کی پناہ، ہم اللہ تعالیٰ سے سبیل الرشاد والعصمة عن طریق سبیل الرشاد والعصمة عن طریق کی راہ سے اے اللہ! حفاظت چاہتے ہیں۔ والزیغ والفساد، آمین، واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔ یا اللہ میری دعا قبول فرما۔ اللہ تعالیٰ پاک و

برتر بڑا عالم ہے (ت)

۲۲۹ مکملہ مسئلہ مولانا مولوی عبدالحمید صاحب ازبائرس محلہ پرگندہ ۱۰ شعبان ۱۳۲۵ھ زید کوٹ و کالرونگٹائی پہنتا ہے اور پیشوری پانجامہ و ترکی ٹوپی و بونٹ جوتا پہنتا اور انگریزی فیشن کے بال رکھتا ہے۔ عمر و کتا ہے کہ اس میں تشبیہ بالتصاری ہے اور زید کہتا ہے کہ ہرگز نہیں اس لئے کہ ادنیٰ فرق تشبیہ کے لئے کافی ہے۔ ان دونوں میں کون حق پر ہے؟ بیتنوا توجسروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

جوابات کفار یا بد مذہبان اشہار یا نساق فجار کا شعار ہو بغیر کسی حاجت صحیحہ شرعیہ کے

برغبت نفس اُس کا اختیار ممنوع و ناجائز و گناہ ہے اگرچہ وہ ایک ہی چیز ہو کہ اس سے اس وجہ خاص میں ضرور اُن سے تشبہ ہوگا اسی قدر منع کو کافی ہے اگرچہ دیگر وجوہ سے تشبہ نہ ہو، اس کی نظیر گلاب اور پیشاب ہیں۔ شیشہ بھرا ہوا گلاب اور اس میں ایک قطرہ پیشاب ہے تو وہ ناپاک و خراب ہے نہ کہ پورا شیشہ پیشاب ہو جیسا کہ خراب ہو۔ ولہذا عموماً احادیث ارشادات فقہ میں ہر ایسی چیز پر حکم حرمت و ممانعت دیا ہے نہ یہ کہ سر سے پاؤں تک من جمیع الوجوہ اُن سے تشبہ ہو اسی وقت منع ہو یہ محض جبل یا عقل کا فساد ہے اور اگر دانستہ ہو تو شریعت مطہرہ سے کھلا عناد ہے، ابطال و وہم کو یہاں صرف پچیس مسائل حدیث و فقہ سے سنائیں :

مسئلہ ۱: صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لعن اللہ المتشبهین من الرجال والنساء والمتشابهات من النساء بالرجال والنساء بالرجال۔
اللہ کی لعنت اُن مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں اور اُن عورتوں پر جو مردوں پر۔

یہ اصل کلی ہے اس کے فروغ دیکھئے زنانہ عرب اور ڈھنی اور عتیں حفاظت کے لئے سر پر پیچ دے لیتیں اس پر ارشاد ہوا کہ ایک پیچ دیں دو نہ ہوں کہ عمامہ سے مشابہت نہ ہو عورت کو مرد، مرد کو عورت سے تشبہ حرام ہے، امام احمد و ابوداؤد و حاکم نے بسند حسن ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی :

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دخل علیہا وہی تختمر فقال لیتین۔
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو (کیا دیکھا) کہ وہ اور ڈھنی اور ڈھری ہیں تو ارشاد فرمایا سر پر صرف ایک پیچ دو دو پیچ نہ ہوں۔ (ت)

تیسرے شرح جامع صغیر میں ہے :

۱۔ صحیح البخاری کتاب اللباس باب المتشبهین الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۷۴/۲
۲۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب کیف الاختار آفتاب عالم پریس لاہور ۲۱۲/۲
مسند احمد بن حنبل عن ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۲۹۶ و ۲۹۴/۶

حذر امن التشبه بالمتعممين لک
اس خطر سے کہ کہیں پگڑی باندھنے والے مردوں سے
مشابہت نہ ہو جائے۔ (ت)

دیکھو تمام زنا نہ عباس دفع تشبہ کے لئے کافی نہ ہوا صرف دوپٹے کے سر پر دو بیچ مورث تشبہ ہوئے۔
مسئلہ ۲: ایک عورت کندھے پر کمان لگائے گزری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
لعن الله المتشابهات من النساء بالرجال
رواه الطبرانی في الكبير عن ابن عباس
رضي الله تعالى عنهما والحديث
من دون القصة عند احمد و
ابن داود والترمذي وابن ماجه
بل قد تقدم عن البخاري و
ايهام التيسير انهم جميعا رواوا القصة
ليس بالواقع۔

قصہ مذکورہ سمیت اس کو روایت کیا ہے خلاف واقع ہے (لہذا وہم درست نہیں۔ ت)
عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ام سعید بنت ام جلیل کو کمان لگائے مردانی چال چلتے
دیکھا، فرمایا:

سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم يقول ليس من تشبه
بالرجال من النساء ولا من تشبه بالنساء
من الرجال، رواه احمد والطبرانی۔
میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد
فرماتے سنا، وہ عورت ہم میں سے نہیں جو مردوں سے
مشابہت اختیار کرے اور وہ مرد بھی ہم میں سے
نہیں جو عورتوں سے تشبیہ اختیار کرے۔ امام احمد
اور امام طبرانی نے اس کو روایت فرمایا۔ (ت)

۱۔ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث لای التین مکتبۃ الامام الشافعی راض ۲/۳۳۵
۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۱۱۶۴۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/۲۵۲
۳۔ سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب فی المتشبهین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۸
۴۔ مسند احمد بن حنبل مسند عبداللہ بن عمرو المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۰۰
۵۔ مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی کتاب الادب باب فی المتشبهین دار الکتب بیروت ۸/۱۰۳

مسئلہ ۳: عورتوں کو حکم فرمایا کہ ہاتھوں میں مہندی لگائیں کہ مردوں کے ہاتھ سے مشابہ نہ ہو۔

ابوداؤد ائم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی:

ان ہندۃ بنت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت یا نبی اللہ یا یعنی قال لا ابایعلک حق تغیر عن کفیک کانتہما کفاسبع ۱۰

عتبہ کی بیٹی ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: اے اللہ تعالیٰ کے مکرم نبی! مجھے بیعت فرمائیے۔ ارشاد فرمایا: میں تمہیں بیعت نہیں کرتا جب تو اپنی ہتھیلیوں میں (انھیں رنگین کر کے) تبدیلی نہ لائے، تیری ہتھیلیاں تو درندے کی ہتھیلیوں کی طرح ہیں (ت)

مرقاۃ میں ہے:

شبه ید یہا حین لم یخضبہما بکفی سبعم فی الکراہیۃ لانہا حینئذ شبہۃ بالرجال ۱۰

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ناپسندیدگی کی وجہ سے اسے غیر رنگین ہاتھوں کو جنگلی درندے سے تشبیہ دی کیونکہ اس حالت میں وہ مردوں سے

مشابہ ہو گئی۔ (ت)

ایک حدیث میں ارشاد ہوا کہ زیادہ نہ ہو تو ناخن ہی رنگین رکھیں۔ احمد و ابوداؤد و نسائی بسند حسن ائم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی:

اومات امرأة من وراء ستر بیدھا کتاب ال رسول اللہ صلو اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقبض النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یدہا فقل ما دمری ایدما جل اہ ید امرأة قالت بل ید امرأة قال لوکنت امرأة لغیرت اظفارك

ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے اشارہ کیا کہ جس کے ہاتھ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ایک خط تھا، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر ارشاد فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ کیا یہ کسی مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا۔ اس نے عرض کی یہ مرد کا ہاتھ نہیں بلکہ عورت کا ہاتھ ہے۔ ارشاد فرمایا اگر تو عورت ہوتی تو ضرور اپنے ہاتھوں کی سادگی کو مہندی

۱۰ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب فی الخضاب للنساء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۱۸

۱۰ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس باب الترجل تحت حدیث ۴۴۶۶ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/۲۴۲

بالحناء

لگا کر تبدیل کر دیتی۔ (ت)

شیخ محقق عبدالحی محمد ث دہلوی اشعة اللمعات میں فرماتے ہیں :

وگفتہ اند کہ وجہ کراہت و انکار تشبہ
برجال ست و سابقا معلوم شد کہ
زنان را تشبہ برجال مکروہ ست بلکہ
ائمہ کرام نے فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
نا پسندیدگی اور انکار کرنے کی وجہ مردوں سے
مشابہت ہے۔ اور پہلے معلوم ہو گیا ہے کہ عورتوں
کا مردوں سے مشابہت کرنا مکروہ ہے (یعنی
نا پسندیدہ امر ہے)۔ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) بلکہ یہ تعلیل منصوص ہے کہ فرمایا : بے مہندی لگائے اپنا ہاتھ
مرد کا سار کھتی ہو۔

احمد فی مسنده عن امرأة صلت القبلتین
مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم قالت دخل علی رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال اختضبی
تترک احدا کن الخضاب حتی تکون
یدھا کید الرجل قالت فما ترک الخضاب
حتى لقیتم اللہ تعالیٰ وہی بنت ثمانین
ایک ہاتھوں کو خضاب وغیرہ سے رنگنا چھوڑ دیتی ہے یہاں تک کہ اس کے ہاتھ مردوں کے ہاتھوں کی
طرح (سفید) ہوتے ہیں۔ پھر اس کے بعد انھوں نے ہاتھوں پر خضاب لگانا نہ چھوڑا حالانکہ اُن کی عمر
اسی سال کی ہو گئی۔ (ت)

مسئلہ ۴ : جامع ترمذی میں سیدنا ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

۱۔ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب فی الخضاب للنساء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۱۸
مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/۲۶۲
۲۔ اشعة اللمعات کتاب اللباس باب الترجل مکتبہ نوریر رضویہ سکھر ۳/۵۸۱
۳۔ مسند احمد بن حنبل عن امرأة رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/۴۳۶

نظفوا افیتکم ولا تشبهوا بالیهود۔ اپنے پیش دروازہ زمینیں تھری رکھو ہڈیوں سے تشبہ نہ کرو کہ جب سے اُن پر ذلت و مسکنت ڈالی گئی اُن کی زمینیں میلی کثیف رہیں۔ یہاں محض ایک بیرونی شے پر جسے جسم و لباس سے بھی علاقہ نہیں تشبہ فرمایا گیا۔

مسئلہ ۵: سنن ابی داؤد میں ابن ابی علیکہ سے ہے:

قيل لعائشة ان امرأة تلبس النعل فقالت لعن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الرجل من النساء۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی گئی ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردانی وضع اختیار کریں۔

مرقاۃ میں ہے:

تلبس النعل ای التي تختص بالرجال یلہ تلبس النعل یعنی عورت وہ جوتا پہنتی جو مردوں سے خصوصیت رکھتا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۶: نماز میں کسی فعل و حالت میں اہل کتاب سے تشبہ منع ہوا اور نماز میں مسلمان کا اپنے عام افعال و صفت و ہیأت میں اُن کی نماز سے جدا ہونا مانع تشبہ نہ ہوا اسی لئے امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ ہدایہ میں ہے:

یکره ان یقوم فی الطاق لانه یشبه صنیع اهل الکتاب مت حیث تخصیص الامام بالمكان یلہ امام کا مکمل طور پر محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ کاروائی اہل کتاب سے مشابہت رکھتی ہے اس حیثیت سے کہ امام کی ایک جگہ (محراب) سے تخصیص کر دی۔ (ت)

مسئلہ ۷: اسی لئے امام کا سب مقتدیوں سے بلندی ممتاز پر ہونا مکروہ ہوا۔ ہدایہ میں ہے: یتکبر ان یکون الامام وحده علی الدکان تنہا امام کا کسی بلند ممتاز جگہ کھڑا ہونا مکروہ ہے

- ۱۔ جامع الترمذی ابواب الاستیذان والادب باب ماجاء فی النظافة امین کمپنی دہلی ۱۰۳/۲
 ۲۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لباس النساء آفتاب عالم پریس لاہور ۲۱۰/۲
 ۳۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس حدیث ۴۴۰ المكتبة الخبیبیہ کوئٹہ ۲۲۶/۸
 ۴۔ الہدایۃ کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ المكتبة العربیہ کراچی ۱۲۰/۱

لما قلنا

اور اسکی وجہ وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کر دی۔ (ت)

بجاء الرأى ورد المختار میں ہے :

علوہ بانہ تشبہ یا اهل الكتاب فانهم يتخذون
لما صرهم دكانا

لوگ اپنے امام کے لئے (سب سے الگ) ایک نمایاں، ممتاز اور بلند چوہرہ متعین کرتے تھے (ت)
مسئلہ ۸ : نماز میں قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک تو مفید نماز ہے
صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ نماز صحیح مانتے ہیں مگر مشابہت اہل کتاب کے باعث مکروہ جانتے ہیں ۔ ہدایہ
میں ہے :

اذا قرأ الامام من المصحف فسدت صلاته
عند ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و
وقالہی تامۃ الا انہ یکرہ لانہ تشبہ
بصنع اهل الكتاب

جب امام (بجائے نماز) قرآن مجید دیکھ کر تلاوت
کرے تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک
نماز فاسد ہو جائیگی (یعنی ٹوٹ جائیگی) لیکن
ان کے دونوں مورثا گروہوں نے فرمایا نماز پوری
ہوگئی مگر اس طرح کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ طریقہ اہل کتاب کی کاروائی سے مشابہت رکھتا ہے (ت)
مسئلہ ۹ : جہاں جاندار کی تصویر کھل ہوئی ہے ابا نیت رکھی ہو اگرچہ نمازی کے پس پشت، وہاں
نماز بوجہ تشبہ مکروہ ہے ۔ رد المختار میں ہے :

علۃ حرمة التصوير المضاهاة لخلق الله تعالى
وعلة كراهة الصلاة بها التشبہ
اختیار کرنا ہے (جو شرکت کا وہم پیدا کرتا ہے) اور تصویر کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے ، پس اس کی
علت تشبہ ہے ۔ (ت)

مسئلہ ۱۰ : یونہی جہت قبلہ میں اگر صلیب ہو نماز مکروہ ہے کہ نصاریٰ سے تشبہ ہے ۔ رد المختار

۱۲۰/۱	المکتبۃ العربیہ کراچی	باب ما یفسد الصلوۃ	لہ الہدایۃ
۴۳۴/۱	دار احیاء التراث العربیہ بیروت	” ” ” ”	لہ رد المختار
۱۱۶/۱	المکتبۃ العربیہ کراچی	” ” ” ”	لہ الہدایۃ
۴۳۵/۱	دار احیاء التراث العربیہ بیروت	” ” ” ”	لہ رد المختار

میں بعد عبارت مذکورہ یہ مسئلہ تصویر ہے۔

اقول والظاهر انه يلحق به الصليب وان لم يكن تمثال ذی روح لان فيه تشبها بالنصاری ويكره التشبه بهم في المذموم واما لم يقصد اه اقول في الصورة علة اخوى سوى التشبه و هو امتناع الملئكة من دخول بيت هم فيه غير مهانة و لم يثبت مشله في الصليب فلا تياقي الالحاق على الاطلاق الا ان كانت في جهة القبلة و ح يلتحق بكافون فيه ضرام من جمرا و ناس - والله تعالى اعلم -

اقول ظاہر یہ ہے کہ تصویر کے ساتھ صلیب کا الحاق کیا جائے جبکہ تصویر کسی جاندار کی نہ ہو، یعنی صلیب اور تصویر دونوں کا حکم ایک ہے۔ اس لئے کہ اس میں عیسائیوں سے مشابہت ہے۔ اور بڑے کاموں میں اُن سے مشابہت رکھنا مکروہ ہے اگرچہ غیر ارادی طور پر ہو اھ اقول (میں کہتا ہوں) یہاں تصویر میں "تشبہ" کے علاوہ ایک اور علت (وجہ) بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس گھر میں بغیر تذلیل تصویر رکھی ہو وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ اور یہ وجہ (علت) صلیب میں نہیں۔ لہذا تصویر

کے ساتھ صلیب کا علی الاطلاق الحاق نہیں ہو سکتا، مگر یہ کہ صلیب جہت قبلہ میں ہو۔ پھر اس صورت میں اُس چوڑھے اور انگلیٹھی سے اس کا الحاق کر دیا جائے گا کہ جس میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۱: مرد کو ہتھیلی یا تلوے بلکہ مٹ ناخنوں ہی میں مندی لگانا حرام ہے کہ عورتوں سے تشبہ ہے۔ شرعۃ الاسلام و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

الحناء سنة للنساء ويكره لغيرهن من الرجال الا ان يكون لعذر لانه تشبه بهن اھ اقول والكراهة تحريمية للحديث المار لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء

لہ رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب ما یضد الصلوٰۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۵۱
لہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس حدیث ۴۴۲۸ مکتبۃ المعینیہ کوئٹہ ۲۱۴/۸
شرعۃ الاسلام فصل فی اللباس مکتبۃ اسلامیہ کوئٹہ ص ۲-۳۰۱

مندى لگانی عورتوں کے لئے سنت ہے لیکن مردوں کے لئے مکروہ ہے مگر جبکہ کوئی عذر ہو (تو پھر اس کے استعمال کرنے کی گنجائش ہے) اس کی وجہ یہ ہے کہ مردوں کے مندی استعمال کرنے میں عورتوں سے مشابہت ہوگی اھ۔

اقول (میں کہتا ہوں) کہ یہ کراہت تحریمی ہے

فصل التحريم ثم الاطلاق شامل
الانقار اقول وفيه نص الحديث
الما لم لو كنت امرأة لغيرت انقارك
بالحناء اما ثنيا العذر فاقول هذا اذا
لم يقم شيء مقامه ولا صلح تركيبه
مع شيء ينفي لونه واستعمل لا على
وجه تقع به التزينة -

اپنے سفید ناخنوں کو مہندی لگا کر تبدیل کر دیتی (رہا عذر کا استثناء کرنا، تو اس کے متعلق میری صوابدید
یہ ہے کہ (عذر اس وقت تسلیم کیا جائے گا کہ جب مہندی کے قائم مقام کوئی دوسری چیز نہ ہو،
نیز مہندی کسی ایسی دوسری چیز کے ساتھ مخلوط نہ ہو سکے جو اس کے رنگ کو زائل کر دے۔ اور مہندی
استعمال میں بھی محض ضرورت کی بنا پر بطور دوا اور علاج ہو، زیب و زینت اور آرائش مقصود نہ ہو۔)
مسئلہ ۱۲: عورت کو اپنے سر کے بال کترنا حرام ہے اور کترے تو طعنہ کہ مردوں سے تشبہ ہے۔
در مختار میں ہے:

قطعت شعر رأسها اثم ولعنت والمعنى
المؤثر التشبه بالرجال -
برسی - اور اس میں جو علت مؤثرہ ہے وہ مردوں سے "تشبہ" ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۳: مرد کو اپنا وسط سر کھلوانا جسے پان بنوانا کہتے ہیں حلال ہے جبکہ اطراف کے بال باقی
رکھے اور گوندھے نہیں ورنہ پیشانی یا قفا کے بال مونڈنا مجوس سے تشبہ ہے اور گوندھنا بعض دیگر کفار
سے۔ ذخیرہ و تآثر غانیہ و ہندیہ و رد المحتار میں ہے:

لا باس للرجل ان يحلق وسط رأسه
ويؤسل شعره من غير ان يفتله
وان فتله فذلك مكروه لانه
يصير مشابها لبعض الكفرة

سنة سنن ابی داؤد کتاب الترجیل باب فی الخضب لسنن ۲/۲۱۶ و مسند امام احمد بن حنبل عن عائشة رضی اللہ عنہا ۶/۲۶۲
لے در مختار کتاب الخطر والاباحہ فصل فی البیض مطبع مجتہدانی دہلی ۲/۲۵۰

والمجوس في ديارنا يرسلون الشعر
من غير قتل ولكن لا يحلقون وسط
الرأس بل يجزؤون الناصية بنابيعاً
هو جائے گا۔ اور ہمارے علاقائی آتش پرست
بغیر گوند سے اپنے بال کھلے چھوڑتے ہیں لیکن
وہ سر کی چوٹی کے بال نہیں مونڈتے بلکہ پیشانی
کے بال کتر ڈالتے ہیں۔ (ت)

عالمگیریہ میں ہے :

عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
یکوہ ان یحلق قفاه الا عند الحجامة
امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے
کہ گدتی کے بال مونڈنا مکروہ ہیں مگر جبکہ
پچھنے لگوائے۔ (ت)

مسئلہ ۱۴ : مرد کو ساڑھے چار ماشے سے کم وزن کی ایک انگوٹھی ایک انگ کی جائز ہے دویا
زیادہ انگ حرام کہ زیور زنان ہو گیا۔ جامع الرموز و رد المحتار میں ہے :
انما يجوز التخم بالفضة لوعلى هيئة
خاتم الرجال اما لوله فصاۃ او
اکثر حرم
چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے بشرطیکہ مردانہ
انگوٹھیوں کی شکل و صورت پر ہو (نیز اس کا
ایک ٹکینہ ہو) اگر دو یا زیادہ ٹکینے ہوں تو حرام
ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۵ : چاندی کی مردانی انگوٹھی عورت کو نہ چاہئے اور پہنے تو زعفران وغیرہ سے رنگ لے۔
شیخ محقق اشعة اللمعات میں فرماتے ہیں :
زنان را تشبہ بر جمال مکروه است تا آنکہ انگشتی
نقره زنان را مکروه است و اگر بکنند باید
کہ رنگ کنند زعفران و مانند آن
عورتوں کو مردوں سے مشابہت اختیار کرنی مکروہ
ہے۔ اور اس کا لحاظ اس حد تک ہے کہ
عورتوں کو چاندی کی انگوٹھی پہننی مکروہ ہے۔ اگر
کبھی اتفاقاً پہننی پڑے تو اسے زعفران وغیرہ سے
رنگ لے۔ (ت)

۱۔ رد المحتار کتاب الخطر والاباحۃ فصل فی البیوع دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۶۱/۵
۲۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب البکریۃ الباب التاسع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۳۵۴/۵
۳۔ رد المحتار کتاب الخطر والاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۳۱/۵
۴۔ اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ کتاب الباس باب الترجیل مکتبہ نوریہ رضویہ سکس ۵۸۱/۳

مسئلہ ۱۶: مرد کو عورت کی طرح چرخہ کا تنا کر وہ ہے کہ زنا نہ کام ہے تشبیہ ہوگا۔ درمختار میں ہے: غزل الرجل علیٰ هیئۃ غزل المرأة یکرہ۔ کسی مرد کا عورتوں کی طرح چرخے پر سوت کا تنا مکروہ ہے (ت)

طحاوی میں ہے:

لما فیہ من التشبیہ وقد لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المتشبهین والمتشابهات ۛ

اس لئے کہ اس میں تشبیہ ہے (اور وہ ممنوع ہے) اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں سے مشابہت کرنیوالی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے (ت)

مسئلہ ۱۷: بلا ضرورت صحیحہ عورت کو گھوڑے پر چڑھنا منع ہے کہ مردانہ کام ہے، حدیث میں اس پر لعنت آئی، ابن جہان اپنی صحیح میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

یکون فی آخر امتی نساء یرکبن علیٰ صروج کاشبہ الرجال الحدیث وفي اخره العنوهن فانھن ملعونات ۛ

میری امت کے آخر میں کچھ ایسی عورتیں ہوں گی جو مردوں کی طرح جانوروں پر سوار ہوں گی، الحدیث، اور اس کے آخر میں یہ الفاظ آئے ہیں، ان عورتوں پر لعنت بھیجو کیونکہ وہ ملعون ہیں۔ (ت)

اقول وکات ما اشتہر حدیثا بلفظ لعن اللہ القروج علی السروج ماخوذ من هذا نقلا بالمعنی۔

اقول (میں کہتا ہوں کہ) گویا مشہور حدیث کے جو الفاظ ہیں وہ اسی حدیث مذکور سے نقل معنوی کے طور پر لئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان صروج (شرمگاہوں) پر لعنت کرے جو زینوں (کاتھیوں) پر سوار ہوں۔ (ت)

مسئلہ ۱۸: مرد سیدھے ہاتھ میں انگوٹھی نہ پہنے کہ رافضیوں کا شعار ہے۔ درمختار میں ہے:

۲۵۳/۲	مطبع مجتہاتی دہلی	فصل فی البیوع	۱۔ درمختار کتاب الحظر والاباحۃ
۲۱۱/۴	المکتبۃ العربیہ کوئٹہ	ۛ	ۛ طحاوی علی الدر المختار ۛ
۳۵۱ ص	حدیث ۱۳۵۴ المطبعتہ السلفیہ	ۛ	ۛ مورد النظم باب فیما یحرم علی الناس ما یصف البشرۃ
۱۸۵ ص	دار اکتب العلمیہ بیروت	حدیث ۷۱۵	ۛ اسرار الموضوۃ

اهل البغی لیس بشی لان النقل الصحيح عن
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ينفي
ذلك آله وتمامه فيه اقول ليس فيه
زيادة على هذا بل ذكره وايتين بيانا لقوله
قد اختلف الروايات لكن في المرافقة عن
شرح السنة للامام البغوي تحت حديث
الصحيحين عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما
قال اتخذ النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
خاتما من ذهب وجعله في يده اليمنى ثم
القاء الحديث هذا الحديث يشتمل على امرين
تبدل الاصفيهما من بعد، احدهما لبس
خاتم الذهب وصار الحكم فيه اى التحريم
في حق الرجال وثانيهما لبس الخاتم في
اليمنى وكان اخر الامر من النبي صلى الله
تعالى عليه وسلم لبسه في اليسار آله وانما
يؤخذ بالآخر فالآخر من فعله صلى الله تعالى
عليه وسلم. والله تعالى اعلم.

قسمتانی کے علاوہ دوسرے اہل علم سے بھی منقول
ہے، لہذا اس کی شرح ش میں جو کچھ کہا گیا اس کا
دفاع ہو گیا ہے۔ اور پھر اس کے بعد درمختار میں
ہے اقول (میں) مصنف درمختار (کہتا ہوں)
شاید یہ زمانہ سابقہ میں شعائر روافض تھا لہذا
اب ان کا شعائر نہیں رہا (لہذا انور سے دیکھے اور
سوچئے) ش (شارح) نے فرمایا یعنی دائیں ہاتھ
میں انگوٹھی پہننا گزشتہ زمانے میں رافضیوں کا
شعائر تھا اور اب وہ ختم ہو گیا ہے لہذا اب وجہ
اشتبہہ زائل ہو جانے کی بنا پر ممانعت نہیں رہی۔
اور غایۃ البیان میں ہے کہ فقہ ابو الیث سمرقندی
رحمۃ اللہ علیہ نے شرح جامع صغیر میں دائیں اور
بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کو یکساں طور پر جائز
قرار دیا ہے، اور یہی حق ہے کیونکہ اس باب
میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے
مختلف روایات مروی ہیں۔ اور بعض کا یہ کہنا
کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا باغیوں کی علامت
ہے اپنے اندر کچھ حقیقت اور وزن نہیں رکھتا، کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحیح طور پر منقول ہونا
اس کی نفی کرتا۔ عبارت مکمل ہو گئی۔ اور پوری تفصیل اس میں موجود۔ اقول (میں کہتا ہوں) اس
میں اس سے زائد نہیں، بلکہ موصوف نے دو روایتیں اپنے قول (قد اختلف الروايات) کی وضاحت
کے لئے ذکر فرمائیں لیکن شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری میں امام بغوی کی شرح السنۃ کے حوالے سے بخاری
اور مسلم کی حدیث جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سند سے مروی ہے اس کے ذیل میں

ارشاد فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سونے کی انگوٹھی بنوائی پھر اسے اپنے دائیں ہاتھ میں پہنا پھر اسے پھینک دیا (الحديث)، اور یہ حدیث دو باتوں پر مشتمل ہے، پھر اس کے بعد دونوں میں امر تبدیل ہو گیا۔ ان دونوں میں سے ایک یہ ہے کہ سونے کی انگوٹھی پہنی، اس میں حکم کی تبدیلی اس طرح ہوتی کہ سونا مردوں کے حق میں حرام ہو گیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخری امر (طریز عمل) (کتب روایات میں یہ آیا ہے) کہ آپ نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی اور (اور اصول یہ ہے کہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری عمل کو لیا جاتا ہے (یعنی اس پر عمل کیا جاتا ہے) اور آپ کا آخری عمل یہی ہے کہ آپ نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۱۹: بعض اعصار و امصار میں ایک ٹوپی لباس روا فض تھی علمائے فرمایا اس کا پہننا گناہ منہج الروض میں ہے؛

لبس تاج الرضا مکر وہ کراہۃ تحریم
وان لم یکن کفرا بنا علی عدم تکفیرہم
لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من
تشبہ بقوم فہو منهم۔
رافضیوں کی ٹوپی پہننا مکروہ تحریمی ہے اگرچہ کفر نہیں
اس وجہ سے کہ ان کی تکفیر مروی نہیں (اور کراہت
کی وجہ یہ ہے کہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد
فرمایا جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ
(در حقیقت) اُن ہی میں سے ہے (ت)

مسئلہ ۲۰: یہ تو مرد و عورت کا تشبہ تھا یا گمراہ سے پھر معاذ اللہ اس کی جہالت کا شمار جس میں کفار سے تشبہ ہو، ائمہ دین نے فرمایا بلا ضرورت شرعیہ مجوس کی ٹوپی پہننی کفر ہے اگرچہ غسی سے پہننے اور اگر کوئی پہنے اور اس پر اعتراض ہو تو کچھ دل مستقیم چاہے کپڑا کسی وضع کا ہو وہ کافر ہو جائے گا کہ اس نے احکام شریعت کو رد کیا۔ خزائنہ المفتین میں ہے؛

اذا وضع قلنسوة مجوس علی راسہ الاصح
انہ یکفر لہ
جب کوئی شخص اپنے سر پر آتش پرستوں کی ٹوپی
رکھے تو زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا۔

ملقط پھر منہج الروض میں ہے؛

لبس قلنسوة المجوس جادا او هازلا يكفر
الا اذا فعل خديعة في الحرب
آتش پرستوں کی ٹوپی پہنی خواہ سنجیدگی سے ایسا کیا
خواہ ہنسی مذاق سے۔ دونوں صورتوں میں کافر
ہو گیا مگر جبکہ جنگ میں کفار کو فریب دینے کیلئے ایسا کیا۔

اسی میں فتاویٰ امام ظہیر الدین مرغینانی سے ہے :

من وضع قلنسوة المجوسی علی سرا سہ فقیل
لہ فقال ینبغی ان یکون القلب سویا کفر
قال ای لانه ابطال حکم ظواہر الشریعة
ہو گیا فرمایا (یعنی اس کے کفر کی وجہ یہ ہے کہ) اس نے ظاہر شریعت کے حکم کو باطل قرار دیا او
اس کا رد کیا۔ (ت)

مسئلہ ۲۱ : وضع کفار کی ٹوپی الگ رومال اس شکل پر بنا کر سر پر رکھنا بھی حرام ہے یہاں تک
کہ بعض ائمہ نے اس صورت میں حکم کفر دیا۔ جامع الفصولین میں ہے :

جعل من دیلہ یشبہ قلنسوة المجوسی ووضہ
علی سرا سہ کفر لا عند اکثرہم
آتش پرستوں کی ٹوپی کے مشابہ رومال بنا کر اپنے
سر پر رکھنا تو ائمہ کرام کے نزدیک کافر ہو گیا لیکن
اکثر ائمہ کرام کے نزدیک ایسا نہیں۔ (ت)

مسئلہ ۲۲ و ۲۳ : آٹھ پر شقہ تنک لگانا یا کندھے پر صلیب رکھنا کفر ہے،

وفي منح الروض لو وضع الغل علی كتفه
فقد كفر اذا لم يكن مكرها وفيه عن الملتقط
اخذ الغل جادا او هازلا يكفر
الا اذا فعل خديعة في
الحرب ام اقول وهذا
منع الروض میں ہے اگر کسی نے اپنے کندھے پر
زنجیر (صلیب) رکھی تو کافر ہو گیا بشرطیکہ مجبور
نہ کیا گیا ہو، اور اسی (منع الروض) میں فتاویٰ
ملقط کے حوالے سے ہے۔ زنجیر خواہ سنجیدگی سے
رکھی یا ہنسی مذاق سے، دونوں صورتوں میں کافر

۱۔ منع الروض الا زہر شرح فقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ مصطفیٰ البانی مصر ص ۱۸۵

۲۔ جامع الفصولین الفصل الثامن فی مسائل کلمات الکفر اسلامی کتب خانہ کراچی

۳۔ منع الروض الا زہر شرح فقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ مصطفیٰ البانی مصر ص ۱۸۵

۴۔ منع الروض الا زہر شرح فقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ مصطفیٰ البانی مصر ص ۱۸۵

شئ لا یعرف فی دیارنا ولفظ جامع الفصولین
وضع صلیبا علی کتفه کفر^۱ و هذا
واضح فلعل ما فی المنح تصحیف
والله تعالی اعلم۔

کے الفاظ یہ ہیں کسی نے اپنے کندھے پر صلیب لکھی تو بلاشبہ کافر ہو گیا اور یہ واضح ہے، لہذا منح الروض میں جو کچھ
مذکور ہوا وہ کتابت کی غلطی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲۴: زنار باندھنا کفر ہے۔ منح الروض میں ہے:
لو شد الزنار علی وسطہ فقد کفر ای
اذا لم یکن مکرھا۔
اگر کسی نے اپنی کمر پر زنار (علامت کفر کا دھاگہ)
باندھا تو بیشک کافر ہو گیا بشرطیکہ اس پر زبردستی
نہ کی گئی ہو۔ (ت)

اسی میں ملحق ہے:
شد الزنار جادا او هانرا لا یكفر الا اذا فعل خدیعة
فی الحرب۔
زنار باندھا خواہ سنجیدگی سے ایسا کیا یا ہنسی ق
سے، تو کافر ہو گیا مگر جبکہ جنگ میں دشمن کو دھوکے
میں ڈالنے کے لئے ایسا کیا (تو کسی قدر گنجائش ہے)۔ (ت)

اسی میں محیط ہے:
ان شد المسلم الزنار ودخل دار حرب
للتجارة کفر۔
اگر کسی مسلمان نے زنار گلے میں باندھا اور دار حرب
(دار کفر) میں کاروبار کے لئے گیا تو کافر ہو گیا۔ (ت)

اسی طرح جامع الفصولین و خزانة المفتین میں ہے: اشباہ والنظائر میں ہے:
عبادة الصنم کفر و کذا الوثنون بزنا
اليهود والنصارى دخل کنیستهم
کسی نے یہودیوں یا عیسائیوں کا زنار گلے میں باندھا

۳۱۲/۲	الفصل الثامن فی مسائل کلمات الکفر اسلامی کتب خانہ کراچی	۱۸۵
ص	مصطفیٰ البانی مصر	ص
"	" " " " " " " " " " " "	"
"	" " " " " " " " " " " "	"

اولم یدخل لہ

(تو اس حرکت سے کافر ہو جائے گا) خواہ ان کے
رگے میں جائے یا نہ جائے۔ (ت)

بحر الرائی میں ہے :

یکفر بشد الزنار فی وسطہ الا اذا فعل ذلک
خدیعة فی الحرب و طلیعة للمسایین۔

ایسا کرے یا شکر اسلام سے کفار کے حالات معلوم کرنے کے لئے پہلے جائے (اور زنار باندھ لے)۔ (ت)
مسئلہ ۲۵ : زنار بھی نہیں کوئی رسی کا ٹکڑا اگر سے باندھا کسی نے کہا یہ کیا ہے، کہا زنار۔ کافر
ہو جائے گا۔ خلاصہ و عالمگیری و برازیہ و ظہیریہ و جامع الفصولین و خزائنہ المفتین وغیرہ میں ہے :

امراة مشد علی وسطہا حبلا
وقالت هذا زنار تکفیر لہ
کسی عورت نے اپنی کمر میں کوئی رسی باندھی (تو اس
سے پوچھا گیا یہ کیا ہے؟) اس نے جواب دیا یہ
زنار ہے تو وہ کافر ہو جائے گی۔ (ت)

ظہیریہ و منہج الروض میں ہے : وحرم الزینج (اس عورت پر شوہر حرام ہو گیا یعنی وہ نکاح سے
منکول گئی۔ ت)

یہاں تو خود اس چیز ہی میں مشابہت صوری میں کتنا فرق ہے مگر نام رکھنے سے کفر آیا تو جہاں
صورت و نام سب موجود حکم تشبیہ کیونکر مفقود۔ بالجلہ ایک بات میں تشبیہ کو اور باتوں میں تشبیہ نہ ہونے
سے مندرجہ جاننا ہرگز کام نہیں مگر مجنوں یا بدین کا نہ کہ زید کا ادعا باطل، جس کا حاصل یہ کہ سو باتیں تشبیہ
کی ہوں ایک نہ ہو تو تشبیہ نہ رہے گا ایسوں کی نگاہ میں شریعت مطہرہ کی توجہ قدر ہوتی ہے بدیہی ہے مگر
انسانی عقل و تہذیب کو بھی رخصت کر دیا، کیا زید کے سے مسلک والا بشر طیکہ مجنون نہ ہوگا اگرے گا کہ ہر سے
پاؤں تک زنا نہ لباس انگیا، گرتی، کلیوں دار پانچے، ہاتھ پاؤں میں مہندی رچائے صرف ٹوپی سر پر رکھے
تشبیہ نہ رہا کہ ادنیٰ فرق، دفع تشبیہ کے لئے کافی ہے بلکہ ٹوپی کی بھی کیا حاجت ہے اس زنا نے کپڑے کے

- ۱۔ الاشباہ والنظائر الفہم الثانی کتاب السیر باب الردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۲۹۵/۱
۲۔ بحر الرائی کتاب السیر باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۲۳/۵
۳۔ فتاویٰ ہندیہ بحوالہ الخلاصہ کتاب السیر الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۲۴۴/۲
۴۔ منہج الروض الاذہر بشرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحا و کنیۃ مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۸۵

ساتھ نیست کا دوپٹہ بھی سر پر اوڑھئے اور چوٹی بھی گنڈھو ایسے، منہ کی مونچھیں ہی دفعِ تشبہ کو بس ہوں گی حالانکہ ہر عاقل ایسے شخص کو زنا نہ جانے گا بلکہ اگر تمام لباس مردانہ ہو ہتھیار لگائے گھوڑے پر سوار ہو اور بات کرے ناک پر انگلی رکھ کر تو یقیناً تمام عقلاً اس پر نہیں گے اور اُسے زنا نہ کہیں گے اس ایک ہی بات کے آگے وہ تمام لباس و سلاح و اسلحہ کام نہ دینگے، جسے وضعِ کفار میں وہ جھوٹی تاویلیں سُوجھیں کیا یہ حرکت کرنا بھی قبول کریگا کہ آخر کافر سے تشبہ عورت سے تشبہ پر خبیث و شناعیت میں ہزار درجہ فائق ہے۔ اللہ عز و جل مسلمانوں کو ہدایت فرمائے۔ آمین ! واللہ تعالیٰ اعلم۔

حَقُّ و پَان

مسئلہ ۲۳۲۳ از مظفر نگر کھا تو لی مسئلہ اخیر میان محرز بروز شنبہ ۱۱ صفر المنظر ۱۳۳۴ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کھا تو لی میں ایک مولوی صاحب مقیم ہیں، حقہ اور پان دونوں استعمال کرتے ہیں اور دونوں کو جائز جانتے ہیں اور سر پر پان کھلوانا جائز بتلاتے ہیں۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس کا حکم قرآن و حدیث سے مفصل و مدلل تحریر فرمائیے گا۔

الجواب

(۱ و ۲) پان بلاشبہ جائز ہے اور زمانہ حضرت شیخ العالم فرید الدین گنجشکر و حضرت سلطان المشائخ نظام الملۃ والدین علیہما الرضوان سے مسلمانوں میں بلائیکہ رائج ہے۔ حقہ کا دم لگانا جس طرح بُہمال وقت افطار کرتے ہیں جس سے حواس صحیح نہیں رہتے حرام ہے اور کثیف اور بدبو رکھا جائے تو مکروہ تنزیہی، جیسے کچا لہسن اور پیاز، ورنہ مباح خالص ہے۔

(۳) سر پر پان کھلوانا بھی جائز ہے جبکہ پیشانی کے بال باقی رکھے جائیں، ہندیہ میں ہے: ولا یأس للرجل ان یحلق وسطہ ما سہل کوفی حرج نہیں کہ مرد اپنے سر کی چوٹی (سنٹر) مونڈ ڈالے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲۳۳ مسئلہ حافظ عبد المجید صاحب از قصبہ تحصیل سوار خاص علاقہ ریاست رامپور بروز شنبہ
۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شاہ مولانا عبدالحق صاحب اور اصحاب کہف کا
جو توشہ ہوتا ہے اس میں حقہ پینے والوں کو اگر شریک کر لیا جائے تو کیا قباحت لازم آئے گی اور حقہ
پینا شرع شریف میں کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب

حقہ تین قسم ہیں، ایک وہ جس طرح جہاں رمضان شریف میں افطار کے وقت دم لگاتے ہیں
جس سے آنکھیں چڑھ جاتی ہیں جو اس متغیر ہو جاتے ہیں وہ حرام ہے، حدیث میں ہے،
فہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر نشہ آور
وسلم عن مسکرو ومفترب
اور جسم میں سُستی پیدا کرنے والی چیز کے استعمال
سے منع فرمایا ہے۔ (ت)

دوسرا وہ جسے بے احتیاط لوگ پیتے ہیں جن کے تازہ ہونے کا اہتمام نہ ہو اور تمباکو کی سفید و بدبو
ہو وہ مکروہ تنزیہی و خلافِ اولیٰ ہے جیسے کچا لہسن اور کچی پیاز۔ در مختار میں ہے،
الحاقاً بالشوم والبصل
اس کو کچے لہسن اور پیاز کے ساتھ الحاق کیا گیا
لہذا دونوں کا ایک حکم رکھا گیا (ت)
تیسرا وہ کہ اُسے بدبو سے بچایا جائے اور کسی منکر شرعی پر مشتمل نہ ہو وہ مباح خالص ہے،
قال اللہ تعالیٰ،

خلقکم مافی الامراض جمیعاً
(وہی اللہ تعالیٰ ہے کہ) جس نے تمہارے لئے
وہ سب کچھ پیدا فرمایا جو زمین میں موجود ہے (ت)
توشہ اصحاب کہف میں حقہ نہ پینے کی کوئی شرط نہیں البتہ توشہ حضرت شاہ عبدالحق رودلوئی
قدس سرہ العزیز میں یونہی معمول ہے کہ حقہ پینے والے کو نہ دیا جائے اس میں کوئی حرج نہیں،

نہ اس سے حقہ پینے کی مطلقاً مذمت ثابت ہوتی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ایک صاحبزادی کے دفن میں فرمایا ان کی قبر میں وہی اترے جو آج کی رات اپنی عورت کے پاس نہ گیا ہو۔ اس سے اپنی عورت کے پاس جانے کی مذمت ثابت نہیں ہوتی، یہ مصالح خاصہ ہیں جن کے اسرار اہل باطن جانتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۴ از گونڈل علاقہ کاٹھیاواڑ عبدالستار بن سمیع رضوی بروز شنبہ ۱۷ رجب ۱۳۳۴ھ
تباکو کا کھانا پان میں یا یوں ہی بلایان کے جائز ہے یا نہیں؟ تباکو خالص ہو یا خوردنی خوشبودار جو لکھنؤ میں ملتا ہے؟

الجواب

تباکو اور حقہ کا ایک حکم ہے جیسا وہ حرام ہے یہ بھی حرام، اور جیسا وہ جائز ہے یہ بھی جائز، بدبُو ہے تو باکر است ورنہ بلا کراہت۔ فقط ایک فرق ہے جو لوگ غیر خوشبودار تباکو کھاتے ہیں اور اسے منہ میں دبا رکھنے کے عادی ہیں ان کا منہ اس کی بدبو سے بس جاتا ہے کہ قریب سے بات کرنے میں دوسرے کو احساس ہوتا ہے اس طرح تباکو کھانا جائز نہیں کہ یہ نماز بھی یوں ہی پڑھے گا اور ایسی حالت سے نماز مکروہ تحریمی ہے بخلاف حقہ کے کہ اس میں کوئی جرم منہ میں باقی نہیں رہتا اور اس کا تغیر گلیوں سے فوراً زائل ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳۵ مسئلہ معرفت آدم جی سیٹھ اٹم بیگ گونڈل کاٹھیاواڑ شنبہ یکم شعبان ۱۳۳۴ھ
حقہ، چروٹ، بیڑی کا پینا کیسا ہے؟

الجواب

چروٹ بوجہ نصاریٰ مکروہ ہے اور بیڑی میں حرج نہیں اور حقہ جیسا عام طور پر رائج ہے مباح اور ترک اولیٰ۔

مسئلہ ۲۳۶ از توپخانہ بازار کمپ مسئلہ محمد حسین ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسافر پانی پت کرنا ل سے آیا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ حقہ پینا اور پان کھانا حرام ہے جو شخص حقہ پئے گا اور پان کھائے گا اس کے مکان کا آٹا تک نہیں کھائیں گے جنھوں نے کھانا چھوڑ دیا وہی لوگ جماعت میں شریک ہوتے ہیں اور دوسروں کو نہیں ہونے دیتے وہ یہ کہتے ہیں علیحدہ اپنی نماز پڑھ لو، ظہر کے وقت جماعت تیار تھی میں نے وضو کر کے جماعت میں شامل ہونا چاہا مجھ کو منع کر دیا اور یہ کہا کہ اپنی نماز علیحدہ پڑھ لو میں نے اپنی نماز علیحدہ پڑھ لی، عصر کا وقت ہوا جب بھی جماعت

تیار تھی اس وقت بھی منع کر دیا گیا۔

الجواب

پان بیشک حلال ہے حضرت محبوب الہی نظام الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ اُن سے پہلے اولیاءِ کرام نے اس کا استعمال فرمایا ہے، حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ نے اس کی مدح فرمائی اس میں چونے کا جواز کتاب نصاب الاحتساب میں مصرح ہے، حقہ کا جواز عمر العیون وشرح ہدیہ ابن العباد و کتاب الصلح بین الاخوان و درمختار و طحاوی و رد المحتار وغیرہ کتب معتدہ میں مصرح ہے، حلال کو حرام کہنا اس شخص کی بڑی جرأت اور یہ کہ پان کھانے والا یا حقہ پینے والا جماعت میں شریک نہ ہو اس کا ظلم شدید بلکہ ضلال بعید ہے وہ اسے حکم شرع ٹھہرا کر شرع مطہر پر افتراء کرتا ہے اور اللہ پر افتراء کرنے والا عذاب شدید کا مستحق ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ السُّنْتُمْ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يَفْلَحُونَ لَئِي

جو کچھ تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں، اس کے متعلق یہ نہ کہا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام، تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمے جھوٹ لگاؤ، بے شک جو اللہ تعالیٰ نے جھوٹ باندھے ہیں یعنی اس کے ذمے جھوٹ لگاتے ہیں وہ کبھی کامیاب اور بار بار نہیں ہو سکتے۔ (ت)

اس پر توہم قرض ہے، اگر توہم نہ کرے اور اپنے ان احوال و حرکات سے باز نہ آئے تو وہی اس کا مستحق ہے کہ مسلمان اسے مسجد میں نہ آئے دیں۔ درمختار میں ہے:

ذَكَذَابٌ يَسْمَعُ مِنْهُ كُلُّ مَوْذُوٍّ لَوْ بَلَّسَ شَيْئًا - اسی طرح ہر تکلیف دینے والے کو خواہ زبانی ہی ہو اُسے مسجد سے روک دینا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعلم (ت)

بسم اللہ
۲۴/۱۱

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

(۱) حقہ جائز ہے یا نہیں؟ مولوی پاک بتلاتا ہے۔

(۲) تصویر کار کھانا جائز ہے یا نہیں اور جائز کرنے والے پر کیا حکم ہے؟

- (۳) گانا سننا جائز ہے یا نہیں؟ مزامیر باجے کے ساتھ یا شادی یا سنت (فقہ) وغیرہ میں جائز ہے یا نہیں یعنی بچہ کی سنت وغیرہ میں؟
- (۴) ایک مولوی پیش امام نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے پیشاب کیا تھا اور جائز ہے۔
- (۵) تعزیری داری جائز ہے یا نہیں؟ اور ایک مولوی نے ان سب کو جائز کر دیا ہے۔

الجواب

- (۱) حقہ جائز ہے مگر دم لگانا جس سے حواس میں فرق آتا ہے حرام ہے، حقہ کا پانی شریعت کے نزدیک پاک ہے اسے ناپاک کہنے والا شرع پر افتراء کرتا ہے۔
- (۲) جائزہ کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے، جو اسے جائزہ کی شریعت پر افتراء کرتا ہے مگر اسے مستحق تعزیر و سزا ہے اور رکھنا تین صورتوں میں جائز ہے، ایک کہ چہرہ کاٹ دیا ہو یا بگاڑ دیا ہو دوسرے یہ کہ اتنی چھوٹی ہو کہ زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضاء کی تفصیل نظر نہ آئے۔ تیسرے یہ کہ خواری و ذلت کی جگہ پڑی ہو جیسے فرش یا انداز میں ورنہ رکھنا بھی حرام، ہاں غیر جاندار مثلاً درخت و مکان کی تصویر کھینچ رکھنا سب جائز ہے۔
- (۳) مزامیر حرام ہیں، بغیر باجے کے سادہ گانا سنت وغیرہ کی شادی میں جائز ہے جبکہ نہ اندیشہ فقہ ہو نہ خفیفت الحركات۔
- (۴) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بد تہذیبی و بے ادبی و سنت نصرانی و مکروہ و منع ہے، حضور اقدس نے ایک بار درد کے عذر سے ایسا کیا وہ بھی بڑے اہتمام کے ساتھ، اور صریح حدیث میں اسے منع فرمایا۔

(۵) تعزیری داری ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲۲ از بیگانہ مارواڑ محلہ مہادتان مسئلہ قاضی قمر الدین ۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پان کھانا سنت ہے یا کیا؟ بقیۃ التوجہ و بیان فرمائیے اجر پائیے۔ (ت)

الجواب

پان کھانا نہ سنت ہے نہ مستحب صرف مباح ہے، ہاں بعض عوارض خارجیہ کے باعث مستحب ہو سکتا ہے جیسے نہ کھانے میں میزبان کی دل شکنی ہو یا بوسہ زوہر کے لئے منہ کو خوشبودار کرنے کی نیت سے

بلکہ واجب بھی جیسے ماں باپ حکم دے اور نہ ماننے میں اس کی ایذا ہو تو نہی عارض کے سبب مکروہ بھی ہو سکتا ہے جیسے تلاوت قرآن مجید میں بلکہ حرام بھی جیسے نماز میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۳۳ از پنڈول بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفر پور نعمت شاہ خاکی بوڑاہ
پان، چونا اور حقہ اور تمباکو اور سرتی کھانا کیسا ہے؟

الجواب

پان کھانا جائز ہے اور اتنا چونا بھی کہ ضرر نہ کرے اور اتنا تمباکو بھی کہ حواس پر اثر نہ آئے، یہاں سرتی تمباکو ہی کو کہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تصویر

مسئلہ از سلی بحیت ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہر مسلمان کا ریگہ شبیہ شکر کی حلال جانور اور حرام جانور کی بناتے ہیں نیز شبیہ مسجد جامع و ہلی کی بناتے ہیں۔ کس شبیہ کا بنانا جائز ہے اور کس تصویر کا کھانا جائز و ناجائز ہے؟ بیتنا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ان اشد الناس عذاباً یوم القیمة المصورون۔ سب سے زیادہ سخت عذاب روز قیامت ان پر اخرجہ احمد و مسلم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہوگا جو جاندار کی تصویر بناتے ہیں (امام احمد اور مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تخریج فرمائی ہے۔ ت)

اور اس کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں، جو تصویر دار کپڑا بنائے نیچے اس کی

گواہی مردود ہے۔

فی الہندیۃ عن المحيط عن الاقصیۃ
اذا کان الرجل یبیع الثیاب المصورۃ
او ینسجہا لا تقبل شہادۃ لہ

اور حرام جانور کی تصویر میں ایک شفیع و بد نسبت ہے جو کھانے والے کی طرف ہوگی کہ اہل عرف تصویر کو اصلی ہی کے نام سے یاد کرتے ہیں تو مثلاً تصویر کا کتا کسی نے کھایا تو اسے بھی کہا جائے گا کہ فلاں شخص نے کتا کھایا، آدمی کو جیسے بُرے کام سے بچنا ضرور ہے یوں بُرے نام سے بھی بچنا چاہئے۔ غیر جاندار کی تصویر بنانی اگرچہ جائز ہے مگر دینی معظم چیز مثل مسجد جامع وغیرہ کی تصویروں میں انھیں توڑنا اور کھانا خلاف ادب ہوگا اور وہی بُری نسبت بھی لازم آئے گی کہ فلاں شخص نے مسجد توڑی مسجد کو کھایا اور ان سب باتوں سے خالی ہو تو کفار کے تموار اور ان کے بیہودہ رسم میں ایک طرح کی شرکت ہے جس سے شرعاً اجتناب کا حکم بلکہ اگر معاذ اللہ یہ چیزیں خریدنا کھانا خاص برنیت دوالی منانے کے ہو تو حکم نہایت سخت ہے اور نرے کھانے پینے کی نیت سے ہو جب بھی ان ایام میں احتراز چاہئے ہاں دوالی سے پہلے یا ختم کے بعد ایسی چیزوں کی تصویر جو جاندار نہ ہوں نہ ان کے ٹوٹے یا کھائے سے کوئی مکروہ نسبت لازم آئے بنائیں بھیجیں خریدیں کھائیں تو کچھ حرج نہیں۔

فی الدر المختار لو اھدی لمسلم و
لم یرد تعظیم الیوم بل جری علی
عادة الناس لا یکفر و ینبغی ان
یفعلہ قبلہ او بعدہ نفیاً للثبوت و لو
شرعی فیہ مالم یشتر
قبلہ ان اسراد تعظیمہ کفر
وان اسراد الاکل والشرب
والتنعیم لا یکفر نہ یلعی
وفي رد المحتار عن

۱۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب الشہادات
۲۔ در مختار مسائل شتی
۳۔ ابواب الرابع نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۲۶۹
۴۔ مطبع مجتہبی دہلی ۲/۳۵۰

جامع الفصولیت، الاولى للمسلمین ان لا یوافقوا ہم علی مثل هذه الاحوال لاطهار الفرح والسرور اھ ذکرہ فی حق دعوة اتخذھا مجوسی لخلق من اس ولده قلت ولس ذلک شیئا من رسوم مذہبہم الباطل فما کان کذلک کان اولی بالاجتناب واجدرو الامر واضح لا یتکر۔

جامع الفصولین کے حوالے سے منقول ہے کہ مسلمانوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ ان حالات میں خوشی اور سرور کا اظہار کرتے ہوئے غیر مسلموں کی موافقت ہرگز نہ کریں اھ، اس کو اس دعوت کے حق میں ذکر فرمایا جو کسی مجوسی نے اپنے بچہ کے سر منڈوانے کے موقع پر کی ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اُن کے باطل مذہب کی رسومات میں سے کوئی چیز نہ ہو، پھر بھی جو اس طرح کا کام ہو اس سے بھی بچنا زیادہ بہتر اور زیادہ مناسب ہے اور معاملہ واضح ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ (ت) یوہیں ان ایام کے قبل یا بعد حلال جانور کی تصویر اگر خود نہ خریدی بلکہ دوسرے نے دی تو اس کے کھانے میں بھی مضائقہ نہیں،

فان البأس فی اتخاذه واشترائه فاذا عد ما لم یبق الا اعدامه و هو مطلوب لا مہروب کما لا یخفی واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتمو حکم۔

کیونکہ حرج تصویر بنانے اور خریدنے میں ہے۔ جب یہ دونوں کام نہ ہوں تو صرف اعدام یعنی نہ ہونا باقی رہے گا اور وہی مطلوب ہے نہ کہ مہروب یعنی اس سے بھاگا جائے۔ جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اُخب جانتا ہے اور اس بڑی بزرگی والے کا علم زیادہ کامل اور پختہ ہے (ت)

مسئلہ ۲۴۵ از ملا حسن پشاور

۲ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

چرمی فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندرس مسئلہ کہ از جناب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امتناع تصاویر مطلقہ بر ثبوت رسیدہ است یا مقید یعنی کامل یا ناقص کہ عکسی و دستی مشہور است

علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ جناب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تصویروں کا مطلق ممنوع ہونا ثابت ہے یا نہیں؟ یا مقید تصویریں یعنی کامل یا ناقص، عکسی یا دستی ممنوع ہیں یا نہیں؟

جگہ جگہ تصاویر سازی کے متعلق مقابلے، انکی نمائش اور مباحثوں تک نوبت پہنچ چکی ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بلا قید مطلق تصویر منع ہے جبکہ بعض کہتے ہیں کہ جو تصویر سایہ کی طرح کاغذ یا دیوار پر بنائی گئی ہو اور ہاتھ سے بنی ہوئی نہ ہو اور اسکی سطح بھی ہموار اور برابر ہو ایسی تصویر کھینچنا اور اپنے پاس رکھنا جائز ہے لیکن وہ تصویر جو جسم رکھتی ہو مٹی، لکڑی یا لوہے سے بنائی گئی ہو اسکی سطح ہموار اور برابر نہ ہو وہ جائز نہیں پس اس کا محض رکھنا ممنوع اور ناجائز ہے۔ بیان فرماؤ اجر پاؤ (ت)

جا بجا دین امر معارضہ و مباحثہ بوقوع رسیدہ بعضے می گویند کہ مطلق تصویر ممنوع است و بعضے میگویند کہ تصویر کے مثل سایہ بر کاغذ یا بر دیوار کشیدہ شدہ باشد و دستی نباشد و سطح نیز ہموار باشد آن تصویر کشیدن و یا خود داشتن جائز است و انچہ جسم می دارد و از ہمیزم و آہن ساختہ باشد کہ سطح آن ہموار نباشد جائز نباشد و نگاہ داشتن آن نیز ممنوع غیر مشروع است۔
بیتواتوجہدا۔

الجواب

کسی جاندار کی تصویر بنانا بغیر کسی قید اور شرط کے حرام ہے خواہ سایہ دار ہو یا بے سایہ خواہ ہاتھ کی بنی ہوئی ہو یا محض عکس ہو۔ آقائے انس و جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ بابرکت میں لوگ دونوں قسم کی تصاویر بنایا کرتے تھے جو مجسمات کی صورت میں یا محض عکس اور سایہ کی صورت میں ہوتی تھیں چنانچہ احادیث میں مطلق تصویر سازی پر بھی اور بغیر کسی تخصیص و تقیید کے سخت وعید وارد ہوئی ہے لہذا تصویر کی تمام اقسام ممانعت میں داخل ہیں، اور بے سایہ تصویر کو جائز قرار دینا صرف بعض روایات کا مذہب ہے چنانچہ ام المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دفعہ تصویر والا تکیہ خرید لائیں اور سیدہ الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

صورت گری مطلقاً حرام است سایہ دار باشد یا بے سایہ دستی باشد یا عکس در زمان برکت نشان سیدہ الانس و الجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر دو گانہ تصویر سے ساختند ہم مجسم و ہم مسطح و در احادیث از مطلق صورت گری بھی نہیں اکید و برصفت او وعید شدید ہے تخصیص و تقیید و رد یافت پس جمیع اقسام او زیر منع در آمد تصویر بے سایہ را رواد داشتن مذہب بعض روایات سے است و بس! ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وسادۃ با تصویر خرید سیدہ المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرمود درون خانہ قدم مبارک نہ نہاد ام المؤمنین چون اثر خشم و طلال در چہرہ با جمال محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم می بیند بر خود بچو بید می لرزد و عرض می دارد
یا رسول الله اتوب اليك الله والى
رسوله ماذا اذنبت
یا رسول الله من توبه می کنم بسوئے خدا و
رسول خدا چه گناه کردم سرور عالم
صلی الله تعالی علیه وسلم فرمود ان
اصحاب هذه الصور يعذبون
يوم القيامة و يقال لهم
احيوا ما خلقتم و قال ان
البیت الذی فیہ الصور
لا تدخله الملائكة ای صورتگران
روز قیامت عذاب کرده شوند و ایشان را
گفته شود که زنده کنند آنچه آفریده اید و فرموده
خازر کہ در و تصویرست فرشتگان در و در
نیایند اخبرجه الشيخان عنهما رضى الله
تعالى عنها پیدا است کہ آنچه بر و ساوہ باشد
ہیں تصویر منقوش و بے سایہ است نہ منخوت
و مجتمہ، لاجرم علماء تجریم مطلق تصریح فرمودہ اند
مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری در مرقات فرمود
قال اصحابنا و غیرہم من العلماء تصویر
صورة الحيوان حرام شدید التحريم
وهو من الكبائر لانه متوعده عليه

گھر میں تشریف لاتے ہی دیکھ لیا تو آگے جانے سے قدم
مبارک روک لئے، ام المؤمنین نے رب ذوالجلال
کے محبوب محرم کے چہرہ مقدس پر غصے اور ناراضگی
کے اثرات دیکھے تو بید کے درخت کی طرح لرزنے
اور کانپنے لگیں اور عرض کرنے لگیں اے اللہ کے
رسول! میں اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں
توبہ کرتی ہوں مجھ سے کوئی خطا ہوئی ہے یا رسول اللہ
میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع لاتی ہوں
میں نے کون سا قصور کیا؟ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقیناً تصویر ساز قیامت کے
دن عذاب دئے جائیں گے اور ان سے کہا جائیگا
کہ اپنی بنائی ہوئی تصویروں میں جان (روح)
ڈالو۔ اور ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہو اس
میں فرشتے نہیں آتے۔ بخاری و مسلم نے سیدہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کو روایت کیا ہے
ظاہر ہے کہ تکیہ پر جو تصویر تھی وہ عکسی اور نقاشی
ہی ہوگی نہ کہ تراشیدہ مجسمہ۔ بلاشبہ اہل علم نے
بلا قید مطلق تصویر کے حرام ہونے کی صراحت فرمائی
ہے، چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ میں
فرمایا ہمارے اصحاب اور دیگر علماء کرام نے فرمایا
حیوانات کی تصویر بنانا شدید حرام ہے اور یہ کبیرہ
گناہوں میں شامل ہے کیونکہ اس پر شدید وعید

بهذا الوعيد الشديد المذكور في
الاحاديث سواء صنعته في ثوب
او بساط او درهم او دينار او
غير ذلك علام شامي در رد المحتار
فرمايد فعل التصوير غير جائز
مطلقا لانه مضاهاة لخلق
الله تعالى همدان از بحر الرائق
ست صنعتہ حرام بكل حال لان
فيه مضاهاة لخلق الله
تعالى وسواء كان في ثوب
او بساط او درهم وانا وحاظ
وغیرہا و چون علت تحریم مشابہت
بخلق الہی است تفاوت نمی کند کہ بخامہ
کشند یا عکس را منطبق سازند زیرا کہ
علت ہمد جا حاصل است سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرمود اشد الناس
عذابا یوم القیامة الذین یضاهون
بخلق الله تعالى روز قیامت در سخت
عذاب آنان باشند کہ مشابہت می کنند
بافرینش خداوند عز و جل

آئی ہے جو احادیث میں مذکور ہے خواہ کسی کپڑے پر
تصویر بنائی جائے، کسی بچھونے پر بنائی جائے یا
درہم و دینار اور سونے پر بنائی جائے یا ان کے علاوہ
کسی بھی اور چیز پر تصویر کشی ناجائز، حرام اور شریعت
کی خلاف ورزی کا ارتکاب ہے۔ علامہ شامی
رد المحتار میں فرماتے ہیں تصویر بنانا مطلقاً جائز نہیں
اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے مشابہت ہے۔
اسی میں بحر الرائق سے نقل ہے کہ تصویر سازی ہر حال
میں حرام ہے کیونکہ اس میں تخلیق الہی سے مشابہت
ہے، خواہ یہ کام کپڑے پر ہو یا کسی اور چیز پر مثلاً
بچھونا، درہم دینار، برتن، دیوار اور کاغذ وغیرہ۔
جب حرام ہونے کی علت اور وجہ بناوٹ الہی کے
ساتھ مشابہت ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں
پڑتا کہ قلم سے تصویر بنائی جائے یا عکسی چھاپ ہے
کیونکہ یہ علت سب جگہ موجود ہے، سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے
دن سب سے زیادہ عذاب پانیوالے وہ لوگ ہوں گے
جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے مشابہت کرتے تھے۔
قیامت کے دن سخت عذاب والے وہ لوگ ہوں گے
جو اللہ تعالیٰ کی صفت پیدائش (بناوٹ) سے

۲۶۶/۸	مکتبہ المبینہ کوئٹہ	باب التصاویر	کتاب اللباس	شرح مشکوٰۃ	۲۶۶/۸
۸۸۱/۲	"	باب من لم یدخل شینا	"	"	۸۸۱/۲
۴۳۴/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا	کتاب الصلوٰۃ	ما یفسد الصلوٰۃ	۴۳۴/۱
۴۳۵/۱	"	"	"	"	۴۳۵/۱

رواۃ الاثمة احمد والبخاری و مسلم
والنسائی عن أمة المؤمنين
رضی اللہ تعالیٰ عنہا عبارت
رد المحتار حال گذشت و ہذاست علّة
حرمة التصوير المضاہاة لخلق
اللہ تعالیٰ وھم موجودہ
فی کل ما ذکر ایں حکم
تصویر گری و صورت کشی ست اما تصویر
پیش خود یا در خانہ نگاہ داشتن ایں جا
تفصیل ست تحریم و منع او را بچند شرط
مشروط کردہ اند کہ اگر ہمسہ ہم آید نگاہ داشتن
نارو ا باشد ورنہ جائز یکے آنکہ صورت جاندار
بجالت جاندار می باشد نہ چنانکہ بیدار
نفس صورت بجان بودنش پیدا بود
چنانکہ تصویر چہرہ بخلاف آنکہ دست یا پائے
چشم یا بینی یا گوش ندارد کہ عدم اینہا
موجب خروج از اعضائے ظاہریہ
از سر ساختہ اند یا ساختہ راقطع
یا مخومودہ اند نگاہ داشتنش روا باشد
دوم آنکہ تصویر در نہایت صغیر و باریکی
نباشد بحدیکہ اگر بر زمین نہادہ استادہ ببیند

مشابہت کرتے رہے۔ ائمہ کرام مثلاً حضرت امام
احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے اس کو ام المؤمنین
رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ابھی
رد المحتار کی عبارت گزری ہیں اور اسی میں یہ بھی
ہے کہ تصویر کے حرام ہونے کی علت تخلیق الہی سے
مشابہت ہے، اور یہ علت تمام مذکورہ صورتوں
میں موجود ہے۔ اور یہ حکم تصویر سازی اور تصویر کشی
کے بارے میں ہے۔ تصویر اپنے سامنے اور روبرو
رکھنے اور اپنے گھر میں محفوظ کرنے وغیرہ کے بارے
میں کچھ تفصیل ہے۔ تصویر کے حرام ہونے کو اہل علم
حضرات نے چند شرائط کے ساتھ مشروط کیا ہے
اگر سب جمع ہوں تو پھر اس کا حفاظت سے رکھنا
نا جائز ہے ورنہ جائز۔ (۱) زندہ چیز کی تصویر اسکی
زندگی کی حالت میں ہو، نہ اس طرح کہ صرف صورت
دیکھنے سے اس کا بے جان ہونا ظاہر ہو جائے جیسا کہ
چہرہ کی تصویر بخلاف ہاتھ پاؤں، آنکھ ناک یا
کان نہ رکھتی ہو کہ ان کا نہ ہونا اعضائے ظاہری سے
نکلنے کا سبب ہے کہ سر کے ساتھ یہ نہیں بنائے گئے
یا بنائے گئے مگر انھیں کاٹ دیا گیا ایسی تصویر کو
بحفاظت رکھنا جائز ہے۔ (۲) دوسری شرط،
تصویر انتہائی چھوٹی اور باریک نہ ہو۔ اگر زمین پر

صحیح البخاری کتاب اللباس باب ما ولی من التصاویر قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۸۰/۲
صحیح مسلم " " باب تحريم تصوير صورة الحيوان " " ۲۰۱/۲
رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکوہ فیہا دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۳۵/۱

تفصیل اعضائیں پدیدار نشود، بچہ صورت ساختن حرام وداشتن جائز۔ سوّم آنکہ صورت را خوار نداشتہ باشد چنانکہ در فرش یا انداز یا در بساط یا مال یا بروئے خاک و امثال ذلک کہ این چنین داشتن منظور نیست فی الدر المختار لایکرہ لوکانت تحت قدمیہ او محل جلوسہ لانہا مہانہ ^۱ فی رد المحتار وکذا لوکانت علی بساط یوطاء او مرفقۃ تیکاء علیہا کما فی البحر ^۲ و فی الدر اوکانت صغیرۃ لا تتبین تفاصيل اعضائها للناظر قائما و ہی علی الارض ذکرہ الحلبی او مقطوعۃ الرأس او الوجه او مبحوۃ ^۳ عضو لا تعیش بدونہ ^۴ و تمام تفصیلہ فی حواشیہ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

سرکٹا ہوا یا چہرہ یا ایسے اعضاء مٹے ہوئے ہوں کہ جن کے بغیر زندگی نہ ہو سکے۔ اس کی مکمل تفصیلات اس کے حواشی میں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۲۲۶ھ شعبان المعظم ۱۱۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی کپڑے پر تصویریں چھپی ہوئی ہوں اُس سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ تصویریں پرندوں کی ہوں۔ اور اگر اسی کپڑے کا کوئی عدد تیار ہو گیا تو اس کا کیا کرنا چاہئے اور وہ تصویریں جس میں جاندار زندہ رہ سکتا ہے؟

بیّنوا التوجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

۹۲/۱	مطبوع مجتہبی دہلی	کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا	لہ در مختار
۴۳۵/۱	" " "	" " " " " " " "	لہ رد المحتار
۹۲/۱	" " "	" " " " " " " "	لہ در مختار

الجواب

کسی جاندار کی تصویر جس میں اُس کا چہرہ موجود ہو اور اتنی بڑی ہو کہ زمین پر رکھ کر کھڑے سے دیکھیں تو اعضا کی تفصیل ظاہر ہو، اس طرح کی تصویر جس کپڑے پر ہو اس کا پہننا، پہنانا یا پہننا، خیرات کرنا سب ناجائز ہے اور اسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ ایسے کپڑے پر سے تصویر مٹا دی جائے یا اُس کا سر یا چہرہ بالکل محو کر دیا جائے۔ اس کے بعد اس کا پہننا، پہنانا، پہننا، خیرات کرنا، اس سے نماز، سب جائز ہو جائے گا۔ اگر وہ ایسے پتے رنگ کی ہو کہ مٹ نہ سکے دھل نہ سکے تو ایسے ہی پتے رنگ کی سیاہی اُس کے سر یا چہرے پر اس طرح لگا دی جائے کہ تصویر کا اتنا عضو محو ہو جائے صرف یہ نہ ہو کہ اُسے عضو کا رنگ سیاہ معلوم ہو کہ یہ محو منافی صورت نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴۷ مرسلہ محمد صدیق بیگ صاحب مراد آباد از بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آج کل دنیا میں عام رواج مصوری کا یہ ہے کہ بغیر قلم و روشنائی کے اور بغیر ہاتھ لگائے اس طرح پر تصویر بناتے ہیں کہ ایک بکس سامان مصوری کا ہوتا ہے جس کو انگریزی میں کیمہ میں لگا کر جس شئی کی تصویر لینا مقصود ہو اس کو سامنے رکھتے ہیں شیشہ کے اثر سے کشش کے ساتھ تصویر معمولی شیشہ پر جو آتش شیشہ یعنی گیس کے پاس لگا ہوتا ہے آجاتی ہے۔ اس کو انگریزی مصالحہ میں ڈال کر کاغذ پر لکھ کر خشک کرتے ہیں اس طرح سے تصویر بن جاتی ہے۔ شرع شریف میں اس کی بابت کیا حکم ہے یعنی ایسی تصویر کھینچنے والے کھنچوانے والے، رکھنے والے، فروخت کرنے والے، خریدنے والے کس حد تک گنہگار ہو سکتے ہیں اور جس مکان میں تصویریں ہوں وہاں نماز جائز ہے یا نہیں؟ یا شرع کے موافق اس میں کوئی گناہ نہیں ہے؟ جواب باصواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب

شرع نے تصویر حرام فرمائی اور کسی طریقہ ساخت کے ساتھ حکم کو مقید نہ فرمایا نہ کسی خصوصیت طریقتہ کو اُس میں دخل، نہ فوٹو بے اس کے عزم و فعل حرکات کے خود بخود بن سکے، دستی و عکسی میں صرف تخفیف عمل کا فرق ہے جیسے پیادہ اور ریل۔ جہاں جانا شرعاً حرام ہے پیادہ و ریل دونوں یکساں ہیں، وہ نہیں کہہ سکتا کہ اس میں مجھے پاؤں کو حرکت دینی نہ پڑی نہ منزل منزل ٹھہرنا گیا، بالکل تصویر عکسی و دستی کے بنانے رکھنے سب باتوں کے احکام قطعاً ایک ہیں اور منسرق کی کوئی وجہ نہیں، عرف ہی کو دیکھے، کیا جو تصویر بنانی عرفاً توہین یا بے حیائی اور قانونی جرم ہے وہ عکسی بنا سکتا ہے اور وہی عذر کر سکتا ہے کہ بے قلم و روشنائی او بے ہاتھ لگائے بنائی ہرگز نہیں، تو ظاہر ہوا کہ عکسی ہونے سے تصویر کے مقاصد میں کچھ فرق نہیں بلکہ بسا اوقات کچھ زیادت ہی ہو جاتی ہے اور شئی اپنے مقاصد ہی کے لحاظ سے ممنوع یا مشروع ہوتی ہے

کمالا یخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۲۴۸ مرسلہ سید عبدالرشید صاحب جواہر کن از بمبئی نیا قاضی محلہ چاند بڈنگ ۴۰ پوسٹ ۹
 ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ فوٹو نصف شکل کا بنوانا اور خود بنانا کس حد تک جائز ہے اور تمام قد کا سراپا عکس کیوں ناجائز ہے؟ حدیث و آیات سے جواب مرحمت فرمائیں، دونوں صورتوں کا نصف قد اور قد تمام کن کن شرعی دلائل سے جائز اور ناجائز قرار دیا جاتا ہے؟

الجواب

فوٹو ہو یا دستی تصویر پوری ہو یا نیم قد بنانا بنوانا سب حرام ہے نیز اس کا عزت سے رکھنا حرام اگرچہ نصف قد کی ہو کہ تصویر فقط چہرہ کا نام ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اشد الناس عذاباً یوم القيامة من قتل نبیا او قتله نبی والمصورون۔ اُس پر ہے جس نے کسی نبی کو شہید کیا یا اُسے نبی نے قتل فرمایا اور تصویر والوں پر۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ان الملائكة لا تدخل بیتا فیہ کلب ولا صورة۔ رحمت کے فرشتے اُس گھر میں نہیں جاتے جس میں کُتیا یا تصویر ہو۔

امام اجل ابو جعفر طحاوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں: الصورة هو الرأس۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقط چہرہ تصویر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴۹ مرسلہ محدثی مقام بکسر متصل شیشن ریلوے توسط حاجی جیم بخش ۳۰ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ تصویر کھینچنا جائز ہے یا نہیں؟

۱۰/۲۶۰	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	حدیث ۱۰۴۹۷	المعجم الکبیر
۴/۳۵	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۹۳۶۶	کنز العمال
ص ۲۶۸	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب الصور فی البیت	سنن ابن ماجہ
۲/۳۶۶	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب التصاویر فی الثوب	شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ

الجواب

جاندار کی تصویر کھینچنی حرام ہے۔ صحیح حدیث میں ارشاد ہوا:

اشد الناس عذاباً يوم القيامة من قتل
نبيا او قتل نبيا والمصورون۔ واللہ تعالیٰ
اعلم۔

قیامت میں سب سے سخت تر عذاب اُس پر ہوگا
جس نے کسی نبی کو شہید کیا یا جسے کسی نبی نے قتل کیا
اور مصوّر۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

www.azharululloom.org

رسالہ

العطایا القدیہ فی حکم التصویر

۳۱ ۱۳
(تصویر کے حکم کے بارے میں قدرت والے کی عطائیں)

www.ashraf.org

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبی بعده وعلى آله وصحبه

المکرمین عندہ

من ۲۵۰ مسئلہ از احمد آباد محلہ جمالیہ پور متصل مسجد کالج مرسلہ مولوی عبد الرحیم صاحب ۲۹ صفر المظفر ۱۳۳۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ان دنوں شہر احمد آباد میں کاپیاں
فوٹو گراف کی قیمت ۲۰ کے بیک رہی ہیں اور نمونہ اصل خدمت میں آپ کی مرسل ہے آپ اس کو ملاحظہ
فرمائیں یہ فوٹو حضرات پیر ابراہیم بغدادی عم فیضہ الصوری والمعنوی سجادہ نشین خانقاہ حضرت غوث اعظم
حضرت پیران پیر قدس سرہ العزیز کا ہے اس کو احمد آبادی وغیرہ تبرک کے طور پر رکھتے ہیں اس کا رکھنا مکانات
میں حرام ہے یا نہیں؟ اور جن مکانات میں یہ فوٹو ہو گا ان میں رحمت کے فرشتے آئیں گے یا نہیں؟
اور اس فوٹو کے رکھنے سے برکت نازل ہوگی یا نہیں؟ اور برزخ شیخ جہانے کے لئے فوٹو شیخ کا سامنے
رکھ کر اس کا برزخ جہاننا شریعت و طریقت میں جائز ہے یا نہیں؟ بتینوا بیانا شافیا توجروا اجرا
وافیا (شفائش بیان فرماؤ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے پورا پورا اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الخالق البارئ المصور
الذي صورنا فاحسن صورنا وخلق وحد
العالم فقيرة وقطيرة
وقضى بالعذاب اشد
هو العقاب على الذين
يضاهون خلق الله
فيخلقوا ذرية او يخلقوا
حبة او يخلقوا شعيرة
والصلوة والسلام على من
اتى بمحق الاوثان و
توحيد الرحمن وحرم
التصوير صغيرة وكبيرة و
وجعله كبيرة وعلى آله
وصحبه وابنه الاكرم
الغوث الاعظم وسائر حذبه
صلوة وسلاما وانمايات
عزة وتوقيرة سائت
ان اعوذ بك من همزات
الشیطن واعوذ بك من ان
يحضرون -

ہر قسم کی تعریف و توصیف اُس اللہ تعالیٰ کے لئے
ہے جو (تخلیق کا) اندازہ کرنے والا، بنانے والا
اور تصویر کشی کرنے والا کہ جس نے ہماری صورتیں بنائیں
اور ہمیں حسین و جمیل صورتوں سے نوازا، اور اس نے
تمہا ساری دنیا کو پیدا فرمایا خواہ تخم خرما کا گرٹھا ہو
یا اور کوئی معمولی چیز ہو، اور اس نے عذاب دینے کا
بڑا سخت فیصلہ فرمایا کہ اُن لوگوں پر نزولِ عقاب ہے
جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں اس سے مشابہت اختیار
کرتے ہیں تو وہ کوئی ذرہ یا کوئی دانہ یا جو پیدا کر دکھائیں
اور درود و سلام اُن پر ہو جو بتوں کو مٹانے اور
وحدانیتِ رحمان کو بیان فرمانے کیلئے تشریف
لائے اور انھوں نے چھوٹی بڑی تصویر کو حرام
تھہرایا اور اس کام کو کبیرہ گناہ قرار دیا، اور
اُن کی آل اور ساتھیوں پر، اور ان کے مکرم شہزاد
غوثِ اعظم (بڑے فریادرس) پر، اور ان کے
باقی تمام گروہ پر (ہدیہ درود و سلام ہو) ایسا شاندار
درود و سلام کہ ان کی عزت و توقیر کے برابر اور
مساوی ہو۔ اے میرے پروردگار! میں شیاطین
کے دوسو سوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میرے
پروردگار! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے
پاس آئیں (اور مجھے اپنے مکرو فریب سے
پریشان کریں) - (ت)

اللہ عزوجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے، دنیا میں بُت پرستی کی ابتداء یوں ہوئی کہ صالحین کی محبت میں اُن کی تصویریں بنا کر گھروں اور مسجدوں میں تبرک رکھیں اور اُن سے لذت عبادت کی تائید سمجھی، شدہ شدہ وہی معبود ہو گئیں، صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیہ کریمہ:

وقالوا لاتذرن الہمتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث و یعوق ونسرایہ کی تفسیر میں ہے:

قال کانوا اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما ہلکوا وحی الشیطان الی قومہم ان نصیوا الی مجالسہم الی کانوا یجلسون انصابا وسمی ہایا سماعہم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا ہلک اولیاءک ونسخ العلم عبادتہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ حضرت نوح (علیہ السلام) کی قوم کے نیک اور پارسا لوگوں کے نام ہیں، جب وہ وفات پا چکے تو شیطان نے بعد والوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ جہاں یہ لوگ بیٹھتے تھے وہیں اُن مجالس میں انھیں نصب کر دو (یعنی قرینے سے انھیں بکھڑا کر دو) اور جو اُن کے نام (زندگی میں) تھے وہی نام رکھ دو، تو لوگوں نے (جہالت سے) ایسا ہی کیا۔ پھر کچھ عرصہ ان کی عبادت نہ ہوئی، یہاں تک کہ جب وہ تعظیم کرنے والے مر گئے اور علم مٹ گیا (اور ہر طرف جہالت پھیل گئی) تو پھر ان کی عبادت شروع ہو گئی۔ (ت)

عبد بن حمید اپنی تفسیر میں ابو جعفر بن المہلب سے راوی:

قال کان ودا رجلا مسلما وکان محببا فی قومہ فلما مات عسکروا حول قبرہ فی ارض بابل وجزعوا علیہ فلما رای ابو جعفر نے فرمایا: "ود" ایک مسلمان شخص تھا جو اپنی قوم میں ایک پسندیدہ اور محبوب شخص تھا جب وہ مر گیا تو سرزمین بابل میں لوگ اس کی قبر کے آس پاس جمع ہوئے اور اس کی جدائی پر

ابلیس جزعہم علیہ تشبیہ فی صورۃ
انسان ثم قال اسری جزعکم علی ہذا
فہل لکم ان اصور لکم مثلہ فیکون فی
نادیکم فتذکر ونہ بہ قالوا نعم فصور لہم
مثلہ فوضعوہ فی نادیمہم وجعلوا ید کو ونہ
فلما رأی مالہم من ذکرہ قال ہل لکم
ان اجعل لکم فی منزل کل سحیل
منکم تمثالا مثلہ فیکون فی بیتہ فتذکر ونہ
قالوا نعم فصور لکل اہل بیت تمثالا
مثلہ فاقبلوا فجعلوا ید کو ونہ بہ قال
وادسک ابنائہم فجعلوا یروون
ما یصنعون بہ ویتاسلوا ودریں میں
ذکر ہم آیا ہ حق اتخذوہ الہما یعبد ونہ
من دون اللہ قال وکان اول ما عبد
غیر اللہ فی الارض ود الصنم الذی
سموہ بودلہ

بقرار ہوئے (اور صبر نہ کر سکے) جب شیطان نے
اس کی جدائی میں لوگوں کو بیتاب پایا تو وہ
انسانی صورت میں اُن کے پاس آیا اور کہنے
لگائیں اس شخص کے مرنے پر تمہاری بقیہ راری
دیکھ رہا ہوں کیا مناسب سمجھتے ہو کہ میں بالکل
اُس جیسی تمہارے لئے اس کی تصویر بنا دوں
پھر وہ تمہاری مجلس میں رہے پھر اس کی تصویر دیکھ کر
تم اُسے یاد کرو۔ لوگوں نے کہا ہاں یہ تو اچھی تجویز
ہے۔ پھر شیطان نے لوگوں کے لئے بالکل اُسی
جیسی اس کی تصویر بنا دی اور لوگوں نے اُسے اپنی
مجالس میں سجا رکھا اور اس کی یاد کرنے لگے۔
پھر جب شیطان نے دیکھا کہ اس کے ذکر سے
لوگوں کی جو حالت ہوتی ہے۔ پھر شیطان کہنے لگا
کیا تم یہ مناسب کہتے ہو کہ میں تم میں سے ہر شخص
کے لئے اس کے گھر میں اس کے بزرگ کا عکس
تیار کر کے سجادوں تاکہ وہ اس کے گھر میں موجود
ہو، اور تم سب لوگ (انفرادی اور اجتماعی طور پر) اس کا تذکرہ کرتے رہو۔ لوگ کہنے لگے ہاں یہ بالکل
ٹھیک ہے۔ پھر اس نے سب گھروالوں کے لئے بالکل اُسی جیسا اس کا ایک ایک فوٹو تیار کر دیا
پھر لوگ اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس کا فوٹو دیکھ کر اُسے یاد کرتے رہے۔ راوی نے کہا اور ان کی
اولاد نے یہ دور پالیا، پھر وہ دیکھتے رہے کہ جو کچھ ان کے بڑے کرتے رہے، اور پھر نسل آگے بڑھی
(اور پھیلی) اور جب اس کے ذکر کا سلسلہ کچھ پُرانا ہو گیا یہاں تک کہ جہالت سے پچھلے اور انہوالی
نسلوں نے اسے خدا بنا لیا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرنے لگے۔ (راوی نے کہا)
سب سے پہلے زمین پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کی عبادت کی گئی وہ یہی بت ہے کہ جس کا نام لوگوں نے ود
رکھا ہے۔ (ت)

نیز صحیح بخاری و مسلم میں اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے:

لما شئتُ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 ذکر بعض نسائه کینسۃ یقال لہما صامیۃ
 وكانت ام سلمة وام حبیبۃ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما اتتا مرض الحبشة فذاکرتا من حسنہما
 وتصاویرفہما فرفع صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم رأسہ فقال اولیک اذا مات فیہم
 الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا
 ثم صوروا فیہ تلك الصور واولیک شوار
 خلق اللہ عند اللہ یلہ

نیک اور صالح آدمی مرجاتا تو اس کی قبر پر مسجد تعمیر کرتے پھر ان تصویروں کو سجا کر اس میں رکھ دیتے وہی
 اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق ہیں۔ (ت)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے:

صوروا ای صور الصلحاء تذکیرا بہم
 ترغیبا فی العبادۃ لاجلہم ثم جاء من
 بعدہم فزین لہم الشیطن اعمالہم
 وقال لہم سلفکم یجدون ہذہ الصور
 فوقعوا فی عبادۃ الاصنام علیہ
 تو شیطان نے پہلوں کے کارنامے اُن انیوالے لوگوں کی نگاہوں میں آراستہ کر کے پیش کئے اور ان سے
 کہا کہ تمہارے اسلاف ان تصویروں کی پرستش کیا کرتے تھے، تو پھر یہ بھی ان کی عبادت میں مصروف
 ہو گئے۔ (ت)

۱۷۹/۱ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب بنار المسجد علی القبر قدیمی کتب خانہ کراچی
 صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن بنار المسجد علی القبر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰۱/۱
 لکھ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس باب التصاویر المکتبۃ الجبیبیہ کوئٹہ ۲۸۲/۸

الحلیۃ عن امیر المؤمنین علی والامام
مالک فی الموطا، الترمذی والطحاوی
عن ابی سعید الخدری، واحمد والطحاوی
والطبرانی فی الکبیر عن اسامة بن زید
والطحاوی عن ابی ایوب الانصاری
رضی اللہ تعالیٰ عنہم وقد فصلنا ہا فی
فتاویٰنا۔

حلیہ میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
اس کو روایت کیا ہے۔ نیز امام مالک نے "موطا"
میں، ترمذی اور طحاوی نے "معجم کبیر" میں حضرت
اسامہ بن زید سے اس کو روایت فرمایا۔ اور اسی
طرح طحاوی نے حضرت ابو ایوب انصاری
کے حوالہ سے اس کو روایت فرمایا، اللہ تعالیٰ
ان تمام بزرگوں سے راضی ہو۔ اور ہم نے ان سب
باتوں کو اپنے فتاویٰ میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے (ت)

اور اس میں کسی معظّم دینی کی تصویر ہونا نہ عذر ہو سکتا ہے نہ اس وبالِ عظیم سے بچا سکتا ہے بلکہ
معظّم دینی کی تصویر زیادہ موجب وبال و نکال ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے گی اور تصویر ذی روح کی تعظیم
خاصی بُت پرستی کی صورت اور گویا ملت اسلامی سے صریح مخالفت ہے۔ ابھی حدیث سن چکے کہ وہ اولیا
ہی کی تصویریں رکھتے تھے جس پر اُن کو بدترین خلق اللہ فرمایا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر کون
معظّم دین ہو گا اور نبی بھی کون حضرت شیخ الانبیاء خلیل گبریا سیدنا ابراہیم علی ابنہ الکریم علیہ افضل
الصلوٰۃ والتسلیم کہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تمام جہان سے افضل و اعلیٰ ہیں
ان کی اور حضرت سیدنا اسماعیل ذیج اللہ و حضرت بتول مریم علیہم الصلوٰۃ کی تصویریں دیوارِ کعبہ پر کفار نے منقش
کی تھیں، جب مکہ معظمہ فتح ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو پہلے بھیج کر وہ سب محکوم کر دیں جب کعبہ معظمہ میں تشریف فرما ہوئے بعض کے نشان کچھ باقی پائے
پانی منگا کر بنفس نفیس انھیں دھویا اور بنانے والوں کو قاتل اللہ فرمایا اللہ انھیں قتل کرے،

هذا معنی ما روی البخاری فی صحیحہ والامام جو کچھ امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا

لے سنن ابی داؤد ۲/۲۱۶ و سنن النسائی ۲/۳۰۰ و شرح معانی الآثار ۲/۴۰۰

لے جامع الترمذی ۲/۱۰۴ و موطا امام مالک ما جاز فی الصور والتماثل ص ۲۶

لے مسند احمد بن حنبل ۵/۲۰۳ و المعجم الکبیر حدیث ۳۸۷ ۱/۱۶۲ و شرح معانی الآثار ۲/۴۰۰

لے شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب الصور تکون فی الثیاب ایچ ایم سعید پبلی کراچی ۲/۴۰۰
صحیح البخاری کتاب المناسک ۱/۲۱۸ و کتاب الانبیاء ۱/۴۷۳ قدیمی کتب خانہ کراچی

سنن ابی داؤد کتاب المناسک ۱/۲۷۷ و مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس ۱/۳۳۵ و ۳۶۵

وفتاوی حاضر ہیں سب کی طرف مراجعت کی، بیان حکم میں اس تعلیم میں درمختار کا سلف نہ پایا یہاں تک کہ بحر و درر کہ اکثر ماخذ کتاب میں ان میں بھی اس کا نشان نہیں، عامر کتب مثل بدایہ و وقایہ و نقایہ و کنز و آثانی و غرر و اصلاح و مفتی و غنیہ و نور الاضاح و ہدایہ و شرح وقایہ و برجندی و تبیین و کافی و درر و الاضاح و مجمع الانہر و مرقی الفلاح و فتح القدر و غنیہ و خانیہ و حرانہ المفتین و ہندیہ حتی کہ خود جامع صغیر محمد زہب امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ میں صرف ذکر اس پر اقتصار فرمایا کہ اگر تصویر بے سر کی ہو یا اس کا سر کاٹ دیں تو کراہت نہیں، اور خلاصہ پھر اس کی تبعیت سے تنویر الابصار و حلیہ و بحر الرائق و جامع الرموز و غنیہ و صغیری و شرح نلالہ و عبد الحکیم علی الدریں وجہ کا اضافہ کیا کہ چہرہ مٹا دینا بھی سر کاٹ دینے کی مثل ہے ذخیرۃ العقبہ و ثلثی علی الزیلعی و حسن عجیبی علی الدرر و سعدی افندی علی العنایہ و مسکین علی الکفر کہ سید ابوالسعود ازہری نے بھی کہ درمختار سے کثیر الاخذ ہیں زیادت سے اصلاً تعرض نہ کیا اقول اور ذکر وجہ حقیقت زیادت نہیں کہ اس کا اطلاق اکثر چہرہ پر آتا ہے گردن جدا کر دینے کو سر کاٹنا ہی کہتے ہیں تو مقصود خلاصہ اس کا افادہ بھی ہے کہ محو بھی مثل قطع ہے اس کی عبارت یہ ہے:

ان کان مقطوع الرأس لا یاس بہ ولو
محو وجہ الصورة فهو كقطع الرأس
اگر تصویر کا سر کاٹ دیا گیا تو پھر اس کے رکھنے میں کوئی عرج نہیں، اور تصویر کے چہرے کو مٹا دینا سر کاٹنے کی طرح ہے۔ (ت)

ثم اقول (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) دیگر اعضا وجہ وراس کے معنی میں نہیں اگرچہ ارجحیات ہونے میں مماثل ہوں کہ چہرہ ہی تصویر جاندار میں اصل ہے، ولہذا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے اسی کا نام تصویر رکھا اور شک نہیں کہ فقط چہرہ کو تصویر کہتے اور بنانے والے بارہا اسی پر اقتصار کرتے ہیں بلکہ نصاریٰ کہ سکے میں اپنی تصویر چاہتے ہیں اکثر فقط چہرہ تک رکھتے ہیں اور بیشک عام مقاصد تصویر چہرے حاصل ہوتے ہیں وانما الشئ بمقاصده (یہی بات ہے کہ شے اپنے مقاصد پر مبنی ہوتی ہے۔ ت) امام اجل ابو جعفر طحاوی حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،

قال الصورة الرأس فكل شئ ليس له
سراس فليس بصورة
فرمایا: تصویر "سر" کا نام ہے لہذا جس چیز کا سر نہ ہو وہ تصویر نہیں (ت)

لے خلاصۃ الفتاوی کتاب الصلوۃ الفصل الثانی الجنس فیما یکرہ فی الصلوۃ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۵۸
لے شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب الصور تکون فی الثیاب ایچ ایم سعیدی کراچی ۲/۴۰۳

اور اسی طرف عبارت ہدایہ ناظر:

حيث قال اذا كان التمثال مقطوع الراس
فليس بتمثال

بلکہ یہ جامع صغیر میں نص امام کبیر ہے:

محمد بن يعقوب عن ابی حنیفۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہم اذا کان من اس الصورة مقطوعا
فليس بتمثال

چنانچہ (صاحب ہدایہ نے) فرمایا کہ جب کسی مجسمے کا
سر کاٹ دیا گیا ہو تو پھر وہ مجسمہ نہ ہوگا۔ (ت)

امام محمد نے امام ابو یوسف کے حوالہ سے امام
ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرمائی
کہ اگر تصویر کا سر کاٹ دیا گیا ہے تو پھر وہ بلاشبہ
تمثال (مورقی) نہیں (ت)

لاحرم امام نسفی نے وافی و کافی میں تصریح فرمائی کہ اگر تصویر کا سر مقطوع نہیں کر اہت مدفع نہیں
وهذا انصه لو كان فوق راسه في السقف
او بین یدیدہ او بحدائہ صورۃ غیر مقطوع
اس اسہا کرہ
امام نسفی کی تصریح یہ ہے کہ اگر تصویر کسی شخص کے سر
کے اوپر چھت میں موجود ہو یا اس کے سامنے ہو
یا اس کے مقابل ہو لیکن اس کا سر نہ کاٹا گیا ہو
تو کراہت ہوگی (ت)

ظاہر ہے کہ نیم قد یا سینہ تک کی تصویر پر بھی صادق ہے کہ اس کا سر مقطوع نہیں تو حکم منع مدفع
نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ثانیاً قول در مختار ہی لیجے جس پر محشیوں نے تقریر اور غامدی نے حاشیہ درر میں تبعیت کی
حيث قال مقطوعة الراس والسراد
صحوة عضولا تعيش بدونه كالوجه
چنانچہ اس نے کہا تصویر کا سر کاٹ دیا گیا ہو۔
مراد یہ ہے کہ اس کے کسی ایسے اندام کو مٹا دیا
گیا ہو کہ جس کے بغیر زندگی نہیں ہو سکتی جیسے چہرہ (ت)
بیان مسلم میں اگرچہ یہ تعمیم فقیر نے کہیں نہ پائی مگر ایک مسئلہ کی دلیل میں کلام فتح سے اس کی

لہ الہدایۃ کتاب الصلوۃ باب ما یفقد الصلوۃ وما یکره فیہا المكتبة العربیہ کراچی ۱۲۲/۱
لہ الجامع الصغیر " باب فی الاحام این تستب لہ ان یقوم مطبع یوسفی لکھنؤ ص ۱۱
لہ کافی شرح وافی
لہ حاشیہ الدرر علی الغرر للغامدی کتاب الصلوۃ باب ما یفقد الصلوۃ مطبعة عثمانیہ ص ۷۰

طرف اشارہ سمجھا گیا،

اذ قال لو قطع يديها ورجليها لارتفع الكراهة
لان الانسان قد تقطع اطرافه وهو حي
اس لئے کہ کبھی انسان کے اطراف یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ کاٹ دئے جاتے ہیں مگر اس کے باوجود وہ
زندہ ہوتا ہے۔ (ت)

علامہ طحاوی نے اس سے وہ تعیم استنباط فرمائی حاشیہ مراقی الفلاح میں لکھا،
افاد بهذا التعليل ان قطع الراس ليس
بقيد بل المراد جعلها على حالة
لا تعيش معها مطلقاً
اس تعلیل نے یہ فائدہ دیا کہ قطع الراس کا ذکر
بطور قید نہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ تصویر
کو ایسی حالت میں کر دینا کہ جس کی موجودگی میں
وہ مطلقاً زندہ نہ رہ سکے۔ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اس استنباط میں نظر ظاہر ہے،

فان حاصل كلام الفتح انت هذا
مكروه لكونه على حالة يعاش
معها وكل ما كان كذا فهو
مكروه ولا يلزم منه ان كل ما هو
مكروه فهو كذا فان الموجبة
الكلية لا تنعكس كنفسها
ووجبات نظيره في
الهداية اذ قال الطلاق
على ضربين صريح
وكناية فالصريح قوله
انت طالق ومطلقة و
فتح القدير کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے
اس لئے کہ شئی ایسی حالت پر ہے کہ جس کی
موجودگی میں زندگی پائی جاسکتی ہے (مراد یہ کہ
وہ حالت مانع حیات نہیں) اور ہر کام جو اس
طرح ہو وہ مکروہ ہے لیکن اس سے یہ لازم
نہیں آتا۔ ہر کام جو مکروہ ہے وہ اس طرح ہے
اور اس کی وجہ یہ ہے کہ موجب کلیہ کا عکس بنفسہا
نہیں (یعنی موجب کلیہ کا عکس موجب کلیہ نہیں) میں
نے ہدایہ میں اس کی نظیر پائی ہے کیونکہ صراحۃً ہدایہ
نے فرمایا کہ طلاق کی دو قسمیں ہیں: (۱) صریح،
(۲) کنایہ۔ چنانچہ طلاق صریح کی مثال مثلاً یہ

طلقتك فهذا يقع به الطلاق الرجعي لان هذه اللفاظ تستعمل في الطلاق ولا تستعمل في غيره فكان صريحاً وانه يعقب الرجعة بالنص ولا يفتقر الى النية لانه صريح فيه لغلبة الاستعمال **اقول** فمناط الصراحة هو غلبة الاستعمال كما افاد آخر ما لم يستعمل في غير الطلاق كان اولاً بالصراحة فيه فلذا علل الصراحة به في اللفاظ الثلاثة وهو لا يفيد ان يستعمل في غيره نادراً الا يكون صريحاً فيه وبالجملة وهو تعليل بما يتضمن العلة مع شيء مراد يفيد من باب اولي كذا اهلنا مناط المنع هو الراس ولو وحده فاذا كان جميع ما يحتاج اليه للحياة باقياً تضمنت العلة شيء مع مراد افاد المنع

کہنا (اپنی منکوحہ کو مخاطب کرتے ہوئے) تو طلاق والی ہے (انت طالق)، تو طلاق ہو گئی ہے (انت مطلقہ)، میں نے تجھے طلاق دے دی (طلقتك)، پس ان الفاظ سے طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اس لئے کہ الفاظ مذکورہ صرف طلاق میں استعمال کئے جاتے ہیں لہذا کسی دوسرے مفہوم میں استعمال نہیں کئے جاتے (اس لئے یہ طلاق کے الفاظ صریح ہیں) لہذا ان میں سے کسی ایک کے وقوع کے بعد رجعت ہوگی، اور یہ محتاج نیت نہیں، اس لئے کہ یہ افادیت معنی نہیں صریح ہیں اور اس کی وجہ غلبہ استعمال ہے **اح** **اقول** (میں کہتا ہوں۔ ت) صراحت کا مدار غلبہ استعمال ہے جیسا کہ آخر میں صاحب ہدایہ نے یہ افادہ پیش کیا جو الفاظ بغیر طلاق نہ استعمال کئے جائیں وہ باب طلاق میں صریح ہونے کے زیادہ لائق ہیں، لہذا یہی وجہ ہے کہ مصنف نے الفاظ ثلاثہ مذکورہ میں صراحت بالطلاق ہونے کی تعلیل ذکر فرمائی ہے، یعنی الفاظ مذکورہ طلاق صریح کے الفاظ ہیں، اور علت غلبہ استعمال ہے، اور یہ اس بات کیلئے مفید نہیں کہ اگر الفاظ مذکورہ بطور نادر غیر طلاق میں استعمال کئے جائیں تو پھر وہ مفہوم طلاق میں صریح نہ ہونگے (بلکہ اس کے باوجود وہ صریح طلاق کے الفاظ ہیں) (خلاصہ کلام) وہ ایک ایسی چیز

کے ساتھ تعلیل ہے جو شئی زائد سمیت علت پر مشتمل ہے، جو بطریق اولیٰ علم کے لئے مفید ہے۔ پس یہاں بھی اسی طرح ہے کہ منع کا مدار راس (سر) ہے اگرچہ اکیلا ہو، پھر جب تمام محتاج الیہ حیات باقی ہوں تو پھر علت نشئی زائد پر مشتمل ہوگی، تو پھر اس سے ممانعت بطریق اولیٰ کا فائدہ ہوگا، لہذا صاحب ہدایہ کے پہلے اور پچھلے کلام میں کوئی تداخل اور تناقض نہیں، فتح القدر میں بالکل یہی افادہ پیش فرمایا، جس لفظ کا استعمال کسی معنی میں غالب اور زیادہ تر ہو کہ بطور حقیقت یا مجاز وہی معنی مقبول ہو تو پھر وہ لفظ اس معنی میں "صریح" ہے۔ اور اگر کسی دوسرے معنی میں بالکل استعمال نہ کیا جائے تو پھر وہ اولیٰ بالصرحت ہوگا، لہذا یہی وجہ ہے کہ ان الفاظ میں صراحت اس بات پر مرتب ہے کہ الفاظ مذکورہ صرف معنی طلاق میں مستعمل ہیں نہ کہ کسی دوسرے معنی میں اھ پھر اس نے تداخل سمجھا حالانکہ وہ اس کی تقریر اور اثبات سے دفع ہو گیا ہے۔ (ت)

وللہ الحمد اسی طرز پر ایک بحث میں اُن کے تلمیذ امام ابن امیر حاج کے کلام سے اشارہ نکل سکتا ہے اور ویسا ہی اس کا جواب ہے،

چنانچہ موصوف فرماتے ہیں اگر سر کو کسی دھاگے سے جدا کر قطع کیا جائے باوجودیکہ سر بدستور اپنے حال پر باقی رہے تو اس سے کراہت منفی

بالاولیٰ فلا تدافع بین کلامی
الهدایة ادلا و اخرا و
قد کانت افادہ هذا فی الفتح
نفسہ اذ قال ما غلب
استعمالہ فی معنی بحیث
یتبادر حقیقۃ او مجازاً
صریح فان لم یستعمل
فی غیرہ فاولیٰ بالصراحتہ
فلذا سرتب الصراحتہ
فی ہذا اللفاظ علو
الاستعمال فی الطلاق
دون غیرہ اھ ثم نزع
التدافع مع اٰنہ قد
اندفع بما قرر۔

حیث یقول اما قطع الراس
عن الجسد بخیط مع بقاء
الرأس علی حالہ فلا ینفی

الکراهة لان من الطير ما هو مطوق فلا يتحقق القطع بذلك كذا ذكره وهو قاصر على الطير والظاهر ان الكراهة لا تنتفي في غيره من الحيوانات بهذا الضنيع كما لا تنتفي فيه فيحتاج الغير الى توجيه غير هذا ولعل الاولى ان يقال لان الحيوان المح قد يجعل على رقبته شئ سائر لها من خيط او غيره لغرض من الاغراض فيكون هذا بمنزلة فلا تزول به الكراهة ثم لم اقف على انه لو فصل بيت نصفه الاعلى والاسفل بخيط حتى صار كانه مقطوع شطرين هل تزول الكراهة الظاهر انها لا تزول كما في الراس، لنحو ما ذكرنا انفاف الراس و لاسيما في الادمى فان ذلك يكون فيه بمنزلة شد الوسيط والله تعالى اعلم اه اقول والاتيان

نہ ہوگی کیونکہ کچھ پرندے مطوق (یعنی طوق کئے ہوئے ہوتے ہیں) تو اس سے قطع نہیں پایا جاتا چنانچہ امہ کرام نے اسی طرح ذکر فرمایا۔ اور یہ صرف پرندے میں منحصر (بند) ہے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ کراہت باقی حیوانات میں بھی اس توجیہ کے علاوہ کسی اور توجیہ کی ضرورت ہے، شاید اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کسی نہ کسی غرض کی وجہ سے۔ اکثر دھاگہ وغیرہ کسی حیوان کی گردن پر رکھ دیا جاتا ہے جو اسکی گردن کو ڈھانپ دیتا ہے۔ لہذا یہ اسکی جگہ یعنی اس کے قائم مقام ہے، پس اس سے کراہت زائل نہ ہوگی۔ پھر میں اس پر واقف اور مطلع نہیں ہوا کہ اگر نصف اعلیٰ اور نصف اسفل (یعنی اوپر اور نیچے کے حصے میں) کسی دھاگے سے فصل کر دیا جائے اور وہ اس طرح ہو جائے کہ گویا دو حصوں میں قطع کر دیا گیا ہے تو کیا اس صورت میں کراہت زائل ہو جائیگی یا نہیں؟ ظاہر یہ ہے کہ کراہت زائل نہ ہوگی جیسا کہ حالت راس (سر) میں کراہت زائل نہ ہوگی بشرطیکہ راس میں اس طریقہ کے مطابق کارروائی کی جائے کہ جس کو راس میں ہم نے بیان کیا ہے، خصوصاً انسان میں، کیونکہ اس میں وہ کارروائی کمر بستگی کے قائم مقام ہے۔ واللہ

بلفظ الظاهر في الموضعين من شدة
ورعه رحمه الله تعالى والا فالحكم
مقطوع به فيهما ولا يتوهم احداث
لوربط خيط في عنق صورة انسان
لا بهيمنة اوفى وسطها ذهب الحكم
الشرعي وجازاقتناؤها ثم ليس حاصله
الامثل ما في الفتح ان كل ما
لا ينافي الحياة لا ينفى الكراهة ولا يلزم
منه ان كل ما ينافي الحياة ينفى
الكراهة كما لا يخفى الا ترى ان كل
ما لا ينافي الانسانية لا ينفى الحيوانية
اذ لو نفى الحيوانية ينافي الانسانية
وليس ان كلما ينافي الانسانية ينفى
الحيوانية كالصهيل والنهيق والتوهب
فان كل ذلك ينافي الانسانية و
لا ينافي الحيوانية۔

تعالیٰ اعلم اقول (میں کہتا ہوں) لفظ "ظاہر" دو جگہ
ذکر کرنے سے مصنف علیہ الرحمۃ کی شدت و رع اور
احتیاط ہے ورنہ دونوں میں حکم یقینی ہے۔ اور
کوئی یہ وہم نہ کرے کہ اگر کسی انسانی تصویر کی
گردن میں کوئی دھاگہ باندھا جائے یا اس کے
وسط (درمیان) میں ایسا کیا جائے نہ کہ چوپایہ
میں۔ پس اس صورت میں حکم شرعی ختم ہو جائیگا
اور پھر اس کو محفوظ رکھنا جائز ہوگا۔ پھر اس کا
حاصل بالکل وہی ہے جو فتح القدر میں مذکور
ہے۔ جو چیز حیات کے منافی نہ ہو تو وہ کراہت
کی نفی نہیں کرتی، اور اس سے یہ لازم نہیں
آتا کہ جو چیز حیات کے منافی ہو وہ کراہت کی
نفی کرتی ہے جیسا کہ یہ امر مخفی اور پوشیدہ نہیں
کیا تم دیکھتے نہیں کہ جو چیز انسانیت کے
منافی نہیں وہ حیوانیت کی نفی نہیں کرتی کیونکہ اگر
حیوانیت کی نفی ہو تو انسانیت کی نفی ہو جائے،

اور ایسا نہیں کہ جو انسانیت کے منافی ہو اس سے حیوانیت کی نفی ہو جائے جیسے صہیل (گھوڑے کا
ہنہانا) اور نہیق (گدھے کا ڈھچچوں ڈھچچوں کرنا) اور ترہب (راہب بننا) اس لئے
کہ یہ سب کچھ انسانیت کے منافی ہے لیکن حیوانیت کے منافی نہیں۔ (ت)
عجب نہیں کہ مدق علائی نے انھیں عبارات فتح و علیہ کو دیکھ کر یہ تعمیم اضافہ فرمائی ہو حالانکہ وہ
مفید تعمیم نہیں، ہاں کلام امام ابو جعفر طحاوی میں فقیر نے اس کی طرف اشارہ پایا۔

چنانچہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کے
خلاف استدلال پیش کرنے کے بعد فرمایا جنہوں
نے یہ کہہ دیا کہ تصویر مطلقاً مکروہ ہے اگرچہ
غیر حیوان ہی کی کیوں نہ ہو، مثلاً درخت وغیرہ

حيث قال رحمه الله تعالى بعد
ما احتج على من قال بكراهة
الصورة مطلقا ولو
لغير حيوان كشجر

مثلاً باحادیث فیہا الامر بقطعہ اس
 التماثل ما نصہ فلما اباحت التماثل
 بعد قطعہ اسہا الذی لو قطع
 من ذی الروح لم یبق دل ذلک علی
 اباحتہ تصویر ما لا روح لہ و علی خروج
 ما لا روح لمثلہ من الصور مما قد نہیں
 عندہ فی الآثار التی ذکرنا فی هذا الباب
 وقد روی عن عکرمۃ فی هذا الباب
 ایضاً ما حدثنا محمد بن النعمان
 (تذکرہ بسندہ) عن عکرمۃ عن
 ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال
 الصورۃ الہیۃ الی آخر ما تقدم
 نعمان نے بیان فرمایا ہم اسے سند سے بخوالہ عکرمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں
 فرمایا: تصویر ہر کانام ہے۔ آخر تک وہی کلام ہے جو پہلے بیان ہو چکا۔ (ت)

کلام ذکر کے لئے یہ غایت ابدائے سند ہے **اقول** اگرچہ اُن کا آخر کلام اور حدیث ابو ہریرہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استناد بتا رہا ہے کہ تصویر نہ رہنا حکم منع سے خارج کرنے کا مدار ہے اور یہی
 چاہئے کہ شرع نے حکم منع تمثال ظاہر غیر مستہان پر فرمایا تو جب تک تمثال بلا امانت ظاہر ہے منع
 باقی ہے، ہاں جب تمثال نہ رہے یا امانت ہو منع نہ رہے گا کہ مناط منع مفتی ہو گیا قطع سہریں
 تمثال نہیں رہتی جیسا کہ حدیث ابو ہریرہ و عبارت ہدایہ سے خود کلام امام اعظم سے گزرا بخلاف دیگر
 اعضا کہ جب تک چہرہ باقی تصویر باقی اگرچہ اور اعضا نہ ہوں، لہذا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
 حدیث آئندہ اور محرر مذہب امام محمد نے جامع صغیر اور جملہ کتب مذکورہ مذہب متون و شروح و
 فتاویٰ میں صرف نفی اس پر اقتصار فرمایا، واللہ تعالیٰ اعلم، بہر حال اگر اسی پر چلے **فاقول**
 و باللہ التوفیق (اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی کے سہارے میں کہتا ہوں۔ ت) تصویر میں حیات

آپ تو کسی حالت میں نہیں ہوتی نہ وہ کسی حال میں جملہ اعضاء مدارِ حیات کا استیعاب کرتی ہے
عکسی میں تو ظاہر کہ اگر پورے قد کی بھی ہو تو صرف ایک طرف کی سطح بالا کا عکس لائے گی خول میں
نصف جسم بھی ہوتا تو عادیۃً حیات ناممکن ہوتی نہ کہ صرف نصف سطح اور بُت میں بھی اندرونی اعضا
مثل دل و جگر و عروق نہیں ہوتے اور ڈاکٹری کی ایک تصویر خاص لیجے جس میں اندر باہر کے رگ ٹچے تک
سب دکھائے جاتے ہیں تو رگوں میں خون کہاں سے آئے گا غرض تصویر کسی طرح استیعاب مابہ الحیاۃ
نہیں ہو سکتی فقط فرق حکایت و فہم ناظر کا ہے اگر اس کی حکایت محکی عنہ میں حیات کا پتا دے یعنی
ناظر یہ سمجھے کہ گویا ذوالتصویر زندہ کو دیکھ رہا ہے تو وہ تصویر ذی روح کی ہے اور اگر حکایت حیات
نہ کرے ناظر اس کے ملاحظہ سے جانے کہ یہ حی کی صورت نہیں میت و بے روح کی ہے تو وہ تصویر
غیر ذی روح کی ہے۔ سنن ابی داؤد و جامع ترمذی و سنن نسائی و صحیح ابن جابر و شرح معانی الآثار
امام طحاوی و مستدرک حاکم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اتاني جبريل قال ابتك البارجة فلم يمنعني ان اكون دخلت اكا انه كان على الباب تماثيل وكان في البيت فرام ستوفيه تماثيل كلب فمر براس التمثال الذي على باب البيت فيقطع فيصير كهيئة الشجرة و مر بالستر فليقطع فيجعل و سادتين منبوذتين تو طان و مر بالكلب فليخرج ففعل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم

(حضرت ابو ہریرہ نے) فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری خدمت میں حضرت جبرائیل حاضر ہوئے اور فرمایا کہ میں گزشتہ رات آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا لیکن مجھے اندر داخل ہونے سے صرف اس چیز نے روکا کہ دروازے پر تصویریں تھیں اور گھر میں بھی باریک پردہ تھا کہ جس پر تصویریں جو تھیں نیز گھر میں کتا تھا لہذا آپ اس تصویر کے متعلق فرمادیں کہ اس کا سر کاٹ دیا جائے

تاکہ وہ درخت کی طرح ہو جائے، اور پردے کے بارے میں فرمادیں کہ اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور دو مسندیں بنائی جائیں جو زمین پر ڈالی اور پاؤں سے روندی جائیں اور کتے کے بارے میں فرمادیں کہ اسے باہر نکال دیا جائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کچھ اس طرح کیا۔ (ت)

لہ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی الصور آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۱۷
جامع الترمذی ابواب الادب باب ما جاء ان الملائكة لا تدخل بیتا الخ امین کمپنی دہلی ۲/۱۰۴
شرح معانی الآثار کتاب لکراہۃ باب الصور مکون فی الثیاب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۴۰۲

دیکھتے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بھی عرض کی کہ ان تصویروں کے سر کاٹنے کا حکم فرما دیجئے جس سے ان کی بیات و رخت کے مثل ہو جائے حیوانی صورت نہ رہے اس کا صریح مفاد تو وہی ہے کہ بے قلعہ اس حکم میں نہ جائیگا کہ بغیر اس کے نہ بڑا کی مثل ہو سکتی ہیں نہ صورت حیوانی سے خارج، اور اگر تنزیلی کیجئے تو اُس قدر تو لازم کہ ایسا کر دیجئے جس سے وہ ایک بے جان کی صورت معلوم ہو اس سے حالت بے روحی مفہوم ہو، ولہذا علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی قولِ در کی شرح میں فرمایا،

قوله لا تعیش بدونه انما لا تکرہ الصلوٰۃ
الیہا لانہا صوۃ میت وھو لا یعبد
اقول والاولیٰ وھو لا تعبد لان المشرکین
انما یعبدون المیت قال اللہ تعالیٰ اموات
غیر احیاء نعم لا یصورونہم صوۃ
میت بل حی۔

مصنف کا ارشاد کہ اس کے بغیر زندگی نہ ہو۔ پس
ایسی تصویر کی طرف منکر کے نماز پڑھنا مکروہ نہیں کیونکہ
وہ مردے کی تصویر ہے جبکہ مرد کی عبادت نہیں کی جاتی ا
اقول میں کہتا ہوں کہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ کہا جاتا
کہ مردے کی صورت کی عبادت نہیں کی جاتی، اس لئے کہ مشرک
تو مردوں کی عبادت کیا کرتے ہیں، یہی وجہ ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وہ مردے ہیں جو زندہ نہیں" ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ مردوں کی صورت
پر ان کی تصویریں نہیں بناتے بلکہ زندوں کی صورت پر ان کی تصویریں بناتے ہیں۔ (ت)

اور شک نہیں کہ عکسی تصویریں اگرچہ نیم قد یا سینہ تک بلکہ اگر صرف چہرہ کی ہوں ہرگز نہ مثل شجر
ہوتی ہیں نہ مردہ، ذوالصورۃ کی حکایت کرتی ہیں بلکہ یقیناً جیتے جاگتے کی صورت دکھاتی ہیں، اور ناظرین کا
ذہن ان سے حالت حیات ذوالصورۃ ہی کی طرف جاتا ہے کوئی نہیں سمجھتا کہ یہ مردہ کی صورت ہے اور مدار
حکم اسی فہم پر تھا نہ حیات و موت حقیقی پر جس سے تصویر کو بہرہ نہیں۔ آیا نہیں دیکھتے کہ سلاطین نصاریٰ اپنی
ایسی ہی ناقص تصویریں سکے پر منقوش کراتے ہیں اگر اُس سے حالت موت مفہوم ہوتی تو کبھی نہ چاہتے کہ
سکے میں اپنی مردہ کی صورت دکھائیں تو انصافاً یہ عبارت در مختار بھی ان تصویروں سے نفی ممانعت نہیں
کرتی وہ اس تصویر کے لئے ہے جسے توڑ پھوڑ کر اس حالت پر کر دیں کہ اس میں حالت حیات کی حکایت
نہ رہے جو اُسے دیکھے میت بے روح کی صورت جانے اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اور اب
عجب نہیں کہ چہرہ کے سوا دیگر اعضائے مدار حیات کے عدم اصلی و اعدام بنقص و ابطال میں معنی مقصود
بحکایت الحیاء عرفاً مفہوم ہونے نہ ہونے سے بعض صورتیں فرق پیدا ہو بخلاف چہرہ کہ سرے سے نہ بنایا یا

بنا ہوا توڑ دیا بہر حال حکایت نہیں ہوتی کما لایخفی فلیتسأل وباللہ التوفیق (جیسا کہ یہ بات پوشیدہ نہیں، پھر پوچھنا چاہئے، اور اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سے توفیق حاصل ہو سکتی ہے۔ ت) ثالثاً توفیق اللہ جل کو تحقیق بیان کریں جس سے اس بحث کے تمام علل و احکام و اصول و فروع متجلی ہوں۔ تصویر ممنوع میں کراہت نماز و حکم ممانعت کی علت مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے مشابہت عبادت صنم بتائی، ہدایہ میں صراحت اسی میں حصر فرمایا،

حيث قال لا باس بان يصلى وبين يديه مصحف معلق او سيف معلق لانهما لا يعبدان وباعتبارها تثبت الكراهة له

چنانچہ فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ آدمی نماز پڑھے جبکہ اس کے سامنے مصحف شریف یا تلوار لٹکی ہوئی ہو اس لئے کہ ان دونوں کی عبادت نہیں کی جاتی، اور باعتبار عبادت کراہت ثابت ہوتی ہے۔ (ت)

فتح القدیر میں ہے،

قوله وباعتبارها تثبت الكراهة قصد المعقول لقصد افادة الحصر

مصحف کا یہ کہنا کہ عبادت کی وجہ سے کراہت ثابت ہوتی ہے اس میں معمول کو مقدم کیا گیا ہے تاکہ حصر کا فائدہ حاصل ہو (ت)

تبیین الحقائق میں ہے،

لا تعبد اذا كانت صغيرة بحيث لا تبدو للنظر والكراهة باعتبار العباداة فاذا لم يعبد مثلها لا يكره

جب تصویر چھوٹی ہو کہ دیکھنے والے کے لئے واضح نہ ہو تو اس کی عبادت نہیں کی جاتی اور کراہت بلحاظ عبادت ہے، پھر جب اس قسم کی تصویر کی عبادت نہ کی گئی تو کراہت نہیں (ت)

اور مصلی کے کپڑوں پر تصویر ہونے کی ممانعت کو حامل صنم کی مشابہت سے تعلیل مندرجہ جیسا کہ ہدایہ و کافی و تبیین میں ہے،

لہ الہدایۃ کتاب الصلوۃ باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا المكتبة العربية کراچی ۱۲۲/۱
لہ فتح القدیر فصل ویکرہ للمصلی مكتبة نوریہ رضویہ سکھر ۳۹۱/۱
لہ تبیین الحقائق باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا المكتبة الکبریٰ بولاق مصر ۱۶۶/۱

ان هذا يقتضى كراهة كونها في بساط
مفر وش وعدم الكراهة اذا كانت
خلفه وصريح كلامهم في الاول خلافه
قوله (اي صاحب الهداية) اشدّها
كراهة ان تكون امام المصلّى الى
ان قال ثم خلفه يقتضى خلاف
الثاني ايضا لكن قد يقال
كراهة الصلوة ثبت
باعتبار التشبه بعبادة الوثن
وليسوا يستدبرونه ولا يوطونه
فيها ففيم يفهم ما ذكرنا
من الهداية (اي من
الكراهة اذا كانت خلف
المصلّى) نظرو قد يجاب
بانه لا بعد في ثبوتها في
الصلوة باعتبار المكان
كما كرهت الصلوة في
الحمام على احد التعليلين
وهو كونها مادي الشياطين
فان قيل فلم لم يقل
بالكراهة ان كانت تحت
القدم وما ذكرت يفيدة
لانها في البيت، وبه
يعترض على المصنف
ايضا حيث يقول لا يكره كونها

اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ اگر تصویر کسی بچے ہوئے
بچہ کو نے پر ہو تو کراہت ہوگی لیکن اس وقت کراہت
نہ ہوگی جبکہ تصویر اس کے پیچھے ہو۔ اور در صورت
اول ائمہ کرام کا صریح کلام اس کے خلاف ہے۔
اور صاحب ہدایہ کا ارشاد کہ شدید تر کراہت ہوگی
اگر کوئی تصویر نمازی کے آگے ہو۔ یہاں تک کہ
فرمایا پھر اس سے کم درجہ کراہت ہوگی جبکہ
تصویر اس کے پیچھے ہو۔ اور یہ صورت ثانیہ کے
خلاف کا تقاضا کرتی ہے لیکن کبھی یہ بھی کہہ دیا جاتا
ہے کہ نماز میں ثبوت کراہت کی وجہ یہ ہے کہ
اس میں عبادت صنم سے تشبیہ ہے، حالانکہ کسی
صنم کے بجاری دونوں صورتوں میں نہ تو اس سے
تشبیہ پھیرنے میں نہ ہی اسے پامال کرتے ہیں لیکن
جو کچھ ہم نے ہدایہ سے ذکر فرمایا اس سے تو یہی
مفہوم ہوتا ہے کہ اگر تصویر نمازی کے پیچھے ہو تو
بھی کراہت ہوگی۔ لہذا اس قول میں نظر اور
اشکال ہے۔ لیکن کبھی یہ جواب دیا جاتا ہے کہ
بحیثیت مکان کراہت نماز کے ثبوت میں
کوئی بُعد نہیں۔ جیسا کہ ایک تعلیل کے مطابق
حمام میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ وہ
شیاطین کا ٹھکانا (اور مرکز) ہے۔ اگر کہا جائے
کہ یہ کیوں نہ کہا گیا کہ اگر تصویر پاؤں میں پڑی ہو
تو بھی کراہت ہوگی، حالانکہ جو کچھ بیان فرمایا گیا
اس سے تو یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے، اس لئے
کہ تصویر گھر میں موجود ہے، باوجودیکہ اس سے

فی وسادة ملقاة فالجواب لا يكره جعلها
في المكان كذلك ليتعدى المح الصلوة
وحديث جبريل مخصوص بذلك
اه ملخصاً۔

مصنف علیہ الرحمۃ پر اعتراض کیا جاسکتا ہے، اس
لئے کہ وہ فرما رہے ہیں کہ اگر پڑے ہوئے گتے میں
تصویر ہو تو کراہت نہ ہوگی، تو اس کا جواب یہ ہے
کہ مکان میں بایں طور تصویر رکھنا مکروہ نہیں تاکہ نماز

کی طرف تعدیہ ہو، اور حدیث جبریل اس سے مخصوص ہے اہ ملخصاً (ت)

ان کے تلمیذ محقق ابن امیر الحاج نے علیہ میں صرف امتناع ملکہ کے علت ہونے کا استظهار اور
تشبیہ پر مدار سے انکار فرمایا، ہاں اُسے موجب زیادت کراہت بتایا،

چنانچہ محقق موصوف کی یہ تصریح ہے، اگر کہا جائے
کہ کراہت کی علت گھر میں فرشتوں کا داخل
نہ ہونا ہے تو جس گھر میں تصویر
موجود ہو وہاں نماز مکروہ ہو وہ تصویر
خواہ تزیین کی صورت میں ہو

ہو یا غیر تزیین کی صورت میں ہو، کیونکہ بخاری اور مسلم
کی ظاہر نص یہی چاہتی ہے کہ اس گھر میں بھی فرشتے
داخل نہ ہونگے جس میں تصویر بصورت تزیین ہی
رکھی ہو کیونکہ نکرہ سیاق نفی میں عام ہوتا ہے اور
نص جو حضور اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم)
سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ اس گھر میں فرشتے
داخل نہیں ہوتے کہ جس میں کتاب یا تصویر موجود ہو۔

(نکرہ سیاق نفی میں عام ہوتا ہے اس کا مطلب
یہ ہے کہ حدیث پاک میں لفظ "بیتاً" نکرہ ہے جس
کا معنی "کوئی گھر" ہے اور یہ "لا تدخلہ"
جو جملہ منفیہ ہے اسکے تحت داخل ہے یعنی فرشتے

وهذا أقصه فان قيل ان كانت
العلة في الكراهة كون المحل
الذي تقع فيه الصلوة لا تدخله
الملئكة حينئذ لان شر البقاع
بقعة لا تدخله الملئكة فينبغي
ان تكون الصلوة في بيت
فيه الصورة سواء كانت
مہانة او غير مہانة فان
ظاهر نص الصحيحين عن النبي
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لا تدخل الملئكة بیتا فيه كلب
ولا صورة يقتضى انه لا تدخل
الملئكة هذا البيت ايضا (ای
ما فيه الصورة مہانة) لان
التكررة في سياق النفي عامة غاية الامر
ان کراهة الصلوة فیما

کسی ایسے گھر میں نہیں جاتے جہاں کسی بھی حالت میں تصویر موجود ہو۔ مترجم (انتہائی اہم ہے کہ نماز میں اس صورت میں شدید تر کراہت ہوگی جبکہ تصویر محل سجدہ میں ہو یا نمازی کے آگے یا اس کے اوپر ہو۔ اور اگر کراہت کی علت عبادت تصویر سے تشبہ ہو تو اگر تصویر نمازی کے آگے یا اس کے سر کے اوپر نہ ہو تو کراہت نہ ہوگی کیونکہ تشبہ صرف ان دو صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔

جواب یہ ہے کہ جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ علت صرف پہلا امر ہے، اور اس کے علاوہ اس سے وہ کراہت خارج کر دی گئی کہ جس کے اخراج کا ذکر پہلے آگیا ہے (ملخصاً دت) اسی بنا پر صور صغار سے نفی کراہت کی دلیل کہ بدایہ و کافی و تبیین و عامۃ مشائخ کرام نے افادہ فرمائی اور ان کے شیخ محقق علی الاطلاق نے اس پر تقریر کی 'اعتراض فرما دیا'

محقق ابن ہمام نے فرمایا، رہی یہ بات کہ کراہت نہ ہوگی جبکہ تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ دیکھنے والے کیلئے دور سے واضح اور نمایاں نہ ہو تو ائمہ فقہ نے عدم کراہت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اس قدر چھوٹی تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی، اور محقق کراہت باعتبار شبہ عبادت ہے، بلاشبہ اس میں جو نقص ہے آپ اسے پہچان گئے (دت)۔

ساجب بھرنے بھر میں ان کی تبعیت کی بلکہ ان کے استظهار پر جزم کیا، مصنف بحر الرائق نے فرمایا، ایسے گھر میں نماز پڑھنی فقال انما لم تکرہ الصلوۃ فی بیت

اذا كانت الصورة فی موضع سجودہ او امامہ او فوقہ اشد وان كانت العلة فی الکراہۃ التشبہ بعبادۃ الصورة فلا تکرہ اذا لم تکن امامہ ولا فوقہ ما سہ لان التشبہ لا یتظہر الا اذا کان علی احدہذین الوجہین من فالجواب ان الذی یتظہر ان العلة ہی الامر الاول واما الباقی فعلاوة تفسید اشدیۃ الکراہۃ غیر ان عموم النص لذلک مخصص باخراج ما تقدم اخراجه من الکراہۃ اہ ملخصاً۔

جو کچھ باقی ہے وہ شدید تر کراہت کا فائدہ دیتا ہے۔ علاوہ یہ کہ نص مذکور کا عموم، مخصوص منہ البعض ہے کہ اس سے وہ کراہت خارج کر دی گئی کہ جس کے اخراج کا ذکر پہلے آگیا ہے (ملخصاً دت) اسی بنا پر صور صغار سے نفی کراہت کی دلیل کہ بدایہ و کافی و تبیین و عامۃ مشائخ کرام نے افادہ فرمائی اور ان کے شیخ محقق علی الاطلاق نے اس پر تقریر کی 'اعتراض فرما دیا'

فقال اما عدم الکراہۃ اذا كانت الصورة صغيرة لا تظہر للناظر علی بعد فقالوا لانہا لا تعبید و الکراہۃ انما كانت باعتبار شبه العبادۃ وقد عرفت ما فی هذا۔ چھوٹی تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی، اور محقق کراہت باعتبار شبہ عبادت ہے، بلاشبہ اس میں جو نقص ہے آپ اسے پہچان گئے (دت)۔

ساجب بھرنے بھر میں ان کی تبعیت کی بلکہ ان کے استظهار پر جزم کیا، مصنف بحر الرائق نے فرمایا، ایسے گھر میں نماز پڑھنی فقال انما لم تکرہ الصلوۃ فی بیت

مکروہ نہیں کہ جس میں تصویر کی تذلیل ہو
 باوجود عموم حدیث کہ تصویر والے گھر میں فرشتے
 داخل نہیں ہوتے، اور ان کا غیر دخول کراہت
 کے لئے علت ہے باوجودیکہ اس کا مخصوص موجب
 ہے، یہاں تک کہ فرمایا، مگر یہ کہ تصویر چھوٹی ہو،
 کیونکہ بلاشبہ چھوٹی تصویروں کی عبادت نہیں
 ہوتی، اور کراہت باعتبار شبہ عبادت ہے، ائمہ کرام
 نے یونہی ذکر فرمایا۔ اور محققین معلوم ہے جو کچھ اس
 میں کمزوری ہے اھ، منقولہ الخانی میں فرمایا جو کچھ
 اس میں ہے (ما فیہ) یعنی علت محض تشبہ نہیں
 بلکہ ملائکہ کرام علیہم السلام کا وہاں عدم دخول ہے اھ
 اقول (میں کہتا ہوں) یہاں ان کا سارا کلام
 اعلیہ سے ماخوذ ہے اگرچہ اس کی طرف نسبت
 نہیں کی اور مقدم نہیں کیا (یعنی پہلے ذکر نہیں کیا)

جو کچھ اس نے مقدم کیا تھا "علیہ" تشبہ کی نفی کے لئے بوجہ اس لزوم کے کہ نماز مکروہ نہیں ہوتی جبکہ
 تصویر آگے اور اوپر نہ ہو۔ لہذا اس کا یہ کہنا کہ قد عرفت ما فیہ ٹھیک اور مستقیم نہیں۔ (د)
 پھر محقق حلی نے اثنائے کلام میں دو علت باقی اعمی تشبہ و تعظیم کی طرف بھی میل فرمایا یہاں تک
 کہ صورت تشبہ و شبہ تعظیم کو موجب ٹھہرایا اور بحر نے بدستور اتباع کیا،

حلیہ کی یہ تصریح، اس کے بعد سے جو کچھ ہم اس کے
 حوالہ سے، پہلے بیان کر آئے ہیں، اور بعد
 ذکر فرمانے احادیث مخصوصہ کے فرمایا
 چنانچہ اس نے کہا کہ ہاں اس روش پر یہ کہا جاسکتا
 ہے کہ پھر تو مناسب ہے کہ نماز ایسے بچھونے پر

فیہ صومۃ مہانۃ مع عموم الحدیث ان
 الملئکۃ لا تدخلہ و هو علۃ الکراہۃ لوجود
 مخصص (الی ان قال) الا ان تكون صغيرة
 لان الصغار جدا لا تعبد و الکراہۃ انما
 کانت باعتبار شبه العبادۃ کذا قالوا
 وقد عرفت ما فیہ اھ قال فی منحة الخالق
 ما فیہ ای ان العلة لیست التشبه بل
 عدم دخول الملئکۃ علیہم السلام اھ
 اقول کل کلامہ ہہنا ماخوذ عن الحلیۃ
 وان لم یعز الیہا ولم یقدم ما قدم
 ہولنفی علیۃ التشبه من لزوم ان
 لا تکرۃ اذالم تکن امامہ ولا فوقہ
 فلم یستقم له قوله قد عرفت
 ما فیہ۔

وهذا نص الحلیۃ بعد ما قد مناعتہا
 وذكر الاحادیث المخصوصۃ، قال
 نعم علی هذا یقال ینبغی ان
 لا تکرۃ الصلوۃ علی بساط
 فیہ صومۃ وان کانت فی

موضع السجود لان ذلك ليس
بمانع من دخول الملائكة كما افادته
هذه التصويرات ، فان قلت
الكراهة في هذه الصورة انها
هي معلة بالتشبه بعبادة الاصنام
لا غير قلت يمكن ان يقال وجود
التشبه المذكور في هذه الصورة
ممنوع فان عباد التماثيل والصور
لا يسجدون عليها وانما ينصبونها ويتوجهون
اليها بل الذي ينبغي ان يذكر
على هذا ما اذا كانت الصورة امامه
لا في موضع سجوده اللهم الا ان
يقال انها اذا كانت امامه في موضع
سجوده تكون في الصلوة صورة
الشبه بالعبادة لها في حالة
القيام والركوع ثم في حالة السجود
عليها ان لم يوجد التشبه بعبادتها
فهو لا يعرى عن نوع شبه بتعظيم
الصور لان ذلك يشبه في صورة الخضوع
لها وتقبلها ولا باس بهذا التوجيه
وان لم يذكره .

مکروہ نہ ہو کہ جس میں تصویر ہو اگرچہ وہ جائے سجدہ
میں ہو کیونکہ یہ دخول ملائکہ سے مانع نہیں جیسا کہ
ان نصوص نے افادہ بخشا۔ اگر کہا جائے کہ اس
صورت میں کراہت معللہ کی علت صرف تشبہ عبادت
اصنام ہے اور کچھ نہیں۔ میں کہتا ہوں ممکن ہے یہ
کہا جائے کہ اس صورت میں "تشبہ" مذکور کا پایا
جانا ممنوع (غیر مسلم) ہے اس لئے کہ مورتوں اور
تصویروں کے پجاری ان پر سجدہ نہیں کرتے بلکہ انہیں
کھڑا کر کے ان کی طرف متوجہ رہتے ہیں بلکہ مناسب
یہ ہے کہ اس صورت میں کراہت اس وقت ہو
کہ جب تصویر اس کے آگے ہو نہ کہ اُس کے محل سجدہ
میں ہو۔ اے اللہ! میری ہی نصرت سے یہ کہا جائے
کہ جب تصویر اس کے آگے اس کی جائے سجدہ
میں ہو تو پھر نماز میں بحالت قیام اور رکوع تشبہ
عبادت صورت پایا جائے گا، پھر تصویر پر سجدہ کرنے
کی صورت میں اگرچہ تصویر کے لئے تشبہ عبادت
نہ پایا جائے گا تاہم یہ حال اس سے خالی نہ ہوگا
کہ اس میں تعظیم تصویر کا ایک نوع شبہ ہوگا۔
کیونکہ یہ صورت تصویر کے لئے عاجزی اور اسکی
بوسہ زنی کے مشابہ ہوگی، اور اس توجیہ کے ذکر
کرنے میں کچھ حرج نہیں اگرچہ ائمہ کرام نے اسے ذکر
نہیں فرمایا۔ (ت)

علامہ شامی نے تشبہ و تعظیم دو علتیں رکھیں اور امتناع ملائکہ سے تعلیل کو نامناسب ٹھہرایا

بالتعظیم اولى من التعلیل لعدم الدخول
لان التعظیم قد يكون عارضا لان الصورة
اذا كانت على بساط مفروش تكون صرمانه
لا تمنع من الدخول ومع هذا الوصلی
على ذلك البساط وسجد علیها تکره
لان فعله ذلك تعظیم لهما والظاهر
ان المثلثة لا تمنع من الدخول بذلك
الفعل العارض له

قرار دینا عدم دخول ملائکہ کو تعلیل قرار دینے سے
کہیں بہتر ہے کیونکہ تعظیم کبھی عارضی ہوتی ہے مثلاً
تصویر کسی بچے ہوئے بچوں نے پرتذلیل سے پڑی
ہو تو پھر یہ دخول ملائکہ سے مانع نہ ہوگی۔ اس
کے باوجود اگر اس بچوں نے پر نماز پڑھے اور اس
تصویر پر سجدہ کرے تو کراہت ہوگی، کیونکہ اس کا
یہ فعل تصویر کی تعظیم ہے، اور ظاہر ہے کہ اس
عارضی فعل کی وجہ سے فرشتے وہاں جانے سے
نہیں رکتے۔ (ت)

عجب یہ کہ علامہ قوام کاکی نے درایہ میں بعض صورتیں تعظیم و تشبہ دونوں منتفی مان کر کراہت
ثابت مانی۔ رد المحتار میں ہے :

اختلف في ما اذا كان التمثال خلفه والظاهر
اكراهة له

رد المحتار میں ہے :

لكنها فيه اليسر لانه لا تعظیم فيه
ولا تشبه معراج

علامہ شامی نے اس نفی کی یہ توجیہ کی :

قلت وكان عدم التعظیم في التي خلفه
وان كانت على حائط او ستار في
استدبارها استهانة لها
فيعارض ما في تعليقها
من التعظیم بخلاف
ما على بساط مفروش
ولم يسجد عليها فانها مستهانة

لیکن کراہت اس میں زیادہ آسان ہے کیونکہ
اس میں نہ تو تعظیم ہے اور نہ تشبہ، معراج (ت)

میں کہتا ہوں اگر تصویر پیٹھ پیچھے ہو تو گویا اس کی کوئی
تعظیم نہیں اگرچہ دیوار یا پردے پر ہو اس نے
کہ اُسے پیٹھ پیچھے رکھنے میں اس کی توہین و
تذلیل ہے، اور تصویر لٹکانے میں جو اس کی
تعظیم ہے وہ اس کے معارض ہے بخلاف اس
صورت کے تصویر بچھائے گئے بچوں نے پر لیکن
اس پر سجدہ نہ کرے پھر وہ تو بہر وجہ

رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا دار احیاء التراث العربیہ بیروت ۱۴۲۶ھ

رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا دار احیاء التراث العربیہ بیروت ۱۴۲۶ھ

رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا دار احیاء التراث العربیہ بیروت ۱۴۲۶ھ

من کل وجهہ

ذلیل و خوار ہے۔ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں) اور عجب تر یہ کہ باوصف انتفاع و صفین اثبات کراہت کی یہ توجیہ فرما کر اس کے متصل ہی وہ لکھا کہ:

قد ظهر من هذا ان علة الكراهة في

المسائل كلها التعظيم او التشبه وهل

هو الاتقار على النقض

کراہت کی علت تعظیم یا تشبہ ہے، اور یہ تو نہیں مگر تفریع بر نقض۔ (ت)

یہ ہیں بظاہر سات رنگ کے اقوال وانا اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق

(اور میں کہتا ہوں اللہ ہی کی طرف سے توفیق ہے اور اسی سے ہے تحقیق کی بلندیوں تک پہنچنا۔ ت)

افادات مشائخ کرام کہ ہدایہ و اتباع ہدایہ میں مذکور ہوئے ضرورتی و صحیح اور ہر غبار سے پاک و بیخ میں بیشک

سوا تشبہ کے کچھ علت نہیں اور بیشک تعظیم علت ہے، اور بیشک امتناع ملائکہ علت ہے، متاخرین کے

اختلافات و ترددات کا غشا ان امور ثلاثہ میں تفارق سمجھنا ہے حالانکہ ان میں باہم تلازم ہے تشبہ عبادت

بے تعظیم ناممکن ہونا تو بدیہی کہ عبادت غایت تعظیم ہے جہاں اصلاً کسی طرح تشبہ تعظیم نہ ہو وہاں تشبہ عبادت

کیا معنی، ولہذا اگر بساط مفروش میں تصویر ہو اور وہ بساط جانماز نہ ہو نہ مصطفیٰ تصویر پر سجدہ کرے تو ہمارے

اتمہ کے اجماع سے اصلاً کراہت نہیں کہ اب کوئی وجہ تعظیم نہ پائی گئی تو تشبہ عبادت کہ یہی علت تھا تحقیق

نہ ہوا کما تقدم من الكتب الثلاثة و مثله فی ساثرہن (جیسا کہ تین کتابوں کے حوالے گزر چکے اور باقی

کتابوں میں بھی اسی طرح ہے۔ ت) یہیں تعظیم تصویر تشبہ عبادت کو مستلزم کہ تعظیم دونوں کو جامع ہے

جب اس کا درجہ اعلیٰ عبادت ہے ادنیٰ میں اُس سے مشابہت ہے اقول (میں کہتا ہوں) یہ اس

لئے کہ تصویر کو کوئی علاقہ رب عزوجل سے نہیں اور حقیقی مستحق تعظیم وہی حقیقی جلیل عظیم عزوجل ہے معلمان دینی

کی تعظیم اس کی طرف نسبت و علاقہ سے ہے وہ غایت عظمت میں ہے تو غایت تعظیم اعنی عبادت اُسی

کے لائق، دوسرے کہ اُس سے منتسب ہیں اپنی اپنی نسبتوں کے قدر اُس کے حکم سے دیگر معظلات نازلہ کے

مستحق، تو یہ تعظیم اعطاء کل ذی حق حقہ کے قبیل سے ہوئیں بلکہ حقیقۃً اُسی کی تعظیم ہیں، ولہذا حضور رب العالمین

اعظم المعظمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان من اجل الله اکرام ذی الشیبة
لہ و لہ رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یرکھ فیہا دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۲۵

المسلم وحامل القرآن غير الغالي فيه
والجافي عنه، واکرام السلطان المقسط
سرواه ابو داود بسند حسن عن ابی موسی
الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
تَعْظِیْمِ اللّٰہِ ہي کی تعظیم ہیں (امام ابو داود نے سند
حسن کے ساتھ حضرت ابو موسیٰ اشعری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت فرمایا
ہے۔ ت)

مگر جس وجہ کو اُس عظیم حقیقی سے علاقہ نہیں وہ اصلاً لا تَق تعظیم نہیں اور اب جو اس کی ذرا بھی تعظیم
کی جائے گی استقلال کی بُر دے گی کہ علاقہ بتبعیت منتفی ہے لاجرم تشبہ عبادت سے مفر نہ ہوگا، ولہذا
امام علام فخر الاسلام نے شرح جامع صغیر میں فرمایا:
امساك الصورة على سبيل المعظيم ظاهراً
مكروه لانت ذلك يشبه عبادة الصنم اه
نقله عنه في الحلیة۔
بر ملا بطور تعظیم کسی تصویر کو اٹھانا مکروہ ہے کیونکہ اس
میں عبادت صنم سے مشابہت ہے اھ "الحلیة"
میں اس کو اسی راوی (ابو موسیٰ اشعری) سے
نقل کیا ہے۔ (ت)

یہیں امتناع ملا نہ اُسی گھر میں جانے سے ہوگا جہاں تصویر پر وجہ تعظیم رکھی ہو ورنہ ہرگز نہیں،
حدیث مذکور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ اُس میں نص صریح ہے، ایمن الوجہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے
نہ حاضر ہونے کی وجہ یہ عرض کی کہ پردہ پر تصویریں منقوش تھیں اور اس کا علاج یہ گزارش کیا کہ اسے کاٹ کر
دوسندیں بنائی جائیں کہ زمین پر ڈالی اور پاؤں سے روندی جائیں، اگر اس کے بعد بھی امتناع باقی
رہتا تو علاج کیا ہوا،

فانتفی قول العتافی فیہا کانت
تحت قدمیہ انہا تکرہ کراہۃ
جعلہا فی البیوت لاجل الحدیث
وقد تقدم عن الفتح انه خلاف
صریح کلامہم اقول
بل خلاف صریح کلام
لہذا علام عتافی کا قول منفی اور زائل ہو گیا کہ اگر
تصویر قدموں میں پڑی ہو تو پھر بھی کراہت
ہوگی کہ وہ گھر میں موجود ہے، اور ایسا حدیث
کی وجہ سے ہے، اور فتح القدیر کے حوالہ سے
پہلے بیان ہو چکا کہ بات کلام ائمہ کرام کے بالکل
صریح خلاف ہے اقول (میں کہتا ہوں)

محرر المذہب محمد حیث قال
فی مؤطاہ بعد ما روی حدیث
فی المعنی وبہذا ناخذ ما کان
فیہ من تصاویر من بساط
یسط او فرش یفرش او
وسادۃ فلا بأس بذلك
انہا یکرہ من ذلک فی الست
وما ینصب نصباً وهو قول
ابی حنیفۃ والعامۃ من
فقہائنا اھ وقد روی الطبرانی
فی الاوسط عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم انہ رخص فیما
کان یوطأ وکرہ ما کان
متصوباً۔

رد المحتار میں ٹھیک کہا کہ :

عدم دخول الملشکۃ انہا ہو حدیث
کانت الصورة معظۃ علیہ

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے :

قال الخطابی انما لا تدخل

(یہی نہیں) بلکہ یہ محرر مذہب (مذہب کو قلعہ بند
کرنے والا) امام محمد کے کلام کے بھی صریح خلاف
ہے جیسا کہ امام محمد نے اپنی مؤطا میں ارشاد
فرمایا، بعد روایت کرنے حدیث کے اس معنی میں
یہی وجہ ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ جس
بچھائے ہوئے بچھونے پر تصویریں ہوں یا بچھائے
گئے فرش یا تکیے میں ہوں تو ان میں کچھ حرج
نہیں، ہاں اگر پردے پر نقش ہوں یا کسی کھڑی
کی ہوئی چیز میں ہو تو ضرور کراہت ہوگی۔ اور
یہی امام ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہائے کرام
کا ارشاد ہے اھ اور امام طبرانی نے الاوسط میں
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے
نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
فرمائی کہ جو تصویر پامال اور ذلیل شدہ ہو آپ نے
اس کی رخصت اور اجازت دی، اور جبراً استاذ
اور بحالت قیام ہو اُسے ناپسند فرمایا۔ (ت)

فرشتوں کا کسی گھر میں داخل نہ ہونا اُس وقت
ہے جبکہ تصویر عظمت سے رکھی ہو۔ (ت)

علامہ خطابی نے فرمایا : فرشتے اُس گھر میں

۱۔ مؤطا الامام محمد باب التصاویر والجرس وما یکرہ منها آفتاب عالم پریس لاہور ص ۳۸۲
۲۔ المعجم الاوسط حدیث ۵۶۹۹ مکتبۃ المعارف ریاض
۳۔ رد المحتار کتاب الصلوۃ باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۳۶

الملئكة بيتاً فيه كلب او صورة ما يحرم
اقتناؤه من الكلاب والصور
واما ما ليس بحرام من كلب
الصيد والزرع والماشية ومن
الصورة التي تمتهن في البساط
والوسادة وغيرهما فلا يمنع
دخول الملئكة بيته، قال النووي
والاظهر انه عام في كل
كلب وصورة وانهم يمتنعون
من الجميع لا طلاق
الاحاديث ولان الحجر الذي
كان في بيت النبي صلى الله
تعالى عليه وسلم تحت
السريراكات له فيه عذر
ظاهر لانه لم يعلم به، ومع
هذا امتنع جبريل عليه
الصلوة والسلام من
دخول البيت وعلمه بالحجروا
ما نقله القاري مقرا
عليه اقول ما قاله
الامام النووي رحمه الله
تعالى ورحمنا به محتمل
في الكلب على نزاع ظاهر

نہیں داخل ہوتے کہ جس میں ایسا کتا یا ایسی تصویر
ہو ان کتوں یا ان تصویروں میں سے کہ جن کا محفوظ
رکھنا حرام ہے۔ لیکن جس کتے اور تصویر کا محفوظ
رکھنا حرام نہیں مثلاً شکاری کتا یا کھیتی باڑی اور
مال مویشی کی حفاظت کے لئے کتا رکھنا، یا وہ
تصویر جو توہین و تذلیل کی صورت میں کھپونے اور
تیکے وغیرہ پر ہو (اور ایسی تصویر کا رکھنا حرام
نہیں) لہذا یہ فرشتوں کو گھر میں داخل ہونے سے
نہیں روکتی۔ امام نووی نے فرمایا: زیادہ ظاہر
یہ ہے کہ حکم مذکور عام ہے ہر کتے اور ہر تصویر کو
شامل ہے لہذا فرشتے ان سب دھجوں سے جانے
سے رک جاتے ہیں اس لئے کہ احادیث واردہ میں
اطلاق ہے (یعنی ان میں کوئی قید مذکور نہیں)
اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جو بچہ سنگ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاشانہ اقدس میں
تھا وہ تخت کے نیچے روپوش تھا اور اس میں
حضور پاک کے لئے ایک واضح عذر تھا کیونکہ آپ
کو اس کی پوری تفصیل معلوم نہ تھی (اور اس کی وجہ
آپ کی توجہ تھی) پس اس کے باوجود حضرت
جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر میں داخل ہونے
سے رُک گئے، اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ
گھر میں بچہ سنگ موجود ہے اھ جو حضرت ملا علی
قاری نے اقرار کرتے ہوئے نقل فرمائی اقول

فیما استدلال به وان تبعه
 فیہ الشیخ فی اشعة اللمعات
 ورجع اخرا الى استثناء
 کلب یحل اقتناؤه وذلك لانه
 حکم من فرق بین ما رخصه
 الشرع لحاجة و بین ما وقع
 من غیر المرخص بدون
 علم وما مثله الا کنجاسة
 معقوفة شرعا و اخری
 کثیرة صلی معها من دون
 علم بهما، اما ما ذکر
 فی الصورة فلا یصح
 حدیث جبریل المدکور،
 و ایضا اخرج البخاری
 و الامام احمد عن ام المؤمنین
 انها کانت اتخذت علی سهوة
 لها ستر فیہ تماثیل
 فہتکہ النبی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم قالت
 فاتخذت منه نمرقتین
 فکانت فی البیت نجس
 علیہما ثم ادا احمد و لقد
 رأیتہ متکئا علی احدهما

(میں کہتا ہوں) جو کچھ امام نووی نے ارشاد فرمایا
 (اللہ تعالیٰ ان پر رحمت برساتے اور ان کے
 طفیل سم پر بھی رحمت کا نزول فرمائے) کتے میں
 واضح نزاع کی وجہ سے اس کا احتمال ہے کہ جس
 سے موصوف نے استدلال کیا ہے اگرچہ شیخ
 محقق عبدالحی محمد ث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی اس
 مسئلہ میں ان کا ساتھ دیا ہے اور آخر میں اس
 کتے کا استثناء فرمایا کہ جس کی حفاظت کرنا
 شرعاً حلال اور جائز ہے، یہ اس لئے کہ بڑا
 فرق ہے اس کے درمیان کہ جس کی کسی ضرورت
 سے شریعت نے اجازت اور رخصت دی اور
 اس کے درمیان کہ بغیر رخصت دئے بغیر
 علم واقع ہوا۔ اور اس کی مثال نہیں مگر اس
 مقدار نجاست کی طرح جو شرعاً معاف ہے۔
 اور دوسری مقدار عفو سے بہت زیادہ ہے
 کہ بغیر علم اس کے ساتھ کسی شخص نے نماز
 پڑھی۔ لیکن جو کچھ تصویر (صورة) کے بارے
 میں ذکر کیا گیا ہے تو ذکر کردہ حدیث جبریل
 اس کی کوئی تصریح نہیں کرتی، نیز بخاری اور
 امام احمد نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ
 کے حوالے سے اس کی تخریج فرمائی کہ مائیں صابہ
 نے طاق پر ایک پردہ لٹکایا جس میں نقشہ تصویر
 تھیں، تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وفیہا صورة اہ و ماکان رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیترک فی البیت
شیئا یمنع دخول جبریل علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم بل فی حدیثہا رضی اللہ
تعالیٰ عنہا عند الطحاوی قالت
اشتریت نمرقة فیہا تصاویر فلما دخل
علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فرأھا تغیر ثم قال یا عائشة
ما ہذا فقلت نمرقة اشتریتھا لک
تقعد علیہا قال انا لاندخل بیتا
فیہ تصاویرؕ فالحق ان الامتناع
مختص بغیر المہانة؄ واللہ تعالیٰ
اعلم۔

نے اُسے پھاڑ ڈالا۔ مائی صاحبہ نے فرمایا: پھر میں
نے اس کے دو چھوٹے تکیے بنا ڈالے، وہ گھر
میں رکھے ہوتے، اور ہم اہل خانہ ان پر بیٹھتے
(یعنی ان سے ٹیک لگا کر بیٹھتے) امام احمد نے
اس پر اتنا اضافہ کیا: بلاشبہ میں نے حضور پاک
کو دیکھا کہ آپ ان دونوں میں سے ایک پر
ٹیک لگا کر تشریف فرما ہوتے جبکہ اس پر
تصویر تھی اھ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی ہرگز یہ شان نہیں کہ گھر میں کوئی ایسی
چیز چھوڑ دیتے جو حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم کو گھر میں داخل ہونے سے روک رکھتی
ہو بلکہ امام طحاوی کے نزدیک مائی صاحبہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کی روایت کچھ اس طرح ہے، فرمایا:

میں نے ایک تکیہ خریدا جس میں نقشِ تصویریں تھیں پھر جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے
ہاں تشریف لائے اور اُسے دیکھا تو چہرہ اقدس کا رنگ تبدیل ہو گیا اور ارشاد فرمایا: (اے
عائشہ!) یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی ایک چھوٹا سا تکیہ ہے جو میں نے آپ کی خاطر خریدا ہے
کہ اس سے آپ سہارا لگائیں گے، ارشاد فرمایا: ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس
میں تصویریں ہوں۔ حق یہ ہے کہ امتناع ان تصویروں سے مختص ہے جو بغیر تذلیل و توہین باعز
طریقے سے رکھی ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تو ظاہر ہوا کہ تینوں علتیں متلازم ہیں اور تینوں سے تعلیل صحیح ہے اور ان میں سے ہر ایک
میں حصہ بھی کر سکتے ہیں اور مغز تحقیق یہ ہے کہ اصل علت تعظیم ہے تعظیم ہی سے تشبہ پیدا
ہوتا ہے اور تعظیم ہی سے ملائکہ رحمت نہیں آتے، ولہذا امانت کی صورتیں جائز رکھی گئیں کہ فرش

میں ہوں جن پر بیٹھیں کھڑے ہوں، پاؤں رکھیں۔ یہ تقریر کلام مشائخ ہے ولہ الحمد۔

ثم اقول (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) جبکہ ہر تعظیم تشبہ عبادت صورت ہے اور ہر تشبہ عبادت ملائکہ کے لئے قطعاً موجب نفرت، تو عارض و لازم میں تفرق محض ہے اصل، تعلیق و نصب میں بھی تعظیم اسی فعل سے عارض ہوتی نہ کہ نفس ذات صورت کو لازم تھی تو بساط مفروض میں جب تصاویر کو موضع سجود میں رکھ کر ان پر سجدہ کیا جائے گا بعینہ انھیں معلق و منصوب کرنے کے مثل ہوگا اور اس وقت دخول ملئکہ کو منع کرے گا کہ ان کا امتناع بوجہ تعظیم تھا اور تعظیم پائی گئی،

فما استظهره الشامي غير ظاهرات فرق بان جعلها في المفروض اهانة لها فتعارض تعظيم السجود عليها فذلك امر اخر غير كون التعظيم عارضاً و ستعلم ما فيه بعون الله تعالى اما قول الحلبة ذلك ليس بمناع من دخول الملئكة كما افادته هذه النصوص اقول لم تفد النصوص ان مجرد جعلها في فراش او سادة يخرجها عن منع الملئكة بل قيدته بقوله منبذتين توطن للنساء في رايه يجعل بساطاً يوطأ

لذا علامہ شامی نے جس کو ظاہر قرار دیا ہے وہ (در حقیقت) ظاہر نہیں۔ اور اگر یہ فرق کیا جائے کہ نیچے ہوئے فرش میں کسی تصویر کا ہونا (اور بیستگی رکھنا) اس کی توہین و تذلیل ہے۔ اور اس پر سجدہ کرنے کی وجہ سے حصول تعظیم اس کے متعارض و متقارن ہے تو یہ اور چیز ہے نہ یہ کہ تعظیم کا عارض ہونا ہے اور ابھی تمہیں اللہ تعالیٰ کی مدد سے معلوم ہو جائے گا کہ جو کچھ اس میں کمزوری اور نقص ہے۔ لیکن صاحب علیہ کا یہ کہنا کہ یہ دخول ملائکہ سے مانع نہیں جیسا کہ ان نصوص نے افادہ دیا۔ میں اس کے متعلق گزارش کرتا ہوں کہ نصوص سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہوا کہ کسی تصویر کو فرش یا تنکے میں رکھنا اسے امتناع ملائکہ سے نکال دیتا ہے بلکہ نصوص نے اس کو اس قول سے مقید کیا ہے کہ وہ تصویریں پھینکی ہوئی یا مال شدہ ہوں (تاکہ ان کی صحیح اہانت اور تذلیل ہو) اور امام نسائی

لہ علیہ المحلی شرح منیہ المصلی

لہ سنن النسائی کتاب الزینۃ ذکر اشدان اس عذابا میر محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۳۰۱/۲

وللظہرائی فی الاوسط مخص فیہا کانت
یوطاً فمن جعلہا فی بساط ثم علقہ
علی الجدار کا لاستار او وضعہ علی
الس اس حرم قطعاً ومنع الملبکة من
الدخول فکذا من جعلہا فی بساط
ثم سجد علیہا وبالجملة القصد
هو الا تہان ولم یحصل الاترعی
الی ما فی البحر عن المحيط اذا کانت
علی الوسادة ان کانت قائمة یکرہ
لانه تعظیم لہا وان کانت مفروشة
لا یکرہ اھ والی ما فی الحلیۃ من
شرح الجامع الصغیر للإمام النووی
یکرہ ما یکون علی الوسائد الکبار (اعی
لا تنصاہ یکرہا) وكذلك کل شیء
نصب فیصیر تعظیماً لہ فاما اذا کان
تحقیراً لہ فلا بأس کا لبساط
المفروشة والوسادة الملقاة لان
فی ذلک استہانة بالصورة اھ وقد
تقدم معناه عن الہدایۃ والكافی
والتبیین۔

کی رائے میں تصویر کسی ایسے بچہ نے میں ہو کر اسے
پامال کیا جائے۔ اور امام طبرانی کی الاوسط میں
ہے۔ اس تصویر کی رخصت دی گئی جو پامال کی جائے
لہذا جس نے تصویر کو کسی بچہ نے میں رکھا، پھر
پڑوں کی طرح دیوار پر لٹکا دیا یا اسے سر پر رکھ دیا
تو یہ قطعی طور پر حرام ہے اور دخول ملائکہ سے مانع
ہے۔ اور اسی طرح جس نے اسے فرش میں رکھا
اور پھر اس پر سجدہ کیا۔ (خلاصہ کلام) مقصود اس
کی توہین و تذلیل ہے جو یہاں حاصل نہیں ہوا
کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو کچھ بحررائی میں بحوالہ محیط
نقل کیا ہے۔ اگر کوئی تصویر کسی بچے پر ہو اگر وہ کھڑا
ہے تو کراہت ہوگی کیونکہ اس صورت میں تصویر
کی تعظیم ہوگی، اور اگر وہ بچا ہوا ہے تو پھر کراہت
نہ ہوگی اھ (ارے) تم وہ نہیں دیکھتے جو کچھ حلیہ
شرح جامع صغیر امام نووی میں مذکور ہے بڑے بڑے
تیموں میں جو نقشی تصویریں ہوں (ان کے استعمال
میں) کراہت ہے اس لئے کہ ان کے ادنیٰ
کرنے سے تصویریں کھڑی رہتی ہیں، اور یہی حکم
ہر کھڑی چیز کا ہے کیونکہ اس میں تصویر کی تعظیم ہے
لیکن جب ان کی تحقیر اور ذلت ہو تو پھر کچھ حرج
نہیں جیسے بچے ہوئے فرش اور پاؤں میں پڑے ہوئے
تیموں کی تصویریں توہین و تذلیل ہے

(جو مقصد شریعت ہے) احاد اور اس کا مفہوم ہدایہ، کافی اور تبیین کے حوالے سے پہلے گزر چکا ہے (ت)۔
ثم اقول (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) تصویر کہ مصلیٰ کے پس پشت ہو اسی حالت میں مکروہ ہے کہ منصوب یا معلق یا دیوار پر منقوش یا چسپاں یا آئینہ میں لگی ہو اور یہ قطعاً تعظیم ہے،

فانتفی قول المعراج لا تعظیم فیہ ولا تشبہ
 لہذا مصنف معراج الدرایہ کا قول منافی اور زائل
 کما تقدم ولیت شعری اذا انتفیا فما
 ہو گیا کہ اس صورت میں تعظیم اور تشبہ دونوں نہیں
 الموجب للکراہۃ فان میل الی التمسک
 جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، کاش میں (اس راز کو)
 بامتناع الملیکہ قلنا اذا لا تعظیم فلا
 سمجھ لیتا کہ جب تعظیم اور تشبہ دونوں منافی اور زائل
 امتناع۔
 ہیں تو پھر وجہ کراہت کیا ہے۔ اگر امتناع ملے

کے استدلال کی طرف میلان کیا جائے تو ہم کہتے ہیں جب تعظیم نہیں تو امتناع کہاں ہے (ت)۔
ثم اقول شرع مطہر نے جس شے کی تعظیم حرام اور توہین واجب کی اُس سے اگر ایسا برتاؤ کیجئے
 جس میں ایک جہت سے توہین اور دوسری جہت سے تعظیم ہو وہ حرام و ناجائز ہی ہو گا اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ
 تعظیم و توہین متعارض ہو کر برابر ہو گئیں،

اذ لا یجتمع المحلل والمحرّم الاغلب المحرام
 واعتبر هذا من یقبل الوثن ویضربہ
 اس لئے کہ حلال اور حرام جمع نہیں ہوتے (ت)۔
 بالنعل قہل یقال تکافا للتقبیل والضرب
 بر بنائے احتیاط) حرام غالب ہو گا۔ اور اس کا
 اعتبار اُس شخص کے (متضاد کام سے) کیا جاسکتا ہے
 فیجوز کلا بل یحرم لانه خلط عمل الصالحا
 کہ وہ ایک طرف تو صنم کو چومتا چاہتا ہے اور دوسری
 واخر سینا۔
 طرف دیکھتے تو اس کی حالت یہ ہے کہ وہ جوتوں سے

اسے مارتا پیٹتا ہے تو پھر اس کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ بوسہ بازی اور مار پیٹ دونوں کام باہم
 برابر ہو گئے۔ لہذا یہ دونوں فعل جائز ہو گئے، ہرگز ایسا نہیں، بلکہ اس کا صنم کو بوسہ دینا حرام ہے،
 یہاں اسی صورت میں اس نے اچھے اور برے فعل کو باہم مخلوط کر دیا ہے۔ (ت)

ولہذا محرر المذہب امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ ورحمنا بہ (پس اس لئے مذہب رکبہ تحریر میں
 لانے والے حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم و کرم فرمائے اور ان کے صدقے ہم سب پر بھی رحمت
 برسائے۔ ت) نے کتاب الاصل میں سجادہ یعنی جانماز میں تصویر کا ہونا مطلقاً مکروہ ٹھہرایا اگرچہ
 تصویر پر سجدہ نہ ہو کہ جانماز معظم ہے تو اس میں تصویر ہونا تصویر کی تعظیم ہے اور یہ لحاظ نہ فرمایا کہ
 جانماز زمین پر بچھائی جاتے گی اور زمین پر بچھانا تصویر کی توہین ہے اس پر پاؤں رکھا جائے گا اور

تحقیقہ والتصریح بہ عن الامام فخر الاسلام (جیسا کہ اس کی تحقیق پہلے ہو چکی، اور امام فخر الاسلام کے حوالے سے اس کی تصریح آگئی۔ ت)، دوسرا شبہ خاص کہ اس کے علاوہ نفس نماز میں مصلی کے کسی فعل یا بہات سے ظاہر ہو مثلاً تصویر کو سامنے رکھ کر اس کی طرف افعال نماز بجا لانا یہ شد و اجث ہے یہ ضرور نفس تعظیم سے اخص ہے،

اور اس پر علامہ شامی کا یہ ارشاد کہ تعظیم زیادہ
عام ہے بلاشبہ صادق آتا ہے، اور مصنف
الحلیہ کا یہ کہنا کہ یہ "مدار" نہیں بلکہ موجب زیادت
ہے۔ (ت)

فتکون الکراہۃ تنزیہیۃ^۱۔ لہذا یہ کراہت، کراہت تنزیہی ہوگی (ت)

39

39

یہ ہے وہ کراہت جو محقق نے مکان سے نماز کی طرف ساری مانی، ہمارے اس بیان سے ظاہر ہوا کہ مسئلہ تصاویر میں دربارہ نماز جو لفظ کسرہ کتب میں ارشاد ہوا اس سے مراد کراہت تحریمی و تنزیہی سے عام ہے،

اور اس پر علامہ شامی کا قول ٹھیک صادق آتا ہے کہ ہمارے علمائے کرام کا ظاہر کلام یہ ہے کہ جو چیز نماز کے مکروہ ہونے میں مؤثر نہ ہو تو اس کا باقی رکھنا بھی مکروہ نہیں۔ اور فتح القدیر وغیرہ میں یہ تصریح فرمائی کہ گھر میں چھوٹی تصویر ہو تو کراہت نہ ہوگی اور نہ نماز میں کراہت تحریمی کی علت تشبیہ خاص ہے، اور اس کے باقی دیکھنے میں تعظیم ہے، علامہ موصوف نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ تشبیہ سے تعظیم زیادہ عام ہے اور (قاعدہ یہ ہے کہ) خاص کا انتفاع عام کے انتفاع کا موجب نہیں اقول (میں کہتا ہوں) جو کچھ ہم نے ثابت کیا اس سے یہ واضح ہو گیا کہ جس سوال کو محقق نے ذکر فرمایا وہ بالکل وارد نہیں، اس لئے کہ وقت استسبار تشبیہ خاص مفتفی او زائل ہے، اور کراہت اس میں منحصر نہیں و اقول (اور میں کہتا ہوں) اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ موصوف نے جس جواب کو ظاہر قرار دیا وہ ظاہر نہیں بلکہ وہ کلام مشائخ اور ان کی تعلیل امتناع ملائکہ

وعلیہ یستقیم قول الشامی، ظاہر کلام علمائنا ان ما لا یؤثر کراہۃ فی الصلوۃ لایکثرہ ابقاؤہ وقد صرح فی الفتح وغیرہ بان الصوۃ الصغیرۃ لا تکرہ فی البیت^۲ والا فحلت کراہۃ التحريم فی الصلوۃ هو التشبه الخاص وفي الابقاء هو التعظیم وقد اعترف انه اعم من التشبه واشقاء الاخص لا یوجب الانتفاء الاعم اقول وظہر لما قررنا ان السؤال الذی ذکرہ المحقق لم یکن واردا من اصلہ فان المنتفی عند الاستدبار هو التشبه الخاص ولا تنحصر الکراہۃ فیہ و اقول ظہر ایضاً ان الجواب الذی ابداه لیس مما ابداه بل هو مفاد کلام المشائخ

۱ حاشیہ سعدی علی علی الغایۃ کتاب الصلوۃ باب ما یفسد الصلوۃ وما یکثر فیہا دار احیاء التراث ۳۶۳/۱
۲ رد المحتار کتاب الصلوۃ باب ما یفسد الصلوۃ وما یکثر فیہا المطبعة الکبری بولاق مصر ۴۳۴/۱

وتعليهم بامتناع الملئكة و اقول
 ظهر ايضا ان السؤال الذي
 اورده المحقق الحلبي على
 مسألة السجود على التصوير لم يكن
 من الوارد ايضا لانه ان انتفى
 فيه فالتشبه الخاص بل لا نسلم
 انتفاء ايضا فان السجود على
 التصوير يشبه عبادته قطعاً كما
 نص عليه في الكافي ولفظه السجود
 عليها يشبه عبادة الاوثان والتبيين
 ونصه السجود عليها يشبه عبادتها
 فیکرة فانتفى ما ذكر العلامة الشامي
 ان لا تشبه فيه اقول وظهر ايضا
 ان الجواب الذي ابداه في
 الحلية و ظن انهم لم يذكره
 كلامهم محيط به كما علمت
 والله الحمد اقول و
 بتحقيقنا هذا يحصل
 التوفيق في مسألتين
 الاولى كراهة الصلاة
 حيث كانت الصورة خلف
 قمت اثبت وهم الاكثرون

سے حاصل ہے

واقول (اور میں کہتا ہوں)
 اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ تصویر پر سجدہ کرنے کے مسئلہ پر محقق
 حلبي نے جو سوال اٹھایا وہ اصلاً وارد نہیں کیونکہ
 اس میں اگر انتفاء بھی ہو تو تشبہ خاص کا انتفاء
 ہوگا بلکہ ہم اس کا انتفاء بھی تسلیم نہیں کرتے کیونکہ
 تصویر پر سجدہ کرنا یقیناً اس کی عبادت کے مشابہ ہے
 جیسا کہ "الکافی" میں اس کی تصریح پائی گئی چنانچہ
 اس کے الفاظ یہ ہیں: کسی تصویر پر سجدہ کرنا عبادت
 صنم کے مشابہ ہے۔ اور البتہ اس کی تصریح یہ ہے:
 تصویر پر سجدہ کرنا اس کی عبادت کے مشابہ ہے
 لہذا مکروہ ہے، لہذا علامہ کا یہ ذکر کرنا کہ اسی میں
 کوئی تشبہ نہیں، بلاشبہ زائل ہو گیا۔ اقول (میں
 کہتا ہوں) اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ "الحلیہ" میں اس
 کے مصنف نے جس جواب کو ظاہر کیا ہے اور یہ
 گمان کیا کہ ائمہ کرام نے اسے ذکر نہیں فرمایا حالانکہ
 ان کا کلام اس جواب پر محیط ہے جیسا کہ آپ جانتے
 ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہی تعریف و توصیف
 ہے۔ اقول (میں کہتا ہوں) ہمارے اس تحقیق سے
 دو مسئلوں کے درمیان موافقت (اور مطابقت)
 پیدا ہوگئی، پہلا مسئلہ جہاں تصویر پس پشت ہو
 تو بھی نماز مکروہ ہے۔ جن حضرات نے اس کو

لہ الکافی شرح الوافی

۲ تبیین الحقائق کتاب الصلوۃ باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا المطبعة الکبریٰ بولاق مصر ۱۶۷/۱

وجعله في التنوير الاظهر، اثبت
كراهة التنزيه ومن نفى وهو الذي
مضى عليه صدر الشريعة
في شرح الوقاية وجزم به في
متنه النقاية واعتمده في الغاية
كما في التبيين والدرر والامام
العتابي كما في الفتح وتبعه
ابن كمال باشافي الايضاح
نفى كراهة التحريم والثانية
الصلوة على سجادة فيها
تصاویر اذا لم يسجد عليها
نفى الامام محمد الكراهة في
الجامع الصغير، واثبتها في الاصل
والكل صحيح بالتونيم ای بیکره
تنزيها لا تحريما والوجه فيهما وجود
التشبه العام دون الخاص وذلك
ظاهر في الاولى اما الثانية فلان
وضع التصوير في المصلى تعظيم له
كما سمعت وكل تعظيم له تشبه
بعبادته كما علمت وكل صلوة كان معها
التلبس بهذا التشبه كرهت و
لا يتا فيها وجود الاستهانة بوجه
اخر كما قد منا فان نفى
ما ذكره هنا في الحلية
حيث قال قلت يلزم

شابت کیا ہے وہ اکثریت رکھتے ہیں۔ اور التویر میں
اس کو زیادہ ظاہر قرار دیا تو کراہت تنزیہی کاثبات
فرمایا۔ اور جن لوگوں نے اس کی نفی فرمائی، چنانچہ
شرح وقایہ میں صدر الشریعت نے یہی روش
اختیار فرمائی اور متن النقاۃ میں اس پر اظہار یقین
کیا، اور النقاۃ میں اسی پر اعتماد کیا جیسا کہ تبیین
اور درر اور امام عتابی سے منقول ہے، جیسا کہ
فتح القدیر میں ہے، اور الايضاح میں ابن کمال پاشا
نے بھی اس کا ساتھ دیا تو کراہت تحریمی کی نفی کی۔
دوسرا مسئلہ ایسی جانماز پر نماز پڑھنا کہ جس میں
تصویریں ہوں جبکہ ان پر سجدہ کرے تو اس صورت
میں حضرت امام محمد نے جامع صغیر میں کراہت کی
نفی فرمائی۔ لیکن کتاب الاصل میں کراہت کو ثابت
کیا ہے، اور یہ سب کچھ بلحاظ توزیع (تقسیم)
صحیح ہے یعنی مکروہ تنزیہی اور تحریمی پر اور دونوں
میں "وجہ تشبہ عام" کا پایا جانا ہے نہ کہ تشبہ خاص،
اور پہلی صورت میں ظاہر ہے لیکن دوسری صورت
اس لئے کہ جانماز میں تصویر رکھنا بلاشبہ اس کی
تعظیم ہے جیسا کہ آپ سن چکے، اور تعظیم میں اس کی
عبادت سے تشبہ ہے جیسا کہ تمہیں معلوم ہے،
اور ہر نماز کہ جس میں اس تشبہ سے تلبس ہو
تو وہ مکروہ ہے، اور کسی اور وجہ سے اس میں
توہین کا پایا جانا اس کے منافی (اور مقصود)
نہیں، جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے، لہذا
یہاں جو کچھ حلیہ میں ذکر کیا گیا وہ زائل اور ختم ہو گیا

اقول وکانہ عند هذا التحریر
 لم یتسرلہ مراجعۃ الجامع الصغیر
 فان عیارسرته لا تحتمل ما ذکر من
 الغاء القید وانما کان مساعہ لوکات
 منطوقہ کراہۃ الصلوۃ مقیداً
 بکون الصوۃ فی محل السجود
 فکان یفید عدم الکراہۃ
 فی غیرہ بطریق المفہوم
 فقال ان القید اتفاقی
 ولس كذلك بل اصل منطوقہ
 ما ینافی الاصل اعف عدم
 الکراہۃ فایت المساع
 لما ذکر وهذا نص
 الجامع لا یاس ان
 یصلی علی بساط فیہ
 تصاویر ولا یسجد علی
 التصاویر اھ قال رحمہ اللہ
 تعالیٰ وهذا ادنی (ای الثانی)
 لانہ لا یتطہر وجہ القول بکراہۃ
 الصلوۃ علی بساط کبیر فیہ صوۃ
 تحت قدم المصلی وهو لا تمام الاول
 بخلاف الثانی اھ اقول قد افدناک

اقول (میں کہتا ہوں) یہ تحریر کرتے وقت
 محقق موصوف کو جامع صغیر کی طرف مراجعت
 کی توفیق حاصل نہیں ہوئی اس لئے اس کی
 عبارت قید مذکور کو لغو قرار دینے کا احتمال نہیں
 رکھتی، اور اس کے جواز کی صورت تب ہو سکتی
 کہ اس کا منطوق (عبارت ملفوظ) یہ ہوتا کہ نماز
 مکروہ ہوگی جبکہ تصویر محل سجدہ میں ہو۔ پھر اس سے
 یہ فائدہ حاصل ہوتا کہ اگر محل سجدہ میں تصویر نہ ہو
 تو کراہت نہ ہوگی۔ اور یہ فائدہ بلحاظ مفہوم حاصل
 ہوتا، اور کہا کہ قید اتفاقی ہے۔ لہذا اس طرح
 نہیں بلکہ اس کا اصل منطوق کتاب الاصل کے
 منافی ہے۔ میری مراد یہ ہے کہ وہ عدم کراہت
 ہے، تو جوچھ علامہ موصوف نے ذکر کیا اس کا جواز
 کہاں ہے۔ (دیکھئے) جامع صغیر کی یہ تصریح ہے
 کوئی عرج نہیں اگر ایسے فرش پر نماز پڑھے
 کہ جس پر تصویریں ہوں جبکہ ان تصویروں پر سجدہ
 نہ کرے اھ، موصوف نے فرمایا (اللہ تعالیٰ ان
 پر رحم فرمائے) یا اولیٰ ہے (یعنی دوسری) وجہ
 کیونکہ اس قول کی وجہ ظاہر نہیں کہ بڑے فرش
 پر نماز مکروہ ہے کہ جس میں تصویر نمازی کے
 زیر قدم ہو، اور یہ اول کو لازم ہے بخلاف ثانی اھ
 اقول (میں کہتا ہوں) بیشک ہم نے تمہیں

۱۔ الجامع الصغیر کتاب الصلوۃ باب فی الامام ینسحب بقوم الخ مطبعہ یوسفی لکھنؤ ص ۱۱
 ۲۔ التعلیق الجلی لدینی فی مینہ المصلی علی فرش فیہ المصلی بحوالہ الخلیہ مکروہ الصلوۃ مکتبہ قادریہ لاہور ص ۲۶۵

الوجه فسكروا ثم لا وجه يظهر لتقييد
بالكبير بعد فرض الصورة تحت
القدم والله تعالى اعلم
وتبعه البحر في هذا البحث
كله غير انه قال اطلاق
الكرهية في الاصل فيما اذا
كان على البساط المصلي عليه
صورة لان الذي يصلي عليه
معظم فوضع الصورة فيه
تعظيم لها بخلاف البساط
الذي ليس بمصلي الله فحمل البساط
على السجادة كما حملنا ثم تبع
الحلية فقال وتقدم عن الجامع
الصغير التقييد بموضع السجود
فينبغي ان يحمل اطلاق الاصل
عليه وانها اذا كانت تحت
قدميه لا يكره اتفاقا الله اقول
قوله وانها معطوف على قوله
ان يحمل داخل تحت ينبغي
فهو بحث منه بناء على
ما حمل عليه كلام
الاصل وقد علمت ما فيه
بل تكره في المصلي مطلقا

اس وجہ کا فائدہ بخشا لہذا اشکریہ ادا کیجئے، پھر
لفظ "بساط" کو لفظ "کبیر" سے موصوف اور
مقید کرنے کی کوئی ظاہر وجہ موجود نہیں جبکہ یہ فرض
کر لیا کہ تصویر (نمازی کے) زیر قدم ہے واللہ
تعالیٰ اعلم، بحر رائق نے اس پوری بحث میں
اس کی متابعت کی ہے مگر یہ کہ فرمایا اصل
میں کراہت کو مطلق رکھا اس حالت میں جبکہ
بچھی ہوئی جانا نماز تصویر ہو کیونکہ جس فرش پر نماز
پڑھی جائے وہ قابل تعظیم ہے پھر اس میں کسی کا
رکھنا اس تصویر کی بلاشبہ تعظیم ہے لیکن وہ
فرش ہو جائے نہ ہو اھ (ہیاں) موصوف نے
فرش کو جانا نماز پر حمل کیا ہے جیسا کہ ہم نے
حمل کیا ہے۔ پھر حلیہ کے اتباع میں فرمایا کہ
جامع صغیر کا حوالہ پہلے آچکا کہ اس نے اسے
حمل سجدہ سے مقید کیا ہے۔ لہذا مناسب یہ ہے
کہ اصل کے اطلاق کو اس پر حمل کیا جائے،
اور جب تصویر دونوں پاؤں کے نیچے ہو تو باتفاق
کراہت نہیں اھ اقول (میں کہتا ہوں)
اس کا یہ کہنا کہ "وانھا" اس کے قول
"ان يحمل" پر معطوف ہے اور "ینبغي" کے
ذیل میں داخل ہے۔ اور یہ اس کی بحث ہے
اس بناء پر کہ جس پر اس نے کلام اصل کو حمل
کیا ہے۔ اور تمہیں معلوم ہے جو کچھ اس میں

وان كانت تحت القدم و
 ما في الدر وغيره لا يكره
 ولو كانت تحت قدميه او محل
 جلوسه لانها مهانة مخصوص
 بغير السجادة بدليل الدليل
 وقد نقلوا قاطبة عن الاصل
 الاطلاق المرسل في
 المصلى وما علوه به شامل
 لكل صورة كما لا يخفى نعم
 في بساط غير لا يكره
 اذا صلى عليه ولم يسجد
 عليها وان لم تكن
 تحت قدميه بل ولو كانت
 امامه لوجود الاهانة مطلقا
 مع عدم التعظيم لوجه قال
 في الحلية نقلا من شرح الجامع
 الصغير لفخر الاسلام لا يكره ان
 يصلى دون وسادة عليها
 تصاویر اقول هونص نفس
 الجامع الصغير ثم المراد
 بالوسادة الصغيرة دون كبيرة
 تورث الصورة انتصابا كما

مذوری ہے، بلکہ جانا نماز میں تصویر کا ہونا علی الاطلاق
 مکروہ ہے اگرچہ تصویر زیر قدم ہو، اور جو کچھ در
 وغیرہ میں ہے کہ یہ مکروہ نہیں اگرچہ تصویر دونوں
 قدموں کے نیچے ہو یا اس کے بیٹھنے کی جگہ
 میں ہو اس لئے کہ وہ بحالت توہین و تذلیل ہے
 اور یہ بغیر جانا نماز مخصوص ہے دلیل وہی دلیل ہے۔
 حالانکہ سب نے بالاتفاق کتاب الاصل سے
 اطلاق مرسل نقل کیا ہے، اور انہوں نے
 جو اس کی تعلیل ذکر فرمائی وہ ہر تصویر کو شامل ہے
 جیسا کہ یہ پوشیدہ نہیں، ہاں کہ دوسرے
 تصویر والے کچھ نے پر نماز پڑھے اور تصویر پر سجدہ
 نہ کرے تو کراہت نہ ہوگی اگرچہ تصویر اس کے
 قدموں کے نیچے نہ ہو، بلکہ اگرچہ تصویر اس کے
 آگے ہی ہو اس لئے کہ اس حالت میں مطلقاً
 توہین پائی گئی یا وجودیکہ تعظیم کسی وجہ سے بھی
 نہیں۔ الحلیہ میں شرح جامع صغیر سے نقل
 کرتے ہوئے فرمایا جانا نماز کے علاوہ کسی اور
 فرش پر کہ جس میں تصویریں ہوں نماز پڑھے تو
 کراہت نہیں اھ اقول (میں کہتا ہوں)
 یہ خود جامع صغیر کی تصریح ہے۔ وسادہ یعنی
 جانا نماز سے چھوٹی جانا نماز مراد ہے نہ کہ بڑی کہ
 جس سے تصویر کا قیام پیدا ہوتا ہے، جیسا کہ

تقدم ، ثم لا يخفى عليك ان التوفيق
الذى ذكره الفقير اولى مما اختارته هذا
المحقق لان فيه اجمال احدهما في
بعض متناولاته وفيما ذكرت اعمال كليهما
في كله فانظر الى كثرة الفوائد في كلام
المشائخ رحمهم الله تعالى وهكذا
كلامهم اذا امعن فيه النظر وساعد
التوفيق في اللطيف الخبير عن جلاله
ولله الحمد۔

پہلے گزر چکا، اور تم پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ
جو موافقت فقیر (امام احمد رضا) نے پیش کی
وہ اس سے بہتر ہے جو اس محقق نے اختیار
کی کیونکہ اس میں دو میں سے ایک کے بعض
مشمولات کو نظر انداز کر دینا ہے، اور جو کچھ
میں نے اس باب میں ذکر کیا اس میں یہ فوقیت
و خوبی ہے کہ سب میں دونوں کو عمل دینا ہے۔
لہذا مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام میں کثیر فوائد
کو ملاحظہ فرمائیے، اور ان کا کلام ایسا ہی ہوتا
ہے جبکہ اس پر گہری نظر ڈالی جائے۔ اور توفیق دینے میں مددگار لطیف و خبیر ہے کہ جس کا جلال
غالب اور زبردست ہے، اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہر تعریف و توصیف ہے۔ (ت)

ثُمَّ اقول وبه استعين (بمیر میں کہتا ہوں اسی سے طلب مدد کرتے ہوئے رہتے)
تفقیح علت اگرچہ بفضلہ تعالیٰ بروج احسن ہوئی مگر ابھی ایک اور تنقیح عظیم باقی ہے جبکہ علت
کراہتہ تشبہ عبادت ہے خاص ہو یا عام، تو ضرور ہے کہ وہ تصویر جنس مایعبدہ المشرکون (تصویر
اس جنس سے ہو کہ جس کی مشرکین عبادت کرتے ہیں۔ ت) سے ہو کہ جسے مشرکین پوجتے ہی
نہیں وہ بُت کے حکم میں نہیں کہ اس کے بروج تعظیم رکھنے یا اس کی طرف نماز پڑھنے میں معاذ اللہ
عبادت بُت سے تشبہ ہو، و لہذا جا بجا کراہت کو عبادت اور اس کے عدم کو عدم سے تعلیل
فرماتے ہیں کہ یہ مشرک اس کی عبادت نہیں کرتے، لہذا کراہت نہیں، مثلاً:

(۱) اتنی چھوٹی تصویر کہ زمین پر رکھ کر دیکھو تو اعضا کی تفصیل نہ معلوم ہو مورث کراہت
نہیں کہ اتنی چھوٹی کی عبادت مشرکین کی عادت نہیں۔ ہدایہ و کافی و تبیین میں ہے،

لو كانت الصورة صغيرة بحيث لا تبدو
لناظر لا يكره لان الصغار جدا لا تعبد۔
اگر تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ دیکھنے والے
کیلئے واضح نہ ہو تو مگر وہ نہیں اس لئے کہ اتنی چھوٹی
تصویروں کی پرستش نہیں ہوتی۔ (ت)

فتح القدير میں ہے :

فليس لها حكم الوثن فلا تكرر في البيت
لهذا ايسر تصوير کے لئے حکم صتم نہیں لہذا
اس کا گھر میں رکھنا مکروہ نہیں۔ (ت)

اور اس بارے میں امیر المؤمنین فاروق اعظم و حضرت عبداللہ بن مسعود و حذیفہ بن الیمان
و ثقیف بن مقرن و عبداللہ بن عباس و ابو ہریرہ و ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحابہ اور
سیدنا دانیال علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آثار مروی و مذکور ہیں کہا بیتہا فی الحلیۃ (جساکہ
انہیں حلیمہ میں بیان فرمایا۔ ت)

(۲) سر بریدہ یا چہرہ محکومہ کہ اس کی بھی عبادت نہیں ہوتی، اور بھنویں اور آنکھیں
مٹا دینا کافی نہیں، نہ چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دینا نفی کراہت کرے۔ تبیین و بحر میں ہے :
مقطوعة الرأس لا تكرر لانها لا تعبد
بدون الرأس عادة ولا اعتبار بازالة
الحاجبين او العينين لانها تعبد
بدونهما۔
سر بریدہ تصویر رکھنا مکروہ نہیں اس لئے کہ بغیر سر
عادتاً اس کی عبادت نہیں کی جاتی لیکن دونوں
اُبرو اور دونوں آنکھیں مٹا دینے کا کچھ اعتبار نہیں
اس لئے کہ ان کے بغیر بھی اس کی عبادت
کی جاتی ہے۔ (ت)

ہدایہ میں فرمایا :

محو الرأس ليس بتمثال لانه لا يعبد
بدون الرأس۔
اگر سر محکومہ دیا جائے یعنی مٹا دیا جائے تو وہ تصویر
اور مورتی نہ رہے گی کیونکہ بغیر سر اس کی عبادت
نہیں کی جاتی (ت)

غنائیہ میں ہے :

انه لا يعبد بلا رأس فكأن كالجمادات
اگر سر نہ ہو تو اس کی عبادت نہ ہوگی کیونکہ وہ محض
بے جان چیزوں کی طرح ہے۔ (ت)

۱۔ فتح القدير كتاب الصلوة باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳۶۳/۱
۲۔ تبیین الحقائق ۱۶۶/۱ و بحر الرائق كتاب الصلوة باب ما يفسد الصلوة ۲۸/۱
۳۔ الهدایہ ۱۶۲/۱ باب ما يفسد الصلوة المکتبۃ العربیہ کراچی
۴۔ الغایۃ شرح الهدایۃ علی ما مش فی فتح القدير باب ما يفسد الصلوة مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳۶۳/۱

خلاصہ فتح و علیہ و بحر میں ہے،

واللفظ له لا اعتبار بقطع اليدین او الرجلین ^{لہ} وکذا هو فی الخلاصة ثم الحلیة بحرف التردید ولفظ المحقق لو قطع یدیهما ورجلیہا لا ترفع الکراهة ^{لہ} اعنی بحرف الجمع وهو المراد۔

کاٹ ڈالے تو کراہت ختم نہ ہوگی اھ میری مراد یہ ہے کہ (یہاں پر عبارت) حرف جمع (یعنی لفظ واؤ کے ساتھ) ہے اور یہی مراد ہے۔ (ت)

غنیہ میں دونوں مسئلہ صغیرہ و مقطوعہ الرأس کی تعلیل میں لکھا،
 لانہا لا تعبد فانتم فی التشبہ الذی ہو
 سبب الکراہۃ
 اس لئے کہ (تصویر صغیرہ اور مقطوعہ الرأس) کی عبادت
 نہیں کی جاتی، لہذا وہ شبہہ زائل ہو گیا جو کراہت
 کا سبب ہے۔ (ت)

(۳) شمع یا چراغ یا قندیل یا لیمپ یا لالٹین یا فانوس نمازیں سامنے ہو تو کراہت نہیں کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی اور بھڑکتی آگ اور دھکتے انگاروں کا تنور یا بھٹی یا چولہا یا انگیکھٹی سامنے ہوں تو مکروہ کہ محسوس ان کو پوجتے ہیں۔ عنائہ میں بعد عبارت مذکورہ آئنا ہے :

قصاص کا الصلوٰۃ الی شمع او سراج نفی
افہما لا یعبدان ویکرہ لوکان بین یدیدہ
کانون فیہ جمر او ناس موقدۃ۔

پھر وہ شمع یا چراغ کی طرح ہے کہ ان کی طرف منہ
کھر کے نماز پڑھے کیونکہ ان کی عبادت نہیں کی جاتی
(لہذا اکراہت نہیں) لیکن نماز مکروہ ہے جبکہ نمازی
کے سامنے ایسا چو لھا رکھا ہو کہ جس میں بھڑکتی ہوئی
آگ کے انگارے ہوں۔ (ت)

۲۸/۲	۱۰ بحر الرائق کتاب الصلوة باب ما یفسد الصلوة وما یرکزه فیها	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۳۶۳/۱	۱۱ فتح القدر	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
۳۵۹ ص	۱۲ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصل	فصل کراہیۃ الصلوة
۳۶۳/۱	۱۳ العنایۃ شرح الہدایۃ علی ہامش فتح القدر باب ما یفسد الصلوة	سہیل اکیڈمی لاہور
		مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

فتح زیر مسئلہ شمع ہے :

لانہم لا یعبدونہ بل الضرام جملہ اوتاراً۔
اس لئے کہ مشرکین اس کی عبادت نہیں کرتے بلکہ
بھڑکتے انگارے یا آگ کی۔ (ت)

تبیین الحقائق و بحر الرائق میں ہے :

قال رحمہ اللہ تعالیٰ او شمع او سراج
لانہما لا یعبدان والکراہۃ باعتبارہا
وانہما یعبداہا البجوس اذا کانت فی
الکانون و فیہا الجمر او فی التور فلا یکرہ
التوجہ الیہا علی غیر ذلک
الوجه اھ اقول البحتبع التبیین فی
قوله والکراہۃ باعتبارہا فرجع الی الصواب
اقول (میں کہتا ہوں) مصنف بحر رائق نے تبیین کے اس قول "کراہت بلحاظ عبادت ہوتی ہے"
میں اس کا اتباع کیا لہذا وہ راہ صواب کی طرف لوٹ گیا۔ (ت)
کافی میں ہے :

ان قطع السراسم فلا یاس بد لانہ لا یعبد
بلاس اسم ولہذا الوصلی الی تنور
او کانون فیہ نام کرہ لانہ یشبہ
عبادتہا والی قندیل او شمع او سراج
لا لعدم التشبہ
چراغ کی طرف (منہ کر کے نماز پڑھے) تو کراہت نہیں ملے کہ اس میں کوئی تشبہ عبادت نہیں۔ (ت)

۱۔ فتح القدر کتاب الصلوۃ فصل ویکرہ للمصلی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳۶۳/۱
۲۔ تبیین الحقائق کتاب الصلوۃ باب ما یفسد الصلوۃ الخ المطبعة الکبریٰ بولاق مصر ۱۶۶/۱
بحر الرائق " " " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۲/۲
۳۔ کافی شرح الوافی

محیط امام شمس الائمہ سرخسی پھر ہند میں ہے،

من توجه فی صلواتہ الی تنور فیہ نار
توقد او کانون فیہ نار یکرة ولو توجه الی
قندیل او الی سراج لم یکرة
جو شخص اپنی نماز میں ایسے تنور یا چوڑھے کی طرف منہ
کرے کہ جس میں آگ بھڑک رہی ہو تو کراہت ہوگی
لیکن اگر قندیل یا چسراخ کی طرف منہ کرے تو
کراہت نہ ہوگی۔ (ت)

فتاویٰ امام اجل قاضی خاں میں ہے،

یکرة ان یصلیٰ و بین ید یدہ تنور او کانون فیہ
نار موقدة لانه یشبه عبادۃ النار و ان
کان بین ید یدہ سراج او قندیل لا یکرة
لان لا یشبه عبادۃ النار
چراغ یا قندیل ہو تو مکروہ نہیں کیونکہ یہ عبادت آگ کے مشابہ نہیں۔ (ت)
اسی طرح اس سے لایکرة تک خزانۃ المفتین میں ہے۔

اقول هذه نصوص الاثمة الاجلدة
فسقط ما فی القنیۃ ان المجوس یعبدون
الجمرا لا النار الموقدة و ان تبعه
فی الدر و التمر تاشی ثم السید ابوالسعود
الانہری ثم السید الطحطاوی فی
حاشیۃ المراقی و ایضا الدرر و لفظہ لان
المجوس لا یعبدون المذهب بل الجمرة
ومثله فی مجمع الانهر و اشار
لہ فتاویٰ ہندیہ بحوالہ محیط السرخسی کتاب الصلوۃ الباب السابع الفصل الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۱۰۸/

۱۰۸/ فتاویٰ قاضی خان کتاب الصلوۃ باب الحدیث فی الصلوۃ و ما یرکع فی الصلوۃ نوکشور لکھنؤ ۵۴/

۱۰۸/ القنیۃ المنیۃ کتاب الکرامیۃ باب الکرامیۃ فی الوضوء و کیفیات الصلوۃ مطبعہ مملکتہ ص ۱۳۹

۱۰۸/ الدر المختار باب یفسد الصلوۃ " " " " مطبعہ مجتہبائی دہلی ۹۳/

۱۰۸/ فتح المعین بحوالہ تمر تاشی " " " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۲۶/

۱۰۸/ الدرر الحکام شرح غرر الاحکام " " " " میر محمد مکتب خانہ کراچی ۱۱۰/

اليه الشربلالي في مراقبه ثم الزاهد
نفسه اظهر ضعفه اذ قال بعدة حق
قيل لا تتركه الى الناس الموقدة **اقول**
ان كان صحيحا انهم لا يعبدونها
فما معنى تعبیر هذا القيل بقيل الا ان
يقال ان الموقدة قلما تخلو عن جمر
وفيه نظر بل لا تشمل عليه الاقرب
الانتهاء ثم ربما تكون الموقدة من
حشيش ونحوه ولا جمر ثمه والله
تعالى اعلم۔

شعلوں کی عبادت نہیں کرتے بلکہ آگ کے انگاروں
کی عبادت کیا کرتے ہیں اور اسی طرح
مجمع الانہر میں ہے، اور علامہ شربلالی نے بھی
مراقی الفلاح میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے،
پھر خود علامہ زاہدی نے اس کے ضعف کی طرف
لفظ قیل کے ساتھ اس کی تعبیر فرمائی، چنانچہ
اس کے بعد اُس نے کہا یہاں تک کہ یہ کہا گیا ہے
کہ شعلہ زن آگ کی طرف (نماز میں منہ کرنا)
مکروہ نہیں **اقول** (میں کہتا ہوں)
اگر یہ بات صحیح ہے کہ آتش پرست زری آگ کی
عبادت نہیں کرتے تو اس کی تعبیر لفظ قیل کے ساتھ کرنے کا کیا مطلب ہے، مگر یہ کہ کہا جائے
کہ شعلہ زن آگ بہت کم انگاروں سے خالی ہوتی ہے، لیکن یہ موجب اشکال ہے۔ بلکہ انگاروں
پر صرف آخر میں مشتمل ہوتی ہے (اور یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ) بسا اوقات آگ گھاس اور اُس جیسی
چیزوں سے جس میں بالکل (برائے نام بھی) انگارے نہیں ہوتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) مصحف شریف

(۵) تلوار وغیرہ ہتھیار کا سامنے ہونا مکروہ نہیں کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی،

كما في الكتب الثلاثة وعامة الكتب و لفظ
الاصام الزيلعي انهما لا يعبدان و
باعتبارها تثبت الكراهة و في
استقبال المصحف تعظيمه وقد امرنا به
ہوتی ہے اور مصحف شریف کی طرف منہ کرنا اُس میں اس کی تعظیم، اور ہمیں اس کی تعظیم کرنے کا
حکم دیا گیا ہے۔ (ت)

کتب یا تصویر ہوا منہ الخالق میں اس کا اقرار کرتے ہوئے اسے نقل فرمایا۔ اقول (میں کہتا ہوں) اور وہ اسی طرح ہے جیسا کہ موصوف نے کہا ہے گویا چھوٹے پن کا اضافہ اتفاقیہ واقع ہوا کیونکہ درسم و دینار میں نقوش تصویر کا چھوٹا ہونا ایک امر معهود ہے لیکن اس کے قول "لکن یکرہ" میں آپ جانتے ہیں کہ چھوٹی تصویر گھر میں ہو تو کوئی کراہت نہیں۔ جیسا کہ اس کی تصریح فتح القدر کے حوالہ سے پہلے گزر چکی۔ ائمہ کرام نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایسے آثار نقل کرنے پر باہم اتفاق اور تعاون فرمایا اور ہم اس سے پہلے فی الاسلام کے حوالے سے ذکر کر چکے ہیں کہ ہر بلا کسی تصویر کو بطور تعظیم اٹھائے رکھنا مکروہ الموصوف نے اپنے کلام میں "الظاہر" کی قید لگائی پس اس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ اگر تصویر ظاہر نہ ہو تو پھر کراہت میں اس کا کوئی اثر نہیں، نہ نماز میں اور نہ اُسے اٹھائے رکھنے میں، مصنف بحر الرائق نے فرمایا، اس سے یہ فائدہ برآمد ہوا کہ جس کپڑے میں کوئی تصویر ہو پھر اس کے اوپر کوئی دوسرا کپڑا ڈال کر اسے چھپا لیا جائے تو پھر ایسے کپڑے پر نماز پڑھنی مکروہ نہیں اس لئے کہ وہ دوسرے کپڑے

فیہ کلب او صورة اه نقله فی المنحة مقرا علیہ اقول وهو كما قال وكانت زیادة الصغار وقع وفاقا فان المعهود فی الدر اہم والدنا ینیرہ الصغار لکن فی قوله لکن ما قد علمت ان الصغار لا تکرہ فی البیت ایضا كما مر تصریحه عن الفتح وقد تضافروا علی نقل اشار فیہما عن الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وقد مناعن الامام فخر الاسلام ان امساك الصورة علی سبیل التعظیم ظاہرا مکروہ الخ فقید بالظاہر فغیرہ لا یؤثر کراہۃ لاف الصلوۃ ولا فی الامساك، قال البحر و یفید انہ لو کان فوق الثوب الذی فیہ صورة ثوب ساتر لہ فانہ لا یمکرہ ان یصل فیہ لاستتارہا بالثوب الآخر واللہ سبحنہ اعلم ^۱

۱۔ منہ الخالق علی البحر الرائق کتاب الصلوۃ باب ما یفسد الصلوۃ وما یمکرہ فیہا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۴/۲

۲۔ بحر الرائق کتاب الصلوۃ باب ما یفسد الصلوۃ وما یمکرہ فیہا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۴/۲

اقول ولا قرة عین فیہ

لمن یسک التصاویر فی صندوقہ لینظر فیہا
متی شاء فانہا وان کانت مستورة مادامت
فی الصندوق لکنہ یفتحه ویخرجہا
فتظہر فیاتی التحريم والامساك لامر
ممنوع ممنوع کمن امساك امرأة
لیفجر بہا فہو فی اثم الفجور حین
لا یفجر لان الاعمال بالنیات نسأل
الله السلامة بل لو امسکها ولم یقصد
النظر فیہا متی شاء کان فیہ حفظ
ما فیہ الفساد فکان کامساك آلة اللہو
لمن لا یضرب قال الامام الاجل قاضیخان
فی فتاواہ لو امساك شیئا من ہذہ
المعانف والملاہی یکرہ ویأثم و
ان کان لا یستعملہا لانت امساك
ہذہ الاشیاء للہو عادیۃ۔

سے چھپا لیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پاک و
منزہ ہے، وہ سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔
اقول (میں کہتا ہوں) اس میں کوئی آنکھوں
کی ٹھنڈک نہیں اس آدمی کے لئے جو اپنے
صندوق میں تصویریں بند کر رکھے اس مقصد
کے لئے کہ جب چاہے صندوق کھول کر انہیں
دیکھ لے، مذکورہ تصویریں اگرچہ صندوق میں بند
ہونے کی وجہ سے مستور ہیں جب تک کہ صندوق
میں ہیں لیکن جب وہ صندوق کو کھول لے گا اور
انہیں نکالے گا تو وہ سامنے آجائیں گی پھر حرمت
پیدا ہو جائے گی کیونکہ کسی امر ممنوع کے لئے کسی
چیز کو روک رکھنا بھی ممنوع ہے، اس کی مثال
اس آدمی جیسی ہے کہ جس نے کسی عورت کو
اپنی نگرانی میں پابند کر رکھا تھا تاکہ موقع پر اس سے
بدکاری کا ارتکاب کرے، پھر جس وقت تک
وہ بدکاری نہ کرے گا اس وقت بھی بدکاری کرنے

کے گناہ میں گرفتار ہوگا اس لئے کہ اعمال کا مدار انسانی ارادوں پر ہے، لہذا ہم اللہ تعالیٰ سے
سلامتی کا سوال کرتے ہیں، بلکہ اگر اُس نے اسے روک رکھا اور جب چاہے دیکھنے کا ارادہ بھی نہ کیا
تو پھر بھی اس میں یہ خرابی ہے کہ اس نے اس صورت میں اُسی چیز کی حفاظت کی جس میں فساد
ہے، اور اسی طرح یہ ہے کہ جیسے کوئی آدمی گانا بجانا نہیں کرتا لیکن گانے کے آلات و اسباب کو اپنے پاس
روکے رکھتا ہے چنانچہ ہمارے ایک جلیل القدر امام فقیہ قاضی خاں نے اپنے فتاویٰ میں ارشاد فرمایا
کہ اگر کوئی شخص گانے بجانے اور لہو میں سے کسی چیز کو اپنے پاس روکے رکھے مگر وہ ہے اور وہ اسی
طرح کرنے سے گنہگار ہوگا اگرچہ انہیں اپنے استعمال میں نہ لائے، کیونکہ اس قسم کے آلات و اسباب کو

رو کے رکھنا عادتاً کھیل تماشے کے لئے ہی ہوتا ہے۔ (ت)

(۷) چاند، سورج، ستاروں اور درختوں کی تصویریں نماز میں سامنے ہوں تو حرج نہیں کہ مشرکین نے اگرچہ ان اشیاء کو پوجا مگر ان تصویروں کی عبادت نہیں کرتے، سو منات اگرچہ معبد قمر تھا، سوم بجنے قمر ہے اور ناتھ بجنے مالک، مگر اس میں بُت تھا جسے صورت روحانیت قمر قرار دیا تھا نہ شکل ہلالی یا قمری یا بدری کی تصویر، رد المحتار میں درایہ شرح ہدایہ سے ہے :

فان قيل عبد الشمس والقمر والكواكب والشجرة الخضراء قلنا عبد عينه لا تمثاله اه اقول وبه ظهر بطلان ما بحث القارى في المرقاة اذ قال ما عبد من دون الله ولو كان من المجامدات كالشمس والقمر ينبغى ان يحرم تصويته اه وهو كما ترى بحث غريب ساقط لا دليل عليه ولا اثر له في كلام الاثمة بل مخالف لاطلاقات جميع كتب المذهب متونا و شروحا و فتاوى و الله الموفق هذا ثم قال العلامة الكاكي فعلى هذا ينبغى ان يكره

اگر یہ کہا جائے سورج، چاند، ستارے اور سرسبز درختوں کی عبادت کی جاتی ہے (تو پھر ان کی تصویروں کا کیا حکم ہے) ہم اس کے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ اشیاء مذکورہ کی عین ذات کی عبادت کی جاتی ہے نہ کہ ان کی تصویروں کی اھ اقول (میں کہتا ہوں) اس سے اس قول کا باطل ہونا واضح ہو گیا کہ ملا علی قاری نے مرقاة شرح مشکوٰۃ میں جس سے بحث کی چنانچہ موصوف نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جس کی عبادت کی جائے اگرچہ وہ بے جان چیزوں میں سے ہو جیسے سورج اور چاند وغیرہ، تو مناسب یہ ہے کہ اس کی تصویر حرام قرار دی جائے اھ یہ جو کچھ فرمایا جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں ایک بحث غریب ہے جو درجہ اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ اس امر کو کوئی دلیل نہیں اور نیز ائمہ کرام کے کلام میں اس کی کوئی نشانی موجود نہیں بلکہ وہ ایک مخالف کلام ہے، ان تمام اطلاقات کے لئے جو مذہبی کتابوں میں متون،

استقبال عین هذه الاشياء
 قال الشامی اع لانها عین
 ما عبد بخلاف ما لوصورها
 واستقبل صورتهما **اقول**
 تفریع عجیب و بحث غریب
 فالمسافرون فی الفضاء
 والبحر بما لا یجدون
 ملجاء من استقبال الشمس
 فی العصر والقمر فیها و
 فی المغرب او فی العشاء
 ولا محید لهم عن استقبال
 الکواکب فی العشاء وایت
 یهرب المصلی فی الغیاض
 والریاض عن استقبال
 شجرة خضراء بل ربما
 لا یجد له ستره غیدها
 فیلجأ الیها بحکم الشرع
 وروی الامام احمد و
 ابوداؤد وعبث المقداد
 بن الاسود رضی الله تعالی
 عنه قال ما رایت
 رسول الله صلی الله تعالی علیه

شروح اور فتاویٰ کی صورت میں موجود ہیں اور
 اللہ تعالیٰ ہی اس کی توفیق بخشے والا ہے، علامہ
 کاکی نے فرمایا کہ پھر تو اس بنا پر مناسب یہ ہے
 کہ ان تمام چیزوں کی بعینہ ذات کی طرف منہ کرنا
 مکروہ ہے، چنانچہ علامہ شامی نے فرمایا کہ تمام
 وہ چیزیں جن کی عبادت کی جاتی ہے ان کا عین
 ہیں بخلاف اس کے کہ ان کی تصویر بنائیں اور پھر
 اس تصویر کی طرف منہ کریں اھ **اقول** (میں
 کہتا ہوں) یہ ایک عجیب تفریع اور نادربحث
 ہے کہ مسافر کھلی فضا اور سمندر میں کوئی ٹھکانا
 نہیں پاتے، عصر کے وقت سورج کی طرف منہ
 کرنے سے اور چاند کی طرف منہ کرنے سے اور
 مغرب یا عشاء میں اور عشاء کے وقت ستاروں
 کی طرف منہ کرنے سے لوگ کہیں نہیں بھاگ سکتے۔
 اور جنگلات اور باغات میں نمازی کہاں بھاگ کر
 جاسکتا ہے کیونکہ جنگلوں اور باغوں میں ہرے بھرے
 درختوں کی طرف منہ کرنے سے بلکہ بسا اوقات وہ
 ان کے بغیر کوئی سترہ ہی نہیں پاتا، پھر حکم شریعت
 کی بنا پر ان کی طرف پناہ لیتا ہے، امام احمد
 اور امام ابوداؤد نے مقداد بن اسود سے روایت
 کی (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) موصوف نے
 فرمایا میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی

وسلم صلى الى عود ولا عمود ولا شجرة
 الاجعله على حاجبه اليسر
 او اليمين ولا يصمد له صمدا ثم
 انت النبي صلى الله تعالى عليه
 وسلم انما نهى عن الصلوة
 حين تشرق الشمس وحين تستوى وحين
 تتدلى للغروب ولم يقيد بكونها
 قبالة المصلى بل اينما كانت و
 لو وراء ظهره ولو غيم غليظ و
 علله بانها تكون اذ ذاك بين قرني
 الشيطان لا بانها عبادت من دون
 الرحمن ولعل شدة بعدهما و
 القس والنجوم تغنى عن
 السترة فلا بد داود عن ابن عباس
 رضى الله تعالى عنهما قال
 قال رسول الله صلى الله تعالى
 عليه وسلم اذا صلى احدكم
 الى غير السترة فانه يقطع
 صلواته الحمار والخنزير
 واليهودى والمجوسى والمرأة
 ويجزئ عنه اذا مروا
 بين يديه على قذفة
 بحجر وللطحوى يكفيك

لکڑی، کسی ستون اور کسی درخت کی طرف نماز پڑھتے ہوئے
 نہ دیکھا مگر آپ نے انھیں اپنے دائیں یا بائیں ارد کی
 طرف رکھا اور بالکل ان کی طرف سیدھ نہ فرمائی، اور حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کو اس وقت نماز پڑھنے
 سے روکا جب سورج چڑھ رہا ہو یا دوپہر کے وقت
 وسط آسمان میں ٹھہر جائے یا غروب کے قریب
 ہو جائے، اور اس کو اس بات سے مقید نہ کیا کہ وہ
 نمازی کے سامنے اور اس کے مقابل ہو بلکہ جہاں بھی
 ہو اس کے لئے یہی حکم دیا اگرچہ وہ اسکے پس پشت
 ہو اور گھرے بادل میں چھپا ہوا ہو، اور اسکی تسلیل
 یہ بیان فرمائی کہ اوقات مذکورہ میں سورج شیطان
 کے دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے نہ یہ کہ اسی وقت
 خدائے رحمان کے علاوہ اس کی پرستش کی جاتی ہے
 شاید اس کی وجہ زیادہ دور ہونا ہے، چاند اور ستارے
 نمازی کو سترہ سے بے نیاز کر دیتے ہیں (مطلب یہ
 کہ ان کے آگے کسی آڑ کی ضرورت نہیں) چنانچہ
 ابو داؤد میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کے حوالے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات
 گرامی سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا، اگر تم میں سے
 کوئی شخص بغیر سترہ کے نماز پڑھے تو گدھا، سور،
 یہودی، آتش پرست اور عورت اس کی نماز کو قطع
 کر دیتے ہیں اور جب وہ اس کے آگے سے گزریں
 تو اس کی طرف سے یہی کافی ہے کہ ایک پتھر پھینکے

سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب اذا صلى الى سارية او نحوها آفتاب عالم پریس لاہور ۱۰۰ / ۱
 باب ما يقطع الصلوة " " " " " " باب ما يقطع الصلوة ۱۰۲ / ۱

اذا كانوا منك قدر مئة وفي صلوة
 الهندية عن التارخانية
 ان كانت القبور وراء المصلح
 لا يكره فانه ان كان بينه
 وبين القبر مقدار ما لو كان
 في الصلوة ويسر انسان
 لا يكره فلهذا ايضا لا يكره
 اما الشجر فاقول كونهم
 عبدا ونوعا او شخصا
 من الشجر لا يلزم كراهة
 الاستقبال الا الى ذلك النوع
 او الشخص بخصوصه
 لا الى كل شجرة وليس
 ذلك مثل التمثال فان
 الحكم متعلق بنفسه
 من دون نظر الى
 كونه صورة ما عبده
 ادلا كما سيأتيك تحقيقه
 ان شاء الله تعالى
 بخلاف الاعيان فلا
 يعتبر فيها الجنس بل
 خصوص ما عبد على وجه

کی مقدار دور ہو (یعنی اگر اتنی مقدار دور سے گزریں تو
 کوئی حرج نہیں) اور امام طحاوی کی روایت میں ہے
 (اے نمازی!) تجھے یہی کافی ہے کہ گزرنے والا
 تجھ سے ایک تیر پھینکنے کی مقدار ہو۔ فتاویٰ عالمگیری
 بحث صلوٰۃ میں تاتارخانیہ کے حوالے سے منقول ہے
 اگر قبریں نمازی کے پس پشت ہوں تو کوئی کراہت
 نہیں بشرطیکہ نمازی اور قبر کے درمیان اتنی مقدار
 مسافت ہو کہ جتنی نماز میں نمازی کے آگے ہونی
 چاہیے کہ اگر کوئی آدمی اس کے آگے سے گزرے
 تو کراہت نہ ہو، تو یہاں بھی اس قدر مسافت ہو
 تو کراہت نہ ہوگی اھ رہا درختوں کا معاملہ
فاقول (تو اس کے متعلق میں کہتا ہوں کہ)
 مشرکین کسی نوح یا کسی فرد معین درخت کی عبادت
 کرنے سے اس کی طرف منہ کرنے سے کراہت
 لازم آئے گی مگر یہ اس وقت ہوگا جبکہ اس فرع
 یا خصوصی فرد کی طرف منہ کرے اور یہ معاملہ ہر درخت
 کے ساتھ نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا معاملہ
 تصویر جیسا نہیں اس لئے کہ حکم اس کی ذات سے
 وابستہ ہے اس پر نظر کے بغیر کہ یہ اس کی تصویر
 ہے کہ جس کی پہلے مشرکین نے عبادت کی یا نہیں جیسا کہ
 ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب اس کی تحقیق تیرے
 پاس آجائے گی بخلاف اعیان (ذوات) کہ ان میں

عبدالاکبری الی ما صرحت
الفرق بین تنور فیہ نار
وبین شمع وسراج اولا
ترى ان النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کانت
یستتر فی صلوتہ براحتہ
ولم یمنعه عن ذلك
کونہا من جنس الحيوان
الذی یعبد المشرکون
نوع البقر وعبدوا شخص
عجل السامری، اخرج
الشیخات عن ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کانت یعرض راحلہ
فیصلی الیہا، وفي الفتح
ان استتر بظہر جالس کان
سترة وكذا الدابة
واختلفوا فی القائم^۱ آہ
وفیہ وفي الهندیة
عن النہایة قالوا
حيلة الراكب ان ینزل

جنس کا اعتبار نہیں کیا جاتا بلکہ اس میں جس کی عبادت
کی جائے جس وجہ پر عبادت کی جائے اس خصوص کو
پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے اس
گزشتہ فرق کو جو ایسے تنور کہ جس میں آگ ہو اور شمع
اور چراغ کے درمیان کیا گیا ہے کیا آپ نہیں
دیکھتے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
اپنی نماز میں اپنی سواری (ناقہ) کو پردہ اور آڑ
بناتے اور اس روئے سے آپ کو یہ چیز نہ روکتی کہ
ناقہ اس جنسی حیوان میں سے ہے کہ جس کی ایک
قسم گائے کی مشرکین عبادت کرتے رہے اور سامری
کے بنائے ہوئے فرد معین بھڑے کی پرستش
کرتے رہے، چنانچہ بخاری اور مسلم نے حضرت عبداللہ
بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے تخریج
فرمائی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز پڑھتے
کا ارادہ فرماتے تو اپنی سواری (ناقہ) کو چڑائی میں
بٹھا دیتے پھر اس طرف منہ کر کے نماز پڑھتے۔
فتح القدیر میں ہے اگر کسی بیٹھے ہوئے شخص کی
پیٹھ کو (نماز پڑھتے وقت) پردہ بنائے تو پھر
اس کے لئے مستزہ کے قائم مقام ہے، اور کسی
دوسرے جانور کا بھی یہی حکم ہے، اور کھڑے ہونے
والے شخص میں اگر کرام نے اختلاف کیا ہے اور
اور اس میں اور فتاویٰ عالمگیری میں نہایت کے

۱۔ صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ الی الراحلة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱
۲۔ فتح القدیر باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳۵۴/۱

فِي جَعَلِ الدَّابَّةَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَصْلِيِّ فَتَصِيرُ
هِيَ سِتْرَةً فَيَسْتَرِهُ فَالَّذِي تَحْرُسُ بِمَا تَقْرُسُ
كَرَاهَةً اسْتِقْبَالَ خُصُوصِ حَيَوَانَاتٍ وَشَجَرٍ
اِخْتِصَارِ عِبَادَةِ الْمُشْرِكِينَ اِنْ نَوْعًا فَنَوْعًا
اَوْ شَخْصًا فَذَلِكَ الشَّخْصَ عَيْنًا دُونَ غَيْرِهِ
مِنْ نَوْعِهِ بِشَرْطِ اَنْ لَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ
الْمَصْلِيِّ اَكْثَرُ مِمَّا يُوْثِقُ الْمَارِ هَذَا مَا ظَهَرَ
لِي وَارْجُو اَنْ يَكُونَ صَوَابًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى
وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ۔

حوالے سے ہے۔ ائمہ فقہ نے فرمایا (سفر میں سترہ
کے لئے تجویز و تدبیر یہ ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا
سوار ہے تو زمین پر اترے، پھر گزرنے والا
اپنے اور نمازی کے درمیان اپنے جانور کو اڑنے والے
پس یہی اُس کے لئے سترہ کی حیثیت رکھتا ہے
اور جو کچھ اثبات کردہ حقیقت کے مطابق تحریر ہوا
کہ مشرکین جن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں برتنے
خصوص خواہ وہ حیوان ہو یا کوئی سرسبز و شاداب
درخت ہو، نماز میں اس کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے،

اگر نوع ہو تو اُس نوع کا ہی حکم ہے۔ اگر شخص (یعنی فرد معین ہو تو) پھر عین (یعنی اس فرد معین کا
یہی) حکم ہے۔ لہذا اس نوع میں سے کوئی دوسرا مراد نہ ہوگا۔ بشرطیکہ اس کے اور نمازی کے درمیان
اتنی زیادہ مسافت نہ ہو کہ جس سے گزرنے والا گناہگار ہوتا ہے۔ اور یہ وہ تحقیق ہے جو مجھ پر
ظاہر ہوئے۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ ضرور بڑی برصواب ہوگی بشرطیکہ اللہ تعالیٰ چاہے۔ اور اللہ تعالیٰ
سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

ان تمام مسائل سے واضح ہوا کہ تشبیہ کے لئے اُس شے کا جنس یا عیدہ المشرکون سے ہونا ضروری
ہے اقول (میں کہتا ہوں) اب یہاں متعدد سوال پیدا ہوتے ہیں،

اول اعیان میں تو اس کے معنی ظاہر ہیں کہ خود وہی نوع یا شخص ہو جس کی عبادت مشرکین
کرتے ہیں مگر تصویر میں ہرگز یہ معنی نہیں شمس و قمر کی تصویر نہ گھر میں رکھنا مکروہ نہ نماز میں سامنے ہونے
سے کراہت حالانکہ وہ معبودان باطل ہیں، اور ہر انسان و حیوان کی تصویر رکھنا بھی حرام، اور اس
سے نماز بھی مکروہ، حالانکہ مشرکین ان سب کی عبادت نہیں کرتے، اس کا منشا کیا ہے، وہ جو گزرا کہ
شمس و قمر کے عین کی عبادت ہوتی ہے نہ تصویر کی، یہاں بدرجہ اولیٰ وارد ہے کہ ان کے نہ عین کی عبادت
ہوتی ہے نہ تصویر کی۔ اگر کہتے وہ ذی روح نہیں یہ ذی روح ہیں ہم کہیں گے یہی تو سوال ہے کہ جب
مدار عبادت پر ہے تو معبود باطل تو غیر ذی روح کی تصویر کیوں نہ منع و وجہ کراہت ہوتی، اور ذی روح

غیر معبود کی تصویر کیوں حرام و موجب کراہت ٹھہری۔

دوم سر بریدہ و چہرہ محو کردہ کو استثنا فرمایا کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی، ظاہر ہے کہ یہ نفی نفی امکان نہیں کہ مشرکوں کی بدعتی سے کسی چیز کی عبادت محال کیا مستبعد بھی نہیں، جب وہ صرف لنگ اور چہلہری کی پوجا کرتے ہیں تو ان کے ساتھ باقی بدن بھی اگر ہوا اور سر نہ ہوا تو کون مانع ہے مگر مراد نفی عادت ہے کہ تن بے سر کی عبادت ان کی عادت نہیں تبیین الحقائق و بحر الرائق سے گزرا،
لانہا لا تعبد بدون الرأس عادات۔ اس لئے کہ بطور عادت، بغیر سر، تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی (ت)

اب واضح سوال ہے کہ تصویر کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دینے کے بعد جواز کیوں نہ ہوا کہ ایسے لو تھڑے کی عبادت بھی ان کی عادت نہیں بلکہ بھنویں اور آنکھیں مٹا دینے پر بھی یہی سوال ہو سکتا ہے کہ اس حالت پر بھی عبادت کی عادت محل منع ہے، اگر کہتے بے سر و چہرہ حیات نہیں رہتی اور ان اعضاء کے بغیر ممکن ہے ہم کہیں گے تو مدار حیات پر ہوا نہ عادت عبادت پر، ہذا خلف حیات کو اس لئے لیا تھا کہ اصل مناط یعنی عادت معبود ہونا بے حیات منطقی ہے نہ اس لئے کہ حیات ہی اصل مناط ہے کہ وہ باقی ہو تو حکم ثابت رہے اگرچہ عادت عبادت معدوم ہو۔

سوم سر بریدہ و اطراف بریدہ میں قوموت و حیات سے فرق کر لیا چھوٹی تصویر اور اطراف بریدہ میں کیا فرق ہے، قابلیت حیات دونوں میں ہے اور عادت عبادت دونوں کی نہیں ہوتی بلکہ بڑی تصویر صرف مستور رہنے سے کیوں قابل استثنا ہو گئی، اتنا خارجی تغیر کہ صرف ایک ہیئت بدلی مفید ہوا اور عظیم تغیر نفس جسم میں کہ چاروں ہاتھ پاؤں جڑ سے کاٹ دینے کا کام نہ آیا حالانکہ پردہ ڈالنا اعزاز کا بھی بطور کھ سکنا ہے اور دست و پا کاٹ دینا صریح اہانت ہے۔

چہارم کیا فرق ہے کہ زید یا مثلاً بکر کی تصویر گھر میں بے اہانت رکھنا حرام اور مانع ملکۃ جنتہ علیہم الصلوٰۃ والسلام، حالانکہ مشرکین نہ زید اور بکری کو پوجتے ہیں نہ ان کی تصویروں کو، اور گائے کا گھر میں بے اہانت رکھنا جائز حالانکہ وہ خود ان کی معبودہ باطلہ ہے اور باندھنا بغرض اہانت نہیں بلکہ حفظ ہے، اور بہت گائے بیل بے باندھ بھی رکھے جاتے ہیں، اگر کہتے گائے کا رکھنا

دودھ کے لئے ہے اور تصویر سے کوئی غرض صحیح نہیں، ہم کہیں گے غرض صحیح کے چار درجے ہیں، ضرورت، حاجت، منفعت، زینت۔ گائے اگرچہ درجہ سوم میں ہے لوگ تصویر کو درجہ چہارم میں رکھتے ہیں تو بے غرض یہ بھی نہ ہوتی بمعہذا اور اغراض بھی تصویر میں ہو سکتی ہیں مثلاً معرکہ جہاد کی تصویر جس میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ عطا فرمایا ہو کہ اُس کے مشاہدہ سے مسلمانوں کی عزت کفار کی ذلت کا سماں نظر آئے گا نعمت الہی کی یاد ہوگی اُن بندگان خدا کی طرح دین کے لئے جہان فشاہی کا شوق پیدا ہوگا اِلٰی غیر ذلک من المصالح (اُن بیان کردہ فوائد کے علاوہ اور بھی بہت سے مصالح ہیں۔ ت) حالانکہ ان نیتوں سے بھی اس کا رکھنا حرام و ناجائز ہی ہے تو واجب ہوا کہ تصویر میں مایعبد کے وہ معنی لئے جائیں اور ایسا مناسط تجویز کیا جائے جس سے یہ سب سوالات مرتفع ہو جائیں اور تمام مسائل منع و اجازت اس پر منطبق آئیں **فاقول** وباللہ التوفیق (پھر میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی کہتا ہوں۔ ت) یہاں مناسط منع نہ صورت کی عبادت ہونا ہے نہ ذوالصورۃ کی، نہ اس کی نوع نہ جنس قریب کی۔ نہ اس کا اس حالت پر ہونا کہ ذوالصورۃ اس حال پر ہو تو زندہ ہے ان میں سے کچھ کسی وجہ پر نہ وہ سوال مرتفع ہوں نہ فروع ملتزم بلکہ مناسط تصویر کا معنی و ثن میں ہونا ہے جیسا کہ حقیقی نے فتح میں اشارہ فرمایا:

حيث قال كما تقدم ليس لها حكم الوث فلا تكره في البيت له
جیسا کہ پہلے گزر چکا (کہ اس حالت میں) تصویر کے لئے حکم صنم نہیں، لہذا اس کا گھر میں ہونا مکروہ نہیں۔ (ت)

ولہذا صورت حیوانیہ کی تخصیص ہوتی کہ غیر حیوان کی تصویر بُت نہیں بُت ایک صورت حیوانیہ مضامبات خلق اللہ میں بنائی جاتی ہے تاکہ ذوالصورۃ کے لئے مرآتِ لاحظہ ہو اور شک نہیں کہ ہر حیوانی تصویر مجسم خواہ مسطح کپڑے پر ہو یا کاغذ پر دستی ہو یا عکسی اس معنی میں داخل ہے تو سب معنی بُت میں ہیں اور بُت اللہ عزوجل کا مبغوض ہے تو جو کچھ اس کے معنی میں ہے اس کا بلا اہانت گھر میں رکھنا حرام اور موجب نفرت ملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اسی قدر سے بچد اللہ تعالیٰ سب سوال حل ہو گئے تصویر کو اکب تصویر حیوانی نہیں کہ معنی بُت میں ہو اور تصویر ہر انسان و حیوان اگرچہ مشرکین اُن کی عبادت نہ کرتے ہوں معنی بُت میں ہے تو مبغوض رب العزت ہے، سوال اول

حل ہوا، تنور صورت حیوانی ہی نہیں اور گائے ہے مگر خود مخلوق رب العزت نہ کہ مضامات غلی اللہ میں مرأت ملاحظہ ہونے کو بنائی ہوئی کہ مبغوض الہی ہو تو یہ بھی معنی بُت میں نہیں، سوال چارم حل ہوا، پھر صورت حیوانی کہا جانا اور اس کے لئے مرآۃ ملاحظہ ہونا دونوں کا مدار چہرہ پر ہے، اگر چہ نہیں تو اسے صورت حیوانی نہ کہا جائے گا، اس پر ایک تو امین الوحی جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول گزرا کہ ان کے سر کاٹ دیجئے کہ ہیأت درخت پر ہو جائیں، دوسرے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزرا کہ صورت سر کا نام ہے جس کے سر نہیں وہ صورت نہیں، تیسرے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزرا کہ سر کاٹ دیا تو صورت نہ رہی، چوتھے اس پر اول دلیل ارشاد قدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے،

اذا قاتل احدکم اخاه فلیجتنب الوجه
فان اللہ خلق ادم علی صورته، رواہ مسلم
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حکی النووی فی شرحہ ثلثۃ اقوال امثلہا
واعدلہا واصحہا واحملہا ان المراد
اضافۃ تشریف واختصاص بقولہ تعالیٰ
ناقۃ اللہ وکما یقال فی الکعبۃ
بیت اللہ ونظائرہ آھ

اختصاص مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "ناقۃ اللہ" (اللہ تعالیٰ کی اونٹنی) کی طرح، اور جیسا کہ کعبہ شریف کے بارے میں کہا جاتا ہے "بیت اللہ" (اللہ تعالیٰ کا گھر)، اور اسی طرح اس کے باقی نظائر و امثال اھ (ت)

تکمیل صورت کو صرف تعظیم و جہر پر مقصود فرمایا اور مرآۃ ملاحظہ ہونے کا وجوداً وعدماً اس پر دوران خود ظاہر چہرہ ہی سے معرفت ہوتی ہے چہرہ دیکھا اور باقی بدن کپڑوں سے چھپا ہے تو کہے گائیں اسے پہچانتا ہوں، اور چہرہ نہ دیکھا تو نہیں کہہ سکتا اگرچہ باقی بدن دیکھا ہو، ولہذا اگر عورت نے اپنا منہ کھول کر گواہوں کو دکھایا اور کہائیں لیکن بنت زید ہوں اور کچھ اقارب یا عقد کیا گواہوں کو اس پر گواہی دینا جائز ہے اور انہیں اس کی زندگی بھر گواہان شناخت کی اصلاح حاجت نہیں کہ منہ دیکھ کر انہیں خود شناخت ہو گئی وہ اُسے دیکھ کر

بتا سکتے ہیں کہ یہی وہ عورت ہے جس نے ہمارے سامنے اقرار کیا اور اگر منہ کھول کر نہ دکھایا تو گواہان شناخت کے بعد بھی یہ گواہی نہیں دے سکتے کہ فلاں عورت نے یہ اقرار کیا بلکہ اتنا کہیں کہ ہمارے سامنے ایک عورت نے یہ اقرار کیا اور فلاں فلاں شہود نے ہم سے بیان کیا کہ یہ فلاں عورت ہے۔ عالمگیری میں ہے :

لو كَشَفَتْ امْرَأَةٌ وَجْهَهَا وَقَالَتْ اَنَا فُلَانَةٌ بِنْتُ
فُلَانٍ لَا يَحْتَاجُونَ اِلَى شَهْوِدِ الْمَعْرِفَةِ فَاِنْ
مَاتَتْ يَحْتَاجُونَ اِلَى شَاهِدِيْنِ يَشْهَدَانِ
اَنْهَا كَانَتْ فُلَانَةٌ بِنْتُ فُلَانٍ وَاِذَا لَمْ تَسْفِرْ
وَجْهَهَا وَشَهِدَ شَاهِدَانِ اَنْهَا فُلَانَةٌ بِنْتُ
فُلَانٍ لَمْ يَحِلْ لِهَمَا اَنْ يَشْهَدَا بِذَلِكَ لِعَنَى
عَلَى اَقْرَابِ فُلَانَةٍ اَنْمَا يَجُوزُ اَنْ يَشْهَدَا اَنْ
امْرَأَةً اَقْرَبَتْ بِكَذَا وَشَهِدَ عِنْدَنَا شَاهِدَانِ
اَنْهَا فُلَانَةٌ بِنْتُ فُلَانٍ هَكَذَا فِي الْمَلَقِ ط
ہے لیکن ان دو گواہوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ یہ گواہی دیں کہ وہ فلاں عورت ہے کہ جس نے اقرار
کیا تھا۔ ہاں البتہ یہ جائز ہے کہ وہ یوں ہی گواہی دیں کہ ایک عورت نے اقرار کیا ہے اور ہمارے پاس دو
گواہوں نے گواہی دی کہ وہ عورت فلاں دختر فلاں ہے، فتاویٰ ملقط میں اسی طرح مذکور ہے۔ (ت)
اسی میں فتاویٰ ظہیر یہ ہے :

اختلف المشايخ في جواز تحمل الشهادة
على المرأة اذا كانت متنقبة بعض
مشايخنا قالوا لا يصح
التحمل عليها بدون رؤية
وجهها وبعض مشايخنا
توسعوا في هذه وقالوا
مشايخ كوام نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے
کہ جب عورت نقاب پوش ہو تو اس پر گواہی
دینے کے جواز کی کیا صورت ہوگی، چنانچہ ہمارے
بعض مشايخ نے فرمایا کہ چہرہ دیکھے بغیر عورت کے
متعلق گواہی نہیں دی جاسکتی، لیکن ہمارے
بعض مشايخ نے اس میں کچھ وسعت و گنجائش

یصح عند التعریف و تعریف الواحد
کفی والمثنی احوط والی هذا مال
الشیخ الامام المعروف بغواهر نراة
والی القول الاول مال الشیخ الامام
شمس الاسلام الاثر جندی و الشیخ
الامام ظہیر الدین و ضرب من
المعقول یدل علی هذا فانما اجمعنا
علی انه یجوز النظر الی وجهها التحمل
الشهادة اھ قلت فقد اجمعوا علی
حصول المعرفة برؤية الوجه حتی جاز
التحمل اجماعا و علی عدمها بعدم معرفتها
لھ یجوز التحمل عند قوم اصلا و
احتیج لھا التعریف عند اخرین
مقاصد۔

دکھی ہے، اور یہ فرمایا ہے کہ تعارف اور شہرت
کے وقت اس کے متعلق گواہی دینا صحیح ہے
اور صرف ایک آدمی کی پہچان کافی ہے اور دو
میں زیادہ احتیاط ہے۔ چنانچہ شیخ امام جو
خواہر زادہ کے لقب سے مشہور ہیں اسی طرف
مائل ہیں جبکہ شیخ امام شمس الاسلام اور جندی اور
شیخ امام ظہیر الدین پہلے قول کی طرف مائل ہیں
چنانچہ معقول قسم اس پر دلالت کرتی ہے اس لئے
کہ ہم نے اتفاق کیا ہے کہ محل شہادت کے لئے
عورت کے چہرہ کی طرف دیکھنا جائز ہے اھ
میں کہتا ہوں ائمہ کرام نے اس بات پر اتفاق
کیا ہے کہ چہرہ دیکھنے سے شناخت اور معرفت
حاصل ہوتی ہے یہاں تک کہ (اس صورت
میں) محل شہادت بالاتفاق جائز ہے، اور

اگر رویت نہ ہو تو معرفت نہ ہوگی لہذا بعض لوگوں کے نزدیک (اس صورت میں) محل شہادت بالکل
جائز نہیں۔ لیکن کچھ دوسروں کے نزدیک مقاصد میں اس کے لئے شناخت کی ضرورت ہوتی ہے (ت)
اہل تصویر ہی کو دیکھتے جو تصویر کسی کی یادگار کے لئے بنوائیں ہر گز بے چہرہ اُس پر راضی نہ ہوں گے نہ اپنے
مقصود کو مفید جانیں گے اگرچہ باقی تمام بدن کی تصویر ہو اور بار بار یا نیم قد بلکہ صرف چہرہ پر قناعت کرتے اور
اسے اپنے مقصد کے لئے کافی سمجھتے ہیں جیسا کہ مصوروں میں بکثرت دائر و سائر اور سگہ کی تصویروں سے
ظاہر اور خود یہ تصویر جس سے سوال ہے اس پر شاید کہ اُس کا بنانا یادگار ہی کے لئے تھا اور نصف سینہ
تک قناعت کی تو بدایت ثابت ہو کہ صرف چہرہ ہی وہ چیز ہے کہ تصویر کو معنی بت میں کرتا ہے اور صرف
چہرہ ہی اس معنی کے افادہ میں کافی ہوتا ہے تو یہاں جنس مایعبد سے مراد صرف معنی بت میں ہونا ہے
اگرچہ نہ خود وہ معبود مشرکین ہو نہ اس کا ذوالصورہ تو وہ اُس حالت پر ہو کہ مشرکین اپنی عبادت کیلئے

عادت لازم رکھتے ہیں کہ یہ سب زوائد ہیں اور یہاں غیر ملحوظ۔ یہاں صرف اُس قدر درکار ہے کہ تصویر کسی صورت حیوانیہ کے لئے مرآۃ ملاحظہ ہو اور اس کا مدار صرف چہرہ پر ہے تو قطعاً یہ سب تصویریں معنی بت میں ہیں اور اُن کا مکان میں باعزاز رکھنا نصب کرنا جو کھٹوں میں رکھ کر دیوار پر لگانا یا پردے یا دیوار یا کسی اونچی رہنے والی شے پر اُس کا منقوش کرنا اگرچہ نیم قدا صرف چہرہ ہو یا دیوار گیروں پر انسان یا حیوان کے چہرے لگانا یا پانی کے نل کے منہ یا لالٹھی کی بالائی شام پر کسی حیوان کا چہرہ بنانا یا ایسی کسی بنی ہوئی چیز کو رکھنا استعمال کرنا سب ناجائز و حرام و مانع دخول ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اُس مکان میں نماز یقیناً مکروہ، پھر اگر تشبہ خاص بھی پایا جائے جیسے مصلیٰ کے سامنے ہونا تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ، کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ قہ آدم آئینے جن میں اتنی بڑی بڑی آدمیوں اور جانوروں کی تصویریں ہوں دیوار قبلہ میں نصب کر کے اُن کی طرف نماز پڑھنے میں نہ عبادت صورت کی مشابہت ہے نہ شرع مظهر کی مخالفت، حاشا ہرگز کوئی نہیں کہہ سکتا، تو ثابت ہوا کہ صواب عامہ کتب ائمہ کے ساتھ ہے جن میں صرف قطع راس و مخوجہ پر اکتفا فرمایا اور دیگر اعضا کا اُن پر قیاس ہرگز نہ روایت منقول نہ روایت مقبول۔ لاجرم سر بریدہ میں ممانعت نہ ہوتی کہ معنی بت میں نہ رہی، اور دست و پا بریدہ ناجائز ہوتی کہ معنی بت باقی، سوال دوم حل ہوا۔ اتنی چھوٹی تصویر کہ نظر میں تمیز نہ ہو مرآۃ ملاحظہ نہیں کہ آپ ہی زیر ملاحظہ نہیں ہو نہ مستور کہ وہ بھی خود ملاحظہ سے مجبور، مرآۃ ملاحظہ ہونا تو اور دُور، اور معنی بت کے حصول کو یہ بھی ضرور کہ مشرکین بتوں کو اسی لئے بناتے ہیں کہ اُن کے آلہ مزعموہ باطلہ کے مرآۃ ملاحظہ ہوں تو یہاں بھی وہ معنی مفقود، سوال سوم حل ہوا،

واللہ الحمد حمد اکثیر اطلبنا صبراً کافیه
کما یحب ربنا ویرضی وصلی
اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولینا
والہ وصحبہ ابداء، ہکذا
ینبغی التحقیق واللہ تعالیٰ
ولی التوفیق وقد کانت
یختلج فی قلبی الکلام علیہ
منذ نجات وکنت اس حیوان
یفتح اللہ تعالیٰ بالحق فہذا

اللہ تعالیٰ کے لئے ہی بے حساب و شمار تعریف
توصیف ہے پاکیزہ، ایسی میں برکت رکھی گئی
جیسا کہ ہمارا پروردگار پسند فرمائے اور اللہ تعالیٰ
ہمارے آقا اور ہمارے مولا پر رحمت برسائے
اور ان کی تمام آل اور ساتھیوں پر ہمیشہ ہمیشہ
رحمت ہو، اور مناسب یہ ہے کہ تحقیق اسی طرح
ہونی چاہئے، اور اللہ تعالیٰ ہی قرع دینے کا مالک
ہے۔ مدت سے میرے دل میں اس پر کلام کرنے
کی بات کھٹک رہی تھی اور میں یہ بھی امید رکھتا تھا

ایک اور نکتہ بذریعہ جس پر تنبیہ لازم، یہاں چار صورتیں ہیں :
اول تصویر کی توہین مثلاً فرش پا انداز میں ہونا کہ اُس پر چلیں پاؤں رکھیں یہ جائز ہے
 اور مانع ملائکہ نہیں اگرچہ بنانا بنوانا ایسی تصویروں کا بھی حرام ہے کما فی الحلیۃ و البحر وغیرہما (جیسا کہ
 حلیۃ، بحر رائق اور ان دو کے علاوہ دوسری کتابوں میں مذکور ہے۔ ت)

دوم جس چیز میں تصویر ہوا سے بلا اہانت رکھنا مگر وہ ترک اہانت بوجہ تصویر نہ ہو بلکہ اور سبب سے
 جیسے روپے کو سنبھال کر رکھنا زمین پر پھینک نہ دینا کہ یہ بوجہ تصویر نہیں بلکہ بہ سبب مال، اگر سکہ میں تصویر
 نہ ہوتی جب بھی وہ ایسی ہی احتیاط سے رکھا جاتا، یہ بحال ضرورت جائز ہے جس طرح روپے میں کہ مکرم
 تصویر مقصود نہیں اور بے تصویر کا یہاں چلنا نہیں اور اس پر سے تصویر مٹائیں تو چلے گا نہیں الضرورات
 تبیح المحظورات (ضرورتیں ممنوع کاموں کو مباح کر دیتی ہیں۔ ت) یوہیں اسامیہ کی تصویریں
 اور ڈاک کے ٹکٹ، اگر ان کی تصویریں ایسی چھوٹی نہ ہوں کہ زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھنے سے تفصیل اعضا
 ظاہر نہ ہو جیسے اشرفی فہر اس کے رکھنے کا ویسے ہی جواز ہے کہ اس کی تصویریں ایسی ہی چھوٹی ہیں اور
 بلا ضرورت داخل کراہت کہ اگرچہ ترک اہانت دوسری وجہ سے ہے مگر لازم تو تصویر کی نسبت بھی آیا حالانکہ
 ہمیں اس کی اہانت کا حکم ہے، عنایہ سے گزرا :

نحن امرنا باہانتھا لہ
 ہمیں تصویروں کی توہین و تذلیل کرنے کا حکم

دیا گیا ہے۔ (ت)

تو ترک اہانت میں ترک حکم ہے اور ضرورت نہیں کہ حکم جواز لائے، چاقو وغیرہ پر تصویریں ہوتی ہیں اسی حکم میں داخل
 ہیں اگر بڑی ہوں تو انھیں مٹا دے یا کاغذ وغیرہ لگا دے ورنہ مکروہ ہے۔ یہ بھی اس وقت کہ رکھنے والے
 کو اُس شے سے کام ہو تصویر مقصود نہ ہو ورنہ صورت سوم میں داخل ہوگا۔

سوم ترک اہانت بوجہ تصویر ہی ہو مگر تصویر کی خاص تعظیم مقصود نہ ہو جیسے جمال زینت و آرائش
 کے خیال سے دیواروں پر تصویریں لگاتے ہیں یہ حرام ہے اور مانع ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ خود صورت
 ہی کا اکرام مقصود ہوا اگرچہ اسے معظم و قابل احترام نہ مانا۔

چہارم صرف ترک اہانت نہ ہو بلکہ بالقصد تصویر کی عظمت و حرمت کرنا اسے معظم دینی سمجھنا، اسے
 تعظیماً بوسہ دینا، سر پر رکھنا، آنکھوں سے لگانا، اُس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا، اس کے لئے جانا

پر قیام کرنا، اُسے دیکھ کر سر جھکانا وغیرہ ذلک افعالِ تعظیم بجا لانایہ سب سے اجتناب اور قطعاً یقیناً اجماعاً اشد عزم و سخت کبیرہ ملعونہ ہے اور صریح کھلی بُت پرستی سے ایک ہی قدم پیچھے ہے اسے کوئی مسلمان کسی حال میں حلال نہیں کہہ سکتا اگرچہ لاکھ مقطوع یا صغیر یا مستور ہو یہ قیدی سب صورت سوم تک تھیں قصداً تعظیم تصویر ذی روح کی حرمت شدیدہ عظیمہ میں نہ کوئی تعقید ہے نہ کسی مسلمان کا خلاف متصور بلکہ قریب ہے کہ اسکی حرمت شدیدہ اس ملتِ خفیفہ کے ضروریات سے ہو تو اس کا استحسان بلکہ صرف استحلال یعنی جائز جاننا ہی سخت امر عظیم کا خطرہ رکھتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ کی پناہ - ت) صورت مذکورہ سوال یہی صورت چہارم ہے کہ اُسے تبرک کے طور پر رکھنا اُس کے سبب نزول برکت جاننا اسے برزخ ٹھہرانا رب عز وجل تک وصول کا ذریعہ بنانا یہ سب وہی سخت اشد کبیرہ ہے اور عادتاً اس حالت میں اس کے ساتھ وہی افعالِ تعظیم بجا لائیں گے جن کے حلال جاننے پر تجدید اسلام مناسب ہے۔

نسأل اللہ السلامۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ہم اللہ تعالیٰ سے (جان و ایمان کی سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔ گناہوں سے بچنے اور بھلائی کرنے کی کسی میں طاقت نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ بڑی شان والا توفیق عطا فرمائے) (ت)

ناواقف سمجھتے ہیں کہ حضور پر نور سیدالاسیاد امام الاقراد، و اہب المراد باذن الجواد، غوث الاقطاب والافئاد، سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سادات کے سردار، افراد کے پیشوا، اللہ تعالیٰ کی اسخی کی اجازت سے مرادیں پوری کرنے والے، قطبوں کے فریادرس اور افئاد کے فریادرس ہمارے آقا، سب سے بڑے فریادرس، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔ ت) ان کی اس حرکت سے خوش ہونگے کہ ان کے صاحبزادہ کی ایسی تعظیم کی حالانکہ سب سے پہلے اس پر سخت ناراض ہونے والے سخت غضب فرمانے والے حضور اقدس ہونگے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اللہ تعالیٰ ہدایت و استقامت بخٹھے، آمین!

اچانک جلدی میں کیا ہوا کام ایک رسالے کی صورت میں معرض وجود میں آگیا جبکہ اس کی ترتیب و تالیف نور و سرور کے مہینے کے نصف اول یعنی ماہ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ میں ہوئی، لہذا مناسب معلوم ہوا کہ میں اس کا یہ نام رکھوں

واذ قد خرجت العجالة فی
صورة رسالة و کانت
نوصیفها فی النصف الاول من
شهر النور والسرور شهر ربیع
الاول ۱۳۳۱ھ ناسب ان اسمیها

العطایا القدیرو فی حکم التصویر^{۱۳} العطایا القدیرو فی حکم التصویر
 و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و طاقت رکھنے والے پروردگار کے بے شمار
 و مولینا محمد و آلہ و صحبہ عطیات و نوازشات سے تصویر کا حکم بیان کرنے
 و سلمہ و اللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و کے بارے میں۔ (ت) اور اللہ تعالیٰ درود و
 علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔ سلام ہمارے آقا اور ہمارے مولا پر بھیجے جو کہ
 محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں اور ان کی آل اور سب ساتھیوں پر اور اللہ تعالیٰ پاک و برتر سب سے زیادہ
 علم رکھتا ہے اور اس کا علم کہ جس کی شان بڑی ہے سب سے زیادہ کامل اور سب سے زیادہ پختہ ہے (ت)

رسالہ

العطایا القدیرو فی حکم التصویر

ختم ہوا

www.iauaaz.org

جانوروں کا پالنا، لڑانا اور ان پر رحم و ظلم

مسئلہ ۲۵ از بگرام شریف ضلع ہردوئی محلہ میدان پورہ مرسلہ حضرت سید ابراہیمؒ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پانچ بطور جلیے طوطا، طوطی، لال، مینا، پتلی وغرور
خانگی کا بغرض جی لگنے کے اور لڑوانا ان کا علی الرسم کیسا ہے؟ یتنوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)
الجواب

لڑانا مطلقاً ناجائز و گناہ ہے کہ بے سبب ایذائے بیگناہ ہے حدیث صحیح میں :

نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عن التحریش بین البہائم رواہ ابو داؤد
و الترمذی و حسنہ و صححہ عن
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانوروں کو
(لڑائی پر) اکسانے اور آمادہ کرنے سے منع
فرمایا ہے۔ ابو داؤد اور ترمذی نے اسکو روایت
کیا ہے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما کے حوالے سے اس کی تحسین و تصحیح فرمائی۔ (ت)

اور جانور ان خانگی مثل خروس و ماکیان و کبوتر اہلی و غیرہ کا پانا بلاشبہ جائز ہے جبکہ انھیں

۱/۳۴۶ آفتاب عالم پریس لاہور
جامع الترمذی " " " " " ایمن کمپنی دہلی

ایسا ہے بچائے اور آب و دانہ کی کافی خبر گیری رکھے، خود حدیث میں مُرغ سپید پائے کی ترغیب ہے،
 البیہقی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم الذی یؤذن بالصلوة من اتخذ
 دیکاً بیض حفظ من ثلثة من شر کل
 شیطان و ساحر و کاهن و فی الباب
 عن ابی نرید الانصاری عند الحارث
 فی مسنده و عن انس بن مالک
 عند ابی الشیخ فی العظمة و عن خالد
 بن معدان مرسل عن البغوی فی
 المعجم و عن امہ المؤمنین و عن انس
 عند الحارث و عن غیرہم رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم۔

امام بیہقی نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
 مُرغ نماز کے لئے اذان دیتا ہے جس کسی نے سفید
 مُرغ پالا وہ تین آفتوں سے محفوظ ہو گیا (شیطان کے
 شر سے (۲) جادوگر کے شر سے (۳) کاہن کے
 شر سے۔ اس باب میں حضرت ابو زید انصاری سے
 روایت ہے جو حارث نے اپنی سند میں ذکر
 کی ہے۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے
 جو ابو الشیخ نے العظمة میں بیان فرمائی اور خالد
 بن معدان سے مرسل (یعنی سند کے ذکر کے بغیر)
 روایت ہے جو امام بغوی نے المعجم میں ذکر فرمائی۔

اور حارث اور دوسرے امہ کے نزدیک ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت انس
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ (ت)

مگر خبر گیری کی یہ تاکید ہے کہ دن میں ستر دفعہ پانی دکھائے کما و رد فی الحدیث (جیسا کہ حدیث پاک
 میں وارد ہوا ہے۔ ت) ورنہ پانا اور بھوکا پیاسا رکھنا سخت گناہ ہے،

فانہ ظلم و الظلم علی الحيوان اشد
 من الظلم علی الذمى الاشد
 من الظلم علی مسلم کما نص علیہ
 فی الدر المختار و قد قال رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کفى بالمرء اثماً ان یضیع من
 کیونکہ یہ ظلم ہے اور کسی جانور پر ظلم کرنا ذمی (کافر)
 پر ظلم کرنے سے زیادہ سخت ہے جو کہ مسلمان پر
 ظلم کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے جیسا کہ در مختار
 میں اس کی تصریح فرمائی گئی ہے۔ اور رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انسان
 کے گناہ کے لئے یہی کافی ہے کہ جس کی روزی کا

یقوت، سواہ الامام احمد و ابوداؤد والنسائی والحاکم والبیہقی عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند صحیح۔
وہ ذمہ دار ہوا اس کو ضائع کر دے۔ امام احمد، ابوداؤد، نسائی، حاکم اور بیہقی نے صحت سند کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی روایت فرمائی۔ (ت)

رہا جانوران وحشی کا پانا جیسے طوطی، مینا، لال، بلبل وغیرہ، عالمگیری میں قنیہ سے اس کی ممانعت نقل کی اگرچہ آب و دان میں تقصیر نہ کرے،
حیث قال جس بلبل فی قفس و علفھا لایجوز کذا فی القنیۃ۔
جیسا کہ صاحب قنیہ نے کہا کہ کسی نے بلبل پنجرے میں قید کیا ہو وہ اگر اسے آب و دان دے تب بھی جائز نہیں۔ القنیہ میں اسی طرح مذکور ہے۔ (ت)

مگر نص صریح حدیث صحیح و اقوال ائمہ نقد و تنقیح سے صاف جواب و اباحت مستفاد ہے جبکہ خبر گیری مذکور پر وجہ کافی بجالائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۲۵

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قتل کرنا سانپ کا جائز ہے یا نہیں؟ بیتنا تو جودا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

قتل سانپ کا مستحب ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم کیا ہے یہاں تک کہ اس کے قتل کی حرم میں اور محرم کو بھی اجازت ہے اور جو خوف سے چھوڑ دے اُس کے لئے لفظ لیس مثنیٰ (وہ شخص مجھ سے نہیں یعنی میرے طریقے سے اسے کوئی تعلق نہیں۔ ت) حدیث میں وارد،

فی صحیح البخاری قال عبد اللہ بیئنا نحت مع رسول اللہ تعالیٰ علیہ
بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ ہم ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

لے سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ باب صلتہ الرحم
مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۶/۲ و ۱۹۵ و ۱۹۴
لے فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثلاثون فی التفرقات نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۸۱
لے سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی قتل الحیات آفتاب عالم پریس لاہور ۴/۳۵۶

سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ جانور ایسے ہیں کہ انہیں محرم مار سکتا ہے، (۱) سانپ (۲) چوہا (۳) چیل (۴) سیاہ و سفید نشان والا کوا (۵) کاٹنے والا کتا۔ سنن ابوداؤد میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ جانور ایسے ہیں کہ انہیں حد و محرم میں بھی مار ڈالنا حلال اور جائز ہے، (۱) سانپ (۲) بکھو (۳) چیل (۴) چوہا (۵) کاٹ کھانیا والا کتا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محرم کو منیٰ میں سانپ مار ڈالنے کا حکم فرمایا نیز سنن ابی داؤد میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمام سانپوں کو مار ڈالو پھر جو کوئی ان کے خون کے مطالبے سے خوف کھائے وہ مجھ سے نہیں۔ (ت) لیکن قتل اسی سانپ کا کہ سپید رنگ ہے اور سیدھا چلتا ہے یعنی چلنے میں بل نہیں کھاتا قبل انذار و

والفسارة والحدأة والغراب الابقع والکلب العقور وفي سنن ابی داؤد عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال خمس قتلهن حلال في الحرم الحية والعقرب والحدأة والفسارة والکلب العقور وفي صحيح مسلم ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم امر محرما بقتل حية بمنى وفي سنن ابی داؤد عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال اقتلوا الحيات كلهن فمن خان ثأرهن فليس مني بک

تخذیر کے ممنوع ہے،

سنن ابوداؤد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ تمام قسم کے سانپ مار ڈالو مگر وہ سفید سانپ جو اس طرح نظر آئے کہ گویا وہ چاندی کی چھڑی ہے۔ امام زیلعی نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ

فی سنن ابی داؤد عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اقتلوا الحيات كلها الا الجان الابيض الذي كانه قضيب فضة وروى الزيلعي عنه صلى الله تعالى عليه وسلم اقتلوا

۲۵/۲	نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی	۲۵/۲	سنن النسائی کتاب الحج باب لقتل المحرم من الدواب
۲۵۴/۱	آفتاب عالم پریس لاہور	۲۵۴/۱	سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب
۲۲۵/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	۲۲۵/۲	صحیح مسلم کتاب قتل الحیات
۲۵۶/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	۲۵۶/۲	سنن ابی داؤد کتاب الاداب باب فی قتل الحیات
۳۵۴/۲	۳۵۴/۲

ذاللطیفین والابتورایاکم والحیة البیضاء
فانها من الجن فی الترمذی قال
عبد اللہ بن المبارک انما یکرہ من قتل
الحيات الحیة التي تكون دقیقة کانها
فضة ولا تلتوی فی مشیة۔
مارڈا نا مکروہ یعنی ناپسندیدہ عمل ہے جو باریک ہوتا ہے جو دیکھنے میں چاندی کی طرح ہے اور اپنی چال
میں بل کھاتے ہوئے نہیں چلتا۔ (ت)

اور اسی طرح وہ سانپ جو مدینہ کے گھروں میں رہتے ہیں بے اندازہ و تحذیر کے نہ قتل کئے جائیں
مگر ذواللطیفین کہ اس کی پیٹھ پر دو خط سپید ہوتے ہیں اور ابتر کہ ایک قسم ہے سانپ کی کبود رنگ
کو تارہ دم، اور ان دونوں قسم کے سانپوں کا خاصہ ہے کہ جس کی آنکھ پر ان کی نگاہ پڑ جائے اندھا ہو جائے،
زن حاملہ اگر انہیں دیکھ لے حمل ساقط ہو کہ اس طرح کے سانپ اگر مدینہ کے گھروں میں بھی رہتے ہوں تو
ان کا مارنا بے اندازہ کے جائز ہے،

فی صحیح مسلم قال رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ان بالمدينة نفرا
من الجن قد اسلموا فمن راع شیئاً
من هذه العوامر فليؤذنه ثلاثاً فان
بداله بعد فليقتله فانه شيطان۔
(والعوامر هي التي تسكن البيوت
تؤذع) وفي رواية ان
لهذه البيوت عوامر فاذا
سأيتهم شيئاً هنا فخرجوا

صحیح مسلم میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
ارشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ میں کچھ ایسے جنات ہیں
جو مسلمان ہو گئے ہیں لہذا جو کوئی گھروں میں ان میں
سے کسی کو آباد دیکھے تو تین مرتبہ انہیں آگاہ کر دے
اگر اس کے بعد بھی ان میں سے کوئی دکھائی دے
یعنی وہ غائب نہ ہو تو اسے مار ڈالا جائے اس لئے
وہ شیطان ہے اور عوامر وہ ہیں جو گھروں میں رہتے
ہیں اور لوگوں کو ایذا پہنچاتے ہیں، اور اسی کی
روایت میں ہے کہ ان گھروں میں کچھ رہنے والے

لہ الاشباہ والنظائر بحوالہ الزیلعی الفہم الثامث
جامع الترمذی ابواب الصيد باب فی قتل الحیات
صحیح مسلم کتاب قتل الحیات وغیرہا
۱۸۳/۲ ادارۃ القرآن کراچی
۱۷۹/۱ امین کمپنی دہلی
۲۳۵/۲ قیدی کتب خانہ کراچی

عليها ثلاثا فانت ذهب والا فاقتلوه فانه
كافرا وفي رواية ان بالمدينة جثا
قد اسلموا فاذا ساءت منهم شيئا
فاذنوه ثلثة ايام فانت بدلکم بعد
ذلك فاقتلوه انما هو شيطان وفي سنن
ابوداؤد وقال القاضي عياض -
بعد بھی وہ اگر دکھائی دے تو اسے مار ڈالو، اس لئے کہ وہ شیطان ہے۔ اور سنن ابی داؤد میں ہے
اور قاضی عیاض نے فرمایا۔ (ت)

لیکن بعض علماء نے قتل اُن سانپوں کا کہ گھروں میں رہتے ہیں مطلقاً بے انذار کے ممنوع ٹھہرایا
ہے اور منشاء اس کا اطلاق لفظ بیوت ہے بعض احادیث میں ہے :

فی صحیح مسلم کان ابن عمر یقتل الحیات
کلہن حتی حدثنا البولیاة من
عبد المنذر البدری ان
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نہی عن قتل جنات
البیوت فامسک، وفي رواية نهى
عن قتل الجنات التي في
البيوت انتهم ، والجنات
بجيم مكسورة ونون مفتوحة
هي الحيات جمع حيات
وهي الحية الصغيرة و قيل

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر ہر قسم کے
سانپوں کو مار ڈالتے تھے یہاں تک کہ ابو بکر
بن عبدالمنذر بدری نے بیان فرمایا کہ حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے گھروں میں رہنے والوں
سانپوں کو مار ڈالنے سے منع فرمایا ہے تو پھر وہ
اپنے اس عمل سے باز آ گئے۔ اور ایک روایت
میں ہے کہ آپ نے گھروں میں رہنے والے سانپوں
کو مار ڈالنے سے منع فرمایا اھ، حدیث میں لفظ
الجنان حرف جیم کے زیر اور نون کے زبر کے ساتھ
متلفظ ہے جس کے معنی سانپ کے ہیں یہ لفظ
جان کی جمع ہے اور جان چھوٹے سانپ کو

۲۳۵/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	کتاب قتل الحیات وغیرہ	لہ و لہ صحیح مسلم
۲۳۴/۲	" " "	" " "	لہ " " "
۲۳۴/۲	" " "	" " "	لہ " " "

الدقيقة الخفيفة وقيل الدقيقة
البيضاء كذا قال النووي ، وفي
رواية انه قد نهى عن ذوات
البيوت

کہتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ باریک اور ہلکا چھلکا
سانپ ، اور یہ بھی کہا گیا کہ باریک اور سفید
سانپ ۔ امام نووی نے اسی طرح فرمایا ہے ۔
ایک روایت میں ہے کہ آپ نے گھبروں میں
رہنے والے سانپوں کے مار ڈالنے سے ممانعت فرمائی

مگر یہ مذہب ضعیف غیر مختار ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہاں مراد بیوت سے بیوت مدینہ ہیں ، نہ بیوت
مطلقاً ، اور احادیث مذکورہ جن میں اذن بیوت مقید ہے مفسر ان حدیثوں کے مفسر ہیں ۔

امام نووی نے فرمایا کہ امام مارزی نے فسر فرمایا کہ
مدینہ منورہ کے سانپوں کو بغیر تنبیہ کرنے کے نہ مارا
جائے ، جیسا کہ ان احادیث میں آیا ہے ، پھر
جب انھیں تنبیہ کرے اور اس کے باوجود وہ
غائب نہ ہوں تو پھر مار ڈالے ۔ لیکن جو سانپ
مدینہ طیبہ کے علاوہ باقی زمین ، مکانات اور
گھروں میں رہتے ہوں مستحب ہے کہ انھیں
بغیر ڈرائے مار ڈالا جائے ۔ ان صحیح احادیث
کی بنا پر جو سانپوں کو مار ڈالنے کے بارے
میں وارد ہوئی ہیں امام نووی نے بھی فرمایا کہ
اہل علم نے علی الاطلاق فرمایا ہے کہ سانپوں کو
مار ڈالنے کے استحباب میں ان احادیث کو
لیا گیا ہے ، البتہ مدینہ منورہ کے سانپوں کی

قال الامام النووي قال المارزی لا تقتل
حيات مدينة النبي صلى الله تعالى عليه
وسلم الابانذ اسرها كما جاء في هذه
الاحاديث فاذا ائذرها ولم تنصرف
قتلها واما حيات غير المدينة في
جميع الارض والبيوت والدور
فيندب قتلها من غير ائذار لعموم الاحاديث
الصحيحة في الامر بقتلها وقال الامام
النووي ايضاً قالوا فاخذ بهذه الاحاديث
في استحباب قتل الحيات مطلقاً وخصت
المدينة بالانذار للحديث الوارد فيها
وسببه ما صرح به في الحديث انه اسلم
طائفة من الجن بها اه

انذار یعنی ڈراوے کے ساتھ تخصیص کی گئی ہے یہ اس حدیث کی بنا پر ہے جو مدینہ شریف کے بارے

۲۳۵/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	۱ شرح مسلم للنووی مع صحیح مسلم	کتاب قتل الحیات
۲۳۴/۲	" "	" "	" "
۲۳۴/۲	" "	" "	" "

میں وارد ہوئی، اور اس کا سبب وہ حدیث ہے کہ جس میں صراحت کی گئی کہ مائینہ طیبہ میں جنات کا ایک گروہ مسلمان ہو گیا ہے (ت)۔

اور طریقے انذار و تحذیر کے مختلف ہیں، ایک یہ کہ یوں کہا جائے میں تم کو قسم دلاتا ہوں اُس عہد کی جو تم سے سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے لیا کہ ہمیں ایذا مت دو اور ہمارے سامنے ظاہر مت ہو۔

قال الامام النووی واما صفة الانذار فقال القاضي مروی ابن حبیب عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه یقول انشد کن بالعہد الذی اخذ علیکم سلیمان ابن داؤد ان لا تؤذونا ولا تظہرون لنا۔

امام نووی نے فرمایا کہ انذار کی کیفیت کے متعلق قاضی عیاض کا ارشاد ہے کہ ابن حبیب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت فرمائی کہ آپ فرماتے تھے کہ سچوں کو ڈرانے والا یوں کہے کہ میں تمہیں قسم دلاتا ہوں اس عہد کی جو تم سے سلیمان بن داؤد (علیہما السلام) نے لیا تھا کہ ہمیں تکلیف نہ دو اور نہ ہمارے سامنے

آؤ۔ (ت)

دوسرے یہ کہ اس طرح کہا جائے ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں بوسیۃ عہد نوح و عہد سلیمان ابن داؤد علیہما السلام کے کہ ہمیں ایذا مت دے،

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا ظہرت الحیۃ فی المسکن فقولوا لها انا نسئلك بعہد نوح و بعہد سلیمان بن داؤد ان لا تؤذینا فان عادت فاقتلوها رواہ ابو عیسیٰ الترمذی ثم قال ہذا حدیث حسن غریب۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب گھر میں کوئی سانپ دکھائی دے تو اس سے یوں کہو کہ ہم تجھ سے عہد نوح اور عہد سلیمان بن داؤد کے طفیل یہ سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ایذا نہ پہنچاؤ (اگر وہ یہ عہد نہ مانیں اور دوبارہ گھر میں ظاہر ہوں تو انہیں مار ڈالو) امام ابو عیسیٰ ترمذی نے اس حدیث کو روایت کر کے فرمایا یہ حسن غریب ہے۔

تیسرے یہ کہ میں تمہیں قسم دلاتا ہوں اُس عہد کی جو تم سے نوح علیہ السلام نے یا میں تمہیں قسم دلاتا ہوں اُس عہد کی جو تم سے سلیمان علیہ السلام نے لیا کہ ایذا مت دو،

کہا فی سنن ابی داؤد ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سئل عن حیات البیوت فقال اذا مرایتہم منہن شیئا فی مساکنکم فقولوا انشدکن العهد الذی اخذ علیکن سلیمان انت لا تؤذوا فانت عدت فاقبلوہن ۱۰

جو تم سے حضرت سلیمان نے لیا تھا (ان دونوں پر سلام) کہ ہمیں ایذا مت دو۔ (ت)

چوتھے یہ کہ لوٹ جا خدا کے حکم سے۔

پانچویں یہ کہ مسلمان کی راہ چھوڑ دے۔

قال الطحاوی یقال لہا ارجعی باذن اللہ تعالیٰ او خلی طریق المسلمین اھ ملخصا وغیر ذلک۔

اس کے کچھ اور الفاظ کے ذریعے اُسے چلے جانے کو کہے اھ ملخصا (ت)

یاجملہ قتل سانپ کا مستحب اور سپید اور ساکن بیوت بدینہ کا سوا ذوالطفیتین اور ابتر کے بے انداز و تحذیر کے ممنوع ہے مگر طحاوی کے نزدیک بے انداز میں بھی کچھ حرج نہیں اور انداز اولیٰ ہے۔

فی الاشباہ والنظائر قال الطحاوی لا یأس بان یقتل کل لانه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عاہد الجن ان لا یدخلوا بیوت امته ولا یظہروا انفسہم

۱۰ سنن ابی داؤد کتاب الاداب باب فی قتل الحیات آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۵۶

۱۱ الاشباہ والنظائر بحوالہ الطحاوی الفن ثالث احکام الجنان ادارة القرآن کراچی ۲/۱۸۳

فاذا خالفوا فقد نقضوا عهدهم فلا حرمة لهم والاولى هو الاذنا والاحذر الله والله تعالى اعلم۔

سامنے ظاہر ہونا جب وہ اس عہد کی مخالفت کریں تو گویا وہ عہد شکنی کے مرتکب ہوئے لہذا ان کی حرمت باقی نہ رہی ہاں البتہ انھیں ڈرانا

اور ہوشیار کرنا زیادہ بہتر ہے اھ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۲۵۳ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بیل اور بکرے کو خسی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

بیتنا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

بالاتفاق جائز ہے کہ اس میں منفعت ہے خسی کا گوشت بہتر ہوتا ہے اور خسی بیل محنت کی زیادہ برداشت کرتا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ اگر جانور کے خسی کرنے میں واقعی کوئی منفعت یا دفع مضرت مقصود ہو تو مطلقاً حلال ہے اگرچہ جانور غیر مالک اللحم ہو مثلاً بلی وغیرہ ورنہ حرام ہے، اسی اصل کی بنا پر ہمارے علماء گھوٹے کو خسی کرنا بھی جائز جانتے ہیں جبکہ مقصود دفع شرارت ہو اگرچہ بعض منع فرماتے ہیں،

لما فيه من تقليل آلة الجهاد أقول الوجود لا يعدم والموهوم لا يعتبرا لا ترى ان العزل يجوز عن الأمة مطلقا وعن المحبرة باذنها بخلاف الاكل فانه فيه اعدام موجود۔

اس لئے کہ اس میں آلہ جہاد کی تقلیل ہے، میں کہتا ہوں کہ موجود معدوم نہیں ہوتا اور موهوم کا اعتبار نہیں ہوتا کیا تم نہیں دیکھتے کہ لونڈی سے "عزل" علی الاطلاق جائز ہے جبکہ آزاد عورت سے اس کی اجازت پر موقوف ہے بخلاف کھانے کے کہ اس میں موجود کو معدوم کرنا ہے۔ (ت)

ہاں آدمی کا خسی کرنا بالاجماع مطلقاً حرام ہے۔ درمختار میں ہے،

وجاننا خصاء البهائم حتى البهرة واما خصاء الادمى فحرام قيل والفرس و قبيد و بالمنفعة والا فحرام يله

چوپایوں کو خسی کرنا جائز ہے لیکن آدمی کو خسی کرنا حرام ہے اور کہا گیا کہ گھوڑے کو بھی۔ اور فقہائے کرام نے خسی کرنے میں فائدہ اور نفع کی قید لگائی ہے اور

اگر یہ نہ ہو تو پھر حرام ہے۔ (ت)

لہ الاشباہ والنظائر بحوالہ الطحاوی الفن الثالث احکام الجبان اداره القرآن کراچی ۵۸۴/۲

لہ درمختار کتاب المحظور والاباحہ فصل فی البیوع مطبع مجتبائی دہلی ۲۴۶/۲

ردالمحتار میں ہے :

قوله قيل والفرس ذكر شمس الائمة
الحلواني انه لا باس به عند اصحابنا و
ذكر شيخ الاسلام انه حرام لله تعالى
اعلمه۔
مصنف کا قول "والفرس" شمس الائمة حلواني
نے ذکر فرمایا کہ گھوڑے کو خستی کرنے میں ہمارے
اصحاب کے نزدیک کوئی حرج نہیں جبکہ شیخ الاسلام
نے ذکر فرمایا کہ اسے خسی کرنا حرام ہے ، ط۔ والله
تعالیٰ اعلم (ت)

۲۵۴۴۴ ۲۰ ربیع الآخر شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ سگ کا پالنا جائز ہے یا نہیں ؟ اور کبوتر پالنا بلا اڑانے
کے ، بٹیر بازی و مرغ بازی و شکرہ و باز پالنا اور ان سے شکار پکڑوانا اور کھانا درست ہے یا نہیں ؟
بتینوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

شکرہ و باز پالنا درست ہے ، اور ان سے شکار کرنا اور اس کا کھانا بھی درست ہے
لقوله تعالى وما علمتم من الجوارح الاية۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے اور جن
زخمی کر نیوالے جانوروں کو تم نے شکار کر نیکا طریقہ سے
سکھا رکھا ہے۔ (ت)

مگر یہ ضرور ہے کہ شکار غذا و دوا یا کسی نفع صحیح کی غرض سے ہو، محض تفریح و لہو و لعب نہ ہو، ورنہ حرام
ہے، یہ گنہگار ہوگا اگرچہ ان کا مارا ہوا جانور جبکہ وہ تعلیم یا گئے ہوں اور ہم اللہ کہہ کر چھوڑا ہو حلال ہو جائیگا
فان حرمة الامم سال بنیة لہو
لا ینافی کونہ ذکاة
شرعیة لکن سبی
اللہ تعالیٰ وضرب الغنم
من قفاه حر الفعل
کسی شکاری جانور کو محض تفریح طبع کے طور پر شکار
کرنے کے لئے چھوڑنے کی حرمت اس کے شرعی
طور پر ذبح ہونے کے منافی یا مخالف نہیں لیکن
اللہ تعالیٰ کا نام لے کر چھوڑے جیسے کسی شخص
نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بکری کی گدھی کی طرف سے

ضرب لگائی اگرچہ فعل حرام ہے مگر اس کا کھانا
حلال ہے۔ (ت)

اور بٹیر بازی، مرغ بازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں لعل لڑاتے
ہیں یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً بکتیوں ریکھوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے کہ بلا وجہ بے نیازوں
کو ایذا ہے، حدیث میں ہے:

نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم عن التحریش بین البہائم
اخرجه ابو داؤد و الترمذی عن
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
وقال الترمذی حسن صحیح۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانوروں
کے لڑانے سے منع فرمایا (امام ابو داؤد اور امام
ترمذی نے اس کو حضرت عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے روایت
کیا اور امام ترمذی نے فرمایا: حدیث حسن
صحیح ہے۔ (ت)

کبوتر پالنا جبکہ خالی دل بہلانے کے لئے ہو اور کسی امر ناجائز کی طرف مودی نہ ہو جائز ہے
اور اگر چھتوں پر چڑھ کر اڑانے کے مسلمانوں کی عورات پر نگاہ پڑے یا ان کے اڑانے کو کنکریاں پھینکے
جو کسی کا شیشہ توڑیں یا کسی کی آنکھ پھوڑیں یا کسی کا دم بڑھائے اور تماشا ہونے کے لئے دن بمبر
انھیں بھوکا اڑائے جب اترنا چاہیں نہ اترنے دیں ایسا پالنا حرام ہے۔ درمختار میں ہے:

یکرة امساك الحمامات ولو فی برجھا
ان کانت یضر بالناس بنظر او
جلب والاحتیاط ان یتصدق بہا
ثم یشتریہا او توہب لہ، مجتبی،
فان کانت یطیرھا فوق السطح
مطلعاً علی عورات المسلمین و
یکسر فی حاجات الناس برمیہ تلک
الحمامات عذر و منع
کبوتروں کو روک رکھنا اگرچہ لین کے برجوں میں ہو
مکروہ ہے اگر لوگوں کو نقصان پہنچا ہو دیکھنے یا
پکڑنے کی وجہ سے، اور احتیاط یہ ہے کہ انھیں
خیرات کر دیا جائے پھر انھیں خریدے یا اسے
ہبہ کئے جائیں، مجتبی، پھر اگر چھتوں پر چڑھ کر
اڑانے کے مسلمانوں کی پردہ دار خواتین
پر نگاہ پڑے یا انھیں اڑانے کے لئے کنکریاں پھینکے
جن سے لوگوں کے گھروں کی کھڑکیوں روشنہ انوں

اشد المنع فان لم يمتنع ذبحها المحتسب
وصرح في الوهبانية بوجوب التعزير
وذبح الحمامات ولم يقيد بها مرد
ولعله اعتمد عادتهم واما للاستيناس
فمباح اللہ

ذکر نہیں کیا شاید اس نے فقہائے کرام کی عادت پر اعتماد کیا ہے اور اگر بکوثر پروری صرف دل بہلانے اور انس کے لئے ہو تو مباح ہے ۱۷ (ت)

صحیح بخاری وغیرہ میں عبد اللہ بن عمر اور صحیح ابن حبان میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

دخلت امرأة النار في هرة ربطتها فلم
تقطعها ولم تدعها تاكل من خشاش
الارض ۱۸
ایک عورت دوزخ میں گئی ایک بلی کے سبب کہ
اُسے باندھ رکھا تھا نہ اسے کھانا دیا نہ چھوڑا کہ
زمین کے پتے وغیرہ کھا لیتی۔

ابن حبان کی حدیث میں ہے:

فهى اذا قبلت تنهشها قبلها واذا ادبرت
تنهشها ۱۹
وہ بلی دوزخ میں اس عورت پر مسقط کی گئی ہے کہ اس کا
آگاہ بچھا دانٹوں سے نوچ رہی ہے۔

ایک حدیث میں حکم ہے کہ جو جانور پالو دن میں ستر بار اُسے دانہ پانی دکھاؤ نہ کہ گھنٹوں پہروں بھوکا
پیا سار کھو اور نیچے آنا چاہے تو آنے نہ دو۔

علماء فرماتے ہیں جانور پر ظلم کا فرقہ ظلم سے سخت تر ہے اور کا فرقہ ظلم پر مسلمان پر ظلم سے اشد ہے
کما فی الکامختار وغیرہ (جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے۔ ت) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۔ درمختار کتاب المظرو والاباحہ فصل فی البیع مطبع مجتہائی دہلی ۲۴۹/۲
۲۔ صحیح البخاری کتاب بدو الخلق باب خمس من الدواب فواستق الخ قیدی کتب خانہ کراچی ۴۶۴/۱
۳۔ الاحسان برتیب صحیح ابن حبان فصل فیما يتعلق بالدواب مؤسستہ الرسالہ بیروت ۴۵۵/۸
۴۔ موارد النظمین باب صلوة الکسوف حدیث ۵۹۵ و ۵۹۶ المطبعة السلفیہ ص ۱۵۷
۵۔ درمختار کتاب المظرو والاباحہ فصل فی البیع مطبع مجتہائی دہلی ۲۴۹/۲

فرماتے ہیں :

الظلم ظلمات يوم القيامة

ظلم ظلمات ہوگا قیامت کے دن۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

ان لعنة الله على الظالمين

کُتایا ناپاک گھرمیں کُتایا ہوا اس گھر میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا، روز اس شخص کی نیکیاں گھٹی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا تدخل الجنة بيتا فيه كلب ولا صورة۔

سواءہ احمد والشیخان والترمذی والنسائی وابن ماجہ عن ابی طلحة

رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

من اقتنى كلبا أو كلب ماشية أو ضاربا

نقص من عمله كل يوم قيرا طان۔

رواہ احمد والشیخان والترمذی والنسائی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ

عنہما۔

جو کُتایا لے کر گلی کا کُتایا شکاری، روز اس کی

نیکیوں سے دو قیرا طم ہوں (ان قیرا طوں کی

مقدار اللہ و رسول جانے جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم) (امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی اور

نسائی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کی سند کے ساتھ اسکو روایت

کیا ہے۔ ت)

صحیح البخاری ابواب النظام والقصاص باب انظلم ظلمات يوم القيامة قديمي كتب خانہ کراچی ۳۳۱/۱

۴۴/۲

صحیح البخاری کتاب بد الخلق ۴۵۹/۱ و کتاب المغازی ۵۷۰/۲ و صحیح مسلم کتاب اللباس ۲۰۰/۲

جامع الترمذی ابواب الادب ۱۰۳/۲ و سنن النسائی ابواب الصيد ۱۹۳/۲

صحیح البخاری کتاب الذبائح ۸۲۲/۲ و صحیح مسلم کتاب المساقات ۲۱/۲

جامع الترمذی ابواب الصيد ۱۸۰/۱ و سنن النسائی ابواب الصيد ۱۹۴/۲

مسند امام احمد بن حنبل عن ابن عمر ۴۷۰/۲ ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴،

توصرف دو قسم کے کئے اجازت میں رہے ایک شکاری جسے کھانے یا دوا وغیرہ منافع صحیحہ کے لئے شکار کی حاجت ہو، نہ شکار تفریح کہ وہ خود حرام ہے۔ دوسرا وہ گنا جو گئے یا کھیتی یا گھر کی حفاظت کے لئے پالا جائے اور حفاظت کی سچی حاجت ہو ورنہ اگر مکان میں کچھ نہیں کہ چور لیس یا مکان محفوظ جگہ ہے کہ چور کا اندیشہ نہیں، غرض جہاں یہ اپنے دل سے خوب جانتا ہو کہ حفاظت کا بہانہ ہے اصل میں کئے کا شوق ہے وہاں جائز نہیں، آخر اس پاس کے گھر والے بھی اپنی حفاظت ضروری سمجھتے ہیں اگر بے کئے کے حفاظت نہ ہوتی تو وہ بھی پالتے۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں جیل نہ نکالے کہ وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۵ از بنگالہ ضلع جسر ڈاکخانہ محمود پور موضع دہنواکلی مرسلہ عزیز الرحمن ۲۰ جمادی الآخرہ ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں، جانوروں کا خسی کرنا جیسے بیل، بکرا، مرغ وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس طرح پر؟ اور یہ طریقہ کہاں سے ہے اور کس نے جاری کیا؟

الجواب

جانوروں کے خسی کرنے سے اگر کوئی منفعت جائزہ مقصود ہو یا گوشت اچھا ہونا جیسا بیل، بکری وغیرہ میں مقصود ہوتا ہے یا شرارت دفع کرنا جیسا کہ گھوڑے وغیرہ میں قصد کیا جاتا ہے جب تو جائز ہے ورنہ حرام، صرف گھوڑے کے باب میں علماء۔ ممانعت کی طرف گئے، مگر تحقیق یہ ہے کہ منفعت کے لئے ہو تو وہ بھی جائز ہے البتہ آدمی کو خسی کرنا مطلقاً حرام ہے۔ اور یہ طریقہ خسی کرنے کا مشہور و معروف اور زمانہ اسلام آنے سے پیشتر جاری ہے۔

فی الدر المختار جانہ خصاء البہائم
حق النہرۃ واما خصاء الأدمی
فحرام قیل والفرس وقیدوہ
بالمنفعۃ والا فحرام فی
مد المحتار قولہ قیل والفرس
ذکر شمس الاثمۃ الحلوانی
در مختار میں ہے کہ جانوروں کو خسی کرنا جائز ہے
یہاں تک کہ پلے کو خسی کرنا بھی مباح اور جائز
ہے، جہاں تک انسان کا تعلق ہے اسے خسی
کرنے کی اجازت ہرگز نہیں، مرد کو خسی کرنا
حرام ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ گھوڑے کو خسی کرنا
حرام ہے، اور اس کے خسی کئے جانے کے جواز

انہ لا باس بہ عند اصحابنا و ذکر شیخ الاسلام
 انہ حرام ط، قوله وقید وہ اعی حیوان
 خصاء البہائم بالمنفعة وہی ارادة مسنہا
 او منعہا عن العوض بخلاف بنی آدم فانہ
 یراد بہ المعاصی فی حرم افادۃ الاتقانی عن
 الطحاوی اھ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نے بیان فرمایا کہ یہ حرام ہے مصنف کا قول قید وہ یعنی جانوروں کو خفی کرنے کا جواز کسی منفعت سے
 مقید ہے مثلاً جانور کو موٹا اور طاقتور بنانا یا یہ کہ وہ شوخی اور شرارت سے باز آجائے گا بخلاف بنی آدم کے
 کہ اس کے خفی ہونے یا کئے جانے سے کئی قسم کے گناہ جنم لیں گے۔ علامہ اتقانی نے امام طحاوی کے حوالے
 سے یہ حکمت پیش کی ہے اھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۹ ربیع الاول شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کبوتر اڑانا اور پان اور مرغ بازی، بلی بازی، کنگیا بازی
 اور فروخت کرنا کنگیا اور ڈور اور مانجھا جائز ہے یا ناجائز؟ اور ان لوگوں سے سلام علیک کرنا اور سلام کا
 جواب دینا واجب ہے یا نہیں؟ بتینوا تو جروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

کبوتر پالنا جائز ہے جبکہ دوسروں کے کبوتر نہ پکڑے، اور کبوتر اڑانا کہ گھنٹوں ان کو اترنے نہیں دیتے
 حرام ہے۔ اور مرغ یا بلی کا لڑانا حرام ہے۔ ان لوگوں سے ابتداء بسلام نہ کی جائے جواب دے سکتے ہیں،
 واجب نہیں۔ کنگیا اڑانے میں وقت، مال کا ضائع کرنا ہوتا ہے، یہ بھی گناہ ہے۔ اور گناہ کے آلات
 کنگیا ڈور بچپ بھی منع ہے احتراز کریں تو ان سے بھی ابتداء بسلام نہ کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵

اگر بلی یا کتا وغیرہ آدمیوں کی چیز کا نقصان کرتے ہوں یا کاٹ کھاتے ہوں تو ان کا مار ڈالنا جائز ہے یا
 نہیں؟ بتینوا تو جروا۔

الجواب

کاٹتے ہوں تو درست ہے قتل ان کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۸ از شہر کنبہ ۱۲ رجب ۱۳۳۵ ہجری مسؤلہ مصطفیٰ علی خان

جناب مولوی صاحب بعد ادا سے آداب کے گزارش یہ ہے کہ آپ کی خدمت میں آدمی بھیجتا ہوں مہربانی فرما کر سوانوں کا جواب عنایت فرمادیجئے،

(۱) کنکلیا اگر آکر گھر پر گر جائے اور معلوم نہ ہو کہ کس کی ہے لے لینے سے گناہ تو نہیں؟

(۲) کنکلیا اڑانا گناہ ہے یا نہیں؟

(۳) بلی تکلیف دیتی ہو تو اس کو بستی میں چھڑوانا گناہ تو نہیں ہے؟

الجواب

(۱) کنکلیا ٹوٹنا حرام اور خود آکر گر جائے تو اسے پھاڑ ڈالے، اور اگر معلوم نہ ہو کہ کس کی ہے تو ڈور کسی مسکین کو دے دے کہ وہ کسی جائز کام میں صرف کر لے، اور خود مسکین ہو تو اپنے صرف میں لائے پھر ب معلوم ہو کہ فلاں مسلم کی ہے اور وہ اس تصدق یا اس مسکین کے اپنے صرف پر راضی نہ ہو تو دینی آئے گی اور کنکلیا کا معاوضہ بہر حال کچھ نہیں۔

(۲) کنکلیا اڑانا منع ہے اور لڑانا گناہ۔

(۳) بلی اگر ایدہ دیتی ہو تو اسے باہر چھوڑ دینے میں عرج نہیں اور تیز چھری سے ذبح بھی کر سکتے ہیں مگر چھڑوانا ایسی جگہ جائز نہیں جہاں وہ اپنے کسی رزق تک نہ پہنچ سکے فقط۔

مسئلہ ۲۵۹ از مقام گونڈل علاقہ کاٹھیاوار مرسلہ قاضی قاسم میاں ۱۱ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تواریخ حبیب اللہ ص ۹۲ میں بحوالہ مشکوٰۃ شریف بروایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قصہ نوجوان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ارشاد فرمایا کہ مکافوں میں ایک قسم کے سانپ ہوتے ہیں کہ عوام کہلاتے ہیں جب سانپ مکان میں نمودار ہو تو تو دیکھتے ہی نہ مار ڈالو کہ تین دن اسے کہہ دو کہ پھر نہ نکلیو، پھر اگر وہ دکھائی دے تو اسے مار ڈالو۔ دریافت طلب یہ ہے کہ اس طرح کہہ کر کیا سانپ کو چھوڑ دیا جائے یا مار ڈالنا چاہئے؟ کیا جن بھی سانپ کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں اور ان کی کچھ نشانی بھی ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ حکم حدیث میں مدینہ طیبہ کے لئے تھا اور جگہ اس کی حاجت نہیں کماحقہ الامام الطحاوی فی شرح معانی الآثار (جیسا کہ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت۔ واللہ تعالیٰ اعلم)

مسئلہ ۲۶۲ از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئلہ مولوی محمد افضل صاحب ۱۶ صفر ۱۳۳۸ھ
چرمی فرماید علمائے دین و دین مسئلہ کہ بوزینہ علمائے دین اس مسئلہ میں کیا ارشاد فرماتے ہیں
را در خانہ خود پرورش کردن مکروہ ہست یا نہ ؟ کہ بندہ کو اپنے گھر میں پانا مکروہ اور ناپسندیدہ
کام ہے یا نہیں ؟ (ت)

الجواب

بلے زیر کہ او از فسق است و از دے جز اینا ہاں بیشک (اس کا پانا مکروہ ہے) اس نے
نیاید و اگر بارے مسخر خواب چنانکہ قلندر ان می کنند کہ وہ فاسق جا نوروں میں شمار ہے۔ پس اس سے
ایں خود حرامست کما فی الدر المختار، سوائے ایند رسانی اور کچھ نہیں ہوتا، اگر کبھی تابع
وہو تعالیٰ اعلم۔ کیا جائے جیسا کہ قلندر لوگ (آزادش) کیا کرتے

ہیں تو یہ بھی حرام ہے جیسا کہ در مختار میں مذکور ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲۶۳ از فرید پور مسئلہ جناب عبدالحسین صاحب مورخہ ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر گائے یا بھینس کا بچہ مر جائے اور اس بچہ کے
چمڑے کو سکھا کر بھورت بچہ کے بنا کر اور گائے کے سامنے رکھا دودھ دوہنا جائز ہے یا نہیں ؟ متینا تو جبروا

الجواب

جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۶۴ از میٹرٹاروڈ مارواڑ ریاست جو دھپور مسئلہ عبدالقادر صاحب ۲۶ جمادی الاولیٰ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین کہ چیونٹیوں کو دانہ ڈالنا جائز ہے یا نا جائز ؟ تحریر فرمائیں
ایک شخص ایک مولوی کے پاس گیا اور کہا کہ میں تنگ دست ہوں، مولانا فرمانے لگے چیونٹیوں کو دانہ ڈال کر
اس نے یہ فعل کیا، یہ ثواب ہے یہ نہیں ؟

الجواب

جائز و کارِ ثواب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں
فی کل ذات کبد رطبۃ اجر و رواہ الشیخان ہر جاندار کی خدمت کرنے میں اجر ہے، بخاری و مسلم

عن ابی ہریرۃ و احمد عن عبد اللہ بن عمرو و کاتب ماجۃ عن سراقۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

میں حضرت ابو ہریرہ سے اس کو روایت کیا، اور
 امام احمد نے عبد اللہ بن عمرو سے اور ابن ماجہ نے
 سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس کو
 روایت کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

نام رکھنے کا بیان

مسئلہ ۲۶۵ از کلکتہ دھرم تلاء ۱۲۴۳ مسئلہ جناب محمد یونس صاحب ۸ رجب ۱۳۲۴
 علمائے دین سے سوال ہے کہ اس شخص کا کیا حال ہے، بچہ نے اپنی اولاد کے نام تین زبانوں
 میں رکھ چھوڑے ہیں عربی انگریزی ہندی۔ ایک لڑکے کا مطلع الاسلام ہے، دوسرے کا پاپس، لڑکی کا
 نام کنول دیوی۔ جو اس سے کہا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ زبان کا فرق ہے مگر بڑے نہیں۔ بیٹنوا توجسودا
 (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

یہ اس کا فعل شیطانی شیطانی حرکت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :
 یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم كافة ولا تتبعوا خطوات الشیطن انه لکم
 عدو مبین
 اے ایمان والو! اسلام میں مکمل طور پر داخل ہر جاؤ
 اور شیطان کی پیروی نہ کرو کیونکہ وہ تمہارا کھٹلا
 دشمن ہے۔ (ت)
 مخطاوی علی الدر المنثور والابو السعود الازہری علی اکثر میں ہے :
 قسم یختص بالکفار کجبر جس ناموں کی ایک قسم کفار سے مختص ہے جیسے جبر جس

و یوحنا فہذا الایجوز للمسلمین
 الطسی بہ لسانیہ من المشاہدۃ
 پطرس اور یوحنا وغیرہ لہذا اس نوع کے نام مسلمانوں
 کے لئے رکھنے جائز نہیں کیونکہ اس میں کفار سے
 مشابہت پائی جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲۶۶ از غنی تال کاشی پور ڈاکٹر اشتیاق علی بروزی شنبہ ۸ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ
 بعض لوگ اپنے نام کے آگے صدیقی اور رضوی لکھا کرتے ہیں جیسے سعید اللہ صدیقی و اشتیاق علی رضوی
 تو یہ لکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر لکھا جائے تو کچھ گناہ ہے؟ فقط۔

الجواب

اگر نسبت صحیح ہے جائز ورنہ حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۷ مرسلہ فیاض الرحمن صاحب روڑ کی کیمپ ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے نام کے ساتھ اسرائیلی لکھتا ہے جس طرح اور
 لوگ قریشی صدیقی چشتی وغیرہ لکھتے ہیں کیا لفظ اسرائیلی ایک حنفی المذہب شخص کے لئے صرف نسبت
 ظاہر کرنے کو جائز ہوتا ہے؟ مناسب ہے کہ بنی اسرائیل کی کچھ تفصیل کر دی جائے کیونکہ اکثر لوگ زید پر
 اعتراض کرتے ہیں کہ یہ نسبت ایک حنفی المذہب کے لئے ناجائز ہے جبکہ زید کچھ تھوڑی تفصیل یہ بیان
 کرتا ہے کہ حضرت یعقوب کا دوسرا اسم گرامی اسرائیل تھا جن کے خاندان میں ہم لوگ ہیں امید کہ حضور عالی
 تشریح اور تفصیل کے ساتھ جلد سے جلد بیان فرمائیں تاکہ اگر کوئی گناہ ہو تو فوراً اس نسبت کو ترک کر دیا جائے۔

الجواب

اسرائیل سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام مبارک ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :

کل الطعام کان حلالاً لبني اسرائيل
 الا ما حرم اسرائيل على نفسه من قبل
 ان تنزل التوراة۔
 سب کھا نے بنی اسرائیل کے لئے حلال تھے مگر وہ
 چیز جو اسرائیل (حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام)
 نے نزولِ تورات سے پہلے اپنی ذات پر حرام
 ٹھہرائی (اونٹ کا گوشت اور دودھ وغیرہ)۔ (ت)

زید اگر نسباً بنی اسرائیل سے ہے تو اُس کا اپنے آپ کو اسرائیلی کہنا بجا ہے اور اس کے ناجائز

ہونے کی کوئی وجہ نہیں البتہ اب یہ لفظ مسلمانوں میں اجنبی سا ہو گیا ہے لوگ اسرائیلی کو محمدی کے مقابل سمجھتے ہیں اور اجلہ اکابر کے کلام پاک میں یہ مقابلہ آیا ہے، حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یا اسرائیل قف واسمع کلام المحمدیؐ۔ ٹھہر جائیے اے اسرائیلی! ذرا محمدی نسبت رکھنے

والے (یعنی ایک مسلمان محمدی) کا کلام سن لیجئے (ت)

نسبت نسب و مذہب دونوں اعتبار سے ہوتی ہے اور یہاں بحسب نسب یہ نسبت بہت کم مسموع، لہذا عوام مسلمین اسے سن کر چمکتے ہیں اور بلا ضرورت ایسی بات پر اقدام شرع مظہر کو پسند نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بَشِّرُوا وَلَا تَنْفَرُوا (لوگو! خوشخبری سنایا کرو لہذا ایک دوسرے کو

نفرت نہ دلایا کرو) (ت)

دوسری حدیث میں ہے،

إِيَّاكَ وَمَا لِيَسُوءَ الْاُذُنُ (اس سے بچو جو کانوں کو بُری لگے) (یعنی غیبت

سے بچو)۔ (ت)

لہذا اپنے نام کے ساتھ یہ نسبت لکھنی نامناسب و قابلِ تکرار ہے مگر گناہ و حرام اب بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
۲۶۸۰ھ از امر سرگزہ گرباسنگھ متصل مسجد کجری والی دروازہ بھگتا نوالہ مرسلہ نشی نبی بخش ۲۳ شعبان ۱۳۲۵ھ
حاجی سنت حاجی بدعت مجددِ زمان جناب مولانا صاحب الفضل اولینا دامت فیوضہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ و مغفرتہ بعد سلام مستنون الاسلام کے خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آنجناب کا وجود مبارک
واسطے گنہگاروں کی ہدایت کے اور اشرار و دشمنانِ دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکرو فریب کو کلیتہً
کرنے کے لئے پیدا کیا۔ دعا پر دم ہے کہ خداوند کریم تازمانہ ابدالہ ہر آنجناب کو سلامت بابرکت رکھے۔
بعد ازال خدمت بابرکت میں شمس ہوں کہ بندے کا نام نبی بخش ہے۔ چونکہ فرقہ مانے اشرار زمانہ خصوصاً
گروہ وہابیہ میں یہ مرض ہے کہ مسلمانوں سے بات بات کی مخالفت کرتے ہیں اگرچہ ان کا سرسر نقصان ہی
ہوتا ہے۔ بندے کا نام تو پہلے ہی وہابیوں کے جلانے کے لئے کافی تھا لیکن بندے نے ان کو اور
بھڑکانا چاہا یعنی اپنا نام بجائے نبی بخش کے عبدالبقی کہ دیا۔ نام تبدیل کرنے سے پہلے بندے نے از حد

لے بھجوا لاسرار عن قول الرجل اتی شعی اعلم مصطفیٰ البابی مصر ص ۷۴

۱۶ صحیح البخاری کتاب العلم باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ تحوّلہم الی قیدی کتب خانہ کراچی ۱۶

۳ مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث ابی النعادیۃ المکتب الاسلامی بیروت ۴/۶۶

غور کر لیا جتنا کہ ہو سکا کہ کہیں ان کی مخالفت میں اپنا نقصان نہ ہو یعنی کئی مسلمانوں کا نام عبدالمحمد، عبدالنبی، عبدالرسول لکھا ہوا دیکھا لیکن وہ سب مولوی عالم ہیں اور بندہ محض بے علم ہے، اور سب سے بڑھ کر قولہ تعالیٰ قل یا عبادی پڑھ کر بے فکر ہو کر نام تبدیل کر دیا جو کہ ایک عرصہ تک لکھتا رہا لیکن جناب شاہ صاحب جو کہ بندے کے دینیات کے استاد ہیں کسی شخص نے ان کی خدمت میں ذکر کیا کہ منشی نجی بخش جو خط و ہایوں کو لکھتا ہے اس میں ان کو جلا کے لئے اپنا نام عبدالنبی لکھ دیتا ہے۔ پھر اس شخص نے بندے کو آکر کہا کہ جناب شاہ صاحب فرماتے تھے کہ نجی بخش از حد غلطی کرتا ہے کیونکہ خداوند کریم کا بندہ بنتا تو آسان ہے لیکن جناب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ ہو جانا از حد مشکل ہے بلکہ ایسا نام لکھنا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے ادبی کرنا ہے۔ اور انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ جناب حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب باوجود مجتہد و زماں ہونے کے اپنا اسم مبارک عبد المذنب عبد المصطفیٰ لکھا کرتے ہیں جب سے بندہ نے اس شخص سے یہ بات سنی اسی وقت سے عبد البی نہیں لکھا کیونکہ جناب حضرت سید شاہ صاحب از حد فقیہ عالم فاضل تصوف میں کامل شریعت میں پکے ہیں بندے کو ان کا فرمان ماننے میں ذرا بھی عذر نہیں لیکن کہنے والا دوسرا شخص ہے شاید اس نے مجھے میں غلطی کھائی ہو اور بندے میں باعث رعب شاہی کے اتنی جرات نہیں کہ جناب شاہ صاحب سے دریافت کر سکے لہذا خدمت بابرکت میں خود بانہ ملتیں ہوں کہ جناب براہ بندہ نوازی ارشاد فرمادیں کہ بندہ اپنا نام عبدالنبی لکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور جو شخص پہلے اپنا نام عبدالرسول محمد لکھتے ہیں وہ کیوں لکھتے ہیں؟ ایسے طور پر جواب تحریر فرمادیں کہ بندہ سمجھ سکے اور ہدایت پائے اور جو اپنا نام بندہ عبدالنبی لکھ سکوں تو کس طرح لکھ سکتا ہوں، کوئی بغیر تبدیل یا کوئی لفظ زیادہ کرنا پڑے گا یا نہیں؟ امید ہے آنجناب جلدی جواب ارسال فرمائیں گے، والسلام۔

الجواب

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے آپ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مملوک جانے، تمام عالم ہی اُن کے رب عزوجل کی عطا سے ان کی ملک ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اشنا عشریہ میں توریت مقدس سے نقل فرماتے ہیں کہ رب عزوجل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے:

ملك الارض و مراقب الامم۔ احمد مالک ہیں تمام زمین اور مالک میں سب امتوں کی گردنوں کے۔

شاہ ولی اللہ صاحب از الہ الخفا میں حدیث نقل کرتے ہیں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کو جمع فرما کر اس مجمع کے سامنے خطبہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر شریف کر کے فرمایا :

كنت عبده وخادمه كالسيف المسلول
میں حضور کا عبد تھا بندہ تھا خادم تھا اور حضور کے
سامنے تیغ برہنہ کی طرح تھا۔

امام طحاوی شرح معانی الآثار میں روایت فرماتے ہیں حضرت اعمش مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی :

يا مالك الناس وديانت العرب
اے تمام آدمیوں کے مالک اور عرب کے جزا و نزا
دینے والے۔

شفاء امام قاضی عیاض و مواہب لدنیہ امام احمد قسطلانی میں ہے حضرت سیدنا سہیل بن عبد اللہ تبری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

من لم ير نفسه في ملك النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم لم يذق حلاوة سنته
جو اپنے آپ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مملوک
نہ سمجھے وہ اپنے آپ کو سنت کی حلاوت نہ چکھے۔

بالجملہ اس معنی پر تمام جہان اُن کی ملک اُن کا بندہ اُن کا عبد ہے یوں اپنا لقب عبد النبی، عبد الرسول، عبد المصطفیٰ رکھنا عین سعادت ہے اور اس سے اسلام و کفر کا فرق روشن ہے کہ اللہ عز و جل کی عبدیت سے کسی کافر کو بھی استنکاف نہ ہوگا حتیٰ کہ وہابیہ بھی بڑی خوشی سے اپنے آپ کو عبد اللہ کہیں گے اگرچہ واقع میں شیخ نجدی کے بندے اور عبد الشیطان ہیں مگر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ ہرگز اپنے آپ کو نہ بتائیں گے۔ عبد النبی اور عبد الشیطان دونوں عبد اللہ ہیں، وہ عبد النبی ہیں جن کو فرمایا :

فادخل في عبادي وادخلني
جنتی
(اے نفس مطمئنہ) میرے بندوں میں شامل ہو جا اور
میری جنت میں داخل ہو جا۔ (ت)

۱۔ المستدرک للحاکم کتاب العلم خطبہ عمر بعد ما ولی علی الناس دار الفکر بیروت ۱۲۶/۱
۲۔ شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب الشعر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۴۱۰/۲
۳۔ المواہب اللدنیۃ المقصد السابع الرضی بہا شرعہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/۲۹۹ و ۳۰۰
۴۔ القرآن الکریم ۸۹/۲۹

اور وہ عبد الشیطان ہیں جن کو فرمایا :

يُحْسِرَةُ عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ
الْأَكَاوَابِ يَسْتَهْزِءُونَ بِهِ

ہائے افسوس (نافرمان) بندوں پر کہ ان کے پاس (خدا کا) کوئی رسول نہیں آتا مگر یہ اس کے ساتھ ہنسی و مذاق کرتے ہیں (ت)

مگر عبد الشیطان ہرگز عبد النبی عبد المصطفیٰ نہیں ہو سکتا اور اسے معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین سے کیا علاقہ، نقل کرنے والے نے ضرور غلط نقل کیا یا غلط سمجھا، ہاں عبد بمعنی بندہ خاص یعنی مطیع و فرمانبردار ہونا ضرور دشوار ہے اور بایں معنی عبد اللہ و عبد النبی ایک ہے کہ :

من يطع الرسول فقد اطاع الله
و حقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ (ت)

اس معنی پر اپنے آپ کو اُس وصف عظیم سے یاد کرنا ضرور تزکیہ نفس و خود سرائی ہے کہ نبض قرآن مجید حرام ہے ، قال اللہ تعالیٰ لَا تَزُكُوا أَنْفُسَكُمْ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اپنے نفوس کو پاکیزہ نہ بتاؤ۔ ت) جو لوگ اپنا لقب مطیع النبی ، مطیع الرسول رکھیں جا مل رہے ہیں یا قرآن عظیم کے دانستہ مخالف۔ خود انھیں کا قول اُن کی تکذیب کو لبس ہے جو مطیع النبی و مطیع الرسول ہوگا ہرگز اپنے نفس کا تزکیہ نہ کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱۹ از قادر گنج ضلع بیرجھوم ملک بنگالہ مرسلہ سیدہ ظہور الحسین حسینی قادری رزاقی

۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

عبد المصطفیٰ ، عبد الرسول ، عبد النبی ، غلام مصطفیٰ ، غلام رسول ، غلام نبی ، غلام محمد ، غلام احمد ، غلام یحییٰ ، عبد العلی ، عبد الحسین ، غلام علی ، غلام حسین ، غلام دستگیر ، غلام غوث ، غلام محی الدین ، غلام پیر ، غلام مرشد ، غلام مولیٰ بخش ، علی بخش ، پیر بخش ، نذر مصطفیٰ ، نذر یحییٰ ، نذر حسین ، نذر علی ، نذر محی الدین ، نذر پیر غلام علی ، خادم غوث ، کنیز مصطفیٰ ، کنیز یحییٰ ، کنیز مرفعی ، کنیز حسین ، کنیز غوث ، کنیز مرشد ، کنیز فاطمہ وغیرہ اس طرح کا نام رکھنا جائز ہے یا نہیں ؟ اور جائز ہے تو علمائے متقدمین متاخرین میں اس طرح کا نام کس کس کا ہے اور اس کا جواز فقہ سے ثابت ہے یا نہیں ؟ اور اس کے جوازیں آپ کا کوئی رسالہ ہے یا نہیں ؟ اگر ہے تو اس کا کیا نام اور کس قیمت پر ملتا ہے ؟

الجواب

فقیر کے اس بارے میں تین رسائل ہیں جو میرے مجموعہ فتاویٰ میں ہیں۔ ایک دربارہ غلام مصطفیٰ اور اس کا جواز دلائل سے ثابت کیا ہے۔ دوسرا دربارہ عبدالمصطفیٰ، اور اس میں یہ تحقیق کیا ہے کہ توصیف بلاشبہ جائز اور اجلہ صحابہ سے ثابت گراہت کہ بعض متاخرین نے لکھی جانب تسمیہ راجع ہے تیسرے میں اسمائے کثیرہ سے بحث ہے اور اس میں محمد بخش اور اس کے امثال کا جواز ثابت کیا ہے۔ یہ تینوں رسائل ابھی طبع نہ ہوئے۔ علامہ عابد سندھی مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طوابع الانوار میں اور حاشیہ در مختار میں عبد النبی و عبد الرسول کا جواز بہت احادیث سے ثابت کیا ہے۔ علامہ جمال بن عبد اللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ مفتی حنفیہ بلکہ مکرمہ کے فتاویٰ میں بھی اس کا جواز مصرح ہے کثیر و نذر و خادم کے ساتھ نام رکھنے میں بھی حرج نہیں، زمانہ سلف میں رواج نہ ہونا مستلزم ممانعت نہیں دو دو تین ناموں پر مشتمل نام رکھنا جیسے محمد علی حسین، اس کا بھی رواج سلف کبھی نہ تھا سادے ایک لفظ کے نام ہوتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۷ ستمبر ۱۳۳۸ھ از مراد آباد مرسلہ مولوی محمد عبدالباری صاحب ۷ صفر ۱۳۳۸ھ

- کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ
- (۱) اگر کوئی شخص کسی سستی حنفی رضائی قادری کو لہڑا کہے جو تصغیر لہڑی کی ہے بانی کا ہے تو ایسے شخص کا شرع شریف کے موافق کیا حکم ہے حنفی رضائی مذکور در حقیقت ان الفاظ کا محل نہیں تو یہ لفظ اسے کہنے والے پر عائد ہونگے یا نہیں؟ اگر نہ ہوں گے تو کہاں جائیں گے؟
 - (۲) ایسا شخص جو ایسے بے جا الزام سستی رضائی پر لگائے اور اس کا اکل بھی حلال نہیں بلکہ گھلا ہوا مشتبہ اور حرام ہے تو اس کا قول فعل شرع کے احکام میں کہاں تک معتبر ہو سکتا ہے؟
 - (۳) یہی شخص کسی مسلمان سے بلا سخت کلامی و دشنام کے گفتگو نہیں کرتا اور کہتا ہے مسجد کے لوٹوں میں جو پانی بچتا ہے وہ قطعی ناپاک ہے یہاں تک کہ اس پانی کو دوسرے برتن وغیرہ میں ڈالو گے تو وہ برتن بھی گس ہو جائے گا اور مسجد میں اس کے فرش یا بورے پر کبھی نماز نہیں پڑھتا اپنے خاص کپڑے پر جس پر چند اور کپڑے ہیں نماز پڑھتا ہے اس قسم کے عادات نماز میں کہاں تک ناجائز ہیں؟

الجواب

- (۱) سستی مسلمان کو لہڑا کہنا فسق ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
- سباب المسلم فسوق۔ مسلمان کو بلا وجہ شرعی برا کہنا فسق ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

ولا تتباذوا بالالقباب بنس لاسم الفسوق بعد الايمان ومن لم يتب فاولئك هم الظالمون
مسلمانوں! پس میں ایک دوسرے کو بُرے لقب سے یاد نہ کرو ایمان کے بعد فسق کیا ہی بُرا نام ہے اور جو توبہ نہ کرے وہی لوگ ظالم ہیں۔

آیہ کریمہ بتا رہی ہے کہ تم نے مثلاً سنی مسلمان کا لقب لہڑا رکھا تو وہ تمہارے کھنے سے لہڑا نہ ہو جائیگا مگر تمہارا نام بدل گیا مومن سے فاسق ہو گیا کتنی بُری تبدیلی ہے اور جو توبہ نہ کرے وہی ظالم۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۲) ایسا شخص اگر اکل حلال بھی کھاتا ہو جب بھی اس کا قول فعل شرع میں معتبر نہیں نہ کہ جبکہ اکل حلال کا بھی طرہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) مسلمان سے سخت کلامی و دشنام کا حکم جوابِ اول میں گزرا مسجد کے لوٹوں کا پانی ناپاک بتانا باطل ہے اپنا معنی خاص بنظر احتیاط رکھنے میں حرج نہیں بلکہ درمختار میں اسے افضل بتایا یہ جبکہ مسجد کی چٹائیوں کو اپنی وہم پرستی سے ناپاک نہ جانے اور عام مسلمانوں کو کہ اُن پر نماز پڑھتے ہیں خطا پر یا اپنے سے کم احتیاط و حقیر نہ سمجھے ورنہ وہی حقیر اور سچے شیطان کا اثر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۷۱ از بھاگلپور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مولوی اشرف علی کامریہ ہے، نام اس کا معین الدین اس نے اپنا نام معین الدین کسی خط میں لکھا، اس پر ایک شخص نے سمجھایا کہ اس طرح پر لکھنے سے معنی بدل جاتا ہے اور لغو باللہ مسلمانوں کو ایسا نام نہیں رکھنا چاہیے کیونکہ اس وقت یہ معنی ہوتا ہے کہ دین سے پناہ مانگنے والا لیکن اس گنجت نے نہ مانا اور یہ کہا کہ میں اپنے حضرت کے پاس برابر اسی املا سے خط لکھتا ہوں لیکن حضرت نے کبھی نہ منع فرمایا اور نہ کوئی بُرائی اس میں بتائی۔ لہذا گزارش ہے کہ جو شخص اپنا نام معین الدین بالیا بعد العین و قبل الذال رکھے اور صحیح بتائے تو اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟ اور لغت و محاورہ سے اس کے کیا معنی ہیں؟ پس اس کو بصورت مسئلہ کے خدمت والا میں روانہ کرتا ہوں۔

الجواب

علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق دیوبندیوں کا نام بنام جن میں تھا نوی کا بھی نام ہے کافر و مرتد بتایا اور شفا نے امام قاضی عیاض و بزاز یہ و مجمع الانہر وغیرہ کے حوالے سے حراۃ فرمایا :

اس کا سبب حضور خلیفہ تحریر فرمائیں اور نام بھی دوسرا تجویز فرمائیں جو نام تجویز فرمائیں گے وہی مشہر ہوگا وہ یوں کیا جائے گا کہ نام میرا نبی محمد شریعت کے خلاف تھا سوا ب فلاں نام تجویز ہوا ہے۔

الجواب

اسم مستثنیٰ پر محمول ہوتا ہے یہ نزدیک ہے اور وصف عنوان سے جو سمجھا جاتا ہے وہ بھی متضمن حمل ہے تو اس میں اپنے آپ کو نبی کہنا اور کہلوانا ہے اور یہ قطعاً حرام ہے، اور علم میں وضع جدید کا مذہب بار د ہے وضع اول ضرور ملحوظ رہتی ہے ولہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے نام اور تزکیہ کے نام تبدیل فرما دئے کیا کوئی کو اکرے گا کہ اپنا نام یا اپنے بچے کا نام شیطان یا ولد الشیطان رکھے حالانکہ وضع جدید میں تو خاص یہ ذات مقصود ہے جب اپنے آپ کو شیطان کہنا گوارا نہیں کرتا نبی کہنا اور کہلوانا روارکھتا ہے اور یہ خیال کہ نیت دعویٰ نبوت کی نہ تھی سچ ہے جیسی تو حرام ہوا نیت ہوتی تو کفر ہوتا۔ آپ اپنا نام نبیل احمد رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۷۵ از شہر ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیا عبد النبی نام رکھنا جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب

اپنے آپ کو عبد النبی کہنا جائز ہے مگر نام عبد اللہ رکھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۲۷۶ مرسلہ مولوی عابد علی صاحب سیٹری ڈاک خانہ سیف اللہ گنج ضلع سلطان پور ۱۷ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ
(۱) احمد بخش، محمد بخش، نبی بخش، رسول بخش، حسین بخش، پیر بخش، مدار بخش وغیرہ نام رکھنا از رفتے احکام شریعت جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس میں شرک ہے یا کیا؟ اور اگر کوئی شخص ایسے ناموں کے رکھنے کو منع کرے اور نام رکھنے والا منع کرنے والے کو مشرک بتائے اور وہ بائی ٹھہرائے اور ناقابل امامت قرار دے اور بالفاظ واضح یہ ثابت کرنا چاہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تک نہ بخش گئے خدا نے پاک نہ بخشے گا اور اس کے ثابت کرنے کے لئے آیات قرآنی غیر متعلق کا حوالہ دے تو ایسا شخص کسی خطاب کا مرتکب ہوا یا نہیں اور کس خطاب کا؟ اور یہ بھی مخفی نہ رہے کہ نام رکھنے والا اپنے کو عالم کہتا ہے اور مجمع عام میں ایسی تقریر کرتا ہے۔

(۲) جو شخص اپنا خطاب اپنی جماعتی وضع اپنا لباس اپنا ضروری دیگر اسباب مثل ہندوؤں کے رکھے اور نماز کا بھی پابند نہ ہو ایسا شخص عالم کہلائے گا یا مصداق من تشبہ بقوم فہو منہم

لہ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشرة آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۰۳

(جو کوئی کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے تو وہ اسی میں شمار ہے۔ ت) کا ہوگا۔ بیتناواتو جسد و
(بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

(۱) یہ نام شرعاً درست ہیں، ان میں معاذ اللہ کسی طرح کوئی شرک نہیں، نہ شرع سے کہیں ممانعت ہے بلکہ قرآن عظیم سے اس کا جواز ثابت ہے، حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مریم سے کہا:

انما انت رسول ربك لاهب لك سلاماً
میں تو تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں اس لئے
کہ میں تم کو ایک مستحق ابٹا دوں۔

قرآن عظیم سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جبریل بخش بتا رہا ہے۔ پھر بخش معنی عطا کے لئے متعین نہیں بمعنی حصہ و بہرہ بھی کثیر الاستعمال ہے۔ معتمد اعلیٰ دین تصریح فرماتے ہیں کہ اگر لمحہ کے انبیت الربيع البقل (بہار نے سبزہ اگایا۔ ت) تو اس کے الحاد پر محمول ہے، اور اگر مسلم کے تو یقیناً تجوز ہے اور اس کا اسلام ہی قرینہ پس ہے کما نص علیہ فی الفتاویٰ وغیرہا (جیسا کہ فتاویٰ اور اسکے علاوہ دوسری کتابوں میں اس کی صراحت کر دی گئی۔ ت) منع کرنے والا اگر بر بنائے اصول و بابیت منع کرتا ہے تو اس پر الزام و بابیت بے جا نہیں، من یغفر الذنوب الا اللہ (سوائے اللہ تعالیٰ کے کون گناہ معاف کرنے والا ہے۔ ت) اپنا ایمان ہے، اور ولمن صبر و غفر فانت ذلک لمن عنزم الامور (بے شک جس نے صبر اختیار کیا اور معاف کیا تو بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔ ت) بھی ایمان ہے، وان تعفوا و تصفحوا و تغفروا فان اللہ غفور رحیم (اور اگر تم معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو، تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ ت) بھی ایمان ہے، و اذا ما غضبوا يغضون (اور جب وہ غصہ میں ہو جائیں تو معاف کر دیتے ہیں۔ ت) بھی ایمان ہے، اس قسم کے استدلال خارجیوں کی ایجاد ہیں کہ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر حکم کفر لگایا کہ انھوں نے غیر خدا کو حکم بنایا حالانکہ اللہ عز و جل فرماتا ہے ان الحکم الا للہ (اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا

۱۳۵/۳	۱۹/۹	۱۹/۹	۱۹/۹
۱۳۵/۳	۲۲/۲۳	۲۲/۲۳	۲۲/۲۳
۱۳۵/۳	۲۲/۲۴	۲۲/۲۴	۲۲/۲۴
۱۳۵/۳	۱۲/۳۰	۱۲/۳۰	۱۲/۳۰

حکم نہیں۔ ت) اور نہ دیکھا کہ وہی رب عزوجل فرماتا ہے:

فَابْعَثُوا حُكَمَا مِنْ أَهْلِهَا وَحُكَمَا مِنْ أَهْلِهَا۔

تو پھر ایک پنج مرد کے خاندان میں سے اور ایک پنج عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو۔ (ت)
یہ مضمون کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ بخشیں گے اللہ عزوجل نہ بخشے گا۔ اس قائل سے پہلے حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا ہے: ۵

ارحم الراحمین نہ بخشاید بے رضائے تو یا رسول اللہ
(سب سے زیادہ رحم و کرم فرمانے والا) (اللہ تعالیٰ) نہ بخشے گا، یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب تک آپ کی مرضی نہ ہوگی۔ (ت)

حقوق العباد میں کہا جاتا ہے کہ جب تک صاحب حق نہ بخشے اللہ عزوجل نہ بخشے گا، اس کے یہ معنی کسی کے دم میں نہیں آسکتے کہ معاذ اللہ اس کی مغفرت پر رب العزت قادر نہیں یا مغفرت ذنوب میں کوئی اس کا شریک ہے بندوں کا مالک بھی وہی ہے اور بندوں کے حقوق کا مالک بھی وہی ہے مگر صاحب حق کی دلداری کے لئے اس کی مغفرت اس کے بخشے رہ موقوف رکھی پھر وہ دلداری کہ اسے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی منظور ہے اس کی مقدار کا جائنا گس کا مقدور ہے، صحیح بخاری میں ہے: اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں اُمّی ربک یسارع فی ہواک میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین کی جیسے گئے اور مومنین پر بالخصوص کمال مہربان ہیں رؤف رحیم ہیں ان کا مشقت میں پڑنا ان پر گراں ہے ان کی بھلاتیوں پر حریص ہیں جیسے کہ قرآن عظیم ناظم:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ
عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ
عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ

بیشک تمہارے پاس تمہاری ہی جانوں میں سے
(ایک عظیم الشان) رسول تشریف لائے کہ تمہارا
مشقت میں پڑنا انہیں ناگوار گزرتا ہے وہ تمہاری

۱۵ القرآن الکریم ۲۵/۴

۱۶

۱۷ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة الاحزاب باب قولہ من ترجی من تشاراۃ قیدی کتب خانہ کراچی ۲/۶۰۶
کتاب النکاح باب حل للراۃ ان تمسب نفسها لاحد " " " " ۲/۶۶۶

(اصلاح کی) بہت چاہت اور حرص رکھتے ہیں اور مسلمانوں پر بڑی شفقت اور رحم فرمایا ہے۔ (ت) تمام عاصیوں کی شفاعت کے لئے تو وہ مقرر فرمائے گئے واستغفر لذنوبك وللمؤمنين وللمؤمنات (اور اپنی شان کے خلاف امور کیلئے استغفار کیجئے) (یعنی طلب بخشش کیجئے) اور مسلمان مردوں اور عورتوں کیلئے بھی۔ (ت) کیا وہ ان میں کسی کی بخشش نہ چاہیں گے، کیا مسلمان کا مشقت میں پڑنا ان پر گراں نہ ہوگا، یہ تو نص آیت کے خلاف ہے ضرور وہ کہ جس کا بخشش حضور نہ چاہیں گے وہ ہوگا جو مسلمان نہیں، اور جو مسلمان نہیں اللہ اسے نہ بخشے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) خطاب و لباس و وضع و اسباب میں کفار سے مشابہت ممنوع ہے اور عالم ہو کر ایسا کرے تو اور سخت معیوب ہے مگر فہو منہم (تو وہ انہی میں سے ہے۔ ت) اس کے لئے ہے جو کفار کے دینی شعار میں بالقصد معاذ اللہ اس کی پسند کے طور پر کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

www.KitaboSunnat.com

۱۔ القرآن الکریم ۱۲۸/۹

۲۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس ۱۹/۴۷

آفتاب عالم پریس لاہور ۲۰۳/۲

۳۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب لبس الشرة

التور والضياء في احكام بعض الاسماء

۲۰

۱۳

(بعض ناموں کے احکام کے بارے میں اُجبالا اور روشنی)

بسم الرحمن الرحیم

مسئلہ ۲۴۸ مسئلہ شیخ شوکت علی صاحب فاروقی ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ
 علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ پر مے فرمایند کہ بعض شخص اس طرح نام رکھے ہیں علی جان
 نبی جان، محمد جان، محمد نبی، احمد نبی، نبی احمد، محمد حسین، محمد ظہر، غفور الدین، غلام علی، غلام حسین،
 غلام غوث، غلام جیلانی، ہدایت علی۔ پس اس طرح کے نام رکھنا جائز ہیں یا نہیں؟ مولوی عبدالحی
 صاحب لکھنوی نے اپنے فتاویٰ میں ہدایت علی نام رکھنا ناجائز بتایا ہے اس میں حق کیا ہے؟ مینواتوجروا
 شوکت علی فاروقی عفی عنہ

الجواب

محمد نبی، احمد نبی، نبی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بے شمار درودیں، یہ الفاظ کثیر حضور ہی پر صادق
 اور حضور ہی کو زیبا ہیں، افضل صلوات اللہ و اہل تسلیمات اللہ علیہ علی آلہ۔ دوسرے کے یہ نام رکھنا حرام ہیں
 کہ ان میں حقیقتہً ادعاے نبوت نہ ہونا مسلم ورنہ خالص کفر ہوتا، مگر صورت ادعا ضرور ہے اور وہ بھی

یقیناً حرام و محظور ہے۔

اور یہ زعم کہ اعلام میں معنی اول ملحوظ نہیں ہوتے، نہ شرعاً مسلم نہ عرفاً مقبول۔ معنی اول مراد نہ ہونے میں شک نہیں مگر نظر سے محض ساقط ہونا بھی غلط ہے، احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بکثرت اسماء جن کے معنی اصلی کے لحاظ سے کوئی برائی تھی تبدیل فرما دیئے۔ جامع ترمذی میں أم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے:

ان النسبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کرید تھی کہ مجھے یغیر الاسم القبیح لے نام کو بدل دیتے۔

سنن ابی داؤد میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عاصی و عزیز و عتک و شیطان و حکم و غراب و جاب و شہاب نام تبدیل فرما دیئے، قال توکت اسانیدھا للاختصاص (امام ابوداؤد نے فرمایا میں نے اختصار کے لئے ان کی سندیں چھوڑیں۔ ت)

اصم کا نام بدل کر زمر رکھا رواہ عن اسماء بنت اخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ا سے اسماء بنت اخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے روایت کیا۔ ت)

عاصیہ کا نام جمیلہ رکھا رواہ مسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (ا سے مسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

برہ کا نام زینب رکھا اور فرمایا:

لا تزکوا انفسکم اللہ اعلم باہل البہر منکم۔
رواہ مسلم عن زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
اپنی جانوں کو آپ اچھا نہ بتاؤ خدا خوب جانتا ہے کہ تم میں نیکو کار کون ہے (ا سے مسلم نے زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
برہ کے معنی تھے زن نیکو کار، اسے خود ستائی بتا کر تبدیل فرمایا۔

۱۰۷/۲	امین کمپنی دہلی	باب ماجاء فی تغیر الاسماء	جامع الترمذی ابواب الادب
۳۲۱/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	باب فی تغیر الاسماء القبیح	سنن ابی داؤد کتاب الادب
۳۲۱/۲	"	"	"
۲۰۸/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب تغیر الاسماء القبیح	صحیح مسلم
۳۲۱/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	باب فی تغیر الاسماء القبیح	سنن ابی داؤد

اور ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم :

انکم تدعون یوم القیمة باسمائکم و اسماء
ابائکم فاحسنوا اسماءکم۔ رواہ احمد و
ابوداؤد عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بسنن جید۔
بے شک تم روز قیامت اپنے اور اپنے والدین کے
نام سے پکارے جاؤ گے تو اپنے اچھے نام رکھو۔
(اسے احمد اور ابوداؤد نے ابوالدرداء رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے بسند جید روایت کیا۔ ت)

اگر اصلی معنی بالکل ساقط النظر ہیں تو فلاں نام اچھا فلاں بُرا ہونے کے کیا معنی اور تبدیل کی کیا وجہ
اور خود ستائی کہاں، مستی پر دلالت کرنے میں سب یکساں۔ معہذا انھیں لوگوں سے پوچھ دیکھے کیا اپنی
اولاد کا نام شیطان ملعون، رافضی جلیث، خوک (سور) وغیرہ رکھنا گوارا کریں گے؟ ہرگز نہیں، تو قطعاً
معنی اصلی کی طرف لحاظ باقی ہے پھر کس منہ سے اپنے آپ اور اپنی اولاد کو نبی کہتے اور کہلاتے ہیں کیا کوئی مسلمان
اپنا یا اپنے بیٹے کا رسول اللہ یا خاتم النبیین یا سید المرسلین نام رکھنا روا رکھے گا؟ حاشا وکلا پھر محمد نبی
احمد نبی، نبی احمد کو نہ روا ہو گیا، یہاں تک کہ بعض خدا نافرستوں کا نام نبی اللہ سنا ہے، ولا حول ولا قوۃ
الابالہ العلی العظیم، کیا رسالت و ختم نبوت کا ادا حرام ہے اور نری نبوت کا حلال، مسلمانوں کو لازم
ہے کہ ایسے ناموں کو تبدیل کر دیں۔

یہ سج پسند و خرد جان فسروز تاج شہی بر سر کفش دوز
(عقل) جان کو روشن و منور کرنے والی اس بات کو کب گوارا کرتی ہے کہ شاہی تاج
ایک معمولی کفش دوز (موچی) کے سر پر سجایا جائے۔ ت)

عجب نہیں کہ ایسی علل تاویل ذیل تخیل والے شدہ شدہ اللہ عزوجل یا اللہ العالمین نام رکھنے لگیں
کہ آخر علم میں اصلی معنی تو ملحوظ نہیں و العیاذ باللہ سب العالمین (اللہ تعالیٰ کی پناہ جو تمام جہانوں کا
پروردگار ہے۔ ت) اور نہ بھی رکھیں تو اس نام کے رکھنے کا جواز تو انھیں خواہی خواہی ماننا ہوگا، جو تقریر
محمد نبی کے جواز میں گھڑیں گے بعینہ وہی اللہ عزوجل نام رکھنے کے جواز میں جاری ہوگی، اصلی معنی وہاں
مرا نہیں تو یہاں بھی نہیں وہ بے لحاظ معنی تبرکات کیوں نہ جانتے ہوگا آخر نام الہی میں نام نبی سے زیادہ ہی برکت
ہے ولا حول ولا قوۃ الابالہ العلی العظیم (گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت بجز اللہ تعالیٰ بلند

مرتبہ بزرگش کی توفیق کے کسی میں نہیں۔ (ت) یونہی نبی جان نام رکھنا مناسب ہے اگر جان ایک کلمہ جداگانہ بنظر محبت زیادہ کیا ہوا جانیں جیسا کہ غالب یہی ہے جب تو ظاہر کہ ظاہر ادعائے نبوت ہوا اور اگر ترکیب مقلوب سمجھیں یعنی جان نبی تو یہ ترکیب خود ستائی میں برہ سے ہزار درجے زائد ہوا، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے پسند نہ فرمایا یہ کیونکر پسند ہو سکتا ہے یہاں تبدیل میں کچھ بہت حرج بھی نہیں ایک "د" بڑھانے میں گناہ سے بچ جائے گا اور اچھا خاصہ جائز نام پائے گا۔ محمد بنید، احمد بنید، نبیدہ احمد، نبیدہ جان کہا اور لکھا کیجئے، نبیدہ بمعنی بیدار ہو شیاء ہے۔ یونہی لیسین واطہ نام رکھنا منع ہے کہ اسمائے الہیہ و اسمائے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے نام ہیں جن کے معنی معلوم نہیں، کیا عجب کہ ان کے وہ معنی ہوں جو غیر خدا اور رسول میں صادق نہ آسکیں تو ان سے احتراز لازم جس طرح نام معلوم المعنی رقیہ منتر جائز نہیں ہوتا کہ مبادا کسی شرک و ضلال پر مشتمل ہو۔ امام ابو بکر ابن العربی کتاب احکام القرآن میں فرماتے ہیں،

روی اشہب عن مالک لا یسمی احد یس لانہ اسم اللہ تعالیٰ وھو کلام بدیع وذلک ان العبد یجوز لہ ان یسمی باسم السرب اذا کان فیہ معنی منہ کعالم وقادر وانما منہ مالک من التسمیۃ بهذا الاسم لانہ الاسماء الی لا یدری ما معناھا فرما کانت ذلک معنی یتطبیق بہ الرب تعالیٰ فلا ینبغی ان یقدم علیہ من لا یعرف لمافیہ من الخطر فاقضی النظر المنع منہ ^ب نہیں کہ یہ نام رکھا جائے جبکہ اس کے ممنوع معنی معلوم ہی نہ ہوں پس نظر اور احتیاط کا تقاضا یہی کہ نام رکھنے سے منع کیا جائے۔ (ت)

علامہ شہاب الدین احمد خفا جی مصلیٰ سیم الریاض شرح شفاۃ امام قاضی عیاض میں اسے نقل کر کے فرماتے ہیں: وھو کلام نفیس (یہ ایک نفیس اور شاندار کلام ہے۔ ت)

لے و سیم الریاض شرح الشفاۃ للقاضی عیاض، بحوالہ ابو بکر ابن العربی، فصل فی اسمائہ دار الفکر بیروت ۳۹/۲

فقیر نے اس کے ہامش (حاشیہ) پر لکھا :

قد كان ظهري المنعم عنه لعين هذا المعنى
لكن نظر الى انه اسم النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم ، ولا ندري معناه فلعل له
معنى لا يصح في غيره صلى الله تعالى عليه
وسلم الخ ولعل هذا اولى مما تقدم لان
كونه اسم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
اظهر واشهر فلا يكون له معنى يتفرد به
الرب عز وجل ، والله تعالى اعلم .

زیادہ مناسب ہے اس لئے اس لفظ کا حضور علیہ السلام کے لئے بطور مقدس نام کے ہونا زیادہ ظاہر
اور مشہور ہے ۔ لہذا اس کے لئے کوئی ایسا معنی نہیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ جلیل القدر منفرد ہو لیکن (اس
راذ کو) اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہتر طور پر جانتا ہے ۔ (ت)

بعینہ یہی حال اسم طہ کا ہے والبیان البیان والدلیل الدلیل (بیان وہی سابقہ ہے
اور دلیل بھی وہی مرقوم ہے ۔ ت) لفظ پاک محمد ان میں شامل کر دینا حماغت کی تلافی نہ کرے گا کیس و طہ
اب بھی نامعلوم المعنی ہی رہے اگر وہ معنی مخصوص بذات اقدس ہوئے تو محمد ملانا ایسا ہوگا کہ کسی کا نام رسول اللہ
نہ رکھا محمد رسول اللہ رکھا ، یہ کب حلال ہو سکتا ہے و ہذا اکلہ ظاہر جد ا (اور یہ تمام خوب ظاہر ہے ت)
یوں ہی غفور الدین بھی سخت قبیح و شنیع ہے ، غفور کے معنی مٹانے والا ، چھپانے والا ۔ اللہ عز و جل
غفور ذنوب ہے یعنی اپنی رحمت سے اپنے بندوں کے ذنوب مٹاتا عیوب چھپاتا ہے ، تو غفور الدین کے
معنی ہوئے دین کا مٹانے والا ، یہ ایسا ہوا جیسے شیطان کا نام رکھنا جسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
تبدیل فرمادیا ہائین پوش تقیہ کوش یہ ایسا ہوا جیسے رافضی نام رکھنا ۔

بہر حال شدید شناعة پر مشتمل ہے اس سے تو عاصیہ نام بہت ہلکا تھا جسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم نے تغیر فرمادیا کہ معاصی کا عرفاً اطلاق اعمال تک ہے اور دین پوشی کی بلا ملت و عقائد پر
والعیاذ باللہ سب العالمین (اللہ تعالیٰ کی پناہ جو تمام جہانوں کا مالک اور پروردگار ہے ۔ ت)

لے حاشیہ امام احمد رضا خاں علی نسیم الریاض

حدیث میں ہے :

الفال موکل بالمتطق (فال بولنے کے حوالے کی گئی۔ ت)

بعض بُرے ناموں کی تبدیل کا یہی منشاء تھا کما ارشد الیہ غیو ما حدیث (جیسا کہ بہت سی احادیث نے اس کی رہنمائی فرمائی۔ ت) مولانا علی قاری مرقاة میں نقل فرماتے ہیں :

ان الاسماء تنزل من السماء نام آسمان سے اُترتے ہیں ، یعنی غالباً اسم وسمی میں کوئی مناسبت غیب سے ملحوظ ہوتی ہے ، اہل تجربہ نے کہا ہے : صر

مزن فال بد کا ورد حاصل بد

(بُری فال مست نکالو اس لئے کہ وہ بُرا حال لائے گی۔ ت)

اللهم احفظنا وارحمنا (یا اللہ ! ہماری حفاظت فرما اور ہم پر رحم کر۔ ت)

فقیر نے بحکم خود ایسے قبیح ناموں کا سخت بُرا اثر پڑتے دیکھا ہے بھلے چنگے سُنی صورت کو آخر عمر میں دین پوشش ناحق کوش ہوتے پایا ہے۔

نسأل الله العفو والعافية اللهم يا قوي
يا قدير يا رحمن يا رحيم
يا عزيز يا غفور صل وسلم
وبارك على سيدنا و مولانا محمد
واله وصحبه و ثبتنا على
دينك الحق الذي ارتضيت
لانبيائك و رسلك و ملائكتك حتى نلقاك به
وعافنا من البلاء و البلوى و
الفتن ما ظهر منها و
ما بطن و صل وسلم و بارك
على سيدنا محمد و اله اجمعين

ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت کا سوال کرتے
ہیں اے طاقت و زور والے ، اے بچید رحم فرمانے
والے ، اے ہمیشہ رحم کرنے والے ، اے زبردست
ذات (سب پر غالب) ، اے (گناہوں کی) پڑھ ٹوٹی
کرنے والے ، اور انھیں معاف فرمانے والے
(مالک) ، ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر درود و سلام اور برکات
نازل فرما اور ان کی آل و اولاد اور ساتھیوں پر بھی
اور ہمیں اپنے دین حق پر استوار رکھ جو دین تو نے
اپنے انبیائے کرام اور رسولان عظام اور ملائکہ
کرام کے لئے پسند فرمایا تا آنکہ ہم اسی دین پر

وارحم عجزنا وفاقنا بهم یا ارحم الراحمین
 آمین والصلوة والسلام علی الشفیع
 الکریم والہ وصحبہ والحمد للہ رب
 العالمین۔

قائم رہتے ہوئے تیرے ساتھ جا ملیں اور ہمیں ظاہر
 باطن (کھلے چھپے) فتنوں، مصیبتوں اور ابتلاؤں
 سے عافیت عطا فرما اور ہمارے آقا حضرت محمد
 کریم پر رحمت و برکت اور سلام نازل فرما، ان
 کی طفیل ہمارے عجز اور فاقہ میں ہماری حمایت اور مدد فرما اے سب سے بڑے رحم کرنے والے، آمین
 درود و سلام ہو شفیع کریم کی ذات اقدس پر اور ان کی تمام آل اولاد اور ساتھیوں پر۔ تمام تعریفیں
 اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے آمین۔ (ت)

اور ایک سخت آفت یہ ہوتی ہے کہ ایسے قبیح نام والے اپنے نام کے ساتھ حسب رواج نام پاک
 محمد ملا کر لکھتے، کہتے اور اسی کی اوروں سے طبع رکھتے ہیں اگر کوئی خالی ان کا نام بے نام اقدس لکھے تو گویا اپنی
 حقارت جانتے اور آدھا نام لینا سمجھتے ہیں، حالانکہ ایسے بڑے معنی کے ساتھ اس نام پاک کا ملنا خود اس
 نام کریم کے ساتھ گستاخی ہے۔ یہ نکتہ ہمیشہ یاد رہے کہ ان امور کی طرف اسی کو التفات و تنبہ عطا فرماتے ہیں
 جسے ایمان و ادب سے حصہ وافیہ بخشے ہیں، واللہ الحمد، اسی بنا پر فقیر کبھی جائز نہیں رکھتا کہ کلب علی،
 کلب حسین، کلب حسن، غلام علی، غلام حسین، غلام حسن، غلام حسین، قربان حسین، غلام حیلانی و
 امثال ذلک کے اسماء کے ساتھ نام پاک ملا کر کہا جائے، اللہم ادرقنا حسن اکادب و نجنا من مومثات
 الغضب، آمین (اے اللہ! ہمیں حسن ادب سے نواز اور اسباب غضب سے بچا۔ آمین۔ ت)

نظام الدین، محی الدین، تاج الدین اور اسی طرح وہ تمام نام جن میں مسمیٰ کا معظم فی الدین بلکہ معظم علی الدین ہونا
 نکلے جیسے شمس الدین، بدر الدین، نور الدین، فخر الدین، شمس الاسلام، بدر الاسلام وغیر ذلک، سب کو علماء اسلام
 نے سخت تائید رکھا اور مکروہ و ممنوع رکھا، اکابر دین قدس اسرار ہم کہ امثال اسلامی سے مشہور ہیں یہ ان کے نام
 نہیں القاب ہیں کہ ان مقامات رفیعہ تک وصول کے بعد مسلمان نے تو صیغہ انھیں ان لقبوں سے یاد کیا، جیسے
 شمس الانوار حیلانی، فخر الاسلام بزدوی، تاج الشریعہ، صدر الشریعہ۔ یونہی محی الحق والدین حضور پر نور سیدنا
 غوث اعظم، معین الحق والدین حضرت خواجہ غریب نواز، وارث النبی سلطان المند حسن سنجری، شہاب الحق والدین
 عمر شہروردی، بہاء الحق والدین نقشبند، قطب الحق والدین بختیار کاکی، شیخ الاسلام فرید الحق والدین مسعود،
 نظام الحق والدین سلطان الاولیاء محبوب الہی، محمد نصیر الحق والدین چراغ دہلوی محمود وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
 ونفعنا ببرکاتہم فی الدنیا والآخرۃ۔

حضور نور النور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب پاک خود روحانیت اسلام نے رکھا جس کی

روایت معروف و مشہور اور ہجۃ الاسرار شریف وغیرہ کتب ائمہ و علماء میں مذکور، حتیٰ سبحانہ، و تعالیٰ فرماتا ہے فلا تزکوا
انفسکم (پس آپ اپنی جانوں کو سقراطہ بناؤ۔ ت)۔ فصول عمادی میں ہے،
لا یسمیہ بما فیہ تزکیۃؑ کوئی اس نام کے ساتھ نام نہ رکھے جس میں تزکیہ کا اظہار ہو (ت)
رد المحتار میں ہے،

یؤخذ من قوله ولا بما فیہ تزکیۃ المنع
عن نحو محی الدین و شمس الدین
مع ما فیہ من الکذب والفساد بعض
المانکیۃ فی المنع منه مؤلفا
وصرح بہ القرطبی فی شرح
الاسماء الحسنی والنشد بعضهم
فقال

اری الدین لست حی من الله ان یری
وهذا له فخر و ذلک نصیر
فقد کثرت فی الدین القاب عصبۃ
هم ما فی مراعی المنکرات حمیر
وافی اجل الدین عن عزہ بہم
واعلم ان الذنب فیہ کبیر
ونقل عن الامام النووی انه کان یکره
من یلقبہ بہ محی الدین و یقول
لا جعل من دعانی بہ فی حل
ومال الی ذلک العارف بالله تعالیٰ
الشیخ سنان فی کتابہ

مصنف کے قول لا بما فیہ تزکیۃ سے معلوم ہوتا ہے
عمالت مثل محی الدین و شمس الدین نام رکھنے میں ہے
علاوہ اس کے اس میں جھوٹ بھی ہے، اور بعض مانکی
علمائے ایسے ناموں کے ممنوع ہونے میں ایک کتاب
لکھی ہے اور قرطبی نے اس کی تصریح شرح اسماء حسنہ
میں کی ہے، اور بعض نے اس بارہ میں کچھ اشعار لکھے
ہیں، پس کہا ہے،
میں دیکھتا ہوں دین کو حیا کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے
جو کھایا جائے حالانکہ یہ اس کیلئے فخر ہے اور یہ اس کے لئے
فصیر یعنی مددگار ہے، تحقیق بہت بڑے دین میں القاب اس کے
مددگاروں کے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو برائیوں کی رعایت میں گم
ہیں۔ اور تحقیق دین کی موت ان جیسے لوگوں نے ساتھ اس کی
عزت میں کی ہے اور جان لے کر اس میں ان کا بڑا گناہ ہے۔
اور امام نووی سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ محی الدین کے ساتھ
اپنے لقب ہونے کو ناپسند فرماتے تھے اور فرماتے
تھے جو شخص مجھے اس لقب سے پکارے گا میں
اسے معاف نہیں کروں گا، اور اس کی طرف
مائل ہوئے شیخ سنان عارف باللہ اپنی کتاب

لہ القرآن الکریم ۳۲/۵۳

لہ رد المحتار بحوالہ فصول العمادی کتاب المحظورات والاباۃ فصل فی البیوع دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۶۸

تبیین المحارم و اقامہ الطامۃ الکبریٰ علی المتسمین بمثل ذلک و انہ من التزکیۃ المنہم عنہا فی القراءات و من الکذب قال و نظیرہ ما یقال للمدرسین بالتزکیٰ افندی و سلطانم و نحوه ثم قال فان قیل ہذہ محبانہات صارت کالاعلام فخرجت عن التزکیۃ فالجواب ان ہذا سورہ ما یشہد من انہ اذا نودی باسمہ العلم وجد علی من ناداہ بہ فعلن التزکیۃ باقیۃ الخ۔

تبیین المحارم میں اور اس طرح کے نام رکھنے والوں کے خلاف حجت قاہرہ قائم کی اور فرمایا کہ تحقیق یہ وہ تزکیہ ہے جس سے قرآن مجید میں منع کیا گیا ہے اور جھوٹ سے ہے اور کما مثل اس کے وہ جو کہا جاتا ہے واسطے مدرسین کے ترکی میں آفندی و سلطانم، اور اس کی مثل پھر کہا ہے پس اگر کہا جائے یہ مجازات ہیں جو ناموں کی طرح ہو گئے ہیں پس تزکیہ سے نکل گئے تو جواب یہ ہے کہ ہمارا مشاہدہ اس بات کو رد کرتا ہے کیونکہ اگر ان اشخاص کو ان کے اسماء اعلام سے پکارا جائے تو پکارنے والے پر لوگ غصہ کریں گے، پس معلوم ہوا کہ تزکیہ کے لئے باقی ہے الخ (ت)

سترۃ نام کہ سائل نے پوچھے ان میں سے یہ دنس ناجائز و ممنوع ہیں باقی سات میں حرج نہیں، علی جان، محمد جان کا جواز تو ظاہر کہ اصلی نام علی و محمد ہے اور جان بنظر محبت زیادہ، اور حدیث سے ثابت کہ محبوبان خدا انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ و الثنار کے اسمائے طیبہ پر نام رکھنا مستحب ہے جبکہ ان کے مخصوصات سے نہ ہو۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

تسموا باسماء الانبیاء۔ رواہ البخاری فی الادب المفرد و ابوداؤد والنسائی عن انبیاء کے ناموں پر نام رکھو (امام بخاری نے ادب المفرد میں، امام ابوداؤد اور نسائی نے

لہ رد المحتار کتاب المحظور والایباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۹-۶۸
لہ ادب المفرد باب احب الاسماء الی اللہ عزوجل حدیث ۸۱۳ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ص ۲۱۱
ابوداؤد کتاب الادب باب فی تغیر الاسماء آفتاب عالم پریس لاہور ۳۲۰/۲
سنن النسائی کتاب الخیل باب ما یتحب من شیۃ الخیل نور محمد خانہ کراچی ۱۲۲/۲

ابن وہب الجشعی وله تلمذة و البخاری
فی التاریخ بلفظ سمواعن عبد اللہ بن
جواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ و له تلمذة اخرى
تعالیٰ عنہ کی سند کے ساتھ اسے روایت کیا اور اس کے لئے دوسرا تلمذ ہے۔ (ت)

اور محمد و احمد ناموں کے فضائل میں تو احادیث کثیرہ عظیمہ جلیلہ وارد ہیں :

حدیث (۱) صحیحین و مسند احمد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت انس (۲) صحیحین و
ابن ماجہ میں حضرت جابر (۳) معجم کبیر طبرانی میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی۔
میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت
نہ رکھو۔

حدیث (۲) ابن عساکر و حافظ حسین بن احمد عبد اللہ بن بکیر حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ
سے زاوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :
من ولد له مولود فسماه محمد احبالی
وتبرک باسمی کان هو مولودہ فی الجنة۔
جس کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت اور میرے
نام پاک سے تبرک کے لئے اس کا نام محمد رکھے
وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔

۳۵/۵	۶۳	دار الباز مکہ المکرمة	۱۰	التاریخ الکبیر للبخاری باب العین عبد اللہ بن جواد حدیث
۹۱۵/۲		قدیمی کتب خانہ کراچی	۱۱	صحیح البخاری کتاب الادب باب من سئى باسماء الانبیاء
۲۰۶/۲		" " "	۱۲	صحیح مسلم باب النہی عن التکنی بابی القاسم
۱۰۴/۲		امین کمپنی دہلی	۱۳	جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی کراستہ الجمع الخ
۲۴۳/ص		ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۱۴	سنن ابن ماجہ باب الجمع میں اسم النبی و کنیتہ
۱۴۰/۳		المکتب الاسلامی بیروت	۱۵	مسند احمد بن حنبل عن انس
۴۳/۲		المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	۱۶	المعجم الکبیر حدیث ۱۲۵۱۳
۴۲۱/۱۶	۵۲۱۶	موسمۃ الرسالہ بیروت	۱۷	کنز العمال بحوالہ طب عن ابن عباس
۴۲۲/۱۶	۵۲۲۳	" " "	۱۸	کنز العمال بحوالہ الرافعی عن ابی امامہ

امام خاتم الحفاظ جلال الملة والدين سيوطي فرماتے ہیں،

هذا مثل حديث ورد في هذا الباب و
اسناده لحسنه

جس قدر حدیثیں اس باب میں آئیں یہ سب میں
بہتر ہے اور اس کی سند حسن ہے۔
ان کے شامی شاگرد نے اس میں نزاع کیا کہ جس کو
علامہ ذرقانی نے رد کیا تھا لہذا اس کی طرف
الترقی فی فراجد۔

رجوع کریں۔ (ت)

حدیث (۵) حافظ ابوطاہر سلفی وحافظ ابن کثیر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں،

روز قیامت دو شخص حضرت عزت کے حضور کھڑے کئے جائیں گے حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ،
عرض کریں گے، الہی! ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے تو کوئی کام جنت کا نہ کیا۔ رب عز وجل
فرمائے گا،

ادخلا الجنة فاني آليت على نفسي ان لا يدخل النار من اسمة احمد ولا محمد
جنت میں جاؤ میں نے علف فرمایا ہے کہ جس کا نام
احمد یا محمد ہو دوزخ میں نہ جائے گا۔

یعنی جبکہ مومن ہو اور مومن عرف قرآن وحدیث وصحابہ میں اسی کو کہتے ہیں جو سستی صحیح العقیدہ ہو، کما
نص علیہ الاثمة فی التوضیح وغیرہ (بسیا کہ توضیح وغیرہ میں ائمہ کرام نے اس کی تصریح فرمائی
ہے۔ ت) ورنہ بد مذہبوں کے لئے تو حدیثیں یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں ان کا کوئی عمل
قبول نہیں، بد مذہب اگرچہ حجر اسود ومقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے
جانے پر صابر و طالب ثواب رہے جب بھی اللہ عز وجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے اور اسے جہنم میں
ڈالے۔ یہ حدیثیں دارقطنی وابن ماجہ و تہذیب و ابن الجوزی وغیرہم نے حضرت ابوامامہ وحذیفہ و
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیں اور فقیر نے اپنے فتاویٰ میں متعدد جگہ لکھیں تو محمد بن عبد الوہاب

لے رد المختار بحوالہ السیوطی کتاب المحظوظ والاباحہ فصل فی البیع وارجاء التراث العربی بیروت ۲۶۸/۵

لے الفردوس بآثار الخطاب حدیث ۸۸۳۷ دارالکتب العلمیہ بیروت ۴۸۵/۵

لے کنز العمال بحوالہ قط فی الافراد حدیث ۱۱۲۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲۲۲/۱

العلل المتناہیة باب ذم الخوارج حدیث ۲۶۱ و ۲۶۲ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۶۳

نجدی وغیرہ گمراہوں کے لئے ان حدیثوں میں اصلاً بشارت نہیں، نہ کہ سید احمد خان کی طرح کفار جن کا مسلک کفر قطعی کہ کافر پر تو جنت کی ہوا تک یقیناً حرام ہے۔

حدیث (۶) ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

قال الله تعالى عز وجل وعزقي وجلا لي
لا اعدب احدا تسمى باسمك بالنار يا محمد
رب عز وجل نے مجھ سے فرمایا اپنی عزت و جلال کی
قسم جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اسے دوزخ
کا عذاب نہ دوں گا۔

حدیث (۷) حافظ ابن کبیر امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں حدیث (۸) دیلمی مسند الفردوس میں موقوفاً راوی کہ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں حدیث (۹) ابن عدی کامل اور ابوسعید نقاش بسند صحیح اپنے معجم شیوخ میں راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

ما اطعم طعاما على ما بدة ولا جلس عليها
وفيها اسمي الا قد سوا كل يوم مرتين
جس دسترخوان پر لوگ بیٹھ کر کھانا کھائیں اور
ان میں کوئی محمد یا احمد نام کا ہو وہ لوگ ہر روز
دو بار مقدس کئے جائیں۔

حاصل یہ کہ جس گھر میں ان پاک ناموں کا کوئی شخص ہو دن میں دو بار اس مکان میں رحمت الہی کا نزول ہو۔ لہذا حدیث امیر المومنین کے لفظ یہ ہیں :

ما من مائدة وضعت فحضر عليها
من اسمي احمد ومحمد الا قدس الله
ذلك المنزل كل يوم مرتين
کوئی دسترخوان بچھایا نہیں گیا کہ اس پر ایسا
شخص تشریف لائے جس کا نام احمد اور محمد ہو
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تو اللہ تعالیٰ
ہر روز دو بار اس گھر کو تقدس بخشتا ہے یعنی مقدس کرتا ہے (اور ہر روز دو بار وہاں اس کی
رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ مترجم)۔ (ت)

لے تذکرۃ الموضوعات لمحمد طاهر الفتی باب فضل اسمی و اسم الانبیاء کتب شانہ مجیدہ ملتان ص ۸۹
لے الکامل لابن عدی ترجمہ احمد بن کنانہ شامی دار الفکر بیروت ۱۴۲/۱
لے الفردوس بما ثور الخطاب عن علی ابن ابی طالب حدیث ۶۱۳۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/۳۴

حدیث (۱۰) ابن سعد طبقات میں عثمان غمری مرسلہ راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ما ضراحدکم لوکان فی بیتہ محمد و محمدان وثلثۃ ۱؎
تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔

ولہذا فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اپنے سب بیٹوں بھتیجوں کا عقیقے میں صرف محمد نام رکھا پھر نام اقدس کے حفظ آداب اور باہم تمیز کے لئے عرف جہ امقر کے بعد اللہ تعالیٰ فقیر کے پانچ محمد اب موجود ہیں سلمہم اللہ تعالیٰ وعافاہم والی مدارج الکمال دقاہم (اللہ تعالیٰ ان سب کو سلامت رکھے اور عافیت بخشے اور انھیں مدارج کمال تک پہنچائے۔ ت) اور پانچ سے زائد اپنی راہ گئے جعلہم اللہ لنا اجرا و ذخرا و فرطا برحمۃ و بعزۃ اسم محمد عندہ آمین (اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے صدقے اور اسم محمد کی اس عزت و توقیر کے صدقے جو اس کی بارگاہ میں ہے ہمارے لئے اپنی رحمت اور ان کی ذات کو ذریعہ اجر، ذخیرہ اور پیشرو بنادے، آمین۔ ت)

حدیث (۱۱) ظرافتی وابن الجوزی امیر المؤمنین مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ما اجتمع قوم قط فی مشورۃ وفیہم رجل اسمہ محمد لم یدخلوہ فی مشورتہم الا لم یبارک لہم فیہ ۱؎
جب کوئی قوم کسی مشورے کے لئے جمع ہو اور ان میں کوئی شخص محمد نام کا ہو اور اسے اپنے مشورے میں شریک نہ کریں ان کے لئے اس مشورے میں برکت نہ رکھی جائے۔

حدیث (۱۲) طبرانی کبیر میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں،

من ولد لہ ثلثۃ فلم یسم احداہم محمد افقد جہل ۱؎
جس کے تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں کسی کا نام محمد نہ رکھے ضرور جاہل ہے۔

۱؎ کنز العمال بحوالہ ابن سعد عن عثمان الغمری مرسلہ حدیث ۴۵۲۰۵ مؤستہ الرسالہ بیروت ۱۶/۴۱۹
۲؎ العلل المتناہیۃ باب فضل اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۶۷ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۶۸/۱
۳؎ المعجم الکبیر حدیث ۱۱۰۷۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/۷۱

حدیث (۱۳) حاکم و خطیب تاریخ اور یطی مسند میں امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا سمیتم الولد محمداً فاکرموه وادعوا له فی المجلس ولا تقبحوا له وجہاً له
جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ، اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو اس پر برائی کی دعا نہ کرو۔

حدیث (۱۴) بزار مسند میں حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا سمیتم محمداً فلا تضربوه ولا تحرموه
جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس سے نہ مارو نہ محروم رکھو۔

حدیث (۱۵) فتاویٰ امام شمس الدین سخاوی میں ہے ابو شعیب حرافی نے امام عطاء (تابعی جلیل الشان استاذ امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت کی:

من اراد ان یکون حمل من وجہ ذکره
جو چاہے کہ اس کی عورت کے حمل میں لڑکا ہو

فلیضع یدہ علی بطنہا ویقل ان کان ذکره
اسے چاہئے اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کر کہے: اگر لڑکا ہے تو میں نے اس کا نام محمد رکھا۔ ان شاء اللہ العزیز لڑکا ہی ہوگا۔

سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ماکان فی اہل بیت اسم محمد الا کثرت برکتہ
جس گھر والوں میں کوئی محمد نام کا ہوتا ہے اس گھر کی برکت زیادہ ہوتی ہے (دسویں حدیث کے ذیل میں علامہ مناوی نے اس کو شرح تیسیر والزرقانی فی شرح

۱۔ تاریخ بغداد ترجمہ محمد بن ابی اسمعیل العلوی ۱۰۸۲ دار الکتاب العربی بیروت ۹۱/۳
۲۔ کشف الاستار عن زوائد البزار باب کرامۃ اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۹۸۸ بیروت ۴۱۲/۲
۳۔ فتاویٰ امام شمس الدین سخاوی
۴۔ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ما ضرا حدکم الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۳۵۲/۲

المواہب -

شرح مواہب اللدنیہ میں ذکر کیا ہے - ت
 بہترین ہے کہ صرف محمد یا احمد نام رکھے اس کے ساتھ جان وغیرہ اور کوئی لفظ نہ ملائے کہ فضائل
 تنہا انھیں اسمائے مبارکہ کے وارد ہوئے ہیں -

غلام علی، غلام حسین، غلام غوث، غلام جیلانی اور ان کے امثال تمام نام جن میں اسمائے مجاہدانہ
 کی طرف اضافت لفظ غلام ہوں سب کا جواز بھی قطعاً بدیہی ہے - فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے فتاویٰ
 میں ان ناموں پر ایک فتویٰ قدرے مفصل لکھا اور قرآن و حدیث اور خود پیشوایان و بابیہ کے اقوال سے
 ان کا جواز ثابت کیا، اللہ عز و جل فرماتا ہے :

و یطوف علیہم غلمان لھم کانھم
 لؤلؤ مکنون
 ان کے غلام گشت کرتے ہونگے گویا وہ موتی ہیں
 محفوظ رکھے ہوئے -

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا یقولن احدکم عیدی کلکم عبید اللہ
 ولكن لیقل غلامی هذا مختصر - مراد
 مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ -
 ہرگز تم میں اب کوئی اپنے مملوک کو یوں نہ کہے کہ
 میرا بندہ تم سب خدا کے بندہ ہو یا یوں کہے
 کہ میرا غلام - (اسے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے روایت کیا - ت)

و بابیہ کے شرک ہمیشہ ایسے ہی ہوتے ہیں کہ خود قرآن و حدیث میں بھرے ہوتے ہیں خدا و رسول
 تک ان شرک دوستوں کے حکم شرک سے محفوظ نہیں والعیاذ باللہ رب العالمین (خدا کی پناہ جو
 تمام جہانوں کا پروردگار ہے - ت)

مزہ یہ ہے کہ لفظ غلام کی اسمائے الہیہ جل و علا کی طرف اضافت خود ممنوع ہے اللہ کا غلام
 نہ کہا جائے گا، غلام کے معنی حقیقی پس ہیں، ولہذا عبیدہ کو شفقتاً عربی میں غلام اردو میں چھوکر کہتے
 ہیں، سیدی علامہ عارف باللہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں زیر حدیث
 فرماتے ہیں :

ولکن لیقل غلامی وجاریتی و فتائی
 مگر وہ یوں کہے میرا غلام، میری باندی، میرا جوان

لہ القرآن الکریم ۲۳/۵۲

لے صحیح مسلم کتاب الالفاظ من الادب باب حکم اطلاق لفظ العبد الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۳۸

و فتاویٰ مراعاة الجانب الادب فی حق اللہ
تعالیٰ لانه یقال عبد اللہ و امۃ اللہ و
لا یقال غلام اللہ و جاسریۃ اللہ و لا فتی اللہ
و لا فتاة اللہ اھ باختصار۔
یا اللہ تعالیٰ کی لونڈی اور فتی اور فتاة (جوان مرد، جوان عورت) کو بھی اللہ تعالیٰ کے نام کے
ساتھ منسوب نہیں کیا جاتا اھ باختصار (ت)

سبحان اللہ! یہ عجیب شرک ہے جو خود حضرت عزت کے لئے روا نہیں بلکہ اس کے غیر ہی
کے لئے خاص ہے مگر ہے یہ کہ وہابیہ کے دین فاسد میں محبوبان خدا کا نام ذرا اعزاز و تکریم کی نگاہ
سے آیا اور شرک نے منہ پھیلایا، پھر چاہے وہ بات خدا کے لئے خاص ہو نہ درکنار خدا کے لئے جائز
بلکہ متصور ہی نہ ہو، آخر نہ دیکھا کہ ان کے پیشوائے تقویۃ الایمان میں قبر پر شا میانہ کھڑا کرنا مورچیل
جھنڈا شرک بتادیا اور اسے صاف صاف ان باتوں میں جو خدا نے اپنی تعظیم کے لئے خاص کی ہیں گنا دیا
یعنی اس کے معبود نے کہہ دیا ہے کہ میری ہی قبر پر شا میانہ کھڑا کرنا میری ہی تربت کو مورچیل جھنڈا
و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر شان والے کی توفیق کے
بغیر گنا ہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں۔ ت) آخر نہ سنا کہ ان کے مائلہ غیر مقلد ان
کے اب نے پیشوا صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی آنجنابی اپنے رسالہ کلمۃ الحق میں لکھ گے ص ۷
چو غلام آفتابم از آفتاب گویم

(جب میں سورج کا غلام ہوں تو پھر سب کچھ سورج ہی کے حوالہ سے کہوں گا۔ ت)
خدا کی شان غلام محمد، غلام علی، غلام حسین، غلام غوث تو معاذ اللہ شرک و حرام اور غلام آفتاب
ہونا یوں جائز و بے ملام، حالانکہ ترجمہ کیجئے تو جیسا فارسی میں غلام آفتاب ویسا ہی عربی میں مشرکین عرب
کا نام عبد تمس، ہندی میں کفار کا نام سورج داس، زبانیں مختلف ہیں اور حاصل ایک، و لا حول
و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت سوائے اللہ تعالیٰ بزرگ
برتر بڑی شان والے کی توفیق کے کسی میں نہیں۔ ت) ہدایت علی کا جواز بھی ویسا ہی ظاہر و باہر

جس میں اصلاً عدم جواز کی بُنہیں، وہاں یہ خذلہم اللہ تعالیٰ کہ محبوبانِ خدا کے نام سے جلتے ہیں آج تک ان کے کبراء نے بھی اس میں کلام نہ کیا البتہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کے مجموعہ فتاویٰ جلد اول طبع اول صفحہ ۲۶۴ میں اس نام پر اعتراض دیکھا گیا اول کلام میں تو صرف خلافِ اولیٰ ٹھہرایا تھا آخسر میں ناجائز و گناہ قرار دے دیا حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ اس کا خلاصہ عبارت یہ ہے :

استقمار

کے نام خود ہدایت علی می داشت باہام اسمائے شرکیہ تبدیل نموده ہدایت العلی نہاد شخصے بر آں معترض شد کہ لفظ ہدایت مشترک است بین معنیین ارادة الطريق والیصال الی المطلوب و ہکذا لفظ علی بغير الف و لام مشترک است بین اسمائے الہیہ و حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔ عجیب گفت دریں صورت تا سید اثبات مدعا کنست پھر لفظ ہدایت و علی مشترک شد بین معنیین پس چار احتمال سے شونیکے ازاں از ہدایت معنی اول و از علی اللہ عز و جل شانہ، دوم از ہدایت معنی ثانی از علی جل جلالہ، سوم از ہدایت معنی اول و از علی حضرت علی کرم اللہ وجہہ، چہارم از ہدایت معنی ثانی و از علی حضرت علی پس سہ احتمال اول خالی از ممانعت شرعیہ ہستند البتہ رابع خالی از ممنوعیت نیست چہ در جملہ اسمائے شرکیہ مفہوم سے شود پس ہر اسم کہ از شہودین اسمائے شرکیہ و عدمہ اختر از ازاں لایذی ست بلکہ واجب و اگر کے بر اسم متنازع فیہ قیاس نموده بر عبد اللہ شرک ثابت کند یا علی گفتن ممانعت نماید آیا قیاس او صحیح

ایک شخص کا نام ہدایت علی تھا اس نے اسے شرکیہ نام خیال کرتے ہوئے اسے ہدایت العلی سے بدل دیا پھر اس پر یہ اعتراض کیا گیا کہ لفظ ہدایت 'اراء الطريق' (راستہ دکھانا) اور ایصال الی المطلوب (مطلوب و مقصود تک پہنچا دینا) ہے، ان دو معنوں میں مشترک ہے اسی طرح لفظ علی بغير الف و لام اسمائے الہیہ سے بھی ہے اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی ہے یعنی خالق و مخلوق دونوں میں مشترک ہے۔ جواب دینے والے نے کہا کہ اس صورت میں میری سوچ کی تائید پائی جاتی ہے وہ اس طرح کہ جب لفظ ہدایت اور علی دو معنوں میں مشترک ہوا تو چار احتمال پیدا ہو گئے (۱) ہدایت سے پہلا معنی اور علی سے اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہو۔ (۲) ہدایت سے دوسرا معنی اور علی سے اللہ تعالیٰ مراد ہو (۳) ہدایت سے پہلا معنی اور علی سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ مراد ہوں (۴) ہدایت سے دوسرا معنی اور علی سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ مراد ہوں۔ پس تین اول الذکر احتمال شرعی

ست یا نہ؟ بیٹو اتوجروا۔
 منافعت نہیں رکھتے، البتہ چوتھے احتمال میں منافعت کا پہلو موجود ہے، پس تمام اسماءِ شریکہ سے یہی مفہوم ظاہر ہوتا ہے لہذا جو نام اسماءِ شریکہ و غیر شریکہ مشترکہ و غیر مشترکہ میں داخل ہوتا ہو اس سے پرہیز لازمی اور واجب ہے، اگر کوئی شخص اسم مختلف فیہ پر قیاس کرتے ہوئے یا علی کہنے کی منافعت کرے تو اس کا قیاس درست متصور ہوگا یا نہ؟ بیان فسراد و تاکہ اجر و ثواب پاؤ۔

الجواب

ہو المصوب لفظ علی کہ از اسمائے النبیہ ست
 الف لام برآں زائد میشود برائے تعظیم چنانکہ در
 الفضل و النعمان وغیرہ بر لفظ علی کہ از اسمائے
 مرتضیٰ ست لام داخل نمی شود بنا بر علیہ ہدایت
 الیٰ علی اولیٰ ست از ہدایت علی، چہ در اولیٰ
 اشتباہ اضافت ہدایت بسوئے علی مرتضیٰ نیست
 و در صورت ثانیہ بسبب اشتراک لفظ ہدایت
 بحسب استعمال و اشتراک لفظ علی اشتباہ امر
 ممنوع موجود و در اسمی از ہجو اسم کہ ایہام
 مضموم غیر مشروع سازد احتراز لازم بہ ہمیں
 سبب علماء از تقسیمہ بعد النبی وغیرہ منع ساختہ اند
 و اما در عبد اللہ وغیرہ پس ایہام امر غیر مشروع
 نیست و بچنین در یا علی ہر گاہ مقصود ندائے
 پروردگار باشد نزاعی نیست۔
 حررہ ابو الحسنات عبد الحمیٰؒ
 عبد النبی نام رکھنے سے منع کرتے ہیں لیکن عبد اللہ وغیرہ میں ایہام غیر مشروع نہیں، اسی طرح
 یا علی میں اگر اللہ تعالیٰ کو ندا کرنا مقصود ہو تو کوئی نزاع نہیں کوئی اختلاف نہیں۔ ابو الحسنات
 عبد الحمیٰ نے اسے تحریر کیا۔ (د)

اقول (میں کہتا ہوں - ت) مگر یہ جواب سخت عجب عجب ہے یساوی ہزلا
 بل یساوی ہزلا (جواب مذکور خوش طبعی کے برابر ہے بلکہ منہی مذاق کے مساوی ہے - ت)
 اولاً اس تمام کلام مختل النظام کا بنی ہی سرے سے پادر ہوا ہے ممنوع ایہام ہے نہ کہ مجرد احتمالی
 ولو ضعیفا بعیدا (اگرچہ ضعیف اور بعید ہو - ت) ایہام و احتمال میں زمین و آسمان کا فرق
 ہے، ایہام میں تبادور و کار ہے ذہن اس معنی ممنوع کی طرف سبقت کرے نہ یہ کہ شکوک محتملہ عقلیہ
 میں کوئی شق معنی ممنوع کی بھی نکل سکے تلخیص میں ہے :

الایہام ان یطلق لفظہ معنیان قریب
 وبعید ویراد بہ البعید
 ایہام یہ ہے کہ ایسا لفظ بولا جائے جو دو معانی
 رکھتا ہو ایک معنی قریب اور دوسرا معنی بعید ہو
 اور اس لفظ کو بول کر معنی بعید مراد لیا جائے (ت)

علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف کتاب التعریفات میں فرماتے ہیں :

الایہام ویقال لہ التخیل ایضا وهو ان
 ینذکر لفظہ معنیان قریب وغریب فاذا
 سمعه الانسان سبق الی فہمہ القریب و
 مراد المتکلم الغریب و اکثر المتشابهات
 من ہذا الجنس ومنہ قولہ تعالیٰ و
 السموات مطویات بیمیمنہ
 ایہام تخیل بھی کہلاتا ہے مراد یہ ہے کہ ایسا لفظ
 ذکر کیا جائے کہ اس کے دو معنی ہوں ایک
 قریب اور دوسرا غریب، جب کوئی بندہ اسے
 سنے تو اس کا فہم معنی قریب کی طرف پکے (یعنی
 وہی تبادور الی الفہم ہو) لیکن متکلم کی مراد معنی
 غریب ہو۔ زیادہ تر متشابهات اسی قسم سے

ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اُس دن سب آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں طومار کی
 طرح لپٹے ہوں گے اسی قسم سے ہے - (ت)

مجرد احتمال اگر موجب منع ہو تو عالم میں کم کوئی کلام منع و طعن سے خالی رہے گا زید آیا گیا اٹھا
 بیٹھا، عمرو نے کھایا یا کھا سنا۔ مجیب صاحب نے سوال دیکھا جواب لکھا وغیرہ وغیرہ سب افعال
 اختیار یہ کی اسناد و معنی کو محتمل - ایک یہ کہ زید و عمرو مجیب نے اپنی قدرت ذاتیہ مستقلہ تامل سے
 یہ افعال کئے، دوسرے قدرت عطائیہ ناقصہ قاصرہ سے اول قطعاً شرک ہے لہذا ان اطلاقات

۱۔ تلخیص المفتاح الفن الثالث مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی ص ۱۰۵ و ۱۰۶

۲۔ التعریفات لسید شریف علی الجرجانی باب الالف انتشارات ناصر خسرو طهران ایران ص ۱۸

سے احتراز لازم ہو جائے گا اور یہ بدابہت قطعاً اجماعاً باطل ہے۔ فاضل مجیب نے بھی عمر بھر اپنے محاورات روزانہ میں ایسے ایہامات شرک برتے اور ان کی تصانیف میں ہزار در ہزار ایسے شرک بالایہام بھرے ہوں گے، جانے دیجئے نماز میں و تعالیٰ جد لک تو شاید آپ بھی پڑھتے ہوں، جد کے دوسرے مشہور و معروف بلکہ مشہور تر معنی یہاں کیسے صریح شدید کفر ہیں، عجیب کہ اتنے بڑے کفر کا ایہام جان کر اسے حرام نہ مانا تو بات وہی ہے کہ ایہام میں تبادر و سبقت و اقربیت درکار ہے اور وہی ممنوع ہے نہ کہ مجرد احتمال، یہ فائدہ واجب الحفظ ہے کہ آج کل بہت جھلا ایہام احتمال میں فرق نہ کر کے ورطہ غلط میں پڑتے ہیں۔

ثانیاً ایسی ہی نکتہ تراشیاں ہیں تو صرف ہدایت علی پر کیوں الزام رکھتے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے نام پاک علی کو اس سے سخت تر شفیع کہتے وہاں تو چار احتمالات سے ایک میں آپ کو شرک نظر آیا تھا، یہاں برابر کا معاملہ نصف نصف کا حصہ ہے۔ علی کے دو معنی ہیں علو ذاتی کہ بالذات للذات متعالی عن الاضافات ہو (بلندی بالذات یعنی ذاتی بلندی بغیر کسی سبب اور واسطہ کے صرف اس ہستی پاک ہی کے لئے ہے جو تمام اضافتوں اور نسبتوں سے مبرا اور بلند ہے۔ ت) دوسرا اضافی کہ حسی کے لئے ہے، اول کا اثبات قطعاً شرک تو علی میں ایہام شرک ہدایت علی سے دونا ٹھہرے گا ولا یقول بہ جاہل فضلاً عن فاضل (کوئی جاہل بھی یہ نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ کوئی فاضل یہ کہے۔ ت)

ثالثاً ایک علی ہی کیا جس قدر اسمائے مشترکہ فی اللفظ میں الخالق والمخلوق ہیں، جیسے رشید و حمید و جلیل و جلیل و حکیم و حکیم و عظیم و عظیم و غیرہ سب کا اطلاق عباد پر ویسا ہی ایہام شرک ہوگا جو ہدایت علی کے ایہام سے دو چند رہے گا حالانکہ خود حضرت عزت نے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں کسی کو ایک ہی کو دو نام اپنے اسمائے حسنی سے عطا فرمائے اور حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے طیبہ میں تو ساٹھ سے زیادہ آئے کما فصلہ العلماء فی المواہب وغیرہا (جیسا کہ علماء کرام نے مواہب لدنیہ وغیرہ میں مفصل بیان فرمادیا ہے۔ ت) خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا نام پاک حاشر بتایا، صحابہ کرام و تابعین و ائمہ دین میں کتنے اکابر کا نام مالک تھا ان کے ایہاموں کو کتنے درمختار وغیرہ معتمدات میں تصریح کی کہ ایسے نام جائز ہیں اور عباد کے حق میں دوسرے معنی مراد لئے جائیں گے نہ وہ جو حضرت حق کے لئے ہیں۔

جاء التسمية بعلی و رشید و غیرہما من
الاسماء المشتركة و یوادی حقنا غیر ما یوادی
فی حق اللہ تعالیٰ۔

علی، رشید اور ان کے علاوہ دیگر اسماء مشترکہ کے
ساتھ کسی کا نام رکھنا جائز ہے لہذا ہمارے
حق میں وہ معنی مراد لیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ
کے حق میں مراد نہیں لیا جاتا۔ (ت)

کیوں نہیں کہتے کہ ایسے نام بوجہ اشتراک ناجائز ہیں کہ دوسرے معنی شرک کا احتمال باقی ہے،
ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (گناہوں سے محفوظ رہنے اور نیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں
سوائے اللہ تعالیٰ بزرگ و عظیم ذات کی توفیق کے۔ ت)

رابعاً سائل نے اپنی جہالت سے صرف عبد اللہ میں شرک سے سوال کیا تھا حضرت مجیب نے
اپنی نبالت سے وغیرہ بھی بڑھا دیا کہ اپنے نام نامی کو ایہام شرک سے بچالیں مگر جناب کی دلیل سلامت
ہے تو اس ایہام سے سلامت بخیر ہے۔ عبد الحی میں دو جزو ہیں اور دونوں کے دو دو معنی، ایک
عبد مقابل اللہ، دوم مقابل آقا۔

قال اللہ تعالیٰ وانکحوا الایامی منکم
والصلحین من عبادکم و اعبادکم
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، لوگو! تم میں سے
جو نکاح کے بغیر (یعنی غیر شادی شدہ) ہیں
اور جو تمہارے صالح غلام اور لونڈیاں ہیں ان کے
ساتھ نکاح کر دو۔ (ت)

دیکھو حق سبحانہ نے ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا، یوں ہی ایک حجتی اسم الہی کہ حیات
ذاتیہ، ازلیہ، ابدیہ، واجبہ سے مشعر، اور دوسرا من و تو زید و عمر و سب پر صادق، جس سے
آیت کریمہ تخرج الہی من الیمت (اے اللہ تعالیٰ! تو مردے سے زندہ نکالتا ہے۔ ت) وغیرہ
منظر۔ اب اگر عبد بمعنی اول اور حجتی بمعنی دوم لیجئے قطعاً شرک ہے وہی چار صورتیں ہیں اور وہی ایک
صورت پر شرک موجود، پھر عبد الحی ایہام شرک سے کیونکر محفوظ، اس سے بھی احتراز لازم تھا، بعینہ
یہی تقریر حضرت بابرکت فاضل کامل صحیح العقیدہ سنی مستقیم جناب مستطاب مولانا مولوی عبد الحسین

رحمۃ اللہ علیہ کے اسم میں جاری ہوگی ملاحظہ ہو کہ یہ تشقیق و تدقیق کہاں تک پہنچی نسأل اللہ سلامۃ (ہم اللہ تعالیٰ سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔ ت) فقیر کے نزدیک ظاہراً یہ پھر کتنی ہوئی برہان حضرت مجیب کو جناب سائل کے فیض سے پہنچی، سائل نے ذکر کی، مجیب نے بے غور کئے قبول کر لی ورنہ ان کا ذہن شاید ایسی دلیل ذلیل علیٰ کلیل کی طرف ہرگز نہ جاتا جس سے خود ان کا نام نامی بھی عادم الجواز و لازم الاحراز قرار پاتا۔

خاصاً یا علی کو فرمایا جاتا ہے کہ جب مقصود ندائے مجہود تو نزاع مفقود، جی کیا وجہ یہاں بھی صاف دوسرا احتمال موجود، اپنا قصہ نہ ہونا ایہام و احتمال کا نافی کب ہو سکتا ہے، ایہام تو کہتے ہی وہاں ہیں جہاں وہ معنی موسوم مراد متکلم نہ ہوں، تلخیص و تقریفات کی عبارتیں ابھی سن چکے اور اگر قصہ پر مدار و اعتماد ہے تو ہدایت علی پر کیا ایراد ہے، وہاں کب معنی شرک مقصود و مراد ہے۔

سادساً علی پر الف لام لانا کب ایسے مالک شریک سے نجات دے گا علما پر لام نہ آتا سہی صفت پر تو قطعاً آ سکتا ہے اور وہ یقیناً صفات مشترکہ سے ہے تو احتمال اب بھی قائم اور احراز لازم، بلکہ سراجیہ و تاتارخانیہ و منح الغفار وغیرہ سے تو ظاہر کہ الحلی باللام نام رکھنا بھی رد اسے رد المحار میں ہے :

فی التارخانیۃ عن السراجیۃ التسمیۃ
باسم یوجد فی کتاب اللہ تعالیٰ کالعلی
والکبیر والرشید والبدیع جائزۃ الخ
ومثلہ فی المنح عنہا وظاہرہ الجواز و
لومعرفا بالیہ

تاتارخانیہ میں فتاویٰ سراجیہ سے نقل کیا گیا ہے
کہ ایسے نام رکھنا جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں
اللہ تعالیٰ کی صفات کے طور پر پائے جاتے
ہیں جیسے علی، کبیر، رشید اور بدیع وغیرہ جائز
ہے الخ، اور اسی طرح منح الغفار میں سراجیہ
سے نقل کیا گیا ہے پس بظاہر یہ جائز ہے اگرچہ وہ ال سے معرفہ ہو۔ (ت)

سابعاً جب گفتگو احتمال پر چل رہی ہے تو معینین ایصال الی المطلوب و ارادت طریق
میں تفرقہ باطل، ایصال ارادت دونوں دو معنی خلق و تسبب پر مشتمل معنی خلق دونوں مختص بحضرت احدی
ہیں، کیا ارادت بمعنی خلق رویت غیر سے ممکن ہے اور بمعنی تسبب دونوں غیر کے لئے حاصل ہیں، کیا
انبیاء سے ایصال بمعنی سببیت فی الوصول نہیں ہوتا فطاح التفرقة و زاح الشقشقة (پس

دونوں میں تفرقہ نابود ہو گیا اور تذبذب زائل ہو گیا۔ (ت) ہاں یوں کہنے کہ ادھر علی مشترک ادھر ہدایت خلی و تسبیب دونوں میں مستعمل، یوں چار احتمال ہوئے، مگر اب یہ مصیبت پیش آئے گی کہ جس طرح ہدایت بمعنی خلی غیر خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی بمعنی محض تسبیب حضرت عزت جل جلالہ کی طرف نسبت نہیں پاسکتی ورنہ معاذ اللہ اصل خالق و معطی دوسرا ٹھہرے گا اور اللہ عز وجل صرف سبب و واسطہ و وسیلہ، اس کا پایہ شرک بھی اونچا جائے گا کہ وہاں تو تسویہ تھا یہاں اللہ سبحانہ پر تفضیل دینا قرار پائے گا، علی پر لام لا کر اول کا علاج کر لیا اس دوم کا کہ اس سے بھی سخت تر ہے علاج کہ ہر سے آئے گا اب ایک لام نبی گھڑ کر ہدایت پر داخل کیجئے کہ وہ معنی خلی میں متعین ہو جائے اور احتمال تسبیب اٹھ کر ایہام شرک و بدتر از شرک راہ نہ پائے۔

ثامناً ایک ہدایت کیا جتنے افعال مشترکہ الاطلاق ہیں سب میں اسی آفت کا سامنا ہو گا جیسے احسان و انعام، اذلال و اکرام، تعلیم و افہام، تعذیب و ایلام، عطا و منع، اضرار و نفع، قہر و قتل، نصب و عزل و غیر ہا کہ مخلوق کی طرف نسبت کیجئے تو معنی خلی موہم شرک اور خالق کی طرف تو معنی تسبیب مشعر کفر۔

بہر حال مفکر کہہ، اگر کہتے خالق عز وجل کی طرف نسبت ہی دلیل کافی ہے کہ معنی خلی مراد ہیں، ہم کہیں گے مخلوق کی جانب اضافت ہی برہان وافی ہے کہ معنی تسبیب مقصود ہیں، ولہذا علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ امثال انبت الربیع البقل و حکم علی الدہر (بہار نے سبزہ اگایا اور دہر نے مجھ پر حکم کیا۔ ت میں قائل کا موجد ہونا ہی قرینہ شافی ہے کہ اسناد مجاز عقلی ہے لب بکہ اللہ اس ایہام کی بنیاد ہی نہ رہی۔

تاسعاً اپنے (با آنکہ اسمائے الہیہ تو قیفیہ ہیں اور خصوصاً آپ بہت جگہ صرف نہ وارد ہوئے نہ منقول ہونے کو حجت ممانعت جانتے ہیں) حتی سبحانہ کا نیا نام منصوب ایجاد فرمایا ہر جواب کی ابتداء ہو المصوب (وہی درست راستہ بتانے والا ہے۔ ت) سے ہوتی ہے یہ کب احتمال شنیع سے خالی ہے، تصویب جس طرح ٹھیک بتانے کو کہتے ہیں یونہی سر جھکانے کو، اور مثلاً جو سر جھکائے بیٹھا ہو اسے مصوب، اور دونوں معنی حقیقی ہیں تو آپ کے طور پر اسی کلمے میں ایہام تجسیم ہے اور تجسیم کمنہ و ضلال عظیم ہے۔

عاشراً جب مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی طرف اضافت ہدایت کا اشتباہ امر ممنوع کا اشتباہ اور موجب لزوم احتراز ہے تو بالقصہ اس جناب ہدایت مآب کی طرف اضافت ہدایت کس درجہ

سخت ممنوع و معترض الاحتراز ہوگی، یہاں مولیٰ علی کو ہادی کہنا حرام ہو گیا حالانکہ یہ احادیث صریحہ اجماع جمیع ائمہ اہلسنت و جماعت کے خلاف ہے، شاید یہ عذر کیجے کہ ہدایت بمعنی خلق کا اشتباہ موجب منع تھا اس معنی پر اضافت قصدیہ ضرور حرام بلکہ ضلال تام ہے، نہ بمعنی تسبیب کہ جائز و معمول اہل اسلام ہے مگر یہ وہی عذر معمول ہے جس کا رد گزرجکا، کیا جب مولیٰ علی کی طرف اضافت کا اصلاً قصدیہ نہ ہو اس وقت تو بوجہ اشتراک بمعنی مولیٰ علی کی جانب ہدایت بمعنی خلق کی اضافت کا اشتباہ ہوتا ہے اور جب بالقصد خود حضرت مولیٰ علی ہی کی طرف اضافت مراد ہو تو اب اشتراک بمعنی جاتا رہتا اور اشتباہ راہ نہیں پاتا اگر نافع اشتباہ مخلوق کا اس معنی کے لئے صالح نہ ہونا ہے تو صورت عدم قصد میں کیوں مانع نہیں، اور اگر باوصف عدم صلوح اشتباہ قائم رہتا ہے تو صورت قصد میں کیوں واقع نہیں۔

حادی عشر نہ صرف امیر المؤمنین علی بلکہ انبیائے کرام و رسل عظام و خود حضور پر نور سید الانام علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ و التسلیم کسی کی طرف اضافت ہدایت اصلاً روا نہ رہے گی کہ بوجہ احتمال معنی دوم ایہام شرک ہے، اب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو ہادی کہنا بھی حرام ہو گیا، اور یہ قرآن عظیم و صحاح احادیث و اجماع اُمت بلکہ ضروریات دین کے خلاف ہے۔

ثانی عشر خود جناب مجیب نے اپنے فتاویٰ جلد سوم ص ۶۶ میں اس لزوم احتراز کا رد صریح فرما دیا اور ادعائے ایہام کا فیصلہ بول دیا۔ فرماتے ہیں،

سوال: عبد النبی یا مانند آن نام نہاد کن درست است یا نہ؟
سوال: عبد النبی یا اس جیسا نام رکھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اگر یہ اعتقاد ہو کہ عبد النبی نام والا شخص نبی کا بندہ ہے تو یہ عین شرک ہے اور عبد بمعنی غلام مملوک مراد ہو تو یہ خلاف واقع ہے اور اگر مجازاً عبد بمعنی مطیع یا ہو تو مضائقہ نہیں، لیکن خلاف اولیٰ ہے، امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص ہرگز عبدی (میرا عبد) اور امتی (میری باندی) نہ کہے

جواب: اگر اعتقاد ایسی معنی ست کہ اس کس کہ عبد النبی نام دار و بندہ نبی است عین شرک است و اگر عبد بمعنی غلام مملوک ست آن ہم خلاف واقع است و اگر مجازاً عبد بمعنی مطیع و منقاد گرفتہ شود مضائقہ ندارد لیکن خلاف اولیٰ ست، روی مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قال لا یقولن احدکم عبدی و

اُمّتی کلکم عباد اللہ وکل نساءکم اہل اللہ
 ولكن لیقل عظامی وجاریتی وفتاتی
 وفتاتی انتہی یہ

تم سب مرد اللہ تعالیٰ کے بندے اور تمہاری تمام عورتیں
 اللہ تعالیٰ کی باندیاں ہیں، لیکن اگر کہتا ہو تو
 غلامی (میر غلام)، جاریتی (میری حنفیہ)
 فتاتی (میر غلام)، فتاتی (میری لونڈی) کے انتہی (ت)

اقول قطع نظر اس سے کہ یہ جواب بھی بوجہ مخدوش ہے اولاً عصبہ وبنہ میں سوائے
 اختلاف زبان کے کوئی منسرق نہیں ایک دوسرے کا پورا ترجمہ ہے، عصبہ وبنہ دونوں عربی و عجمی دونوں
 زبانوں میں اللہ و خدا و مولیٰ و آقا دونوں کے مقابل بولے جاتے ہیں تو عصبہ بمعنی بندہ کو مطلقاً عین شرک کہہ دینا
 ایسا ہی ہے کہ کوئی کہے کہ عین سے مراد عین ہے تو غلط ہے اور چشمہ مقصود ہو تو صحیح، حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی
 ثنوی شریف میں حدیث شراے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ملتا ہے جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں
 خرید لیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے میں شرک
 نہ کیا، اس پر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا،

گفت ما دو بندگان کوئے تو کمر دمش آزاد ہم برہے تو

(عرض کیا کہ ہم دونوں آپ کے کوچہ کے غلام ہیں، میں نے اس کو آپ کے رُخ انور پر آزاد کر دیا ت)

لاحرم جو تفصیل بعد میں ہے وہی بندہ میں۔
 ثانیاً عصبہ بمعنی بندہ و بمعنی مملوک میں یہ تفرقہ کہ اول شرک اور ثانی خلافت واقع ہے محض بے اصل و
 ضائع ہے مملوک بھی ملک ذاتی حقیقی و ملک عطائی مجازی دونوں کو مشتمل اور اول میں قطعاً شرک حاصل
 اور بندہ بھی مقابل خدا و خواجہ دونوں مستعمل اور ثانی سے یقیناً شرک زائل۔

ثالثاً آپ نے تو عصبہ بمعنی مملوک کو خلافت واقع یعنی کذب ٹھہرا کر اس ارادے کو شرک سے اتار کر
 گناہ مانا مگر ائمہ دین و اولیائے معتزین و علمائے مستنیدین قدس اللہ تعالیٰ انہم اجمعین اس اعتقاد
 کو مکمل ایمان مانتے اور اس سے خالی کو خلافت ایمان سے بے بہرہ جانتے یہ حضرت امام اجل عارف ہاشمی
 سیدی سہل بن عبد اللہ کسری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امام اجل قاضی عیاض شفا شریف پھر امام احمد
 قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقل و تذکیر پھر علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض پھر علامہ محمد بن عبد الباقی

۱۔ مجموعہ فتاویٰ کتاب العقیدہ و ما يتعلق بہا و جہ نام عبد النبی وغیرہ مطبع یوسفی لکھنؤ ۸۴/۳
 ۲۔ ثنوی المعنوی معاتبہ کردن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با صدیق اکبر حامد ایندہ کمپنی لاہور دفتر ششم ص ۱۱

زرقانی شرح مواہب میں شرحاً و تفسیراً فرماتے ہیں :

من لم ير ولاية الرسول عليه في جميع احواله ولم يرفقه في ملكه لا يذوق حلاوة سنته
جو ہر حال میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کا ملوک نہ جانے وہ سنت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا۔

سراپعاً مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اشعار عشریہ میں نقل فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ زبور شریف میں فرماتا ہے :

يا احمد فاضيت الرحمة على شفتيك من اجل ذلك ابارك عليك فمقلد السيف فان بهاء لك وحمدك الغالب (الى قوله) الامم يخبرون تحتك كتاب حق جاء الله به من اليمن والتقديس من جبل فاران وامتلات الامرض من تحميد احمد والتقديس ملك الامرض ورقاب الامم
اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت نے جوش مارا میں اسی لئے تجھے برکت دیتا ہوں تو اپنی تلوار حاکم کر کہ تیری چمک اور تیری تعریف ہی غالب ہے سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی، سچی کتاب لایا اللہ برکت و پاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے، ہجر کی زمین احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے سے، احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

کیا زبور پاک کے ارشاد کو بھی معاذ اللہ خلاف واقع کہا جائے گا۔

خاصاً امام احمد سند میں بطریق ابی معشر البراء ثنی صدقہ بن طیلستہ ثنی معن بن ثعلبہ المازنی والحق بعد ثنی الاعشی المازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، اور عبد اللہ بن احمد زوائد المسند میں بطریق عوف بن کہس بن الحسن بن صدقہ و طیلستہ الخ ، اور امام ابو جعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں بطریق ابی معشر المذکور بخور و ایتہ احمد سنداً و متنً اور ابن خلیفہ و ابن شاہین بہذا الطريق وبغیرہ اور بغوی وابن السکنت و ابن ابی عاصم بطریق الجندی بن امین بن ذرۃ بن فضلہ بن بہصل الحمرمازی عن ابيه عن جده فضلة۔

لہ المواہب اللدنیۃ المقصد السابغ الرضی بما شرعہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۲۹۹ و ۳۰۰

شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ " " " " الفصل الاول دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۲۸/۹

لہ تحفہ اشعار عشریہ باب ششم در بحث نبوت الخ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۹

حضرت اُغشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ یہ خدمت اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم میں اپنے بعض اقارب کی ایک فریاد لے کر حاضر ہوئے اور اپنی منظوم عرضی مسامح قدسید پر عرض کی جس کی ابتداء اس مصرع سے تھی اصلاً

یا مالک الناس و دیان العرب

(اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزا و سزا دینے والے)

حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی فریاد سن کر شکایت رفع فرمادی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک شخص کا مالک کہنا آپ کے گمان میں معاذ اللہ کذب تھا تو تمام آدمیوں کا مالک بتانا یا مالک الناس کہہ کر حضور کو ندا کرنا معاذ اللہ سنگھوں مہا سنگھوں کذب کا مجموعہ ہوگا، حالانکہ یہ حدیث جلیل شہادت دے رہی ہے کہ صحابی نے حضور کو مالک تمام بشر کہا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے مقبول و مقرر رکھا۔

سادس بات یہ ہے کہ آپ کے خیال شریف میں مالک و مملوک کے یہی معنی تھے کہ زید عسمر کو تانے کے کچے ٹکڑوں یا چاندی کے چند ٹکڑوں پر خریدے جیسی تو محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مالکیت کو خلاف واقع فرمادیا حالانکہ یہ مالکیت تخت پونچ پھر تخت بے وقعت ہے کہ جان در کنار گوشت پوست پر بھی پوری نہیں سچی کامل مالکیت وہ ہے کہ جان و جسم سب کے محیط اور جن و بشر سب کو شامل ہے یعنی اولے بالتصرف ہونا کہ اس کے حضور کسی کو اپنی جان کا بھی اصلاً اختیار نہ ہو یہ مالکیت حقہ صادقہ محیطہ شاملہ تامہ کاملہ حضور پر نور مالک الناس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بخلاف کبریٰ حضرت کبریاء و خلا تمام جہاں پر حاصل ہے۔

قال اللہ تعالیٰ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم نبی زیادہ والی و مالک و مختار ہے

تمام اہل ایمان کا خود ان کی جانوں سے۔

وقال اللہ تبارک و تعالیٰ ما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ و رسوله امرا ان یکون لہم الخیرۃ من انفسہم ومن یعص اللہ و

(اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا) نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو جب حکم کر دیں اللہ اور اس کے رسول کسی بات کا کہ انھیں کچھ اختیار رہے اپنی جانوں کا اور جو حکم

۲۰۱/۲ المکتب الاسلامی بیروت

۲۱۰/۲ شرح معانی الآثار کتاب النکاح باب الشعر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۶/۲۳ القرآن الکریم

رسوله فقد ضلّ ضللاً مبيناً

نہا نے اللہ و رسول کا تو وہ صریح گمراہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں،

انا اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم، رواہ احمد
والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجہ
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

میں زیادہ والی و مالک و مختار ہوں تمام اہل ایمان

کا خود ان کی جانوں سے (اسے بخاری، مسلم،

نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اگر یہ معنی مالکیت جناب مجیب کے خیال میں ہوتے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کی مالکیت کو خلاف واقع نہ جانتے اور خود اپنی جان اور سارے جہان کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم کی ملک مانتے اور اس سے ذائد مرتبہ حق حقائق ہے جس کے سننے کو گوش شنوا سمجھنے کو دل بینا
درکار ہے۔

وما اوتیتکم من العلم الا قليلاً و فوق کل ذی
علم علیم و ما یلقھا الا الذین صبروا و الا
ذو حظ عظیم۔
تمہیں صرف تھوڑا سا علم دیا گیا ہے، ہر علم والے
پر بڑے علم والا ہے، نہیں پاتے اس کو
مگر جو لوگ صبر والے ہوں مگر عظیم
حصہ۔ (ت)

سابعاً حدیث صحیح مسلم محض بے محل نہ کھور ہوئی حدیث میں تعلیم تو اضع و نفی تکبر اور آقاؤں کو
ارشاد ہے کہ اپنے غلاموں کو عبد نہ کہو نہ کیہ غلام بھی اپنے کو اپنے مولیٰ کا عبد یا دوسرے ان کو ان کے
عبد نہ کہیں، یہ ہے قرآن کہ ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرما رہا ہے، آیت عنقریب گزری رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

۱۔ القرآن الکریم ۳۶/۳۳

۲۔ صحیح البخاری کتاب الکفالة ۳۰۸/۱ و کتاب الفرائض ۲۹۷/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
صحیح مسلم کتاب الجمعة فصل فی خطبة الجمعة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۸۵/۱
کتاب الفرائض ۳۶/۲

سنن ابن ماجہ ابواب الصدقات باب من ترک دنیا الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۶
مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲۳۵/۲

لیس علی المسلمونی عبده ولا فرسہ صدقۃ
رواہ احمد والستۃ عن ابی ہریرۃ -
مسلمان پر اپنے عبد اور اپنے گھوڑے میں زکوٰۃ
نہیں (اسے احمد اور اصحاب شیعہ ابی ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت کیا - ت)

فقہ کا محاورہ عامہ و ائمہ صدر اول سے آج تک مستمر ہے، اعتق عبده و در بندہ (اس نے اپنے
عبد کو آزاد، بدر بنایا - ت)، خود مولوی مجیب صاحب اپنے رسالہ نفع لمفتی مسائل متعلقہ جمعہ میں فرماتے ہیں،
ان اذن المولیٰ عبده لہا یتخیل (اگر مولیٰ اپنے عبد کو اجازت دے تو اسے اختیار ہوا - ت) وہیں ہے،
وللمولیٰ منع عبده (مولیٰ کو اختیار ہے کہ عبد کو روک دے - ت)

عجب ہے کہ زید و عمرو بلکہ کسی کافر مشرک کے غلام کو اس کا عبد کہنے پر حدیث وارد نہ ہو اور محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کو ان کا عبد کہنے پر مقرر نہ ہو، اور سنی تو سہی امام ابو حنیفہ اسحق
بن بشر فتوح الشام اور حسن بن بشران اپنی فوائد میں ابن شہاب زہری وغیرہ ائمہ تابعین سے راوی کہ
امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں برسر منبر فرمایا،
قد كنت مع رسول الله صلى الله تعالى عليه ^{میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی}
وسلم فكنت عبده و خادمه ^{بارگاہ میں تھا تو میں حضور کا عبد تھا حضور کا بندہ}
اور حضور کا خدمتی تھا۔

نیز ابن بشران امالی اور ابوالاحمد دہقان جزیر حدیثی اور ابن عساکر تاریخ دمشق اور لا نکاتی کتاب السنہ
میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، جب امیر المؤمنین
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے منبر اطہر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر
خطبہ فرمایا حمد و درود کے بعد فرمایا،

صحیح مسلم	کتاب الزکوٰۃ	قدیمی کتب خانہ کراچی	۳۱۶/۱
سنن ابی داؤد	کتاب الزکوٰۃ باب صدقۃ الرقیق	آفتاب عالم پریس لاہور	۲۲۵/۱
سنن ابن ماجہ	کتاب الزکوٰۃ	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	ص ۱۳۱
مسند احمد بن حنبل	عن ابی ہریرۃ	المکتب الاسلامی بیروت	۲۴۲/۲
۲۷ و ۲۸ نفع لمفتی والساکی	مسائل متعلقہ بالجمعة	مطبع مجتہائی دہلی	ص ۱۰۵
۲۹ فتوح الشام لاسحق بن بشر			

ایہا الناس انی قد علمت انکم کنتم تو نسون
متی شدّة و غلظة و ذلك انی کنت مع رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و کنت عبداً و
خادماً لہ

لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی و درشتی پاتے تھے
اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں حضور کا بندہ
اور حضور کا خدمت گزار تھا۔

اب تو ظاہر ہوا کہ حدیث مسلم کو اس محل سے اصلاً تعلق نہیں، ذرا وہابی صاحب بھی اتنا سن رکھیں کہ یہ
حدیث نفیس جس میں امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ کو عبد النبی، عبد الرسول،
عبد المصطفیٰ کہہ رہے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مجمع عام زیر منبر حاضر ہے، سب سُننے
اور قبول کر رہے ہیں۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے بھی ازالۃ الخفا میں ابو حنیفہ و کتاب مستطاب الایض النضرۃ
فی مناقب العشرۃ میں تناداً ذکر کی اور مقرر رکھی، امیر المؤمنین کو بجرم ترویج تراویح معاذ اللہ گمراہ بدعتی لکھ دیا،
یہاں عیاذ باللہ مشرک کہہ دیجئے، اور آپ کے اصول مذہب نامذہب پر ضرور کنا پڑے گا مگر صاحبو!
ذرا سوچ سمجھ کر کہ شاہ ولی اللہ صاحب کا دامن بھی اسی پتھر کے تلے دبا ہے

یوں لفظ دوڑے نہ برچی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

والحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، خیر، بات دُور پہنچی، لفظ عبد و بندہ کی تحقیق تام و تفصیل احکام
فقیر کی کتاب مجیر معظم شرح اکسیر اعظم میں ملاحظہ ہو۔

یہاں یہ گزرا کرش کرنی ہے کہ مولوی مجیب صاحب کے اس فتویٰ نے ادعائے ایہام کا کام
تمام کر دیا، عبد النبی میں جناب کے نزدیک تین احتمال تھے، ایک شرک، ایک کذب، ایک صحیح۔
تو ناجائز احتمال جائز سے دُونے تھے، یا ایس ہمس کا حکم صرف خلاف اولیٰ فرمایا جو ممانعت و کراہت تحریمی
ورکنار کراہت تنزیہی کو بھی مستلزم نہیں ہر مستحب کا خلاف ترک خلاف ہے مگر مطلقاً تنزیہی نہیں۔ رد المحتار
میں بحر الرائق سے ہے،

لا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراہۃ اذ
لا بد لہا من دلیل خاص بہ
مستحب کو ترک کرنے پر کراہت لازم نہیں کیونکہ کراہت
کے لئے دلیل چاہئے۔ (ت)

لے مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر ترجمہ عربی الخطاب ۱۸۵ دار الفکر بیروت ۳۱/۱۸
لے رد المحتار کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۸۴/۱

اسی میں تحریر الاصول سے ہے :

خلاف اولیٰ مالیس فیہ صیغۃ نہی کترك صلوٰۃ الضحیٰ بخلاف مکروہ تنزیہا ۱
خلاف اولیٰ وہ ہے جس کے لئے نہی کا صیغہ استعمال نہ ہوا ہو جیسے چاشت کی نماز کا ترک ہے بخلاف مکروہ تنزیہ کے۔ (ت)

تو ہدایت علیٰ جس میں چار احتمالات سے صرف ایک باطل ہے، یعنی جائز احتمالات ناجائز سے تگنے ہیں یہ کس طرح خلاف اولیٰ درکنار مکروہ تنزیہی سے بھی گزر کر لازم الاتراز ہو گیا اربعہ کے حساب سے تو اسے خلاف اولیٰ کا نصف بھی نہ ہونا چاہیے تھا بلکہ صرف $\frac{1}{2}$ یعنی مباح مساوی طریقین سے اگر سیر بھر دوری پر خلاف اولیٰ کہا جائے تو ہدایت علیٰ میں صرف ڈیڑھ پاؤ ہو گئی اس لئے $\frac{1}{2}$ ، $\frac{1}{4}$ / مجہول پس $\frac{1}{4}$ ، $\frac{1}{8}$ ، $\frac{1}{16}$ خیر یہ حساب تو ایک تطییب قلوب ناظرین تھا حتیٰ یہ ہے کہ ہدایت علیٰ میں اصلاً کوئی وجہ کرابت تنزیہی کی بھی نہیں لزوم اتراز تو بڑی چیز ہے اور فی الواقع ہر ادنیٰ عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ عبد النبی سے ہدایت علیٰ کو نسبت ہی کیا ہے، جب وہ صرف خلاف اولیٰ ہے تو اسے خلاف اولیٰ کہنا بھی محض بے جا ہے، کلام یہاں کثیر ہے اور جس قدر مذکور ہوا طالب حق کے لئے کافی۔ واللہ یقول الحق ویبذل الایمان والحدیث علیٰ من یشاء من عباده والحدیث علیٰ من یشاء من عباده۔

کتبہ

عبد المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمجد المصطفیٰ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ
عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں

رسالہ

النور والاضیاء فی احکام بعض الاسماء
ختم ہوا

خط و کتابت

بلا اجازت کسی کا خط روکنا، کھولنا اور پڑھنا وغیرہ

مسئلہ ۲۷۹ حافظ محمد حسین تلمیذ رشید احمد گنگوہی علیہ السلام ربيع الآخر شریف ۱۳۱۲ھ

ایک لفافہ بند جس پر مکتوب الیہ نام اس طرح درج تھا زوجہ مولوی محمد فخر الدین و غلام محی الدین کے پاس پہنچے،
 ڈاکہ نے لا کر حاجی رمضان خاں ملازم مولوی محمد فخر الدین کو دیا۔ حاجی موصوف مرد ناخواند ہے
 اُس لفافہ کو ہمیشہ زاد مولوی محمد فخر الدین صاحب کے مکان پر لائے اور کہا کہ کس کے نام کا یہ خط ہے مولوی
 صاحب موصوف کے ہمیشہ زاد نے جو اس پر لکھا تھا اُن سے کہہ دیا اور اُن کو واپس دے دیا دوسرے وقت
 حاجی موصوف دوبارہ اس خط کو مولوی صاحب موصوف کے ہمیشہ زاد کے مکان پر لائے اور چند صاحب
 باہر مکان میں بیٹھے تھے اُس کا لفافہ پڑھوایا چونکہ مولوی محمد فخر الدین صاحب کی زوجہ جو احد المکتوب الیہا تھیں
 وہ انتقال کر چکی تھیں اور دوسرا مکتوب الیہ یعنی غلام محی الدین کا نام جو ساتھ میں لکھا ہوا تھا وہ سمجھ میں نہیں آتا
 تھا کہ کون شخص ہے فی الجملہ مولوی صاحب کے دونوں ہمیشہ زادے موجود تھے ایک کی رائے ہوئی کہ خط کو
 واپس کر دیا جائے دوسرے نے یہ خیال کر کے کہ کاتب کا جو نام اس پر لکھا ہوا تھا وہ ایسا تھا کہ اس کو تعلق
 زوجہ مولوی محمد فخر الدین صاحب یعنی اپنے ماموں صاحب کی زوجہ سے تھا اور اب ان کا انتقال ہوا اس خیال
 سے کہ یہ ٹکٹ چسپاں لفافہ واپس کرنے میں شاید ضائع ہو جائے اور کوئی امر قصہ کاتب یا مکتوب الیہا ضروری
 ہوا ہو اس کو چاک کر کے سرسری نگاہ سے اس کی ابتداء کو دیکھا جس سے یہ معلوم ہو گیا کہ بیشک مولوی صاحب

یعنی اپنے ماموں صاحب کی زوجہ کا ہی یہ خط ہے اور چونکہ وہ امر جو ابتدا سے معلوم ہو گیا اس خط کے پڑھنے سے متعلق مکتوب الیہا کے تہائی سے معلوم ہوا کہ اُن لڑکیوں کے پیام کی نسبت اس میں لکھا ہوا تھا اس لئے بدون پورا پڑھے ہوئے خط کے اس کو لفاظ میں رکھ کے چاک شدہ بدون بند کئے ہوئے حاجی رمضان خاں جو اس خط کو لائے تھے اُن کو دے دیا اور کہہ دیا کہ حافظ غفور الدین صاحب یعنی برادر مکتوب الیہا مرحوم کو دے دیں پس صورت حال یہ ہے اس کی نسبت یہ سوال ہے کہ خواہر زادہ مولوی صاحب نے نفاذ کو چاک کر کے اس کو سرسری نگاہ سے دیکھ کے پھر اس کو جس شخص سے متعلق مضمون اُس کا نظر آیا واپس بھیج دیا، ایسا کرنے میں وہ عند الشرع گنہگار ہے یا موافق نیست اپنی کے عند اللہ وعند الشرع ماجر ہے اور زوج مکتوب الیہا کے ملک عرب میں ہی وہ یہاں موجود نہیں ہیں۔ یقیناً توجہ و ا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

صورت مستفسرہ میں شخص مذکور گنہگار و مستحق وعید ہے۔ حدیث میں ہے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من نظرفی کتاب اخیه بغیر اذنه فانما ينظر فی الناس۔ رواه ابو داؤد فی مستندہ والحاکم وصححه وابن منیع فی مسندہ والقضاعی وغیرہم فی حدیث عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

جو اپنے بھائی کا خط بے اس کی اجازت کے دیکھے وہ بلا شبہ ہر آگ دیکھ رہا ہے (امام ابو داؤد نے اس کو اپنی سنن میں روایت کیا اور محدث حاکم نے اس کی صحت تسلیم فرمائی اور ابن منیع نے اپنے مسند میں اور قضاعی وغیرہ نے حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالہ سے روایت کی۔ ت)

علماء فرماتے ہیں خط کا تب کی ملک ہے یہاں تک کہ اگر وہ لکھے کہ اس پر جواب لکھ دے تو خود مکتوب الیہ کو اس میں تصرف جائز نہیں مگر کو واپس دینا لائق، واپس چاہے تو حکم عرف مکتوب الیہ مالک ہو جائے گا۔ جوہرہ نیزہ و منح الغفار شرح تنویر الابصار و حاشیہ طحاوی علی الدر المختار وغیرہ میں ہے،

ما جلت کتب الف آخر کتابا و ذکر فیہ اکتب الجواب علی ظہرہ، لزمہ سادہ و لیس لہ التصرف فیہ

ایک آدمی نے کسی دوسرے آدمی کو خط لکھا اور اس میں یہ ذکر کیا کہ اسی قرطاس سوال کی پشت پر ہے جواب لکھ دیں تو اس خط کا واپس کرنا لازم ہو جاتا ہے

والا ملکہ المکتوب الیہ عرفاً۔ اور اس میں کسی قسم کا تصرف کرنا جائز نہیں ہوتا۔
اور اگر یہ صورت نہ ہو تو عرف اور رواج کے مطابق مکتوب الیہ یعنی جس کی طرف خط لکھا گیا وہ اس کا مالک ہو گیا۔ (ت)

یہاں کہ خط مکتوب الیہ کے ہاتھ میں پہنچے ہی نہ پایا بلاشبہ ملک کاتب پر باقی رہا،
فان التملیک لا یتیم قبل القبض حتی لومات کیونکہ تملیک (کسی کو مالک بنانا) قبضہ کرنے سے
احدہما قبل التسليم بطل کما نص علیہ پہلے تام (مکمل) نہیں ہوتی اس لئے کہ سپردگی سے
فی الدماء وغیرہ من الاسفار الغریبہ پہلے دونوں میں سے کوئی ایک اگر انتقال کر جائے
تو معاملہ باطل ہو جاتا ہے جیسا کہ درمختار وغیرہ بڑی کتب عربی میں اس کی تصریح فرمائی گئی ہے۔ (ت)

بے اس کے اذن کے لغاف چاک کرنا ملک غیر میں تصرف کرنا جائز ہوا کہ شرعاً حرام ہے، حدیث و فقہ
کا حکم تو یہ ہے باقی رہے اس کے یہودہ عزرات جن کی بنا پر وہ نہ صرف اپنی برائت بلکہ الٹا ناجوری کا ثمنی
ہے بدتر از گناہ ہیں واپسی میں ضائع ہونے کا اندیشہ تھا تو یہ کاتب تھا مکتوب الیہ تھا کون تھا رکھنا واپس
کرنا اس سے کیا متعلق تھا اس کے پاس لغاف پڑھنے کو آیا تھا پڑھ کر لانے والے کو دے دیتا جو مطالبہ
ہوتا اس کے ذمہ ہوتا اسے مداخلت یہاں کا کس نے حکم دیا تھا ایسی ہی خیر اندیشی مد نظر تھی تو خط محفوظ رہنے
کی ہدایت کر کے کاتب کو اطلاع دی ہوتی وہ جو کتا اس پر عمل کیا جاتا نہ یہ غضب و خیانت کہ ملک غیر چاک
نامہ غیر میں نظر بیاک یعنی زید نے ایک بکری عمرو کو ہدیہ بھیجی عمرو چکا تھا لانے والا بکر کے پاس لایا یہاں
جنگل میں شام ہو گئی واپس کرنے میں اندیشہ تلف تھا بکر نے بکری براہ خیر اندیشی وہیں ذبح کر کے چکھ لی۔ یہ
خیال کہ شاید کوئی امر ضروری مفید کاتب یا مکتوب الیہ ہو یہ خیال نہ کیا کہ شاید کوئی امر راز کا ہو جس پر
اطلاع میں ان کی مضرت ہو پرائے مکان میں بے استیذان جانا شرع نے احتمال ضرر کے سبب حرام
فرمایا اور احتمال نفی کی بنا پر اجازت نہ دی یہ خیالات سب مناقض شرع محض و سوسہ شیطانی تھے کہ
معصیت پر باعث ہوئے ہر سری نگاہ سے دیکھنا بھی دیکھنا ہے آخر اس سے مضمون پر اطلاع پائی
تو یہ کیا عذر ہو سکتا ہے، جیسے کسی کے دروازہ میں سے جھانکے اور کہے ہم نے بغور تو نہیں دیکھا۔ اسی بنا پر
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس حالت میں اس کی آنکھیں پھوڑ دیں تو کچھ

۱۔ مکملہ رد المحتار فصل فی مسائل متفرقة من الہیۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۵۱/۲

حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار کتاب الہیۃ فصل فی مسائل متفرقة المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۴۰۹/۳

۲۔ درمختار کتاب الہیۃ باب الرجوع فی الہیۃ مطبع مجتہبی دہلی ۱۶۱/۲

الزام نہیں۔

فی الصحیحین عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اطلع فی بیت قوم بغیر اذنہم فقد حل لہم ان یفقأوا عینہ ۛ

بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کسی نے لوگوں کے گھروں میں بغیر انکی اجازت کے جھانک کر دیکھا تو بے شک ان گھروالوں کیلئے حلال ہے کہ اس کی آنکھ نکال دیں۔ (ت)

بلکہ دوسری حدیث ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ایسا سر جل کشف ستر فادخل بصر من قبل ان یؤذنت فقد اتی حد الا یحل لہ ان یأتیہ ولوان سر جلا فقتاً عینہ لہدرت۔ رواہ الامام احمد فی مسندہ
جو شخص کوئی پردہ کھول کر قبل اجازت نگاہ کرے وہ ایسی ممنوعات کا ترکب ہے جو اسے جائز نہ تھی اور اگر کوئی اس کی آنکھ چھوڑ دے تو قصاص نہیں۔ (امام احمد نے اس کو اپنی مسند میں حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

انصاف سے دیکھئے تو لفظ چاک کر کے خط پڑھنا بھی ایک قسم کا پردہ کھول کر نگاہ کرنا ہے اور فقط ابتدائی مضمون دیکھا تو رانہ پڑھا یعنی دروازہ ہی میں سے جھانکا سارا مکان کب نظر پڑا اور طرفہ کہ چاک شدہ بے بند کئے واپس کیا شاید اسے بھی دلیل نیک نیتی ٹھہرا دیا جاتا کہ فریب ہوتا تو بند کر دیا جاتا کیا بند کرنے میں گناہ تھا جو اس سے باز رہنا وجہ برائت ہو یعنی مکان غیر میں بے اجازت قفل توڑ کر جلیئے اور نیک نیتی کا ثبوت یہ کہ ہم نے دروازہ کھلا ہی چھوڑ دیا، طرہ یہ کہ خط زید بنام عمرو بکرنے دیکھا اور خالد کو بھیج دیا گویا خود مالک خط تھا کہ جو چاہا کیا جب سارا خط نہ دیکھا تھا تو کیا معلوم شاید اس میں کوئی مضمون خالد کے خلاف ہی ہوتا اس کا مطلع ہوتا ان مسلمانوں کے ضرر کا سبب ہوتا، غرض یہ

۱۔ صحیح البخاری کتاب الدیات باب من اطلع فی بیت قوم قیدی کتب خانہ کراچی ۱۰۲۰/۲
صحیح مسلم کتاب الآداب باب تحریم النظر فی بیت غیرہ " " " ۲۱۲/۲
۲۔ مسند امام احمد بن حنبل ترجمہ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۸۱/۵

سب حرکات عقل و شرع دونوں کے خلاف تھیں ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم ، واللہ
 سبحنہ و تعالیٰ اعلم (گناہوں سے کنارہ کش ہونے اور بھلائی کرنے کی قوت کسی میں موجود نہیں جبکہ
 اللہ تعالیٰ عظمت و شان والے کی توفیق کے ۔ اللہ تعالیٰ پاک و برتر اور بڑا عالم ہے ۔ ت)

مسئلہ ۲۸ صفر ۱۳۲۱ھ

خالد کو اس کے چچا نے ہدایت کی کہ باہمی نزاع کی بابت خط و کتابت مسدود رہنا قرین مصلحت ہے
 اب اگر ظن غالب کی بنا پر بکر اپنے بھتیجے خالد کے خطوط خود وصول کر کے اس کو نہ دے حالانکہ خالد تبری
 کرتا ہے کہ ہرگز میرے کسی خط میں اس ہدایت کا خلاف نہ کیا گیا مگر بکر کو بوجہ مرتبہ با در ہونے کے سبب
 خالد کی یقین نہیں آیا تو کیا بکر کو اس بنا پر خالد کے خطوط روک رکھنے خود کھولنے یا دیر لگانے کا اختیار
 حاصل ہے اگر نہیں تو کیا ان وجوہ سے بکر معصیت کا مرتکب قرار پائے گا یا نہیں ؟ نیز اگر ان میں بات
 نزاع باہمی تذکرہ ہو تو کیا بکر کو ہر متذکرہ بالا کا اختیار حاصل ہے یا نہیں ؟

الجواب

بکر کو اصلاً اختیار نہیں، نہ خالد کے خطوط روکنے کا، نہ دیکھنے کا۔ اور وہ ضرور گنہگار ہوگا،
 حدیث میں ارشاد ہوا کہ جو بلا اجازت دوسرے کا خط دیکھے وہ جہنم کی آگ دیکھتا ہے۔ اور بدگمانی
 دوسرا گناہ ہے اور تجسس تیسرا گناہ۔ اور یہ سوال کہ اگر ان میں خلاف ہدایت تو امور مذکورہ کا اختیار
 ہے یا نہیں محض بے معنی ہے بے دیکھے کیونکہ معلوم ہوگا کہ خلاف ہدایت ہے، غرض یہ سب کارروائی
 خود خلاف ہدایت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸ از ملک گجرات ضلع احمد آباد شہر پیران پاٹن محلہ محمدی دارہ معرفت سید عبدالقادر صاحب
 رسیدہ اصغر احمد صاحب بنگالی پنجشنبہ ۱۶ شوال ۱۳۳۲ھ

حضرت شمس علماء الدین اسوۃ الحکماء المحققین، اعلیٰ محمد و منا و مکرمنا جناب مولانا احمد رضا خان
 صاحب حفظہم الواہب من النوائب۔ بعد الف الف سلام معروض اینکہ حضور والا کے ارشاد کے
 بعد جب مراجعت الی المکتب کیا فی الواقع جواب لسان و علی الفور واجب ہے، اور علامہ مناوی نے
 تخیر بین اللفظ والمراسلۃ (زبانی جواب دینا اور بذریعہ خط جواب دونوں میں) (مکتوب الیہ کو) اختیار
 ہے۔ ت) لکھا ہے مگر علامہ شامی نے اسی کا بعد ہی خط کا جواب دینے کو واجب لکھا ہے وھو
 لکن فی الجامع الصغیر للسیوطی رد جواب المکتب حق کر دالسلام (لیکن امام سیوطی نے جامع صغیر
 میں فرمایا خط کا جواب دینا بالکل سلام کے زبانی جواب دینے کی طرح واجب ہے۔ ت) اگر اس میں

کوئی خلاف ہو تو اصلاح فرما کر مرہونِ منت فرمائیں فقط۔

الجواب

مولانا المکرم ذی اللطف والکریم اکرم المولیٰ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہمارے نزدیک جوابِ سلام علی الفور ہے تاخیر میں اثم ہوگا حتیٰ قالوا لوالواخرائی آخر الکتاب گروہ (یہاں تک منہد یا کہ اگر اس نے جواب لکھنے تک سلام کے جواب میں تاخیر کی تو مکروہ ہے۔ ت) علامہ مناوی شافعی ہیں یوں ہی امام سیوطی، ولہذا عبارت مذکورہ کے بعد مناوی میں ہے،

وہ قال جمع شافعیۃ منہم المتولی والمتولی والنوی
فی الاذکار من اد فی المجموع انہ یجب الرد
فوسر ایلہ

الاذکار میں ذکر کیا اور المجموع میں یہ اضافہ کیا کہ سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ (ت)
اور حدیث کی سند بہت ضعیف ہے، اور اس کا رفع ثابت نہیں، ہاں جواب کتاب حتیٰ الوسیع ضرور دینا چاہئے و لو بعد حین (اگرچہ کچھ عرصہ کے بعد ہو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

www.KitaboSunnat.com

سیاسیات

ممبری، ووٹ، الیکشن اور تنظیم سازی وغیرہ

مسئلہ ۲۸۲ مسئلہ محمد باقر خاں صاحب دہلی کلکٹر پشاور رائے بریلی
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک قصبہ میں جو اندر حد
 میونسپلٹی ہے ایک شخص احمد نامی زبان کچہری و زبان انگریزی سے بخوبی واقف ہے اور شریف خاندان
 اور قابلیت انتظامی میں ماہر اور معزز عہدوں پر ممتاز رہا ہے منجملہ دیگر مسلمان ممبروں کے ایک ممبر میونسپل
 ہے اور بحیثیت ممبری قوم کے کام بھی نہایت دیانت و امانت سے کر رہا ہے اب زمانہ ممبری احمد کا
 قریب الاختتام ہے لہذا احمد کو پھر امیدوار ممبری کا ہے لیکن اس کے مقابلے میں ایک شخص معمولی حیثیت کا
 جو محض اردو جانتا ہے عمر نامی امیدوار ممبری کھڑا ہوا ہے اس شخص کو انتظامی قابلیت میں کچھ مہم نہیں
 ہے اور نہ کبھی اس کو ایسا تجربہ ہوا ہے پس عمر نے اپنی کامیابی کی یہ تدبیر اس حیلہ سے سوچی ہے کہ
 اگر وہ ممبر منتخب ہو گیا تو مبلغ ڈیڑھ سو روپیہ واسطے کار خیر کے دے گا یعنی ایک آنہ فنڈ میں جو اس قصبہ
 میں ہے دے گا تاکہ سکریٹری و دیگر خدمتہ ممبران ایک آنہ فنڈ کی کامیابی میں کوشش بلیغ کریں بس ایسی
 صورت میں مسلمانوں کو احمد کی معاونت کرنی چاہئے جو نہایت بیدار مغزی اور دیانت سے ممبری کے کام
 بخوبی انجام دے رہا ہے یا عمر کی جو امور انتظامیہ کو انجام دینے کے قابل نہیں ہے۔ یتنوا توجروا
 (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

ممبری کوئی شرعی بات نہیں مگر یہ ضرور ہے کہ اگر حالت وہ ہے جو سوال میں مذکور ہے تو احمد کے مقابل عمر کے لئے کوشش عقل و نقل سے دور ہے جب وہ حسب بیان سائل ذی علم متدین نفع رساں مسلمین ہے تو اس پر ایسے عاری کی ترجیح صرف ڈیڑھ سو روپیہ کے لالچ سے جہل میں ہے، حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من استعمل من جلا علی عشرة و فیہم من
هو ارضی للہ منہ فقد خان اللہ و رسولہ
وجماعة المسلمین بے اللہ تعالیٰ اعلم
جس نے دس آدمیوں پر کسی کو افسر کیا اور ان میں وہ
ہے جو اللہ کو اس سے زیادہ پسند ہے تو اس نے
اللہ و رسول اور مسلمانوں کی سب کی خیانت کی۔

۲۸۳ مکملہ از دھوراجی متصل ناریل مسجد مرسلہ احمد علی چامڑیا ۳ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں ملک کاٹھیاواڑ میں تعلیم کی حالت بہت خراب ہونے کی وجہ سے مختلف شہروں کے مسلمانوں نے مل کر ایک رائے ہو کر ہر شہر کا ایک ایک دو دو شخص منتخب کر کے ۹۵ ممبروں کی کمیٹی مقام راجکوٹ قائم کی ہے جس کا نام مسلم ایجوکیشنل ایسوسی ایشن رکھا ہے جس میں سنت جماعت نمبر ۹۴ اور ایک خواجہ، اس ایجوکیشنل ایسوسی ایشن کی طرف سے ہر سال کسی ایک بڑے شہر میں جلسہ عام مسلمانوں کا منعقد ہوتا ہے جس میں ہر خاص و عام آسکتا ہے اور جس میں مسلمانوں کی ترقی کے ریزولوشن پاس ہوتے ہیں اور اسٹیٹ اور گورنمنٹ کے پاس سے حق مانگے جاتے ہیں اور ہر شہر میں مسلمانوں کی طرف سے جو مدرسے جاری ہیں ان کے کورس ایک کرنے میں اور دینی اور دنیاوی تعلیم کی ترقی کرنے میں کوشش کی جاتی ہے فی الحال ایک انسپکٹر ایسوسی کی طرف سے مقرر ہے جو کہ ہر مدرسہ میں جا کر تعلیم کی جانچ کرتا ہے اور ایک بورڈنگ بھی اس سال مسلمانوں کے واسطے ایسوسی ایشن نے تیار کی ہے اور ایسوسی ایشن کا تعلق ہندوستان میں کسی اور شہر سے نہیں ہے ان کے سالانہ جلسے میں ہم اہلسنت و جماعت شریک ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور ایسوسی ایشن کمیٹی کے ممبر بھی ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ ہمارے ائمہ دین شرح تفصیل کے ساتھ بیان فرما کر احقر کو مشرف فرمادیں۔

نوٹ: ہمارے یہاں خواجہ آغا خان یا خارجی یا سیدنا کو کہتے ہیں۔ بینوا تو جروا۔

الجواب

خوجہ کو اسلامی جلسہ کا رکن بنانا حرام اور مخالفتِ شارعِ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِنْكُمْ وَلَا يَالُوَكُمْ خِيَالًا وَدَّوَامًا عَنْكُمْ قَدْ بَدَأَ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَاتَخَفَى صَدْرُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ أَنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ هَٰئِنَّمْ أَوْلَاءُ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يَحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا الْقُكُوفُ قَالُوا آمَنُوا وَإِذَا اخْلَعُوا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مَوْتُوا بِغَيْظِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری نقصان رسانی میں لگی نہ کریں گے وہ جی سے چاہتے ہیں کہ تم مشقت میں پڑو۔ یہ ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکا اور وہ جو ان کے سینوں میں دبا، اور بھی بڑا ہے ہم نے تمہارے سامنے نشانیاں کھول دیں اگر تم میں عقل ہے ارے یہ جو تم ہو تم تو ان سے محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں کرتے حالانکہ پورے قرآن پر ایمان لائے اور جب تم سے ملے ہیں تو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو تم پر انگلیاں چباتے ہیں جن سے، اے محبوب! تم ان سے فرما دو کہ مر جاؤ اپنی جن میں، بیشک اللہ دلوں کی جانتا ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام

جس نے بد مذہب کی توقیر کی بیشک اس نے دین اسلام ڈھا دینے میں مدد دی۔

دوسری حدیث میں ہے :

من لقيه بالشرف فقد استخف بما انزل على محمد صلى الله تعالى عليه وسلم

جو کسی بد مذہب سے بکشادہ پیشانی ملا بیشک اس نے حقیر سمجھا اس چیز کو جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اتاری گئی۔

لہ القرآن الکریم ۱۹/۳ - ۱۸

۱۷ شعب الایمان حدیث ۹۴۶۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ۶۱/۷

۱۸ مسند الشہاب باب من احان صاحب بدعة الخ مطبوعہ بیروت ۳۱۹/۱

فتاویٰ حدیث کانت سارہ صلی علیہ ا طول من الوسطی الخ المطبعة الجالیہ مصر ص ۲۰۴

فتاویٰ الحرمین میں یہ مضمون مفصل ہے جس پر علمائے عربین شریفین نے بالاتفاق ٹھہریں کیں سنی بھائیوں کو چاہئے کہ اپنے دین کی قدر کریں اور بد مذہب کو رکعتیت سے فوراً جدا کر دیں اللہ فرما چکا کہ وہ تمہاری بھلائی کبھی نہ چاہیں گے جہاں تک بن پڑے نقصان ہی پہنچائیں گے قرآن و حدیث کے مقابل یہ جاہلانہ خیال نہ کریں کہ ۹۴ سنیوں میں ایک بد مذہبی کیا اثر کرے گی، دیکھو چورانوے قطرے گلاب ہو اور ایک بوند پیشاب ڈال دو سب پیشاب ہو جائے گا، اہل مجلس ان احکام شریعیہ کا اتباع کریں اور مجلس کو خالص اہلسنت کی کر لیں اور اگر اپنی بیجا ہٹ پر قائم رہیں تو شرعی احکام سن چکے کہ وہ دین اسلام کے ڈھادیئے پر مدد دیتے ہیں اور جو کچھ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اترا اس کی تحقیر کرتے ہیں تو مسلمانوں پر لازم کہ انہیں اور ان کی مجلس کو یک لخت چھوڑ دیں لیقتروا ما هم مقترفون (چاہئے کہ وہی کمائیں جو کچھ وہ کما رہے ہیں۔ ت) کبھی اس میں شریک نہ ہوں۔

قال الله تعالى واما ينسبك الشيطان
فلا تقعد بعد الذكري مع القوم الظالمين
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں شیطان بھلاوے میں ڈال دے تو پھر یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ

مستطابہ (مستطابہ)

اور اصلاً اس کی مدد نہ کریں،

قال الله تعالى ولا تعادوا على الائم
والعدوان والى الله تعالى اعلم.
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (لوگو!) آپس میں گناہ اور زیادتی کے معاملات میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۲۸۴ مسئلہ حافظ شمس الدین یسپور محلہ درگاہ پرشاد ضلع سیلی بھیت ۲۵ صفر ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سلطان المعظم سلطنت روم خلیفۃ المسلمین ہیں یا نہیں؟ موجودہ حالت میں مسلمانوں میں ان کی ہمدردی کرنا چاہئے یا نہیں؟ اگر اس وقت میں ہم کوئی ہمدردی نہ کریں تو گنہگار تو نہ ہوں گے۔ بینوا تو جروا۔

الجواب

سلاطین اسلام نہ صرف سلاطین اسلام کہ ہر جماعت اسلام نہ صرف جماعت کہ ہر فرد اسلام کی

خیر خواہی ہر مسلمان پر لازم ہے لحدیث الدین النصیح لکل مسلمہ (حدیث "دین ہر مسلمان کی خیر خواہی کا نام ہے" کے مطابق۔ ت) مگر ہر فرض بقدر قدرت ہے اور ہر تکلیف بشرط استطاعت کما نطق بہ الکلام العزیز (جیسا کہ اس مسئلہ کو کلام عزیز نے بیان فرمایا ہے۔ ت) نامقدورات پر ابھارنا جو موجب ضرر مسلمین ہو خیر خواہی مسلمین نہیں بدخواہی ہے مثلاً دریا میں طوفان ہے کچھ لوگ ڈوب رہے ہیں جو کناٹے پر ہیں اور تیرنا نہیں جانتے انھیں مجبور کرنا کہ اُن کے بچانے کے لئے طوفان میں کود پڑو اُن کا بچانا نہیں بلکہ ان کا ڈبونا ہے۔ مشرکوں کی یہ کھلی چال ہے جس سے وہ مسلمانوں کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور عقل کے اوندھے بصیرت کے اندھے انھیں اپنا خیر خواہ سمجھ رہے ہیں حالانکہ قرآن کریم صاف فرما چکا کہ وہ تمھاری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے اُن کی دلی تمنا ہے کہ تم مصیبت میں پڑو دشمنی اُن کے مونہوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور وہ جو اُن کے دلوں میں دبی ہے اور بڑی ہے ہم نے عاقلوں کے لئے نشانیاں صاف بیان فرمادیں۔ مولیٰ تعالیٰ کے اتنے صاف ارشاد پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں اور بدخواہوں کو خیر خواہ مانے ہوئے ہیں، مولیٰ عز و جل ہدایت دے۔ آمین! واللہ تعالیٰ اعلم۔

www.KitaboSunnat.org

نوٹ

جلد ۲۴ سیاسیات کے عنوان پر ختم ہوئی،
جلد ۲۵ ان شاء اللہ کتاب المداينات سے شروع ہوگی۔

۱۔ صحیح البخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳/۵۵
صحیح مسلم " باب بیان الدین النصیحۃ
۲۔ القرآن الحکیم ۱۱۸/۳